مع اضافہ ابن خلدون کی عظمت اور علمائے یورپ

آسان بامحاورہ جدید ترجمہ اضافۂ عنوانات اور حواشی کے ساتھ

تاریخ ابنِ خلدون

تصنیف: علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدون

روئے زمین کے تمام خطوں سے متعلق مختلف النوع مباحث، نشوو ارتقاء، عمرانیات، تہذیب وتمدن، سلطنت و ریاست، برّی و بحری تسخیر کائنات، معاشیات، اور دنیا کے تمام بنیادی علوم کی تاریخ وحقائق اور دیگر بے شمار تحقیقات پر مشتمل کتاب

اُردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 32631861

تاریخ ابنِ خلدون

تاریخ ابنِ خلدون

تصنیف: علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدونؒ

سلاطین سلجوقیہ و خوارزمیہ کا عروج و زوال اور فتنۂ تاتار سے انکی معرکہ آرائیاں

سلاطین زنگی اور صلاح الدین ایوبی کی صلیب پرستوں کے ساتھ جنگ، بلادِ اسلامیہ میں ایوبی سلطنت

اردو ترجمہ: علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی (سابقہ حصہ ہفتم)

ترجمہ جدید، عنوانات، تسہیل، اضافہ حواشی

مولانا شناء اللہ محمود صاحب

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی و استاد اسلامیہ کالج کراچی

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : دسمبر ۲۰۰۹ء علمی گرافکس
ضخامت : 419 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

﴿........ ملنے کے پتے ....﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
مکتبہ معارف القرآن جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

ISLAMIC BOOK CENTRE
119-121, HALLIWELL ROAD
BOLTON, BL1 3NE

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست
تاریخ ابن خلدون
جلد ششم ..... حصہ اول، دوم

ختم شد

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد نبوت کے سچے جانشینوں کا زمانہ ختم ہوگیا۔ حکومت پر بنوامیہ نے قبضہ کرلیا۔ خلافت اسلامیہ برائے نام باقی رہ گئی۔ حقیقت میں استبدادیت، بادشاہت اور سلطنت ہوگئی۔ اس کے باوجود مرکزی قوت کا تجزیہ نہیں ہوا۔ ایک ہی ذات جس کو خلفیہ کے نام سے یاد کیا کرتے تھے، دنیائے اسلام کے چپہ چپہ زمین کا واحد حکمران تھا۔ اسلامی فتوحات کا سیلاب جس تیزی سے بڑھ رہا تھا اسی تیزی اور عالمگیری سے بڑھتا رہا۔ ایشیا، یورپ اور المغرب الاقصیٰ تک پہنچ گیا۔ خودغرضی کا برا ہو کہ پہلی صدی کے خاتمہ پر بنوامیہ کی حکومت کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ پھر حکومت اسلامیہ پر بنوعباس قابض ہوگئے۔ ان کا ابتدائی دور حکومت بلحاظ فتوحات اور انتظامات اگر ستائش کا مستحق نہیں ہے تو الزام کا بھی مستوجب نہیں ہے۔ زمانہ وسطی میں تمدنی حالت کی ترقی اور اصلی مادی قوت کی تنزلی ہوئی۔ عربوں کی جگہ عجمیوں کا دور دورہ ہوا۔ مرکزی حکومت کا اقتدار باقی نہیں رہا۔ چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہوگئیں۔ ہر شخص نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائی، ایک حکومت کی کئی حکومتیں، ایک سلطنت کی متعدد سلطنتیں، ایک حکمران کے عوض سینکڑوں حکمران اپنی اپنی جگہ پر بن گئے۔ صرف سند حکومت دینے کا اختیار خلفیہ کے ہاتھ میں رہا۔ خلیفہ وقت ان حکمرانوں کی خودغرضیوں کا نشانہ اور ان کے ہاتھ کا کٹ پتلی بنا ہوا تھا۔ وہ جسے چاہتے تھے تخت خلافت پر متمکن کرتے تھے اور جو ان کی خودغرضیوں کی راہ میں رکاوٹ ہوتا تھا اسے معزول کر دیتے تھے۔ برامکہ سے زیادہ بنوبویہ دیلمی نے زور پکڑا۔ آپس کے جھگڑے، باہمی نفاق، شیعہ اور سنی کے جھگڑے انہی بنوبویہ کے عہد میں رونما ہوئے۔

ترک سلجوقی حکمرانوں کے حالات

سلجوقی حکمرانوں نے اسلامی ممالک پر استیلاء حاصل کر لیا تھا۔ ان کی حکومت کا سکہ تمام مشرقی ممالک میں حدود مصر تک چل رہا تھا۔ انہوں نے خلافت بغداد پر استبدادای قوت حاصل کر لی تھی۔ خلیفہ قائم بامر اللہ کے دور سے اس زمانہ تک کے حالات اور جو کچھ اور جیسی ان کی حکومت وسلطنت اقطار عالم میں تھی اُس کے واقعات ہم تحریر کریں گے۔ اور یہ بھی تحریر کریں گے کہ انہوں نے علماء کے ساتھ کیسا سلوک کیا اور کس طرح انھیں ادائے فرائض منصبی سے روکا اسی سلسلہ میں ان حکومتوں کا ذکر بھی ہم تحریر کریں گے جو ان کی حکومت ودولت سے نکلی اور پیدا ہوئی تھیں۔

ترکوں کا نسب:......ہم اوپر سلسلہ انساب عالم میں ترکوں کا نسب لکھ چکے ہیں کہ یہ کومر بن یافث کی اولاد سے ہیں جو کہ یافث کا ایک بیٹا ان سات بیٹوں میں سے ہے جن کا ذکر توریت میں آ گیا اور وہ سات ❶ یہ ہیں ''ماواق، ماذائے، ماغوغ، قطوبال، ماشخ، طیراش، کومر''۔ ابن اسحق نے ان میں سے جو چھ بیٹوں کا ذکر کیا ہے، ماذائے کو چھوڑ دیا ہے۔

کومر بن یافث کی اولاد:......یہ بھی توریت میں ہے کہ کومر کے تین بیٹے تھے ''توغرا، اشکان اور ریعاث'' اسرائیلیات میں لکھا ہے کہ افرنج (فرانس) ریعاث کی اولاد میں سے ہیں، صقالبہ اشکان کی اور خزر توغرما کی۔ لیکن نسب اسرائیلین کے علماء کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ خزر اور ترکمان ایک ہیں اور ترکوں کی تمام شاخیں کومر کی اولاد سے نکلی ہیں۔ لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ کومر کے تین بیٹوں میں سے کس بیٹے کی نسل سے ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ توغرما کی اولاد سے ہیں۔ بعض ماہرین نسب کا یہ خیال ہے کہ یہ لوگ طیراش بن یافث کی اولاد ہیں۔ ابن سعید نے ان لوگوں کو ترک بن غامور بن سویل کی طرف نسباً منسوب کیا ہے۔ لیکن بظاہر یہ غلط معلوم ہوتا ہے اور غامور کتابت کی غلطی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اور سویل کے بارے میں کسی نے یہ نہیں لکھا کہ یہ یافث کی اولاد ہے ان سب باتوں کو ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔

ترکوں کی نسلیں:......ترکوں کی بہت سی شاخیں اور متعدد جنسیں ہیں۔ ان میں سے روس اور احلان بھی ہیں۔ اعلان کو ابلان بھی کہتے ہیں، خفشاخ (جو قصچاق کے نام سے مشہور ہیں) ہیاطلہ، خلف اور غز (جن میں سے سلجوقیہ اور خطا ہیں جن کی رہائش سرزمین طمغاج میں تھی) یمک، قور، ترکس، ارکس اور ططر (جن کو طغرغر بھی کہتے ہیں) انہیں ترکوں کی نسلی شاخیں ہیں۔ لیکن روم کی ہمسایہ قوموں نے اس کا انکار کیا ہے۔

ترکوں کے علاقے:......سمجھ لو کہ ترکوں کی قوم دنیا کی بڑی قوموں میں سے ہے۔ کوئی قوم ان سے زیادہ نہیں ہے۔ عرب، معمورہ عالم میں جانب جنوب میں اور ترک شمال میں آباد ہیں۔ ترکوں نے اقالیم ثلاثہ پانچویں، چھٹے اور ساتویں اقلیم کے نصف طول پر حدود مشرق تک قبضہ کر رکھا تھا اور مالک حکمران بنے ہوئے تھے۔ شروع میں ان کے علاقے مشرق میں لب دریا ملک چین اور اس کے بالائی ممالک میں جنوباً ہند تک اور اس کے نیچے شمالاً سد یاجوج اور ماجوج تک تھے (بعض مورخین کا خیال ہے کہ یاجوج وماجوج، ترکوں میں سے ہیں) اور آخر میں انہوں نے اپنے قیام کے لیے مغرب کی جانب بلاد صقالبہ کو خلیج قسطنطنیہ تک پسند کیا۔ صقالبہ کے علاقے افرنج کے قریب اور رومہ سے ملے ہوئے ہیں۔ جانب جنوب ان کا مسکن۔ بلاد قور نہر کے قریب اور اس کے بعد خراسان، آذربائیجان اور خلیج قسطنطنیہ تھا اور آخر میں شمالی ممالک میں فرغانہ، شاش اور علاوہ ان کے شمالی علاقے جن کے نام طویل فاصلہ ہونے کی وجہ سے معلوم نہیں ہو سکے، اپنے قیام ومسکن کے لیے منتخب کیے۔ اور ان حدود کے درمیان غزنی، نہر جیحون، بلاد خوارزم، سرحد چین، بلاد قفچاق، روس اور خلیج قسطنطنیہ شمال غرب میں بھی یہی ترک آباد تھے۔

خانہ بدوش ترک:......انہی ترکوں کا ایک بڑا گروہ جن کی تعداد ان کے خالق کے سوا اور کوئی نہیں جان سکتا خانہ بدوشوں کے طور پر ممالک مذکورہ کے

---

❶ ...مصحح لکھتا ہے کہ جو نسخے کتاب کے ہمارے ہاتھوں میں ہیں ان میں، ایسا ہی لکھا ہے لیکن یہ اس کے خلاف ہے جو جلد اول کتاب ثانی میں لکھا ہے۔ مترجم

اطراف وجوانب میں سردی کی شدت کی وجہ سے اونی خیموں میں رہتا تھا❶ اور اسکا گزر دیار بکر کی طرف سے ہوا۔ دیار بکر کا والی نصر بن مروان شہر سے باہر آیا اور ایک لاکھ دینار شاہی دربار میں پیش کیا۔ جب سلطان کے کانوں تک خبر پہنچی کہ والی شہر نے یہ رقم کثیر رعایا سے وصول کی ہے تو اس نے انھیں واپس دیدیئے۔ اس کے بعد آمد پہنچا اور وہاں کے رہنے والوں کو امن دی۔ شہر پناہ کا چکر لگایا۔ اپنے ہاتھوں سے شہر پناہ کی دیوار کو چھوتا اور اسے اپنے چہرہ پر مسلمانوں کی سرحد کا تبرک سمجھ کر پھیرتا تھا۔ اس کے بعد الرہا کی طرف روانہ ہوا اور اس کا بھی محاصرہ کرلیا۔ اہل الرہا نے شہر پناہ کے دروازے بند کرلیے۔ اس کے بعد حلب کی جانب قدم بڑھائے۔ والی حلب محمود نے اپنے سپہ سالار ریعول کو اس کے پاس بھیجا اور اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا۔ اسکا نام خطبہ میں شامل کرنے کا وعدہ کیا اور حاضری سے معذرت منظور نہ کی۔ اور یہ ارشاد کیا کہ وہ ہمارا نام خطبہ میں کس طرح شامل کرسکتا ہے کیونکہ وہ اذاں میں "حیّ علی خیر العمل" کہتا ہے اُس سے کہدو کہ تمھیں بادل ناخواستہ حاضر ہونا پڑے گا مگر محمود نے حاضر ہونے سے انکار کردیا چنانچہ سلطان نے محاصرے میں سختی شروع کردی۔ والی حلب (محمود) تنگ ہوکر رات کے وقت اپنی ماں منیعہ بنت وثاب نمیری کے ساتھ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ سلطان نے اس کی بڑی عزت کی۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور اسے اس کے شہر کی طرف واپس کردیا۔

رومی بادشاہ ارمانوس کی ریشہ دوانیاں:......ارمانوس نامی رومیوں کا بادشاہ ان دنوں قسطنطنیہ پر حکومت کررہا تھا۔ اس کی طبیعت میں شرارت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اسلامی علاقوں کے سرحدی شہر ہمیشہ خطرے میں رہتے تھے۔ اس نے ۴۶۲ھ میں فوج تیار کرکے ملک شام پر چڑھائی کردی۔ شہر منبج کو جا کر گھیر لیا۔ اور قتل وخون ریزی، لوٹ مار کا بازار گرم کردیا۔ محمود بن صالح بن مرداس کلابی اور ابن حسان طائی نے اپنی اپنی قوموں اور ان عربوں کو جوان کے قرب وجوار میں تھے، جمع کرکے مقابلہ کیا۔ لیکن کامیاب نہ ہوسکے۔ چنانچہ رومی لشکر نے نہایت بری طرح سے انھیں شکست دے دی۔ اور ارمانوس قسطنطنیہ واپس آگیا۔

متحد عیسائی لشکر کا حملہ:......اس کے بعد (۴۶۳ھ میں) پھر ارمانوس نے دو لاکھ فوج لے کر اسلامی علاقوں پر یلغار کی۔ اس فوج میں رومی، فرانس، روس، کرخ اور وہ عرب بھی شامل تھے جو ان کے ممالک میں یا ان کے ممالک کے قرب وجوار میں رہتے تھے۔ چنانچہ ملازکرد (صوبہ خلاط کے شہر) پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ اس وقت سلطان الپ ارسلان شہر خوی (صوبہ آذربائیجان) میں حلب سے واپس آکر مقیم تھا۔ یہ وحشت ناک خبر سن کر غصہ سے کانپ اٹھا۔ اپنے حرم اور اسباب کو اپنے وزیر السلطنت نظام الملک طوسی کے ساتھ ہمدان بھیج دیا اور خود پندرہ ہزار جنگ جوؤں کو لے کر ارمانوس سے جنگ کرنے کے لیے بڑھا۔

رومی بادشاہ کی گرفتاری:......سلطانی مقدمۃ الجیش سے ارمانوس کا رومی مقدمہ سامنے آگیا۔ چنانچہ پہلے ہی حملے میں لشکر اسلام نے رومیوں کو شکست دے دی۔ اس کے بادشاہ کو گرفتار کرلیا اور بیڑیاں ڈال کر بارگاہ سلطانی میں بھیج دیا۔ سلطان نے اس کی ناک کٹوادی اور اس کے مال واسباب اور آلات حرب وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس روانہ کردیئے (اور یہ ہدایت کردی کہ دار الخلافت بغداد بھیج دینا)❷

---

❶......اس مضمون کو مضامین سابق سے کچھ ربط وتعلق نہیں ہے۔ شاید مؤرخ ابن خلدون نے اس مقام پر خالی جگہ چھوڑ دی تھی۔ کاتب نے کچھ خیال نہیں کیا جیسا کہ سمجھ کر پڑھنے والوں پر یہ بات واضح ہوجائے گی۔ یہ خلاصہ اس کلام کا ہے جو شیخ عطار نے لکھا ہے۔ کتب تواریخ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ سلطان الپ ارسلان سے متعلق ہے جیسا کہ علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل میں سلطان الپ ارسلاں کے قبضہ حلب کے ضمن میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ تحریر کیا ہے (دیکھئے تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۳۴ مطبوعہ لندن)

❷......اسلامی مقدمۃ الجیش کی کامیابی کے بعد سلطان کے لشکر کی ارمانوس سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ سلطان نے رومی بادشاہ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا مگر رومی بادشاہ نے جواب دیا "رے دیدو صلح ہوجائے گی" سلطان کو اس سے سخت تردد ہوا۔ فقیہ ابونصر محمد بن عبدالمالک بخاری نے عرض کی "آپ تو دینی لڑائی لڑتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی کا سہرہ آپ کے سر رہے گا۔ جمعہ کے دن جس وقت خطباء منبروں پر خطبہ پڑھنے جاتے ہیں اس وقت آپ حملہ کیجئے کیونکہ اس وقت وہ لوگ مجاہدوں کی فتح ونصرت کی دعائیں مانگتے ہیں۔ چنانچہ سلطان نے اسی وقت حملہ کی تیاری کی فوج کو جمع کرکے ایک پرجوش تقریر کی۔ تقریر نہایت پرجوش تھی خود بھی رویا اور لشکری بھی دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ ان سب نے خشوع خضوع سے دعائیں کیں۔ چنانچہ سلطان نے دعا سے فارغ ہوکر لشکریوں سے مخاطب ہوکر کہا "جس شخص کا دل واپس جانے کو چاہتا ہو وہ بلا تامل چلا جائے۔ میں اس وقت بادشاہ نہیں ہوں میں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے جنگ کی ٹھان لی ہے" مگر لشکریوں نے سینہ سپر ہوکر کہا "ہم لوگ بھی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ملک شاہ اور تکلین کی صلح: ...... اس کے بعد سلطان سمرقند کی جانب بڑھا۔ چنانچہ تکلین (والی سمرقند) شہر چھوڑ کر بھاگ گیا اور صلح کا پیغام دیا۔ چنانچہ ملک شاہ نے اس سے صلح کر لی۔ بلخ اور طغارستان کی حکومت اپنے بھائی شہاب الدین کو عنایت کی اور خراسان ہوتا ہوا رے کی طرف روانہ ہوا۔

قاروت بیگ والی کرمان کا ہنگامہ اور قتل: ...... قاروت ❶ بیگ الپ ارسلان کا بھائی، کرمان کا حاکم تھا۔ جب اس نے اپنے بھائی سلطان الپ ارسلان کے مرنے کی خبر سنی تو اس نے تاج وتخت شاہی پر قبضہ کرنے کی غرض سے ''رے'' کی طرف قدم بڑھائے۔ اتفاق یہ کہ اس کے پہنچنے سے پہلے سلطان ملک شاہ اور نظام الملک وزیر السلطنت رے پہنچ گئے تھے۔ مسلم بن قریش، منصور بن دبیس اور بہت سے کرد امراء لشکر سلطانی کے ساتھ تھے۔ (۴ شعبان ۴۶۵ھ میں) قاروت بیگ اور سلطان ملک شاہ کا مقام ہمدان میں مقابلہ ہوا۔ جس میں قاروت بیگ کو شکست ہوئی اور وہ گرفتار ہو کر امام سعد الدولہ گوہر آئین کے سامنے پیش کیا گیا۔ امام سعد الدولہ نے اس کا گلا گھونٹ دیا تو وہ مر گیا۔ لیکن کرمان کی حکومت اسی کے بیٹے کو دی گئی۔ جائزے اور خلعت ان لوگوں کو عطا کی۔ عربوں اور کردوں کو بھی جاگیریں اور انعام دیا۔ اس لیے کہ انہوں نے موقع جنگ پر نمایاں خدمات انجام دی تھیں۔

شرف الدولہ اور ملک شاہ: ...... چونکہ سلطان الپ ارسلان شرف الدولہ سے ناراض تھا اس لیے خلیفہ نے نقیب النقباء طراد بن محمد زینبی کو شرف الدولہ کے پاس موصل روانہ کیا تھا کہ اسے اپنے ساتھ سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں لے جا کر میری طرف سے سفارش کر کے آپس میں صفائی کرادو، چنانچہ نقیب النقباء شرف الدولہ کو اپنے ساتھ لے کر سلطان الپ ارسلان کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں سلطان الپ ارسلان کے مرنے کی خبر ملی تو ان لوگوں نے ملک شاہ کی خدمت میں حاضری دی اور قاروت بیگ کے خلاف جنگ میں شریک ہوئے۔

ملک شاہ اور منصور بن دبیس: ...... مسلم بن قریش نے ملک شاہ کی اطاعت وفرمانبرداری اس سے پہلے ہی قبول کر لی تھی۔ بہاء الدولہ منصور بن دبیس اس لیے سلطانی لشکر میں تھا کہ اس کے باپ نے کچھ مال، سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اس کی معرفت بھیجا تھا۔ چنانچہ جب یہ بارگاہ سلطان میں حاضر ہوا تو اس وقت سلطان جنگ قاروت بیگ پر جا رہا تھا لہٰذا یہ بھی اس کے رکاب لشکر میں روانہ ہو گیا اور قاروت بیگ کے خلاف جنگ میں حصہ لیا۔

خلیفہ قائم بامر اللہ کی وفات: ...... ❷ اس کے بعد ایاز برادر سلطان ملک شاہ نے بلخ میں ۴۶۵ھ میں وفات پائی، سلطان ملک شاہ نے اس کے بیٹے کو اپنی کفالت میں ۴۶۷ھ تک رکھا۔ پھر اسی سال کے پندرھویں شعبان میں خلیفہ قائم بامر اللہ نے اپنی خلافت کے پینتالیس برس بعد وفات پائی۔

مقتدی کی ولی عہدی: ...... اور وفات کے وقت اس کا کوئی بیٹا موجود نہ تھا صرف ایک پوتا تھا جو مقتدی بامر اللہ عبداللہ ابن محمد کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کا باپ محمد بن قائم بامر اللہ کو خلیفہ قائم بامر اللہ نے اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا، جس کا لقب ذخیرۃ الدین تھا اور کنیت ابو العباس تھی سن ۴۸۷ھ ❸ میں وفات پا چکا تھا۔ اس لیے خلافت مآب خلیفہ نے وفات کے وقت اپنے پوتے عبداللہ محمد کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا۔

مقتدی بامر اللہ کی خلافت: ...... چنانچہ خلیفہ کی وفات کے بعد اراکین حکومت مؤید الملک بن نظام الملک، وزیر السلطنت فخر الدولہ بن جہیر اور اس کا بیٹا عمید الدولہ شیخ ابو اسحٰق شیرازی، نقیب النقباء طراد اور قاضی القضاۃ دامغانی نے دیار خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ قائم بامر اللہ کی وصیت کے مطابق بامر اللہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی۔ خلیفہ مقتدی نے تخت خلافت پر بیٹھ کر فخر الدولہ بن جہیر کو بدستور عہدہ وزارت پر قائم رکھا اور اس کے بیٹے

---

❶ ...... علامہ ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۸۷) پر قاروت کے بجائے ''قاوزت'' تحریر ہے۔ ❷ ...... ابن اثیر نے اس واقعہ کو ۴۶۶ھ کے واقعات میں لکھا ہے (دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۶۴) (مترجم) ❸ ...... یہاں ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کی جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷ مطبوعہ دار احیاء التراث الاسلامی بیروت) میں جگہ خالی تھی جسے (تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۹) سے پر کیا گیا ہے۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرفروشی کے لیے تیار ہیں''۔ المختصر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تو میدان لشکر اسلام کے ہاتھ رہا۔ بیشمار عیسائی مارے گئے، مال غنیمت ہاتھ آیا۔ رومی بادشاہ گرفتار ہو کر دربار سلطانی میں پیش کیا گیا۔ پھر دس لاکھ پچاس ہزار دینار فدیہ لے کر سلطان نے اس کو رہا کیا اور یہ شرط کر لی کہ جس قدر مسلمان روم میں قید ہیں سب کے سب رہا کر دیے جائیں اور پچاس سال کے لیے صلح کر لی جائے۔ رومی بادشاہ نے اسے نہایت خوشی سے قبول کر لیا۔ پھر سلطان نے دس ہزار دینار اسکو سفر خرچ کے لیے عطا کیے۔ دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴، ۴۵ مطبوعہ لندن)

عمید الدولہ کو سلطان ملک شاہ کے پاس بیعت لینے روانہ کر دیا۔ (واللہ الموفق للصواب)

اتسز کی لوٹ مار:......ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ اتسز نے رملہ اور بیت المقدس پر ۴۶۱ھ میں قابض ہو کر دمشق کا محاصرہ کر لیا تھا۔ محاصرہ کے بعد کچھ سوچ کر واپس آ گیا لیکن اطراف دمشق میں غارتگری اور لوٹ مار کا بازار گرم کر کے رکھا۔ کوئی سال ایسا نہ تھا کہ جس میں اس نے اطراف دمشق میں لوٹ مار نہ کی ہو۔ یہاں تک کہ ۴۶۷ھ کا دور آ گیا۔ چنانچہ اس نے ماہ رمضان میں دمشق کا دوبارہ محاصرہ کر لیا اور چند روز کے بعد محاصرہ اٹھا کر واپس آ گیا۔

معلیٰ وحید کی گرفتاری اور موت:......والیٔ دمشق معلیٰ بن وحید جو خلیفہ مستنصر علوی مصری کی طرف سے دمشق کا گورنر تھا، دمشق چھوڑ کر بھاگ گیا۔ فوج اور رعایا نے اس کے ظلم وزیادتی سے تنگ آ کر اس کے خلاف بلوہ کر دیا۔ معلیٰ، دمشق سے نکل کر بانیاس پہنچا، پھر بانیاس سے نکل کر صور میں جا کر دم لیا۔ پھر صور سے مصر چلا گیا۔ جہاں خلیفہ مصری نے گرفتار کر کے اسے جیل میں ڈال دیا۔ چنانچہ وہ قید میں مر گیا۔

شامی علاقوں پر اتسز کا قبضہ:......اہل دمشق نے معلیٰ کے بھاگ جانے کے بعد انتصار بن یحییٰ مصمودی "نصیر الدولہ" کو اپنا والی مقرر کر لیا۔ رسد و غلہ کی کمی نے حالت تنگ کر دی۔ پریشانی کی کوئی حد نہ رہی۔ جس سے اتسز کو موقع مل گیا۔ اس نے ماہ شعبان ۴۶۸ھ میں دمشق کا پھر محاصرہ کر لیا۔ اہل دمشق نے مقابلہ سے ہاتھ کھینچ لیا۔ امن کی درخواست کی اور انتصار کو دمشق کے بجائے قلعہ بانیاس اور شہر یافہ جو ساحل پر ہے، دے دیا اور ماہ ذیقعدہ میں دمشق میں داخل ہو کر خلیفہ مقتدی کے نام کا خطبہ جامع دمشق میں پڑھا۔ اذان میں "حی علی خیر العمل" کہنے کی ممانعت کر دی۔ اور رفتہ رفتہ شام کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔

اتسز کا مصر پر حملہ:......۴۶۹ھ میں اتسز نے مصر پر حملہ کر دیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند کر دی پھر روزانہ کی جنگ سے اہل مصر کو تنگ کرنے لگا۔ خلیفہ مستنصر علوی نے بادیہ نشینان عرب سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ ان لوگوں نے امداد کا وعدہ کر لیا۔ ادھر سے بدر جمالی عساکر قاہر کی فوج لے کر مقابلہ پر آیا۔ اُسے بادیہ نشینان عرب حسب وعدہ کمک پر آ گئے۔ چنانچہ اتسز کو شکست ہوئی۔ اور وہ بڑی مشکل سے جان بچا کر بیت المقدس کی طرف بھاگا۔

بیت المقدس میں اتسز کی قتل و غارت:......اہل بیت المقدس اس کی عدم موجودگی میں خوب کھل کھیلے تھے جن لوگوں کو اتسز، بیت المقدس میں چھوڑ گیا تھا ان کو محراب داؤد میں محصور کر رکھا تھا اور انھیں طرح طرح کی تکالیف اور مصیبتوں میں مبتلا کر رکھا تھا۔ اہل بیت المقدس، اتسز کی آمد کی خبر سن کر محفوظ مقامات میں چھپ گئے۔ مگر اتسز نے طاقت کے زور پر ان کو زیر کر لیا۔ ان کے مال و اسباب لوٹ لیے۔ ہزاروں افراد تیغ اجل کی نذر ہو گئے جو لوگ مسجد اقصیٰ میں چھپ گئے تھے وہ بھی اس قتل و خون ریزی سے زندہ نہ بچ سکے۔

اتسز کے نام تصحیح ہم اوپر کر چکے ہیں۔ اہل شام اس کو اقسیس ❶ (یا انسیس) کہتے تھے لیکن صحیح اتسز ہے، یہ ترکی نام ہے۔

حلب کا محاصرہ:......القصہ سلطان ملک شاہ نے ۴۷۰ھ میں اپنے بھائی تتش بن الپ ارسلان کو بلاد شام کی حکومت عنایت کی اور اس کے علاوہ ان شہروں کی حکومت بھی دے دی جنھیں وہ اس اطراف میں اپنے بازو کے زور سے فتح کرے۔ چنانچہ تتش نے پہلے تو حلب کا رخ کیا اور حلب پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اس کے لشکر میں ترکمانوں کا بہت بڑا گروہ تھا۔

بدر جمالی کی دمشق کی طرف پیش قدمی:......انہی دنوں بدر جمالی نے جو کہ مصر پر حاوی ہو رہا تھا، ایک بڑی فوج محاصرہ دمشق کے لیے روانہ کی تھی۔ اتسز نے اس خبر سے مطلع ہو کر تتش سے جو کہ حلب کا محاصرہ کیے ہوئے تھا امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ تتش محاصرہ حلب سے دست بردار ہو کر

---

❶......ایک دوسرے نسخہ میں اقسیس کے بجائے "انسیس" تحریر ہے جیسا کہ یہاں بھی فاضل مترجم نے کوسین میں تحریر کیا ہے۔ بہر حال یہ درست نہیں ہے۔ (دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۳)

آتسز کی مدد کے لیے پہنچ گیا۔ چنانچہ مصری لشکر مقابلہ نہ کر سکا اور دمشق سے بھاگ گیا۔

آتسز کا قتل: ..... جس وقت تکش دمشق کے قریب پہنچا آتسز نے استقبال نہیں کیا۔ دمشق میں تتش کے آنے کا منتظر رہا حتیٰ کہ شہر پناہ کے قریب تتش سے ملاقات کی۔ تتش کو اتسز کی یہ بدتمیزی ناگوار گزری۔ لہٰذا غصہ کا اظہار کیا اس لیے آتسز نے بادل ناخواستہ معذرت کی۔ تکش نے اسی وقت اس کو قتل کر دیا اور دمشق اور تمام ممالک شام پر قابض ہو گیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ تکش کا لقب تاج الدولہ تھا۔

حلب پر مسلم بن قریش کی حکومت: ..... اس کے بعد تتس نے ۴۷۲ھ حلب کا دوبارہ محاصرہ کیا اور چند دنوں کے بعد محاصرہ اٹھا کر مراغہ اور بیرہ کی طرف بڑھا اور ان پر قبضہ کر کے دمشق کی جانب دوبارہ چلا گیا، تکش کی طرف محاصرہ ختم ہونے کے بعد مسلم بن قریش، حلب آیا اور مالک بن بیٹھا جیسا کہ مسلم بن قریش کے حالات میں ہم لکھ چکے ہیں۔ اس کامیابی کے بعد مسلم بن قریش نے سلطان ملک شاہ کو اس کی خبر بھیجی چنانچہ سلطان ملک شاہ نے اپنی طرف سے اس کو حلب کی سند حکومت عطا کر دی۔

طرسوس کی فتح: ..... ۴۷۴ء کے آخر میں مسلم بن قریش نے دمشق کا محاصرہ کیا لیکن چند دنوں کے بعد محاصرہ اٹھا لیا۔ مسلم بن قریش کی واپسی کے بعد تتس نے دمشق سے خروج کیا اور ساحل شامی کی طرف قدم بڑھائے۔ چنانچہ طرسوس فتح کر کے دمشق واپس آ گیا۔

مسلم کی دمشق کی طرف پیش قدمی: ..... پھر ۴۷۹ء میں تاج الدولہ تکش نے رومی شہروں پر جہاد کی نیت سے حملہ کیا چنانچہ مسلم بن قریش کو اس کی خبر مل گئی۔ خالی میدان دیکھ کر اس نے دمشق پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں مسلم بن قریش کے ساتھ عربوں اور کردوں کی بہت بڑی تعداد تھی۔ خلیفہ مصر نے بھی امداد کا وعدہ کیا تھا مگر یہ امدادی فوج، مسلم بن قریش کے واپس آنے کے بعد پہنچی۔

مسلم بن قریش کی شکست: ..... تکش کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے رومی شہروں پر حملے سے ہاتھ کھینچ لیا اور نہایت تیزی سے سفر طے کرتا ہوا مسلم سے پہلے دمشق پہنچ گیا۔ مسلم نے دمشق پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ تکش اپنی فوجوں کو مرتب کر کے محاصرہ اٹھا دینے کے لئے شہر سے باہر نکلا اور خم ٹھونک کر میدان میں آ گیا۔ مسلم کو اس واقعہ میں شکست ہوگئی۔

مسلم کی واپسی: ..... اسی دوران مسلم کو یہ خبر ملی کہ اہل حران نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے۔ چنانچہ وہ پریشان ہو کر مرج الصفر سے اپنے دارالحکومت لوٹ گیا اور اس کے بعد امیر جیوش نے مصر سے فوجیں مرتب کر کے ۴۷۸ھ میں دمشق پر یلغار کی اور محاصرہ کر لیا۔ مگر اہل دمشق نے قلعہ بندی کر لی۔ امیر جیوش اپنا سا منہ لے کر واپس ہو کر سلطان کے بھائی تکش سے جاملا۔

تکش کی بغاوت: ..... اس سے اس کی قوت بڑھ گئی اور علم بغاوت بلند کر دیا۔ مروالروذ اور مروالشاہجان وغیرہ پر قبضہ کر کے قبضۂ خراسان کے لئے نیشاپور کی طرف روانہ ہو گیا، ادھر سلطان کو اس کی خبر مل گئی ترمذ پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا چنانچہ سلطان نے اس کا محاصرہ کر لیا۔

تکش اور سلطان ملک شاہ سے صلح اور پھر بغاوت: ..... تکش نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست کی اور شاہی فوج کے جو سپاہی اس کے یہاں قید تھے آزاد کر دیئے اور ترمذ سے نکل کر بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو گیا۔ سلطان نے اس کی عزت کی اور گلے لگایا۔

تکش کی دوبارہ بغاوت: ..... اس نے چند دنوں کے بعد ۴۷۷ھ تکش کے دماغ میں بغاوت کی ہوا پھر سما گئی۔ اس نے مروالروذ پر دوبارہ قبضہ کر لیا اور بڑھتے بڑھتے سرخس کے قریب پہنچ گیا اور سرخس کے قریب اس قلعے کا محاصرہ کر لیا جو مسعود ابن امیر فاخر کے قبضہ میں تھا۔

ابوالفتوح کی ذہانت: ..... مسعود میں مقابلے کی طاقت نہ تھی قریب تھا کہ قلعہ تکش کے حوالے کر دیتا۔ اتفاق سے ابوالفتوح طوسی (یہ نظام الملک وزیر السلطنت کا مصاحب تھا) کو ترکیب سوجھ گئی اور غضب کی سوجھی۔ یہ ان دنوں نیشاپور میں تھا۔ اس نے ایک خط نظام الملک طوسی کی طرف سے مسعود والی قلعہ کو اس مضمون کا لکھا کہ ”تم گھبراؤ نہیں، پورے دم وخم سے مقابلہ پر جمے رہو میں بہت جلد سلطانی لشکر کے ہمراہ تمھاری مدد کو پہنچنے

والا ہوں اور دشمنوں کو مار کر بھگا دوں گا''، یہ خط ایک سانڈنی سوار کو دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تم تکش کی فوج کے قریب سے گذرنا وہ اجنبی سمجھ کر تمہیں گرفتار کر لیں گے جب تم پر تشدد زیادہ ہو اور قتل کی دھمکی دی جائے تب یہ خط انھیں دینا اور پوچھنے پر کہہ دینا کہ ''سلطان ملک شاہ بڑی فوج لے کر رے سے مسعود کی امداد کے لئے روانہ ہو گیا ہے''۔

تکش کا فرار:......چنانچہ سانڈنی سوار نے ایسا ہی کیا۔ چونکہ ابوالفتوح کی تحریر نظام الملک وزیر السلطنت کی تحریر سے بے حد مشابہ تھا اس لئے تکش کو یقین ہو گیا کہ یہ خط ضرور نظام الملک کا ہے۔ اب خیر نہیں لہٰذا فوراً محاصرہ اُٹھا کر انتہائی بے سروسامانی سے قلعہ رنج کی طرف بھاگ گیا اس کے اتنے بھی ہوش وحواس بجا نہ رہے کہ خیموں اور سامان کو اُٹھا لیتا۔ چولھے پر ہانڈی بھی چڑھی ہوئی چھوڑ گیا۔ اہل قلعہ نے دوسرے دن قلعہ سے نکل کر جو کچھ اس کی لشکر گاہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا۔

تکش کا انجام:......اس کے تین مہینے کے بعد سلطان ملک شاہ آیا اور اس نے تکش کا محاصرہ کر لیا اور بزور تلوار فتح کر کے تکش کو اپنے بیٹے احمد کے حوالے کر دیا۔ احمد نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور جیل میں ڈال دیا۔ مختصر یہ کہ اس طریقہ سے سلطان ملک شاہ نے اپنے وعدے اور قسم کو نہ توڑا ❶۔

شیخ ابواسحاق شیرازی کی سفارت:......چونکہ عمید العراق ابوالفتح بن ابواللیث (والی عراق) خلیفہ مقتدی بامر اللہ کے ساتھ بدمعاملگی اور کج ادائی سے پیش آتا تھا اس لئے خلیفہ نے (ماہ ذی الحجہ ۴۶۵ھ میں) شیخ ابواسحاق شیرازی کو سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس عمید العراق کی شکایت بھرا خط دے کر اصفہان روانہ کیا۔ شیخ کے ساتھ اس سفارت میں امام ابوبکر شاشی جیسے نامی گرامی علماء بھی تھے۔

شیخ ابواسحاق شیرازی کا استقبال:......جن شہروں کی طرف سے شیخ موصوف کا گذر ہوتا تھا اس جوش ومسرت سے وہاں کے رہنے والے استقبال کرتے تھے کہ احاطہ تحریر میں نہیں آ سکتا لوگوں کے اژدھام کی یہ حالت تھی کہ تل رکھنے کو جگہ نہیں ملتی تھی۔ شیخ کی سواری کو چھوتے اور ان کے گھوڑے کے قدم کی مٹی تبرکاً لیتے تھے اور جو کچھ ان کے پاس دراہم، دنانیر چاندی سونے کے سکے) موجود تھے، شیخ پر نچھاور کرتے تھے، صنعت وحرفت اور تجارت پیشہ والے بھی اپنی مصنوعات اور تجارتی سامان نہایت کشادہ پیشانی سے بے دریغ لٹا رہے تھے۔ شیخ اس جوش اور مسرت کو تعجب کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے اور دل ہی دل اللہ تعالیٰ کا شکر وحمد کر رہے تھے۔

شیخ ابواسحٰق شیرازی اور ملک شاہ:......یہ وفد کوچ وقیام کرتا ہوا سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خلیفہ کا پیغام پہنچایا۔ سلطان ملک شاہ نے جتنے مطالبات تھے سب قبول ومنظور کر لیے اور عمید العراق کا تعلق جتنا خلیفہ سے تھا، سارا منقطع کر دیا۔ اس کے بعد شیخ، وزیر نظام الملک کے دربار میں حاضر ہوئے جہاں امام الحرمین سے مناظرہ ہو گیا جس کے واقعات معروف ومشہور ہیں۔

فخر الدولہ کی معزولی عمید الدولہ کی وزارت:......۴۶۱ھ میں نظام الملک نے فخر الدولہ ابونصر بن جہیر کو خلیفہ مقتدی بامر اللہ کی وزارت سے معزول کر دیا تھا۔ چنانچہ عمید الدولہ بن فخر الدولہ نے وزیر السلطنت نظام الملک کے دربار میں حاضر ہو کر معذرت کی چنانچہ نظام الملک اس سے راضی ہو گیا اور خلیفہ سے اس کی معافی اور دوبارہ عہدہ وزارت پر مقرر کئے جانے کی سفارش کی۔ چنانچہ خلیفہ نے عمید الدولہ کو قلمدان وزارت مرحمت فرمایا اور اس کے باپ کو بدستور معزول رکھا جیسا کہ اس سے پہلے خلفاء بغداد کے حالات کے ضمن میں ہم بیان کر چکے ہیں۔

خلیفہ مقتدی کا سلطان کی لڑکی سے نکاح:......۴۷۴ھ میں خلیفہ مقتدی نے فخر الدولہ (وزیر) کو سلطان ملک شاہ کے پاس اس کی بیٹی سے

---

❶......ملک شاہ نے تکش سے وعدہ کیا تھا اور حلف اٹھایا تھا کہ میں تم کو کسی قسم کی ایذا نہ دونگا۔ چنانچہ تکش نے اسی عہد واقرار کی بناء پر خود کو سلطان کے حوالہ کیا تھا۔ اس کے بعد سلطان کو تکش کی تکلیف دینے اور قید کرنے کی فکر ہوئی۔ فقہاء نے فتویٰ دیا کہ آپ اسے اپنے بیٹے احمد کو دے دیجئے وہ اس کے ساتھ سب کچھ کر سکے گا۔ آپ بری الذمہ رہیں گے۔ چنانچہ سلطان نے ایسا ہی کیا۔ (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۸۹)۔

اپنی منگنی کرنے کے لیے روانہ کیا۔ چنانچہ فخر الدولہ، سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اصفہان پہنچا اور خلیفہ مقتدی کا پیغام سلطان کو دیا۔ سلطان نے اپنی بیٹی کا نکاح خلیفہ کے ساتھ پچاس ہزار دینار مہر معجل پر کر دیا۔ اس کے بعد فخر الدولہ بغداد واپس چلا گیا۔

عمید الدولہ کی معزولی: ...... ۴۷۶ھ میں خلیفہ مقتدی نے فخر الدولہ کے بیٹے عمید الدولہ کو وزارت کے عہدہ سے معزول کر دیا❶۔ اتفاق یہ کہ جس دن عمید الدولہ کو معزول کیا گیا اسی دن سلطان اور نظام الملک کا خط بنو جہیر (عمید الدولہ وغیرہ) کی طلبی کے بارے میں صادر ہوا۔ چنانچہ بنو جہیر اپنے اہل و عیال سمیت سلطان کے پاس چلے گئے۔ جہاں سلطان بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا اور فخر الدولہ کو دیار بکر کی حکومت عطا کی۔ اور ایک فوج فخر الدولہ کے ساتھ دیار بکر، بنو مروان کے قبضہ سے چھیننے کے لیے روانہ کی اور اس بات کی اجازت دی کہ "تم اس کے محاصل کو اپنے خروج میں لاؤ، خطبہ میں اپنا نام داخل کرو اور سکہ بھی اپنے ہی نام کا بنواؤ" چنانچہ فخر الدولہ بڑے کروفر کے ساتھ شاہی لشکر لیے ہوئے دیار بکر کی طرف بڑھا۔

ابن ارتق کا حملہ: ......ابن مروان والی دیار بکر کو اس کی خبر ملی تو گھبرا گیا اور مسلم بن قریش سے امداد کی درخواست کی۔ اور اس صلے میں ایک خاص بات (امداد ❷ دینے) کا وعدہ کیا چنانچہ دونوں نے قسمیں کھائیں اور ابن جہیر سے جنگ کرنے پر متفق ہو گئے۔ ابھی جنگ کا آغاز نہیں ہوا تھا کہ سلطان نے ابن جہیر کی کمک پر امیر ارتق کی کمان میں بن اکسک ایک فوج اور بھیج دی۔ لیکن اس کے باوجود ابن جہیر، ابن مروان سے صلح کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ ارتق کو یہ بات شاق گزری فوراً حملہ کر دیا۔

مسلم بن قریش کی شکست اور فرار: ......لڑائی چھڑ گئی عربوں اور کردوں کو شکست ہوئی۔ ان کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی، مسلم بن قریش کسی طرح جان بچا کر آمد پہنچ گیا مگر فتح مند گروہ نے تعاقب کیا اور چاروں طرف سے آمد کا محاصرہ کر لیا۔ مسلم بن قریش نے یہ بات محسوس کر کے کہ اب میں گرفتار ہونے والا ہوں، امیر ارتق کے پاس کہلایا کہ مجھ سے جتنا مال چاہو لے لو مگر مجھے راستہ دے دو تا کہ میں نکل جاؤں۔ امیر ارتق اس بات پر راضی ہو گیا۔ مسلم بن قریش آمد کو خیر آباد کہہ کر رقہ کی طرف چلا گیا۔ اور ابن جہیر میافارقین چلا گیا۔ منصور بن مزید اور اس کا بیٹا صدقہ، ابن جہیر سے علیحدہ ہو کر خلاط کی جانب واپس چلے گئے۔

فخر الدولہ کا موصل پر قبضہ: ......سلطان کو جب اس بات کی اطلاع ملی کہ مسلم بن قریش کا آمد میں محاصرہ کر لیا گیا ہے تو اس نے عمید الدولہ کو بڑی فوج کے ساتھ موصل فتح کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اسی مہم میں عمیز الدولہ کے ساتھ افسنقر قسیم الدولہ بھی تھا۔ جسے سلطان نے اس کے بعد حلب کی حکومت عطا کی تھی۔ قصہ مختصر عمید الدولہ موصل کی جانب روانہ ہوا۔ راستے میں اسے امیر ارتق ملا، اور وہ بھی عمید الدولہ کے ساتھ موصل کی مہم پر واپس ہو گیا۔ جس وقت شاہی لشکر موصل پہنچا۔ عمید الدلہ نے اہل موصل کے پاس ترغیب اور دھمکیوں کا پیغام بھیجا۔ چنانچہ اہل موصل نے اپنی ناکامی کا یقین کر کے صلح کے ساتھ شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے اور اطاعت قبول کر لی۔

مسلم بن قریش کی اطاعت: ......سلطان بنفس نفیس اپنا لشکر ظفر پیکر لے کر مسلم بن قریش کے علاقوں کی طرف بڑھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلم بن قریش کو محاصرے سے نجات مل گئی تھی اور وہ رحبہ کے قریب مقیم تھا۔ سلطان نے چھیڑ چھاڑ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ مؤید الملک بن نظام الملک کو خط دے کر مسلم بن قریش کے پاس بھیجا۔ مسلم نے شاہی خط کو سر اور آنکھوں سے لگایا۔ اور وفد مقام بوازیج میں اس کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ سلطان نے اس کو خلعت خوشنودی سے سرفراز کیا اور اسے اس کے علاقوں پر بحال رکھا اور خود اپنے بھائی تکش سے جنگ کرنے (خراسان کی طرف) روانہ ہو گیا جس کا ذکر ابھی آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

فردوروس عیسائی بادشاہ: ......سلیمان بن قطلمش بن اسرائیل بن سلجوق (والی قونیہ واقصرا) نے بلاد روم سے ملک شام کی طرف تباہی مچانے کے لیے قدم بڑھایا۔ اس وقت انطاکیہ، رومی بادشاہ کے قبضہ میں ۳۵۸ھ سے تھا، اور فردوروس نامی عیسائی بادشاہ اس کا حکمران تھا۔ فردوروس کا اخلاق اچھا

---

❶...... فخر الدولہ کی معزولی کے بعد وزارت عظمیٰ ابوالفتح مظفر ابن رئیس الرؤساء کو مرحمت ہوئی۔ یہ محکمہ تعمیرات کا وزیر تھا۔ (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۸۳) ❷...... دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۸۶ (مترجم)

نہ تھا۔ نہایت درجہ کا ظالم اور بداطوار شخص تھا۔ رعایا اور لشکری اس سے نالاں تھے۔ اس نے اپنے لڑکے کو بھی قید کر رکھا تھا۔ اس نے افسر اعلیٰ پولیس سے جوفردوروس کی طرف سے انطاکیہ کی حفاظت پر مامور تھا، تعلق پیدا کیا۔

انطاکیہ کی طرف پیش قدمی: ...... چنانچہ دونوں نے متحد ہو کر ۷۷ھ میں سلیمان بن قطلمش کو انطاکیہ پر قبضہ کرنے کے لیے بلوایا۔ سلیمان تین ہزار سواروں اور بہت سے پیادوں کے ساتھ دریا کے راستے قریب تر ساحل سے انطاکیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ دریا کا سفر طے کر کے خشکی پر اترا اور دشوار گذار راستوں اور پہاڑی درّوں سے گذرتا ہوا انطاکیہ کی شہر پناہ تک پہنچ گیا۔ افسر اعلیٰ پولیس نے موقع دیا۔

انطاکیہ پر حملہ اور قبضہ: ...... چنانچہ سلیمان کے سپاہی سیڑھیاں لگا کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور شہر میں داخل ہو کر قتل اور خونریزی کا بازار گرم کر دیا۔ تھوڑی دیر تک اہل شہر نے مقابلہ کیا بالآخران کو شکست ہوئی۔ ایک بڑا گروہ کام آ گیا باقی لوگوں کو سلیمان نے معاف کر دیا اور قلعہ اور شہر پر قابض ہو گیا۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا جنگ کے بعد اہل انطاکیہ کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا اور جنگ کے وقت جتنا حصہ قلعہ اور شہر کا خراب اور مسمار ہو گیا تھا اس کی تعمیر کا حکم صادر کیا۔ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں بشارت فتح کا خط روانہ کیا۔ انطاکیہ کی فتح کے بعد مسلم بن قریش (والیٔ حلب) نے سلیمان بن قطلمش کے پاس ایک قاصد روانہ کیا اور اس سے اس کے مال کا مطالبہ کیا جوفردوروس عیسائی (بادشاہ انطاکیہ) مسلم بن قریش کو سالانہ ادا کیا کرتا تھا اور بصورت عدم ادائیگی سلطان کی شاہی سطوت کی دھمکی دی۔

مسلم اور سلیمان کی کشیدگی: ...... سلیمان نے جواب دیا" سلطان کی اطاعت میرا شعار ہے، خطبہ میں اسی کا نام ہے، سکہ پر بھی اسی کا نام ڈھلوایا ہوا ہے، باقی رہا سالانہ خراج جوفردوروس دیتا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کافر تھا اور میں بفضلہ تعالیٰ مسلم ہوں اور مسلم جزیہ اور خراج نہیں دیتا" مسلم بن قریش کو اس جواب سے ناراضگی پیدا ہوگئی اور فوجیں مرتب کر کے اطراف انطاکیہ کی طرف بڑھا اور غارتگری شروع کر دی۔

مسلم اور سلیمان کی جنگ: ...... سلیمان نے بھی یہ رنگ دیکھ کر حلب پر یلغار کر دی اور اس کے قرب وجوار کے علاقوں کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد مسلم بن قریش عرب اور ترکمانوں کو متحد کر کے انطاکیہ فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس مہم میں مسلم بن قریش کے ہمراہ ساتھ نامی گرامی ترکمان مانڈر تھے۔ ان میں سے حبق امیر ترکمان بھی تھا۔ سلیمان بن قطلمش نے بھی فوجیں تیار کیں اور انطاکیہ کی حفاظت پر کمر باندھ کر میدان جنگ میں آ گیا۔ صفر ۷۸ھ کے آخر میں انطاکیہ کے باہر ایک کھلے میدان میں فریقین کی جنگ ہوئی۔

مسلم بن قریش کا قتل: ...... جنگ کے دوران حبق امیر ترکمان، سلیمان بن قطلمش سے مل گیا۔ اس سے مسلم کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ عرب شکست اٹھا کر بھاگ نکلا اسی دوران مسلم بن قریش مارا گیا۔ مسلم بن قریش کی شکست اور قتل کے بعد سلیمان نے حلب کا محاصرہ کیا۔ اہل حلب نے قلعہ بندی کر لی ابن حیثیی عباسی (سردار حلب) نے سلیمان بن قطلمش کی خدمت میں تحائف اور ہدایا بھیجے۔ اور یہ درخواست کی کہ مجھے چند دنوں کی مہلت دے دیجئے تاکہ میں سلطان ملک شاہ سے خط وکتابت کر لوں۔ اگر وہ اجازت دے دیں گے تو میں حلب آپ کے حوالہ کر دوں گا۔

ابن حیثیی کی سازش: ...... سلیمان اس جھانسے میں آ گیا اور ابن حیثیی نے تاج الدولہ تتش سے ساز باز کر لی اور اس کو حلب پر قبضہ کر لینے کے لیے بلوالیا۔ چنانچہ تتش، حلب پر قبضہ کرنے آیا۔ امیر ارسوس❶ اکسک بھی اس کے ساتھ تھا۔ امیر ارسوس سے کوئی بات خلاف مزاج سلطان ملک شاہ سرزد ہو گئی تھی۔ جس سے اسے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ اس لیے تاج الدولہ تتش کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ گزیں ہو گیا تھا۔ تتش نے اسے بیت المقدس کی حکومت پر مقرر کر دیا۔ چنانچہ اسی تعلق کی وجہ سے امر ارتق اس مہم میں تاج الدولہ کے ساتھ آیا تھا۔

سلیمان کی خودکشی: ...... سلیمان کو اس کی خبر ملی تو اس نے تتش کی روک تھام کے لیے لشکر مرتب کیا اور خم ٹھونک کر میدان میں آ گیا۔ امیر ارتق نے

---

❶ ...... کتابت کی غلطی ہے ارسوس نام نہ تھا بلکہ ارتق نام تھا۔ یہ وہی ہے جس نے معرکہ آمد میں شرف الدولہ مسلم بن قریش کو کچھ لے کر نکل جانے دیا تھا۔ یہی کام سلطان ملک شاہ کے مزاج کے خلاف ہوا تھا۔ (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۶) (مترجم)

اس لڑائی میں بہت بڑے بڑے نمایاں کام کیے۔ کئی بار نرغہ میں آیا۔ آخر کار سلیمان کو شکست ہوئی۔ اس نے خنجر سے خود اپنا گلا کاٹ لیا اور مر گیا۔ تتش نے اس کی خرگاہ اور کیمپ کو لوٹ لیا۔ جنگ سے فارغ ہو کر ابن حشیشی سے حلب سپرد کرنے کا مطالبہ کیا مگر ابن حشیشی نے جواب دیا کہ ''ذرا صبر کیجئے میں سلطان ملک شاہ سے مشورہ کرلوں اگر اجازت دیدیں گے تو میں بغیر کسی عذر کے شہر آپ کو قبضہ دے دوں گا۔

تتش کا حلب پر قبضہ:...... تتش نے جواب صاف پا کر شہر کا محاصرہ کرلیا۔ ابن حشیشی نے نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے قلعہ بندی کر لی۔ مگر اہل شہر میں سے بعض لوگوں نے تتش سے ساز باز کر لی اور تتش کو شہر میں داخل ہونے کا موقع دے دیا۔ چنانچہ تتش نے شہر پر قبضہ کرلیا۔ اور ابن حشیشی نے امیر ارتق کے پاس جا کر پناہ لی۔ امیر ارتق نے اس کو امن دے دیا اور پوری حفاظت سے اپنے پاس رکھا۔

اہل آمد کی ثابت قدمی:...... ۴۷۸ھ میں ابن جہیر (فخر الدولہ) نے اپنے بیٹے زعیم الروسا ابوالقاسم کو آمد کا محاصرہ کرنے بھیجا۔ جناح الدولہ سالار بھی اس مہم میں تھا۔ زعیم الروسا نے آمد پہنچ کر محاصرہ کرلیا۔ اس کے گردونواح کے بارآور درختوں کو کاٹ دیا کھیتوں کو برباد کر دیا۔ اہل آمد بھوکوں مرنے لگے۔ مگر اس پر بھی اہل آمد کی پیشانی پر شکن نہ آئی اور وہ مقابلہ پر اڑے رہے۔

دیار بکر پر ابن جہیر کا قبضہ:...... اس دوران عوام الناس میں سے ایک شخص نے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ کر سلطانی شعار کی آواز لگا دی چونکہ عوام الناس، عیسائیوں کے عمال سے بہت تنگ آ گئے تھے، اس لیے اس کے پاس جمع ہو گئے۔ چنانچہ بلڑمچ گیا۔ اس سے زعیم الروساء کو موقع مل گیا۔ اس نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۷۸ھ کا ہے۔

میافارقین پر فخر الدولہ کا قبضہ:...... انہی دنوں زعیم الدولہ کا باپ فخر الدولہ، میافارقین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ گوہر آئین (شحنہ بغداد) ایک تازہ دم فوج لے کر اس کی کمک پر آ گیا۔ جس سے فخر الدولہ کی قوت بڑھ گئی۔ اس نے حصار میں سختی شروع کر دی۔ چھ جمادی الآخر کو شہر پناہ کا ایک بڑا ٹکڑا گر پڑا۔ اہل شہر نے گھبرا کر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ چنانچہ فخر الدولہ نے شہر اور نیز ابن مروان کے سارے مال واسباب پر قبضہ کرلیا۔ اور مال و اسباب اپنے بیٹے زعیم الروساء کی معرفت سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔ اور زعیم الروساء گوہر آئین کے ساتھ بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ رفتہ رفتہ دونوں بغداد پہنچ گئے۔ گوہر آئین تو بغداد میں رہ گیا اور زعیم الروساء، بغداد سے روانہ ہو کر سلطان کی خدمت میں اصفہان پہنچ گیا۔

جزیرہ ابن عمر پر فخر الدولہ کا قبضہ:...... مہم میافارقین کی مہم کے ختم ہونے پر فخر الدولہ نے ایک بڑی فوج جزیرہ ابن عمر فتح کرنے کے لیے بھیجی جزیرہ ابن عمر اس وقت تک مروان کے قبضہ میں تھا۔ فخر الدولہ کی فوج نے جزیرہ ابن عمر پہنچ کر محاصرہ کرلیا۔ جس سے لڑائی چھڑ گئی۔ اہل شہر میں سے بعضوں نے سلطان ملک شاہ کی اطاعت قبول کر لی اور شہر پناہ کے اس دروازے کو جوان کے قریب تھا، کھول دیا۔ چنانچہ فخر الدولہ کا لشکر گھس گیا اور شہر پر قبضہ کرلیا۔ جزیرہ ابن عمر فتح ہو جانے سے بنی مروان کی حکومت دیار بکر سے ختم ہو گئی۔ (والبقاء للہ وحدہ)

فخر الدولہ کی وفات:...... اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے دیار بکر کو فخر الدولہ جہیر سے چھین لیا۔ فخر الدولہ، موصل چلا گیا اور وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ ۴۸۳ھ میں دنیا فانی سے کوچ کر گیا۔

تتش کا حلب کا محاصرہ:...... جب تاج الدولہ تتش نے شہر حلب پر قبضہ کیا تھا ان دنوں سالم بن ملک بن مروان جو مسلم بن قریش کا چچازاد بھائی تھا، حلب میں تھا۔ شہر فتح ہو گیا تھا لیکن قلعہ حلب اسی کے قبضہ میں تھا۔ تتش قلعہ کا بھی سترہ دن تک محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ سلطان ملک شاہ کے بھائی کے آنے کی خبر مشہور ہو گئی۔

حلب پر سلطان کا قبضہ:...... ابن حشیشی نے جب تتش کی بڑھی ہوئی قوت سے خطرہ محسوس کیا تو سلطان ملک شاہ کو لکھ بھیجا تھا کہ آپ تشریف لے آئیں میں حلب پر قبضہ دے دونگا۔ اس بناء پر سلطان ملک شاہ نے ماہ جمادی الآخر ۴۷۹ھ میں اصفہان سے حلب کی طرف کوچ کیا۔ مقدمۃ الجیش پر برسق اور بدران وغیرہ نامی گرامی سردار تھے۔ ماہ رجب میں موصل پہنچا۔ پھر موصل سے روانہ ہو کر حران میں داخل ہوا۔ چنانچہ ابن شاطی (والی حران)

نے شہر سلطان کے خادموں کے حوالہ کر دیا۔ سلطان نے محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو مرحمت فرمایا ساتھ ہی اس کے رحبہ اس کے مضافات سمیت سرج، رقہ اور خابور کی بھی حکومت دے دی۔ اور اپنی بہن زلیخا خاتون سے اس کا نکاح کر دیا۔

ملک شاہ کی فتوحات:...... اس کے بعد الرہا کی طرف بڑھا اور اسے رومیوں سے چھین لیا۔ رومیوں نے اس کو ابن عطیہ سے خرید لیا تھا جیسا کہ اوپر ہم تحریر کر چکے ہیں۔ الرہا فتح کر کے قلعہ جعبر پہنچا اور اسکو بھی فتح کر لیا۔ جتنے نبو قشیر اس تھے سب کو موت کا ذائقہ چکھایا۔ ان دنوں اس قلعہ کا ایک نابینا شخص جعفر والی تھا اس کے دو بیٹے تھے۔ دن دہاڑے یہ لوگ مسافروں کو لوٹ لیتے تھے۔ ہر آنے جانے والے کو ان سے خطرہ رہتا تھا۔ سلطان نے اس قلعہ کو فتح کر کے انکی ایذاء اور ضرر رسانی سے عوام الناس کو بچالیا۔ جعبر کے بعد منبج کو فتح کیا اور دریائے فرات کو حلب کی طرف سے عبور کیا۔ تتش نے امیر ارتق کے ساتھ سلطان کی آمد کی خبر سن کر شہر حلب سے روانہ ہوا۔ (اور نشیب و فراز میدانوں کو طے کرتا ہوا[1]) دمشق پہنچ گیا۔

جعفر پر نور الدین زنگی کا قبضہ:...... سلطان نے پہلے شہر لب پر قبضہ کیا اور اس کے بعد قلعہ حلب کو سالم بن ملک سے چھین لیا اور اسے اس کے بجائے قلعہ جعبر عنایت کیا۔ اس وقت سے قلعہ جعبر، سالم کی اولاد کے قبضہ میں رہا۔ یہاں تک کہ سلطان نور الدین زنگی شہید نے قلعہ جعبر کو سالم کی اولاد سے چھین لیا۔

اقسنقر کی گورنری:...... اس کے بعد نصر بن منقذ کنانی (والی شیراز) کا خط علم شاہی کی اطاعت کا سلطان کی خدمت میں آیا اور اس نے لاذقیہ، کفر طاب اور فامیہ کو سلطان کے حوالہ کر دیا۔ سلطان نے نصر کو ان شہروں کی حکومت پر بدستور قائم رکھا اور شیراز پر حملہ سے روک دیا۔

ابن حُشیشی کی وفات:...... حلب پر قبضہ کرنے کے بعد قسیم الدولہ آقسنقر کو حکومت حلب پر مقرر کیا۔ اہل حلب نے اقسنقر سے ابن حُشیشی کو نکال دینے کی درخواست کی۔ چنانچہ اقسنقر نے اس کو حلب سے دیار بکر بھیج دیا اور وہیں اس نے وفات پائی۔

سلطان دربار خلافت میں:...... ان مہمات سے سلطان ملک شاہ نے فراغت حاصل کر کے دار الخلافت بغداد کی جانب لوٹا اور اسی سال کی ماہ ذی الحجہ میں بغداد پہنچ کر دار المملکت میں ٹھہرا۔ خلیفہ کی خدمت میں بہت سے تحائف اور ہدایا پیش کیے۔ رات میں خلیفہ کے دربار خاص میں حاضر ہوا۔ دن کو مجلس عام میں شرف نیاز حاصل کیا۔ خلیفہ نے سلطان کو خلعت عنایت کی اور اس کے بعد امراء سلجوقیہ اور نظام الملک وزیر السلطنت، خلیفہ کی دست بوسی کے لئے پیش کیے گئے۔ ہر ایک خلیفہ کے پاس پیش ہوتا اور نظام الملک ان کو خلیفہ سے متعارف کراتا جاتا تھا۔ اس کے بعد خلیفہ نے سلطان کو حکومت تفویض کی، عدل و انصاف کرنے کی ہدایت دی چنانچہ سلطان نے خلیفہ کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگایا اور بسر و چشم اس کی ہدایتوں کو منظور و قبول کیا۔ اسی سلسلے میں خلیفہ نے وزیر السلطنت نظام الملک کو بھی خلعت سے سرفراز کیا پھر دربار عام برخاست ہو گیا پھر نظام الملک اپنے مدرسہ نظامیہ میں آیا، حدیث شریف کی سماعت کی اور چند احادیث لکھیں۔

سلطان کی بیٹی کی رخصتی:...... ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ خلیفہ مقتدی کا سلطان کی دختر نیک اختر کے ساتھ ۴۷۴ھ میں وزیر السلطنت فخر الدولہ کے ذریعہ سے نکاح ہو گیا تھا۔ محرم ۴۸۰ھ میں رخصتی ہوئی جہیز کا سامان ایک سو تیس اونٹ، چوہتر خچروں پر لاد کر دار الخلافت کی طرف روانہ کیا گیا۔ اونٹوں پر دیبائے رومی کی جھولیں تھیں جن پر طلائی اور نقرئی (سنہرا اور سفید) کام کیا ہوا تھا۔ خچروں پر دیبائے عکی کی جھولیں پڑی تھیں۔ سب کے گردنوں میں طلائی اور نقرئی حمیلیں اور گھنٹیاں لٹک رہی تھیں۔ لگام بھی سونے اور چاندی کی تھی۔ تیس عماریاں تھیں چھ اونٹوں پر بارہ صندوقیں چاندی کی لدی تھیں جنھیں ایک سے ایک قیمتی جواہر اور زیورات بھرے ہوئے تھے ایک بہت بڑا فرش سنہرا یا سونے کا تھا۔ اس ساز و سامان کے آگے آگے سعد الدولہ گوہر آئین اور امیر ارتق وغیرہ نامی گرامی علماء موجود تھے۔ عوام ان پر اشرفیاں اور روپیہ نچھاور کر رہی تھی۔

خلیفہ کی طرف سے شادی کے انتظامات:...... خلافت مآب نے بھی بڑے ساز و سامان سے رخصتی کرانے کے لئے اپنے وزیر ابوشجاع

---

[1] ...... قوسین میں موجود عبارت ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۱) پر موجود نہ تھی جسے (تاریخ الکامل جلد ۶ صفحہ ۳۰۰) سے پُر کیا گیا

کو سلطان ملک شاہ کی بیوی ترکمان خاتون کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ ظفر خادمہ ایک قیمتی محافہ لئے ہوئے ہمراہ تھی جس کو زمانہ کی آنکھوں نے نہ دیکھا تھا۔ تین سوشمع موکبیہ ❶ اور اتنی ہی مشعلیں آگے آگے تھیں۔ حریم خلافت میں کوئی کمرہ نہ تھا کہ جس میں شمعیں روشن نہ کی گئیں ہوں۔

رخصتی کی درخواست:......وزیر السلطنت ابوشجاع نے ترکمان خاتون کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ سیدنا امیر المومنین خلیفہ محترم ارشاد فرماتے ہیں ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا (ترجمہ، بیشک اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ تم لوگ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کردو) اب وہ وقت آ گیا ہے کہ خلیفہ کی ودیعت دار الخلافت میں بھیج دی جائے (یعنی رخصتی کردی جائے) ترکمان خاتون نے کہا میں بسر وچشم منظور کرتی ہوں۔

رخصتی:......چنانچہ سلطان کی لڑکی کی رخصتی کی گئی۔ آگے آگے سرداران دولت تھے۔ ہر سردار کے ساتھ بے شمار شمعیں اور مشعلیں تھیں جنھیں سواران مرکب لئے ہوئے تھے۔ ان کے پیچھے خاتون پالکی میں تھیں جس کا محافہ سونے سے ملمع تھا۔ جواہرات کی جھالریں لگی تھیں، پالکی کے اردگرد دوسوترکی لونڈیاں زرق برق پوشاکیں زیب تن کئے گھوڑوں پر سوار تھیں۔

ولیمہ:......رخصتی کے دوسرے دن خلیفہ نے دعوت ولیمہ کی۔ تمام کمانڈر، امراء حکومت اور شہر کے رؤساء دسترخوان پر حاضر تھے۔ چالیس ہزار من تو صرف چینی خرچ ہوئی اس سے دوسرے اخراجات کا اندازہ کرلینا چاہئے۔ دعوت ولیمہ کے بعد خلیفہ نے کمانڈروں اور تمام حاشیہ نشینوں کو خلعتیں عنایت کیں۔

احمد خان:......ان دنوں سمرقند کا والی خاندان خانیہ میں سے احمد خان بن خضر خاں تھا جو شمس الملک کا بھائی لگتا تھا۔ یہ شمس الملک وہی ہے جو اس سے پہلے سمرقند کا حکمران تھا۔ اس کی پھوپھی، سلطان ملک شاہ کی بیوی تھی۔ احمد خان نہایت ظالم اور بداخلاق شخص تھا۔

اہل سمرقند کا وفد سلطان کے دربار میں:......اہل سمرقند نے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں وفد بھیجا، کہ حکومت سمرقند کو آپ اپنے علم حکومت کے سائے میں لے لیجئے یہ وفد، احمد خان سے چھپ کر آیا تھا۔ اس وفد کا سردار فقیہ ابوطاہر شافعی تھا۔ حج کی روانگی ظاہر کرکے سمرقند سے یہ وفد روانہ ہوا تھا۔ چنانچہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوکر اہل سمرقند کا پیغام پہنچایا۔ چنانچہ سلطان ۴۸۲ھ میں سمرقند کے ارادے سے اصفہان سے روانہ ہوا۔ اتفاق سے اس مہم میں رومی بادشاہ کا ایلچی بھی تھا۔ یہ رومی بادشاہ کی طرف سے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں خراج لے کر حاضر ہوا تھا۔ نظام الملک وزیر السلطنت نے اس کو بھی اپنے لشکر میں لے لیا اور اس کامیابی میں یہ ایلچی بھی شریک ہوا۔

سمرقند کا محاصرہ:......خراسان پہنچ کر شاہی لشکر کو جمع ومرتب کیا گیا۔ بے انتہا فوج کے ساتھ سلطان ملک شاہ نے نہر کو عبور کیا۔ راستے میں جتنے شہر ملے سب کو فتح کرتا گیا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا بخارا پہنچ گیا اور اس پر اور اس کے گرد ونواح کے سارے شہروں پر قبضہ کرکے سمرقند پہنچ گیا۔ اور چاروں طرف سے محاصرہ کرلیا۔

سمرقند اور کاشغر پر حملہ اور قبضہ:......شہر پناہ کے بجروں کو توڑنے کے لیے کوہ شکن منجنیقیں نصب کرائیں۔ چنانچہ لڑائی چھڑ گئی، رات دن شہر پناہ کی دیواروں اور برجوں پر سنگ باری ہونے لگی۔ آخر کار ایک طرف کی شہر پناہ کی دیوار ٹوٹ گئی شاہی لشکر نے اسی طرف سے شہر میں گھس کر قبضہ کرلیا۔ احمد خان روپوش ہوگیا۔ لیکن اسے ایک ترکی سپاہی گرفتار کرلایا۔ مگر سلطان ملک شنہ نے اسے رہا کرکے اصفہان بھیج دیا اور سمرقند کی حکومت پر خوارزمی سردار ابوطاہر کو مامور کرکے کاشغر کی طرف بڑھا۔ رفتہ رفتہ شہر بوزک پہنچا اور والی کاشغر کے پاس یہ پیغام بھیجا'' کہ اگر تم میرے نام کا خطبہ اور سکہ اپنے علاقوں میں جاری کردو اور میرے علم حکومت کی اطاعت قبول کرلو تو میں تمھارے ملک سے چھیڑ چھاڑ نہیں کرونگا''۔ چنانچہ والی کاشغر نے یہ سن کر اطاعت قبول کرلی۔ دربار شاہی میں حاضر ہوگیا۔ سلطان نے اس کی عزت کی، خلعت دی اور اسے اس کے علاقوں پر بدستور بحال رکھا۔ اس کے بعد

---

❶......وہ شمعیں جن کو سوار لے کر چلتے ہیں۔

سلطان خراسان واپس چلا گیا۔

سمرقند پر حکلیہ کا حملہ: ..... سمرقند میں فوجیوں کا حکلیہ نامی ایک گروپ رہتا تھا۔ جونہایت سرکش اور متمرد شخص تھا۔ اس نے ابوطاہر پر جو کہ سلطان کی طرف سے سمرقند کا حاکم تھا، یورش کی۔ مگر ابوطاہر نے نرمی وملاطفت سے ان کو روکنا چاہا لیکن کامیاب نہ ہوسکا۔ جب ابوطاہر نے انکا رنگ اچھا نہ دیکھا تو سمرقند کو خیر آباد کہہ کر خوارزم چلا گیا۔

سمرقند پر یعقوب تکین کا حملہ: ..... سمرقند میں افواج حکلیہ کا سردار عین الدولہ نامی ایک شخص تھا۔ علم بغاوت بلند کرنے کے بعد اسے سلطانی سطوت سے خوف وخطرہ پیدا ہوگیا۔ چنانچہ اس نے یعقوب تکین (والی کاشغر کے بھائی) سے خط وکتابت کی اور اسے سمرقند بلا کر قبضہ دیدیا۔ چنانچہ یعقوب نے شکر گزاری کے ساتھ سمرقند پر قبضہ کرلیا۔

عین الدولہ کا قتل: ..... اور چند دنوں کے بعد لوگوں کو عین الدولہ کے خلاف ابھار دیا جن کو اس سے دشمنی اور عداوت تھی۔ ان لوگوں نے اس پر اپنے اعزہ واقربا کے خون کا دعویٰ کردیا۔ یعقوب نے فقہاء سے استفسار کیا تو فقہاء نے عین الدولہ کے قتل کا فتویٰ دیدیا۔ چنانچہ یعقوب، عین الدولہ کو قتل کرکے سمرقند کا خودمختار حاکم بن گیا۔

سمرقند کی طرف سلطان کی دوبارہ پیش قدمی: ..... ان واقعات کی اطلاع بارگاہ سلطان میں ہوئی۔ سنتے ہی آگ بگولا ہوگیا ۴۸۱ھ میں فوجیں تیار کرکے سمرقند کی طرف روانہ ہوگیا۔ پھر جب شاہی لشکر بخارا پہنچا، یعقوب، سمرقند چھوڑ کر فرغانہ کی طرف بھاگ گیا۔ اور وہاں سے کاشغر کا راستہ لیا اس کی فوج کا ایک گروپ علم شاہی کا مطیع ہوکر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوگیا چنانچہ مقام طواویس (بخارا کے ایک گاؤں) میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ سلطان ملک شاہ نے سمرقند پر قبضہ کرکے امیر اتنز کو اسکا والی مقرر کیا اور یعقوب کی گرفتاری اور تعاقب پر فوجیں بھیجیں اور بادشاہ کاشغر کو بھی یعقوب کی تلاش کا حکم دیا۔

یعقوب تکین کی بدحواسی: ..... اتفاق سے یعقوب کے لشکر میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ اور لشکر نے اس کے خزانہ کو لوٹ لیا۔ یعقوب پریشان ہوکر اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔ اور اپنے بھائی کے پاس کاشغر میں جاکر پناہ لی مگر اس کی خبر سلطان ملک شاہ کو مل گئی۔ اس نے بادشاہ کاشغر کو لکھ بھیجا کہ "یعقوب باغی کو فوراً بھیج دو" چنانچہ بادشاہ کاشغر کو سخت تردد کا سامنا ہوا۔ ادھر سلطان ملک شاہ کا خوف بھی اپنی ڈراؤنی صورت دکھا رہا تھا اور بھائی کی محبت بھی دل میں جوش مار رہی تھی۔ آخر کار خوف غالب آ گیا اور اس نے اپنے بھائی یعقوب کو گرفتار کرکے اپنے بیٹے اور چند مصاحبوں کے ساتھ سلطان کی خدمت میں روانہ کردیا۔ اور یہ ہدایت کردی کہ راستے میں یعقوب کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دینا۔ اگر سلطان ملک شاہ کا غصہ اس سے ختم جائے تو بہتر ورنہ اسے سلطان ملک شاہ کے حوالہ کردینا۔

یعقوب کی نجات: ..... چنانچہ جب یہ لوگ سلطانی خرگاہ کے قریب پہنچے اور یعقوب کی آنکھوں میں نیل کی سلائیں پھرنا چاہا تو ان کو یہ خبر ملی کہ طغرل بن نیال نے بے شمار فوج کے ساتھ کاشغر پر حملہ کرکے بادشاہ کاشغر کو گرفتار کرلیا ہے۔ یہ خبرسن کردہ لوگ بدحواس ہوگئے اور یعقوب کو چھوڑ دیا۔

یعقوب اور سلطان کی صلح: ..... اس واقعہ کی اطلاع سلطان ملک شاہ کو ملی تو سلطان کو بھی طغراب نیال کی اس بڑی فوج سے خطرہ پیدا ہوگیا اور وہ اپنے علاقوں کو بچانے کے لیے واپس لوٹ گیا۔ اور تاج الملک کو یقوب سے دوستانہ مراسم پیدا کرنے کے لیے مقرر کیا۔ چنانچہ تاج الملک نے اس خدمت کو جیسا کہ چاہیئے تھا، انجام دیا۔ لہٰذا سلطان ملک شاہ اور یعقوب کے دوستانہ مراسم ہوگئے۔ اسے فوجیں دے کر طغرل بن نیال کے مقابلہ پر کاشغر روانہ کردیا۔ طغرل نے یہ سن کر کاشغر سے کوچ کردیا اور سلطان ملک شاہ خراسان واپس چلا گیا۔

سلطان کی بغداد آمد اور واپسی: ..... اور دوبارہ ۴۸۴ھ میں دارالخلافت بغداد آیا۔ اس کی آمد کی خبرسن کر اس کا بھائی تاج الدولہ تتش (والی شام) قسیم الدولہ اقسنقر (والی حلب) یوزان (والی الرہا) اور مختلف صوبوں کے بہت سے حکمران دارالخلافت بغداد میں حاضر ہوئے۔ چنانچہ سلطان ملک

شاہ نے بڑی دھوم سے محفل میلاد منعقد کی جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی۔ اس مرتبہ اپنے وزیر السلطنت اور دوسرے اراکین خدمت کو حکم دیا کہ اپنی اپنی رہائش کے لیے دار الخلافت بغداد میں مکانات بنوالو۔ چنانچہ مکانات کی تعمیر شروع ہوگئی اور وہ چند دن قیام کر کے اصفہان لوٹ گیا۔

مصر وغیرہ سواحل شام پر تتش کا قبضہ:...... جب سلطان، دوبارہ ۴۸۴ھ میں دار الخلافت بغداد آیا اور امراء شام وفد لے کر دربار شاہی میں حاضر ہوئے جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں چنانچہ جب ان لوگوں نے اپنے اپنے ممالک زیر کنٹرول کی جانب واپسی کی تو سلطان نے اپنے بھائی تاج الدولہ تتش کو حکم دیا کہ شامی ساحل پر یلغار کر کے دولت علویہ کے قبضہ سے اسے نکال لو۔ پھر آقسنقر اور بوزان کو تتش کی امداد کی ہدایت کی۔ چنانچہ جب تتش، دمشق واپس آیا تو فوجوں کو آراستہ ومرتب کر کے حمص پر چڑھائی کر دی۔ ان دنوں حمص میں ابن ملاعب حکومت کر رہا تھا۔ یہ نہایت ظالم اور بداخلاق شخص تھا۔ جیسا یہ تھا ویسا ہی اس کے بیٹے ظلم اور ایذا رسانی میں طاق اور ماہر تھے۔ رعایا کو ان سے سخت تکلیف تھی۔ تتش نے حمص پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور اسے فتح کر کے قلعہ عرقہ کی جانب بڑھا۔

قلعہ اقامیہ کی فتح:...... وہ بھی ایک سخت لڑائی کے بعد فتح ہوگیا۔ اس کے بعد قلعہ اقامیہ کا محاصرہ کیا حاکم قلعہ، خلفیہ مصری کا ایک خادم تھا۔ اس نے خدادادقوت سے مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ لہٰذا امن کی درخواست کی اور قلعہ کی کنجیاں، تتش کے حوالہ کر دیں۔ چنانچہ تتش نے اس کو بھی مسخر کر کے طرابلس پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔

تتش کی طرابلس کے والی کے ساتھ صلح:...... والی طرابلس میں مقابلے کی طاقت نہ تھی۔ لہٰذا ساز باز سے کام نکالنے کی کوشش کی۔ تتش کے ساتھی امراء کے پاس صلح کرا دینے کا پیغام دیا اور اس بدلے میں بڑا انعام دینے کا وعدہ کیا۔ مگر ان لوگوں نے سختی سے انکار میں جواب دیا۔ تب والی طرابلس نے آقسنقر کے وزیر کو ملایا، تیس ہزار دینار نقد کی تھیلیاں پیش کیں اور اتنے ہی دیا اس سے زیادہ قیمت کے تحائف اور ہدایا دیئے۔ اس نے اپنے آقا آقسنقر کو والی طرابلس سے صلح کر لینے پر آمادہ کر لیا۔ آقسنقر اور تتش کی والی طرابلس سے صلح کرنے پر بحث وتکرار ہوگئی۔ حتیٰ کہ سخت کلامی تک نوبت پہنچ گئی۔ چنانچہ آقسنقر اپنی فوجوں سمیت وہاں سے روانہ ہوگیا۔ باقی لوگ بھی مجبوراً واپس چلے گئے۔ غرض کہ والی طرابلس کا کام بن گیا اور سلطان ملک شاہ کی مجوزہ اس کیم پوری نہ ہوسکی۔

○ **حجاز پر سلطان کا قبضہ:**...... دار الخلافت بغداد میں ان امراء میں سے جو دربار شاہی میں وفد لے کر آئے تھے، عثمان جق ❶ امیر ترکمان (والی قرمسیس) بھی تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اس کو حجاز اور یمن کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ سعد الدولہ گوہر آئین (افسر پولیس بغداد کو) اس مہم کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ سعد الدولہ نے ترشک نامی ایک شخص کو اس فوج کی کمان دے دی۔ چنانچہ ترشک نے حجاز پر یلغار کی اور اس پر قابض ہوگیا۔

یمن اور عدن پر ترشک کا قبضہ اور موت:...... قبضہ کرنے کے بعد ترشک نے بدافعالی شروع کر دی۔ اس کے فوجی بھی اس کے دیکھا دیکھی برے افعال کرنے لگے۔ امیر حاجز محمد بن ہاشم ان لوگوں کی زیادتیوں اور ظلم کی شکایت لے کر دربار شاہ میں حاضر ہوا اس کے بعد ترشک نے ۴۸۵ھ میں یمن پر حملہ کیا اور اس کے گردونواح میں لوٹ مار کر کے عدن پر بھی قابض ہوگیا۔ یہاں بھی ان لوگوں نے وہی حرکات کیں۔ مگر عدن پر قبضہ کرنے کے ساتویں دن ترشک مر گیا۔ پھر اس کے ساتھی اسے دار الخلافت بغداد اٹھا لائے اور دفن کر دیا۔

وزیر السلطنت نظام الملک پر حملہ اور قتل:...... ۴۸۵ھ میں سلطان ملک شاہ دار الخلافت بغداد کی جانب واپس آ رہا تھا۔ ماہ رمضان میں اصفہان پہنچا۔ وزیر السلطنت نظام الملک افطار کے بعد اپنے خیمہ سے نکل کر اپنے حرم سرا میں جا رہا تھا باطنی فرقے کا ایک شخص فریادی صورت بنائے سامنے گیا۔ وزیر السلطنت جیسے ہی اس کی فریاد سننے اس کے قریب گیا باطنی نے وزیر السلطنت کے پیٹ میں خنجر بھونک دیا۔ اور بھاگا مگر خیمہ کی طناب میں الجھ کر گر پڑا، گرفتار کر لیا گیا اور اسی وقت قتل کر دیا گیا۔

❶...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۳) ''جق'' کے بجائے ''جبق'' اور ''قرمسیس'' کے بجائے ''قرمسین'' تحریر ہے۔

نظام الملک کو اس کے خیمہ میں اٹھالائے۔ زخم کاری لگا تھا اس لیے زندہ نہ بچ سکا۔ جان بحق تسلیم کر دیا۔ اس نے تیس سال سلطان ملک شاہ کی وزارت کی۔ اس واقعہ سے فوج میں ہیجانی کیفیت پیدا ہوئی۔ سلطان ملک شاہ یہ واقعہ سن کر وزیر السلطنت کے خیمہ کی طرف آیا۔ چنانچہ اس کو دیکھ کر لوگوں کا جوش ختم ہو گیا۔

سلطان پر الزام:...... چونکہ حکومت نظام الملک کے قبضہ میں تھی، سارے احکام اس کے اور اس کے بیٹوں کے جاری و نافذ ہوتے تھے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ سلطان ملک شاہ نے باطنی قاتل کو نظام الملک کے قتل پر مامور کیا تھا۔

جمال الملک کا قتل اور اس کی وجہ:...... سلطان ملک شاہ کے اشارے اور حکم سے جمال الملک بن نظام الملک ۴۷۵ھ میں مارا گیا تھا۔ سبب یہ تھا کہ سلطان ملک شاہ کے ایک خواص کی شکایت جمال الملک سے کی گئی۔ جمال الملک نے اس کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ چنانچہ سلطان ملک شاہ کو اس سے برہمی پیدا ہو گئی، اس نے عمید خراسان کو حکم دیا کہ اگر تجھے اپنا سر عزیز ہے تو جمال الملک کا سر کسی ترکیب سے اتار لے۔ عمید خراسان یہ حکم سن کر حواس باختہ ہو گیا۔ لیکن چارہ کار کچھ نہ تھا۔ ترساں اور خائف باہر آیا اور تدبیریں کرنے لگا۔ آخرکار جمال الملک کے خادم کو تیار کیا، جس نے جمال الملک کو زہر دے کر قتل کر دیا۔ عمید خراسان نے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تعمیل حکم کی رپورٹ پیش کی۔ اسی وقت سلطان ملک شاہ نظام الملک کے پاس گیا اور اسے جمال الملک کے مرنے کی خبر دی اور تعزیت کی۔

عثمان بن جمال اور کردن:...... قصہ مختصر سلطان ملک شاہ کا دل نظام الملک اور اس کی اولاد کی طرف سے میلا ہوتا گیا اور لگانے بجھانے والے لگاتے بجھاتے گئے۔ یہاں تک کہ نظام الملک کا پوتا عثمان بن جمال الملک، مرو کا والی مقرر کیا گیا۔ سلطان ملک شاہ نے کسی ضرورت سے کردن نامی پولیس افسر کو عثمان کے پاس بھیجا۔ کردن کی عزت سلطان ملک شاہ کی آنکھوں میں بہت زیادہ تھی اور یہ اس کے خادموں اور امراء میں ایک اہم شخص تھا۔ اتفاق یہ کہ اس کی عثمان سے ان بن ہو گئی۔ عثمان کو اپنے اداد نظام پر غرّہ تھا۔ اس نے سلطان ملک شاہ کا کچھ خیال نہ کیا اور کردن کو ذلیل کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اور کچھ عرصے بعد رہا کر دیا۔

سلطان ملک شاہ اور نظام الملک میں کشیدگی:...... کردن پریشان ہو کر سلطان ملک شاہ کی خدمت میں پہنچا۔ اور عثمان کی زیادتیوں کی شکایت کی۔ چنانچہ سلطان ملک شاہ کا غصہ بھڑک اٹھا۔ فخر الملک الپ ارسلان اور تاج الدولہ وغیرہ امراء حکومت کو نظام الملک کے پاس بھیجا اور یہ کھلوایا ''اگر تم میرے مطیع اور میرے وزیر ہو تو اپنے حد اور مرتبہ پر رہو اور اگر میری حکومت میں شریک اور حصہ دار ہو تو جو تمہاری سمجھ میں آئے اس پر عمل کرو۔ تمہارا پوتا عثمان کتنا سر چڑھ گیا ہے۔ اس نے شاہی سطوت و جلال کا ذرا بھی خیال نہ کیا۔ میرے افسر پولیس (کردن) کے ساتھ برا برتاؤ کیا۔ اسی طرح تمہارے سارے بیٹے بڑی بڑی ریاستوں کے مالک بنے ہوئے ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں''۔ چونکہ فخر الملک وغیرہ نظام الملک کا پاس ولحاظ کرتے تھے، اس وجہ سے سلطان ملک شاہ نے اپنے ایک معتمد خواص نَلبرذ (یلبرد) کو بھی ان کے ساتھ نظام الملک کے پاس بھیجا۔ کہ کوئی بات یہ لوگ نہ چھپا سکیں اور شاہی پیغام بھی لفظ بلفظ پہنچائیں۔

نظام الملک کا جواب:...... نظام الملک یہ پیغام سن کر بھرا اٹھا۔ زبان کھل گئی اپنے احسانات ایک ایک کر کے گنوائے۔ دشمنان حکومت سے دفاع ارا کین حکومت کو متفق الکلمہ کرنے اور فتوحات ملکی کو بہت بڑی تقریر سے ظاہر و ثابت کیا اور یہ کہا کہ یہ سب میری ہی وجہ سے ہوا ہے۔ جس وقت سلطان کے والد محترم کا انتقال ہوا تھا، اس وقت سلطان کو کون جانتا تھا۔ میں ہی نے فلاں فلاں مخالفوں کو زیر و زبر کیا تھا اور وہ اس وقت بھی میرے قبضہ میں ہیں۔ اور اب جبکہ دور دراز اور قریب کے علاقے فتح ہو گئے اور چھوٹے بڑے سب لوگوں نے اطاعت قبول کر لی ہے تو لوگوں کے لگانے بجھانے پر خیال کرنے لگے ہیں۔ جاؤ! یہ کہہ دو کہ حضور کی حکومت اور حضور کا تاج اسی قلمدان کی بدولت ہے۔ جس دن یہ نہیں ہوگا تو تاج و حکومت کی بھی خبر نہ ہوگی۔ جب تک یہ دونوں متفق ہیں اسی وقت تک حکومت، فتوحات اور سطوت کا دور دورہ ہے۔ اگر آپ کا کچھ اور ارادہ ہو تو مجھے مطلع کیجئے اور آئندہ کی اپنی تدبیر کیجئے۔ مختصر یہ کہ اسی قسم کی نہایت لمبی تقریر کی اور یہ کہا جاؤ اس میں سے جو جو چاہو سلطان سے کہہ دو۔ نَلبرذ نے سلطان کی خدمت

میں حاضر ہو کر جو کچھ نظام الملک نے کہا تھا، لفظ بلفظ سلطان کے کانوں تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد فخر الملک وغیرہ حاضر ہوئے اور ان لوگوں نے اصل جواب چھپانے کی کوشش کی۔ لیکن چونکہ نکبر ذ نے نظام الملک کا جواب پورا پورا گوش گذار کر دیا تھا۔ مجبوراً ان لوگوں کو اس کے قول کی تصدیق کرنا پڑی۔

سلطان ملک شاہ کی وفات:......اس واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد نظام الملک کے قتل کا واقعہ پیش آ گیا۔ تقریباً ایک مہینہ کے بعد سلطان ملک شاہ بھی اس دنیا سے کوچ کر گیا۔

نظام الملک طوسی:......نظام الملک، طوس کا رہنے والا تھا۔ اس کا باپ ابو علی حسن بن علی بن اسحٰق، طوس کا ایک زمیندار تھا۔ مال، دولت اور ملکیت جو کچھ تھی وہ سب اس کے باپ کے زمانہ میں ختم ہوگئی تھی اور وہ بھی مر گیا تھا۔ یتیمی کی حالت میں اس نے نشو ونما پائی۔ پڑھا لکھا علوم اور فنون میں کافی دسترس حاصل کی۔ خراسان غذارئی اور بلخ کے حاکموں سے تعلقات بڑھائے۔ مراسم پیدا کیے اور اس کے بعد ابو علی بن شاذان (سلطان الب ارسلان کا وزیر تھا) کے ہاں ملازم ہوگیا۔ آدمی کفایت شعار، مستعد اور ہوشیار تھا۔ لہٰذا تھوڑے ہی زمانہ میں ابو علی کا بااعتماد بن گیا۔ پھر جب ابو علی کا زمانہ وفات قریب آ گیا تو ابو علی نے سلطان الب ارسلان سے اس کی کفایت شعاری، دانائی، سیاست کی تعریف کی اور یہ وصیت کی کہ آپ اسے اپنی خدمت میں رکھ لیجئے۔ چنانچہ ابو علی کے مرنے کے بعد سلطان الپ ارسلان نے نظام الملک کو اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ چونکہ منتظم، کفایت شعار اور سیاست سے واقفیت رکھتا تھا۔ سلطان الپ ارسلان سے اسے قلمدانِ وزارت کا مالک بنا دیا۔ پھر جب سلطان الپ ارسلان نے وفات پائی اور یہ اس کا وزیر تھا تو سلطان ملک شاہ نے بھی اسے عہدہ وزارت پر قائم رکھا۔

سیرت و کردار:......نظام الملک، بہت بڑا عالم، سخی، عادل، حلیم شخص تھا۔ لوگوں کی خطاؤں سے درگزر کرتا تھا۔ علماء دین اور اہل اللہ کی بے حد عزت اور توقیر کرتا تھا۔ ان کی خدمت میں رہنے کا گویا عادی تھا۔ اس کے دربار میں یہی لوگ رہتے اور انہی کی عزت اور آؤ بھگت تھی۔ مختلف شہروں میں بے شمار مدرسے قائم کیے اور ان کے اخراجات کے لیے بڑی رقم مقرر کی۔ بغداد، خراسان وغیرہ جیسے بڑے بڑے شہروں میں حدیث پڑھانے کی درسگاہیں کھولیں۔ صوم صلوٰۃ کا پابند تھا۔ اوقات صلوٰۃ کا بہت لحاظ رکھتا تھا۔ اس نے اپنے عہد وزارت میں بہت سے ٹیکس اور محصول معاف کر دیئے تھے۔ فرقہ اشعریہ پر منبروں پر لعن کرنے کی ممانعت کر دی تھی۔

ایک بری رسم کا قلع قمع:......ایک مدت سے یہ رسم قبیح چلی آ رہی تھی کہ جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے ہوئے منبروں پر اعلانیہ اشعریوں اور رافضیوں پر سنت کی جاتی تھی اصل محرک اس کا وزیر السلطنت عمید الملک کندری تھا۔ اس نے سلطان طغرل بیگ سے روافض پر لعنت کرنے کی تحریک کی تھی۔ چنانچہ سلطان طغرل بیگ نے روافض پر لعنت کرنے کا حکم صادر کر دیا۔ یار لوگوں نے روافض کے ساتھ اشعریوں کو بھی شامل کر دیا۔ اس لیے اکثر علماء عظام، آئمہ دین امام حرمین اور ابو القاسم قشیری وغیرہ نے جلاوطنی اختیار کر لی تھی۔ چنانچہ جب سلطان الپ ارسلان حکمران بنا اور قلمدانِ وزارت کا نظام الملک طوسی مالک بنا تو اس نے سلطان الپ ارسلان سے کہہ کر لعنت کرنے کی قطعی ممانعت کرا دی۔ علماء اور فضلاء جو ترک وطن کر کے دوسرے مقامات پر چلے گئے تھے۔ یہ خبر سن کر اپنے اپنے وطن واپس آ گئے۔

قصہ مختصر اس شخص میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ اس کے مناقب بیشمار ہیں۔ تم اسی سے اندازہ کر لو کہ اس کی مجلس علماء فقہاء اور محدثین سے بھری رہتی تھی۔ امام الحرمین وغیرہ جیسے نامی فضلاء اپنی تصانیف کو اس کے نام نامی سے موسوم کرتے تھے

مدرسہ نظامیہ کا انتظام:......اس نے دار الخلافت بغداد میں بہت بڑا مدرسہ بنوایا جس کا نام نظامیہ تھا۔ شیخ ابو اسحاق شیرازی اس کے مدرس اعلیٰ تھے ۴۷۶ھ میں اس نے وفات پائی تب مؤید الملک ابن نظام الملک نے شیخ ابو اسحاق شیرازی کے بجائے ابو سعید کو مقرر کیا لیکن یہ تقرری نظام الملک کو پسند نہ آئی۔ اس نے امام ابو نصر صباغ صاحب شامل کو یہ خدمت سپرد کی۔ اسی سال کے ماہ شعبان میں امام ابو نصر نے بھی یہ دنیا فانی چھوڑ دی۔ تب نظام الملک نے ابو سعید کو ۴۷۸ھ میں اس خدمت پر متعین کیا اس کے بعد شریف علوی ابو القاسم دبوسی، نظامیہ کے پرنسپل مقرر ہوئے ۴۸۲ھ میں ان کا بھی انتقال ہو گیا تو ابو عبد اللہ طبری اور قاضی عبد الوہاب شیرازی باری باری نظامیہ میں درس دینے لگے۔

امام غزالی مدرسہ نظامیہ میں: ...... ۴۸۴ھ سے امام ابو حامد غزالی سند درس و تدریس پر متمکن ہوئے۔ جو ایک مدت تک اس خدمت پر رہے۔ نظام الملک کے عہد وزارت میں تعلیم و تعلم کا بے حد چرچا ہوا چونکہ اس کا نتیجہ اچھا دیکھتے تھے اس لیے لوگوں کی توجہ علم دین کے حاصل کرنے کی طرف زیادہ تھی۔ واللہ اعلم

سلطان کی بغداد آمد اور وفات: ...... نظام الملک طوسی کے قتل کے بعد سلطان ملک شاہ دارالحکومت واپس چلا گیا ۴۸۵ء ماہ رمضان کے آخر میں بغداد پہنچا۔ ابوالفضل ہردستمانی سلطان ملک شاہ کی بیوی ترکمان خاتون جلالیہ کا وزیر تھا۔ یہ اس وقت ماوراء النہر میں تھا۔ یہی سلطان ملک شاہ سے نظام کی چغلی سب سے زیادہ کرتا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے دارالخلافت بغداد میں پہنچتے ہی ارادہ کر لیا تھا کہ قلمدان وزارت اسی کو سپرد کیا جائے۔ لیکن ایک اتفاقی حادثہ نے سلطان ملک شاہ کو اس ارادے سے باز رکھا اور وہ یہ تھا کہ عید الفطر کے تیسرے دن سلطان ملک شاہ علیل ہوا اور پندرہویں شوال ۴۸۵ھ کو انتقال کر گیا۔

اصفہان پر کروت کا قبضہ: ...... ترکمان خاتون جلالیہ، سلطان کے ساتھ بغداد میں موجود تھی۔ اور اس کا بیٹا محمود اصفہان میں تھا۔ ترکمان خاتون نے مصلحتاً سلطان کی موت کو چھپایا اور اس کی نعش لے کر اصفہان کی طرف روانہ ہوگئی۔ تاج الملک وغیرہ امراء اس کے قافلے میں تھے۔ قوام الدولہ امیر کربوقا (جو آئندہ والی موصل بن گیا) بھی آ گیا۔ پھر کیا تھا سونے پر سہاگہ ہوگیا۔ اس کو سلطان ملک شاہ کی انگوٹھی دے کر والی قلعہ اصفہان کے پاس بھیجا۔ والی قلعہ نے سلطان کی انگوٹھی دیکھ کر قلعہ کی کنجیاں امیر کربوقا کو دے دیں۔ امیر کربوقا نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

محمود کی تخت نشینی: ...... اس کے بعد ہی ترکمان خاتون پہنچ گئی۔ امراء لشکر اور نیز اسلامی فوج کو جائزے اور انعامات دیئے اور اپنے بیٹے محمود کی تخت نشینی کی تحریک کی۔ محمود کی عمر اس وقت چار سال کی تھی۔ چنانچہ امراء لشکر اور فوج نے محمود کی سلطنت و حکومت کی بیعت کر لی۔

خلیفہ کی تائید اور شرط: ...... محمود کی بیعت سلطنت کے بعد خلیفہ مقتدر کی خدمت میں درخواست کی کہ "محمود کی باضابطہ تخت نشینی ہوگئی ہے اور اراکین سلطنت نے بیعت کر لی ہے۔ خطبوں میں اس کا نام داخل کرنے کی اجازت دی جائے"۔ چنانچہ خلیفہ نے اس شرط سے منظور فرمایا کہ بالغ ہونے تک امیر انز، امور سلطنت کا نگراں و منتظم رہے گا اور مجد الملک صیغہ مال، اور عزل و نصب عمال کا مختار ہوگا۔ مگر ترکمان خاتون (محمود کی ماں) نے اس کو منظور نہ کیا۔

امام غزالی اور ترکمان خاتون: ...... امام ابو حامد غزالی نے جو خلفیہ کا پیغام لے کر گئے تھے، ترکمان اتون کو سمجھایا کہ شرعاً تمہارا بیٹا نابالغی کی وجہ سے حکومت و سلطنت کی باگ ڈور نہیں سنبھال سکتا اگر تم ان شرائط کو قبول و منظور نہ کرو گی تو سلطان ملک شاہ کا دوسرا بیٹا تخت نشین کر دیا جائے گا۔ مجبوراً ترکمان خاتون نے شرائط مذکورہ منظور کر لیں۔ اور محمود کے نام کا خطبہ ماہ شوال ۴۸۸ھ میں پڑھا گیا۔

برکیارق کی گرفتاری: ...... جب ترکمان خاتون کو اس سے فراغت ہوئی تو اس نے چند امراء کو برکیارق (یہ سلطان ملک شاہ کا بڑا لڑکا تھا) کو گرفتار کرنے کے لیے اصفہان روانہ کیا۔ چنانچہ برکیارق گرفتار ہو کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔

ملک شاہ کی حدود سلطنت: ...... سلطان ملک شاہ، سلاطین سلجوقیہ میں بڑے پائے کا بادشاہ تھا۔ اس کی حکومت کا سکہ چین سے شام تک اور اقصائے شام سے یمن تک چل رہا تھا۔ رومی بادشاہوں نے اس کو جزیہ دیا، اس کے مناقب بے شمار اور مشہور ہیں۔

برکیارق کی تخت نشینی: ...... برکیارق سلطان ملک شاہ کا بڑا بیٹا تھا۔ اس کی ماں کا نام زبیدہ تھا۔ یاقوتی بن داؤد، سلطان ملک شاہ کا چچا تھا۔ زبیدہ اس کی بیٹی تھی۔ برکیارق کی گرفتاری پر اس کی ماں نے نظام الملک کے غلاموں سے سازش کر لی۔ ان سب کو اس سے ناراضگی پیدا ہوگئی۔ نظام الملک کے اسلحہ خانے پر جو کہ اصفہان میں تھا، قبضہ کر لیا اور جیل سے برکیارق کو نکال لائے۔ تخت سلطنت پر بٹھایا اور اس کے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھا۔

تاج الملک کا فرار: ...... ان دنوں ترکمان خاتون اپنے بیٹے محمود کے ساتھ دارالخلافت بغداد میں تھی۔ یہ خبر سن کر بغداد سے اصفہان کی طرف روانہ

ہوئی۔ ادھر فوج نے تاج الملک سے اپنی تنخواہ اور روزینہ کا مطالبہ کیا تو تاج الملک نے کہا ''ذرا صبر کرو میں قلعہ برجین جا کر رقم لاؤں گا اور تمہیں تمھاری تنخواہ اور روزینہ دے دونگا۔ فوج یہ سن کر خاموش ہوگئی اور تاج الملک قلعہ میں جا کر بیٹھ گیا۔ چنانچہ فوج نے اس کا خزانہ لوٹ لیا اور اصفہان کی طرف بڑھی۔

برکیارق اور ترکمان خاتون کی جنگ:...... برکیارق اور نظامیہ کے خدام نے ''رے'' پر حملہ کیا تھا۔ ارغش نظامی نے اپنی فوج سمیت حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ برغش کے مل جانے سے برکیارق کی قوت بڑھ گئی۔ اس نے قلعہ طبرک کی طرف قدم بڑھایا اور اسے فتح کر لیا۔ ترکمان خاتون کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو آگ بگولا ہوگئی اور برکیارق سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ (یزدجرد کے قریب) دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔

برکیارق کی فتح:...... ترکمان خاتون کے بعض امراء جن میں سکرد (یا بلرد) اور کمستکین جاندار کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے، برکیارق سے مل گئے۔ اس سے ترکمان خاتون کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور اصفہان جا کر دم لیا۔ برکیارق نے تعاقب کیا اور اصفہان پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

عز الملک کی وزارت:...... عز الملک (ابو عبداللہ حسین) بن نظام الملک، خوارزم کا والی تھا۔ اپنے باپ کے قتل سے پہلے کسی ضرورت سے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اصفہان آ گیا تھا۔ یہ اصفہان میں موجود تھا کہ اس کے باپ کے قتل کا واقعہ پیش آ گیا اور اس کے بعد سلطان ملک شاہ کی بھی وفات ہوگئی۔ سلطان کی وفات کے بعد بھی عز الملک اصفہان میں ٹھہرا رہا۔ جب برکیارق نے اصفہان کا محاصرہ کیا تو عز الملک اپنے بھائیوں، عزیزوں اور فوج سمیت جو زیادہ تر نظامی غلام تھے، برکیارق کے پاس آ گیا۔ چنانچہ برکیارق بڑی آؤ بھگت سے ملا اور تمام امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار دے دیا جیسا کہ اس کا باپ سلطان ملک شاہ کے زمانے میں تھا۔

تاج الملک:...... ابو الغنائم مرزبان بن خسرو فیروز جو تاج الملک کے لقب سے مشہور تھا، ترکمان خاتون کا وزیر تھا۔ یہ لشکریوں کے خوف سے قلعہ برجین چلا گیا تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ اس کے بعد ترکمان خاتون نے اصفہان پر قبضہ کر لیا تاج الملک کو اس کی خبر مل گئی۔ اس نے ترکمان خاتون کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کی ''مجھے والی قلعہ نے گرفتار کر لیا تھا اس لیے واپس نہیں آ سکا'' ترکمان خاتون نے اس معذرت کو منظور و قبول کر کے اپنی فوج کا سپہ سالار بنا کر برکیارق سے جنگ کے لیے روانہ کیا۔ پھر جب ترکمان خاتون کی فوج پسپا ہوئی اور تاج الملک گرفتار ہو کر برکیارق کی خدمت میں پیش کیا گیا تو برکیارق نے اس کو قید سے آزاد کر دیا اور چونکہ برکیارق تاج الملک کی کفایت شعاری اور اس کی سیاست سے واقف تھا، اس لیے اس کو اپنی وزارت دینے کا تہیہ کر لیا۔

تاج الملک کا قتل:...... مگر نظامیہ فوج کو تاج الملک سے منفرت اور کشیدگی تھی۔ نظام الملک کے قتل کا الزام اسی کے سر تھوپا جاتا تھا۔ برکیارق نے نظامیہ فوج کو نقد و جنس دے کر راضی کرنا چاہا لیکن وہ راضی نہ ہوئی۔ اور اسکو ماہ محرم ۴۸۶ھ میں مار ہی ڈالا۔

تاج الملک، سیرت و کردار:...... تاج الملک کے حسن اخلاق اور مکارم عادات کم نہ تھے لیکن اس کی ساری خوبیاں نظام الملک کے قتل سے ملیامیٹ ہوگئی تھیں۔ اسی نے شیخ ابو اسحاق شیرازی کی تربت بنوائی تھی اور اس کے احاطے میں ایک مدرسہ شروع کیا تھا۔ جس کا مدرس اعلیٰ ابو بکر شاشی تھا [1]

تتش کی حلب کی طرف پیش قدمی:...... تاج الدولہ تتش (سلطان ملک شاہ کا بھائی اور والی شام) اپنے بھائی سے ملنے کے لیے دار الخلافت بغداد آ رہا تھا۔ ہیت پہنچا تو اسے سلطان ملک شاہ کی موت کی اطلاع ملی۔ چنانچہ ہیت پر قبضہ کر کے دمشق واپس آ گیا۔ فوجیں تیار کیں۔ فوجیوں کو دریا دلی سے نقد و جنس دیا اور حکومت و سلطنت حاصل کرنے کے لیے روانہ ہوگیا۔ چنانچہ حلب پہنچا۔

اقسنقر کی اطاعت:...... قسیم الدولہ اقسنقر والی حلب نے اس بات کو محسوس کر کے کہ اس کے آقائے نامدار سلطان ملک شاہ کے بیٹوں میں جھگڑا پڑا

[1] ...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۶) پر ایک عنوان اور ایک سطر کا اضافہ ہے جو مندرجہ ذیل ہیں

محمود کی وفات:...... پھر سلطان محمود اپنی حکمرانی کا ایک سال مکمل کر کے اصفہان کے محاصرے کے دوران وفات پا گیا اور برکیارق کی حکومت کو استقلال واستحکام حاصل ہو گیا'' (انتہی) (مصحح جدید) اس کی تفصیل آگے محمود کی وفات کے عنوان کے ذیل میں آ رہی ہے

ہوا ہے اور طرہ یہ ہے کہ وہ ابھی چھوٹے ہیں، تاج الدولہ تتش کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے لشکر میں اپنی فوج سمیت روانہ ہوگیا۔ باغی بسار (باغی سیان) (والی انطاکیہ) اور بوزان (والی الرہا وحران) کے پاس ایلچی بھیجا اور ان لوگوں کو اسی بات کا مشورہ دیا جس پر خود کاربند رہا تھا۔ ان لوگوں نے بھی اطاعت قبول کر لی۔ اور اپنے اپنے علاقوں میں تاج الدولہ تتش کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اس کے ساتھ روانہ ہوگئے۔

رحبہ میں تتش کی غارت گری:..... تتش ان سب کو اپنے لشکر میں لے کر رحبہ پہنچ گیا اور اس پر بھی قبضہ کر کے نصیبین کی طرف بڑھا۔ والی نصیبین نے مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی آخر کار طاقت کے زور پر فتح ہوگیا۔ تتش نے مار دھاڑ شروع کر دی اور جی کھول کر پامال کیا اور پھر محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو نصیبین کی حکومت پر مقرر کر کے موصل پر یلغار کر دی۔

اسی دوران کافی بن فخر الدولہ بن جہیر، جزیرہ ابن عمر سے تتش کے پاس آ گیا۔ تتش نے اسے اپنی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔

علی بن شرف الدولہ:..... موصل پر علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کا قبضہ تھا۔ اس کی ماں کا نام صفیہ تھا۔ یہ سلطان ملک شاہ کی پھوپھی تھی ترکمان خاتون نے علی بن شرف الدولہ کے چچا ابراہیم ❶ کو قید سے چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابرہیم قید سے رہا ہو کر موصل پہنچا اور علی کے قبضہ سے موصل کو نکال لیا جیسا کہ بنو مقلد کے حالات میں ہم تحریر کر چکے ہیں۔

ابراہیم کی گرفتاری اور قتل:..... تتش نے ابراہیم کے پاس اپنا ایلچی بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ”تم اپنے مقبوضہ علاقوں میں میرے نام کا خطبہ پڑھو اور دار الخلافت بغداد جانے کا سامان سفر مہیا کرو“ مگر ابراہیم نے انکار میں جواب دیا۔ چنانچہ تتش نے حملہ کر دیا۔ جس میں عرب کو شکست ہوئی۔ ابراہیم کو چند سرداران عرب سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ تتش نے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا۔ ان کا مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ تتش نے موصل اور اس کے علاوہ دوسرے شہروں پر بھی قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو ان شہروں کی حکومت پر مقرر کیا۔

تتش اور گوہر آئین:..... اس کامیابی کے بعد تتش نے دار الخلافت بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیغام بھیجا۔ گوہر آئین افسر پولیس بغداد نے اس سے موافقت کی اور کہلوایا کہ میں نے شاہی فوج کو لکھ دیا ہے جواب آ جائے تو تعمیل کی جائے۔

اس کے بعد تتش نے دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ کر آذربائیجان پر حملہ ہوا برکیارق کو ان واقعات کی خبر ملی تو فوجیں مرتب کر کے اپنے چچا تتش کی روک تھام کے لیے نکلا۔

اقسنقر اور بوزان ❷:..... جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا قسیم الدولہ اقسنقر نے بوزان (والی الرہا وحران) سے کہا ”تم لوگوں نے اس کی (یعنی تتش کی) اطاعت اس لیے کی تھی کہ ہمارے آقائے نامدار سلطان ملک شاہ کے بیٹوں میں جھگڑا پڑا ہوا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ وہ ابھی بچے ہی سلطنت کا کام انجام دے سکیں گے۔ اب بفضلِ تعالیٰ سلطان برکیارق نے ہاتھ پاؤں سنبھال لیے ہیں اور حکومت وسلطنت کا دعویدار ہوا ہے۔ لہٰذا ہم لوگوں پر لازم یہ ہے کہ سلطان برکیارق سے جا ملیں۔ بوزان نے اقسنقر کی رائے سے موافقت کی چنانچہ یہ دونوں سردار تتش کی اعانت سے علیحدہ

---

❶..... تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ابراہیم بن قریش بن بدران امیر بنی عقیل کو سلطان ملک شاہ نے ۴۸۲ھ میں حساب فہمی کے لیے دربار شاہی میں بلایا تھا۔ جب ابراہیم حاضر ہوا تو سلطان نے اس کو نظر بند کر لیا اور اس کی جگہ فخر الدولہ بن جہیر کو موصل کا حکمران مقرر کر کے بھیج دیا۔ ابرہیم اس وقت سے سلطان کی خدمت میں رہا اس کے ساتھ ساتھ سمرقند گیا وہاں سے بغداد واپس آ گیا۔ چنانچہ جب سلطان کا انتقال ہوا تو ترکمان خاتون نے ابراہیم کو رہا کر دیا۔ چنانچہ ابرہیم موصل کی طرف روانہ ہوگیا۔ سلطان ملک شاہ نے اپنی پھوپھی صفیہ خاتون کو موصل جاگیر میں عنایت کیا تھا۔ یہ شرف الدولہ کی زوجہ تھی۔ اس سے ایک بیٹا علی پیدا ہوا۔ شرف الدولہ کی وفات کے بعد صفیہ خاتون نے اس کے بھائی ابراہیم سے نکاح کر لیا تھا۔ سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد صفیہ خاتون نے موصل کا رخ کیا۔ اس کے ساتھ اسکا بیٹا علی بھی تھا۔ ادھر محمد بن شرف الدولہ بھی یہ خبر پا کر موصل پر چڑھ آیا چنانچہ علی اور محمد میں لڑائی ہوئی۔ محمد کو شکست ہوگئی اور علی نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ پھر جب ابرہیم موصل کے قریب پہنچا تو یہ سن کر کہ میرے بھائی شرف الدولہ کا بیٹا علی قابض ہے اور اس کے ساتھ اس کی ماں صفیہ خاتون بھی ہے، پڑاؤ کر دیا اور یہ کہلوا دیا کہ تم موصل میرے حوالہ کر دو۔ خط وکتابت اور نامہ وپیام کے بعد صفیہ خاتون اور اس کے بیٹے علی نے موصل کو ابراہیم کے حوالہ کر دیا اور اس کے بعد بحکم دہر فرعونے راموسی تتش کا واقعہ پیش آیا۔ اس واقعہ میں ابراہیم کے ساتھ تیس ہزار فوج تھی اور تتش کے رکاب میں دس ہزار (دیکھیے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۰۔۱۴۹) مترجم۔ ❷..... بریکٹ کی عبارت میں نے تاریخ کامل ابن اثیر سے اخذ کر کے لکھی ہے۔ تا کہ ربط مضمون باقی رہ جائے اور مطلب واضح ہو جائے (مترجم)

ہو کر اپنی فوجوں سمیت سلطان برکیارق کی لشکرگاہ میں چلے گئے۔

تتش کی پسپائی:...... تاج الدولہ تتش نے یہ رنگ دیکھ کر ہمت ہاردی اور بغیر جنگ وجدال شام واپس چلا گیا۔ تاج الدولہ تتش کی واپسی سے برکیارق کے قدم حکومت سلطنت پر استحکام کے ساتھ جم گئے۔

گوہر آئین کی معزولی:...... گوہر آئین افسر پولیس بغداد سے محسوس کر کے حکومت سلطان برکیارق کے قبضہ میں آ گئی ہے۔ برکیارق کی لشکرگاہ میں آیا اور تتش سے موافقت کرنے کی معذرت کی۔ امیر برسق نے ہاں میں ہاں ملائی۔ کمستکن جاندار نے باشارہ قسیم الدولہ برکیارق سے گوہر آئین افسر پولیس بغداد کی شکایت کردی۔ اسی شکایت کی بناء پر برکیارق نے گوہر آئین کو بغداد کی پولیس سے معزول کر کے امیر مکرد کو افسر پولیس بنایا اور گوہر آئین کی ساری جائیداد ضبط کر کے امیر مکرد کو دے دی۔

امیر مکرد کا قتل:...... امیر مکرد بغداد کی طرف روانہ ہوا اور دقوقا تک پہنچ گیا تھا کہ سلطان برکیارق کو امیر مکرد کی ان حرکات کی اطلاع ہوئی جو اس سے سرزد ہوئی تھیں۔ چنانچہ برکیارق نے اسے دقوقا سے واپس بلا کر قتل کر ڈالا۔ اور اس کی جگہ تکلین کو بغداد پولیس کا افسر مقرر کیا۔

برکیارق اور اسمٰعیل بن داؤد:...... اسمٰعیل بن داؤد (ملک شاہ کے چچا کا پوتا اور برکیارق کا ماموں) آذربائیجان کا والی تھا۔ ترکمان خاتون نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ "تم برکیارق سے لڑ کر ملک پر قبضہ کرلو اور تمھارے لیے مشکل نہیں ہے۔ اگر تم اس پر عمل پیرا ہو گئے تو میں تم سے نکاح کرلوں گی"۔ اسمٰعیل اس بہکاوے میں آ گیا۔ ترکمانوں کو جمع کر کے فوج آراستہ کی اور برکیارق سے جنگ کرنے روانہ ہو گیا۔ مقام کرخ میں جنگ ہوئی۔

اسمٰعیل بن داؤد کی شکست:...... جنگ کے دوران اسمٰعیل کے بعض کمانڈر برکیارق سے مل گئے۔ جس سے اسمٰعیل کو شکست ہوئی اور اس نے اصفہان میں جا کر دم لیا۔ ترکمان خاتون نے اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور اپنے بیٹے محمود کے نام اور اس کا نام سکہ پر ڈھلوایا۔ نکاح بھی کرنے کا ارادہ کرلیا مگر امیر انز نے جو وزیراعظم اور سپہ سالار لشکر بھی تھا اس کی مخالفت کی اور لشکر کی بغاوت کی دھمکی دی۔ جب اس پر بھی ترکمان خاتون نے اپنی ہٹ دھرمی نہ چھوڑی تو وہ اس سے علیحدہ ہو گیا۔

اسمٰعیل بن داؤد کا قتل:...... اس کے بعد اسمٰعیل کی بہن زبیدہ خاتون برکیارق کی والدہ نے اسمٰعیل سے خط وکتابت شروع کی اور اسے برکیارق سے صلح کر لینے پر تیار کرلیا۔ چنانچہ اسمٰعیل برکیارق کے پاس آیا۔ برکیارق نے عزت واحترام سے اس کا استقبال کیا۔ سرداران لشکر کمستکن جاندار، اقسنقر اور بوزان وغیرہ نے متفق ہو کر اسمٰعیل کے اس راز کو کہ یہ حکومت وسلطنت کا خواہش مند ہے، افشاء کر دیا اور اسے قتل کر کے برکیارق کو مطلع کر دیا چنانچہ برکیارق نے اس کا خون معاف کر دیا۔

توران شاہ بن قاروت بک کی وفات:...... توران شاہ بن قاروت بک فارس کا حکمران تھا۔ ۴۸۷ھ میں خاتون جلالیہ (ترکمان خاتون) نے امیر انز کو فارس فتح کرنے پر مامور کیا۔ امیر انز نے ابتداً توران شاہ کو شکست دیدی۔ لیکن کامیابی کے بعد لشکریوں کے ساتھ کج ادائی اور بداخلاقی سے پیش آیا۔ جس سے اس کے سپاہی اس سے بددل ہو کر بوزان شاہ کے پاس چلے گئے۔ ادھر توران شاہ نے امیر انز پر حملہ کر دیا۔ امیر انز کو اس واقعہ میں شکست ہوئی اور توران شاہ نے اپنا ملک امیر انز سے واپس لے لیا۔ جنگ کے دوران توران شاہ کو ایک تیر آ لگا تھا جس کی وجہ سے دو مہینہ کے بعد مر گیا۔

مقتدی کی وفات:...... ماہ محرم ۴۸۷ھ میں خلیفہ مقتدی بامراللہ نے سلطان برکیارق کو اس کے چچا تتش کی شکست کے بعد دارالخلافت بغداد بلایا خلافت دی، اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا۔ امور سلطنت کے سیاہ وسفید کا اختیار دے دیا۔ سلطان برکیارق نے نہایت مسرت سے اس کو زیب تن کیا اس کے بعد اسی سال پندرھویں محرم کو خلیفہ مقتدی کی اچانک وفات ہو گئی۔

خلیفہ مستظہر کی خلافت:...... خلیفہ مقتدی بامراللہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا مستظہر باللہ تخت خلافت پر بیٹھا۔ امراء حکومت اراکین سلطنت نے بیعت کی، خلیفہ مستظہر نے سلطان برکیارق کو خلعت دی اور جو جو اختیارات اسے مرحوم خلیفہ نے دیئے تھے وہ سب اس نے بھی سلطان کو دیئے۔ اور

سلطان سے خلیفہ مستظہر کی خلافت کی بیعت لی گئی۔

تتش کا حلب پر حملہ:......تتش آذربائیجان میں شکست کے بعد دمشق پہنچا اور فوجوں کی فراہمی اور اسباب جنگ مہیا کرنے میں مصروف ہو گیا۔ چند دنوں میں بڑی فوج جمع ہو گئی۔ پھر ۴۸۷ھ میں دمشق سے حلب پر یلغار کی۔ قسیم الدولہ آقسنقر اور بوزان متحد ہو کر مقابلہ پر آئے امیر کربوقا بھی سلطان برکیارق سے امداد فوج لے کر حلب بچانے کے لیے آیا ہوا تھا۔ حلب سے نو کوس کے فاصلہ پر دونوں فریق کی مڈبھیڑ ہوئی۔

اقسنقر کا قتل:......تتش نے ان لوگوں کو شکست دے دی، اقسنقر گرفتار ہو گیا جسے تتش نے قتل کر ڈالا۔ امیر کربوقا اور بوزان نے حلب میں جا کر دم لیا۔ تتش نے تعاقب کیا اور حلب پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ آخر کار حلب بھی تلوار کے زور سے فتح ہو گیا۔ امیر کربوقا اور بوزاق بھی گرفتار ہو گیا۔ تتش نے بوزان کو بیڑیاں ڈال کر حران اور الرہا کی طرف روانہ کیا (یہ حران اور الرہا بوزان کے قبضہ میں تھے)

بوزان کا قتل:......حران اور الرہا کے باشندوں نے اطاعت سے انکار کیا چنانچہ تتش نے بوزان کا سر اتار کر اہل حران اور الرہا کے پاس بھیج دیا۔ حران اور الرہا کے رہنے والے بوزان کا سر دیکھ کر تھرا گئے اور اطاعت قبول کر لی اور ان علاقوں پر تتش نے قبضہ کر لیا۔ اور امیر کربوقا نے اس کو حمص کی جیل میں ڈال دیا۔

امیر قماج کا فخر الدولہ پر حملہ:......اس کامیابی کے بعد تتش جزیرہ دیار بکر، خلاط اور آذربائیجان پر یکے بعد دیگرے قبضہ کر کے ہمدان کی جانب چلا۔ اس وقت ہمدان میں اتفاق سے فخر الدولہ ابن نظام الملک موجود تھا۔ فخر الدولہ، خراسان سے سلطان برکیارق سے ملنے آ رہا تھا۔ امیر قماج یعنی محمود کے سپہ سالار سے اصفہان میں سامنا ہو گیا۔ امیر قماج نے فخر الدولہ پر شب خون مارا۔ اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ فخر الدولہ کسی طرح سے بچ بچا کر ہمدان پہنچ گیا۔ یہاں تتش سے مڈبھیڑ ہو گئی۔

فخر الدولہ کی وزارت:......تتش نے اسکو گرفتار کر کے قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر امیر باغی سیار نے سفارش کی اور یہ رائے دی کہ عوام کا میلان خاطر فخر الدولہ کے خاندان کی طرف زیادہ ہے لہٰذا اسے اپنا وزیر بنا لیجئے۔ چنانچہ تتش نے فخر الدولہ کو قلمدان وزارت کا مالک بنا دیا۔

تتش اور برکیارق:......برکیارق اس وقت نصیبین میں تھا۔ یہ سن کر کہ اسکا چچا تتش آذربائیجان کی طرف بڑھ رہا ہے، نصیبین سے کوچ کر دیا اور دریا سے دجلہ کو بالائے موصل سے عبور کر کے اوہل پہنچ گیا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تتش کی فوج سے امیر یعقوب بن اتق نے برکیارق پر شب خون مارا۔ چنانچہ برکیارق کو شکست ہو گئی۔ امیر یعقوب نے برکیارق کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ برکیارق کے دوسرے ساتھی تتر بتر ہو گئے۔ صرف امیر برسق، کمستکین جاندار اور الیارق لشکر میں رہ گئے۔ اور وہ بڑی مشکل سے جان بچا کر اصفہان پہنچا۔ اصفہان میں ترکمان خاتون، محمود بن سلطان ملک شاہ کی ماں کی حکومت تھی۔ لیکن اس وقت اس کا انتقال ہو چکا تھا۔

برکیارق کی گرفتاری:......شروع میں محمود فریب دینے کے لیے برکیارق کو لے گیا اور نظر بند کر لیا۔ محمود کے حامیوں نے برکیارق کو قتل کر دینے کا ارادہ کیا اتفاق سے محمود بیمار ہو گیا۔ اس لیے برکیارق کو قتل نہ کیا۔

محمود کی وفات:......محمود بن سلطان ملک شاہ نے ۲۹ شوال ۴۸۷ھ میں ایک سال حکومت کر کے وفات پائی۔ اس کے مرنے سے برکیارق اصفہان پر قابض ہو گیا۔ اور اس کے قدم استقلال کے ساتھ حکومت و سلطنت پر جم گئے۔

مرید الملک کی وزارت مؤید الملک بن نظام الملک نے سلطان برکیارق کی خدمت میں باریابی حاصل کی۔ سلطان برکیارق نے عز الملک ابن نظام الملک کی جگہ اسے عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ (عز الملک کا اس سے پہلے مقام نصیبین میں انتقال ہو چکا تھا)

موید الملک نے امراء سلجوقیہ اور سلطنت کے حامیوں سے خط و کتابت کر کے سلطان برکیارق کی طرف مائل اور اس کا حامی بنا لیا۔ جس سے برکیارق کی شان و شوکت بڑھ گئی اور اس کی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا۔

صدقہ بن مزید کی شکست:......تتش نے برکیارق کی شکست کے بعد یوسف بن ارتق ترکمانی افسر پولیس کو ترکوں کو متحد کرنے کی غرض سے دارالخلافت بغداد روانہ کیا تھا۔ اہل بغداد نے بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا اس عرصہ میں صدقہ بن مزید والی حلہ اہل بغداد کی امداد پر پہنچ گیا۔ مقام یعقب میں مڈبھیڑ ہوئی۔ مگر صدقہ شکست کھا کر حلہ چلا گیا اور یوسف بن اتق دارالخلافت بغداد میں داخل ہو گیا اور قیام کر دیا۔

ہمدان پر تتش کا قبضہ:......تتش نے برکیارق کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کر کے ہمدان کی طرف قدم بڑھایا۔ اہل ہمدان نے قلعہ بندی کر لی۔ لیکن اس بات کو کہ ہم میں مقابلہ کی قوت نہیں ہے، محسوس کر کے امن کی درخواست کی۔ چنانچہ تتش نے ان کو امان دیدیا۔ ہمدان پر قابض ہو کر اصفہان اور مردکا رخ کیا۔ امراء اصفہان کے پاس ایلچی بھیجے اور ان کو ملانے کی کوشش کی۔ چنانچہ ان لوگوں نے اطاعت اور حاضری کا وعدہ کر لیا۔

تتش کا قتل: برکیارق ان دنوں بستر علالت پر پڑا ہوا یہ سب واقعات دیکھ رہا تھا پھر جب اسے بیماری سے افاقہ ہوا تو اس نے جرباذقان کی جانب خروج کیا۔ دولت سلجوقیہ کے حامی یہ خبر سن کر جوق در جوق برکیارق کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ بات کی بات میں تیس ہزار فوج جمع ہو گئی۔ پھر اس نے اپنے چچا تتش سے جنگ کی اور اسے شکست فاش دی۔ پکڑ دھکڑ میں آقسنقر کے کسی دوست نے اپنے دوست آقسنقر کے بدلہ میں تتش کو مار ڈالا۔

فخر الملک کی رہائی:......تتش ❶ کی شکست اور قتل سے سلطان برکیارق کا میدان حکومت زیادہ وسیع ہو گیا۔ بظاہر کوئی مزاحم اور مخالف نہ رہا۔ اس واقعہ کی خبر یوسف کو بھی ملی۔ فخر الملک بن نظام الملک جو ایک مدت سے تتش کے یہاں قید تھا، آزاد کر دیا گیا۔

رضوان بن تتش:......آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ تتش نے قوام الدولہ ابوسعید کربوقا کو آقسنقر بوزان کے قتل کے بعد حلب کی جیل میں ڈال دیا چنانچہ اس وقت سے کربوقا حلب کے جیل میں مصیبتیں جھیلتا رہا یہاں تک کہ رضوان ابن تتش، حلب کا حکمران بنا۔

کربوقا اور تونتاش کی رہائی:......سلطان برکیارق نے رضوان کے پاس امیر کربوقا کو رہائی کا حکم بھیجا چنانچہ رضوان نے امیر کربوقا اور اس کے بھائی امیر التونتاش کو قید سے رہا کر دیا۔ کربوقا اور التونتاش کا رہا ہونا تھا کہ ہر طرف سے ٹڈی دل فوج آ کر جمع ہو گئی۔ اس وقت موصل کی حکومت کی باگ ڈور علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کے ہاتھ میں تھی (اس کو تتش نے جنگ وقبضہ موصل کے بعد موصل کی حکومت پر مقرر کیا تھا) اس کا بھائی محمد بن شرف الدولہ بن مسلم، نصیبین کی حکومت پر تھا، مروان ابن وہب اور ابوالہجا کردی اس کے دائیں اور بائیں بازو تھے۔

نصیبین کی فتح:......محمد کا موصل پر حملے کا ارادہ تھا۔ علی کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی۔ اس نے امیر کربوقا کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اسے اپنی کمک پر بلایا۔ چنانچہ کربوقا علی کی امداد پر آیا۔ نصیبین سے دو منزل کے فاصلے پر محمد سے مڈبھیڑ ہوئی چنانچہ کربوقا اسے گرفتار کر کے نصیبین کی طرف بڑھا اور چالیس دن تک محاصرہ کیے رہا آخر کار طاقت سے فتح ہو گیا۔

محمد کا قتل:......اس کامیابی کے بعد کربوقا نے موصل کی جانب قدم بڑھائے مگر اہل موصل قلعہ بند ہو گئے۔ کربوقا نے اس سے اعراض ❷ کر کے اور محمد کو قتل کر کے دریا میں ڈالدیا۔ اور موصل کے محاصرے کی نیت سے واپس آیا اور ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالا۔

امیر چکرمش کی شکست:......علی نے امیر چکرمش (والی جزیرہ ابن عمر) سے امداد کی درخواست کی، امیر چکرمش لشکر تیار کر کے علی کی کمک پر روانہ

---

❶......اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ کرشمہ تھا کہ ابھی کل ہی کا ذکر ہے کہ برکیارق اپنے چچا تتش سے شکست کھا کر گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ اصفہان جاتا ہے کوئی شخص اس کا تعاقب نہیں کرتا۔ اگر بیس سوار بھی تعاقب کرتے تو یقینی گرفتار ہو جاتا کیونکہ چند دنوں تک اصفہان کے باہر پڑا رہا تھا۔ پھر جب کسی طرح سے اصفہان میں داخل ہوا تو امراء اصفہان نے اسے قتل کرنے کوشش کی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اتفاق سے اس کا بھائی محمود بیمار ہو گیا۔ امین الدولہ ابن التلمیذ طبیب نے امراء اصفہان کو برکیارق کے قتل سے یہ کہہ کر باز رکھا کہ محمود کی حالت اچھی نہیں ہے اگر یہ مر گیا تو کیا تم لوگ تتش کی حکومت پسند کرو گے برکیارق کو فی الحال قتل نہ کرو۔ اگر محمود تندرست ہو گیا تو برکیارق کے قتل کا تمہیں اختیار باقی رہ جائے گا قتل کر دینا اور اگر حالت بگڑ گئی تو اسی کو تخت حکومت پر بٹھا دینا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت دیکھئے کہ محمود ۲۹ شوال کو انتقال کر گیا اور برکیارق حکمران بن گیا۔ پھر یہ بھی بیمار ہوا، سرسام میں مبتلا ہوا، چار ماہ تک بیمار رہا اس دوران اس کے چچا تتش نے ذرا بھی حرکت نہ کی۔ یہ موقع اس کی کامیابی کا اچھا تھا مگر اسے نہ سوجھی۔ یہ سب قدرت کا کرشمے ہیں اگر محمود یا برکیارق کے زمانہ علالت میں ذرا بھی کوشش کرتا تو تتش کو یہ برادن دیکھنے کی نوبت نہ آتی۔ واللہ اعلم۔ (مترجم) ❷......اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے (مترجم)

ہو گیا۔ امیر التونتاش نے آگے بڑھ کر تلواروں سے استقبال کیا۔ لڑائی ہوئی۔ جس میں آخر کار امیر التونتاش نے شکست کے بعد کربوقا کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے ساتھ موصل کا محاصرہ کرنے آیا اور جیسا چاہیے تھا مدد کی۔

موصل کی فتح:...... جب محاصرے کی سختیاں زیادہ ہوئیں تو نو ماہ کے محاصرے کی تکلیف برداشت کر کے علی (والی موصل) بھاگ گیا۔ اور صدقہ بن مزید کے پاس حلہ میں جا کر پناہ لی۔ کربوقا کامیابی کے ساتھ موصل میں داخل ہوا۔

تونتاش کا قتل:...... التونتاش نے اطراف موصل میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا شہر کے مالداروں سے تاوان اور جرمانے وصول کرنے لگا۔ کربوقا کو التونتاش کا یہ فعل ناگوار گذرا۔ لہٰذا اس نے موصل میں داخل ہونے کے تیسرے دن التونتاش کے قتل کا حکم دے دیا۔ یہ واقعات ۴۸۹ھ کے ہیں۔

رحبہ پر قبضہ:...... موصل پر قبضے کے بعد، کربوقا نے رحبہ پر یلغار کی۔ چنانچہ اہل رحبہ مقابلہ پر آئے لڑے مگر کامیاب نہ ہو سکے کربوقا نے اس پر قبضہ کر کے موصل کی جانب معاودت کی۔ اہل موصل کے ساتھ نرمی اور ملاطفت سے پیش آیا اور عدل وانصاف سے کام لیا جس کی وجہ سے اہل موصل راضی ہو گئے اور اس کی حکومت کو استقلال واستحکام حاصل ہو گیا۔

ارسلان ارغو:...... ارسلان ارغو ❶ اپنے بھائی سلطان ملک شاہ کے پاس بغداد میں مقیم تھا۔ پھر جب سلطان ملک شاہ نے سفر آخرت اختیار کیا اور اس کے بیٹے محمود کی حکومت وسلطنت کی بیعت لی گئی تو اس وقت ارسلان ارغو اپنے ساتھ غلاموں کے ساتھ خراسان چلا گیا اور خراسان پہنچ کر ہاتھ پاؤں نکالے چنانچہ ایک گروہ جمع ہو گیا اس نے نیشاپور پر حملہ کیا۔ اہل نیشاپور مقابلہ پر آئے تو مرو کی طرف لوٹا مرو میں سلطان ملک شاہ کے غلاموں میں سے ایک غلام امیر فورد (قودن ❷) شحنہ نامی حکومت کر رہا تھا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے نظام الملک کے قتل کی سازش کی تھی۔ امیر قودر نے ارسلان ارغو کی اطاعت قبول کر لی اور شہر پر قبضہ دے دیا۔

خراسان پر قبضہ:...... ارسلان ارغو کی قوت، ہمت اور جرأت اس سے بڑھ گئی۔ چنانچہ بلخ کی طرف بڑھا۔ فخر الملک بن نظام الملک حاکم بلخ مقابلہ نہ کر سکا اشر بلخ چھوڑ کر بھاگ گیا اور ہمدان میں جا کر پناہ لی ادھر تاج الدولہ تتش کا وزیر مر گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ ارسلان ارغو نے بلخ، ترمذ، نیشاپور اور سارے خراسان پر قبضہ کر لیا۔

سلطان برکیارق اور ارسلان ارغو:...... سلطان برکیارق اور اس کے وزیر السلطنت مؤید الملک کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ مجھے خراسان کی حکومت عطا کی جائے اور مجھے اس کا واحد حکمران تسلیم کیا جائے جیسا کہ میرے دادا "داؤد" تھے۔ چونکہ برکیارق اپنے بھائی محمود اور اپنے چچا تتش کے جھگڑوں میں مصروف تھا۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر جب برکیارق نے مؤید الملک کو عہدہ وزارت سے معزول کر کے اس کے بھائی فخر الملک کو قلمدان وزارت عطا کیا اور مجد الملک بارسلان، امور سلطنت کا ذمہ دار بنا تو ارسلان ارغو نے سلطان برکیارق سے خط وکتابت کا سلسلہ بند کر دیا۔

ارسلان کی شکست:...... چنانچہ برکیارق کو یہ بات ناگوار گذری، اس نے اپنے چچا بورسوس ❸ (بور برس) کو افواج شاہی دے کر ارسلان ارغو کو ہوش میں لانے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ارسلان ارغو شکست اٹھا کر بلخ پہنچ گیا۔ پھر بورسوس نے ہرات میں پڑاؤ ڈالا۔

ارسلان کی ریشہ دوانیاں:...... اس کے بعد ارسلان ارغو نے فوجیں مرتب کر کے مرو کی جانب قدم بڑھایا۔ اور اسے فتح کر کے ویران کر دیا۔ مرو جیسے شہر کو کشت وخون کا میدان بنا دیا۔ بورسوس کو اس کی اطلاع ملی تو ہرات سے ۴۸۸ھ میں ارسلان ارغو کے طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ ہوا۔ اس لشکر میں مسعود بن تاجر (جو اس کے باپ داؤد کا سپہ سالار تھا) اور امیر ملک شاہ نامی گرامی امراء وسردار بھی تھے۔

امیر مسعود بن تاجر اور بورسوس کا قتل:...... ارسلان ارغو نے امیر ملک شاہ کو نامہ وپیام کر کے ملا لیا۔ اور امیر مسعود بن تاجر کو اس کے بیٹے سمیت

---

❶...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۹) پر "ارغو" کے بجائے "ارغون" تحریر ہے۔ ❷...... تاریخ کامل میں بجائے قودر کے قودن لکھا ہے (تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۹) (مترجم) ❸...... (دیکھئے تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۹) (مترجم)

ارسلان ارغو کی سازش سے کسی نے اسی کے خیمے میں قتل کر ڈالا۔ ان واقعات سے بورسوس کی کمر ٹوٹ گئی اور لشکر میں بھی پھوٹ پڑ گئی۔ کثرت سے مخالف پیدا ہو گئے تاہم مقابلے پر جما رہا۔ بالآخر گرفتار ہو کر اپنے بھائی ارسلان ارغو کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ارسلان ارغو نے اسے ترمذ کی جیل بھیج دیا اور ایک سال کے بعد بحالت قید قتل کر ڈالا۔

ارسلان ارغو کی دست درازیاں:......ارسلان ارغو کا اب کوئی مزاحم اور رقیب باقی نہ رہا تھا۔ برکیارق نے اس کو زیر کرنے کے لئے جو مہم بھیجی تھی وہ تباہ و برباد ہو چکی تھی۔ اس لئے اس نے خراسان کے امراو رؤساء کے قتل پر کمر باندھ لی۔ اور خراسان کے شہروں کی شہر پناہ کو مسمار کر دیا، سبزوار، مروشاہجان، سرخس، نہاوند اور نیشاپور کے قلعوں کو منہدم کر کے زمین دوز کر دیا۔

عمادالملک اور ارسلان ارغو کا قتل:......وزیر السلطنت عمادالملک بن نظام الملک سے تین لاکھ دینار جرمانہ وصول کیا اور اس پر بھی جب اس کے دل کو تسکین نہ ہوئی تو قتل کر دیا۔ قصہ مختصر جس سے اس کو ذرا بھی خطرہ مخالفت کا خیال پیدا ہوا اس کا سر کچل دیا۔ پھر خراسان پر استبدادی حکومت کرنے لگا۔ یہ نہایت بے رحم اور بے حد غصہ والا شخص تھا۔ اپنے غلاموں سے بھی درگزر نہ کرتا تھا۔ ذرا ذرا سی بات پر بھی سخت سے سخت سزا دیتا تھا۔ اتفاق سے ایک روز تنہائی میں اپنے غلام سے کسی معمولی بات پر ناراض ہو گیا۔ اسے سخت وسست کہا اور مارا۔ اس سے غلام کو اشتعال پیدا ہو گیا اس نے کمر سے خنجر نکال کر اس کے پیٹ میں بھونک دیا۔ جس سے یہ مر گیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۹۰ھ کا ہے۔

نیشاپور اور خراسان پر برکیارق کا قبضہ:......ارسلان ارغو کے قتل کے بعد اس کے ساتھیوں نے اس کے ایک چھوٹے بیٹے کو اپنا امیر بنایا سلطان برکیارق نے ایک فوج، خراسان کی طرف ارسلان ارغو سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی تھی۔ اتابک قماج اور اس کا وزیر علی حسن طغرائی بھی اس فوج میں تھے۔ جس وقت یہ فوج کوچ و قیام کرتی ہوئی دامغان پہنچی ارسلان ارغو کے قتل کی خبر سن کر وہیں قیام کر دیا یہاں تک کہ سلطان برکیارق کا شاہی لشکر آ گیا۔

پھر سلطان برکیارق نے نیشاپور کی طرف قدم بڑھائے چنانچہ ماہ جمادی الاولیٰ ۴۹۰ھ میں بغیر جنگ وقتال کے نیشاپور اور سارے خراسان پر قابض ہو گیا۔

بلخ پر قبضہ:......اس کے بعد بلخ پر حملہ کیا۔ ارسلان ارغو کے ساتھی اس لڑکے کے ساتھ جس کو انہوں نے ارسلان کے قتل کے بعد حکومت کی کرسی پر بٹھایا تھا۔ طخارستان کے پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے۔ اور سلطان برکیارق کی خدمت میں امن کی درخواست بھیجی۔ چنانچہ برکیارق نے درخواست منظور کر لی۔ چنانچہ ارسلان ارغو کے ساتھ دس ہزار کے لشکر کے ساتھ اس لڑکے سمیت دربار شاہی میں حاضر ہو گئے۔

ارسلان ارغو کے بیٹے کی کسمپرسی:......برکیارق نے ارسلان ارغو کے بیٹے کو عزت واحترام سے ٹھہرایا اور سلطان ملک شاہ کے دور میں جتنے شہر ارسلان ارغو کے قبضہ میں تھے ان سب کی حکومت اسے عنایت کی۔ لیکن زیادہ زمانہ نہ گذرنے نہ پایا تھا کہ وہ سارا لشکر جو اس کے ساتھ آیا تھا اس سے علیحدہ ہو کر جن امیروں سے ربط وتعلق تھا ان کے پاس چلا گیا۔ ارسلان ارغو کا لڑکا اکیلا رہ گیا۔ چنانچہ سلطان برکیارق کی ماں نے اس کو اپنی آغوش شفقت میں لے لیا اور اس کی تربیت اور نگہداشت کے لئے خدام مقرر کر دیئے۔

خراسان میں سنجر کی حکومت:......اس کے بعد سلطان برکیارق نے ترمذ کی طرف کوچ کیا۔ اہل ترمذ نے اطاعت قبول کر لی پھر سمرقند میں بھی اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ قرب وجوار کے امراء نے اطاعت وفرمانبرادی کے پیغامات بھیجے۔ سات مہینہ بلخ میں قیام کر کے لوٹ آیا اور اپنے بھائی سنجر کو حکومت خراسان پر چھوڑ آیا۔

امیر امیران کی بغاوت اور انجام:......جس وقت سلطان برکیارق، خراسان میں خیمہ زن تھا۔ اسی زمانہ میں ایک شخص محمود بن سلیمان نے جو سلطان برکیارق کا قرابت مند تھا اور امیر امیران کے لقب سے مشہور تھا علم حکومت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اور بلخ کی طرف بڑھا اور والی

غزنی بنو سبکتگین سے امداد کی درخواست کی۔ والی غزنی نے اس شرط سے امداد دی کہ مملکت خراسان سے جو شہر فتح ہواُن میں والی غزنی کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ محمود کی شان وشوکت اس سے بڑھ گئی۔ دماغ عرش پر چڑھ گیا۔ ملک سنجر کو اس کی اطلاع مل گئی۔ چنانچہ ایک دستہ فوج کا لے کر بحالت غفلت محمود کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ فوج میں بھگڈر مچ گئی اور محمود گرفتار ہو گیا۔ سنجر نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں۔

انکجی کا قتل اور خوارزم پر قبضہ:......سلطان برکیارق کی خراسان واپسی کے بعد انکجی نائب خوارزم بھی اپنا لشکر لے کر سلطان سے ملنے کے لئے روانہ ہوا۔ لیکن مرو پہنچ کر لہو ولعب اور عیاشی میں مصروف ہو گیا امیر قورد (قودن) سلطان برکیارق سے بیماری کا بہانہ کر کے مرو میں رہ گیا تھا، اس نے یہ رنگ دیکھ کر امیر بارقطاش سازباز کر لی اور دونوں نے انکجی گورنر خوازم کے قتل کا مشورہ کیا۔ چنانچہ پانچسو سواروں کے ساتھ امیر قودن اور امیر بارقطاش نے انکجی پر رات کے وقت حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ پھر کیا تھا میدان صاف ہو گیا۔ فوجیں لے کر خوازم کی طرف بڑھے۔ اور یہ ظاہر کر کے کہ سلطان برکیارق نے ان دونوں کو خوارزم کی حکومت عطا کی ہے خوارزم پر قبضہ کر لیا۔

امیر انز کی بغاوت:......سلطان برکیارق کو ان واقعات کی اطلاع مل گئی۔ اسی دوران یہ خبر ملی کہ امیر انز نے فارس میں بغاوت کر دی ہے۔ یہ سن کر سلطان برکیارق نے عراق کا ارادہ ترک نہیں کیا بلکہ داؤد حبشی بن التونطاق کو سردار لشکر بنا کر امیر قودن او امیر بارقطاش کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور خود بنفس نفیس عراق کی جانب روانہ ہو گیا۔

بارقطاش کی گرفتاری:......داؤد حبشی، عراق سے ہرات کی طرف چلا اور عساکر شاہی کے جمع ہونے کے انتظار میں ہرات کے قریب پہنچ کر قیام کیا۔ امیر قودن اور امیر بارقطاش نے داؤد حبشی کی آمد کی خبر سن کر حملہ کی تیاری کی داؤد حبشی کی فوج کم تھی اس لئے بھاگ گیا۔ اور جیحون کو عبور کر کے دم لیا۔ ابھی امیر قودن نہیں آنے پایا تھا کہ امیر بارقطاش نے داؤد حبشی پر حملہ کر دیا۔ برابر کا مقابلہ تھا داؤد حبشی بھی دم ٹھونک کر میدان میں آ گیا اور امیر بارقطاش کو مار بھگایا۔ اور پکڑ دھکڑ کے دوران امیر بارقطاش گرفتار کر لیا گیا۔

امیر قودن کی گرفتاری:......جیسے ہی یہ خبر امیر قودن کے لشکر میں پہنچی۔ ساری فوج باغی ہو گئی۔ اور امیر قودن کے مال واسباب اور خزانہ کو لوٹ لیا۔ امیر قودن بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگ کر سنجار پہنچا۔ جہاں والی سنجار نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

امیر قودن کی وفات اور بارقطاش کا قتل:......کچھ عرصے بعد رہا کر دیا۔ پھر جیسے تیسے ملک سنجر کی خدمت میں بلخ پہنچا، ملک سنجر نے بڑی آؤ بھگت سے لیا، امیر قودن بھی اطاعت فرمانبرداری سے خدمات انجام دینے لگا۔ اندرونی اور بیرونی انتظام درست کیا فوجیں باقاعدہ مرتب کیں۔ وقت قریب آ گیا تھا۔ لہٰذا تھوڑے دنوں کے بعد مر گیا۔ امیر بارقطاش، داؤد حبشی کے یہاں مقید رہا یہاں تک کے داؤد حبشی نے اس کو قتل کر دیا۔

بنو خوارزم شاہ کی حکومت کا آغاز

ابوشکلین:......ابوشکلین امراء سلجوقیہ میں سے ایک امیر (بلکباب) کا زرخرید غلام تھا۔ اس نے ابوشکلین کو غرشتان کے ایک شخص سے خریدا تھا۔ اسی مناسبت سے ابوشکلین غرشی کے نام سے مشہور ہوا۔ ابوشکلین نے اسی امیر کے یہاں نشوونما پائی، یہیں بڑا ہوا، ہوشیار اور بیدار مغز انسان تھا۔ اپنے آقا کی مرضی کے مطابق کام کرتا تھا۔ جوانمرد اور دلیر بھی تھا۔

محمد بن ابوشکلین:......اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابوشکلین کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا نام محمد رکھا تھا۔ ابوشکلین نے نہایت خوبی سے تعلیم وتربیت دی۔ فنون جنگ بھی سکھائے، سیاست کی بھی اعلیٰ تعلیم دلائی۔ عنایت الٰہی سے محمد ایک قابل قدر انسان بن گیا۔ پھر جب امیر داؤد حبشی، خراسان کی طرف روانہ ہوا تو محمد بھی دوسرے لوگوں کے علاوہ اس کے ہمراہ تھا۔ بغاوت خراسان ختم ہونے کے بعد امیر داؤد حبشی کو یہ فکر لگ گئی کہ خوارزم کا گورنر کس کو بنایا جائے۔ انکجی نائب خوارزم کو امیر قودن وغیرہ نے قتل کر دیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ کر آ چکے ہیں۔ انتہائی غور وفکر کے بعد اس نے محمد بن

ابوشکلین کو منتخب کیا اور یہی اس کی نظروں میں خوارزم کے لئے مناسب معلوم ہوا۔

خوارزم پر محمد کی حکومت:...... چنانچہ امیر داؤد حبشی خوارزم کی حکومت محمد کو عطا کی اور خوارزم شاہ کا لقب عطا کیا۔ محمد نہایت کفایت شعار، منتظم، مدبر، عادل اور خلیق شخص تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کا ذکر خیر پھیل گیا۔ ملک سنجر نے بھی اس تقرری کو اچھا سمجھا اور محمد کو اس عہدے پر بحال رکھا اور اس کی لیاقت اور کارکردگی کے مطابق عزت افزائی کی۔

خوارزم پر ترکوں کا حملہ:...... محمد نے کسی ضرورت سے کچھ دنوں کے لئے خوارزم چھوڑ دیا تھا۔ جس سے ترکوں کو موقع مل گیا۔ ان کا ایک بادشاہ خوارزم پر چڑھ آیا۔ ادھر طغرل تکین محمد بن انجی سابق گورنر خوارزم بھی ترکوں سے مل گیا۔ چنانچہ اس کی خبر محمد بن شکلین کو مل گئی، وہ سب کاموں کو چھوڑ کر خوارزم کو بچانے کے لئے بڑھا اور ملک سنجر سے امداد کی درخواست کی، ملک سنجر ان دنوں نیشاپور تھا، وہاں سے اپنی فوجوں کو لے کر روانہ ہوا۔

ترکوں کی شکست اور فرار:...... محمد بن ابوشکلین ملک سنجر کا انتظار کئے بغیر ترکوں کے مقابلے پر آ گیا۔ ترکوں کو جان کے لالے پڑ گئے۔ چنانچہ انتہائی بدحواسی سے نقشلاغ کی طرف بھاگ گئے۔ طغل تکین نے بھی جرجان کی جانب کوچ کر دیا۔ اس واقع سے ملک سنجر کی آنکھوں میں محمد کی وقعت مزید بڑھ گئی۔

آتسز بن محمد خوارزم شاہ:...... پھر جب محمد خوارزم نے وفات پائی، تو اس کا بیٹا آتسز حکمران بنا۔ یہ بھی نہایت نیک مزاج، مدبر اور عادل شخص تھا۔ اس نے اپنے باپ کے زمانہ میں اکثر لڑائیوں میں کمان کی تھی۔ فنون جنگ سے پوری واقفیت رکھتا تھا۔ اس نے شہر منقلاش کو ترکوں سے چھین لیا ملک سنجر اس کو بے حد عزیز رکھتا تھا۔ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتا۔ لڑائیوں میں اسی کو فوج کا افسر اعلیٰ بناتا تھا اسی زمانہ سے حکومت اور ریاست محمد بن ابو شکلین کے خاندان میں آ گئی۔ یہی ان کی حکومت کی ابتداء تھی پھر ان پر تاتاریوں نے چھٹی صدی ہجری میں یورش کی اور ان کی حکومت اور سلطنت کا خاتمہ کر دیا انہی سے تاتاریوں نے ملک پر قبضہ حاصل کیا تھا جیسا کے ان کے حالات کے سلسلے میں بیان کیا جائے گا۔

عیسائیوں کی ریشہ دوانیاں:...... اسی ❶ زمانے سے عیسائیوں میں اسلامی ممالک پر قبضہ کر لینے کی تحریک پیدا ہوگئی۔ انہوں نے (۴۷۴ھ) میں صقلیہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ پھر انہوں نے ملک شام اور بیت المقدس کے ارادے سے حرکت کی اور خلیج قسطنطنیہ عبور کر کے خشکی کے راستے روانہ ہونے کا ارادہ کیا۔ تو بادشاہ قسطنطنیہ کو خط لکھا اور اس سے اس کے ملک سے گزرنے کی اجازت مانگی۔ چنانچہ بادشاہ قسطنطنیہ نے اجازت تو دیدی لیکن یہ شرط لگا دی کہ انطاکیہ فتح کر کے مجھے دیدینا۔

ارسلان کی شکست:...... عیسائی کروسیڈروں نے اس شرط کو منظور کر لیا اور خلیج قسطنطنیہ کو ۴۹۰ھ میں عبور کر کے ارسلان بن سلیمان بن قطلمش (والی قونیہ و بلاد روم) کے علاقوں کی طرف بڑھے۔ ارسلان ان کی آمد کی خبر سن کر مقابلے کے لیے اٹھا۔ فریقین میں لڑائی ہوئی اور ارسلان کی فوج میدان جنگ

---

❶...... کروسیڈ یعنی صلیبی جنگ کی ابتداء، عیسائیوں کا خروج وظہور اور بعض ممالک اسلامیہ پر قبضے ۴۷۸ھ سے شروع ہوتا ہے۔ پہلے انہوں نے اندلس کے علاقوں میں طلیطلہ کو لے لیا جب اس سے مسلمانوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی تو ۴۸۴ھ میں جزیرہ صقلیہ کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر بھی طاقت کے ذریعے قابض ہو گئے۔ اس کے بعد ان کے لالچ کے دانت تیز ہو گئے۔ انہوں نے افریقہ پر ہاتھ مارا اور اس کے بعض شہروں پر قابض ہو گئے۔ ادھر مسلمان حکمران آپس کی خانہ جنگیوں میں مصروف تھے۔ مذہبی جوش، اخوت اسلامی، ہمدردی اور ملت کی خیر خواہی کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ عیش و عشرت میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اس لیے عیسائیوں کا حکومت کرنے کا شوق مذہبی لبادہ میں بڑھ گیا۔ پھر کیا تھا قتل اور خونریزی کا دروازہ کھل گیا۔ انہوں نے ۴۹۰ھ میں ملک شام پر چڑھائی کر دی اور بیت المقدس لینے کی بنیاد ڈالی۔ بردویل عیسائی بادشاہ نے بڑی فوج جمع کر کے رجار فرانسیسی کو اطلاع دی (جس نے صقلیہ پر قبضہ کر لیا تھا) کہ میں ایک بڑی فوج لے کر افریقہ پر چڑھائی کر رہا ہوں اور اس کو عنقریب فتح کر کے تمھارا ہمسایہ بن جاؤں گا۔ رجار نے اپنے اراکین سلطنت کو ایک مجلس میں جمع کر کے ان سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ چنانچہ ان سب نے بردویل کے ارادے کی تعریف کی۔ رجار نے کہا تم لوگ عقل سے خالی ہو اگر اس نے افریقہ پر قبضہ کر لیا تو ہمارا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور اگر نا کام واپس آیا تو ہم کو اس کی ہمدردی کرنا ہوگی اور اس میں ہم کو تکالیف کا سامنا کرنا ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ اسے فتح بیت المقدس کی رائے دی جائے اور مسلمانوں کے خلاف جہاد کرنے کا مشورہ دیا جائے۔ چنانچہ حاضرین مجلس نے اس رائے کو پسند کیا چنانچہ یہی رائے بردویل کو لکھ بھیجی۔ بردویل نے بھی اسے پسند کیا۔ اور فتح بیت المقدس کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ (مترجم عفی عنہ)

سے بھاگ گئی۔ عیسائیوں نے ابن لیون ارمنی کے مقبوضہ علاقوں کی طرف قدم بڑھایا اور انطاکیہ پہنچ کر محاصرہ کرلیا پھر نو مہینہ تک محاصرہ کیے رہے۔

انطاکیہ پر قبضہ:...... باغی سیان (والی انطاکیہ) نے نہایت مردانگی سے مدافعانہ جنگ کی۔ عیسائیوں نے شہر پناہ کے محافظوں میں سے ایک محافظ کو بہت بہت سامال دے کر بلا لیا۔ چنانچہ طے شدہ مشورے کے مطابق عیسائی فوج شہر پناہ کے قریب آئی تو اس دغا باز محافظ نے شہر پناہ کا خفیہ دروازہ کھول دیا۔ چنانچہ عیسائی فوج شہر میں داخل ہوگئی اور شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر بگل بجادیا۔ اس سے باغی سیان گھبرا گیا۔ اسے کچھ نہ سوجھا تو بھاگ کر پانچ چھ کوس دور نکل گیا۔ پھر جب ہوش وحواس بجا ہوئے تو خود کردہ پر ندامت ہوئی اور بیہوش ہو کر گھوڑے سے گر گیا ایک ارمنی عیسائی نے پہنچ کر سر اتار لیا اور انطاکیہ میں عیسائی سپہ سالار کے پاس پہنچا دیا۔ یہ واقعات ۴۹۱ھ کے ہیں۔

مسلمانوں کا اتحاد:...... اس واقعہ کی مسلمانوں کو خبر ملی تو انطاکیہ واپس لینے کے لیے ہر طرف دوڑ پڑے۔ قوام الدولہ کربوقا شام کی طرف چلا اور مرج وابق تک پہنچتے پہنچتے ایک عظیم لشکر جمع ہوگیا۔ وقاق بن تتش، طغرل تکین اتابک، جناح الدولہ والی حمص، ارسلان تاش (والی سنجار) اور سقمان ارتق وغیرہ جیسے نامی گرامی امراء اپنی اپنی فوجیں لے کر پہنچ گئے۔ اور انطاکیہ کی طرف بڑھے، محاصرہ کرلیا۔ اتفاق سے اسلامی امراء میں پھوٹ پڑ گئی۔ امیر کربوقا شیخی بگھارنے لگا اور دوسرے امیروں کو یہ ناگوار گزرا۔ ان کے دلوں میں اس کی طرف سے کدورت پیدا ہوگئی۔

عیسائیوں پر سختی:...... چونکہ عیسائیوں کو رسد وغلہ حاصل کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ اس لیے محاصرے کی تکلیف سے بیحد پریشان ہونے لگے۔ چنانچہ امیر کربوقا سے امن کی درخواست کی مگر امیر کربوقا نے امن دینے سے انکار کردیا۔ چنانچہ عیسائیوں پر نہایت مصیبت اور سختی کا وقت آ گیا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون تھا۔ ان عیسائی کروسیڈروں کے ساتھ عیسائی بادشاہوں میں سے بردویل، صنجیل، مکدمری، قمط (والی الرہا) اور بیمند (والی انطاکیہ) بھی محصور تھے۔

عیسائیوں کی چالاکی اور مسلمانوں کا فرار:...... عیسائی فوج کا کامن افسر بھی بیمند تھا۔ محاصرہ کی شدت سے پریشان ہو کر شہر پناہ کے دروازے سے متفرق طور سے دو دو چار چار آدمی امن کا جھنڈا لیے ہوئے نکلے۔ جب سارے عیسائی کروسیڈر انطاکیہ سے باہر آ گئے تو لڑائی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اسلیم امرائی میں نفاق تو پیدا ہی ہوگیا تھا اور ان کے دلوں میں امیر کربوقا کی بداخلاقی سے کدورت پیدا ہوگئی تھی اس لیے بھاگ کھڑے ہوئے۔ سب سے آخر میں امیر سقمان بن ارتق میدان جنگ سے فرار ہوا۔ عرب کا ایک گروہ اس معرکہ میں کام آ گیا۔ عیسائی کروسیڈروں نے مسلمانوں کے کیمپ میں جو کچھ پایا لوٹ لیا[1]

---

[1] ...... ابن اثیر نے اس واقعہ کو ذرا تفصیل سے لکھا ہے جس کا خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے۔ عیسائی کروسیڈروں کو انطاکیہ پر قبضہ کیے ہوئے بارہ دن ہوگئے تھے۔ رسد وغلہ کا کوئی سامان نہیں کرنے پائے تھے کہ امیر کربوقا وغیرہ آ گئے۔ عیسائی کروسیڈر بھوکے مرنے لگے۔ امراء نے اپنی اپنی سواری کے جانوروں کو کھانا شروع کردیا۔ غرباء اور سپاہی درخت کے پتوں سے پیٹ بھرنے لگے۔ امیر کربوقا کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ ہمیں امن دے دیجئے ہم شہر خالی کردیتے ہیں۔ امیر کربوقا نے جواب دیا ''تمھیں ہرگز امن نہیں دیا جائے گا تمھیں تلوار کے ذریعہ سے نکالیں گے'' اس جواب سے کروسیڈروں کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ ایک پادری نے جس پر ان عیسائیوں کا زیادہ اعتقاد تھا ان لوگوں سے کہا ''گھبراؤ نہیں اسی انطاکیہ میں مسیح کی صلیب فلاں جگہ مدفون ہے، تلاش کرو، اگر مل گئی تو تمھاری فتح ہوگی ورنہ تمھاری تباہی اور ہلاکت یقینی ہوگی''۔ پادری نے اس سے پہلے صلیب کو اس جگہ دفن کردیا تھا۔ عیسائی کروسیڈ صلیب کے تلاش کرنے پر تیار ہوگئے۔ پادری نے کہا کہ وہ یوں نہیں ملے گی تین دن روزہ رکھو، دعا کرو، گناہوں کی مغفرت مانگو۔ چوتھے دن تلاش کی کوشش کرو۔ کامیاب ہوگئے تو پھر کیا کہنا ورنہ موت ہے'' عیسائی کروسیڈروں نے اس پر عمل کیا اور جیسا کہ پادری نے کہا صلیب تلاش کرکے ڈھونڈ لی پادری نے کہا ''اب کیا ہے؟ خوشیاں مناؤ۔ شہر پناہ کا دروازہ کھول کر پانچ پانچ چھ چھ آدمی امن کا جھنڈا لے کر نکلو، جب سب کے سب انطاکیہ سے باہر آ جاؤ تو جنگ کا نقارہ بجادو۔ کامیاب ہوجاؤ گے۔ جس وقت عیسائی کروسیڈر انطاکیہ سے متفرق طور پر نکلنے لگے۔ مسلمانوں نے امیر کربوقا سے عرض کیا ''ان عیسائیوں کو مہلت مت دیں بلکہ جیسے جیسے یہ نکلتے جائیں ہم انھیں قتل کرتے جائیں'' مگر امیر کربوقا نے جواب دیا ''نکل آنے دو ہم انھیں لڑ کر پسپا کردیں گے'' لیکن مسلمانوں کے بعض امراء نے اس کی مخالفت کی اور عیسائیوں کے ایک گروپ کو قتل کردیا۔ امیر کربوقا نے خود جا کر ان کو اس سے روکا۔ پھر جب سارے عیسائی کروسیڈر شہر انطاکیہ سے نکل آئے تو انہوں نے صف آرائی کی۔ چونکہ کربوقا نے مسلمانوں کے ساتھ ناگوار برتاؤ کیا تھا اور عیسائیوں کے قتل سے روکا تھا اس لیے بھاگ گئے اور کسی نے لڑائی کے لیے ایک ساتھ بھی نہیں چلایا۔ (ملخصا از ابن اثیر)

شام کے ساحلوں پر عیسائی قبضے کی ابتداء:......اس کامیابی کے بعد عیسائیوں نے معرہ نعمان کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر بھی قبضہ کر کے نہایت بے رحمی اور سفاکی سے اہل معرہ نعمان کو پامال کیا۔ اس کے بعد غزہ پر یلغار کر دی۔ چار مہینہ تک محاصرہ کئے رہے۔ اہل غزہ نہایت مردانگی سے مقابلہ کرتے رہے۔ ابن منقذ (والی شیراز) نے خط و کتابت کر کے صلح کر لی۔ پھر حمص کا محاصرہ کر لیا۔ جناح الدولہ نے صلح کا پیغام بھیجا تو مصالحت ہو گئی پھر عکا کی طرف بڑھے۔ اہل عکا نے قلعہ بندی کر لی ناکام واپس ہو گئے۔ اسی زمانہ سے شام کے ساحلوں پر عیسائی کروسیڈروں کا قبضہ شروع ہوتا ہے۔

عیسائیوں کو شام بلانے والے علوی تھے:......بیان کیا جاتا ہے کہ ❶ خلفاء علوین نے عیسائیوں کو ملک شام پر قبضہ کرنے کا اشارہ کیا تھا۔ اور انہی کی ترغیب سے وہ انتہائی جرأت سے حملہ آور ہوئے تھے۔ سبب یہ تھا کہ خلفاء علویہ کو سلجوقی حکمرانوں کی بڑھی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ انہوں نے ملک شام کو غزہ تک دبا لیا تھا اور ان کے امیروں میں سے اقسیس نامی ایک امیر نے مصر پر حملہ کیا تھا اور عرصے تک اسے محاصرہ میں رکھا تھا۔ خلفاء علویہ نے اس بات کو محسوس کر کے کہ سلطان سلجوقیہ، مصر پر قبضہ کر لیں گے، عیسائیوں کو ملک شام پر قبضہ کر لینے کا اشارہ کر دیا تاکہ سلاطین عیسائی حائل رہیں اور رکاوٹ بنیں۔ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم)

امیر انز کی تقرری:......جب سلطان برکیارق خراسان کی جانب روانہ ہوا تھا تو اس نے اسی زمانہ میں امیر انز کو فارس کی حکومت پر مقرر کیا تھا۔ فارس کے ملک پر شوانکار کے قبائل قابض ہو گئے تھے اور ایران شاہ بن قاروت بک (والی کرمان) کی پشت پناہی اور امداد سے فارس پر حکومت کر رہے تھے۔ پھر جب امیر انز نے فارس پر فوج کشی کی تو شوانکار نے مقابلہ کیا۔ جس میں امیر انز کو شکست ہوئی اور امیر انز، اصفہان واپس آ گیا اور سلطان برکیارق کو اس سے مطلع کیا۔ اور خراسان حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ مگر سلطان برکیارق نے اصفہان میں ٹھہرنے کا حکم دیا عراق کی اجازت سند بھیجدی۔ اور جتنی فوجیں عراق اور اس کے اطراف وجوار میں تھیں، ان کا بھی امیر انز کو افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا۔

امیر انز کی بغاوت:......مؤید الملک بن نظام الملک دار الخلافت بغداد سے "حلہ" پہنچ کر امیر انز سے ملا اور اسے سلطان برکیارق کی مخالفت پر آمادہ کیا۔ شاہی سطوت اور جبروت کی دھمکی دی، سلطان کے غصہ اور انتقام سے ڈرایا اور یہ رائے دی کہ محمد بن ملک شاہ سے خط و کتابت کر کے سازش کر لو۔ محمد بن ملک شاہ ان دنوں گنجہ میں تھا اس مشورے کے مطابق امیر انز نے عمل کیا۔ چنانچہ آہستہ آہستہ یہ خبر مشہور ہو گئی۔ پھر امیر انز کا خوف و خطرہ زیادہ ہو گیا۔ اس نے فوجیں فراہم کیں۔ اصفہان سے "رے" روانہ ہوا اور کھلم کھلا سلطان کی مخالفت کرنے لگا۔ اور پھر سلطان برکیارق سے فخر الملک البارسلان کی واپسی اور حوالگی کا مطالبہ کر دیا۔

امیر انز کا قتل:......ابھی یہ معاملہ طے نہیں ہوا تھا کہ تین افراد ترکوں کے جو امیر انز ہی کے لشکر کے تھے اور خوارزم کے رہنے والے تھے، رات کے وقت اس پر ٹوٹ پڑے اور قتل کر دیا۔ لشکر میں ہلڑ سا مچ گیا۔ مال، روپیہ اور اسباب سب لشکریوں نے لوٹ لیا۔ بعض کو اصفہان لائے اور دفن کر دیا۔ امیر انز بڑا پابند صوم وصلوٰۃ، کثیر المناقب اور سخی انسان تھا۔ امیر انز کے قتل کی خبر سلطان برکیارق کو اطراف رے میں ملی۔ سلطان امیر انز سے جنگ کرنے آ رہا تھا یہ خبر سن کر بے حد خوش ہوا۔ فخر الملک البارسلان کی تو باچھیں کھل پڑیں۔ یہ واقعہ ۴۹۲ھ کا ہے۔ اصنہر صابر، امیر انز کے قتل کے بعد دمشق چلا گیا۔ مدتوں وہیں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد ۵۰۱ھ میں سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان محمد عزت واحترام کے ساتھ پیش آیا اور اسے رحبہ کی حکومت عطا کر دی۔

بیت المقدس کا محاصرہ:......تاج الدولہ تتش نے بیت المقدس کو خلفاء علویہ (والیان مصر) سے چھین لیا تھا اور اپنی طرف سے امیر سقمان بن ارتق کو اس کی حکومت پر مقرر کیا تھا۔ چنانچہ جس وقت ترکوں کو انطاکیہ میں عیسائی کروسیڈروں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو مصری خلیفہ کو بیت المقدس واپس لینے کا شوق اور جوش پیدا ہوا۔ چنانچہ افضل بدر جمالی دولت علویہ کا کمانڈر فوجیں مرتب کر کے بیت المقدس کی طرف بڑھا۔ اور بیت المقدس کا

---

❶......اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۲۲) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں لکھنے سے کچھ رہ گیا ہے۔

محاصرہ کرلیا۔

بیت المقدس پر قبضہ:......اس وقت بیت المقدس میں امیر سقمان اور ایلغازی بیں ارتق، یاقوتی (ان دونوں کا بھتیجا) اور سونج انہی دونوں کا چچازاد بھائی) موجود تھے۔ محصوروں نے جی توڑ کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکے۔ افضل بن بدر جمال کی منجنیقوں نے شہر پناہ کی دیوار کو توڑ دیا۔ محصوروں نے محاصرے کے چالیس دن کے بعد ہتھیار ڈال دیئے۔ اور امان حصال کر کے بیت المقدس فتح مند گروہ کے حوالے کر دیا۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۴۸۹ھ کا ہے۔

افضل کا حسن سلوک:......افضل نے کامیابی کے بعد محصور امراء کے ساتھ بہت اچھے برتاؤ کیے۔ امیر سقمان اور ایلغاوی کو ان کے ساتھیوں سمیت زادراہ دے کر رخصت کیا۔ امیر سقمان نے ''الرہا'' میں جا کر قیام اختیار کیا۔ ایلغازی عراق چلا گیا اور افضل نے اپنے سرداروں میں سے افتخار الدولہ کو بیت المقدس کی حکومت پر مقرر کر کے مصر واپس چلا گیا۔

بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ:......عیسائیوں نے عکا سے واپس آ کر بیت المقدس کی طرف قدم بڑھایا۔ اور چالیس دن نہایت سختی سے محاصرہ کیے رہے۔ بالآخر ماہ شعبان ۴۹۲ھ کے آخر میں شہر پناہ کی شمالی دیوار توڑ کر گھس گئے۔ اور بہت بڑی خونریزی و غارتگری کا دروازہ کھولدیا۔ مسلمانوں کا ایک گروہ محراب داؤد علیہ السلام میں تین دن تک پناہ گزین رہا۔ آخر کار عیسائیوں سے امن حاصل کر کے رات کے وقت عسقلان چلا گیا۔

مسلمانوں کی تباہی:......پھر مسجد اقصیٰ میں ستر ہزار سے زیادہ مسلمان شہید کئے گئے۔ جن میں علماء، زہاد، مہاجرین اور روساء شہر تھے۔ چالیس چاندی کی بڑی قندیلیں (ہر ایک کا وزن تین ہزار چھ سو درہم مطابق وزن رائج الوقت بیس بیس سیر کا تھا) ایک سو پچاس سونے کی چھوٹی قندیلیں ایک تورنقرئی وزنی چالیس رطل شامی مطابق (مطابق وزن رائج الوقت ایک من) اور اس کے علاوہ بہت سا مال واسباب جو کہ حد وشمار سے باہر تھا، لوٹ لیا۔ ❶

مسلمان اور خلیفہ مقتدی:......مسلمان فریادی صورت بنائے پریشان حال دار الخلافت بغداد پہنچے۔ خلیفہ مقتدی نے ان کو ابومحمد دامغانی، ابوبکر شاشی، ابوالقاسم زنجانی، ابوالوفاء بن عقید، ابوسعید حلوانی اور ابوالحسین بن سماک کے ساتھ سلطان برکیارق کے پاس روانہ کر دیا اور عیسائیوں سے اس جرأت وسفاکی کے انتقام لینے کی ہدایت کی۔

مسلمانوں کی ناامیدی:......یہ وفد حلوان تک پہنچا تھا کہ ان لوگوں کو مجد الملک البارسلان کے قتل اور سلطان برکیارق اور سلطان محمد کے جھگڑے اور جنگ کی خبر معلوم ہوئی۔ چنانچہ بے نیل مرام واپس آ گئے اور عیسائیوں نے سرزمین شام پر استقلال کے ساتھ قدم جما لیا۔

محمد اور برکیارق:......محمد اور سنجر حقیقی بھائی تھے۔ سلطان برکیارق نے سنجر کو حکومت خراسان پر متعین کیا تھا۔ ۴۸۸ھ میں محمد سلطان برکیارق کے پاس جس وقت کہ یہ اصفہان کا محاصرے کیے ہوئے تھے، آ گیا تھا۔ برکیارق نے محمد کو گنجہ اور اس کے متعلقات کی حکومت عطا کی اور چونکہ محمد کی عمر کم تھی امیر قطلغ تکین اتابک کو وزیر کے طور پر اس کے ساتھ روانہ کیا۔

گنجہ پر تکلین خادم کی گورنری:......شہر گنجہ صوبہ اران کے مضافات میں سے تھا۔ قطون (فضلوں بن ابوالاسوار) اس پر حکمرانی کر رہا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اس صوبہ کو قطون سے لے کر سرہنا سادتکین خادم کو عنایت کیا اور قطون کو اس کی جگہ استر آباد کی حکومت عطا کی۔ لیکن چند دنوں کے بعد صوبہ اران کی حکومت دوبارہ قطون کو ضمانت لے کر دے دی گئی۔

قطون کی بغاوت اور سرکوبی:......پھر جب قطون کی مالی اور فوجی حالت ذرا درست ہوگئی تو اس نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ سلطان ملک شاہ نے امیر بوزان کو اس کی سرکوبی پر روانہ کیا۔ چنانچہ امیر بوزان نے اسے شکست دے کر گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا اور اس کے علاقوں پر قابض ہوگیا۔

---

❶......ان واقعات کی تفصیل دیکھنا چاہیں تو سلطان صلاح الدین ایوبی کی سوانح عمری کا مطالعہ کیجئے (مترجم)

سلطان ملک شاہ نے صوبہ اران کو امیر بوزان، باغی سیان والی انطا کیہ اور ان کے افسران فوج پر تقسیم کر دیا۔ اور پھر ۴۷۲ھ میں قطون قید ہی میں بغداد میں مر گیا۔

گنجہ پر محمد کی گورنری: ...... باغی سیان کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا اپنے باپ کے زیر کنٹرول ممالک کی طرف چلا گیا۔ تب سلطان برکیارق نے ۴۸۸ھ میں گنجہ اور اس کے متعلقات کی محمد کو حکمرانی کی سند دے دی جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔

جب محمد کی قوت بڑھی اور حکومت میں استحکام واستقلال پیدا ہوا تو اس نے اپنے وزیر اتا بک قطلغ تکین کو قتل کر دیا اور پورے صوبہ اران پر مستولی ہو گیا۔ انہی دنوں موید الملک عبیداللہ ابن نظام الملک اپنے آقا امیر انز کے قتل کے بعد محمد کے پاس چلا گیا تھا۔ محمد نے اسے اپنے تقرب کی عزت دی اور وزارت کے عہدے سے سرفراز کیا۔

محمد کی بغاوت: ...... مؤید الملک نے حکومت وسلطنت کی دعویداری کی رائے دی چنانچہ محمد نے اپنی بادشاہت کا اعلان کر کے اپنے علاقوں میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس کے بعد ہی مجد الملک البارسلان کے مارے جانے کا واقعہ پیش آیا جو کہ برکیارق کے قلم رو میں استبدادی حکومت کر رہا تھا۔ امراء لشکر کو اس سے منافرت پیدا ہو گئی۔ اور وہ برکیارق کا ساتھ چھوڑ کر محمد کے پاس چلے گئے۔ (اور ❶ مرتب ہو کر رے کی طرف بڑھے) برکیارق ان لوگوں کے پہنچنے سے پہلے ''رے'' میں داخل ہو گیا تھا۔ اہم اہم امراء سلجوقیہ امیر نیال بن انوشتکین حسامی اور عز الملک بن نظام الملک وغیرہ بھی حاضر ہو گئے۔

محمد کا رے پر قبضہ: ...... برکیارق نے یہ خبر سن کر کہ اس کا بھائی محمد جنگ کے لیے روانہ ہو گیا ہے، ''رے'' سے اصفہان کی طرف واپس چلا گیا۔ مگر اہل اصفہان نے اصفہان میں داخل نہیں ہونے دیا تب اس نے خوزستان کا راستہ اختیار کیا اور محمد نے ماہ ذیقعدہ ۴۹۲ھ میں ''رے'' پر قبضہ کر لیا۔

زبیدہ خاتون کی موت: ...... زبیدہ خاتون برکیارق کی والدہ اپنے بیٹے کے ساتھ نہیں گئی تھی بلکہ رے میں ٹھری ہوئی تھیں۔ چنانچہ مؤید الملک نے اسے گرفتار کر کے قلعہ میں بند کر دیا۔ اس پر بھی صبر نہ آیا تو مال واسباب ضبط کر لیا۔ جب اس سے بھی اس کے دل کو تسلی نہیں ہوئی تو ایک دن اس کا گلا گھونٹ دیا جس سے وہ مر گئی۔ اس کے مصاحبوں نے اسے اس فعل سے بہت منع کیا تھا۔ مگر اس نے ایک کی بھی نہ سنی اور اپنی خباثت کے اظہار سے باز نہ آیا۔

سعد الدولہ کی برکیارق سے کشیدگی: ...... سعد الدولہ گوہر آئین افسر پولیس بغداد کو برکیارق سے ناراضگی ونفرت پیدا ہو گئی تھی۔ چنانچہ یہ امیر کربوقا (والی موصل) چکرمش (والی جزیرہ ابن عمر) اور سرخاب بن بدر (والی کنکسون) وغیرہ سے ملا اور ان سب کو برکیارق کی مخالفت پر آمادہ وتیار کر لیا۔ چنانچہ یہ سب اپنی فوجوں کے ساتھ سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہو گئے۔ سلطان محمد اس وقت قم میں مقیم تھا۔ سلطان محمد نے ان سب کو خلعتیں دیں، انعامات اور جائزے سے سرفراز کیا اور سعد الدولہ گوہر آئین کو اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی ہدایت کر کے دارالخلافت بغداد واپس چلا گیا۔

محمد کی دربار خلافت میں کامیابی: ...... سعد الولہ گوہر آئین نے بغداد میں پہنچ کر خلیفہ کی خدمت میں باز ریابی کی عزت حاصل کی اور سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوانے کے بارے میں عرض کیا۔ چنانچہ خلیفہ نے منظور فرما لیا اور سلطان محمد کو غیاث الدنیا والدین کا خطاب عنایت کیا امیر کربوقا اور چکرمش وغیرہ سلطان محمد کے ساتھ اصفہان کی طرف روانہ ہو گئے (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم)

مجد الملک البارسلانی: ...... ابوالفضل سعد البارسلانی (البارسلان) ''مجد الملک'' سلطان برکیارق کی ناک کا بال بن گیا تھا۔ پورے کاروبار سلطنت کے سیاہ وسفید کا مالک تھا۔ اس کا ایسا اثر تھا کہ کسی کی دال نہیں گلتی تھی۔ چنانچہ جب امراء برکیارق، فرقہ باطنیہ کی سازشوں کا شکار ہونے لگے اور یکے بعد دیگرے قتل ہو گئے تو برکیارق کے امراء کو یہ خیال آیا کہ ہو نہ ہو یہ مجد الملک الباسلانی کا کام ہے۔ چنانچہ امیر برشق کے قتل کئے جانے کے بعد اس کے

---

❶ ...... اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ میں نے ربط مضمون کے خیال سے عبارت تاریخ کامل سے لے کر بڑھائی ہے

بیٹوں ہرونگی اور اقبوری کو یہی خیال آیا۔ چنانچہ لوگوں نے اپنے باپ کے قتل کا الزام مجد الملک کے سر تھوپ دیا۔ اور برکیارق سے علیحدہ ہو گئے۔

عبدالملک کے قتل کے بارے میں مجلس مشاورت:......اس سے کمانڈروں کو مخالفت کا موقع مل گیا۔ چنانچہ ایک مجلس میں سب جمع ہوئے ان میں حیرہ الکا بک اور "طغا برک بن الیزن" پیش پیش تھا۔ ان لوگوں نے متفق ہو کر امیر برسق کے خون کا انتقام لینے کی تحریک پیش کی اور اسی مقصد سے اس کے بیٹوں کو بلوالیا۔ ہمدان کے قریب دوسری مجلس ہوئی۔ ساری فوج نے اس سے اتفاق کیا۔ تب ان لوگوں نے برکیارق سے مجد الملک کی حوالگی کا مطالبہ کیا اور یہ پیغام بھیجا کہ "اگر مجد الملک کو آپ ہمارے حوالہ کر دیں گے تو ہم آپ کے تابعدار و خادم ہیں ورنہ ہمیں آپ علم حکومت کے خلاف تصور فرمائیے"۔

مجد الملک کا مشورہ:......برکیارق نے اس مطالبہ کو منظور نہ کیا۔ لیکن مجد الملک البارسلان نے یہ رائے دی کہ "بلحاظ مصلحت وقت آپ ان کے جذبات اور خواہش کے مطابق مجھے قتل کر دیجئے۔ تمام امراء دولت اور کمانڈر آپ کے مطیع بن جائیں گے ورنہ انہوں نے مجھے زبردستی گرفتار کر کے قتل کیا تو اس سے سلطنت کا رعب ختم ہو جائے گا" مگر سلطان برکیارق اس پر راضی نہ ہوا بلکہ انتقام مانگنے والوں سے مجد الملک کو نہ مارنے کی قسم لے کر مجد الملک [1] کو ان کے حوالہ کر دیا۔

مجد الملک کا قتل:......مجد الملک ان باغیوں کے سرداروں کے پاس پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ غلاموں نے اسے قتل کر دیا۔ چنانچہ شورش اور فرقہ ہو گئی اور اس کا سراتار کر مؤید الملک کے پاس بھیج دیا گیا۔

امراءِ حکومت کی بے رخی:......اس واقعہ سے امراء حکومت اور کمانڈروں کو برکیارق سے اور زیادہ نفرت اور کشیدگی پیدا ہوگئی۔ اس کو کہلو دایا کہ آپ "رے" چلے جائیں۔ ہم لوگ آپ کے بھائی محمد سے نپٹ لیں گے۔ چنانچہ برکیارق بادل ناخواستہ "رے" کی جانب لوٹ گیا۔ ان لوگوں نے اس کی خرگاہ کو لوٹ لیا اور اس کے بھائی محمد کے پاس چلے گئے۔ برکیارق کوچ اور قیام کرتا ہوا اصفہان پہنچ گیا۔ پھر اصفہان سے رشناق چلا گیا۔

بغداد میں برکیارق کا خطبہ:......برکیارق اور اس کا امیر لشکر نیال بن انوشتکین اپنی فوج کے ساتھ خوزستان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور خوزستان سے واسطہ کا راستہ اختیار کیا۔ جہاں صدقہ بن مزید (والی حلہ) آملا۔ اس کے بعد ان سب نے دارالخلافت بغداد کا رخ کیا۔ اس وقت بغداد میں سعد الدولہ گوہر آئین افسر پولیس موجود تھا اور سلطان محمد سے علم حکومت کا مطیع تھا۔ برکیارق کی آمد کی خبر سن کر اس نے بغداد چھوڑ دیا۔ ایلغازی بن ارتق وغیرہ جیسے امراء بھی اس کے ساتھ بغداد سے نکل آئے۔ برکیارق پندرہویں صفر ۴۹۳ھ کو بغداد پہنچا اور اپنے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا۔

برکیارق پر حملے کی ترغیب:......سعد الدولہ نے سلطان محمد اور مؤید الملک کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور برکیارق کے مقابلہ پر لشکر بھیجنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ سلطان محمد اور اس کے وزیر مؤید الملک نے امیر کربوقا (والی موصل) اور چکرمش (والی جزیرہ ابن عمر) کو برکیارق سے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ چکرمش نے سعد الدولہ سے یہ ظاہر کیا کہ میرے مقبوضہ علاقوں میں بے حد ابتری پھیلی ہوئی ہے لہٰذا مجھے آپ واپسی کی اجازت دیجئے۔ سعد الدولہ یہ سن کر ہکا بکا رہ گیا اور بادل ناخواستہ اجازت دے دی۔ سعد الدولہ اور اس کے مصاحبوں کو سلطان محمد کی امداد سے ناامیدی ہو گئی۔ برکیارق کی خدمت میں اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام بھیجا۔ چنانچہ برکیارق بغداد سے نکل کر ان لوگوں کے پاس آیا۔ ان لوگوں نے نہایت جوش سے استقبال کیا۔ برکیاروق خندہ پیشانی سے ملا اور خوشی و مسرت کے ساتھ بغداد کی جانب ان لوگوں سمیت واپس چلا گیا۔

عمید الدولہ کی گرفتاری:......اس کے بعد عمید الدولہ بن جہیر (خلیفہ کا وزیر تھا) کو گرفتار کر لیا۔ دیار بکر اور موصل کی اس آمدنی کا مطالبہ کیا جو اس نے اور اس کے باپ نے دیار بکر کی گورنری کے دور میں اور موصول میں وصول اور حاصل کی تھی۔ ردوکد کے بعد ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار پر معاملہ طے

---

[1]......مجد الملک بیحد نیک مزاج، صوم وصلوٰۃ کا پابند، تہجد پڑھنے کا عادی اور سخی تھا۔ علویوں کے ساتھ بہت اچھے برتاؤ اور داد و دہش سے پیش آتا تھا۔ خونریزی سے اسے نفرت تھی۔ شیعیت مزاج میں تھی مگر اس کے باوجود صحابہؓ کی عزت کرتا تھا اور ان سے تبرا کرنے والے کو ملعون کہتا تھا (دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۷) (مترجم)

ہو گیا۔ پھر دربار خلافت کا عہدہ وزارت اعز ابوالمحاسن عبدالجلیل بن علی بن محمد دہستانی کو عطا کیا گیا۔ خلیفہ نے برکیارق کو خلعت عنایت فرمائی۔

محمد کی طرف پیش قدمی:...... برکیارق دارالخلافت بغداد سے اپنے بھائی محمد سے جنگ کے لیے روانہ ہوا اور شہرزور سے ہو کر گزرا۔ تین دن شہرزور میں قیام پذیر رہا۔ ترکمانوں کا بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا۔ رئیس ہمدان نے ہمدان حوالہ کر دینے کی درخواست پیش کی۔ برکیارق نے اس طرف التفات نہ کیا اور محمد سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہو گیا۔ ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پر جنگ ہونا طے پایا۔ برکیارق کے میمنہ پر سعدالدولہ گوہر آئین، عزالدولہ بن صدقہ بن مزید اور سرخاب بن بدر وغیرہ نامی گرامی امراء تھے۔ میسرہ میں امیر کربوقا تھا۔ محمد کے میمنہ کا سردار امیر اضر اور اس کا بیٹا ایاز تھے۔ اس کے میسرہ میں مویدالملک فوج لیے موجود تھا۔ قلب لشکر میں خود محمد تھا شحنہ اصفہان امیر سرخو اس کے لشکر میں تھا۔

برکیارق اور محمد کی جنگ:...... چنانچہ برکیارق کے میمنہ نے جس کا سردار سعدالدولہ گوہر آئین تھا، مویدالملک اور لشکر نظامیہ پر حملہ کیا۔ مؤیدالملک کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ فتح مند گروہ لڑتا بھڑتا منہزم گروہ کے خیموں تک پہنچ گیا اور اسے لوٹ لیا۔ اسی دوران محمد کے میمنہ نے برکیارق کے میسرہ پر حملہ کیا۔ جس میں برکیارق کے میسرہ کو شکست ہوئی۔ محمد نے یہ رنگ دیکھ کر برکیارق پر حملہ کر دیا۔ برکیارق کی فوج بے قابو ہو کر بھاگ نکلی۔ اور محمد نہایت مردانگی سے اپنی جگہ پر کھڑا ہوا لڑائی کا تماشہ دیکھتا رہا۔

گوہر آئین کا قتل:...... سعدالدولہ گوہر آئین منہزم گروہ کے تعاقب سے واپس آ رہا تھا۔ اتفاق سے اس کا گھوڑا پھسل کر گر پڑا ایک خراسانی سپاہی نے پہنچ کر سعدالدولہ کا سر اتار لیا۔ اعز ابوالمحاسن یوسف (برکیارق کا وزیر) گرفتار ہو کے مویدالملک کے روبرو پیش کیا گیا۔ مؤیدالملک عزت وتوقیر سے پیش آیا اور اس کے رہنے کے لیے خیمہ نصب کرایا۔

محمد کی کامیابی:...... جنگ کے بعد مویدالملک نے اعز ابوالمحاسن یوسف کو دارالخلافت بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھنے کی تحریک کرنے روانہ کیا۔ اعز ابوالمحاسن یوسف نے بغداد میں پہنچ کر حسب ہدایت مؤیدالملک عمل درآمد کیا۔ چنانچہ پندرہویں رجب کو جامع بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

گوہر آئین کا تعارف:...... سعدالدولہ گوہر آئین کا ابتدائی حال یہ ہے کہ سعدالدولہ ملک ابوکالیجار بن سلطان الدولہ بن بویہ کا خادم تھا۔ ملک ابوکالیجار نے اسے اپنے بیٹے ابونصر کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ جب ابونصر کو طغرل بیگ نے گرفتار کیا تو سعدالدولہ اس کے ساتھ قلعہ طبرک میں چلا گیا۔ پھر ابونصر کے مرنے کے بعد سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں رہنے لگا۔ کفایت شعار اور منتظم شخص تھا۔ اس لیے سلطان الپ ارسلان نے اس کو واسطہ کی حکومت دے دی۔ دارالخلافت بغداد کا پولیس افسر مقرر کیا۔ سلطان الپ ارسلان کے قتل کے بعد اس کے بیٹے سلطان ملک شاہ نے سعدالدولہ کو سفیر بنا کر دارالخلافت بغداد روانہ کیا۔ چنانچہ سعدالدولہ نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ جس پر دارالخلافت سے خلعت ملی۔ دارالخلافت بغداد کے نظم ونسق کی خدمت عطا ہوئی اور قدرت کی جانب سے جو عزت سعدالدولہ کو حاصل ہوئی تھی کسی خادم کو نصیب نہیں ہوئی۔ ارا کین حکومت اسی کے قبضہ میں تھے۔ کمانڈر حضرات اس کی اطاعت کو اپنی خوش نصیبی سمجھتے تھے۔ المختصر اپنی زندگی کے دن پورا کر کے اس معرکہ میں کام آ گیا پھر اس کی جگہ ایلغازی بن ارتق بغدادی پولیس کا افسر مقرر ہوا۔

سنجر کے مقابلے میں برکیارق کی تیاری:...... برکیارق نے اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر گنتی کے چند جاں نثاروں کے ساتھ رے میں جا کر دم لیا۔ اس کے حامیوں کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو چاروں طرف سے آ آ کر اس کے پاس جمع ہو گئے۔ برکیارق نے سب کو مرتب ومسلح کر کے خراسان کی جانب روانہ ہوا اور اسفرائین پہنچا۔ امیر داؤد حبشی بن التونتاق کو دامغان سے بلوا لیا۔ طبرستان۔ جرجان اور خراسان کا زیادہ حصہ اسی کے قبضہ وحکومت میں تھا۔ اسے امیر داؤد نے کہلوایا کہ ''میں جب تک حاضر نہ ہوں اس وقت تک آپ نیشاپور میں جا کر قیام اختیار فرمائیں''۔

ابوقاسم کا قتل:...... چنانچہ برکیارق اسفرائین سے روانہ ہو کر نیشاپور پہنچا۔ ابومحمد اور القاسم بن امام الحرمین نے امیر نیشاپور کو گرفتار کر کے جیل میں

ڈال دیا۔ کچھ عرصے کے بعد ابوالقاسم کو بحالت قید زہر دیا گیا۔ جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔

سنجر اور برکیارق کی جنگ:.....اس کے بعد سنجر نے امیر داؤد حبشی پر فوج کشی کی۔ امیر داؤد نے برکیارق کو اس کی اطلاع دی اور اپنی امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ برکیارق فوجوں کو مرتب کر کے روانہ ہوا اور ابوشیخ کے باہر ایک میدان میں دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی۔ سنجر کے میمنہ پر امیر برغش، میسرہ پر امیر کوکر اور قلب لشکر میں امیر رستم تھا۔ چنانچہ برکیارق نے رستم پر حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ اس سے قلب لشکری میں بھگدڑ مچ گئی۔ برکیارق نے سنجر کی ماں کو گرفتار کرلیا۔ برکیارق کے ساتھی لوٹ اور فراہمی مال غنیمت میں مشغول ومصروف ہو گئے۔

برکیارق کی شکست:.....امیر برغش اور امیر کوکر نے اس بات کا احساس کر کے برکیارق پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ عنوان جنگ تبدیل ہوگیا اور برکیارق کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ پکڑ دھکڑ کے دوران امیر داؤد حبشی گرفتار ہوگیا اور پھر امیر برغش کے روبرو پیش کیا گیا۔ امیر برغش نے قتل کر دیا۔

برکیارق کی پریشانی:..... برکیارق بھاگ کر جرجان پہنچا۔ پھر جرجان سے دامغان چلا گیا۔ جب دامغان میں بھی اس کے مضطرب دل کو سکون نہ ملا تو دامغان کے دیہاتوں میں چلا گیا اور وہیں سے اہل اصفہان کو بلاوے کے خطوط لکھے۔ امیروں کا ایک گروپ یہ خبر سن کر حاضر ہوگیا۔ جن میں جاولی سقاوہ بھی تھا۔ پھر یہ اصفہان کی طرف بڑھا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہی محمد اصفہان میں داخل ہوگیا تھا۔ اس لیے برکیارق عسکر مکرم کی طرف واپس چلا گیا۔

امیر افسر کا قتل:..... جب برکیارق کو سنجر سے ۴۹۳ھ میں شکست ہوئی اور وہ شکست کھا کر اصفہان گیا تو محمد اس کی روانگی سے مطلع ہو کر اصفہان میں پہلے سے داخل ہوگیا تھا۔ مجبوراً خراسان کی جانب لوٹ پڑا اور عسکر مکرم میں قیام پذیر ہوگیا ۴۹۴ھ میں امیر زنگی وامیر الکی بن برسق، برکیارق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمدان کی جانب روانہ ہوئے۔ اسی دوران امیر افسر مر گیا تھا۔ امیر ایاز کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ مؤیدالملک کی سازش سے امیر نصر کے وزیر نے امیر افسر کو زہر دیا ہے۔ امیر ایاز اور امیر افسر میں گہرا اتحاد تھا۔ ایک دن موقع پا کر امیر ایاز نے امیر اخر کے وزیر کو قتل کر دیا اور انتقام کے خوف سے پانچ ہزار فوج کے ساتھ برکیارق کی خدمت میں بھاگ گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد سرخاب بن کیخسرو (والی آدھ) بھی محمد سے متنفر ہو کر برکیارق کے پاس چلا گیا۔ اس طرح رفتہ رفتہ پچاس ہزار سوار برکیارق کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔

برکیارق اور محمد کی دوسری جنگ:..... چنانچہ محمد نے پندرہ ہزار کے ساتھ برکیارق پر تیسری جمادی الاخر ۴۹۴ھ میں حملہ کیا۔ دونوں بھائیوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ جنگ کے دوران محمد کے اکثر امراء محمد کا ساتھ چھوڑ کر برکیارق کی خدمت میں یکے بعد دیگرے اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ چلے گئے۔ جس کی وجہ سے محمد کو شکست اٹھانا پڑی۔

مؤیدالملک کا قتل:..... اس جنگ میں مؤیدالملک گرفتار ہوگیا۔ پھر اسے برکیارق کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ برکیارق نے سخت ودرشت کلمات سے اس سے بات کی اور اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔ مؤیدالملک ایک بداخلاق حیلہ ساز، چال باز شخص تھا اور امراء واراکین دولت کے ساتھ کج ادا، بدعہد، بخیل اور نہایت درجہ کا چلتا پرزہ تھا۔

کامیابی کے بعد اعزا ابوالمحاسن وزیر برکیارق نے ابوابراہیم استرآبادی کو مؤیدالملک کا مقبوضہ مال واسباب اور خزانہ ضبط کرنے کے لیے دارالخلافت بغداد روانہ کیا۔ چنانچہ مؤیدالملک کا مال واسباب اندازے سے زیادہ ہاتھ لگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ علاوہ دارالخلافت بغداد کے علاوہ عجمی علاقوں میں جو مؤیدالملک کا خزانہ ہاتھ آیا تھا اس میں یاقوت کا ایک نگینہ بھی تھا جس کا وزن چالیس مثقال تھا۔ اس کے قتل کے بعد محمد نے خطیب الملک ابوالمنصور محمد بن حسین کو اپنا وزیر بنایا۔

برکیارق اور محمد کی واپسی:..... محمد کے مسئلے سے فراغت حاصل کر کے برکیارق رے چلا گیا۔ امیر کربوقا (والی موصل) اور دبیش ابن صدقہ (ان دنوں صدقہ حلہ کا والی تھا) وفد لے کر مبارک باد دینے کے لیے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوئے۔

محمد شکست کھا کر جرجان پہنچا اپنے بھائی سنجر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سنجر نے محمد کی خواہش کے مطابق مال واسباب اور آلات حرب بھیجد دیئے۔ اور اپنے بھائی کے دل کی تسلی کے لیے خراسان سے روانہ ہوکر جرجان پہنچ گیا۔ پھر دونوں متفق ہوکر دامغان پہنچے اور اسے ویران کر کے "رے" جا کر مقیم ہوگئے۔ نظامیہ افواج یہ سن کر جمع ہوگئی اور رفتہ رفتہ ان کی تعداد بڑھ گئی۔

برکیارق کی پریشانی:...... برکیارق نے کامیاب ہوکر رسد کی کمی کی وجہ سے اپنی فوج کو منتشر کر دیا تھا۔ دبیش بن صدقہ اپنے باپ کے پاس حلہ چلا گیا تھا، آذربائیجان میں داؤد بن اسمٰعیل بن یاقوتی نے علم بغاوت بلند کیا تھا اس کی سرکوبی کے لیے قوام الدولہ امیر کربوقا دس ہزار فوج کے ساتھ آذربائیجان بھیج دیا گیا تھا۔ امیر ایاز اجازت حاصل کر کے ہمدان چلا گیا تھا۔ اور عید الفطر کے بعد واپس جانے کا وعدہ کر آیا تھا۔ غرض اسی طور پر فوج کا بڑا حصہ ادھر ادھر ہوگیا تھا۔ تھوڑی سی فوج برکیارق کے لشکر میں باقی رہ گئی تھی۔ جب اسے محمد اور سنجر کے اتحاد کی خبر ملی اور ان کی کثرت فوجوں کے اجتماع کی اطلاع ملی تو بہت پریشان ہوگیا۔

امیر ایاز اور ابن برسق کی طوطا چشمی:...... برکیارق کو کچھ سمجھ نہ آیا تو ہمدان کی طرف روانہ ہوگیا تا کہ امیر ایاز سے مل کر اپنی منتشر قوت کو سنبھالے۔ مگر راستے میں یہ خبر بد سنی کہ امیر ایاز نے خط وکتابت کر کے محمد کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ پھر کیا تھا اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ چنانچہ قوزشستان کی جانب لوٹ گیا اور کوچ و قیام کرتا ہوتشتر پہنچا۔ پھر امیر ابن برسق کو طلبی کا خط لکھا چونکہ امیر ابن برسق، ایاز کا ساتھی تھا، اس لیے برکیارق کے بلانے پر حاضر ہوا۔ برکیارق پریشان ہوکر عراق کی جانب روانہ ہوگیا۔

امیر ایاز کی حاضری:...... جب وہ حلوان پہنچا تو امیر ایاز نے حاضر ہوکر قدم بوسی کی۔ امیر ایاز نے محمد سے اپنی اطاعت کے بارے میں خط وکتابت کی تھی لیکن محمد نے منظور نہیں کی۔ اور اپنی فوجیں ہمدان فتح کرنے کے لیے بھیجدیں۔ امیر ایاز نے گھبرا کر ہمدان چھوڑ دیا۔ محمد کے سپاہیوں نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ جو مال واسباب امیر ایاز چھوڑ گیا تھا۔ اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ امیر ایاز نے مصاحبوں اور حامیوں سے تاوان جنگ وصول کیا اور ہمدان کے ایک رئیس [1] سے ایک لاکھ دینار کا مطالبہ کیا۔

برکیارق بغداد میں:...... برکیارق کے امیر ایاز سفر کرتے ہوئے ۱۵ ذیعقدہ ۴۹۴ھ کو دارالخلافت بغداد میں داخل ہوئے تنگدستی میں مبتلا ہوگیا تھا۔ اس نے خلیفہ سے خرچ کے لیے رقم مانگی۔ خلیفہ نے ردوکد کے بعد پچاس ہزار دینار سے مدد کی۔ مگر اس رقم سے برکیارق کا کام نہ چلا۔ چنانچہ اس کے ساتھیوں نے عوام الناس کے مال پر ہاتھ بڑھایا۔ جو کچھ اور جہاں پایا لوٹ لیا۔ ابو محمد عبداللہ بن منصور معروف بہ ابن صلیحہ قاضی جبلہ سواحل شام سے فرانس کے عیسائیوں سے شکست کھا کر دارالخلافت بغداد بھاگ آیا تھا۔ اس کے پاس بہت سا مال اور زرنقد بھی تھا۔ برکیارق کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ اس سے زبردستی لے لیا۔ قاضی ابن صلیحہ کے حالات خلافت عباسیہ کے حالات کے ضمن میں ہم بیان کر چکے ہیں۔

برکیارق سے امیر صدقہ کی بغاوت:...... اس کے بعد برکیارق نے اپنے وزیر اعز ابوالمحاسن کو امیر صدقہ بن منصور بن دبیش بن مزید والی حلہ کے پاس بھیجا اور یہ مطالبہ کیا کہ دس لاکھ دینار خراج تمھارے ذمہ باقی ہے دو ورنہ تم سے زبردستی وصول کیا جائے گا اور ملک بھی تم سے چھین لیا جائے گا۔ امیر صدقہ یہ سن کر آگ بگولا ہوگیا اور برکیارق کی اطاعت چھوڑ دی۔ اور سلطان محمد کے علم حکومت کا مطیع ہوکر اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ برکیارق کو اس کی اطلاع ملی تو طلبی کا خط لکھا اور اس سے درگزر کرنے کا وعدہ کیا۔ امیر ایاز نے سارے مطالبات کی ذمہ داری لی لیکن امیر صدقہ نے ایک بھی نہ سنی اور اسی امر پر اصرار کرتا رہا کہ وزیر السلطنت اعز ابوالمحاسن کو میرے حوالہ کر دیا جائے۔ قصہ مختصر امیر صدقہ برکیارق کی مخالفت پر قائم رہا اور اس کے عامل کو کوفہ سے نکال کر کوفہ کو اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں ملحق کر لیا۔

محمد اور سنجر کا بغداد میں داخلہ:...... سلطان محمد اور سنجر نے ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد برکیارق کے تعاقب میں حلوان کی طرف کوچ کیا۔ حلوان میں ایلغازی بن ارتق اپنی فوج کے ساتھ حاضر ہوا اور اپنی خدمت کو سلطان محمد کے دربار میں پیش کیا۔ اس سے محمد کی فوج بہت زیادہ ہوگئی چنانچہ وہ بغداد

[1] ...... یہ لفظ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۴۶) پر لکھنے سے رہ گیا تھا جس کو (تاریخ الکامل جلد ۶ صفحہ ۳۹۸) سے لکھا گیا ہے۔

کی جانب روانہ ہوگیا۔ برکیارق اس وقت بستر علالت پر پڑا ہوا تھا۔ محمد کے آنے کی خبر سن کر برکیارق اور اس کے ساتھی گھبرا گئے۔ بادل ناخواستہ بغداد کو خیرآباد کہہ کر مغربی جانب سے عبور کر گئے۔ چنانچہ سلطان محمد ۴۹۴ھ کے آخر میں بغداد میں داخل ہوا۔

محمد اور برکیارق کے سپاہیوں کی تو تو میں میں:......ادھر دریائے دجلہ دونوں حریفوں میں بیچ بچاؤ کر رہا تھا۔ ایک کنارے پر سلطان محمد کی فوج تھی اور دوسرے کنارے پر اس کے سامنے برکیارق کا لاؤ لشکر تھا۔ احمق نے دوسرے پر تیر باری کی۔ آپس میں سخت کلامی اور گالیوں کا تبادلہ ہوا۔ محمد کے فوجی، برکیارق کے لشکریوں کو باطنی باطنی کہہ کر پکار رہے تھے۔ سوائے تو تو، میں، میں، کے کوئی نتیجہ نہ نکل سکا پھر برکیارق نے واسط کی طرف کوچ کیا اور اس کے لشکر نے لوٹ مار شروع کردی۔ راستہ میں جو شہر، قصبہ یا گاؤں ملے، لوٹ لئے۔

سلطان محمد نے دارالخلافت بغداد میں داخل ہوکر قصر سلطنت میں قیام کیا۔ خلیفہ مستظہر باللہ نے خط کے ذریعے خوش آمدید کہا اور اس کے نام کو خطبہ میں پڑھے جانے کا حکم دیا۔ سنجر، گوہرائین پولیس افسر بغداد کے مکان میں ٹھہرا۔ امیر صدقہ (والی حلہ) مبارک باد دینے کے لئے محرم ۴۹۵ھ میں دربار شاہی میں حاضر ہوا۔

فرقہ باطنیہ یعنی اسماعیلیہ:......فرقہ باطنیہ کا ظہور (سلطان ❶ ملک شاہ سلجوقی کے دور میں) عراق، فارس اور خراسان میں ہوا۔ یہ فرقہ کوئی نیا فرقہ نہ تھا بلکہ یہ فرقہ درحقیقت فرقہ قرامطہ ہے فرقہ باطنیہ اور قرامطہ کا طریق عمل اور اعتقادیات متحد ہے لیکن اس دور میں وہ فرقہ باطنیہ، اسماعیلیہ، ملاحدہ اور فداویہ کے ناموں سے مشہور ہوئے۔ ناموں کا انقلاب کسی نہ کسی اعتبار و لحاظ سے ہے، ہر ایک کے نام کی وجہ الگ ہے۔ ''باطنیہ'' نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے اعتقادیات کو اور اپنی دعوت کو دوسروں سے مخفی اور پوشیدہ رکھتے تھے۔ اسماعیلیہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ فرقہ اسماعیل امام بن امام جعفر صادق کا متبع تھا۔

اسماعیلیہ باطنیہ کو ملاحدہ کہنے کی وجہ:......انہیں ملاحدہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا کوئی عقیدہ الحاد سے خالی نہیں ہے، فداویہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس کے قتل پر یہ مسلط اور مقرر کئے جاتے تھے اس کو قتل کرنے میں یہ اپنی جان و مال کی پرواہ نہ کرتے تھے اور خود کو اپنے شیخ کے حکم پر فدا کردیتے تھے۔ اور چونکہ ان کی یہ دعوت اور ان کے مذہب کا مبدا و منشا قرمط تھا اس لئے اس کی طرف منسوب کر کے قرامطہ کے نام سے موسوم کیا۔

اصفہان میں باطنیہ کا قتل:......تیسری صدی ہجری میں اور اس کے بعد اس مذہب کی بنیاد بحرین میں پڑی اس کے بعد مشرق میں سلطان ملک شاہ کے دور میں اس مذہب نے نشوونما پائی۔ اصفہان نے پہلے پہل اس مذہب والوں کا ظہور ہوا۔ برکیارق اپنے بھائی محمود اور اس کی ماں خاتون جلالیہ کا اصفہان میں محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ آپس کے جھگڑوں نے کسی کو اس کی بیخ کنی کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیا۔ برکیارق کا محاصرہ سے دست کش ہو کر واپس ہونا تھا کہ اس فرقہ نے ہاتھ پاؤں نکالے۔ چنانچہ اصفہان کے باشندے مذہبی پیشواؤں قضاۃ اور فقہاء کے اشارے اور حکم سے اس فرقہ پر ٹوٹ پڑے چاروں طرف سے مار دھاڑ شروع کردی۔ گرفتار کر کے زندہ آگ میں ڈال دیا۔ چنانچہ بہت سوں نے عدم کا راستہ لیا باقی لوگ منتشر و متفرق ہوگئے۔ اور عجمی علاقوں کے اکثر قلعوں پر قبضہ کرلیا۔ جیسا کہ اوپران کے حالات میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

نیران شاہ کی تبدیلی مذہب:......نیران شاہ بن بداران شاہ بن فاروث بیگ (والی کرمان) نے ابوزرعہ کاتب کے کہنے پر (جو کہ خوزستان کا رہنے والا تھا) مذہب باطنیہ کو اختیار کرلیا۔ ابوزرعہ کے پاس ایک حنفی فقیہ ''امد بن حسین بلخی'' رہتا تھا۔ کرمان کے اکثر باشندے اس کے معتقد تھے۔ ابوزرعہ نے اس فقیہ کو قتل کردیا۔ نیران شاہ کا سرعسکر جو کوتوال شہر تھا، اس واقعہ سے متنفر اور کشیدہ خاطر ہوکر سلطان محمد اور وزیرالسلطنت مؤید الملک کے پاس چلا گیا۔ سرعسکر کے جانے کے بعد فوج نے نیران شاہ کے خلاف بلوہ کردیا اور خزانہ لوٹ لیا اور اس کو شہر سے باہر نکال دیا۔ بحال پریشانی کی حالت میں قلعہ سہدم (سمیرم) میں پہنچا اور والی قلعہ محمد بھستوں سے اجازت حاصل کر کے پناہ گزین اور قیام پذیر ہوگیا۔

---

❶......دیکھئے تاریخ الکامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۳ مطبوعہ لندن (مترجم)

ارسلان شاہ کا اقدام:......ارسلان ❶ شاہ نے یہ خبر پا کر ایک فوج قلعہ مندہم کے محاصرے کے لیے بھیجدی۔ محمد بھستوں گھبرا گیا اسی وقت نیران شاہ کو باہر نکال دیا۔ سپہ سالار نے اسے اور ابوزرعہ کاتب کو گرفتار کر کے ارسلان شاہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ارسلان شاہ نے دونوں کو قتل کر کے کرمان کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

برکیارق اور فرقہ باطنیہ:......چونکہ برکیارق اکثر انہی باطنیوں کو ان لوگوں پر متعین کر دیتا تھا جن کو قتل کرانا اس کے مدنظر ہوتا تھا (انز افسر پولیس اصفہان اور ارغش وغیرہ اسی کے اشارے سے باطنیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے) اس لیے برکیارق کے حمایتی باطنیوں کے دسترس سے محفوظ رہے۔ لیکن فرقہ باطنیہ کا عمل دخل برکیارق کے لشکر میں ہو گیا۔ فوج میں بہت سے لوگوں نے اس مذہب کو اختیار کر لیا۔ کثرت کی وجہ سے جس کو چاہتے قتل وغارت کی دھمکی دیتے تھے۔ سرادارن لشکر بھی خائف ہو گئے۔ اس لیے لوگوں نے برکیارق کو باطنیہ مذہب کی طرف مائل ہونے کا الزام لگایا۔ حالانکہ برکیارق، فرقہ باطنیہ سے اپنے دشمنوں کے مقابلے کا کام لیتا تھا۔ چنانچہ اراکین دولت اور کمانڈر متحد ہو کر برکیارق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور موجودہ معاملات کو پیش کر کے فرقہ باطنیہ کے قتل کی رائے دی۔

باطنیہ کا قتل عام:......برکیارق نے ان کے مشوروں کو بغور سن کر اس پر عمل شروع کر دیا، اور فرقہ باطنیہ کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ چنانچہ چاروں طرف سے اس فرقہ پر مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ جہاں پر جو شخص فرقہ باطنیہ کا ملا، بے تامل مار ڈالا گیا۔ ابوابراہیم استر آبادی پر (جسکو وزیر السلطنت اعزا ابوالمحاسن نے مؤید الملک کے مال واسباب ضبط کرنے کے لیے دار الخلافت بغداد بھیجا تھا) بھی اسی مذہب کی پابندی کا الزام تھا۔ برکیارق نے اس کے قتل کا بھی حکم بغداد بھیج دیا۔ شاہی فوج میں امیر محمد بن دشمنز یار بن علاؤ الدولہ بن کاکو یہ اسی الزام میں قتل کر دیا گیا۔ یہ شہر یزد کا والی تھا۔

کیا الہراسی پر الزام:......لگانے بجھانے والوں نے کیا الہراسی مدرس جامعہ نظامیہ پر بھی یہی الزام لگا دیا۔ چانچہ سلطان برکیارق نے اسے گرفتار کر لینے کا حکم صادر کیا۔ خلیفہ مستظہر نے اس کی برائت، تقدس اور عالی مرتبے کی گواہی دی۔ تب کہیں غریب کیا الہراسی کی جان بچی اور اسے رہا کیا گیا۔ قصہ مختصر اسی فرقہ باطنیہ کا مادہ فاسد عوام الناس سے منقطع اور دور کر دیا گیا۔ لیکن جن قلعوں کے وہ مالک ہو گئے تھے وہاں پر اسی طریقہ سے ان کے مذہب کا کام جاری رہا۔ یہاں تک کہ ان کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا جیسا کہ ان کے حالات اوپر تفصیل سے تحریر کیے گئے۔

سلطان محمد کی جنگ کے لیے روانگی:......جب برکیارق نے بغداد سے واسطہ کی جانب کوچ کیا۔ سلطان محمد، بغداد میں داخل ہوا۔ ۱۵ محرم ۴۹۵ھ تک قیام پذیر رہا پھر وہاں سے سنجر کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ محمد نے ہمدان کا راستہ اختیار کیا اور سنجر نے خراسان کی طرف کوچ کر دیا۔ محمد اور سنجر کی روانگی کے بعد خلیفہ مستظہر تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ برکیارق بغداد کے ارادے سے روانہ ہونا چاہتا ہے۔ اس خبر کے علاوہ برکیارق کی طرف سے ان نامناسب کلمات اور افعال قبیحہ کی بھی اطلاع دی گئی جو اس نے خلیفہ کے خادموں کے بارے میں کہے اور منسوب کیے تھے۔ خلیفہ نے سلطان محمد کو ہمدان طلب کر کے ارشاد فرمایا "میں تمھارے ساتھ برکیارق سے لڑنے چلوں گا" سلطان محمد نے گذارش کی "محترم خلیفہ تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس سے جنگ کرنے کے لیے میں تنہا کافی ہوں" خلیفہ اس جواب سے بیحد خوش ہوئے اور ارادہ ترک کر دیا۔ سلطان محمد ابوالمعالی مفضل بن عبدالرزاق کو شحنگی بغداد پر مقرر کر کے برکیارق کی روک تھام کے لیے روانہ ہو گیا۔

برکیارق کی بغداد سے جنگ کے لیے روانگی:......برکیارق بغداد سے روانہ ہو کر واسط پہنچا۔ روساء شہر اس کی فوج کی بدکرداری سے خائف ہو کر زبید یہ کی طرف بھاگ گئے۔ چنانچہ برکیارق نے واسط میں قیام کر دیا۔ جب اس کو مرض میں ذرا موت محسوس ہوئی اور ایک گونہ افاقہ ہوا۔ دریا کو جانب مغرب سے جانب مشرق کی طرف عبور کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر وہاں نہ تو کوئی کشتی تھی نہ اور کوئی سامان عبور کرنے کا تھا۔ عوام الناس جان اور آبرو کے خوف سے اپنے اپنے گھروں کے دراوزے بند کئے ہوئے بیٹھے تھے۔ کاروبار سب بند تھا۔ کوئی شخص کسی ضرورت سے بھی باہر نہیں نکلتا تھا۔ چنانچہ

---

❶......کرمان کی فوج نے نیران شاہ کے بعد ارسلان شاہ بن کرمان شراہ بن قاروت شاہ بیگ کو کرسی امارت پر بٹھایا تھا۔ یہ نیران شاہ کا چچازاد بھائی تھا (دیکھیے تاریخ الکامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۹ مطبوعہ لندن) مترجم

قاضی ابوعلی فاروقی شاہی لشکر میں آیا۔ امیر ایاز اور وزیر السلطنت سے ملاقات کی۔ اہل شہر کے ساتھ نرمی وملاطفت برتنے کی درخواست کی اور اس کی بھی استدعا کی کہ اہل شہر کی حفاظت کے لیے پولیس اور شحنہ مقرر کیا جائے۔ امیر ایاز اور وزیر السلطنت نے یہ درخواست منظور کر لی اور شہریوں کی حفاظت کے لیے پہرہ لگا دیا، چوکیاں مقرر کر دیں۔

امیر ایاز کی فوج کا واسط میں ظلم:......اس کے بعد ان دونوں نے قاضی سے مزدور اور کشتی مہیا کرنے کی فرمائش کی۔ قاضی نے بہت سے مزدور لا کر حاضر کر دیئے جن کی مدد سے وہ اپنے سواری کے جانوروں سمیت دریا عبور کر کے مشرقی کنارہ پر پہنچ گئے۔ ادھر فوجیوں نے شہر کو لوٹنا شروع کر دیا۔ جس کی جو چیز پائی لوٹ لی۔ اس لیے غارتگری کا بازار گرم ہو گیا۔ قاضی امیر ایاز اور وزیر السلطنت کے پاس گیا وران سے رحم وعفو کی درخواست کی۔ لشکریوں کی زیادتی اور ظلم کی داستان سنائی۔ چنانچہ امیر ایاز نے فوج کو غارتگری سے منع کر دیا۔

لشکر واسط کا تسلیم ہونا:......اس کے بعد لشکر واسط نے اطاعت قبول کر لی اور امن کی درخواست کی۔ برکیارق نے اسے امن عطا کیا۔ اور اس لشکر کے ساتھ بنو برسق (اہواز) کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابھی اہواز نہیں پہنچنے پایا تھا کہ اسے بغداد سے محمد کی روانگی کی خبر ملی۔

دونوں بھائیوں کی فوجوں کا آمنا سامنا:......چنانچہ اہواز کا خیال چھوڑ کر اس کے تعاقب میں نہاوند کی جانب روانہ ہو گیا۔ جہاں دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہو گیا۔ دونوں نے صف آرائی کی لیکن شدت سرما کی وجہ سے جنگ نہیں ہوئی لہٰذا اپنے اپنے کیمپ میں واپس آ گئے۔ دوسرے دن پھر صف آرائی کی۔ دونوں فوجوں کے جنگ آور صف لشکر سے نکل کر میدان میں آتے تھے، مصافحہ کرتے، باتیں کرتے اور واپس چلے جاتے۔ کمانڈروں نے فوج کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر باہم گفت وشنید شروع کی۔

دونوں بھائیوں کی صلح:......سلطان محمد کی فوج میں سے امیر بکراج، امیر ایاز اور وزیر السلطنت اعز ابوالمحاسن کے پاس آئے اور صلح کی گفتگو کی۔ چنانچہ دونوں فوجوں میں اس بات پر مصالحت ہو گئی (۱) برکیارق کو سلطان کے لقب سے یاد کیا جائے اور محمد کو ملک کے خطاب سے مخاطب کیا جائے (۲) ملک محمد کے لیے تین ضرب سلامی دی جائے (۳) حیرہ اپنے مضافات سمیت آذربائیجان، دیار بکر، جزیرہ اور موصل ملک محمد کو دیئے جائیں (۴) برکیارق، محمد کو ان والیان شہر کے مقابلہ میں امداد دے جو محمد کی مخالفت کریں۔ صلح نامہ لکھا گیا، دستخطوں سے مرتب ہوا، دونوں بھائیوں نے حلف اٹھایا اور اپنے اپنے زیر کنٹرول علاقوں کی طرف لوٹ گئے۔ چنانچہ برکیارق ساوہ چلا گیا اور محمد استرآباد کی جانب لوٹا۔ مصالحت اور صلحنامہ کی تکمیل ماہ ربیع الاول ۴۹۵ھ میں ہوئی۔

ایک افواہ پر صلح کرانے والوں کا قتل:......استرآباد میں محمد کے واپس آنے پر یہ افواہ اڑ گئی کہ جن امراء نے کوشش کر کے صلح کرائی ہے، انہوں نے فریب اور دھوکہ دیا ہے۔ محمد کے کانوں تک یہ آواز پہنچی تو استرآباد سے قزوین چلا گیا۔ رئیس قزوین کو بلایا اور اسے یہ سکھایا کہ "تم اپنی طرف سے میری اور میرے امراء کی دعوت کرو۔ اس وقت مجھے موقع مل جائے گا میں ان امراء سے فریب کا انتقام لوں گا" رئیس قزوین نے اس مشورے کے مطابق محمد اور اس کے امراء کی دعوت کی۔ محمد اپنے امیروں کے ساتھ دعوت میں آیا۔ رئیس قزوین نے محمد کے اشارے سے امیر یشلم اور افشکین کو گرفتار کر لیا جو کہ اہم امراء تھے۔ اور صلح کرانے میں پیش پیش تھے۔ شہمک کو اس وقت قتل کر دیا اور افشکین کی آنکھوں میں نیل کی سلائیں پھروا دیں۔

صلح کا خاتمہ:......اسی دوران امیر نیال بن انوشتکین حسامی برکیارق سے علیحدہ ہو کر (سلطان محمد کی خدمت میں آیا۔ سلطان محمد کی قوت امیر نیال کے مل جانے سے بڑھ گئی۔ چنانچہ اس نے معاہدہ صلح کو بالائے طاق رکھ دیا اور جنگ کرنے کے لیے خم ٹھونک کر میدان میں آ گیا۔ برکیارق بھی اس سے مطلع ہو کر پہنچ گیا۔

چوتھی جنگ:......دونوں فوجوں نے "رے" کے قریب صف آرائی کی۔ سرخاب بن کیخسرو دیلمی والی ساوہ نے برکیارق کی طرف سے امیر نیال پر حملہ کیا۔ امیر نیال شکست کھا کر بھاگا۔ چنانچہ ساری فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ اور محمد کی ساری فوج بے قابو ہو کر میدان جنگ سے بھاگ نکلی۔ بعضوں نے

طبرستان میں جا کر دم لیا۔ بعض بھاگ کر قزوین پہنچ گئے۔ یہ چوتھی ❶ جنگ ماہ جمادی الاولیٰ ۴۹۵ھ میں صلح اور جنگ سوئم کے چوتھے مہینے میں ہوئی تھی۔

محمد ❷ چند جاں نثاروں کے ساتھ اصفہان پہنچا۔ امیر ینال بھی اس کے ہمراہ تھا۔ اس وقت تک اصفہان کی حکومت محمد کے قبضے میں تھی۔ شہر ❸ پناہ کی مرمت کرائی۔ شہر پناہ کے اردگرد گہری خندق کھدوائی۔ امراءِ لشکر کو شہر پناہ کی فصیلوں اور ذرّوں پر متعین کیا۔ موقع موقع پر منجنیقیں نصب کیں۔ غرض کہ ہر طرح سے اصفہان کو برکیارق کے حملوں سے بچانے کے خیال سے مضبوط و مستحکم کرلیا۔

برکیارق کا محمد پر اصفہان میں حملہ:..... برکیارق نے پندرہ ہزار فوج کے ساتھ اصفہان پر حملہ کیا اور مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا۔ طویل محاصرے کی وجہ سے اصفہان کا غلہ ختم ہو گیا، محمد کی مالی حالت بھی ناگفتہ بہ ہوگئی۔ رؤساءِ شہر سے کئی مرتبہ مصارف جنگ اور فوج کے لئے قرض لیا۔ لیکن جب قرض بھی نہیں ملنے لگا اور محاصرے کی وہی کیفیت رہی تو بادل ناخواستہ اصفہان کو خیر آباد کہہ کر رات کے وقت شہر سے امیر ینال سمیت نکل کھڑا ہوا۔ باقی امراءِ لشکر اور ارا کین دولت کو اصفہان میں چھوڑ دیا۔ برکیارق نے امیر ایاز کو ایک دستہ فوج کے ساتھ سلطان محمد کے تعاقب اور گرفتاری کے لئے روانہ کیا مگر محمد ہاتھ سے نکل گیا، ہاتھ نہ آیا۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ امیر ایاز نے محمد کو گرفتار کرلیا تھا۔ محمد نے کہا''امیر ایاز تمھاری گردن میں میری بیعت کا طوق اب تک پڑا ہوا ہے۔ میں نے تمھارے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی ہے۔ امیر ایاز یہ سن کر واپس آ گیا اور گرفتاری سے ہاتھ کھینچ لیا علم، چھتر اور تین اونٹ مال واسباب لدے ہوئے لیکر واپس آ گیا''۔

اصفہان پر لیٹروں کا حملہ:..... جس وقت محمد نے اصفہان چھوڑا تو گردونواح کے مفسدوں اور لیٹروں نے شہر پر دست درازی شروع کردی اور ایک لاکھ کے قریب جمع ہو گئے۔ سیڑھیاں اور کمندیں لیکر دوڑ پڑے، خندق کو خس وخاشاک سے پُر کر کے شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے۔ اہل شہر نے ان سے مقابلہ کیا چنانچہ باوجود کثرت کے ناکام واپس لوٹ گئے۔

ذی القعدہ ۴۹۵ھ کے آخر میں برکیارق بھی محاصرہ اُٹھا کر اصفہان سے ہمدان کی طرف ٹوٹ پڑا۔ پرانے شہر پر جسے شہرستان کہتے ہیں مرشد الہراس کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ مامور کیا اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو بھی وہیں چھوڑ آیا۔

وزیر السلطنت کا قتل:..... محاصرے کے زمانے میں وزیر السلطنت اعز ابوالمحاسن عبدالجلیل دہستانی کو ایک باطنی نوجوان نے قتل کردیا۔ وزیر السلطنت اپنے خیمہ سے سوار ہو کر شاہی دربار میں جارہا تھا۔ راستے میں فرقہ باطنیہ کا ایک نوجوان لڑکا سامنے آ گیا اور اسے چند مرتبہ نیزہ مارا جس سے وزیر السلطنت نے جان بحق تسلیم کردی۔

وزیر السلطنت نہایت کریم، خوش خلق اور سخی انسان تھا۔ یہ اس زمانہ میں عہدہ وزارت سے سرفراز کیا گیا تھا جس وقت نظام شاہی میں اختلال پیدا ہو گیا تھا، مالی حالت کمزور ہو گئی تھی۔ اس لیے اس نے لوگوں سے زبردستی روپیہ وصول کرنا شروع کیا۔ جس سے لوگوں کو نفرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کے قتل کے بعد اس کے غلام کو بھی کسی نے اپنے آقا کے خون کے عوض قتل کردیا۔ یہ ٹیکس وصول کرنے پر مقرر تھا۔

ابو منصور میبذی کی وزارت:..... اعز ابوالمحاسن عبدالجلیل کے قتل ہونے کے بعد برکیارق نے خطیر ابو منصور میبذی کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ خطیر، سلطان محمد کا وزیر تھا۔ سلطان محمد نے اسے زمانہ حصار میں شہر پناہ کے کسی دروازے کی حفاظت پر مامور کیا تھا۔ طویل محاصرہ سے جب تنگدستی واقع ہوئی تو محمد نے ینال بن انوشتکین کو خطیر کے پاس بھیجا اور فوج کی تنخواہ ادا کرنے کے لیے روپیہ مانگا۔ خطیر روپیہ ادا نہ کرسکا اور رات کے وقت شہر پناہ سے نکل کر اپنے شہر چلا گیا۔ اور قلعہ نشین ہو گیا۔ برکیارق نے اس کے محاصرے پر بھی فوجیں بھیجدیں۔ چنانچہ خطیر نے اطاعت قبول کرلی اور امن کی درخواست کردی۔ برکیارق نے اس کی درخواست منظور کرلی۔ چنانچہ خطیر، جس وقت وزیر السلطنت اعز قتل کیا گیا تھا اور بادشاہ حاضر ہوا۔ چنانچہ برکیارق نے اعز کی جگہ اس کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بغیبہ۔

---

❶..... اس لڑائی میں محمد کے لشکر میں دس ہزار سوار تھے (دیکھیے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۳۰ مطبوعہ لندن) (مترجم) ❷ ..... ستر سوار ساتھ تھے (دیکھیے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۸) مطبوعہ لندن) (مترجم) ❸..... اس شہر پناہ کو علاء الدولہ کاکویہ نے ۴۲۹ھ میں بنوایا تھا (دیکھیے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ لندن) (مترجم)

رے پر اسمٰعیل بن ارسلان کی تقرری:......ان دنوں بصرہ کی حکومت اسمٰعیل بن ارسلان کے قبضہ میں تھی۔ سلطان ملک شاہ کے دور حکومت میں ''رے'' والوں نے سرکشی، بدمعاشی کا وطیرہ اختیار کرلیا تھا۔ رے کا جو شخص افسر پولیس مقرر کیا جاتا تھا۔ اس کو اہل ''رے'' اس قدر تنگ اور پریشان کرتے تھے کہ وہ بھاگ جاتا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اسی زمانہ میں اسمٰعیل کو ''رے'' کا افسر پولیس مقرر کیا۔ چنانچہ اسمٰعیل نے نہایت دانشمندی اور ہوشیاری سے کام لیا۔ جو زیادہ بدمعاش تھے ان کی گوشمالی کی۔ اور جو ذرا بھلے مانس تھے ان کو سمجھایا بجھایا۔ غرض ایسی نرمی اور گرمی سے کام لیا کہ جس سے اہل رے سیدھے ہوگئے۔ مگر اس کے بعد اسے معزول کردیا گیا۔

بصریٰ کے امیر قماج سے اسمٰعیل کی جنگ:......پھر برکیارق نے بصریٰ کی حکومت پر امیر قماج کو مقرر کیا اور چونکہ برکیارق امیر قماج کی علیحدگی ناپسند کرتا تھا۔ اس لیے اسمٰعیل کو امیر قماج کا نائب بنا کر بصریٰ بھیج دیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد امیر قماج، برکیارق سے علیحدہ ہوکر خراسان چلا گیا۔ اسمٰعیل کے دماغ میں حکومت بصریٰ کی ہوا سما گئی۔ چنانچہ خود سر ہوگیا، مہذب الدولہ بن ابوانجر نے بطیحہ سے اور معقل بن صدقہ بن منصور بن حسین اسدی نے جزیرہ سے جنگی کشتیاں اور بے شمار فوجیں لے کر بصریٰ پر چڑھائی کردی۔ دونوں فوجوں کی مطاری میں جنگ ہوئی جنگ کے دوران معقل بن صدقہ کو ایک تیر لگا جس کے صدمہ سے معقل مرگیا۔ مہذب الدولہ گھبرا کر بطیحہ لوٹ آیا اور اسمٰعیل نے کشتیوں پر قبضہ کرلیا جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ یہ واقعہ ۴۹۱ھ کا ہے۔

امدادی فوج کو بھی شکست:......چنانچہ مہذب الدولہ نے گوہر آئین سے امداد کی درخواست کی۔ گوہر آئین نے ابوالحسن ہروی اور عباس بن ابوالخیر کو مہذب الدولہ کی کمک پر روانہ کیا۔ مگر اسمٰعیل نے ان کو بھی شکست دے دی۔ ابوالحسن اور عباس کو گرفتار کرلیا۔ مگر کچھ عرصے بعد عباس کے باپ نے کچھ روپیہ دے کر عباس کو چھڑوالیا۔ اور ابوالحسن ہروی بدستور قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔ ایک مدت کے بعد پانچ ہزار دینار لے کر اسکو بھی رہا کردیا۔

اسمٰعیل کی مزید فتوحات:......ان واقعات سے اسمٰعیل کی جرأت بڑھ گئی۔ مالی حالت بھی قوی ہوگئی۔ بصریٰ کی حکومت پر قدم جم گئے۔ اس نے ایک قلعہ، ابلہ میں تعمیر کرایا۔ دوسرا قلعہ شاطئی میں مطاری کے سامنے بنوایا۔ بہت سے ٹیکس موقوف کردیئے۔ چونکہ سلاطین سلجوقیہ آپس کے جھگڑوں میں مصروف تھے اس لیے اسمٰعیل کا دائرۂ حکومت وسیع ہوگیا اس نے مبار (مثان) پر بھی قبضہ کرکے اپنے علاقوں سے ملحق کرلیا۔

اسمٰعیل کی واسط پر ناکامی:......۴۹۵ھ کے دور میں اسمٰعیل کو واسط پر قبضہ کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ چنانچہ اہل واسط سے خط وکتابت شروع کی اور چند آدمیوں کو بہکا کر ملالیا۔ فوج کو مرتب کرکے جنگی کشتیوں پر سوار ہوکر واسط کی طرف بڑھا۔ نہر آبان پہنچ کر اہل واسط کو شہر حوالہ کرنے کا پیام دیا۔ اہل شہر نے انکار میں جواب دیا، تب اسمٰعیل نے نہر آبان سے کوچ کرکے جانب مشرقی پڑاؤ ڈالا۔ چند دنوں تک ٹھہرا رہا۔ اہل شہر نے مقابلہ کیا مجبوراً واپسی کا حکم دے دیا۔ لیکن پھر یہ خیال کرکے کہ شہر واسط اپنے مددگاروں اور محافظوں سے خالی ہوگیا ہے، لوٹ آیا اور جن لوگوں نے اسمٰعیل سے سازش کرلی تھی انہوں نے بھی اسمٰعیل کو واپس بلانے کے لیے آگ روشن کی۔ اسمٰعیل کے ہمراہی ساتھی جیسے ہی شہر میں داخل ہوئے۔ اہل شہر نے چاروں طرف سے مار دھاڑ شروع کردی۔ چنانچہ اسمٰعیل شکست کھا کر بصریٰ کی جانب واپس چلا گیا۔

بصریٰ پر ابوسعید کا محاصرہ:......اسمٰعیل نے بصریٰ کے قریب پہنچ کر دوسرا گل کھلا ہوا پایا اور وہ یہ ہے کہ امیر ابوسعید محمد بن نصر بن محمود (والی عمان)، جنابہ، سیراف اور جزیرہ بنی نفیس، بصریٰ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔

اسمٰعیل اور ابوسعید میں چھیڑ چھاڑ پہلے سے چلی آرہی تھی، اسمٰعیل نے بیس جنگی کشتیاں ابوسعید کے مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ کی تھیں۔ ابوسعید نے پچاس کشتیوں کا ایک بیڑہ مقابلہ پر بھیجا۔ دریائے دجلہ میں دونوں حریف لڑپڑے۔ جس میں ابوسعید کو کامیابی ہوئی۔ اور اسمٰعیل کے چند آدمی گرفتار کرلیے گئے۔ اس کے بعد اسمٰعیل اور ابوسعید کی مصالحت ہوگئی۔ ابوسعید نے اسمٰعیل کے آدمیوں کو رہا کردیا۔ پھر اسمٰعیل نے عہد شکنی کی۔ ابوسعید موقع کا منتظر رہا۔ جب اسمٰعیل نے واسط پر چڑھائی کی تو ابوسعید نے ہاتھ پاؤں نکالے اور سو کشتیوں کا بیڑہ لے کر بصرہ کو تسخیر کرنے کے لیے روانہ ہوگیا۔ نہر ابلہ کے دہانہ پر کچھ فوج خشکی پر اتار دی اور بصرہ کا بری اور بحری محاصرہ کرلیا۔

ابوسعید سے اسمٰعیل کی صلح:......اس دوران اسمٰعیل اہل واسط سے شکست اٹھا کر بصریٰ کے قریب پہنچ گیا۔اس کے تو ہاتھ کے طوطے اڑ گئے اور پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔اسمٰعیل نے دکیا دربار خلافت کوان واقعات سے مطلع کیا اور ابوسعید سے صلح کی درخواست کی۔چنانچہ وکیل دربار خلافت نے بیچ بچاؤ کر کے دونوں میں صلح کرادی۔ابوسعید اپنے دارالخلافت کی طرف واپس آیا اور اسمٰعیل بصرہ پر مستقل طور پر حکومت کرنے لگا۔یہاں تک کہ صدقہ بن مزید نے پانچویں صدی ہجری میں بصریٰ پر قبضہ کرلیا جیسا کہ صدقہ بن مزید کے حالات میں ہم لکھ چکے ہیں۔

کربوقا کا انتقال سنقر جہ کی جانشینی:......سلطان برکیارق نے امیر کربوقا کو ۴۹۴ھ میں آذربائیجان کی طرف مدود بن اسمٰعیل بن یاقوتی بلوائی سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا تھا۔چنانچہ امیر کربوقا نے صوبہ آذربائیجان کے اکثر شہروں کو مدود سے چھین لیا تھا۔ماہ ذیقعدہ ۴۹۵ھ کے نصف میں امیر کربوقا کا انتقال ہوگیا۔اصبہبذ صبادہ بن خمار تکین اور سنقر جہ امیر کربوقا کے پاس موجود تھے۔امیر کربوقا نے وفات کے وقت سنقر جہ کو اپنا جانشین بنایا اور ترکوں کو اس کی اطاعت وفرمانبرداری کی وصیت کی چنانچہ اس جانشینی کی بناء پر سنقر جہ نے موصول پر قبضہ کرلیا۔

موسیٰ ترکمانی کا موصل پر قبضہ:......اہل موصل کو اس کی اطلاع نہ تھی پھر انہوں نے امیر کربوقا کی وفات سے مطلع ہو کر موسیٰ ترکمانی کو قلعہ کیفا سے بلوایا۔موسیٰ ترکمانی امیر کربوقا کی طرف سے قلعہ مذکور کا قلعہ دار اور امیر کربوقا کا نائب تھا۔موسیٰ ترکمانی سفر طے کر کے موصل پہنچا۔سنقر جہ نے اس خیال سے کہ موسیٰ ترکمانی اظہار اطاعت کی غرض سے آرہا ہے،اس کا استقبال کیا بغلگیر ہوا۔پھر دونوں کا باتوں باتوں میں جھگڑا ہوگیا۔سنقر جہ نے کہا ''ہمارا تمہارا جھگڑا نافضول ہے،یہ مسئلہ سلطان کے اختیار میں ہے جسے وہ چاہے گا امیر بنائے گا'' مگر موسیٰ ترکمانی نے کوئی جواب معقول نہ دیا۔طعن و تشنیع اور سخت کلامی ہونے لگی۔اس وقت منصور بن مروان یادگار امراء دیار بکر،موسیٰ ترکمانی کے ساتھ تھا۔اس نے سنقر جہ کو مارا جس سے سنقر جہ کا سر کھل گیا اور موسیٰ ترکمانی نے شہر پر قبضہ کرلیا۔

چکرمش کا موصل پر قبضہ:......چکرمش (والی جزیرہ ابن عمر) کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو فوجیں آراستہ کر کے نصیبین پر چڑھ آیا اور قبضہ کرلیا۔موسیٰ ترکمانی کو اس کی خبر ملی تو غصہ سے کانپ اٹھا۔انتقام لینے کے لیے جزیرہ کی جانب کوچ کردیا۔ چکرمش نے بڑھ کر اسے روکا۔دونوں کی لڑائی ہوئی تو موسیٰ ترکمانی شکست کھا کو موصل کی جانب بھاگ گیا۔چکرمش نے تعاقب کیا اور موصل پہنچ کر محاصرہ کرلیا۔موسیٰ ترکمانی نے سقمان بن ارتق (والی دیار بکر) سے امداد کی درخواست کی اور اسے قلعہ کیفا دینے کا وعدہ کیا۔چنانچہ سقمان نے فوجیں مرتب کر کے موصل کی جانب کوچ کردیا۔چکرمش نے محاصرہ اٹھالیا پھر موسیٰ ترکمانی سقمان سے ملنے آیا۔مگر اس کے کسی غلام نے موسیٰ کو قتل کردیا۔سقمان نے قلعہ کیفا کی طرف کوچ کیا اور چکرمش نے موصل کا پھر محاصرہ کرلیا۔چنانچہ اہل موصل نے صلح کے ساتھ موصل پر قبضہ دیدیا۔ چکرمش نے قبضہ موصل کے بعد موسیٰ کے قاتل کو گرفتار کر کے قصاص لیا۔اس کے بعد خابور پر قابض ومتصرف ہوگیا۔عربوں اور کردوں نے اطاعت قبول کرلی۔

قلعہ کیفا پر سقمان بن ارتق کا قبضہ:......سقمان بن ارتق نے موصل کے قتل کے بعد قلعہ کیفا پر قبضہ کرلیا۔اسی زمانہ سے اس قلعہ کی حکومت سقمان بن ارتق کے خاندان میں رہی۔ابن اثیر کہتا ہے کہ اس وقت یعنی ۶۲۵ھ میں قلعہ کیفا کا والی محمود بن قرا ارسلان بن داؤد بن سقمان بن ارتق ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

امیر نیال اور برسق کی رے پر رسہ کشی:......برکیارق کے محاصرے کے زمانے میں چوتھی جنگ کے بعد ۴۹۵ھ میں امیر نیال بن انوشتکین حسامی،سلطان محمد کے ساتھ اصفہان میں تھا۔جب سلطان محمد،محاصرہ سے نکلا تو امیر نیال نے رے میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ شروع کرنے کی غرض سے رے جانے کی اجازت مانگی۔چنانچہ امیر نیال اور اسکا بھائی علی ماہ صفر ۴۹۶ھ میں رے پہنچے۔والی رے نے جو برکیارق کی طرف سے تھا، اطاعت قبول کرلی۔اور امیر نیال نے رے پر قبضہ کرلیا اور اہل رے کے ساتھ بیرحمی اور ظلم سے پیش آیا،تاوان وصول کیے۔پھر برکیارق نے امیر برسق بن برسق کو ماہ ربیع الاول ۴۹۶ھ میں امیر نیال سے جنگ کرنے کے لیے رے روانہ کیا۔امیر نیال مقابلہ پر آیا لیکن شکست کھا کر بھاگ گیا اور امیر برسق نے رے پر قبضہ کرلیا۔

امیر نیال بغداد میں: ...... علی اس شکست کے بعد قزوین جو کہ اسکا دارالحکومت تھا، چلا گیا اور نیال نے پہاڑی راستہ اختیار کیا۔ اس کے بہت سے ساتھی راستے میں مرگئے۔ سات سو پیدل فوجیوں کے ساتھ دارالخلافت بغداد پہنچا۔ جہاں خلیفہ مستظہر نے آؤ بھگت سے لیا اور عزت واحترام سے ٹھہرایا۔ امیر نیال نے سلطان محمد کی اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا

اس کے بعد امیر نیال، ایلغازی اور سقمان بن ارتق نے ایک خاص مجلس منعقد کی۔ اور سلطان محمد کی حمایت کرنے کا حلف اٹھایا۔ اور سب کے سب امیر صدقہ بن مزید (والی حلہ) کے پاس حلہ گئے۔ اس سے بھی اسی قرارداد پر حلف لیا۔

نیال کا اہل بغداد پر ظلم: ...... امیر نیال نے دارالخلافت بغداد پر قدم جما لینے کے بعد اہل بغداد سے ظالمانہ برتاؤ شروع کر دیئے۔ استبدادی حکومت کرنے لگا، عمال پر جرمانہ کیا۔ سوداگران اور رئیسوں سے تاوان لیا۔ چنانچہ اہل بغداد متحد ہو کر ایلغازی بن ارتق کے پاس گئے۔ (امیر نیال نے ایلغازی کی بہن سے جو کہ تاج الدولہ تتش کی زوجہ تھی، عقد کر لیا تھا) امیر نیال کے ظلم وچیرہ دستی کی شکایت کی، سفارش کرنے کی درخواست کی۔ خلیفہ مستظہر نے بھی امیر نیال کے ظلم وتعدی سے مطلع ہو کر قاضی القضاۃ ابوالحسن دامغانی کو امیر نیال کے پاس ظلم وستم کرنے سے منع کرنے بھیجا۔ امیر نیال نے عہد وپیان کیا، حلف اٹھایا کہ آئندہ میں اہل بغداد کے ساتھ نرمی وملاطفت سے پیش آؤنگا۔ کسی قسم کا ظلم نہیں کرونگا۔ لیکن یہ سب عہد وپیان پانی پر تحریر تھی وہ اپنے برے کاموں سے باز نہ آیا۔

امیر نیال کی گوشمالی: ...... خلیفہ مستظہر نے امیر نیال کے جور وستم کی روک تھام کرنے کے لیے امیر صدقہ بن مزید کو حلہ سے بلوایا۔ ماہ شوال میں امیر صدقہ دارالخلافت بغداد پہنچا۔ امیر نیال سے بغداد چھوڑ دینے کا وعدہ لے کر حلہ واپس آیا اور اپنے بیٹے دبیش کو امیر نیال کے ظلم کی روک تھام کے لیے بغداد میں ٹھہرایا۔ امیر نیال پر اس کا کچھ بھی اثر نہ ہوا اور اس نے غارتگری، خون ریزی، رہزنی، آتش زنی اور زبردستی روپیہ وصول کرنے کا شیوہ بدستور جاری رکھا۔ امیر نیال کی یہ غارتگری دارالخلافت بغداد تک محدود نہیں تھی۔ قرب وجوار کی بستیاں بھی اجڑ گئیں، راستے بند ہو گئے، امن کا نام معدوم ہو گیا۔ چنانچہ خلیفہ نے دوبارہ امیر صدقہ کو ان واقعات سے مطلع کیا تو امیر صدقہ نے ایک ہزار سوار بھیج دیئے امیر ایلغازی بن ارتق اور چند امراء دربار خلافت بھی کمر باندھ کر امیر نیال کے غصے کو ختم کرنے نکلے۔ امیر نیال اس سے مطلع ہو کر آذربائیجان کی طرف بھاگ گیا اور یہ مہم واپس آ گئی۔

کمشتکین اور ایلغازی کی جنگ: ...... سلطان محمد نے گوہرآئین افسر پولیس بغداد کے قتل کے بعد ایلغازی بن ارتق کو بغداد کا افسر پولیس مقرر کیا تھا۔ چنانچہ جب سلطان برکیارق کو سلطان محمد کے مقابلے میں محاصرہ اصفہان میں کامیابی حاصل ہوئی اور سلطان برکیارق، اصفہان سے ہمدان آ گیا تو کمشتکین نصیری کو ماہ ربیع الاول ۴۹۶ھ میں افسر پولیس مقرر کر کے بغداد روانہ کیا۔ ایلغازی نے کمشتکین کی آمد کی خبر پا کر اپنے بھائی سقمان بن ارتق (والی قلعہ کیفا) کو طلبی اور مدد فراہمی کا خط لکھا، امیر صدقہ بن مزید (والی حلہ) کے پاس خود گیا اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کی دونوں نے قسمیں کھائیں۔ واپس بغداد آیا۔ اس دوران سقمان بھی راستے کے دیہاتوں اور قصبوں کو تاراج کرتا ہوا پہنچ گیا۔ اور کمشتکین کوچ وقیام کرتا ہو قرقیسیا ❶ پہنچ گیا اور جہاں برکیاروق کے حامیوں کا ایک گروہ کمشتکین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چنانچہ کمشتکین ان لوگوں کے ساتھ بغداد کی طرف بڑھا۔ ایلغازی اور سقمان نے بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے بغداد چھوڑ دیا اور کنارہ دجلہ کے دیہاتوں کو لوٹنا شروع کر دیا کمشتکین کا لشکر کچھ دور تک تعاقب کر کے واپس آ گیا۔

ایلغازی کا بغداد میں ہلڑ: ...... اس کے بعد کمشتکین نے امیر صدقہ (والی حلہ) کے پاس برکیارق کی اطاعت کا پیغام بھیجا۔ مگر امیر صدقہ نے انکار میں جواب دیا۔ اور حلہ سے صرصر چلا گیا۔ اور برکیاروق کا نام خطبہ سے نکال دیا۔ پھر دجلہ عبور کر کے بغداد پہنچا، اور خطیبوں کے پاس گشتی حکم بھیج دیا کہ ''منبروں پر سوائے خلیفہ کے کسی کا نام نہ لیا جائے'' ایلغازی اور سقمان کو بھی اپنے آنے کی خبر کر دی یہ دونوں اس وقت جرنی میں تھے۔ چنانچہ ایلغازی اور سقمان، دجیل کو تاراج کرتے ہوئے بغداد کی جانب چلے۔ راستے میں جتنے چھوٹے یا بڑے گاؤں ملے سب کو لوٹ لیا اور بغداد پہنچ کر وہ دھوم مچائی کہ توبہ

---

❶ ...... تاریخ کامل ابن اثیر میں قرقیسیا کے بجائے قرمیسین لکھا ہے۔ غالباً یہی صحیح ہے (مترجم)

تی پھیلی۔ مہنگائی بے حد بڑھ گئی، لوگوں کو اپنی عزت اور اپنے مال واسباب کا سنبھالنا دشوار ہوگیا۔ کاروبار بند ہوگیا۔ راستہ چلنا دشوار تھا۔ فتنہ وفساد کی کوئی انتہا نہ تھی یہ ایلغازی، عثمان اور دُبیس بن صدقہ نے رملہ میں قیام اختیار کیا۔ بغداد کے عوام الناس ان سے مقابلہ پر آئے لیکن بے سود تھا۔

مشکلین کا بغداد سے اخراج: ...... خلیفہ مستظہر نے قاضی القضاۃ، ابوالحسن دامغانی اور تاج الرؤساء ابن رحلات ❶ کو صدقہ بن مزید کے پاس بھیجا اور صلح اور اطاعت کا پیغام دیا۔ صدقہ بن مزید نے یہ شرط پیش کی کہ آپ کمشکین کو بغداد سے نکال دیجئے ہم آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ چنانچہ اس شرط کے مطابق خلیفہ نے کمشکین و بغداد سے نہروان کی جانب نکال دیا۔ فتنہ وفساد فرو ہوگیا۔ اور صدقہ، حلہ واپس چلا گیا۔ اور پھر سلطان محمد کا نام خطبہ داخل کیا گیا۔

مشکین کا واسط سے اخراج: ...... کمشکین، بغداد سے نکل کر واسط پہنچا، اور برکیارق کے نام سے خطبہ پڑھوایا۔ اس کے لشکر والوں نے سواد واسط کو لوٹنا شروع کر دیا۔ چنانچہ صدقہ اور ایلغازی کو اس کی خبر مل گئی۔ فوجیں مرتب کر کے کمشکین کے سر پر پہنچ گئے، واسط سے بھی نکال دیا مشکلین نے کنارہ دجلہ پر قلعہ بندی کر لی۔ صدقہ نے جارحانہ حملہ کیا۔ کمشکین کے ساتھی بھاگ نکلے، کمشکین نے صدقہ سے امن کی درخواست کی، چنانچہ صدقہ نے امن دے دیا، اور عزت واحترام سے پیش آیا۔ کمشکین برکیارق کی خدمت میں واپس آیا۔ اور سلطان محمد کا نام خطبہ واسط میں پڑھا گیا۔ سلطان محمد کے نام کے بعد صدقہ، ایلغازی اور ان کے بیٹوں کا نام بھی خطبہ میں تھا۔ پھر ایلغازی، بغداد کی جانب واپس گیا۔ اور صدقہ حلہ کی طرف لوٹ گیا۔

صدقہ نے حلہ میں پہنچ کر اپنے بیٹے منصور کو ایلغازی کے ساتھ دربار خلافت میں بھیجا۔ اور خلیفہ مستظہر سے عفو تقصیر کی درخواست کی۔ خلیفہ مستظہر واقعہ مذکورہ پیش آنے کی وجہ سے ناراض تھا۔

امیر غز غلی کا ''رے'' پر قبضہ: ...... سلطان محمد کی طرف سے گنجہ اور اراں کے علاقوں پر امیر غز غلی مقرر فوج کا تھا۔ ایک دستہ اس کے رکاب میں تھا۔ صوبہ گنجہ میں آذربائیجان سے زنجان تک اس کی حکومت پھیلی ہوئی تھی۔ جس وقت اصفہان میں یہ محصور ہوا، امیر غز غلی، منصور بن نظام الملک اور اس کا بھتیجا محمد بن مؤید الملک محاصرہ اٹھانے کے لئے روانہ ہوئے، ''رے'' پہنچے چنانچہ برکیاروق کے لشکر نے ''رے'' چھوڑ دیا۔ امیر غز غلی نے قبضہ کر لیا۔ یہ ۴۹۵ھ کے آخر کا واقعہ ہے۔

سلطان محمد کی مودود کے پاس روانگی: ...... پھر امیر غز غلی نے یہ خبر سن کر کہ سلطان محمد، محاصرہ اصفہان سے نکل کر آ رہا ہے۔ ''رے'' سے کوچ کر دیا ہمدان میں سلطان محمد سے سامنا ہوگیا، سلطان محمد کے ساتھ امیر ینال بن انوشکین اور اس کا بھائی علی بھی تھا۔ سب نے چند دن آرام لینے کی غرض سے ہمدان میں قیام کیا۔ سفر کی تکان دور نہیں ہونے پائی تھی کہ سلطان برکیارق کی روانگی کی خبر آ گئی، سلطان محمد، شیروان کی جانب روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا آذربائیجان پہنچا، مودود ❷ ابن اسمٰعیل بن یاقوتی کا پیام آیا کہ آپ میرے پاس تشریف لائیے میں بمقابلہ سلطان برکیاروق آپ کی مدد کروں گا۔ چنانچہ سلطان محمد، مودود کی طرف روانہ ہوگیا۔

برکیارق اور محمد کی پانچویں: ...... اتفاق یہ کہ جیسے ہی سلطان محمد، مودود کے پاس پہنچا، مودود کا انتقال ہوگیا، لیکن مودود کی فوج نے متفق ہو کر سلطان محمد کی حمایت پر کمر باندھ لی، اس فوج میں سقمان قطبی، محمد بن باغی (اس کا نائب والی انطاکیہ تھا) اور قزل ارسلان بن سبع الاحمر موجود تھا۔ سلطان برکیاروق کو اس اجتماع اور اتفاق کی خبر ملی تو قضائے مبرم کی طرح ان کے سروں پر پہنچ گیا۔ خراسان کے قریب دونوں حریف نے صف آرائی کی۔ گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی۔

سلطان محمد کی شکست: ...... برکیارق کے لشکر سے ایاز نے ایک دستہ فوج لے کر سلطان محمد پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ چنانچہ سلطان محمد کی فوج میدان

---

❶ ... کتابت کی غلطی ہے تاج الرؤساء کے باپ کا نام موصلایا تھا (دیکھیے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۲) (مترجم) ❷ ...... چونکہ مودود کے باپ اسمٰعیل کو سلطان برکیارق نے قتل کر دیا تھا اور اس کی بہن سلطان محمد کے نکاح میں تھی، اسی لیے اس نے برکیارق کے خلاف سلطان محمد کو امداد کا وعدہ کیا تھا۔ صوبہ آذربائیجان کا ایک بڑا حصہ اس کے قبضہ میں تھا۔ منہ رحمۃ اللہ (مترجم)

جنگ سے بھاگ گئی۔ سلطان محمد نے مع چند اپنے ہمراہیوں کے ارقیس (صوبہ خلاط) میں جا کر دم لیا۔ جہاں امیر علی والی اردن (روم) آ ملا، پھر ارقیس سے اصفہان کی جانب روانہ ہوا۔ ان دنوں منوچہر قبطون رواد یکا بھائی اصفہان میں حکومت کر رہا تھا۔ پھر اصفہان سے ہرمز کی طرف چلا گیا۔ محمد بن مؤید الملک بھی اس جنگ میں شریک تھا۔ شکست کے بعد پریشان ہو کر دیار بکر کی طرف بھاگ گیا۔ جب وہاں بھی سکون کی صورت نظر نہ آئی تو جزیرہ ابن عمر چلا گیا اور جزیرہ ابن عمر سے بغداد میں جا کر دم لیا۔

محمد بن موید الملک: ......محمد بن مؤید الملک اپنے باپ کے زمانہ میں مدرسہ نظامیہ کے قریب رہا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس کے باپ سے اس کی زیادتیوں کی شکایت کی تو موید الملک نے گوہر آئین افسر پولیس بغداد کو اس کی (محمد) گرفتاری کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ محمد نے دار الخلافت میں جا کر پناہ لی۔ ۴۹۲ھ میں مجد الملک البارسلانی کے پاس چلا گیا۔ اس وقت محمد کا باپ (مؤید الملک) زندہ تھا اور سلطان محمد کے پاس گنجہ میں تھا۔ جس وقت سلطان محمد نے سلطنت کا دعویٰ کیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا تو مؤید الملک کو قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ محمد اس سے مطلع ہو کر اپنے باپ (موید الملک) کے پاس آ گیا۔ پھر جب اس کا باپ (موید الملک) مارا گیا تو یہ (محمد) سلطان محمد کے پاس رہنے لگا اور اس کے خاص مصاحبوں میں داخل ہو گیا۔

شہر عانہ پر ملک ابن بہرام کا قبضہ: ......ملک ابن بہرام بن ارتق ایلغازی بن ارتق کا بھتیجا شہر سروج کا مالک تھا۔ عیسائیوں نے شہر سروج ملک ابن بہرام کے قبضہ سے نکال لیا۔ چنانچہ ملک ابن بہرام نے شہر سروج چھوڑ کر شہر عانہ پر یلغار [1] کر دی۔ بنو لیعیش بن عیسیٰ بن خلاط مقابلہ نہ کر سکے اور عانہ کو خیر آباد کہہ کر مدد حاصل کرنے صدقہ بن مزید کے پاس چلے گئے۔ صدقہ نے ان کی مدد کی اور ان کے ساتھ عانہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ ملک ابن بہرام کو اس کی اطلاع مل گئی۔ بہرام کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور حلہ کی طرف واپس چلا گیا۔ اس سے ملک ابن بہرام کو موقع مل گیا وہ ہزار ترکمانوں کے ساتھ عانہ پر حملہ کر دیا اور ایک ہلکی سی جنگ کے بعد عانہ پر قبضہ کر لیا۔ اہل عانہ کو اس کے ہاتھوں بیحد مصائب اٹھانا پڑے۔ اس نے مردوں کو قتل کیا، عورتوں کو گرفتار کر کے لونڈیاں بنا لیا تھا۔ اس کے بعد ہیت کی طرف گیا اور پھر وہاں سے واپس آ گیا۔

برکیارق اور محمد کی مصالحت: ......آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ دونوں سلطانوں برکیارق اور محمد کے درمیان ایک مدت سے لڑائیوں کا سلسلہ چھڑا ہوا ہے۔ فتنہ وفساد کی کوئی حد نہیں رہی، جانوں کا نقصان، مال کا ضیاع، لشکریوں کا بیجا دباؤ، دشمنان اسلام کی یورش، مملکت کی ویرانی، بے ضابطگی، بے قاعدگی اور قوانین اسلامیہ کی بے حرمتی کا کوئی دقیقہ باقی نہ رہا۔ سلطان برکیارق نے ان باتوں کا احساس کر کے صلح کی تحریک کی۔ دو نامور [2] مقتدائے قوم مفتیوں کو پیغام صلح دے کر سلطان محمد کے پاس روانہ کیا۔ ان دونوں فقہاء نے سلطان محمد کو سمجھا بجھا کر صلح کرنے پر آمادہ و تیار کیا۔ چنانچہ ان دونوں فقہاء کے ساتھ صلح کے دوسرے ایلچی بھی آئے۔

صلح کی شرائط: ......گفت وشنید کے بعد آپس میں صلح [3] ہو گئی۔ شرائط درج ذیل طے ہوئیں۔

۱۔ سلطان محمد کے قبضہ میں صلح کی رو سے جو شہر دیئے جائیں۔ ان کا مستقل حکمران سلطان محمد تسلیم کیا جائے۔ سلطان برکیارق کو ان میں دست اندازی کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا۔
۲۔ سلطان برکیارق سلطان محمد کے طلم وطبل سے چھیڑ چھاڑ نہیں کرے گا۔
۳۔ خط وکتابت وزیروں کے درمیان ہوگی۔

---

[1] ......واقعہ ماہ محرم ۴۹۷ھ کا ہے (دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۲ مطبوعہ لندن) (مترجم) [2] ......قاضی ابوالمظفر جرجانی حنفی اور ابوالفرج احمد بن عبدالغفار ہمدانی معروف "بہ صحاب قراکلین" صلح کا پیغام لے گئے تھے (دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۳ مطبوعہ لندن) (مترجم) [3] ......صلح رے میں ہوئی تھی۔ صلح رے سے پہلے جبال، طبرستان، خوزستان، فارس، دیار بکر، جزیرہ بعض حصص بطائح، ترکیت اور حرمین شریفین پر سلطان برکیارق قابض تھا۔ آذربائیجان، بلاد اراں، آرمینہ، اصفہان، عراق علاوہ تکریت اور بطائح کا کچھ حصہ، سلطان محمد کے قبضہ میں تھا۔ بصرہ میں دونوں سلطانوں کا علم لہرا رہا تھا۔ ملک خراسان، جرجان سے ماوراء النہر تک ملک سنجر دبائے ہوئے تھا، جس میں اس کے بھائی سلطان محمد کا خطبہ وسکہ جاری تھا۔ یہ رحمۃ اللہ (مترجم)

۴۔ لشکریوں کو اختیار ہے جس سلطان کی خدمت میں چاہیں فوجی خدمت انجام دیں۔

۵۔ سلطان محمد کو نہر استر د (سبز رود) سے باب الابواب تک اور دیار بکر، جزیرہ موصل، شام اور عراق میں امیر صدقہ بن مزید کا علاقہ دیا جائے۔ باقی ممالک اسلامیہ، سلطان برکیاوق کے مقبوضہ متصور ہوں گے۔

ان شرائط کی بنیاد پر صلحنامہ لکھا گیا۔ فریقین نے دستخط کیے اور پابندی شرائط کا حلف اٹھایا۔ سارے جھگڑے رفع دفع ہوگئے اور منظم کام ہونے لگا۔

لشکر اصفہان اور برکیارق:......سلطان محمد نے لشکر اصفہان کو اصفہان خالی کرنے اور سلطان برکیارق کو حوالہ کر دینے کا حکم بھیجا۔ لشکر اصفہان نے ابھی اصفہان خالی نہ کیا تھا کہ سلطان برکیارق پہنچ گیا اور اپنی اطاعت کا حکم دیا۔ مگر لشکر نے انکار میں جواب دیا اور سلطان محمد کی بیگمات کو بحفاظت واہتمام لے کر اصفہان سے سلطان محمد کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان برکیارق نے لشکریوں اور بیگمات کی حد سے زیادہ عزت کی۔ مال واسباب دے کر سلطان محمد کے پاس مکمل احترام سے پہنچا دیا۔

مصالحت کے بعد ایلغازی دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ مستظہر سے سلطان برکیارق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت حاصل کی۔ چنانچہ ۴۹۷ھ میں سلطان برکیارق کا خطبہ جامع بغداد اور واسط میں پڑھا گیا۔

ایلغازی کی ناراضگی:......صلح سے پہلے ایلغازی سلطان محمد کا مطیع اور حامی تھا۔ صدقہ یہ سن کر کہ ایلغازی نے برکیارق کے خطبہ کی تحریک کی ہے، غصہ ہو گیا۔ اور خلیفہ کو لکھ بھیجا کہ ''مجھے صدقہ کی یہ حرکت پسند نہیں آئی میں اس کو دار الخلافت بغداد سے باہر نکالنے آ رہا ہوں''۔ اور فوج مرتب کر کے دار الخلافت بغداد پہنچ گیا۔ ایلغازی بغداد چھوڑ کر یعقوبا چلا گیا اور امیر صدقہ کے پاس معذرت کا پیغام بھیجا۔ خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا ''برکیارق اور محمد کی صلح ہوگئی ہے دونوں میں یہ بات طے پائی ہے کہ بغداد برکیارق کو دیا جائے۔ میں اس کی طرف سے بغداد کا افسر پولیس ہوں، میرے مقبوضہ علاقے سلطان برکیارق کے علم حکومت کے زیر اثر متصور ہوں گے۔ ایسی صورت میں کیا یہ ممکن تھا کہ میں برکیارق کی مخالفت کر سکتا'' امیر صدقہ نے اس عذر کو قبول کر لیا۔ اور حلہ واپس آ گیا۔ ماہ ذیقعدہ ۴۹۷ھ میں خلیفہ نے سلطان برکیارق، امیر آیاز اور وزیر السلطنت خطیر کو خلعت مرحمت فرمائی۔ اطاعت وفرمانبرداری کا حلف لیا اور بغداد واپس آ گیا۔ (واللہ سبحانہ ولی التوفیق)

حران میں حکمرانوں کی لڑائی اور عیسائی محاصرہ:......آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلاطین اسلام کی باہمی خانہ جنگی کی وجہ سے عیسائیوں نے شام کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان کے لالچی دانت ممالک اسلامیہ پر لگ گئے تھے۔ حران پر ملک شاہ کا غلام ''قرجاہ'' حکمرانی کر رہا تھا۔ یہ لہو و لعب، سیر شکار کا عادی اور ظالم شخص تھا۔ اپنے ساتھیوں میں سے محمد اصفہانی نامی ایک شخص کو حران میں اپنا قائم مقام مقرر کر کے کسی ضرورت سے کہیں چلا گیا تھا۔ واپس آیا تو محمد اصفہانی نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ اہل شہر نے قراجہ کے ظلم کی وجہ سے محمد اصفہانی کا ساتھ دیا۔ محمد اصفہانی نہایت ہوشیار اور چلتا پرزہ تھا۔ اس نے سارے ترکمانوں کو حران سے نکال دیا۔ صرف ایک غلام ترکی جاولی نامی باقی رہ گیا۔ محمد اصفہانی نے اسے اپنے لشکر کا سپہ سالار بنایا اپنے خاص ہمنشینوں میں داخل کر لیا۔ ایک روز موقع پا کر جاولی نے محمد اصفہانی کو قتل کر دیا اور حران پر قابض ہو گیا۔ عیسائیوں کو ان واقعات کی خبر مل گئی۔ فوجیں لے کر حران پہنچ گئے اور محاصرہ کر لیا۔

مسلم حکمرانوں کا اتحاد:......چکرمش (والی جزیرہ ابن عمر) اور سقمان والی کیفا (کبیر) میں جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ سقمان اپنے بھتیجے کے قتل کا مطالبہ کر رہا تھا۔ لیکن ان دونوں اسلامی حکمرانوں نے اس بات کا کہ عیسائی بلاد اسلامیہ کو زیروزبر کر رہے ہیں، احساس کر کے آپ کی مخاصمت وجنگ کو بالائے طاق رکھ دیا اور مقام خابور میں جمع ہوئے۔ مسلمانوں کی امداد کا بیڑہ اٹھایا۔

عیسائیوں سے جنگ:......چنانچہ سقمان اور چکرمش اپنی اپنی فوجیں مرتب کر کے عیسائیوں سے جنگ کرنے اور حران امحاصرہ ختم کرنے کے لیے بڑھے۔ سقمان کے لشکر میں سات ہزار ترکمانی تھے۔ اور چکرمش کے ساتھ تین ہزار ترک، عرب اور کرد تھے۔ نہر بلیخ پر عیسائیوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ سقمان اور چکرمش کی فوجیں کچھ دیر تک لڑ کر پیچھے ہٹیں۔ عیسائیوں نے یہ سمجھ کر کہ مسلمانوں کو ہر شکست ہوگئی تعاقب کیا اور وہ کوس تک لشکر اسلامی

بھاگتا چلا گیا اور عیسائی فوجیں تعاقب کرتی گئیں۔ اس کے بعد مسلمانوں نے پلٹ کر عیسائیوں پر حملہ کر دیا اور قتل وغارت کرتے ہوئے عیسائیوں کے کیمپ تک پہنچ گئے۔ بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ قمص بردویل (والی الرہا) کو ایک ترکمانی نے جو کہ سقمان کی فوج کا تھا، گرفتار کر لیا۔

کمین گاہ میں چھپے عیسائی:...... بیمند (والی انطاکیہ) اور ہنگری والی ساحل جنگ سے پہلے پہاڑ کے پیچھے کمین گاہ میں تھے غرض یہ تھی کہ عین معرکہ کے وقت مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کریں گے۔ لیکن جب ان دونوں نے عیسائیوں کی شکست دیکھ لی تو پورے دن کمین گاہ میں روپوش رہے، شام ہوتے ہی نکل کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں کو معلوم ہو گیا تو تعاقب کیا۔ چنانچہ بہت سے عیسائی مارے گئے۔ ایک بڑی جماعت گرفتار کر لی گئی۔ بیمند اور ہنگری بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر بھاگ گئے۔ اور ہاتھ نہ آئے۔

فوج میں اختلاف:...... فتحیابی کے بعد چکرمش کی فوج بگڑ گئی اور یہ کہنے لگی کہ قمص بردویل، سقمان کے قبضہ میں ہے۔ مال غنیمت بھی ہم سے بہت زیادہ اس کے ساتھیوں کے ہاتھ لگا ہے۔ لوگوں کے نظروں میں ہماری عزت کچھ بھی نہ ہوگی۔ چنانچہ چکرمش ان کے مجبور کرنے پر سقمان کے خیمہ سے قمص بردویل کو پکڑ لایا۔ یہ امر سقمان کو ناگوار گزرا۔ اس کے لشکر کی فوج نے قمص کو چھین لینے ❶ کے لیے ❷ قتال کا ارادہ کیا۔ سقمان نے اس خیال سے کہ مسلمانوں میں افتراق پیدا ہو جائے گا، اپنی فوج کو اس فعل سے باز رکھا اور اسی وقت کوچ کر دیا۔ راستے میں عیسائیوں کے متعدد قلعے فتح کیے۔ چکرمش نے حران کی جانب قدم بڑھایا اور اسے فتح کر کے الرہا پہنچ گیا۔ پندرہ دن تک محاصرہ کیے رہا۔ سولہویں دن موصل لوٹ آیا۔ پینتس ہزار دینار بطور فدیہ قمص بردویل سے وصول کیے اور ایک سو ساٹھ مسلمان قیدیوں کو جو اس کے قبضہ میں تھے، رہا کرا لیا۔

برکیارق کی وفات ملک شاہ کی تخت نشینی:...... سلطان برکیارق اصفہان سے (بعارضہ سل و بواسیر) علیل ہو کر بغداد کے لیے روانہ ہوا۔ اور یزدجرد پہنچا مگر مرض میں شدت ہو گئی۔ اپنے بیٹے ملک شاہ کو جس کی عمر اس وقت پانچ سال تھی، اپنا ولی عہد بنایا۔ خلعت دی امیر ایاز کو اس کی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ ملک کے نظم ونسق کا اختیار دیا، ذمہ دار بنایا، ارا کین دولت اور کمانڈروں کو ملک شاہ کی اطاعت اور امیر ایاز کی موافقت کی ہدایت کی اور ان سب کو بغداد کی طرف روانہ کر دیا۔ یہ لوگ بغداد نہ پہنچنے پائے تھے کہ ۲ ربیع الاخر ۴۹۸ھ کو سلطان برکیارق نے اپنے حکومت کے بارہ سال چھ مہینے پورے کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ امیر ایاز، وفات کی خبر سن کر واپس آیا اور اصفہان میں برکیارق کو دفن کر دیا۔ سراوقات، خیمے، چھتر، شمسیہ، اور کل وہ چیزیں جو شاہی لوازمات سے سمجھی گئیں، ملک شاہ ابن برکیارق کے لیے مہیا کر دیں۔

برکیارق کا سخت دور:...... برکیارق نے اپنے زمانہ حکومت میں اتنی تکالیف، مصائب اور جھگڑے دیکھے کہ اس سے پہلے سلاطین سلجوقیہ میں سے کسی نے نہ دیکھے تھے۔ لیکن جب اس کی حکومت (مستقل ❸) ہو گئی اور فتنہ وفساد فرو ہو گیا اور چاروں طرف سے خوش نصیبی کے آثار نمایاں ہو چلے تو موت کا زمانہ آ گیا اور زمین نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

برکیارق کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ملک شاہ کے نام کا خطبہ بغداد میں پڑھا گیا۔ ایلغازی، بغداد میں تھا۔ بغداد سے برکیارق کے پاس اصفہان گیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ بغداد آ رہا تھا۔ پھر جب برکیارق کا انتقال ہو گیا تو اس کے بیٹے ملک شاہ اور امیر ایاز کے ساتھ بغداد واپس آیا۔ وزیر ابوالقاسم علی بن جہیر نے گرم جوشی سے ملک شاہ کا استقبال کیا۔ ایلغازی اور امیر طغائرک دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ ملک شاہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ چنانچہ خلیفہ نے اجازت مرحمت فرمائی اور اس کو وہی خطاب دیئے جو اس کے دادا ملک شاہ کو دیئے تھے۔

موصل پر سلطان محمد کا محاصرہ:...... برکیارق اور محمد نے صلح کے بعد اپنے اپنے مختص علاقوں پر اپنے اپنے نائبوں کو قبضہ کرنے کے لیے روانہ کیا تھا۔ آذربائیجان بروئے مصالحت محمد کے حصہ میں آیا تھا۔ چنانچہ محمد چند دن تبریز میں قیام کر کے آذربائیجان چلا گیا۔ سعد الملک ابوالمحاسن، محمد کی طرف سے اصفہان کا حاکم تھا۔ اس نے برکیارق سے پورے طور سے مقابلہ کیا تھا لیکن مصالحت کے بعد اصفہان برکیارق کے نائب کو حوالہ کر کے محمد کی

---

❶ تصحیح واستدراک مفتی ثناء اللہ محمود ❷ ...... یہ لفظ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۳۴) میں لکھنے سے رہ گیا تھا جس کو (تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۵) سے ناشر نے پر کر دیا ہے۔ ❸ ...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۳۵) پر یہ جگہ خالی تھی کس جس کو ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۵) سے پر کیا ہے۔

خدمت میں آذربائیجان آ گیا۔ محمد نے اسے قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ ماہ صفر ۴۹۸ھ تک محمد کا آذربائیجان میں قیام رہا۔

موصل پر چکرمش اور سلطان محمد کی کشمکش:......اس کے بعد قبضہ موصل کے ارادے سے مراغہ کے راستے روانہ ہوا۔ چکرمش کو اس کی خبر ہو گئی، مقابلے پر تیار ہو گیا۔ مضافات موصل کے رہنے والوں کو شہر میں بُلا لیا۔ شہر پناہ درست کرائی اور قلعہ بندی کر لی۔ محمد نے موصل کے قریب پہنچ کر چکرمش کے پاس موصل حوالہ کرنے کا پیغام بھیجا اور یہ کہلوایا کہ میری اور میرے بھائی برکیارق کی مصالحت ہو گئی ہے اور بروئے صلح نامہ، موصل اور جزیرہ مجھے ملے ہیں، ساتھ ہی اس کے محمد نے برکیارق کا دستخطی خط بھی پیش کیا اور اس بات کا اقرار و پیمان کیا کہ میں تمہیں تمہارے مقبوضہ علاقوں پر بحال وقائم رکھوں گا۔ چکرمش نے ایک بھی نہ سنی جواباً کہلوا دیا" سلطان برکیارق نے صلح کے بعد مجھے آپ کے دعوے کے خلاف لکھا ہے میں آپ کو موصل پر قبضہ نہیں دوں گا" محمد کو اس جواب سے طیش آ گیا۔ لہٰذا اس نے محاصرے میں سختی کی، اور اہل موصل بھی دفاع میں سختی اور مستعدی سے پیش آئے چونکہ چکرمش نے شہر کا انتظام معقول کر لیا تھا اس لئے محصورین کو اشیاء خوردنی کی گرانی اور عدم دستیابی کی تکلیف نہیں ہوئی ہر چیز سستی تھی، اس کے علاوہ چکرمش کی فوج کا ایک دستہ موصل کے قریب ایک ٹیلہ (یعفر) پر پڑا ہوا تھا۔ محمد کی رسد کو روکتا اور لوٹ لیتا تھا۔

چکرمش کی سلطان محمد سے صلح:......اس دوران دسویں جمادی الاولی کو برکیاروق کی وفات کی خبر موصل میں پہنچ گئی، چکرمش نے اہل شہر کو مجتمع کر کے اس واقعہ جانکاہ سے مطلع کر کے آئندہ کے بارے میں مشورہ کیا تو اہل شہر نے جواب دیا کہ" ہماری جانیں، ہمارا روپیہ اور مال خدمت کے لئے حاضر ہے مصلحت وقت کو آپ ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں اس لئے کمانڈروں سے رائے طلب کیجئے"۔ چکرمش نے سرداران لشکر کو مشورہ کی غرض سے بلایا، کمانڈروں نے سلطان محمد کی اطاعت کی رائے دی، چکرمش نے سلطان محمد کی خدمت میں اطاعت کا پیغام بھیجا اور وزیر السلطنت سعد الملک کو شہر حوالہ کرنے کے لئے بلوایا۔ چکرمش، سعد الملک کی رائے سے اہل شہر کی مرضی کے خلاف سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ سلطان محمد عزت و احترام سے پیش آیا۔ اہل شہر کے اطمینان اور ان کے اضطراب کو دور کرنے کے خیال سے چکرمش کو فوراً واپس کر دیا۔

سلطان محمد کی بغداد آمد:......سلطان برکیارق اور اس کے بھائی محمد سے صلح کا حال ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ اور یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ برکیارق اور محمد صلح کی رو سے اپنے اپنے علاقوں پر تنہا قابض ہو گئے۔ اس کے بعد ہی برکیارق کی وفات ہو گئی۔ اور اس کا بیٹا ملک شاہ بغداد آ گیا۔ محمد کو ان واقعات کی اس وقت اطلاع ملی جب کہ وہ موصل کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ چکرمش نے برکیارق کی وفات کی وجہ سے صلح کر لی اور اطاعت کی گردن جھکا دی۔ محمد بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ چکرمش اور سقمان قطبی (قطب الدولہ اسمٰعیل ❶ بن یاقتی بندداود کا غلام) وغیرہ ہمراہ قافلے میں تھے۔ صدقہ (والی حلہ) نے بہت سی فوج تیار کر کے اپنے بیٹوں بدران اور دبیس کو سلطان محمد کی خدمت میں بغداد آنے کی تحریک کرنے کے لئے بھیج دیا تھا۔ یہ دونوں بھی سلطان محمد کے ساتھ تھے۔ امیر ایاز (ملک اشہ کا اتابک) مقابلے پر مستعد و آمادہ ہو گیا۔ بغداد کے باہر خیمہ نصب کیا۔ کمانڈروں نے سلطان محمد سے جنگ کرنے کی رائے دی۔ مگر وزیر السلطنت ابوالمحاسن ضبعی (صفی) نے اس رائے کی مخالفت کی۔ اور سلطان محمد کی اطاعت کے حد سے زیادہ فوائد بتائے۔ امیر ایاز کمانڈروں اور وزیر السلطنت کے مختلف مشوروں سے حیص بیص میں پڑ گیا۔

خطبوں میں بادشاہوں کے نام:......سلطان محمد نے بغداد پہنچ کے مغربی جانب پڑاؤ ڈالا۔ اس سمت میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ بعض جامع مسجدوں میں دونوں سلطانوں یعنی سلطان محمد اور سلطان ملک شاہ کا نام خطبہ میں داخل کیا گیا، دو ایک جامع مسجدوں میں کسی کا نام خطبہ میں نہیں لیا گیا۔ امام نے صرف سلطان العالم کہنے پر اکتفا کیا۔

امیر ایاز کی اطاعت اور بغداد پر محمد کا قبضہ:......امیر ایاز نے سرداران لشکر اور اعیان حکومت کو دوبارہ مشورہ کے لیے ایک مجلس میں بلایا اور ان لوگوں سے پھر حلف اٹھانے کو کہا۔ بعض نے تو اس کی تعمیل کی لیکن بعض نے دوبارہ حلف لینے سے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ بار بار حلف اٹھانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ امیر ایاز کو اس سے شبہ پیدا ہوا۔ وزیر ابوالمحاسن کو صلح کرنے کے لیے سلطان محمد کی خدمت میں روانہ کیا۔ ابوالمحاسن سلطان محمد کے کیمپ

---

❶ ......یاقوتی، سلطان ملک شاہ اول کا چچا تھا۔ عنہ رحمۃ اللہ (مترجم)

میں پہنچ کر سعد الملک ابوالمحاسن بن محمد (سلطان محمد کا وزیر تھا) سے ملا۔ صلح کی درخواست کی، پھر اس کے ساتھ سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان محمد نے درخواست صلح منظور کر لی۔ اور جن جن باتوں کی ابوالمحاسن نے استدعا کی سب کو قبول کرتا گیا۔ دوسرے دن قاضی القضاۃ اور مفتی ابوالمحاسن کے ساتھ سلطان محمد کے دربار میں آئے۔ امیر ایاز اور ان امراء کو جو اس کے ساتھ رہے ہیں کسی قسم کی تکلیف نہ دینے کا سلطان محمد سے حلف لیا۔ ملک شاہ کے بارے میں حلف لینے کو کہا گیا تو سلطان محمد نے کہا "وہ میرا بیٹا ہے اور میں اس کا باپ ہوں" امیر ینال حامی کو امن دینے اور ایذا نہ دینے کا "کیا الہراس" مدرس مدرستہ نظامیہ نے حلف لیا تھا۔

اس کے دوسرے دن امیر ایاز دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ ادھر امیر صدقہ بن مزید بھی پہنچ گیا۔ چنانچہ سلطان محمد ان دونوں سے عزت واحترام سے پیش آیا اور بڑی آؤ بھگت سے ملا۔ یہ واقعہ آخری ماہ جمادی الاولی ۴۹۸ھ کا ہے۔

سلطان کا ایاز کی طرف سے مشکوک ہونا:...... صلح کے چند دنوں کے بعد امیر ایاز نے اپنے مکان (جو درحقیقت گوہر آئین افسر پولیس بغداد کا مکان تھا) میں سلطان محمد کی دعوت۔ بیشمار ہدایاء اور بہت سے تحائف پیش کیئے ان میں کوہ بلخش بھی تھا۔ جسے امیر ایاز نے مؤید الملک بن نظام الملک کے ترکہ سے لے لیا تھا۔ سلطان محمد کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے امیر ایاز نے اپنے غلاموں کو زرق برق وردیاں پہنا کر آلات حرب سے مصلح کیا تھا۔ ان غلاموں میں ایک شخص رہا کرتا تھا جس سے یہ سب مذاق کیا کرتے تھے۔ چنانچہ مذاق کے طور پر اس شخص کو بھی زرہ بکتر پہنا کر اوپر سے جبہ وعبا پہنا دیا اور چھیڑ چھاڑ، مذاق کرنے لگے، یہ شخص بھاگا تو امیر ایاز کے غلام تالیاں بجاتے ہوئے اس کے پیچھے دوڑے۔ یہ شخص سلطان محمد کے حاشیہ نشینوں کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ سلطانی خدام نے اسکا جبہ وعبا کو الٹ کر دیکھا تو اس کو زرہ بکتر پہنے ہوئے پایا۔ سلطانی خدام کو اس سے شبہ پیدا ہو گیا تو سلطان محمد کی خدمت میں عرض کر دیا۔ سلطان محمد اٹھا اور اپنے محل میں چلا گیا۔ اسی وقت سے سلطان محمد کے دل میں امیر ایاز کی طرف سے بغض پیدا ہو گیا۔

امیر ایاز کا قتل:...... اس واقعہ کے چند دنوں کے بعد سلطان محمد نے اراکین حکومت اور کمانڈروں کو دربار خاص میں بلایا۔ جن میں امیر ایاز بھی تھا۔ اور یہ ظاہر کیا کہ ارسلان بن سلیمان بن قطلمش نے دیار بکر پر یلغار کی ہے کس کو اس کے مقابلہ پر بھیجنا چاہیئے۔ سب نے بالاتفاق امیر ایاز کو بھیجنے کی رائے دی۔ امیر ایاز نے گذارش کی "اس مہم پر میرے ساتھ امیر صدقہ بن مزید کو بھی روانہ فرمایئے۔" چنانچہ سلطان محمد نے منظور فرما لیا اور توقیع لکھنے کی غرض سے دونوں امیروں کو قصر سلطانی میں حاضر ہونے کی ہدایت کی۔ سلطان محمد نے محلسرا کے ایک کونے میں چند لوگوں کو امیر ایاز کے قتل کے لیے چھپا رکھا تھا۔ جیسے ہی امیر ایاز ان کی طرف سے گزرا تلواریں تول کر امیر ایاز پر ٹوٹ پڑے اور قتل کر ڈالا۔ امیر صدقہ یہ منظر کو دیکھ کر بھاگ گیا۔ وزیر السلطنت نے اپنے منہ پر کپڑا ڈال لیا۔ ایاز کا لشکر اس واقعہ کو سن کر نکل پڑا اور اس کا مکان لوٹ لیا۔ سلطان محمد نے ان کے مقابلے پر اپنی فوج کو مامور کیا۔ ہلڑ ختم ہو گیا اس کے بعد سلطان نے بغداد سے اصفہان کی جانب کوچ کر دیا۔

مذاق مہنگا پڑ گیا:...... امیر ایاز سلطان ملک شاہ کے غلاموں سے تھا۔ سلطان ملک شاہ کے انتقال کے بعد امیر کے مصاحبوں میں شامل ہو گیا۔ اس امیر نے امیر ایاز کو بیٹوں کی طرح رکھا۔ منتظم، مدبر، سیاست سے واقف اور لڑائیوں میں صائب الرائے تھا۔ مذاق کی بدولت ایک لحظہ میں امیر ایاز کی عزت، عظمت، شان وشوکت اور آبرو خاک میں مل گئی۔

ابوالمحاسن ضبعی (امیر ایاز کا وزیر) چند ماہ تک روپوش رہا۔ اس کے بعد گرفتار ہو کر سعد الملک وزیر کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ماہ رمضان ۴۹۸ھ میں قتل کر دیا گیا۔ اس وقت اس کی عمر چھتیس سال تھی۔ ہمدان کے خاندان ریاست سے تھا۔

قلعہ ماردین پر قبضے کی جنگ:...... قلعہ ماردین دیار بکر کا ایک مشہور قلعہ تھا۔ سلطان برکیارق نے اپنے ایک مغنی (گویا) کو عنایت کیا تھا۔ اس قلعہ کے گردونواح میں کردوں کا ایک بہت بڑا گروہ رہتا تھا جس کا کام لوٹ مار اور غارتگری تھا۔ قافلوں کا صحیح سلامت گزر جانا دشوار تھا۔ وقت بے وقت موقع پا کر قلعہ ماردین پر بھی ہاتھ صاف کر دیا کرتا تھا۔ اتفاق سے امیر کربوقا نے موصل سے "آمد" کے محاصرے کے لیے حرکت

کی۔اس وقت آمد ایک ترکمان کے قبضہ میں تھا۔ والی قلعہ نے سقمان بن ارتق سے امداد کی درخواست کی۔سقمان اپنی فوجیں لے کر اس کی امداد پر آ گیا۔ پھر کیا تھا اہل قلعہ بھی خم ٹھونک کر میدان میں آ گئے۔ اور لڑائی شروع ہوگئی۔ عمادالدین زنگی بن اقسنقر اور اس کے باپ کے بہت سے سردار بھی اسیر کوبوا کے ساتھ تھے۔ ان لوگوں نے انتہائی مردانگی سے لڑائی میں حصہ لیا۔ لڑائی کے نازک نازک مواقع پر ثابت قدم رہے۔ آخر کار سقمان کو شکست ہوگئی اور اسکا بھتیجا یاقوتی بن ارتق گرفتار ہوگیا۔ امیر کربوقا نے قلعہ ماردین میں مغنی (حاکم قلعہ) کے پاس قید کر دیا۔ چنانچہ ایک مدت تک وہ قلعہ ماردین میں قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔

یاقوتی بن ارتق کے کارنامے:......جب گردونواح کے کرد قتل وغارتگری بہت زیادہ کرنے لگے اور اہل ماردین ان کے آئے دن کی لوٹ مار سے تنگ آ گئے تو یاقوتی نے مغنی (والی قلعہ) کو کہلوایا ''اگر تم مجھے قید سے رہا کر دو تو میں ان لٹیرے کردوں کی غارتگری سے اہل قلعہ کو نجات دلا دوں گا۔ ربفا میں میرا قیام ہوگا، ممکن نہیں کہ اہل قلعہ کو کردوں سے کسی قسم کی ایذا و تکلیف پہنچ جائے'' مغنی نے نہایت خوشی سے یاقوتی کو رہا کر دیا۔ چنانچہ یاقوتی نے انتہائی مردانگی اور دانائی سے ان لٹیرے کردوں کی غارتگری کا انسداد کیا۔ اطراف خلاط تک کسی قسم کا خطرہ باقی نہ رہا۔ یاقوتی کے ساتھیوں کے دیکھا دیکھی قلعہ کے بعض سپاہی بھی کردوں پر شب خون مارنے لگے۔ یاقوتی نے ان سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی بلکہ ان کی خاطر داری کرتا رہا۔

ماردین پر یاقوتی کا قبضہ:......ادھر چند دنوں کے بعد یاقوتی کے دماغ میں قلعہ پر قبضہ کر لینے کا خیال سما گیا۔ ادھر قلعہ کی ساری فوج نے لوٹ مار کا شیوہ اختیار کر لیا۔ ایک روز قلعہ کے فوجی لوٹ مار کر کے واپس آ رہے تھے کہ یاقوتی نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر دیا ان لوگوں نے قلعہ کے فوجیوں کو گرفتار کر لیا۔ پھر یاقوتی سوار ہو کر قلعہ کے قریب گیا اور اہل قلعہ کو یہ دھمکی دی کہ اگر تم قلعہ ہمارے حوالہ نہ کر دو گے تو میں تم سب کو قتل کر دونگا۔ اہل قلعہ یہ سن کر تھرا گئے۔ کسی نے دم تک نہ لیا اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ کنجیاں حوالہ کر دیں، یاقوتی نے قبضہ کر لیا۔

یاقوتی کا جنگ میں قتل:......قبضہ ماردین کے بعد یاقوتی نے فوجیں فراہم کیں۔ نصیبین اور جزیرہ ابن عمر کی طرف بڑھا۔ یہ دونوں مقامات چکرمش کے مقبوضات میں تھے۔ چکرمش اور اس کے ساتھیوں نے یاقوتی سے مقابلے پر کمر باندھی۔ جنگ کے دوران یاقوتی کو ایک تیر آ لگا جس کی وجہ سے مر گیا۔ چکرمش اس کو مرا ہوا دیکھ کر رو پڑا۔

یاقوتی کی زوجہ اس کے چچا سقمان❶ کی لڑکی تھی۔ اپنے شوہر کے مارے جانے پر اپنے باپ سقمان کے پاس چلی گئی اور اس کو سارے واقعات بتائے اور ترکمانوں کو جمع کر کے اپنے شوہر کا بدلہ لینے اٹھ کھڑی ہوئی۔ سقمان بھی اس کے ساتھ نصیبین کی طرف چلا۔ چکرمش کو اس کی خبر مل گئی تو گھبرا گیا اور مصالحت کا پیغام بھیجا اور بہت سا مال اور روپیہ دے کر سقمان کو راضی کر لیا۔ سقمان لوٹ آیا۔

ماردین میں یاقوتی کے بعد اسکا بھائی ''علی'' زیر اثر علم حکومت چکرمش حکمرانی کرنے لگا۔ علی کسی ضرورت سے کہیں چلا گیا تھا۔ اس کی غیر حاضری کے زمانہ میں اس کے نائب نے سقمان کو یہ لکھ کر بھیجا کہ تمھارا بھتیجا ''علی'' قلعہ ماردین چکرمش کو دینا چاہتا ہے۔ سقمان یہ سن کر سخت ناراض ہوا۔ چنانچہ علی کی واپسی نہ ہونے پائی تھی کہ اس نے ماردین پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور قلعہ ماردین کے بدلے اپنے بھتیجے ''علی'' کو کوہ جور عنایت کیا۔ اس زمانہ سے قلعہ ماردین، سقمان کے قبضہ میں آ گیا۔ قلعہ کیفا تو پہلے ہی سے قبضہ میں تھا اس کے ساتھ نصیبین کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں لے لیا۔

سقمان بن ارتق کی دمشق روانگی:......اس کے بعد فخر الملک بن عمار (والی طرابلس) نے عیسائیوں کے مقابلہ پر سقمان بن ارتق سے امداد کی درخواست کی فخر الملک، خلفاء عبیدیین مصر کا ایک گورنر تھا۔ لیکن ان کی کمزوری کی وجہ سے خود مختار حکمران بن بیٹھا تھا۔ عیسائیوں نے شام کے ساحلوں پر قابض ہونے کے بعد طرابلس کی طرف قدم بڑھایا۔ فخر الملک نے سقمان کو ۴۹۸ھ میں اپنی امداد کے لئے بلوایا جیسا کہ آپ ابھی پڑھ چکے ہیں۔ سقمان نے امداد کا وعدہ کر لیا اور لشکر کی تیاری میں مصروف ہوگیا اتنے میں طغتکین (والی دمشق) کا (یہ تاج الدولہ تتش کا غلام اور آزاد حکمران تھا) طلبی کا خط پہنچا، اس میں لکھا تھا، میں بیمار ہوں، زندگی کی کوئی امید نہیں ہے، لہٰذا جتنی جلد ممکن ہو دمشق آ جاؤ، ایسا نہ ہو میں مر جاؤں اور

---

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۳۷) پر یہاں یہ لفظ موجود نہ تھا، ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۶ صفحہ ۴۵۰) سے پر کیا ہے۔

عیسائی دمشق پر قابض ہو جائیں،

سقمان کا انتقال:..... سقمان نے یہ خط پڑھ کر نہایت عجلت سے طرابلس اور اس کے بعد بارادہ دمشق کوچ کر دیا۔ رفتہ رفتہ قریتین پہنچا۔ اس وقت طغتکین کو افاقہ ہو گیا تھا۔ سقمان کو بلانے پر پریشان ہو رہا تھا۔ اپنے مشیروں سے سقمان کو واپس بھیجنے کا مشورہ کر رہا تھا کہ سقمان کا قریتین میں انتقال ہو گیا۔

جس وقت سقمان قریتین میں بیمار پڑا اور اس کے ساتھیوں نے اس کے مرنے کا یقین کر لیا تو قلعہ کیفا کی جانب واپس جانے کی رائے دی۔ مگر سقمان نے جواب دیا" میں اب واپس نہیں جاؤں گا کیونکہ میں عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے نکلا ہوں اگر میں مر گیا تو شہیدوں کا ثواب مجھے ملے گا۔

منکبرس کی بغاوت اور تباہی:..... منکبرس بن بوزش بن الپ ارسلان (سلطان محمد کا چچازاد بھائی) اصفہان میں تھا، اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ سلطان محمد سے اس کے تعلقات منقطع ہو گئے ۔ خودسری کی ہوا سما گئی۔ چنانچہ اصفہان سے نہاوند آیا اور خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا۔ امراء بنی برسق (حکمرانان خوزستان) کو اپنی اطاعت وفرمانبرداری کا پیغام دیا۔ مگر سلطان محمد کو اس کی اطلاع مل گئی، لہٰذا زنکین بن برسق کو گرفتار کر لیا۔ زنکین نے اپنے بھائیوں کو لکھ بھیجا کہ "جس طرح ممکن ہو منکبرس کو گرفتار کر کے سلطان محمد کے حوالے کر دو ورنہ خیر نہیں ہے" اس بناء پر امراء بنی برسق نے منکبرس کے پاس اطاعت وفرمانبرداری کے اظہار کا خط روانہ کیا او خوزستان بلوایا۔ چنانچہ جیسے منکبرس خوزستان پہنچا امراء بنی برسق نے گرفتار کر کے سلطان محمد کے پاس بھیج دیا۔ سلطان محمد نے اصفہان میں اپنے چچازاد بھائیوں کو تتش کے ساتھ قید کر دیا۔ اور زنکین بن برسق کو قید سے رہا کر کے بدستور اس کے عہدہ پر بحال کیا۔ تستر، شاپور، خوزشستان وغیرہ اہواز اور ہمدان کا درمیانی علاقہ امراء بنی برسق کے قبضہ میں تھا۔ سلطان محمد نے ان علاقوں کو بنی برسق سے لے لیا اور اسے ان کے بجائے دینور عنایت کیا اور اس طرف سے انھیں نکال کر دینور کی طرف بھیج دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فخر الملک بن نظام الملک کا قتل:..... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ فخر الملک بن نظام الملک تاج الدولہ تتش کا وزیر تھا۔ کسی بات پر ناراض ہو کر تتش نے نظام الملک کو جیل میں ڈال دیا۔ پھر جب سلطان برکیارق نے تتش کو شسکت دی تو برکیارق نے فخر الملک کو قید سے رہا کر دیا۔

فخر الملک کا بھائی موید الملک برکیارق کا وزیر تھا۔ مجد الملک البارسانی کی کوشش اور سفارش سے ۴۸۸ھ میں برکیارق نے قلمدان وزارت فخر الملک کو عنایت کیا۔ کچھ عرصہ بعد فخر الملک عہدہ وزارت سے مستعفی ہو کر سلطان سنجر بن ملک شاہ کی خدمت میں خراسان چلا گیا۔ سلطان سنجر نے اس کی قدر افزائی کی اور اپنی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ پانچویں صدی کے آخر میں ایک باطنی فریادی صورت بنائے ہوئے ایوان وزارت کے دروازے پر حاضر ہوا۔ فخر الملک نے فریاد سننے کے لیے باطنی کو اپنے پاس بلا لیا۔ اور درخواست لے کر پڑھنے لگا۔ باطنی کو موقع مل گیا اس نے پیٹ میں خنجر بھونک دیا۔ چنانچہ فخر الملک نے تڑپ کر دم توڑ دیا۔ اور باطنی کو گرفتار کر لیا گیا۔ پھر سلطان سنجر کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ باطنی نے چند آدمیوں کے نام بتائے کہ انہوں نے مجھے فخر الملک کے قتل پر مامور کیا تھا۔ یہ اس کی محض شرارت تھی اور مقصد یہ تھا کہ ان لوگوں کو بھی فخر الملک کے خون کے بدلے قتل کیے جائیں لیکن اس کا یہ مقصد حاصل نہ ہو سکا اور اسے مار ڈالا گیا۔

جاولی سقاوا کی گورنری:..... جاولی سقاوا خوزستان اور فارس کے درمیانی شہروں پر قابض ہو گیا تھا۔ متعدد قلعے تعمیر کرائے، اکثر شہروں کی شہر پناہ بنوائی۔ کچھ دنوں کے بعد رعایا کے ساتھ ظلم کرنے لگا۔ جس وقت سلطان محمد، مستقل طور پر حکومت کرنے لگا تو اس وقت جاولی کو سلطان محمد سے خطرہ پیدا ہوا۔ سلطان محمد نے امیر مودود بن انوتکین کو جاولی کو زیر کرنے پر مامور کیا۔ مگر جاولی نے قلعہ بندی کر لی۔ چنانچہ امیر مودود آٹھ مہینے تک محاصرہ کیے رہا پھر جاولی نے سلطان محمد کے پاس کہلوایا" میں امیر مودود کی دھمکی اور جنگ سے علم حکومت کی اطاعت قبول نہ کرونگا۔ اگر حضور والا کسی دوسرے امیر کو بھیج دیں گے تو میں قلعہ کا دروازہ کھول دوں گا اور اطاعت قبول کر لوں گا۔ نچانچہ سلطان محمد نے اپنی انگوٹھی دوسرے امیر کو دی اور اس کو جاولی کے پاس بھیجا۔ چنانچہ جاولی نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور سلطان محمد کے پاس اصفہان چلا گیا۔ سلطان محمد نے عزت واحترام سے ملاقات کی۔ عساکر اسلامیہ کا

کمانڈر بنا کر عیسائیوں سے مذہبی، جنگ کرنے اور اسلامی علاقوں کو واپس لینے کے لیے شام کی طرف روانہ کیا۔ چونکہ چکرمش (والی موصل) نے مالیہ ادا کرنا بند کر دیا تھا اس لیے سلطان محمد نے موصل، دیار بکر اور جیزرہ کی حکومت جاولی کو عطا کر دیا۔

چکرمش کی گرفتاری:......جاولی نے موصل کی جانب کوچ کیا۔ بغداد ہوتا ہوا بوازریج ❶ پہنچ گیا چار روزہ کے قتل وخون ریزی کے بعد بوازریج پر قبضہ کر لیا۔ اور اہل بوازریج کو امن دیا۔ پھر اربل کی طرف بڑھا۔ ابوالہیجا، بن برشک کردی ہذبانی (والی اربل ❷) نے چکرمش کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور جاولی کے مقابلہ پر چکرمش کو ابھارا، چنانچہ چکرمش موصل کی فوجیں لے کر جاولی کے مقابلہ پر روانہ ہوا۔ اور اربل کے قریب ابوالہیجا کا بیٹا اربل کی فوج لیے ہوئے ملا۔ اتنے میں جاولی بھی آ گیا۔ دونوں فوجوں نے صف آرائی کی۔ چنانچہ چکرمش کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ چونکہ چکرمش بیماری کی وجہ سے پالکی پر سوار تھا اس لیے بھاگ نہ سکا۔ غلاموں نے حق نمک ادا کیا جب تک ان کے دم میں دم رہا کسی کو چکرمش کی پالکی کے پاس آنے نہ دیا۔ احمد بن قاروت بیگ بھی چکرمش کی پالکی کی حفاظت میں زخمی ہو گا اور موصل کی جانب شکست کھا کر چلا گیا اور وہیں مر گیا۔ چکرمش کو گرفتار کر لیا گیا اور جاولی کے سامنے پیش کیا گیا۔ جاولی نے اسے قید کر دیا اور موصل پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

زنگی میں چکرمش:......دوسرے دن اس واقعہ کی خبر موصل پہنچی۔ اہل موصل نے زنگی ❸ بن چکرمش کو امارت کی کرسی پر بٹھایا۔ غزغلی (چکرمش کا غلام) امور سلطنت کا نگراں و منتظم بنا۔ روپیہ، مال، آلات حرب اور گھوڑے لشکریوں کو دیئے۔ موصل کی قلعہ بندی کی شہر پناہ درست کرائی۔ چاروں طرف خندقیں کھدوائیں اور قلیج ارسلان (والی بلاد روم) سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ قلیج ارسلان بلاد روم سے فوجیں لے کر موصل کی طرف روانہ ہو گیا اور کوچ وقیام کرتا ہوا نصیبین پہنچا۔ جاولی کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو موصل کا خیال دل سے نکال کر چلتا پھرتا نظر آیا۔ جاولی کی روانگی کے بعد برسقی (افسر پولیس بغداد) موصل پہنچا۔ برسقی نے اہل موصل کو بہت اپنی طرف مائل کرنا چاہا مگر وہ مخاطب نہ ہوئے۔ ناچار اسی دن بغداد کی جانب لوٹ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد قلیج ارسلان نصیبین سے موصل کی طرف روانہ ہو گیا۔

جاولی سقاوا کی "رحبہ" کی طرف روانگی:......جاولی، موصل سے سنجار چلا آیا تھا۔ ایلغازی بن ارتق اور لشکر چکرمش کا ایک گروہ کثیر جاولی کے پاس آ گیا تھا۔ چار ہزار سواروں کی فوج بن گئی تھی۔ اسے موصل کے قبضہ کا خیال آ رہا تھا کہ ملک رضوان بن تتش کا خط شام سے آ گیا لکھا تھا۔ کہ "عیسائیوں نے بیحد دست درازی شروع کر دی اور مسلمانان شام میں ان کے مقابلے کی تاب نہیں ہے تمہاری مدد کی ضرورت ہے جلد آؤ" جاولی اس خط کو پڑھ کر رحبہ کی جانب روانہ ہو گیا۔

قلیج ارسلان کا موصل پر قبضہ:......اہل موصل اور چکرمش کے کمانڈروں نے قلیج ارسلان کی خدمت میں صلح کا یہ پیغام بھیجا۔ امن کی درخواست کی قلیج ارسلان نے امن دینے کا حلف لیا۔ چنانچہ اہل موصل نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا اور قلیج ارسلان نے موصل میں داخل ہو کر پندرہویں رجب ۵۰۰ھ میں قبضہ کر لیا۔ چکرمش کے بیٹے کو خلعت دی۔ خطبہ میں خلیفہ کے بعد اپنا نام پڑھوایا اور سلطان محمد کا نام خطبہ سے نکلوا دیا۔ لشکر کے ساتھ اچھے سلوک کیے۔ قلعہ کو غزغلی سے لے لیا۔ اپنی طرف سے اسے حاکم مقرر کیا۔ قاضی ابومحمد عبداللہ بن قاسم شہرزوری کو عہدہ قضا پر بحال رکھا اور حکومت ابوالبرکات محمد بن محمد بن خمیس کو عنایت کی۔

قلادروس کا اسلام:......قلیج ارسلان کے ساتھیوں میں سے امیر ابراہیم بن نیال ترکمانی (والی آمد) اور محمد بن جبق ترکمانی (والی قلعہ زیاد (خرتبرت)) کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا مناسب ہے۔ ابراہیم بن نیال کو آمد کی حکومت پر تاج الدولہ تتش نے مقرر کیا تھا۔ چنانچہ اس زمانہ سے آمد اسی کے قبضہ میں رہا۔ محمد بن جبق کا قبضہ قلعہ زیاد پر اس طرح ہوا کہ قلادروس (ترجمانی بادشاہ روم) قلعہ زیاد، الرہا اور انطاکیہ کا مالک تھا۔ جب سلیمان بن قطلمش (قلیج ارسلان کا باپ تھا) نے انطاکیہ کو قلادروس رومی سے لے لیا اور فخر الدولہ بن جہیر نے دیار بکر پر قبضہ کر لیا تو قلادروس رومی کمزور پڑ گیا۔

---

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۳۸) پر "بوازیج" تحریر ہے۔ ❷......ایک نسخے میں ہذبانی کے بجائے ہربانی تحریر ہے۔ جو درست نہیں ہے۔ دیکھیں (تاریخ الکامل جلد ۶ صفحہ ۲۶۸) ❸......زنگی کی عمر اس وقت گیارہ سال تھی۔ (دیکھیے کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۳ مطبوعہ لندن) (مترجم)

قلعہ زیاد کو رسد وغلہ نہ پہنچا سکا۔ اس سے محمد بن جبق کو موقع مل گیا۔ قلعہ زیاد کو قلا دروس سے چھین لیا۔ صرف الرہا ن قادروس کے قبضہ میں رہ گیا۔ اس کے بعد قلا دروس، سلطان ملک شاہ کے دست مبارک پر اسلام لایا۔ سلطان ملک شاہ نے الرہا کی حکومت پر اسے بحال رکھا۔

رحبہ کا محاصرہ:......آپ کو یاد ہوگا کہ جس وقت قلیج ارسلان نصیبین پہنچا تھا، اسی وقت جاولی نے موصل بخارا کا راستہ اختیار کر لیا تھا۔ پھر سنجار سے ملک رضوان کا خط پا کر رحبہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ کوچ وقیام کرتا ہوا ماہ رمضان ۵۰۰ھ کے آخر میں رحبہ پہنچا اور محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں رحبہ میں بنوشیبان سے محمد بن سباق نامی ایک شخص حکومت کر رہا تھا۔ محمد بن سباق کو حکومت رحبہ پر ملک وقاق نے مقرر کیا تھا۔ ملک وقاق کے مرنے کے بعد وہ خودسر حاکم بن گیا۔ حکمرانان دمشق کی اطاعت ترک کر کے قلیج ارسلان کا مطیع ہو گیا تھا اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا۔ جاولی نے جب اسکا محاصرہ کیا تو ملک رضوان کو طلبی کا خط لکھا اور یہ شرط لگائی کہ حربہ فتح کرنے کے بعد عیسائیوں سے مقابلہ کیا جائے گا۔ ملک رضوان اس تحریر کے مطابق رحبہ کے محاصرے کے لیے پہنچ گیا اور محاصرے میں شریک ہو گیا۔ شہر پناہ کے محافظوں سے ایک گروہ نے جاولی سے سازش کر لی اور اس کے مطابق آدھی رات کے وقت دروزاہ کھولدیا۔ چنانچہ جاولی اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا اور قبضہ کر لیا۔ محمد سباق نے یہ رنگ دیکھ کر اطاعت کی گردن جھکا دی اور اس کے ساتھ عیسائیوں سے مقابلہ کے لیے روانہ ہو گیا۔

موصل پر قبضہ:......قلیج ارسلان نے موصل پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے بیٹے ملک شاہ کو جسکی عمر گیارہ سال کی تھی، حکومت موصل پر مامور کیا۔ حفاظت وانتظام کی غرض سے ایک فوج بھی دی اور ایک امیر کو نظم ونسق کے لیے بطور اتالیق متعین کیا۔ اس کے بعد جاولی سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ لیکن جاولی کی فوج کی کثرت اور قوت سے قلیج ارسلان کے ساتھی متاثر ہو گئے۔ ابراہیم بن نیال، خابر سے اپنے دارالحکومت آمد لوٹ آیا۔ قلیج ارسلان نے اپنے دارالحکومت سے مزید فوجیں طلب کیں۔ جاولی نے قلیج ارسلان کی فوج کی کمی کا احساس کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ ماہ ذیعقدہ میں ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا اور قلیج ارسلان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ جاولی نے موصل میں داخل ہو کر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا اور سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا۔ چکرمش کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے تاوان وصول کیا۔

جزیرہ پر جاولی کا محاصرہ:......اس کامیابی کے بعد جاولی نے جزیرہ کی طرف قدم بڑھایا۔ جیش بن چکرمش مع غزغلی وہاں موجود تھا۔ اور اس کے باپ کے بہت سے غلام سرفروشی کرنے کے لیے تیار تھے۔ ایک مدت تک جاولی محاصرہ کیے رہا۔ بالآخر چند ہزار دینار پر صلح کر کے موصل واپس آیا۔ ملک شاہ بن قلیج ارسلان نے یہ رنگ دیکھ کر سلطان محمد کی خدمت میں نامہ نیازمندی روانہ کیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

صدقہ بن مزید کا قتل:......جب صدقہ بن مزید والی حلہ اور سلطان محمد کے درمیان کشیدگی اور نفرت پیدا ہوئی۔ اسی وقت سلطان محمد نے صدقہ بن مزید پر فوج کشی کر دی۔ صدقہ مقابلہ پر آیا، لڑائی ہوئی اور میدان سلطان محمد کے لشکر کے ہاتھ رہا۔ صدقہ شکست کھا کر بھاگا اور پکڑ دھکڑ کے دوران مارا گیا۔ جیسا کہ ہم حلہ کے حکمرانوں کے حالات میں اس واقعہ کو لکھ چکے ہیں۔ پھر سلطان محمد نے اس کے سارے مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

ابن عمار والی طرابلس:......فخر الدولہ ابوعلی بن عمار (والی طرابلس) عبیدیوں کے مقابلہ میں خود مختار حکومت کا مدعی ہو گیا تھا اور ان سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ اسی زمانہ عیسائیوں نے شام کے ساحلوں پر دست درازی شروع کر دی اور آئے دن اسلامی علاقوں پر حملہ آور اسکا محاصرہ کرنے لگے۔ فخر الدولہ ابوعلی ان سے مقابلہ نہ کر سکا۔ چنانچہ مسلمانوں کو اس وجہ سے سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اس دوران یہ خبر ملی کہ سلطان محمد کی حکومت مستقل ہو گئی ہے۔ دشمنان حکومت زیر ہو چکے ہیں۔ چنانچہ فخر الدولہ ابوعلی نے اپنے چچازاد بھائی یا بھتیجے ذوالمناقب کو طرابلس کی حکومت پر اپنا نائب مقرر کیا۔ لشکریوں کو چند مہینہ کی تنخواہیں اور روزینہ دیئے۔ شہر کی حفاظت کا انتظام کیا۔ جگہ جگہ پہرہ، چوکی مقرر کی۔ غرض ہر طرح سے طرابلس کو عیسائیوں کے حملے سے مطمئن و بے خطر کر کے دربار سلطانی میں باریاب ہونے کے لیے دمشق کی طرف روانہ ہو گیا۔

ابن عمار کی بغداد روانگی:......طغتکین (والی دمشق) نے گرم جوشی سے استقبال کیا۔ دمشق کے باہر خیمے نصب کیے گئے۔ جہاں عزت و احترام

سے ٹھہرایا گیا۔ چند دن قیام کر کے بغداد کی جانب روانہ ہو گیا۔ سلطان محمد اور خلیفہ نے اراکین دولت کمانڈروں اور روساء شہر کو اس کے استقبال کا حکم دیا۔ اور انتہائی عزت واحترام سے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ فخر الدولہ ابوعلی نے بھی قیمتی قیمتی تحائف اور ہدایا دربار خلافت اور بارگاہ سلطانی میں پیش کئے اور عیسائیوں کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔ فوج کے اخراجات کی ذمہ داری لی۔ چنانچہ سلطان محمد نے امداد کا وعدہ کیا اور فخر الدولہ ابوعلی نے بغداد میں قیام کر دیا۔ اس کے بعد امیر حسین بن اتابک طغتکین نے سلطان محمد سے ملاقات کی۔ سلطان محمد نے اسے حکم دیا تھا کہ شاہی فوج کے ساتھ امیر مودود کے ہمراہ جاولی سقاوا کی سرکوبی کے لئے پہلے موصل جاؤ اور اس کے بعد فخر الدولہ ابوعلی کے ہمراہ عیسائیوں کے خلاف جہاد کے لئے شام کی طرف کوچ کر دے، چنانچہ سلطان محمد ۵۰۱ھ میں دارالخلافت بغداد سے جاولی سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ اور نہروان پہنچ کر فخر الدولہ ابوعلی کو بلوایا۔ خلعت دی، اور بہت سا مال واسباب دیکر رخصت کیا، امیر حسین سلطان کے حکم پر افواج دمشق کو لے کر فخر الدولہ کے ہمراہ دمشق کی جانب روانہ ہو گیا۔

ذوالمناقب کی وعدہ شکنی:...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ فخر الدولہ ابوعلی طرابلس سے روانہ ہونے کے وقت اپنے بھتیجے ذوالمناقب کو طرابلس کی حکومت پر مقرر کر آیا تھا۔ ذوالمناقب نے فخر الدولہ کی روانگی کے بعد بدعہدی کی، اور اہل طرابلس سے متفق اور ان کے ساتھ مل کر دولت علویہ مصریہ کی اطاعت کا اعلان کر دیا۔ افضل بن امیر الجیوش کے پاس اطاعت و نیازمندی کا خط بھیجا۔ امداد اور رسد کی درخواست کی، افضل بن امیر الجیوش، خلیفہ مصر کا وزیر تھا، ان دنوں حکومت وسلطنت پر اسے قوت حاصل ہو رہی تھی۔ اس نے شرف الدولہ بن ابو الطیب کو طرابلس کا والی مقرر کر کے روانہ کیا، خزانہ، مال، غلہ اور بہت سا اسباب اس کے ساتھ کر دیا چنانچہ شرف الدولہ نے طرابلس پہنچ کر فخر الدولہ ابوعلی کے اہل وعیال اور حامیوں کو گرفتار کر کے ان کے مال وذخائر کو ضبط کر لیا۔ اور سب کو کشتیوں پر لاد کر مصر روانہ کر دیا۔

جاولی کی شرارت:...... جاولی کا قلیج ارسلان اور ابن چکرمش سے موصل چھیننے اور ان دونوں کے اس کے ہاتھوں ہلاک ہونے کے واقعات ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ ان دونوں کے مارے جانے سے جاولی کی حکومت موصل پر مستقل ہو گئی، چونکہ سلطان محمد نے جاولی کو ان علاقوں کی حکومت بھی دے دی تھی جس کو اس نے فتح کیا تھا یا آئندہ فتح کرتا۔ اس لئے اس کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا۔ ایک بڑی تعداد بھی فوج کی حاصل ہو گئی۔ خزانہ بھی بھر گیا۔ پھر کیا تھا جاولی کا دماغ پھر گیا، سلطان محمد کو جو کچھ سالانہ دیا کرتا تھا بند کر دیا، طرہ اس پر یہ ہوا کہ سلطان نے اسے صدقہ سے جنگ کے لئے بلوایا تو نہ گیا، اس پر ستم تو یہ کیا کہ سلطان محمد کے خلاف، صدقہ سے ساز باز کر لی اور اس کے ساتھ مل کر سلطان سے لڑنے کے لئے تیار ہو گیا۔

مودود کا موصل پر قبضہ:...... پھر جب سلطان محمد کو مہم صدقہ سے فراغت ہوئی تو امیر مودود کو عسا کر سلطانی کے ساتھ موصل کی سند حکومت عطا کر کے جاولی کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ امراء ابن برسق، سقمان قطبی، آقسنقر برسقی، نصر بن مہلہل بن ابی الشوک کردی ابوالہیجاء (والی اربل) کو امیر مودود کی مدد پر مقرر کیا، رفتہ رفتہ شاہی فوج، موصل پہنچ گئی، اور موصل کے باہر پڑاؤ ڈالا۔ جاولی نے لڑائی کی پوری تیاری کی ہوئی، شہر پناہ پر پہرہ اور چوکی بنادی تھی ان روساء شہر کو جن سے خطرہ محسوس ہو رہا تھا قید کر دیا تھا۔ شہر میں اپنی بیوی (دختر برسق) کو پندرہ سو جنگجوؤں کے ساتھ ٹھہرا کر شہر چھوڑ دیا۔ اس کی بیوی بھی نہایت مدبرہ اور ہوشیار عورت تھی، اس نے بھی بہت سے لوگوں سے تاوان وصول کیا، استقلال وجرأت سے مقابلہ کرتی رہی، محاصروں کی دال نہیں گل رہی تھی، اتنے میں محرم ۵۰۲ھ کا دور آ گیا۔ چونکہ جاولی کی بیوی کی سخت مزاجی اور ظلم سے اہل شہر کا ذکر ہے خود اس کی فوج والے بھی تنگ وبددل ہو گئے تھے۔ اس لئے بعض محافظین شہر پناہ نے امیر مودود سے ساز باز کر کے دروازہ کھول دیا۔ امیر مودود اپنی فوج سمیت شہر میں داخل ہو گیا، زوجہ جاولی نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا، اور آٹھ روز تک قلعہ نشین رہی، پھر نویں دن امیر مودود سے امن حاصل کر کے اپنے بھائی یوسف بن برسق کے پاس قیمتی قیمتی مال واسباب لے کر چلی گئی امیر مودود نے موصل اور اس کے سارے علاقے پر قبضہ کر لیا۔

ایلغازی اور جاولی:...... جاولی نے موصل سے روانہ ہوتے وقت قمص کو ساتھ لیا (یہ قمص وہی ہے جس کو سقمان نے گرفتار کیا تھا۔ اور چکرمش نے سقمان سے لے لیا تھا) جب نصیبین پہنچا تو ایلغازی بن ارتق (والی نصیبین) سے سلطان محمد کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی مگر ایلغازی نے انکار میں جواب دیا اور اپنے بیٹے کو فوج کے ساتھ نصیبین میں چھوڑ کر ماردین کی طرف روانہ ہو گیا۔ جاولی کو اس کی خبر مل گئی وہ بھی ایلغازی نے جاولی کی موافقت

کی اور اس کے ساتھ نصیبین آ گیا۔ پھر نصیبین سے روانہ ہو کر سنجار کا محاصرہ کر لیا۔ اہل سنجار نے شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ اور مقابلہ پر تل گئے۔ اس کے بعد ایک دن ایلغازی کو موقع مل گیا تو وہ جاولی کو محاصرے پر چھوڑ کر رات کے وقت نصیبین بھاگ گیا اور جاولی سنجار کا محاصرہ اٹھا کر رحبہ چلا گیا۔

قمص بردویل کی رہائی:......رحبہ کے قریب پہنچ کر جاولی نے قمص بردویل کو پانچ سال کے بعد ایک بڑی رقم لے کر ان شرائط پر رہا کیا (۱) جتنے مسلمان قیدی ہوں وہ رہا کر دیئے جائیں (۲) بوقت ضرورت جس وقت طلب کیا جائے امداد کے لیے آ جائے۔ جب جاولی اور قمص کی آپس میں مفاہمت اور مصالحت ہو گئی تو جاولی نے قمص کو سالم بن مالک (والی قلعہ جعبر) کے پاس بھیجا اور قلعہ حوالے کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ سالم نے قلعہ حوالہ کر دیا۔ اتنے میں قمص کا خالہ زاد بھائی ''جوسلین'' والی تلباشر جو کہ مسیحی سرداروں میں سے ایک نامور شخص تھا، آ گیا۔ یہ بھی قمص کے ساتھ گرفتار ہو گیا تھا۔ لیکن بیس ہزار دینار فدیہ دے کر رہا ہو گیا تھا۔ اس کے آتے ہی قمص، انطاکیہ کی طرف روانہ ہو گیا اور جوسلین بطور ضمانت قلعہ جعبر میں رک گیا۔ اس کے بعد جاولی نے قلعہ جعبر کو جوسلین سے لے لیا اور جوسلین کے بجائے اس کے اور قمص کے سالوں کو ضمانت میں لے کر جوسلین کو بقیہ شرائط رہائی پوری کرنے کے لیے قمص کے پاس روانہ کر دیا۔

قمص، جوسلین اور طنکری کی جنگ:......جس وقت قمص انطاکیہ پہنچا، والی انطاکیہ طنکری نے تمیں ہزار دینار، گھوڑے اور بیشمار آلات حرب پیش کیے۔ الرہا اور سروج وغیرہ قمص کے قبضہ میں تھے۔ لیکن جب قمص گرفتار کر لیا گیا تھا تو طنکری نے الرہا وغیرہ کو قمص کے عمال سے چھین لیا تھا۔ قمص نے واپسی کا مطالبہ کیا مگر طنکری نے ٹکا سا جواب دیدیا اس پر قمص ناراض ہو کر تل باشر چلا گیا۔ اتنے میں جوسلین پہنچ گیا۔ عیسائیوں کو اس سے بیحد مسرت ہوئی۔ سارے شہر میں چراغاں کیا گیا۔ طنکری نے یہ خیال کر کے کہ اگر ان دونوں کو قوت حاصل ہو جائے گی تو سخت خطرہ کا سامنا ہو گا۔ قمص اور جوسلین کا محاصرہ کر لیا۔ چند دنوں تک محاصرہ کیے رہا۔ پھر قمص اور جوسلین نے موقع پر کر طنکری (والی انطاکیہ) کے مقبوضہ قلعوں پر حملہ کر دیا۔ ابو سہیل ارمنی (جو کہ رعیان کیسوم شمالی قلعوں اور حلب کا والی تھا) سے امداد کی درخوست کی۔ چنانچہ ابو سہیل ارمنی نے ایک ہزار سوار، قمص کی امداد پر بھیج دیئے۔ پھر قمص، جوسلین اور طنکری میں گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی اور خونریزی کا دروازہ کھل گیا۔ پوپ اور پادریوں کی ایک جماعت نے درمیان میں پڑ کر جنگ کرنے سے دونوں کو روکا۔ بیمید (طنکری کا ماموں) بھی آ گیا۔ پوپ نے طنکری کے خلاف فیصلہ کیا یہ حکم دیا کہ الرہا وغیرہ واپس دیئے جائیں۔ چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق ۹ صفر ۵۰۲ھ میں الرہا وغیرہ قمص کو واپس دیئے گئے۔

اس فیصلہ کے بعد قمص نے فرات عبور کیا اور حسب شرائط رہائی، مال مقررہ کا زیادہ حصہ اور مسلمانوں قیدیوں کو جاولی کے پاس بھیج دیا۔

جاولی کی ''رحبہ'' کی طرف روانگی:......قمص کو رہا کر کے جاولی رحبہ کی طرف چلا گیا۔ ابو النجم بدران اور ابو کامل منصور بن صدقہ اپنے باپ کے قتل کے بعد سے سالم بن مالک کے پاس مقیم تھے۔ ان دونوں نے جاولی سے امداد کی درخواست کی۔ جاولی نے ان کی پشت پناہی کے لیے ان کے ساتھ چلنے کا وعدہ کیا اور سب کے سب ابو الغازی تکین کو اس مہم کا سردار بنانے پر متفق ہو گئے۔ پھر ابھی روانگی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ اصبہذ صبا در پہنچ گیا۔ سلطان محمد نے اسے رحبہ کی حکومت عطا کی تھی۔ اس نے جاولی کو رائے دی کہ ''تم عراق کی طرف بڑھنے کے بجائے شام کا رخ کرو۔ اس وقت شام، لشکر اسلام سے خالی ہو گیا ہے۔ اور عیسائیوں کی چیرہ دستی روز بروز ترقی پذیر ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمھیں سلطان محمد سے آئندہ کسی خطرہ کا اندشیہ نہ رہے گا'' جاولی نے اس رائے کو پسند کیا۔ سامان جنگ درست کر کے رحبہ سے روانہ ہو گیا۔

رقہ پر جاولی کا محاصرہ:......اس کے بعد جاولی کے پاس سالم بن مالک (والی قلعہ جعبر) کا قاصد پہنچا۔ سالم نے بنی نمیر کی زیادتی کی شکایت لکھی تھی اور امداد کا خواستگار ہوا تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ بنی نمیر نے بصرہ سے علی بن سالم (والی رقہ) پر یلغار کی تھی اور علی بن سالم کو قتل کر کے رقہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ ملک رضوان یہ خبر پا کر حلب سے رقہ کی طرف روانہ ہوا لیکن بنی نمیر نے تاوان جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ چنانچہ ملک رضوان واپس آ گیا۔ چنانچہ جاولی نے ملک شام جانے کے بجائے بنی نمیر کی سرکوبی کے لیے رقہ کی طرف کوچ کر دیا۔ ستر دن تک بنی نمیر کا رقہ میں محاصرہ کیے رہا۔ بنی نمیر نے تنگ ہو کر صلح کی درخواست کی اور بہت سا مال واسباب اور گھوڑے دے کر جاولی سے صلح کر لی۔ جاولی نے محاصرہ اٹھا لیا اور سالم کو معذرت نامہ لکھا۔

جاولی اور ایلغازی:......اسی دوران حسین بن اتا بک قطلغ تکین مع فخر الدولہ ابن عمار کے پاس جاولی پہنچ گیا۔ حسین کا باپ گنجہ میں سلطان محمد کا اتالیق تھا۔ سلطان محمد نے کسی بات پر ناراض ہو کر قطلغ تکین کو قتل کر دیا۔ حسین سلطان محمد کے دربار میں حاضر ہوا۔ سلطان نے اس کی اشک شوئی کی اور اپنے خاص ہم نشینوں میں داخل کر لیا۔ پھر جب عیسائیوں کی چیرہ دستی کی خبر ملی تو فخر الدولہ ابن عمار کے ساتھ جاولی کو پاس بھیجا تا کہ جاولی کے تعلقات دربار شاہی کے ساتھ خوشگوار ہو جائیں اور شاہی لشکر کو جو کہ موصل کا محاصرہ کئے ہوئے ہے، عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے فخر الدولہ ابن عماد کے ساتھ روانہ کر دے۔ جاولی نے خوشی کے ساتھ اس کو منظور کر لیا اور حسین سے کہا "تم موصل جا کر لشکر موصل کو عیسائیوں پر جہاد کرنے کے لیے روانہ کرو میں اپنے بیٹے کو بطور ضمانت کے تمھارے حوالہ کرتا ہوں۔ ملک کا نظم ونسق اس شخص کے قبضہ اقتدار میں رہے گا جو سلطان محمد کی طرف سے مقرر ہوگا"۔ حسین جاولی سے رخصت ہو کر موصل فتح ہونے سے پہلے موصل پہنچ گیا۔ شاہی لشکر کو عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے کوچ کا حکم دیا۔ تمام کمانڈروں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ لیکن امیر مودود نے تعمیل سے انکار کر دیا۔ اور یہ کہا کہ "میں بغیر اجازت سلطان محمد موصل سے کوچ نہیں کرونگا" چنانچہ امیر مودود موصل کا محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ موصل کو فتح کر لیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

حسین ابن قطلغ تکین، سلطان کی خدمت میں واپس آیا۔ اور جاولی کی طرف سے نہایت خوبی سے نیاز مندانہ بات کی جس سے سلطان محمد کا دل صاف ہو گیا۔

اس کے بعد جاولی نے شہر مالس کی طرف کوچ کیا۔ ملک رضوان تتش کے ملازموں سے چھین لیا۔ شہر مالس کے رہنے والوں کے ایک گروپ کو قتل کیا۔ جس میں قاضی محمد بن عبدالعزیز بن الیاس نامی مشہور فقیہہ بھی تھا، یہ نہایت نیک مزاج اور متقی شخص تھا۔

ملک رضوان اور جاولی:......اس واقعہ کی خبر ملک رضوان بن وقاق کو ملی تو آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں مرتب کر کے جاولی سے جنگ کرنے کے لیے نکل کھڑا ہوا اور طنکری (والی انطاکیہ) کو یہ واقعہ لکھ بھیجا، امداد کی درخواست کی۔ طنکری اپنی فوجیں لے کر رضوان کی کمک پر آ گیا۔ جاولی نے بھی قمص کے پاس امداد واعانت کا پیغام بھیجا اور جتنا زر فدیہ اس کے ذمے باقی تھا، اسے معاف کر دیا۔ چنانچہ قمص اپنی فوج کے ساتھ جاولی کی کمک پر پہنچ گیا۔ جاولی اس وقت منبج میں تھا۔ اتنے میں یہ خبر پہنچ گئی کہ موصل پر امیر مودود اور شاہی لشکر نے قبضہ کر لیا ہے۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ جاولی کا سارا کارخانہ نظام درہم برہم ہو گیا۔ اکثر ساتھیوں نے اس کی رفاقت کو ترک کر دیا۔ زنگی بن آقسنقر اور بکتاش نہاوندی ساتھ چھوڑ کر چلے گیا۔ اصبہذ صباوا، بدران بن صدقہ اور ابن جکرمش باقی رہ گیا۔ اتفاق سے رضا کاروں کا ایک گروہ جاولی کی کمک پر آ گیا جس سے جاولی کے قدم میدان جنگ میں جم گئے۔ اس نے تل باشر پر پڑاؤ ڈالا۔ ملک رضوان بھی طنکری سمیت آ گیا، لڑائی چھڑ گئی، عنوان جنگ ایسا تھا کہ ملک رضوان کو شکست ہوتی نظر آ رہی تھی، سوئے اتفاق سے جاولی کے لشکر کی فوج، ملک رضوان کے منظم گروہ کے تعاقب میں بڑھی۔ جاولی نے اسے واپس کرنا چاہا، ہلڑ مچا ہوا تھا۔ جاولی کی کوشش رائیگاں چلی گئی۔ ناچار میدان جنگ سے قدم ڈگمگا گئے۔ شکست اٹھا کر بھاگ گیا۔ اصبہذ صباوا شام کی طرف چلا گیا۔ بدران بن صدقہ نے قلعہ جعبر کا راستہ لیا۔ ابن جکرمش نے جزیرہ ابن عمر میں جا کر دم لیا۔ بہت سے مسلمان مارے گئے۔ والی انطاکیہ نے جاولی کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ قمص اور جوسلین تل باشر کی طرف بھاگ گیا۔ ان دونوں عیسائی امراء نے مسلمانوں سے اچھے سلوک کیئے۔ جو مسلمان شکست کھا کر ان کے پاس آتا تھا، اس کی عزت کرتے تھے، زخمی ہوتا تھا تو اس کا علاج کراتے، بھوکوں کو کھانا کھلاتے ننگوں کو کپڑے پہناتے اور زاد راہ دیکر ان کے وطن پہنچا دیتے تھے۔

دربار شاہی میں جاولی کی آمد:......اس شکست کے بعد جاولی، رحبہ چلا گیا۔ گنتی کے چند سوار اس کے رکاب میں تھے۔ اتفاق یہ کہ امیر مودود (والی موصل) کا ایک دستہ فوج رحبہ کے گردونواح پر شب خون مارنے آ گیا۔ اس سے جاولی کو اپنی گرفتاری کا خطرہ پیدا ہوا۔ اس نے یہ رائے قائم کی کہ سوائے بارگاہ سلطانی کے مجھے کہیں پناہ نہ ملے گی اور حسین بن قطلغ تکین سے میرے مراسم اتحاد قائم ہیں وہ سلطان سے میری سفارش ضرور کرے گا۔ چنانچہ نہایت تیزی سے سفر طے کر کے اصفہان کے قریب خرگاہ سلطان میں حاضر ہوا۔ حسین بن قلطغ تکین کے یہاں مقیم ہوا۔ غم سے بھری ہوئی اپنی داستان سنائی۔ حسین جاولی کو اپنے ہمراہ لے کر سلطان کی خدمت میں حاصر ہوا۔ سلطان نے عزت واحترام سے ملاقات کی اور اس سے بکتاش بن تتش کو لے کر اصفہان میں قید کر دیا۔

عیسائیوں اور مسلمانوں کی جنگ:...... ۵۰۵ھ میں سلطان محمد نے امیر مودود (والی موصل) کو عیسائیوں کی جنگ پر مقرر کر دیا۔ سقمان قطبی (والی دیار بکر و آرمینیہ) ابا کی (ایلکی) وزنگی بن برسق (والیان ہمدان) امیر احمد بیگ والی مراغہ، ابوالہیجا (والی اربل) اور امیر ابوالغازی (والی ماردین) کو امیر مودود کی امداد کا حکم دیا۔ امیر ابوالغازی بذات خود اس جنگ پر نہیں گیا تھا۔ بلکہ اپنے بیٹے ''ایاز'' کو اپنے بدلے بھیج دیا تھا۔ چنانچہ مجاہدین اسلام سیلاب کی طرح بخارا کی طرف بڑھے اور عیسائیوں کے چند قلعے فتح کر لیے شہر الرہا پر محاصرہ کر لیا۔ مدتوں محاصرہ کیے رہے۔ الرہا والے مسلسل مقابلہ کرتے رہے۔ قرب وجوار کے عیسائی امراء یہ سن کر اپنی اپنی فوجیں لے کر دوڑ پڑے اور فرات عبور کر کے الرہا کو بچانے کی کوشش کی۔ لیکن لشکر اسلام کے سیلاب اور سطوت نے انھیں فرات کو عبور کرنے سے روک دیا۔ چنانچہ وہ فرات پر رک گئے۔ مسلمانوں نے اس خیال سے کہ عیسائی فرات کو عبور کر کے میدان میں آ جائیں ''الرہا'' چھوڑ کر حران کی طرف کوچ کر دیا۔ جیسے ہی مسلمانوں نے الرہا کا محاصرہ اٹھایا، عیسائی امراء الرہا میں داخل ہو گئے۔ رسد وغلہ اور روزمرہ کی تمام ضروریات کا کافی ذخیرہ الرہا میں جمع کر کے فرات کی جانب واپس چلے گئے اور اسے جانب شامی سے عبور کر کے حلب کے مضافات پر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔

تل باشر کا محاصرہ:...... اسلامی فوجوں نے الرہا کا محاصرہ اٹھانے میں سخت غلطی کی۔ اہل الرہا میں طویل حصار کی وجہ سے مقابلے کی تاب باقی نہ رہی تھی اور نہ ان کے پاس غلہ کا ذخیرہ باقی رہا تھا۔ صبح وشام میں فتح ہو جاتا لیکن ماشاء اللہ کان وما لم یشا لم یکن'' کا مضمون ہو گیا۔ عیسائیوں کی واپسی الرہا اور فرات کو عبور کرنے کی خبر سن کر عساکر شاہی نے الرہا کی طرف رجعت قہقری کی اور پہنچتے ہی اسے گھیر لیا۔ اب کیا تھا الرہا اب وہ الرہا نہ رہا تھا شہر پناہ کی فصلیوں پر جنگی سپاہیوں کا پورا غلہ اور ضروریات کا کافی ذخیرہ موجود ہو گیا تھا۔ فوج بھی کثرت سے موجود تھی چونکہ کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ لہٰذا محاصرہ اٹھا کر قلعہ تل باشر پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ پینتالیس دن تک قلعہ تل باشر کا محاصرہ کیے رہے۔ مگر کامیابی ہوتی نہ دکھائی دی۔ مجبوراً قلعہ تل باشر سے بھی محاصرہ اٹھا لیا۔ پھر حلب میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ ملک رضوان نے شہر پناہ کے دروازے بند کرا دیئے اور ملنے سے انکار کر دیا۔ سقمان قطبی کا بالبش میں انتقال ہو گیا۔ اس کے ساتھی اس کا تابوت لے کر اس کے شہر واپس ہوئے۔ راستے میں ایلغازی بن ارتق نے ان لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کی۔ چنانچہ فریقین میں دو دو ہاتھ چل گئے۔ ان لوگوں نے ایلغازی کو شکست دے دی اور ایلغازی اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

عیسائیوں کی ریشہ دوانیاں:...... ان واقعات کے بعد ابن برسق بیمار ہو گیا۔ امیر احمد بیگ (والی مراغہ) سلطان محمد کی خدمت میں سقمان قطبی کے علاقے حاصل کرنے کے لیے روانہ ہو گیا۔ قطلغ تکین والی دمشق نے امیر مودود سے میل جول پیدا کر لیا اور امیر مودود اس کے ساتھ نہر عاصی پر پہنچ گیا۔ اس سے لشکر اسلام متفرق ومنتشر ہو گیا۔ عیسائیوں کو اس کی اطلاع ملی تو مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گئے فوجوں کو مرتب کیا اور اسلامی علاقوں کو فتح کرنے کے لیے قامیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ سلطان بن منقذ (والی شیراز) یہ خبر سن کر امیر مودود اور قطلغ تکین کے پاس پہنچا۔ دونوں کو نصیحت وملامت کی۔ عیسائیوں سے جہاد پر ابھارا۔ چنانچہ امیر مودود، قطلغ تکین اور سلطان بن منقذ شیراز آ گئے اور ڈیرے ڈال دیئے، مورچے قائم کیے۔ عیسائیوں کے لشکر نے بھی ان کے مقابلے پر پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ لیکن مسلمانوں سے کچھ ایسے مرعوب ہوئے کہ بغیر جنگ وقتال قامیہ کی جانب لوٹ گئے۔

الرہا کے خلاف امیر مودود کا جہاد:...... ۵۰۶ھ کے آخر میں بغدوالدین بادشاہ بیت المقدس نے اطراف دمشق پر کئی مرتبہ حملے کیے۔ اس لیے قطلغ تکین (والی دمشق) کی تحریک سے امراء اسلام میں پھر ایک جوش پیدا ہو گیا۔ چنانچہ ۵۰۷ھ میں امیر مودود (والی موصل) نمیرک (والی سنجار) امیر آیاز بن ایلغازی اور قطلغ تکین (والی دمشق) متفقہ ومتحدہ قوت سے عیسائیوں کے زیر کنٹرول علاقوں کی طرف جہاد کے لیے قدم بڑھایا۔ فرات کو عبور کر کے بیت المقدس کو فتح کرنے کے لیے کوچ کیا۔ بغدوین کو اس کی اطلاع ہوئی۔ جوسلین (والی تل باشر) بھی اس کے ساتھ تھا۔ اردون میں عیسائیوں نے پڑاؤ ڈالا اور طبریہ کے قریب دونوں فریق نے میدان جمایا۔ معرکہ کارزار گرم ہو گیا۔ عیسائیوں کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ ایک بڑا گروہ کام آ گیا۔ بہت سے لوگ دریائے طبریہ اور نہر واں میں ڈوب گئے۔ لشکر اسلام نے ان کے کیمپ اور کمسریٹ کو لوٹ لیا۔

امیر مودود کا قتل:...... عیسائیوں کا شکست خوردہ لشکر طرابلس اور انطاکیہ کے عیسائی لشکر سے جا ملا اور اپنی غم بھری داستان انھیں سنائی۔ امداد واعانت کی

درخواست کی۔ انہوں نے نہایت جوش اور مسرت سے شکست خوردہ عیسائیوں کی درخواست قبول کی اور سب کے سب متحد ہو کر جنگ کرنے واپس ہوئے اور جبل طبریہ کے دامن میں صفیں مرتب کیں۔ چنانچہ عساکر اسلامیہ نے عیسائی لشکر کا محاصرہ کر لیا اور رسد وغلہ کی آمد بند کر دیا (چھبیس ❶ دن تک محاصرہ کئے رہے مگر کوئی عیسائی سورما کھلے میدان میں جنگ کرنے کے لیے نہیں نکلا) اسلامی فوجوں نے محاصرہ اٹھا کر عیسائی علاقوں میں عکاز سے بیت المقدس تک غارتگری شروع کر دیا۔ گاؤں، قصبوں اور شہر کو تاراج کر دیا۔ جو عیسائی مقابلہ پر آیا، مارڈالا۔ مگر کسی عیسائی سردار کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اور لشکر اسلام کامیابی کے ساتھ دمشق پہنچ گیا۔ امیر مودود نے فوجیوں کو آرام کرنے کے لیے ان کے گھروں کی طرف جانے کی اجازت دے دی اور جہاد کے لیے آئندہ سال واپسی کا حکم دیا اور خود قطلغ تکین کے پاس دمشق میں ٹھہر گیا۔ ایک مرتبہ جامع دمشق میں جمعہ پڑھنے گیا جمعہ پڑھ کر قطلغ تکین کے ساتھ ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے جیسے ہی مسجد کے صحن میں آیا ایک باطنی نے چار زخم کاری لگائے۔ جسکے صدمہ سے اسی دن شام ہوتے ہوتے پیام اجل کو لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ قاتل اسی وقت گرفتار کر لیا گیا تھا۔ قطلغ تکین نے اسی دن امیر مودود کے قصاص میں اسے بھی قتل کر دیا۔

آقسنقر برسقی: ۔۔۔۔۔سلطان محمد کو اس واقعہ فاجعہ کی اطلاع ملی تو موصل اور اس کے صوبہ پر آقسنقر برسقی کو ۵۰۹ھ میں مامور کیا۔ اپنے بیٹے ملک مسعود کو ایک عظیم فوج کے ساتھ آقسنقر برسقی کے ساتھ موصل روانہ کر دیا۔ اور عیسائیوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ اور اسلامی فوجوں کے حکمرانوں کو آقسنقر کی اطاعت وامداد کی ہدایت وتاکید کی۔ آقسنقر برسقی کوچ وقیام کرتا ہوا موصل پہنچ گیا۔ فرمان شاہی کے مطابق چاروں طرف سے اسلامی فوجیں آ کر مجتمع ہوگئی۔ عمادالدین زنگی بن آقسنقر (سلطان نورالدین محمود فاتح جزیرہ وشام کے والد) اور نمیر (والی سنجر) بھی آ گیا۔ آقسنقر برسقی نے عساکر اسلامیہ کو مرتب کر کے جزیرہ ابن عمر کی طرف روانہ ہوا۔ چنانچہ امیر مودود کے باپ نے اطاعت قبول کر لی اور شہر حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد آقسنقر برسقی ماردین پہنچا۔ ابوالغازی (والی ماردین) نے سلطان کے کہنے کے مطابق اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے بیٹے ایاز کو فوج کے ساتھ آقسنقر برسقی کے ہمراہ روانہ کر دیا۔ آقسنقر برسقی نے اندرونی معاملات سے فراغت حاصل کر کے الرہا کا محاصرہ کر لیا۔ دو مہینہ تک محاصرہ کئے رہا۔ محاصرہ کے دوران عیسائیوں سے لڑائیاں ہوتی رہیں لیکن کوئی نتیجہ خیز جنگ نہ ہوسکی۔ رسد کی کمی کی وجہ سے آقسنقر برسقی کو محاصرہ اٹھالینا پڑا۔ شمیشاط کی طرف چلا گیا۔

ان لڑائیوں اور زمانہ محاصرہ الرہا میں الرہا، سروج اور شمیشاط کے مضافات واضلاع لشکر اسلام کی غارتگری کی نذر ہوگئے۔ دیہات، قصبے اور شہر اجڑ گئے۔

عیسائیوں کی انطاکیہ روانگی: ۔۔۔۔۔اسی دوران کراسک عیسائی بادشاہ مرعش، کیسوم اور رعیان کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس کی بیوہ لشکر اور حکومت پر قابض ہوگئی تھی۔ اس نے برسقی کی خدمت میں نیاز نامہ بھیجا اور اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا۔ چنانچہ برسقی نے بھی اپنا سفیر روانہ کیا۔ کراست کی بیوہ نے برسقی کے سفیر کی عزت کی، ہدایا اور تحائف دے کر برسقی کی خدمت میں واپس بھیجا۔ اس واقعہ سے بہت سے عیسائی ترک وطن کر کے انطاکیہ چلے گئے۔

ایاز کی گرفتاری اور رہائی: ۔۔۔۔۔اس کے بعد برسقی نے ایاز بن ابوالغازی کو اس جرم میں کہ ابوالغازی نے برسقی کے حکم کی تعمیل نہیں کی تھی، گرفتار کر لیا۔ چنانچہ ابوالغازی کو اس کی اطلاع مل گئی اس نے فوجیں مرتب کر کے برسقی سے جنگ کرنے کے لیے کوچ کر دیا۔ چنانچہ ابوالغازی اور برسقی کی جنگ ہوئی۔ جس میں برسقی شکست کھا کر بھاگ گیا۔ ابوالغازی نے اپنے بیٹے ایزا کو قید سے چھڑا لیا جیسا کہ آپ ابوالغازی کے سلسلہ حکومت کے تذکرے میں پڑھیں گے۔

ایلغازی کی گرفتاری: ۔۔۔۔۔سلطان محمد نے ابوالغازی کو اس حرکت پر عتاب آموز خط لکھا۔ عواقب امور اور سطوت شاہی کی دھمکی دی۔ ابوالغازی سلطان کے خوف سے قطلغ تکین (والی دمشق) کے پاس چلا گیا۔ والی دمشق اور عیسائی امراء شام نے آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کی قسمیں کھائیں۔ پھر ابوالغازی نے دیار بکر کی طرف لوٹ آیا۔ ادھر قرجان بن قراجہ (والی حمص) کو اس کی خبر مل گئی۔ قضائے برم کی طرح ابوالغازی کے سر پر

❶۔۔۔۔ بریکٹ کی عبارت میں نے تاریخ کامل سے لکھی ہے (دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۷ مطبوعہ لندن) (مترجم)

پہنچ گیا۔ ابوالغازی کے ساتھی چند دن آرام کرنے کے لیے اپنے اپنے شہروں کو چلے گئے تھے۔ چند سوار اس کے لشکر میں باقی رہ گئے تھے۔ چنانچہ قرجان کو اس مہم میں کامیابی ہوگئی۔ اس نے ابوالغازی کو گرفتار کرلیا قطلغ تکین (والی دمشق) اس خبر سے آگاہ ہو کر اپنی فوج کے ساتھ دوڑ پڑا۔ اور قرجان کو ابوالغازی کی رہائی کا پیغام بھیجا۔ مگر قرجان نے انکار میں جواب دیا اور کہلوا بھیجا ''اگر قطلغ تکین الٹے پاؤں واپس نہیں جائے گا تو میں ابوالغازی کو قتل کردوں گا'' آئندہ جو کچھ ہونا ہوگا ہوجائے۔ چنانچہ قطلغ تکین نے دمشق واپس چلا گیا۔

ایلغازی کی رہائی:...... قرجان نے ان واقعات کی دربار شاہی میں اطلاع کردی تھی اور حکم کا انتظار کررہا تھا۔ اتفاق سے جواب آنے میں تاخیر ہوگئی۔ اس لیے ابوالغازی سے قسم لے کر اور اس کے بیٹے ایاز کو بطور ضمانت اپنے قبضہ میں رکھ کر رہا کردیا۔ چنانچہ ابوالغازی قید سے رہا ہو کر حلب گیا اور ترکمانوں کو جمع کر کے قرجان کا محاصرہ کرلیا اور اپنے بیٹے ایاز کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ اتنے میں شاہی لشکر بھی آ گیا۔

ابوالغازی اور قطلغ تکین کی بغاوت:...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابوالغازی اور قطلغ تکین (والی دمشق) نے سلطان محمد کے خلاف علم بغاوت بلند کردیا تھا اور عیسائیوں کی قوت مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت بڑھ گئی تھی۔ سلطان محمد نے اس کا احساس کر کے ایک بڑی فوج جس کا سپہ سالار ''امیر برسق'' (والی ہمدان) تھا، ابوالغازی، قطلغ تکین کو ہوش میں لانے اور عیسائیوں کے خلاف جہاد کرنے کے لیے روانہ کی۔ اس مہم میں امیر جیوش بیگ، امیر کشغرہ، موصل اور جزیرہ کا شاہی لشکر بھی شریک تھا۔ ماہ رمضان ۵۰۸ھ میں یہ لشکر روانہ ہوا اور دریائے رات کو ''رقہ'' کے قریب سے عبور کر کے ''حلب'' پہنچا۔ لولو خادم (والی حلب کا خادم) اور لشکر حلب کا کمانڈر شمس الخواص سے حلب حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ شاہی فرمان دکھایا لولو خادم اور شمس الخواص نے بظاہر بہانوں سے ٹالا اور خفیہ طور پر ابوالغازی اور قطلغ تکین کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ امداد کے لیے بلالیا۔ چنانچہ ابوالغازی اور قطلغ تکین دو ہزار سواروں کے ساتھ آ گیا۔ چنانچہ اہل حلب نے شہر حوالہ کرنے اور شاہی فرمان کی تعمیل سے انکار کردیا۔ برسق نے شاہی افواج کو حماۃ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ حماۃ ''قطلغ تکین'' کے دائرہ حکومت میں تھا۔ برسق نے طاقت کے ذریعے سے فتح کر کے حسب فرمان ❶ سلطان قرجان (والی حمص) کو دیدیا۔ یہ بات امراء لشکر کو ناگوار گزری۔

''خامیہ'' نامی قلعے کا محاصرہ:...... چنانچہ جب ''حماۃ'' قرجان کو دیدیا گیا تو ایاز ابن ابوالغازی نے اپنے بیٹے کو ضمانت کے طور پر قرجان کے حوالہ کردیا۔ ابوالغازی، قطلغ تکین اور شمس الخواص شاہی لشکر کے مقابلہ میں امداد حاصل کرنے کے لیے انطاکیہ چلا گیا اور بردویل (والی انطاکیہ) سے امداد طلب کی۔ اسی دوران اتفاقاً سے بغدادبن (والی قدس شریف اور (والی طرابلس) وغیرہ عیسائی سلاطین میں انطاکیہ میں آ گئے۔ لشکر اسلام سے جنگ کرنے کے بارے میں مشورہ ہوا۔ یہ رائے طے پائی اور فی الحال مسلمانوں سے جنگ نہ کی جائے اور قلعہ فامیہ میں چل کر قیام کیا جائے۔ جب جو سم سرما آجائے اور لشکر اسلام موسم سرما کی وجہ سے متفرق ہوجائے تو مسلمانوں پر حملہ کردیا جائے۔ دو ماہ تک اس قرارداد کے مطابق قلعہ فامیہ میں ٹھہرے رہے۔ موسم سرما آ گیا لیکن اسلامی فوج موسم سرما میں منتشر نہ ہوئی۔ اس سے یسائیوں کا جوش ٹھنڈا ہوگیا۔ چنانچہ اپنے ارادوں اور تمناؤں کا خون کر کے اپنے اپنے شہروں کو لوٹ گئے۔ ابوالغازی، ماردین کی جانب اور قطلغ تکین دمشق کی جانب واپس چلے گئے۔ عساکر اسلامیہ نے کفر طاب (عیسائی علاقوں) کی طرف حرکت کی اور پہنچتے ہی محاصرہ کرلیا۔ اور اس پر قبضہ کر کے (والی کفر طاب) کو گرفتار کرلیا۔ باقی عیسائی جنگ جوؤں کو قتل کردیا اور اس کے بعد قلعہ فامیہ پر حملہ آور ہوا۔ قلعہ والوں نے دروازہ بند کرلیا۔ قلعہ نہایت مضبوط تھا کسی طرف سے حملہ کرنے کا موقع نہ ملا۔

عیسائیوں کی لوٹ مار:...... قلعہ والوں نے دروازہ بند کرلیا۔ قلعہ نہایت مضبوط تھا کسی طرف سے حملہ کرنے کا موقع نہ ملا۔ چنانچہ فامیہ سے بے نیل مرام معرہ کی طرف واپس چلا گیا۔ معرہ بھی عیسائیوں کے قبضہ میں تھا۔ جیوش بیگ عساکر اسلامیہ سے علیحدہ ہو کر مرانغہ کی طرف گیا اور لڑ کر اس پر قبضہ کرلیا۔ باقی اسلامی لشکر معرہ سے حلب چلا گیا اور حسب دستور سارے اسباب اور خیموں کو آگے روانہ کرایا۔ تھوڑی سی فوج حفاظت کی غرض سے ساتھ تھی۔ باقی فوج متفرق طور پر بے خوف وخطر سفر کررہی تھی کہ بردویل (والی انطاکیہ) کفر طاب کے محاصرے کی خبر سن کر پانچ سو سواروں اور دو ہزار پیدل فوجیوں

❶ ...... سلطان محمد نے یہ حکم دیا تھا کہ اس مہم میں جتنے شہر فتح ہوں وہ سب قرجان کو دیئے جائیں۔ (منہ رحمہ اللہ) (مترجم)

کے ساتھ کفرطاب کی امداد کے لیے روانہ ہو گیا تھا۔ مسلمانوں کو اس کی خبر نہ تھی۔ انہوں نے بردویل ہی کے لشکر کے قریب پڑاؤ کر دیا۔ اس سے بردویل کو موقع مل گیا۔ فوراً حملہ کر دیا اور سارا مال واسباب لوٹ لیا۔ محافظوں اور غلاموں کو قتل کر دیا اور جیسے جیسے اسلامی لشکر متفرق طور پر آتا گیا اسے تہ تیغ کرتا گیا۔ انہی واقعات کے دوران ''امیر برسق'' بھی پہنچ گیا وہ مسلمانوں کو خاک وخون پر لوٹتا ہوا دیکھ کر بھرا اٹھا۔ شمشیر بکف ہو کر لڑنے پر تیار ہو گیا۔ لیکن اپنے بھائیوں کے اصرار پر مجبور ہو کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ جنگ سے اعراض کر کے روانہ ہو گیا۔ عیسائیوں نے ایک کوس تک تعاقب کیا مگر جب ''امیر برسق'' ہاتھ نہ آیا تو واپس آ گئے۔ اور چاروں طرف سے مسلمانوں پر مار دھاڑ شروع کر دی اور بیگناہوں کو قتل کر کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا۔

امیر برسق کی وفات:۔۔۔۔۔ ایاز بن ابوالغازی کے مسلمان محافظوں نے یہ رنگ دیکھ کر ایاز کو قتل کر دیا۔ حلب اور دیگر اسلامی علاقوں کے رہنے والے لشکر اسلام کا یہ حال سن کر جان وآبرو کی وف ترک وطن کر کے اسلامی شہروں میں چلے گئے۔ کامیابی اور امداد سے ناامید ہو گئے۔ بقیہ عساکر اسلامیہ شکست کھا کر اپنے اپنے شہروں کو لوٹ گیا۔ برسق اور اس کا بھائی زنگی اپنی امیدیں اور تمنائیں اپنے اپنے سینوں میں لئے ہوئے ۵۱۰ھ میں ملک عدم کو راونہ ہو گئے۔ (یعنی مارے گئے)

جیوش بیگ اور مسعود بن سلطان محمد کی موصل پر حکومت:۔۔۔۔۔ ان واقعات کے ختم ہونے پر سلطان محمد نے موصل اور ان شہروں کی حکومت امیر جیوش بیگ کو عنایت کی جو آقسنقر برسی کی حکومت کے ماتحت تھے۔ اور اپنے بیٹے مسعود کو اس حکومت میں شریک کر کے امیر جیوش کے ساتھ روانہ کیا۔ برسقی نے رحمہ میں قیام اختیار کیا۔ یہ بھی اس کے مقبوضات میں تھا۔ تا آنکہ سلطان محمد نے وفات پائی۔

فارس پر جاولی سقاوا کی حکومت:۔۔۔۔۔ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ جب جاولی سقاوا سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان محمد اس سے راضی ہو گیا اسے ملک فارس کی سند حکومت عطا کی۔ اپنے خیر خواہ بیٹے جعفری بیگ کو جس نے حال ہی میں دودھ پینے کا زمانہ پورا کیا تھا، اس کے ساتھ روانہ کیا اور وعدہ لیا کہ ملک فارس کی ہر طرح سے اصلاح کی جائے گی، مفسدوں اور باغیوں کی سرکوبی کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جائے۔

قلعہ اصطخر پر جاولی کا قبضہ:۔۔۔۔۔ جاولی سقاوا سلطان سے رخصت ہو کر فارس کی طرف روانہ ہو گیا۔ امیر بلداجی کے مقبوضہ علاقوں سے ہو کر گزرا، امیر بلداجی، سلطان ملک شاہ اول کے اہم غلاموں سے تھا۔ کلیل، سرماہ اور قلعہ اصطخر وغیرہ پر قابض ہو رہا تھا۔ جاولی سقاوا نے جعفری بیگ سے ملنے کے لیے بلداج کو بلوا لیا۔ پھر جیسے ہی بلداجی جعفری بیگ کی خدمت میں حاضر ہو گیا جعفری بیگ جیسا کہ جاولی نے اسے سکھا رکھا تھا، بول پڑا۔ اس کو پکڑ لو۔ چنانچہ جاولی سقاوا نے اسی وقت بلداجی کو گرفتار کر لیا اور مال واسباب لوٹ لیا۔ بلداجی کا بہت بڑا ذخیرہ اور خزانہ اس کے اہل وعیال سمیت کے قلعہ اصطخر میں تھا۔ قلعہ اصطخر کی حفاظت پر اس کا وزیر جہمی مامور تھا۔ بلداجی کی گرفتاری کا سن کر باغی ہو گیا۔ بلداجی کے اہل وعیال کو قلعہ سے نکا کر بلداجی کے پاس بھیج دیا اور قلعہ پر خود قابض ہو گیا۔ چنانچہ جب جاولی سقاوا نے ملک فارس پر تسلط حاصل کر لیا تو قلعہ اصطخر کو بھی جہمی کے قبضہ سے نکالیا۔ اپنے خزانہ اور ذخیروں کو اس میں رکھا۔

حسین بن صبارز اور جاولی:۔۔۔۔۔ اس کے بعد جاولی سقاذا نے حسین بن مبارز شوانکارہ کردوں کے امیر والی نساء کو طلبی کا خط روانہ کیا۔ حسین نے جواباً لکھا ''میں سلطان کا خادم ہوں، مجھے حاضری میں عذر نہیں ہے لیکن جو برتاؤ آپ نے امیر بلداجی کے ساتھ کیا ہے وہ مجھے معلوم ہے اس خطرے کے خیال سے میں حاضری سے معذور ہوں'' جاولی سقاذا نے اس کا خط دیکھ کر واپسی کا حکم دیدیا۔ قاصد نے واپس جا کر حسین کو جاولی کی واپسی سے مطلع کیا۔ حسین نے بیحد خوشی منائی مگر جاولی تھوڑی دور چل کر لوٹ پڑا اور نہایت تیزی سے سفر طے کر کے حسین کے سر پر پہنچ گیا۔ حسین سے کچھ بنائے نہ بنی۔ چنانچہ بھاگ نکلا اور قلعہ عمدالج میں جا کر پناہ لی۔

جاولی کی فتوحات اور کامیابیاں:۔۔۔۔۔ جاولی نے اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور مال واسباب پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد شہر نسا کی طرف روانہ ہو گیا۔ اہل نسا نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے اور شہر اس کے حوالہ کر دیا۔ جاولی نے نسا پر قبضہ کر کے ملک فارس کے اکثر شہروں کو اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ ان میں سے جہرم بھی تھا۔ پھر حسین کا قلعہ عمدالج پر جا کر محاصرہ کر لیا۔ مدتوں محاصرہ کئے رہا جب کامیابی کی صورت نظر نہ

آئی تو شیراز کی جانب لوٹ گیا۔ چند دن قیام کر کے گازرون پر یلغار کی اور اس پر بھی بزورِ تلوار قبضہ کر کے امیر ابوسعید بن محمد کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور سال تک محاصرہ کیے رکھا۔ محاصرے کے دوران ابوسعید نے دومرتبہ صلح کا پیغام بھیجا۔ مگر جاولی نے دونوں بار ابوسعید کے قاصدوں کو قتل کر دیا۔ اور محاصرے میں شدت کی۔ ابوسعید نے امن کی درخواست کی اور قلعہ حوالہ کر دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ جاولی نے قلعہ پر قبضہ کر کے ابوسعید کو امان دے دیا۔ اس کے چند دنوں کے بعد ابوسعید کو جاولی سے ناراضگی پیدا ہوگئی تو موقع پر کر بھاگ گیا۔ جاولی نے اس کے بیٹے کو گرفتار کر لیا۔ اتفاق سے ابوسعید کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ جاولی نے قتل کر دیا۔

دارالجبرد کی فتح:......اس مہم کو سر کر کے جاولی نے دارالجبرد کی طرف قدم بڑھایا۔ ابراہیم والی دارالجبرد میں مقابلے کی طاقت نہ تھی اس کے ساتھ ہی صلح کا نتیجہ بھی کچھ اچھا نظر نہیں آیا۔ اس لیے شہر چھوڑ کر ارسلان شاہ بن کرمان شاہ بن ارسلان بیگ بن قاروت بیگ والی کرمان کے پاس چلا گیا۔ جاولی نے دارالجبرد کا محاصرہ کر دیا۔ اہل دارالجبرد قلعہ نشین ہو گئے جاولی کی دال نہ گلی محاصرہ اٹھا کر واپس چلا گیا اور کرمان کے راستہ سے دارالجبرد کی طرف لوٹا۔ اہل دارالجبرد نے یہ خیال کر کے والی کرمان کی امدادی فوج آرہی ہے، جاولی کی فوج کو قلعہ میں داخل کر لیا۔ پھر کیا تھا قیامت برپا ہوگئی، قتل عام کا بازار گرم ہوگیا، مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ گنتی کے لوگ زندہ بچے۔

کرمان پر حملہ:......اس کامیابی کے بعد جاولی نے کرمان کا رخ کیا۔ حسین شوانکار کردوں کے سردار کو کرمان پر یلغار کرنے کے لیے بلوایا۔ حسین نے گلوخلاصی کی کوئی صورت نہ دیکھی تو مجبوراً تعمیل حکم میں حاضر ہوگیا اور جاولی کے ساتھ کرمان چلا گیا۔ جاولی نے (والی کرمان) کے پاس (قاضی بوطاہر عبداللہ بن طاہر قاضی شیراز کی معرفت) یہ پیغام بھیجا کہ شوانکارہ سلطانی رعایا ہیں تم ان کو میرے پاس واپس کر دو ورنہ میں تم پر حملہ کروں گا۔ مگر والی کرمان نے جواب دیا کہ "مجھے شوانکارہ کردوں کو واپس کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے لیکن چونکہ میں نے ان کو پناہ دے دی ہے، لہٰذا میں ان کی سفارش کرتا ہوں۔ انکو آپ کسی قسم کی تکلیف مت دیجئے گا" جاولی نے والی کرمان کے قاصد کی بیحد عزت کی، انعام دیا، خلعت دی اور اسے اس کے آقا والی کرمان کی طرف سے بدظن کر کے اپنا جاسوس بنا کر واپس بھیجا۔ والی کرمان کا قاصد واپس جا کر لشکر کرمان کو جو والی کرمان کے وزیر کی کمان میں سیر جان میں ٹھہرا تھا ہوا، ایسا جھانسا دیا کہ وزیر نے اپنی فوج کو منتشر کر دیا۔ بات کی بات سیر جان اپنے محافظوں سے خالی ہو گیا۔ جاولی اسی وقت کا منتظر تھا۔ اس نے فوراً اپنی فوج کو کرمان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اور ایک قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس سے والی کرمان کو قاصد کی طرف سے بدظنی پیدا ہوگئی، گرفتار کر لیا۔ حالات دریافت کیے تو معلوم ہوا کہ قاصد جاولی سے مل گیا ہے۔ والی کرمان نے قاصد کو قتل کر کے اس کے مال واسباب اور مکان کو لوٹ لیا اور فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ والی قلعہ (جس کا جاولی محاصرہ کئے ہوئے تھا) بھی والی کرمان سے آملا۔

جاولی کی شکست:......چنانچہ والی کرمان چھ ہزار سواروں کے ساتھ جاولی کی جنگ پر روانہ ہوگیا۔ اور والی قلعہ کی رائے سے عام راستہ کو چھوڑ کر اجنبی راستہ کو اختیار کیا۔ چنانچہ جاولی کو اس کی خبر لگ گئی۔ ایک کمانڈر کو خبر لانے کے لیے روانہ کیا۔ چنانچہ اس کمانڈر نے معمولی راستہ پر کسی کو نہ دیکھا تو جاولی کے پاس آ گیا۔ اور یہ اطلاع دی کہ لشکر کرمان میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی اس لیے واپس چلا گیا ہے۔ جاولی مطمئن ہو گیا۔ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ لشکر کرمان نے جاولی کے لشکر پر چھاپہ مارا (یہ واقعہ شوال ۵۰۸ھ کا ہے) چنانچہ جاولی شکست کھا کر بھاگ گیا۔ لشکر کا زیادہ حصہ کام آ گیا۔ بہت سے گرفتار کر لیے گئے۔ اسی دوران خسرو اور ابن ابی سعد جس کے باپ کو جاولی نے قتل کیا تھا، آ گیا۔ جاولی ان کو دیکھ کر گھبرا گیا مگر ان دونوں نے جاولی کو تشفی دی۔ اور پوری حفاظت سے شہر نساء پہنچا دیا۔ اس کا بقیہ لشکر بھی جو کسی طرح اپنی جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا تھا، آ گیا۔ والی کرمان نے بھی جاولی کے قیدیوں کو رہا کر کے زادِ سفر دے کر رخصت کر دیا۔ یہ بھی جاولی کے پاس آ گئے۔ جاولی والی کرمان سے بدلہ لینے کی تیاری کر رہا تھا کہ جعفری بیگ ابن سلطان محمد کا ماہ ذی الحجہ ۵۰۹ھ میں انتقال ہو گیا۔ اس وقت اس کی عمر پانچ سال تھی۔ جاولی کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے۔ تمناؤں کا خون ہو گیا۔ اس کا والی کرمان سے بدلہ لینے کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔

جاولی کی وفات:......والی کرمان نے سلطان محمد کی خدمت میں خط بھیجا اور جاولی کی دست درازی کی شکایت کی اور یہ درخواست کی کہ جاولی آئندہ

جنگ وقتال سے اسے روک دیا جائے۔ سلطان محمد نے جواب دیا ''مناسب ہے کہ جاولی کو تم خود راضی کر دو اور وہ سرحدی قلعہ جس کا اس نے محاصرہ کر رکھا ہے۔ اسے دیدو'' قاصد کے واپس آنے کے بعد ہی ربیع الاول ۵۱۰ھ میں اپنی تمناؤں کو اپنے سینہ میں لیئے ہوئے جاولی چل بسا اس سے والی کرمان کو اطمینان حاصل ہو گیا (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم)

سلطان محمد کی وفات:...... آخری (۲۴) ماہ ذی الحجہ ۵۱۱ھ میں سلطان محمد نے اپنی حکومت کے بارہویں سال سفر آخرت اختیار کیا اور اپنی موت سے دس دن پہلے اپنے بیٹے محمود کے حق میں ولی عہدی کی وصیت کی اور پورے کاروبار سلطنت اس کے حوالے کرنے کی ہدایت فرمائی۔ پس جب سلطان محمد نے وفات پائی تو حسب وصیت سلطان محمد اس کا بیٹا محمود حکمران بنا۔ اور اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا۔ محمود اس وقت قریب بلوغ پہنچ گیا تھا۔

سلطان محمد نہایت شجاع، عادل، خوش خلقی تھا۔ فرقہ باطنیہ کے استحصال میں اس نے بہت بڑا حصہ لیا۔ جسے آپ فرقہ باطنیہ کے حالات میں پڑھ چکے ہیں ❶۔

سلطان محمود:...... سلطان محمود نے سر پر حکومت پر متمکن ہو کر قلمدان وزارت وزیر السلطنت ابو منصور کو سپرد کیا۔ خلیفہ مستظہر باللہ کی خدمت میں خط بھیجا اور خطبہ میں نام داخل کرنے کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ نصف محرم (تیرہویں محرم جمعہ کے دن) محمود کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا اور پولیس افسری بغداد پر طہرون (مجاہد الدین بہروز) کو بحال رکھا گیا۔ سلطان محمد نے اسے اس عہدہ پر ۵۰۲ھ میں مامور کیا تھا۔

بہروز کی برطرفی:...... آقسنقر برسقی، رحبہ میں رہتا تھا۔ سلطان محمد نے آقسنقر برسقی کو جاگیر میں رحبہ عنایت کیا تھا۔ آقسنقر برسقی، رحبہ میں اپنے بیٹے عز الدین مسعود کو اپنا نائب مقرر کر کے سلطان محمد کی وفات سے پہلے جاگیر بڑھانے کی غرض سے سلطان محمد کی خدمت میں آ رہا تھا۔ مگر راستے میں یہ معلوم ہوا کہ سلطان محمد کا انتقال ہو گیا ہے۔ چنانچہ بغداد کی جانب لوٹ گیا۔ بہروز افسر پولیس بغداد کو اس کی اطلاع ملی تو برسقی کو بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ برسقی سلطان محمود کی خدمت میں باریاب ہوا۔ چونکہ امراء وارا کین سلطنت بہروز سے ناراض تھے، اس وجہ سے بات چیت کر کے بغداد کی پولیس افسری پر برسقی کی تقرری اور بہروز کی معزولی کا فرمان شاہی لیے ہوئے داخل ہوا۔ بہروز بغداد چھوڑ کر تکریت بھاگ گیا۔ اس کے بعد سلطان محمود نے بغداد کی پولیس افسری پر امیر عماد الدین منکبرس کو مقرر کیا۔ امیر منکبرس نے اپنے بیٹے حسین بن ازبک کو اپنا نائب بنا کر بغداد روانہ کیا۔ برسقی کو اس کی خبر ملی تو فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آ گیا۔ لڑائی ہوئی تو حسین کو شکست ہوگئی اور وہ مارا گیا۔ باقی لوگ سلطان محمود کے پاس بھاگ گئے۔ یہ واقعہ خلیفہ مستظہر کے انتقال سے پہلے کا ہے۔

دبیس بن صدقہ:...... دبیس بن صدقہ اسی زمانہ سے سلطان محمد کی خدمت میں تھا جبکہ اس کا باپ صدقہ مارا گیا تھا جیسا کہ اوپر آپ پڑھ چکے ہیں۔ سلطان محمد نے اسے جاگیریں دی تھیں اور بیحد عزت افزائی کی تھی، اس نے حلہ پر اپنی طرف سے سعید ابن حمید عمری کو مقرر کر رکھا تھا۔ سلطان محمد کی وفات کے بعد سلطان محمود سے اجازت حاصل کر کے سلطان محمود سمیت حلہ چلا گیا۔ یہ خبر سن کر عرب اور کردوں کا گروہ کثیر جمع ہو گیا۔

مستظہر باللہ کی وفات:...... ان واقعات کے بعد خلیفہ مستظہر باللہ بن مقتدی بامر اللہ نے ماہ ربیع الآخر ۵۱۲ھ میں وفات پائی۔ اس کا بیٹا مسترشد باللہ تخت خلافت پر بیٹھا، اس کا نام فضل تھا۔ ابو منصور کنیت تھی۔ خلافت عباسیہ کے سلسلہ میں ہم تحریر کر چکے ہیں۔

ملک مسعود اور سلطان محمود:...... ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ سلطان محمود نے اپنے بیٹے مسعود کو موصل کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ اس کا اتالیق

---

❶ سلطان محمد کی ولادت اٹھارہویں شعبان ۴۷۴ھ میں ہوئی تھی۔ سینتیس سال چار ماہ اور چھ دن کی عمر پائی۔ ماہ ذی الحجہ ۴۹۲ھ میں سلطنت کا دعویٰ کیا۔ جامع بغداد میں کئی مرتبہ اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور موقوف کیا گیا۔ اسکو بہت سے مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ بالآخر جب اس کے بھائی سلطان برکیارق نے وفات پائی تو حکومت کی باگ ڈور مستقل طور پر اس کے قبضہ میں آ گئی۔ بڑی شان وشوکت اور رعب وداب والا بادشاہ تھا (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۸ مطبوعہ لندن) (مترجم)

جیوش بیگ اس کے ساتھ تھا۔ چنانچہ جب سلطان محمد کی وفات کی خبر ملک مسعود کو ملی تو ملک مسعود نے موصل سے حلہ کے لئے کوچ کر دیا۔ اتالیق جیوش بیگ وزیر السلطنت فخر الملک ابوعلی بن عمار (والی طرابلس) قسیم الدولہ زنگی بن آقسنقر (والی سنجار) ابوالہیجا (والی اربل) اور کرپادی بن خراسان ترکمانی (والی بوازریج) وغیرہ اپنی فوجوں کے ساتھ لشکر میں تھے۔ دبیس نے ان لوگوں سے مقابلہ پر کمر باندھی۔ مجبور ہو کر دار الخلافت کی جانب واپس ہو گئے۔ برسقی افسر پولیس بغداد خم ٹھوک کر میدان میں آیا۔ اور اسے دار الخلافت بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ ملک مسعود نے یہ رنگ دیکھ کر جیوش بیگ کو برسقی کے پاس بھیجا اور کہلوایا کہ ''ہم لوگ تم سے لڑنے نہیں آئے بلکہ دبیس والی حلہ کے مقابلے میں تم سے امداد و اعانت طلب کرنے آئے ہیں، آؤ! ہم اور تم مل کر دبیس پر حملہ کریں'' چنانچہ برسقی اس پیغام سے راضی ہو گیا اور آپس میں عہد و پیمان بھی ہو گیا۔ چنانچہ ملک مسعود نے بغداد پہنچ کر دار الملک میں قیام کیا۔

مسعود اور برسقی کی پیش قدمی:...... برسقی نے امیر منکبرس کے بیٹے حسین کو شکست دے کر مار ڈالا تھا جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں۔ چنانچہ امیر منکبرس فوجیں مرتب کر کے برسقی کی گوشمالی کے لیے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ جب اسے اس بات کی اطلاع ملی کہ ملک مسعود بغداد میں داخل ہو گیا ہے تو نعمانیہ کی جانب سے دجلہ عبور کر کے دبیس کے پاس پہنچ گیا اور امداد کی درخواست کی۔ امیر منکبرس کی آمد اور واپسی کی خبر ملک مسعود کو ملی تو لڑائی کا جھنڈا لے کر خروج کر دیا۔ جیوش بیگ برسقی وغیرہ کا امراء رکاب میں تھے۔ کوچ و قیام کرتا ہوا مدائن پہنچا۔ مگر امیر منکبرس اور دبیس کی فوج کی کثرت نے ان کی ہمت توڑ دی۔ چنانچہ آگے بڑھنے کی جراءت نہ ہوئی اور بغیر جنگ و قتال واپس چلا گیا۔ اور نہر صرصر عبور کر کے چاروں طرف غارتگری شروع کر دی۔ خلیفہ مسترشد نے ملک مسعود اور برسقی کو (ان کی ❶ زیادتیوں اور لوٹ مار کی شکایت لکھ بھیجی) اور آپس میں مصالحت کر لینے کی ہدایت کی۔ اس دوران یہ خبر ملی کہ امیر منکبرس اور دبیس نے منظور برادر دبیس اور امیر حسین بن ازبک کی سرکردگی میں ایک عظیم لشکر دار الخلافت بغداد کو بچانے کے لیے روانہ کیا ہے۔

برسقی کی واپسی:...... برسقی یہ سنتے ہی اپنے بیٹے عز الدین مسعود کو اپنے لشکر پر نائب مقرر کر کے رات کے وقت بغداد کی جانب لوٹ پڑا۔ پس ❷ (دیالی نامی مقام پر) مڈبھیڑ ہو گئی اور لشکر منکبرس کو عبور کرنے سے روک دیا۔ دو دن تک دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابل ٹھہرے رہے۔ تیسرے دن عز الدین مسعود کا خط پہنچا جس میں لکھا تھا کہ ''فریقین (یعنی ملک مسعود اور سلطان محمود) میں صلح ہو گئی ہے'' اس خبر سے برسقی کا سارا نشہ اتر گیا۔ بادل ناخواستہ جانب مغربی سے عبور کر گیا۔ اس کے بعد ہی منصور اور حسیان بھی اپنا لشکر لیے ہوئے بغداد میں داخل ہو گئے اور جامع مسجد سلطانی کے قریب قیام کیا۔ برسقی کا خیمہ قنطرہ قبلیہ (عتیقہ) پر نصب کیا گیا۔ مسعود اور جیوش بیگ نے بیمارستان کے قریب قیام کیا۔ دبیس اور منکبرس رقہ کے نیچے مقیم ہوا۔ عز الدین مسعود بن برسقی نے اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر منکبرس کے پاس قیام اختیار کیا۔

ملک مسعود اور سلطان محمود میں صلح:...... سبب صلح یہ بنا کہ جیوش بیگ نے سلطان محمود کی خدمت میں خط بھیجا تھا کہ میری جاگیر اور نیز ملک مسعود کی جاگیر میں اضافہ کر دیا جائے۔ چنانچہ سلطان محمود نے آذربائیجان میں ان دونوں کی جاگیروں میں اضافہ کر دیا۔ اس کے بعد یہ خبر ملی کہ یہ دونوں جیوش بیگ اور ملک مسعود بغداد کی جانب جا رہے ہیں۔ اس سے سلطان محمود کو ان دونوں کی بغاوت کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ شاہی فوجوں کو موصل کی جانب بڑھنے کا حکم دے دیا۔ جیوش بیگ کے قاصد نے جو سلطان محمود کے دربار میں خط میں لے کر آیا تھا، یہ واقعات لکھ بھیجے۔ اتفاق سے یہ خط منکبرس پولیس افسر بغداد کے ہاتھ لگ گیا۔ منکبرس نے اس خط کو جیوش بیگ کے پاس بھیج دیا اور سلطان سے اس کی اور نیز ملک مسعود کی صفائی کرا دینے کا ذمہ دار ہو گیا۔ چنانچہ منکبرس نے درمیان میں پڑ کر دونوں بھائیوں میں صلح کرا دی۔ پھر دونوں بھائیوں کو یہ اندیشہ دامن گیر ہوا کہ کہیں برسقی صلح میں رخنہ انداز نہ ہو اس لیے دونوں نے اتفاق کر کے برسقی کو لشکر اور دار الخلافت بغداد سے علیحدہ کر دیا۔ امیر منکبرس پولیس افسر بغداد مقرر رہا۔

---

❶...... بریکٹ میں موجود عبارت ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۴۶) پر بھی لکھنے سے رہ گئی تھی جس کا ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۵۴۰) سے اضافہ کیا۔

❷...... اصل کتاب میں اس جگہ کچھ نہیں لکھا (مترجم)۔ جبکہ بریکٹ میں موجود عبارت ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۵ صفحہ ۴۶) پر بھی لکھنے سے رہ گئی تھی جس کا ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۵۴۱) سے اضافہ کیا۔

امیر منکبرس: ...... چونکہ امیر منکبرس ملک مسعود کی ماں سے جس کا نام سرجہاں تھا، نکاح کر لیا تھا اس لیے ملک مسعود پر امیر منکبرس کا اثر زیادہ تھا اور اسی کے مشورے سے ملک مسعود سارا کام انجام دیتا تھا۔ امیر منکبرس نے بغداد کی پولیس افسری پر مقرر ہونے کے بعد رعایا کے مال وعزت پر دستدرازی شروع کر دی۔ ظلم وتعدی کی کوئی حد باقی نہ رہی۔ ان واقعات کی خبر سلطان محمود کے کانوں تک پہنچی تو طلبی کا فرمان بھیجا۔ امیر منکبرس حیلہ و حوالہ سے ٹالتا رہا۔ بالآخر منکبرس نے اہل بغداد کے خوف سے بغداد چھوڑ دیا (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم)

ملک طغرل کی سلطان محمود سے بغاوت: ...... ملک طغرل بن سلطان محمد اپنے باپ کی وفات کے وقت قلعہ سرجہاں میں متقیم تھا۔ ۵۰۴ھ میں اس کے باپ نے ساوہ، آوہ اور زنجان جاگیر میں دیئے تھے اور امیر شیر گیر کو اس کا اتالیق مقرر کیا تھا۔ امیر شیر گیر وہی ہے جس نے اسماعیلیہ کے قلعوں کا محاصرہ کیا تھا۔ جیسا کہ اسماعیلیہ کے حالات میں بیان کیا گیا۔ ملک طغرل کی عمر اس وقت دس سال تھی سلطان محمود نے تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد کسعدی (کنتغدی) کو اپنے بھائی (ملک طغرل) کا اتالیق اور اس کی حکومت کا مدبر اور منتظم مقرر کر کے روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جتنی جلد ی ممکن ہو ملک طغرل کو شاہی دربار میں لے آئے۔ چونکہ امیر کسعدی کا دل سلطان محمود کی طرف سے صاف نہ تھا۔ پہنچتے ہی ملک طغرل کو بغاوت پر ابھار دیا اور شاہی دربار میں حاضری سے روک دیا۔ یہ خبر سلطان محمود تک پہنچی تو سلطان محمود نے تالیف قلوب کے خیال سے خلعت، تحائف اور تیس ہزار دینار سرخ نقد روانہ کئے ❶ اور جاگیریں دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس پر بھی ملک طغرل کا دل اپنے بھائی کی خدمت میں حاضر ہونے پر مائل نہ ہوا۔ امیر کسعدی نے جواب میں خط بھیج دیا کہ "ہم لوگ شاہی اطاعت کا غاشیہ اپنے گردن پر رکھے ہوئے ہیں۔ جس طرف شاہی لشکر کا رخ ہوگا بسر وچشم اس طرف چلنے کے لیے حاضر ہیں۔

محمود کا طغرل پر حملہ: ...... محمود تاڑ گیا کہ اس میں کچھ راز ہے مگر کسی سے اپنا خیال ظاہر نہ کیا اور فوجیں ❷ لے کر اپنے بھائی پر حملہ کرنے کی غرض سے قلعہ شہران ❸ کی جانب روانہ ہو گیا جہاں پر ملک طغرل کا خزانہ اور مال واسباب تھا۔ شدہ شدہ اس کی خبر طغرل اور امیر کسعدی تک بھی پہنچ گئی۔ دونوں نے پوشیدہ طور سے فوج لے کر شہران کو بچانے کے لیے کوچ کیا۔ لیکن راستہ بھول گئے۔ قلعہ شہران کے بجائے قلعہ سرجہان پہنچ گئے۔ اور سلطان محمود نے قلعہ شہران میں جتنا ملک طغرل کا خزانہ اور مال واسباب کا ذخیرہ تھا، لے لیا اسی قلعہ میں وہ تیس ہزار دینار بھی تھے جو سلطان محمود نے تحائف و خلعت کے ساتھ ملک طغرل کو بھیجے تھے۔ سلطان محمود چند دن زنجنا میں قیام کر کے "رے" چلا گیا۔ ملک طغرل اور امیر کسعدی نے قلعہ سرجھان سے بنجہ میں جا کر قیام کیا۔ رفتہ رفتہ اس کے خیر خواہ اور ساتھی اس کے پاس آ گئے۔ اس واقعہ سے دونوں بھائیوں کی کشیدگی اور نفرت بڑھ گئی۔

ملک سنجر: ...... جب سلطان محمد کی وفات کی اطلاع اس کے بھائی ملک سنجر کو خراسان میں ملی تو اس نے اس قدر رنج وغم کا اظہار کیا کہ بیان سے باہر ہے، عزاداری کے لیے زمین پر بیٹھا۔ سات دن تک شہر اور بازار بند رکھے۔ پھر جب اپنے بھتیجے کے حکمران بننے کی خبر سنی تو بگڑ گیا اور بلاد جبل اور عراق کا رخ کر لیا اور اپنے بھائی کی جگہ خود حکومت وسلطنت کا دعویدار ہوا۔

غزنی پر سنجر کا حملہ: ...... ۵۰۸ھ میں ملک سنجر نے غزنی پر فوج کشی کی تھی اور اسے فتح کر لیا تھا۔ فتح غزنی کے بعد ملک سنجر کو یہ خبر ملی کہ وزیر السلطنت ابوجعفر محمد بن فخر الملک ابوالمظفر بن نظام الملک نے (والی غزنی) سے ملک سنجر کو قصہ غزنی سے باز رکھنے اور صلح کرا دینے کے لیے رشوت لی ہے اور اسی قسم کی حرکت کا ارتکاب اس نے ماوراء النہر میں بھی کیا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سا مال واسباب اہل غزنی سے زبردستی حاصل کیا ہے۔ روپیہ حاصل کرنے کے لیے اہل غزنی پر طرح طرح کے مظالم کیے ہیں اور امراء وارکین دولت کی توہین کی ہے۔ اسی قسم کی اور بھی شکائتیں ملیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ملک سنجر نے بلخ واپس آ کر وزیر السلطنت کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اور اس کے مال واسباب کو ضبط کر لیا۔ اس کے خزانہ میں مال واسباب اور جواہرات کے علاوہ دو کروڑ نقد موجود تھا۔

---

❶ ...... یہ تحائف اور خلعت شرف الدین نوشیرواں لے کر گیا تھا (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۳ مطبوعہ لندن (مترجم) ❷ ...... ماہ جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں دس ہزار سواروں کے ساتھ روانہ ہوا تھا (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۳ مطبوعہ لندن (مترجم) ❸ ...... تاریخ کامل میں بجائے شہران، سمیران اور نوٹ میں شمیران لکھا ہے۔ (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۳ مطبوعہ لندن (مترجم)

سنجر کا پچھتاوا:......ابوجعفر وزیر السلطنت کے قتل کے بعد قلمدان وزارت شہاب الاسلام عبدالرزاق جو کہ نظام الملک معروف بہ ابن الفقیہ کا بھتیجا تھا ، کے سپرد کیا گیا۔ لیکن یہ اس پائے کا نہ تھا اور نہ اس میں مقتول وزیر کی طرح محنت کا مادہ تھا۔ چنانچہ جب ملک سنجر کو اپنے بھائی سلطان محمد کی وفات کی خبر ملی اور سلطنت کی دعویداری میں اپنے بھتیجے سلطان محمود پر خروج کرنے کا ارادہ کیا تو سابق وزیر کے قتل پر اس کو پچھتانا پڑا۔

سنجر اور محمود:......سلطان محمود نے ملک سنجر کے ارادے سے مطلع ہو کر شرف الدین، نوشیرواں بن خالد اور فخر الدین طغرل کو تحائف و ہدایا دے کر اپنے چچا ملک سنجر کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ عرض کی ''میں آپ کا بچہ ہوں، دو لاکھ سالانہ حاضر کیا کرونگا اور مازندران بھی میں آپ کو دیتا ہوں آپ مجھ پر حملہ کرنے کی زحمت مت اٹھائیے''۔ مگر ملک سنجر نے دونوں قاصدوں کو جواب دیا ''یہ نہیں ہوگا میرا بھتیجا محمود ابھی بچہ ہے۔ اس کا وزیر اور اس کا حاجب ''علی ابن عمر'' اس پر حاوی ہو چکے ہیں سوائے حملہ کرنے کے اور کوئی چارہ کار نہیں ہے'' چنانچہ شرف الدین اور فخر الدین یہ سن کر خاموش ہو گئے ۔اور بے نیل مرام واپس آ گئے۔

امیر انز کی روانگی اور واپسی:......ملک سنجر نے سلطان محمود کے خلاف فوجیں مرتب کیں امیر انز کو مقدمۃ الجیش کا سردار بنا کر جرجان کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ سلطان محمود نے یہ خبر سن کر مقابلے پر کمر باندھی، اور اپنے حاجب علی ابن عمر کو جو کہ اس کے باپ کا بھی حاجب رہا تھا، فوجیں دے کر روک تھام کی غرض سے روانہ کیا۔ جس وقت علی ابن عمر، امیر انز کے لشکر کے قریب پہنچا (امیر انز اس وقت جرجان میں پڑاؤ ڈالے تھا) تو اس کو کہلوایا ''امیر انز! تم کو شرم نہیں آتی، کیا تمھیں مرحوم سلطان محمد کی وصیت یاد نہیں ہے، کیا تمھیں یہ یقین ہے کہ ملک سنجر کی نیت اچھی ہے؟ اور وہ اپنے بھتیجے سلطان محمود کے ملک کی حفاظت کی غرض سے یہ تکلیفیں اٹھا رہا ہے، ہوش کے ناخن لو، وہ سلطنت وحکومت کا دعویدار بن کر آیا ہے، بہتر یہ ہے کہ تم لڑائی سے دست بردار ہو جاؤ'' چنانچہ امیر انز اس پیغام سے ایسا متاثر ہوا کہ جرجان سے واپس چلا گیا۔

محمود کی ہمدان کی طرف روانگی:......اتفاق سے سلطان محمود کے لشکر کا ایک دستہ امیر انز کے لشکر پر پہنچ گیا تھا۔ اور اس نے اُس سے کچھ حاصل کر لیا تھا۔ قصہ مختصر علی ابن عمر حاجب، سلطان محمود کے خدمت میں ''رے'' واپس آ گیا۔ سلطان محمود نے علی ابن عمر کی اس خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے تشکر و امتنان کا اظہار کیا۔ اور چند دن رے میں قیام کر کے کرمان کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب کرمان میں عراق سے امدادی فوجیں امیر منکبرس اور منصور بن صدقہ برادر دبیس وغیرہ امراء کی قیادت میں آ پہنچیں، جب سلطان محمود نے ہمدان کی طرف روانگی کا ارادہ کیا۔ اور ہمدان پہنچ کر اس کا وزیر السلطنت ❶ ربیب انتقال کر گیا ابوطالب سمیری ❷ کو عہدہ وزارت عنایت کیا۔

سنجر کا محمود پر حملہ:......ملک سنجر نے امیر اُنز کی شکست کے بعد بیس ہزار فوج، اٹھارہ جنگی ہاتھیوں کے ساتھ اپنے بھتیجے سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ امراء کبار میں سے امیر ابوالفضل والی سجستان کا لڑکا، خوارزم شاہ محمد، امیر انز، امیر قماج اور علاء الدولہ کرشاسف بن فرامرز بن کاکویہ والی یزد ہمراہ تھا۔ علاء الدولہ کرشاسف، سلطان محمد اور ملک سنجر کی بہن کا داماد تھا اور سلطان محمد کے خاص الخواص امراء میں سے تھا۔ سلطان محمود نے اس کو پھرایا۔ سلطان محمد کے مرنے کے بعد ملک سنجر نے بھی علاء الدولہ کو ملانے کی کوشش کی۔ طلبی کا خط لکھا تھا اس لیے علاء الدولہ نے سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہونے میں تاخیر کی۔ سلطان محمود نے اس کی جاگیر اور مقبوضہ شہر امیر قراجہ ساقی کو دے دیئے۔ چنانچہ علاء الدولہ ملک سنجر کے پاس چلا گیا۔

سنجر اور محمود کی جنگ:......ساوا کے قریب تیرہویں جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں دونوں فوجوں نے صف آرائی کی۔ سلطان محمود کی فوج نے اس دریا پر پہنچتے ہی قبضہ کر لیا جو ساوہ اور خراسان کے درمیان تھا۔ سلطان محمود کے لشکر میں تیس ہزار فوج تھی۔ بڑے امراء سے حاجب علی بن عمر، امیر منکبرس، اتابیق غزغلی، میر برسق کے بیٹے آقسنقر بخاری اور قراجہ ساقی تھے۔ سات سو اونٹ آلات حرب کے تھے۔ جیسے ہی دونوں حریف صف آراء ہوئے

---

❶......اصل کتاب میں جگہ خالی ہے (مترجم) یہاں اگرچہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۴۸) میں بھی جگہ خالی تھی لیکن جو کمی رہ گئی تھی وہ بہت معمولی تھی اور اس کا ترجمہ فاضل مترجم کے ترجمے ہی میں آ گیا ہے۔ لہٰذا اضافے کی ضرورت نہیں۔ بہر حال اس کمی کو ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن کے ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۵۵۱) سے دور کیا ہے۔ ❷......ایک نسخہ میں یہاں ''سمیرمی'' کے بجائے ''الشہیر ی'' تحریر ہے جو درست نہیں (دیکھیے تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۵۵۱)

فوجیں میمنہ، میسرہ میں تقسیم ہوئیں ا ملک سنجر کے میمنہ اور میسرہ کی فوجیں میدان جنگ سے بھاگ گئیں۔ لیکن ملک سنجر قلب لشکر کے ساتھ ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ سلطان محمود سامنے سے حملے پر حملے کر رہا تھا۔ چنانچہ ملک سنجر نے جنگ کا یہ رنگ دیکھ کر اس نے ہاتھی کو بڑھایا۔ ملک سنجر کے ہاتھی کا بڑھنا تھا کہ ساری کالی بھجنگ پہاڑیاں جو تعداد میں اٹھارہ تھیں۔ اچانک حرکت میں آ گئیں۔ اور سلطان محمود کا لشکر بھاگ گیا۔ اتالیق غزغلی ❶ گرفتار ہو گیا۔ اتالیق غزغلی ملک سنجر کو ہمیشہ یہی لکھا کرتا تھا کہ میں آپ کے بھتیجے کو آپ کی خدمت میں حاضر کر دونگا۔ جس وقت اتالیق غزغلی ملک سنجر کے سامنے پیش ہوا۔ ملک سنجر نے اس وعدے پر جو وہ کیا کرتا تھا، سخت برہمی کا اظہار کیا۔ اتالیق غزغلی نے معذرت کی۔ مگر ملک سنجر نے اس کی ایک بھی نہ سنی جلاد کو حکم دے کر اس کا سر اتار دیا۔

سلطان محمود کی شکست:......سلطان محمود کسی نہ کسی طرح سے جان بچا کر نکل گیا۔ پھر ملک سنجر نے سلطان محمود کے خیمہ میں قیام کیا۔ کمانڈروں نے حاضر ہو کر مبارک باد دی۔ ہارے ہوئے گروپ کو بھی بلوایا گیا۔ دبیس ابن صدقہ نے خلیفہ مسترشد کی بارگاہ میں اس فتح کی خبر دی اور ملک سنجر کے نام کو خطبہ میں داخل کئے جانے کی اجازت مانگی۔ چنانچہ جمادی الاولی مذکور کے آخری جمعہ میں ملک سنجر کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا اور سلطان محمود کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا گیا❷۔

سنجر کی طرف سے صلح کی پیشکش:......فتحیابی کے بعد ملک سنجر ہمدان چلا آیا اور اپنی فوج کی قلت اور سلطان محمود کی فوج کی کثرت کو محسوس کر کے سلطان محمود کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ ملک سنجر کی والدہ، سلطان محمود کی دادی، ملک سنجر کو سلطان محمود کی مخالفت اور اس سے جنگ کرنے سے روکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ملک سنجر نے سلطان محمود کا شکست کے بعد تعاقب نہیں کیا اور اسی کی ہدایت اور تعمیل حکم کی وجہ سے سلطان محمود کو صلح کا پیغام دیا۔

برسقی ملک مسعود کے پاس آذر بائیجان میں اس وقت سے مقیم تھا جبکہ یہ بغداد سے نکلا تھا۔ اس واقعہ کے بعد ملک مسعود کی رفاقت ترک کر کے ملک سنجر کی خدمت میں آ گیا۔

سنجر اور محمود کی صلح:......اس کے بعد ملک سنجر ہمدان سے کرخ کی طرف روانہ ہوا۔ اتنے میں ملک سنجر کا قاصد جو صلح کا پیغام لے کر سلطان محمود کے پاس گیا تھا، واپس آ گیا۔ سلطان محمود نے یہ شرط پیش کی تھی کہ کرخ کو مت آپ اپنے قبضہ میں رکھے۔ لیکن اپنے بعد مجھے اپنا ولی عہد مقرر فرما دیجئے۔ ملک سنجر نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ چنانچہ دونوں نے اس شرط پر قسمیں کھائیں چنانچہ صلح ہو گئی۔ ماہ شعبان میں سلطان محمود بہت سے قیمتی تحائف لے کر اپنے چچا سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی دادی کے پاس قیام کیا۔ ملک سنجر نے اس کے تحائف اور ہدایا کو قبول کر کے پانچ راس عربی گھوڑے اپنے بھتیجے کو دیئے اور ایک گشتی حکم ایسے ممالک محروسہ کے حکمرانوں کے پاس بھیج دیا کہ میرے نام کے بعد سلطان محمود کا نام خطبوں میں داخل کیا جائے اور میرے بعد یہی تاج وتخت کا وارث و مالک سمجھا جائے۔ اسی مضمون کی درخواست دار الخلافت بغداد میں بھی بھیج دی اور سوائے ''رے'' کے ان تمام شہروں کو جن پر جنگ کے دوران قبضہ کر لیا تھا، سلطان محمود کو واپس کر دیا۔ سلطان محمود نے بھی اطاعت قبول کر لی۔

امیر منکبرس کا قتل:......امیر منکبرس سلطان محمود کی شکست کے بعد بغداد کی طرف لوٹا اور لوٹ مار کرتا ہوا بغداد کے قریب پہنچ گیا۔ دبیس بن صدقہ نے ایک فوج بھیج دی جس نے امیر منکبرس کو بغداد میں داخل نہیں ہونے دیا۔ چنانچہ اپنا سامنہ لے کر واپس چلا گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ملک سنجر اور سلطان محمود کی صلح ہو گئی تھی۔ بادل ناخواستہ ملک سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چنانچہ ملک سنجر نے سلطان محمود کے حوالہ کر دیا۔ چونکہ سلطان محمود اس سے اس کے استبداد اور بلا اجازت بغداد جانے کی وجہ سے ناراض تھا، اس لیے قتل کر ڈالا۔

علی ابن عمر حاجب:......حاجب علی ابن عمر کی قدر ومنزلت سلطان محمود کی آنکھوں میں اس قدر بڑھی کہ امراء وارا کین دولت رشک وحسد کی نظروں

---

❶......اتلیق غزغلی ایک ظالم اور سفاک شخص تھا۔ اہل ہمدان پر بیجد ظلم کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے سزائے موت دلا کر اہل ہمدان کو اس کی ظالمانہ حرکات سے نجات دیدی۔ (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۸ مطبوعہ لندن)

❷......چھبیسویں تاریخ تھی (مترجم) سلطان محمود شکست کے بعد وزیر السلطنت ابوطالب شمیری علی ابن عمر حاجب اور قرجاہ ساقی کے ساتھ اصفہان میں جا کر قیام کیا۔ (مترجم)

سے دیکھنے لگے۔لگانے بجھانے والے،لگانے بجھانے لگے۔اس سے سلطان محمود کے آئینہ دل میں غبار آ گیا،اس لیے اس کے قتل کی تدبیریں کرنے لگا۔کسی ذریعے سے علی ابن عمر کو اس کی خبر مل گئی۔ایک دن خفیہ طور سے بھاگ نکلا قلعہ برجیں میں جا کر پناہ لی۔جہاں پر اس کا مال واسباب تھا اور اہل وعیال رہتے تھے۔لیکن اسے یہاں بھی آرام سے بیٹھنا نصیب نہ ہوسکا۔جان کے خوف سے خوزستان روانہ ہوگیا۔بدد بن زنکی،اقبوری بن برسق اور اسکا بھتیجا ارغلی ❶ بن ملتکی خوزستان پر حکمرانی کرر ہا تھا۔

علی ابن عمر کی گرفتاری اور قتل:......ان لوگوں نے علی ابن عمر کی آمد کی خبر پا کر روک تھام اور اپنے مقبوضہ شہروں میں داخل نہ ہونے دینے کے لیے چند دستہ فوج روانہ کی۔چنانچہ تستر کے قریب مڈبھیڑ ہوگئی۔جس میں علی ابن عمر کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اور اسے گرفتار کرلیا گیا۔اور بیڑیاں ڈال کر خوزستان لایا گیا۔حکمرانان خوزستان نے سلطان محمود کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔سلطان نے قتل کا حکم بھیج دیا۔چنانچہ ان لوگوں نے اسے قتل کر کے حکم شاہی کے مطابق سر اتار کر دربار شاہی میں بھیج دیا۔

اس کے بعد ملک سنجر نے مجاہد الدین بہروز کو پولیس افسری بغداد پر واپس جانے کا حکم دیا۔چنانچہ مجاہد الدولہ بہروز دار الخلافت بغداد واپس چلا گیا اور دبیس بن صدقہ کے نائب کو معزول کر دیا گیا۔

سنقر البا کا بصریٰ پر قبضہ:......سلطان محمد نے امیر آقسنقر بخاری کو حکومت بصریٰ پر مامور کیا تھا۔امیر آقسنقر نے اپنی جانب سے سنقر شامی کو متعین کیا۔سنقر شامی نہایت رحم دل اور نیک سیرت شخص تھا۔سلطان محمد کے مرنے کے بعد غزغلی (سردار ترکان اسماعیلیہ) جو دو سال سے لوگوں کو حج کرانے جارہا تھا،اور سنقر البا نے سنقر شامی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور بصریٰ پر قبضہ کرلیا۔یہ واقعہ ۵۱۱ھ کا ہے۔سنقر البا نے سنقر شامی کے قتل کا ارادہ کیا مگر غزغلی نے روک دیا۔سنقر البا اپنے ارادے سے باز نہ آیا اور سنقر شامی کو قتل کر ڈالا۔عوام میں تھوڑی سی شورش پیدا ہوئی پھر غزغلی نے امن وسکون کی منادی کرادی تو خاموش ہو گئے۔

علی بن سکمان:......ان دنوں بصرہ میں ایک اور امیر رہتا تھا جس کا نام علی بن سکمان تھا۔اس سال یہی امیر حج بن کر اہل بصرہ کو حج کرانے گیا تھا۔اس واقعہ میں یہ موجود نہ تھا اس سے غزغلی کو خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں حج سے واپسی کے بعد علی بن سکمان سنقر البا کے خون کا بدلہ مجھ سے نہ لے۔اس وجہ سے غزغلی نے بدویان عرب کو ابھار دیا۔چنانچہ بدویان عرب نے قافلہ حجاج پر چھاپا مارا۔علی بن سکمان نے ان کی ان کے مقابلے پر کمر باندھی اور جنگ شروع ہوگئی۔لڑتا بھڑتا بصرہ کے قریب پہنچ گیا۔

علی بن سکمان کا بصرہ پر قبضہ:......عرب بدو متواتر حملے کر رہے تھے۔ادھر غزغلی نے علی بن سکمان کو بصرہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔چنانچہ علی بن سکمان ان دیہاتوں کی طرف چلا گیا۔جو نشیبی دجلہ میں تھے اور جب وہاں پہنچ گیا تو عرب بدوؤں پر اچانک حملہ کردیا۔اس سے عرب بدوؤں کے پاؤں اکھڑ گئے اور شکست کھا کر بھاگے۔غزغلی نے یہ رنگ دیکھ کر اپنی فوج کو مرتب کر کے میدان کا راستہ لیا۔دونوں کی لڑائی ہونے لگی۔اتفاق سے غزغلی کو ایک تیر آ لگا۔جس کے صدمہ سے زندہ بچ نہ سکا اور مر گیا۔علی بن سکمان کامیابی کا جھنڈا لیے ہوئے بصرہ میں داخل ہوگیا اور اس پر قبضہ کرلیا۔

آقسنقر بخاری اور ابن سکمان:......علی بن سکمان نے بصرہ پر قبضے کے بعد آقسنقر بخاری (والی عمان) کے عمال کو بشرط اطاعت ان کے عہدوں پر بحال وبرقرار رکھا اور آقسنقر بخاری کی خدمت میں فدویت نامہ روانہ کیا اور حکومت بصرہ کی درخواست کی اس وقت آقسنقر بخاری سلطان محمود کی بارگاہ میں تھا اس نے انکار میں جواب دیا۔چنانچہ علی ابن سکمان نے خود مختار حکومت کا اعلان کر کے آقسنقر کے عمال کو نکال دیا۔پھر سلطان محمود نے آقسنقر بخاری کو ۵۱۴ھ میں بصرہ روانہ کیا اور اس نے علی بن سکمان سے قبضہ لے لیا۔

کرج کی ریشہ دوانیاں:......کافی عرصے سے کرج نامی گروہ آذربائیجان اور بلاد اران کو اپنی غارتگری کی جولانگاہ بنا رکھا تھا۔ابن اثیر نے لکھا ہے

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد۵ صفحہ۴۹) پر ''ارغونی بن ملتکی'' تحریر ہے

کہ کرج اور خزر ایک ہی گروہ کو کہتے ہیں۔ لیکن صحیح وہ ہے جو ہم اوپر انساب عالم کے سلسلہ میں بیان کر چکے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خزر ❶ اور ترکمان ایک ہیں ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ کرج ان کی کوئی شاخ ہوں۔ قصہ مختصر جس وقت سلاطین سلجوقیہ کی حکومت مستقل ہوگئی اس وقت کرج، غارتگری سے رک گئے اور جو اسلامی علاقے ان کے قرب وجوار میں تھے، ان کے شروفساد سے محفوظ ہو گئے۔ سلطان محمد کی وفات کے بعد ان لوگوں نے پھر ہاتھ پاؤں نکالے اور اسلامی علاقوں پر غارتگری کا ہاتھ بڑھایا۔ امیہ اور قفچاق کے سرایا❷ بلاد اسلامیہ کو تباہ کرنے لگے۔ بلاد اران اور نقجوان، آئرس تک جس کی سرحد کرج کے علاقوں سے ملتی تھی، ملک طغرل کے قبضہ میں تھے اور یہی کرج کی غارتگری کا میدان بنا ہوا تھا۔ عراق بھی جو سلطان بغداد کا مقبوضہ تھا ان کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکا۔

مسلمانوں کی شکست:...... سرحدی حکمرانان اسلام نے کرج اور قفچاق کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر آپس میں خط وکتابت کر کے فوجیں جمع کیں اور دبیس بن صدقہ کے پاس مجمع ہوئے۔ ملک طغرل، اتابک کنتغدی اور ابوالغازی بن ارتق بھی اپنی فوج لے کر آیا ہوا تھا، لشکر اسلام تیس ہزار فوج کے ساتھ کرج اور قفچاق کی طرف بڑھا۔ اتفاق یہ کہ لشکر اسلام میں اضطراب پیدا ہو گیا جس سے اس کو ❸ شکست ہوئی۔ بڑی تعداد میدان جنگ میں کام آ گئی۔ بیس میل تک کفار تعاقب کرتے چلے گئے۔

تفلیس پر کرج کا قبضہ:...... اس کے بعد واپس آ کر شہر تفلیس ❹ کا محاصرہ کر لیا۔ ایک سال تک محاصرہ کئے رہے۔ ۵۱۵ھ میں لڑ کر شہر میں گھس گئے۔ قتل وغارتگری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ۵۱۶ھ میں اہل تفلیس کا ایک وفد کرج کے مظالم کی داستان سنانے کے لیے سلطان محمود کی خدمت میں ہمدان میں حاضر ہوا۔ سلطان محمود نے ان کی حفاظت کے لیے تیاری کی اور شہر تبریز میں پہنچ کر ٹھہرا اور کرج کی سرکوبی کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ اس کا نتیجہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ملک مسعود اپنے باپ سلطان محمد کی وفات کے وقت عراق میں تھا۔

سلطان محمود اور برسقی:...... دونوں بھائیوں (یعنی ملک مسعود اور سلطان محمود) میں صلح ہونے، ملک مسعود کے موصل واپس جانے اور سلطان محمود کا ملک مسعود کو آذر بائیجان دینے کا واقعہ تفصیل کے ساتھ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

قسیم الدولہ برسقی بغداد کی پولیس افسری سے علیحدہ ہو کر ملک مسعود کے دربار میں حاضر ہوا۔ ملک مسعود نے مراغہ کو بھی اس کی جاگیر (رحبہ) پر اضافہ فرمایا۔ دبیس بن صدقہ کو یہ ناگوار گزرا۔ جیوش بیگ (ملک مسعود کے اتالیق) کو لکھنا شروع کیا کہ قسیم الدولہ برسقی نے سلطان محمود سے ساز باز کی ہوئی ہے۔ جس طرح ممکن ہو اسے جلد گرفتار کر لو میں تمہیں بیحد مال وزر دوں گا۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ تحریک بھی پیش کر دی کہ تم ملک مسعود کی حکومت و سلطنت کا اعلان اور دعویٰ کرو میں تمہارا ہاتھ بٹانے کے لیے تیار ہوں۔ ان کاموں سے غرض یہ تھی کہ دونوں بھائیوں (ملک مسعود اور سلطان محمود) میں جھگڑا پڑ جائے اور لڑائی کا نیزہ گڑ جائے تاکہ اس کی قدر ومنزلت بڑھ جائے۔ جیسا کہ برکیارق اور سلطان محمد کے جھگڑوں میں اس کے باپ صدقہ کا جاہ وجلال بڑھا تھا۔ کسی ذریعہ سے اس لگانے بجھانے کی خبر قسیم الدولہ برسقی کو مل گئی۔ چنانچہ وہ گرفتاری کے خوف سے سلطان محمود کے پاس چلا گیا۔ سلطان محمود نے عزت واحترام سے ٹھہرایا، قدر افزائی کی۔

ابوعلی کی برطرفی:...... اس کے بعد استاد ابو اسمٰعیل ❺ بن علی اصفہانی طغرائی ملک مسعود کی خدمت میں حاضر ہوا۔ استاد ابو اسمٰعیل کا بیٹا (ابوالولید

---

❶ صحیح یہ ہے کہ امن کرج کی ایک شاخ ہے خزر۔ ترکوں میں شمار کئے جاتے ہیں لیکن اب یہ سب علاقوں اور نسب کے قریب ہونے کی وجہ سے روم میں مل جل گئے (خط شیخ عار) (مترجم) ❷...... سرایا، سریہ کی جمع ہے۔ سریہ اس فوج کو کہتے ہیں جو شبخون (یعنی رات میں چھاپا) مارا کرتی ہے (مترجم) ❸...... یہ لڑائی تفلیس کے قریب ہوئی تھی۔ فریقین کی جنگ کے بعد قفچاق کے دوسو سوار لشکر اسلام کی طرف چلے۔ لشکر اسلام نے یہ خیال کر کے کہ امن حاصل کرنے آ رہے ہیں کچھ تعرض نہیں کیا۔ حتیٰ کہ لشکر اسلام میں داخل ہو گئے اور نیزہ بازی کرنے لگے۔ لشکر اسلام کی صفوف درہم برہم ہو گئی۔ چند لوگ یہ خیال کر کے کہ لشکر اسلام کو شکست ہوگی اور بھاگ گئے۔ ان گنتی کے چند کا بھاگنا تھا کہ ایک نے دوسرے کی بھاگنے میں اتباع کی۔ سارے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ ایک دوسرے پر گرتا پڑتا بھاگ نکلا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۹ مطبوعہ لندن) (مترجم) ❹...... تفلیس جس زمانہ میں فتح ہوا تھا۔ مسلمانوں ہی کے قبضہ میں رہا۔ یہاں تک کہ کرج نے اس پر مسلمانوں سے قبضہ لے کر اسے اپنا دارالحکومت بنالیا (خط شیخ عطار حاشیہ تاریخ ابن خلدون جلد ۵ صفحہ ۴۹ مطبوعہ مصر) (مترجم) ❺...... استاد ابو اسمٰعیل لامیہ عجم کا منصف ہے، لامیہ عجم بڑے پائے کا قصیدہ ہے۔ حکمت اور امثال سے کلو ہے۔ عمدہ ترین قصائد میں شمار کیا جاتا ہے۔

محمد بن ابواسمعیل) ملک مسعود کا طغرانویس تھا۔ اس تعلق سے ملک مسعود نے وزیر السلطنت ابوعلی بن عمار (والی طرابلس) کو معزول کر کے استاد ابواسمعیل کو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ یہ واقعہ ۵۱۳ھ کا ہے۔

محمود اور مسعود کی جنگ:......استاد ابواسمعیل نے دبیس کی تحریک کی تائید شروع کی کہ حکومت وسلطنت حاصل کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ چنانچہ ایک قلیل مدت میں ملک مسعود کو اس کے بھائی سلطان محمود کی مخالفت پر ابھار دیا۔ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ملی لکھ بھیجا ''اگر تم میری اطاعت اور فرمانبرداری میں رہو گے تو میں جاگیریں دونگا، تمھارے عہدے بڑھاؤں گا، تمھارے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں گا، اور اگر کسی کے کہنے سننے سے سرتابی کرو گے تو یاد رکھو کہ تمھارے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائے گا جو ایک دشمن کے ساتھ کیا جاتا ہے لیکن ملک مسعود کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ خوشامدیوں نے اسے سلطان کے خطاب سے مخاطب کیا، پنجوقتہ نوبت بجنے لگی۔ ان ناعاقبت اندیشوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ سلطان محمود کے لشکر کی کمی کا احساس کر کے ملک مسعود کو سلطان محمود پر حملہ کرنے پر تیار کر دیا۔ چنانچہ پندرہ ہزار فوج لے کر مسعود اپنے بھائی سلطان محمود سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ بمقام عقبہ استراباد پندرہویں ربیع الاول ۵۱۴ھ کو دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہوا۔ سلطان محمود کے مقدمۃ الجیش پر قسیم الدولہ برسقی تھا۔ صبح سے شام تک نہایت سختی سے لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر قسیم الدولہ برقی نے ملک مسعود کے لشکر کو شکست دے دی۔ کئی کمانڈر گرفتار کر لیے گئے۔ ان میں استاد ابواسمعیل وزیر السلطنت تھا۔ اسے پابہ زنجیر سلطان محمود کے سامنے پیش کیا گیا۔ سلطان محمود نے کہا کہ اس کی بداعتقادی اور الحاد میرے سامنے ثابت ہوگئی ہے اس کو بارحیات سے سبکدوش کر دو۔ چنانچہ اسے (وزارت کے ایک سال کے بعد) قتل کر ڈالا گیا۔

استاد ابواسمعیل اعلیٰ درجہ کا منشی اور شاعر تھا۔ کیمیا کا بے حد شائق تھا۔ اس فن میں اس کی بہت سی مصنفہ کتابیں ہیں (جو ضائع ہوگئیں)۔

محمود اور مسعود کی صلح:......ملک مسعود، شکست کے بعد ایک پہاڑ پر چلا گیا جو میدان جنگ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر تھا اور وہیں روپوش ہو گیا۔ اس کی ساری فوج اور کمانڈر تو منتشر و متفرق ہو گئے۔ محض چھوٹے چھوٹے چند چھوکرے اس کے ساتھ تھے۔ بڑھ کر اس نے اپنے بھائی سلطان محمود کی خدمت میں صلح اور امن کا پیغام بھیجا۔ چنانچہ سلطان محمود نے آقسنقر برسقی کو امان نامہ دی کر ملک مسعود کو لانے کے لیے ملک مسعود کے پاس بھیجا۔ آقسنقر برسقی پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ چند فتنہ پرواز اور مفسد امراء پہنچ گئے اور یہ سمجھایا کہ آپ اپنے بھائی سلطان کے پاس مت جائیں بلکہ موصل یا آذربائجان میں قیام فرمائیں۔ دبیس بن صدقہ سے خط وکتابت کر کے فوجیں حاصل کیجئے اور خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آجایئے۔ سلطنت وحکومت کا پھر دعویٰ کیجئے''۔ ملک مسعود اس جھانسے میں آگیا اور ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد آقسنقر برسقی پہنچا تو ملک مسعود کو نہ پایا۔ چنانچہ سراغ لگاتا ہوا چلا اور ۳۰ کوس پر جا کر ملک مسعود سے ملا اور سلطان محمود کے خیالات سے آگاہ کیا۔ امان نامہ دکھلایا۔ ہر طرح سے تشفی وتسلی دی۔ چنانچہ ملک مسعود اپنا ارادہ فسخ کر کے آقسنقر برسقی کے ہمراہ سلطان محمود کے پاس روانہ ہو گیا۔ سلطان محمود کے حکم سے کمانڈروں نے استقبال کیا۔ سلطان محمود نہایت مہربانی سے پیش آیا اور اسے اپنی والدہ کے پاس ٹھہرایا۔ معانقہ کیا۔ گذشتہ واقعات پر رویا اور اپنے ساتھ رکھا۔ سلطان محمود کے یہ مکارم اخلاق تھے ملک مسعود کے نام کا خطبہ آذربائجان اور بلاد موصل میں ۱۸ دن پڑھا گیا تھا کہ یہ واقعات پیش آئے۔

جیوش بیگ کی فرمانبرداری:......جیوش بیگ معرکہ سے فرار کر کے موصل پہنچا اور اس کے قرب وجوار سے رسد وغلہ جمع کیا۔ فوجیں حاصل کیں پھر جب اسے یہ خبر ملی کہ دونوں بھائیوں میں صلح ہوگئی ہے اور سلطان محمود نہایت الطاف ومہربانی سے پیش آیا ہے تو یہ خیال کر کے کہ اب میں موجودہ حالت پر نہیں رہ سکتا، شکار کھیلنے کے بہانے زاب کی طرف روانہ ہوا اور نہایت تیزی سے سفر طے کر کے سلطان محمود کی خدمت میں ہمدان میں حاضر ہوا۔ سلطان محمود نے اسے امن دیا حسن اخلاق سے پیش آیا۔

اس شکست کی خبر دبیس کو عراق میں ملی تو اس نے لوٹ مار شروع کر دی اور افعال قبیحہ کا ارتکاب کرنے لگا۔ دیہات قصبوں اور شہروں کو ویران کر دیا۔ سلطان محمود نے اسے ان افعال سے باز رہنے کو لکھا لیکن دبیس نے توجہ نہ کی۔

موصل اور واسط پر آقسنقر برسقی کی گورنری:......جیوش بیگ کو سلطان محمود نے اپنے دربار میں حاضر ہونے کے بعد اپنے بھائی طغرل اور

اتلیق کنتغدی کی طرف فوجیں دے کر روانہ کیا۔ چنانچہ جیوش بیگ گنجہ کی طرف روانہ ہوا اور موصل بغیر کسی حکمران کے رہ گیا۔ چونکہ آقسنقر برسقی نے اس جنگ میں نمایاں خدمات انجام دی تھیں اور وہ فنون جنگ سے بھی پوری پوری واقفیت رکھتا تھا ہر کام میں مناسب مشورہ دیتا تھا اور اس کے بھائی ملک مسعود کو شکست کے بعد سمجھا بجھا کر واپس لایا تھا اس لیے سلطان محمود پر اس کا ایک خاص اثر تھا اور اس کی قدر افزائی کو وہ اپنا فرض سمجھتا۔ چنانچہ موصل کی گورنری خالی ہونے پر آقسنقر برسقی کو اس کی سند حکومت عطا کی سنجار اور جزیرہ کو موصل کے صوبہ میں ملحق کر دیا ۵۱۵ھ میں آقسنقر موصل کی جانب روانہ ہو گیا۔ اس کی روانگی کے بعد سلطان محمود نے اپنے تمام کمانڈروں اور گورنروں کے نام آقسنقر برسقی کی اطاعت، عیسائیوں سے جنگ کرنے اور ان سے اسلامی علاقے واپس لینے کا گشتی فرمان بھیجا۔ ادھر آقسنقر برسقی موصل پہنچ کر نظم ونسق کی درستی اور آبادی کی تدابیر کرنے لگا۔

۵۱۶ھ میں سلطان محمود نے واسط اور اس کے صوبے کی حکومت بھی آقسنقر برسقی کو عنایت کی۔ عراق کا پولیس افسر مقرر کیا اور آقسنقر برسقی نے عماد الدین زنگی ابن آقسنقر کو ان علاقوں کا اپنی طرف سے حاکم مقرر کیا۔ ماہ شعبان میں عماد الدین زنگی عراق کی طرف روانہ ہوا۔

جیوش بیگ کا قتل:......آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلطان محمود نے جیوش بیگ کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کے بعد اپنے بھائی طغرل سے جنگ کے لیے روانہ کیا تھا۔ اسی سلسلہ میں آذر بائیجان کی حکومت بھی عنایت کی۔ امراء اور اراکین دولت کو جیوش بیگ کی ترقی مراتب ناگوار گزری۔ چنانچہ سلطان محمود سے اس کی چغلی کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ، اس کے قتل پر سلطان محمود کو آمادہ و تیار کر دیا۔ چنانچہ ماہ رمضان ۵۱۶ھ میں سلطان محمود نے اس کو باب تبریز پر بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔

جیوش بیگ کی خدمات:......جیوش بیگ ترکی الاصل تھا۔ سلطان محمود کا آزاد غلام تھا۔ عادل اور نیک سیرت انسان تھا۔ جس وقت اسے موصل کی سند حکومت دی تھی اس وقت اصل صوبہ میں کردوں کا بہت زور شور تھا۔ وہ سارے صوبے میں پھیلے ہوئے تھے۔ انہوں نے بہت سے قلعہ بنوائے تھے۔ ان کے شر و فساد سے رعایا کا حال بہت تنگ تھا۔ قافلے صحیح وسلامت نہیں گزر سکتے تھے۔ جیوش بیگ نے ان کے استحصال اور زیر کرنے پر کمر باندھی اور کردوں کے اکثر قلعوں کو فتح کر لیا۔ ہکاریہ، زوزان، نکوسہ اور تخشیہ کا قلعہ فتح کر لیا اس کے خوف سے کردوں نے بلند پہاڑیوں اور دروں میں جا کر پناہ لی۔ امن وامان قائم ہوا۔ قافلے سلامتی کے ساتھ آنے جانے لگے ❶۔

وزیر السلطنت ابوطاب سمیری کا قتل:......کمال ابوطالب سمیری وزیر السلطنت سلطان محمود کے ہمراہ ہمدان جانے کو ساتھ روانہ ہوا۔ اپنے حشم خدم کے ساتھ جا رہا تھا۔ راستہ تنگ اور سوار اور پیادوں کا اژدھام تھا، ناچار رکنا پڑا۔ اتنے میں ایک باطنی ❷ نے پہنچ کر اسے چھرا گھونپ دیا اور بھاگ گیا۔ غلاموں نے اس کا تعاقب کیا تو وزیر السلطنت تنہا رہ گیا۔ اتنے میں ایک دوسرا باطنی پہنچ گیا۔ اس نے وزیر السلطنت کو گھوڑے سے کھینچ کر زمین پر گرا لیا اور چند زخم لگا دیئے۔ رکاب کے سوار اور پیادے لوٹ پڑے اور دونوں باطنیوں نے ان کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ مگر ایک تیسرے باطنی نے پہنچ کر وزیر السلطنت کا کام تمام کر دیا۔ یہ واقعہ اس کی وزارت کے چوتھے سال کا ہے ❸۔

کمال ابوطالب نہایت بد خلق، بیحد اور بے انتہا تاوان اور جرمانہ کرنے والا شخص تھا۔ اس کے مارے جانے کے بعد سلطان محمود نے اس کے لگائے تمام ٹیکس موقوف کر دیئے۔

ملک طغرل کی اطاعت:......ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ملک طغرل نے بمقام "رے" (سرجہان) ۵۱۳ھ میں سلطان محمود سے بغاوت کی اور مخالفت کا اعلان کر دیا تھا۔ سلطان محمود نے اسے زیر کرنے کی غرض سے فوج کشی کی اور قلعہ شہران پر قبضہ کر لیا۔ ملک طغرل نے گنجہ اور بلاد ران میں جا کر پناہ لی۔ اس کے ساتھ اس کا اتالیق کسغدی (کنتغدی) بھی تھا۔ رفتہ رفتہ ملک طغرل کی شان وشوکت بڑھ گئی۔ فوج بھی کثیر تعداد ہو گئی۔ چنانچہ اس

---

❶......یہ واقعہ اور اس کے بعد کا واقعہ ۵۱۶ھ کے ہیں (دیکھئے تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۴۲۴، ۴۲۶ مطبوعہ لندن) (مترجم) ❷......باطنی ایک فرقہ تھا جس کو فرقہ حشیشیہ بھی کہتے ہیں۔ حسن بن صباح اس فرقہ کا بانی ہے سلاطین اور اکابرین اسلام کا قتل کرنا، مسلمانوں کو نقصان پہنچانا ان کا فرض اولین تھا۔ اس فرقہ کا بہت زور شور ہوا بہت سے قلعے ان کے قبضہ میں تھے (مترجم) ❸......یہ واقعہ اور اس کے بعد کا واقعہ ۵۱۲ھ کے ہیں (دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۴۲۴، ۴۲۶ مطبوعہ لندن) (مترجم)

کے دماغ میں آذربائیجان پر قبضہ کرنے کی ہوس سما گئی اس دوران اتالیق کسغدی ماہ شوال ۵۱۵ھ میں مر گیا۔ آقسنقر ارمنی (والی مراغہ) کو کنتغدی کی موت کی خبر سن کر اتالیق کے عہدے کی خواہش پیدا ہوگئی۔ ملک طغرل کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے سلطان محمود سے جنگ کرنے پر ابھارنا شروع کر دیا۔ چنانچہ ملک طغرل آقسنقر ارمنی کے ہمراہ مراغہ کی جانب روانہ ہو گیا اور اردبیل پہنچا مگر اہل اردبیل نے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا اور شہر پناہ کے دروازے بند کر لیے۔ ناچار تبریز کی طرف کوچ کیا۔ تبریز پہنچ کر اسے یہ خبر ملی کہ سلطان محمود نے امیر جیوش بیگ کو آذربائیجان روانہ کیا ہے اور ان علاقوں کی سند حکومت عطا کی ہے اور امیر جیوش بیگ کوچ وقیام کرتا ہوا بڑا لشکر لے کر مراغہ پہنچ گیا۔ یہ سن کر ملک طغرل کے ہوش جاتے رہے اور وہ تبریز سے (خونج ❶) کی جانب روانہ ہو گیا۔ حوصلے پست ہو گئے اور عزم میں تذبذب پیدا ہو گیا۔ امیر شیر گیر کے پاس قاصد بھیجا، اعانت وامداد کی درخواست کی۔ امیر شیر گیر سلطان محمد کے دور میں ملک طغرل کا اتالیق تھا۔ اتالیق کسغدی (کنتغدی) نے سلطان محمد کی وفات کے بعد امیر شیر گیر کو گرفتار کر لیا تھا۔ پھر سلطان سنجر نے اسے قید سے نجات دی۔ امیر شیر گیر قید سے رہا ہو کر اپنے مقبوضہ علاقے ابہر اور زنجان چلا گیا۔

شیر گیر کی گرفتاری: ...... امیر شیر گیر نے ملک طغرل کے خط کا جواب دیا اور اس کے ساتھ ساتھ ابہر کی طرف چلا لیکن ان لوگوں کا جو قصد وارادہ تھا پورا نہ ہو سکا۔ اراکین دولت نے متحد ہو کر سلطان محمد کی خدمت میں فدویت نامہ روانہ کیا اور ملک طغرل نے سلطان محمد کا غاشیہ اطاعت اپنی گردن پر رکھ لیا اور سوء مزاجی دور ہوگئی اور فتنہ ومناقشہ ختم ہو گیا۔

وزیر السلطنت محمود کے وزیر کا قتل: ...... وزیر السلطنت شمس الملک بن نظام الملک کی قدر ومنزلت سلطان محمود کی آنکھوں میں بے حد بڑھی ہوئی تھی۔ اس لیے اراکین دولت محمودی ہمیشہ لگانے بجھانے میں لگے رہتے تھے۔ اتفاق یہ کہ شمس الملک کا چچا زاد بھائی شہاب ابوالمحاسن یعنی سلطان سنجر کے وزیر کا انتقال ہو گیا۔ اور سلطان سنجر نے اس کی جگہ ابوطاہر قمی کو عہدہ وزارت عطا کیا جو نظام الملک کے خاندان کا جانی دشمن تھا۔ چنانچہ ابوطاہر نے شمس الملک وزیر السلطنت مخالفت پر سلطان سنجر کو کہہ سن کر ابھار دیا۔ سلطان سنجر نے سلطان محمود کو وزیر السلطنت شمس الملک کی سرزنش کرنے کا حکم بھیج دیا۔ چنانچہ سلطان محمود نے اسے گرفتار کر کے طغایرک کے حوالہ کر دیا۔ طغایرک نے قلعہ جلجال میں قید کر دیا اور چند دنوں کے بعد مار ڈالا۔

مقتول وزیر شمس الملک کا بھائی نظام الدین احمد خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا وزیر تھا۔ خلیفہ مسترشد نے شمس الملک کی معزولی کی خبر پا کر نظام الدین احمد کو معزول کر کے جلال الدین ابوعلی ابن صدقہ کو عہدہ وزارت عطا کیا۔

کرج اور قفچاق میں کشیدگی: ...... ۵۱۷ھ میں ایک وفد اہل (دربند ❷) شروان کا سلطان محمود کی بارگاہ میں فریادی صورت بنائے حاضر ہوا۔ اور اس سے کرج کے مظالم، لوٹ مار کی شکایت کی۔ حمایت اور امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان محمود فوجیں آراستہ ومرتب کر کے ان کی مدد کے لیے روانہ ہوا۔ اور کرج کے لشکر کے قریب پہنچ گیا۔ مگر لشکر کرج کی کثرت سے گھبرا گیا۔ وزیر السلطنت شمس نے واپس چلنے کی رائے دی۔ مگر اہل شروان نے دست بستہ عرض کی "کرج کے بغیر زیر کئے اگر لشکر شاہی چلا گیا تو مسلمانوں کی شامت آ جائے گی اور ان کے دل کمزور ہو جائیں گے۔ لہٰذا سلطان اپنے لشکر گاہ میں قیام فرمائیں ہم لوگ سینہ سپر ہو کر لڑیں گے۔ چنانچہ سلطان محمود نے کرج کا خیال چھوڑ دیا۔ اور خوف وخطر کی حالت میں رات گزاری۔ مشیت الٰہی سے اسی رات کرج اور قفچاق میں چل گئی وہ آپس ہی میں کٹنے مرنے لگے۔ صبح نہ ہونے پائی کہ لشکر کفار یہ خیال کر کے کہ حریف کے مقابلہ میں ہمیں شکست ہوگئی ہے اور وہ ہم پر آ پڑا ہے، بھاگ نکلا۔ اس طرح سلطانی لشکر دشمنوں کے مقابلہ میں بلا جدوجہد کامیابی حاصل کر کے ہمدان واپس آ گیا۔

دبیس کی ریشہ دوانیاں: ...... خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور دبیس بن صدقہ (والی حلہ) کی مقام مبارکہ (اطراف عانہ) میں معرکہ آرائی ہوئی تھی۔ برسقی خلیفہ کے لشکر میں تھا۔ اس واقعہ میں دبیس کو شکست ہوئی تھی جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا گیا۔ دبیس شکست کھا کر غزیہ (بحد) پہنچا اور اہل غزیہ (عرب بحد) سے امداد واعانت کی درخواست کی۔ مگر جواب صاف ملا۔ چنانچہ منتفق کے ہاں پہنچ گیا اور یہی سوال پیش کیا۔ منتفق نے امداد کا وعدہ

---

❶ ...... تاریخ ابن خلدون میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا۔ میں نے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر سے نقل کیا ہے (مترجم)

❷ ...... صحیح لفظ "دربند شروان" ہے۔ دیکھیں (تاریخ ابن خلدون جدید عربی ایڈیشن جلد ۵ صفحہ ۵۲، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

کرلیا۔ چنانچہ دبیس ان کے ساتھ بصرہ کی طرف روانہ ہوگیا اور پہنچتے ہی بصرہ کو لوٹ لیا۔ اہل بصرہ کو قتل و پامال کیا۔ سلمان (حاکم بصریٰ) کو مار ڈالا۔ خلیفہ مسترشد کو اطلاع ملی تو اس نے برسقی پر بیحد ناراضگی کا اظہار کیا اور تہدید آموز فرمان بھیجا کہ ”تمھاری سستی وغفلت سے اہل بصریٰ اس برے حال کو پہنچے، مناسب ہے کہ اب بھی تم ان کی حمایت کے لیے تیار ہو جاؤ ورنہ میری ناراضگی کی کوئی حد نہ ہوگی۔ چنانچہ برسقی فوجیں لے کر بصریٰ کی حمایت پر روانہ ہوا۔ ادھر دبیس بصریٰ چھوڑ کر بھاگ گیا اور عیسائیوں کے پاس پہنچ گیا اور ان کے ساتھ حلب کے محاصرہ پر آیا۔ اہل حلب کی مستعدی سے عیسائیوں کے لالچی دانت کھٹے ہوگئے اور وہ بے نیل ومرام واپس ہوئے۔ دبیس ان سے علیحدہ ہو کر ملک طغرل بن سلطان محمد کے پاس پہنچ گیا۔ اس سے نچلا نہ بیٹھا گیا۔ لہٰذا عراق پر حملے اور قبضہ کی ترغیب دینے لگا۔ جیسا کہ آپ ان واقعات کو اوپر پڑھ چکے ہیں۔

برسقی کی برطرفی:......ان واقعات اور اسی قسم کی دوسری شکایات سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے آئینہ دل میں برسقی کی جانب سے غبار پیدا ہوگیا۔ اس نے سلطان محمود کو لکھ کر بھیجا کہ ”برسقی کو افسری پولیس عراق سے معزول کردو“ سلطان محمود نے اس حکم کے مطابق برسقی عراق کی پولیس افسری سے برطرف کردیا اور عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے موصل جانے کا حکم دیا برنقش زکوئی کو عراق کی پولیس افسری عطا ہوئی۔ برنقش زکوئی کا نائب دار الخلافت بغداد پہنچا اور برسقی سے چارج لے کر بغداد میں قیام پذیر ہوگیا۔

برسقی کا استقبال:......سلطان محمود نے اپنے چھوٹے بیٹے کو برسقی کے پاس کام سیکھنے کی غرض سے بھیجدیا۔ برسقی سلطان محمود کے بیٹے کو اپنے ساتھ لے کر موصل پہنچا تو اہل موصل نے نہایت جوش ومسرت سے استقبال کیا اور پھر برسقی گورنری کے فرائض انجام دینے لگا۔

ابتداء عمادالدین زنگی بصریٰ کا گورنر:......جس وقت سلطان محمود کے دربار سے برسقی کو واسط کی حکومت عطا ہوئی برسقی نے عمادالدین زنگی کو اپنا نائب مقرر کر کے واسط روانہ کیا۔ چنانچہ ایک عرصے تک عمادالدین زنگی واسط کا حکمران رہا۔ پھر جب برسقی دبیس کی گوشمالی کے لیے بصریٰ آیا اور دبیس بصریٰ چھوڑ کر چلا گیا تو برسقی نے عمادالدین زنگی کو واسط سے بلا کر بصریٰ کی حکومت پر مامور کیا۔ عمادالدین زنگی نے نہایت خوبی سے بصرہ کا نظم ونسق درست کیا اور اسے عرب کے لٹیروں کی دست برد سے محفوظ رکھا۔ پھر جب برسقی موصل کا گورنر بنا تو منتظم اور کفایت شعار ہونے کی وجہ سے عمادالدین زنگی کو موصل بلالیا۔ عمادالدین زندگی کو بار بار کی تبدیلی وتقرری ناگوار گزری۔ چنانچہ مستعفی ہو کر سلطان محمود کے دربار میں اصفہان میں حاضر ہوا۔ چنانچہ سلطان محمود عزت واحترام سے پیش آیا اور بصرہ کی گورنری عطا کی۔ عمادالدین زنگی کی دلی خواہش یہی تھی۔ لہٰذا ۵۱۸ھ میں بصرہ کی حکومت پر واپس آگیا۔

حلب پر برسقی کا قبضہ:......عیسائیوں نے شہر صور ❶ کی فتح کے بعد دوسرے اسلامی علاقوں کو فتح کرنے کیلیے بہت بڑی تعداد کے ساتھ خروج کیا۔ دبیس کے پہنچ جانے اور سازش کرنے کے لیے سونے پر سہاگہ کا کام دیا۔ (یہ آپ کو یاد ہوگا کہ دبیس شکست کے بعد عیسائیوں کے پاس بصرہ چلا گیا تھا اور ان کو حلب کی فتح کی ترغیب دے کر حلب کے محاصرے میں ان کے ساتھ آگیا تھا) چنانچہ عیسائی فوجیں حلب پہنچ گئیں۔ اہل حلب نے مقابلے پر کمر باندھی، تاش ❷ بن ارقت (والی حلب) نے برسقی (والی موصل) سے امداد طلب کی۔ برسقی نے اس شرط پر امداد کا وعدہ کیا کہ قلعہ میرے

---

❶ ......شہر صور میں خلیفہ آمر باحکام اللہ علوی مصری کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا۔ عزالملک وزیر السلطنت امیر الجیوش افضل کا اہم حاکم تھا۔ عیسائی سپاہیوں نے کئی بار اسے لوٹا اور تاراج کیا۔ ۵۰۹ھ میں بادشاہ فرانس نے ”صور“ فتح کرنے کے لیے بہت بڑی فوج روانہ کی۔ عزالملک نے اتالیق طغتکین (والی دمشق) سے امداد طلب کی۔ اتالیق طغتکین نے امیر مسعود کو اہل صور کی کمک پر مامور کیا چنانچہ عیسائی فوجیں امیر مسعود کی آمد کی خبر سن کر بغیر کسی لڑائی کے واپس چلی گئیں۔ امیر مسعود ”صور“ میں داخل ہوا اور حکومت ہاتھ سے لے لی۔ لیکن خطبہ اور سکہ خلیفہ علوی مصری ہی کا جاری رکھا۔ خلیفہ آمر مصری اور امی الجیوش افضل کو اس خبر سے بیحد مسرت ہوئی ۵۱۶ھ تک مسعود، صور میں حکمرانی کرتا رہا۔ امیر الجیوش افضل کے قتل کے بعد خلیفہ مصری نے مسعود کو فریب دے کر معزول کر کے دمشق واپس کردیا اور ایک دوسرے شخص کو ”صور“ کی حکومت پر مامور کیا۔ عیسائیوں کو اس کی خبر ملی تو فوجیں تیار کر کے ماہ ربیع الاول ۵۱۸ میں ”صور“ کا محاصرہ کرلیا اور نہایت شدت سے لڑائی شروع کردی۔ اتالیق طغتکین (والی دمشق) نے صور کی حمایت پر کمر باندھی اور بانیاس کی طرف بڑھا لیکن عیسائیوں نے ذرا بھی پروانہ کی چنانچہ طغتکین نے خلیفہ مصری کو اس سے مطلع کیا اور امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ صدائے نہ برخاست کا مضمون ہوگیا۔ ۲۳ جمادی الاولی اسی سال عیسائیوں نے صور پر قبضہ کرلیا۔ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۳۷، ۴۳۸ مطبوعہ لندن) ❷ ......اصل کتاب میں ایسے ہی لکھا ہے (مترجم) جبکہ یہاں صحیح لفظ تمرتاش بن ارتق ہے۔ دیکھیں تاریخ الکامل

نائب کے سپرد کیا جائے، تاش نے اس شرط کو منظور کیا۔ برسقی فوجیں مرتب کر کے حلب کی طرف روانہ ہو گیا۔ عیسائی فوجیں برسقی کی آمد کی خبر سن کر محاصرہ اٹھا کر بھاگ گئیں۔ برسقی بغیر جنگ وجدال کامیابی کے ساتھ حلب میں داخل ہو گیا ❶ اور قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد کفر طاب ❷ کو بھی عیسائیوں سے چھین لیا اور پھر قلعہ اعزاز پر حملہ کیا۔ قلعہ اعزاز جوسلین (عیسائی بادشاہ) کے قبضے میں تھا، برسقی نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ عیسائیوں کو اس کی خبر ملی تو چاروں طرف سے عیسائی سوما جھرمٹ باندھ کر قلعہ اعزاز بچانے کے لیے آ گئے۔ چنانچہ ایک سخت ❸ اور خون ریز جنگ نے فیصلہ کیا۔ برسقی کو محاصرہ میں ناکامی ہوئی تو حلب واپس آ گیا۔ مسعود نے اپنے بیٹے کو حلب کا نائب مقرر کیا اور دریائے فرات عبور کر کے موصل پہنچ گیا۔

عراق کی طرف ملک طغرل اور دبیس کی روانگی:..... حلب سے عیسائی فوج کی واپسی پر دبیس ان سے علیحدہ ہو کر ملک طغرل کی خدمت میں پہنچ گیا۔ ملک طغرل نے عزت واحترام سے ملاقات کی اور اسے اپنے ہم نشینوں میں داخل کر لیا۔ دبیس من چلا انسان تھا۔ اس لیے خاموش نہ بیٹھ سکا۔ اسے قبضہ عراق کی ترغیب دی اور قبضہ دلانے کا ذمہ لیا۔ چنانچہ ۵۱۹ھ میں دونوں عراق کی طرف روانہ ہو گئے اور دقوقا پہنچے۔ مجاہد الدین ❹ بہرام نے کرتب سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو ملک طغرل اور دبیس کے ارادے سے مطلع کیا۔ خلیفہ عباسی یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ بتاریخ ۵ صفر ۵۱۹ھ ❺ مقابلے کے لیے دارالخلافت بغداد سے روانہ ہوا۔ برتقش زکوئی کو موکب ہمایوں کے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ خالص میں پہنچ کر خیمہ زن ہوا۔ ملک طغرل اور دبیس اس سے مطلع ہو کر خراسان کا راستہ چھوڑ کر جلولا پہنچے۔ اور خلیفہ خالص سے دسکرہ آ گیا۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ خلیفہ کے مقدمۃ الجیش کا سردار تھا۔

دبیس کی نہروان کی طرف روانگی:..... ملک طغرل اور دبیس میں یہ طے پایا کہ دبیس جلد سے جلد نہراون پہنچ کر نہروان کا پل توڑ دیں، اور خلیفہ کے لشکر کو عبور سے روکیں۔ اور جب ملک طغرل آ جائے تو اس کے بعد بغداد پر قبضہ کرنے کے لیے بڑھے۔ اس وعدے کے مطابق نہروان کی جانب دبیس روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ ملک طغرل بیمار ہو گیا اور پانی بھی زور کا برسا، لہٰذا نقل وحرکت سے مجبور ہو گیا۔ دبیس تھکا ماندہ، بھوکا بارش اور سردی سے کانپتا ہوا نہروان پہنچ گیا۔ تمیں اونٹ کپڑے اور اشیاء خوردنی سے لدے دارالخلافت بغداد سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے پاس جا رہے تھے، دبیس نے ان کو لوٹ لیا۔ آسودہ ہو کر کھایا، تر کپڑے اتار ڈالے، دوسرے کپڑے پہنے اور دھوپ میں پاؤں لے کر سو گیا۔

ہمدان میں طغرل اور دبیس کا ظلم وستم:..... خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو ملک طغرل اور دبیس کے ارادے کا پتہ چلا تو لشکر کو روانگی کا حکم دیا اور بغداد کی جانب روانہ ہو گیا۔ راستے میں نہروان کی مغربی جانب دبیس ہوتا ہوا مل گیا۔ دبیس آنکھیں ملتا اٹھا اور زمین بوسی کر کے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی۔ چنانچہ خلیفہ نے قصور معاف کر دیا۔ اس کے بعد وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ خلیفہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ اور خلیفہ کی رائے کی تعریف کی نہروان کے پل کو قابل عبور بنانے میں مصروف ہو گیا۔ دبیس برتقش زکوئی سے باتیں کرنے لگا۔ اور خلیفہ اور وزیر السلطنت کو غافل پا کر چلتا پھرتا ہوا ملک طغرل سے جا ملا پھر خلیفہ بغداد کی جانب چلا گیا اور ملک طغرل اور دبیس ہمدان پہنچ گئے۔

ملک طغرل اور دبیس نے ہمدان پہنچ کر دند مچا دی اور لوٹ مار اور غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ دیہات قصبوں اور شہروں کو لوٹ لیا۔ تاوان اور جرمانے سے رعایا کو پریشان کیا۔ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ملی تو گوشمالی کی غرض سے لشکر لے کر بڑھا۔ ادھر ملک طغرل اور دبیس سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے اور خراسان میں سنجر کے پاس پہنچ گئے اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور برتقش زکوئی کی الٹی شکایت کر دی۔

برتقش زکوئی کی شرارت:..... خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو برتقش زکوئی افسر پولیس بغداد سے نفرت پیدا ہو گئی تو دھمکایا۔ تہدید کی برتقش زکوئی ماہ

---

❶ ..... یہ واقعہ ۵۱۸ھ کا ہے۔ دیکھیں (تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۳ مطبوعہ لندن) (مترجم) ❷ ..... کفر طاب شام کا ایک شہر ہے ۵۱۹ھ میں برسقی نے اس کو عیسائیوں سے چھینا تھا۔ دیکھیں (تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۳ مطبوعہ لندن) (مترجم) ❸ ..... قلعہ اعزاز کے معرکے میں ایک ہزار سے زیادہ مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ دیکھیں (تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۳ مطبوعہ لندن) (مترجم) ❹ ..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۵۳) میں بہرام کے بجائے بہروز تحریر ہے ❺ ..... ہمارے پاس موجود عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۵۳) پر یہاں ایک لفظ لکھنے سے رہ گیا تھا جس کا ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۶۲۲) سے اضافہ کیا۔ لیکن یہاں متن میں فاضل مترجم نے جو ترجمہ کیا ہے اس میں اس غیر تحریر شدہ لفظ کی وضاحت بھی ہو گئی ہے۔ لہٰذا مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔

رجب ۵۲۰ھ میں جان کے خوف سے بغداد چھوڑ کر سلطان محمود کے پاس چلا گیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی طرف سے اس کے کان بھرنا شروع کئے۔ اور یہ مغالطہ دیا کہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے بے شمار فوج جمع کر لی ہے اور قوت مالی بھی بڑھالی ہے۔ وہ زمانہ قریب معلوم ہوتا ہے کہ حضور والا سے کوئی حیلہ و بہانہ ڈھونڈ کر کشیدگی کا اظہار کرے اور جنگ وجدال کا دروازہ کھول دے۔ اس وقت بادشاہ سلامت کے لیے مقابلہ ذرا دشوار ہو جائے گا۔ سلطان محمود کو یہ سن کر تاؤ آ گیا اور عراق کی روانگی کا عزم کر لیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے نرمی اور ملاطفت سے روکنا چاہا اور کہلوایا کہ ''فی الحال آپ عراق کا عزم فسخ کر دیجئے۔ اس کے اطراف کی ویرانی اور بربادی بیحد بڑھ گئی ہے۔ جب ویرانی آبادی سے اور مہنگائی ارزانی سے تبدیل ہو جائے تو اس ارادے کو پورا کیجئے گا۔

محمود کی بغداد کی طرف پیش قدمی: ...... سلطان محمود نے نفس الامر کا خیال نہ کیا بلکہ بر نقش زکوئی کے پیدا کئے ہوئے خیال کی اس سے تصدیق کر لی اور نہایت جلد بازی میں بغداد کی جانب روانہ ہو گیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اپنے اہل وعیال اور اولاد کے ساتھ بیدل دار الخلافت بغداد سیماہ ذی القعدہ ۵۲۰ھ میں مغربی بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ ادھر اہل بغداد اور خلیفہ ماب کی جدائی کی تاب نہ لا کے زار زار رونے لگے۔

مسترشد باللہ اور محمود کی جنگ: ...... یہ خبر سلطان محمود کو ملی تو بیحد شاق گذرا۔ چنانچہ خلیفہ کی خدمت میں دار الخلافت میں واپس جانے کا پیغام بھیجا۔ مگر خلیفہ نے وہی شرط پیش کی۔ سلطان محمود کو یہ شرط پیش کرنے سے غصہ آ گیا۔ لہٰذا تیزی سے بغداد کی جانب بڑھا۔ خلیفہ مسترشد مغربی بغداد میں قیام پذیر ہو گیا۔ اور خادم عفیف کو فوج دیکر سلطان محمود کے نائب السلطنت کو روکنے کی غرض سے واسط روانہ کیا۔ سلطان محمود کی طرف عماد الدین زنگی (والی بصرہ) مقابلہ پر آیا اور عفیف کو شکست دے دی۔ عفیف کا لشکر بری طرح پامال ہوا۔ بہت لوگ قتل اور قید کئے گئے۔ خلفیہ مسترشد نے کشتیاں جمع کرائیں اور قصر خلافت کے دروازے بند کرادیئے اور دربان ابن صاحب کو محلسرائے خلافت کی حفاظت پر متعین کر دیا۔

سلطان محمود کی بغداد آمد: ...... ۲۰ ذی الحجہ کو سلطان محمود اپنے جاہ وحشم کے ساتھ بغداد میں داخل ہو گیا اور باب شماسیہ میں قیام کیا۔ خلیفہ مسترشد سے واپسی اور صلح کی خط وکتابت کرنے لگا۔ مگر خلیفہ مسترشد انکار میں جواب دے رہا تھا۔ چنانچہ دونوں فوجوں میں ایک دن چل گئی اور سلطان محمود کی فوج کا ایک دستہ محلسرائے خلافت میں گھس گیا اور تاج خلافت لوٹ لیا۔ یہ واقعہ یکم محرم ۵۲۱ھ کا ہے۔ اہلیان بغداد کو اس سے سخت غصہ اور اشتعال پیدا ہو گیا اور وہ جہاد جہاد چلا اٹھے۔ بچے، جوان اور بوڑھے تلواریں نیام سے کھینچ کر نکل پڑے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی بھی پردے سے نکل آیا اور بلند آواز سے ''یا آل ہاشم'' ''یا آل ہاشم'' پکارنے لگا۔ طبل اور بگل بجنے لگے۔ دجلہ پر فوراً پل بنادیا گیا۔ ایک ہلہ میں سب کے سب پار ہو گئے۔ سلطان محمود کا لشکر محلسرائے خلافت، امراء اور وزراء کے گھروں کو لوٹنے میں مصروف ہو گیا۔ محلسرائے خلافت کے تہہ خانے میں ایک ہزار سپاہی چھپے تھے، ان سے ضبط نہ ہو سکا۔ چنانچہ نکل پڑے اور سلطان محمود کے امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔ عوام الناس نے سلطان محمود کے وزیروں، امیروں اور حاشیہ نشینوں کے گھروں کو لوٹ لیا۔ ایک بڑا گروہ کام آ گیا۔ اس کے بعد خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے بغداد کے تیس ہزار سوار سپاہیوں کے ساتھ مشرقی بغداد کے ارد گرد خندقیں کھدوائیں اور سلطانی لشکر پر شب خون اور حملہ کا تہیہ کیا۔ مگر ابوالہیجا کردی (والی اربل) نے مخالفت کی۔

خلیفہ اور محمود کی صلح: ...... اسی دوران عماد الدین زنگی بصرہ سے عظیم لشکر لئے ہوئے خشکی اور دریا کے راستے سلطان محمود کی کمک پر پہنچ گیا۔ اس سے اہل بغداد کے چھکے چھوٹ گئے۔ ان کے حملہ اور شب خون کے منصوبے ہوا ہو گئے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے بھی لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ پھر آپس میں صلح ہو گئی۔ سلطان محمود نے اہل بغداد کی خطائیں معاف کر دیں اور پھر ۱۰ ربیع الآخر ۵۲۱ھ تک بغداد میں قیام پذیر رہا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے ہتھیار، تھوڑے اور بہت سامال ہدیۃً سلطان محمود کو دیئے۔ سلطان محمود نے عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو کفایت شعار اور سیاست داں ہونے کی وجہ سے بغداد کا افسر پولیس مقرر کیا اور ہمدان کی جانب واپس چلا گیا۔

وزیر ابوالقاسم کی معزولی اور بحالی: ...... چونکہ وزیر السلطنت ابوالقاسم علی بن ناصر نے شادی کی امراء دولت نے سلطان محمود سے جابجا شکائتیں کیں، دوسرے الزامات کے علاوہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے ساز باز کرنے کا الزام بھی لگایا تھا کیونکہ وہ سلطان محمود اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی صلح

کرانے میں زیادہ کوشش کر رہا تھا۔ اس لیے سفر ہمدان کے دوران سلطان محمود نے وزیر السلطنت ابوالقاسم کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ شرف الدولہ انوشیرواں بن خالد کو بغداد سے بلوالیا۔ چنانچہ وہ ماہ شعبان میں بمقام اصفہان حاضر ہوا۔ سلطان محمود نے اسے عہدہ وزارت عطا کیا۔ اس نے دس مہینہ وزارت کی مگر پھر معزول کر دیا گیا۔ لہٰذا بغداد واپس آ گیا۔ اس تبدیلی کے بعد بھی سابق وزیر ابوالقاسم قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔ پھر جب سلطان سنجر "رے" آیا تو اس نے سابق وزیر ابوالقاسم کو جیل سے نکال کر سلطان محمود کی وزارت پر ۵۲۲ھ کے آخر میں مقرر کیا۔

عزالدین ابن برسقی کی وفات:.....صوبہ موصل پر قابض ہونے سے عزالدین ابن برسقی کا رعب داب اور جاہ وجلال بڑھ گیا۔ قوت اور شوکت جیسا کہ چاہئے تھی، حاصل ہو گئی۔ اور پھر بلاد شام پر قبضہ کرنے کی خواہش پیدا ہوگئی۔ چنانچہ سلطان محمود سے اجازت حاصل کر کے دمشق کی طرف روانہ ہو گیا اور رحبہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا پھر اس پر قابض ہو گیا مگر حکومت کی نوبت نہ آئی قبضہ کے فوراً بعد ہی مر گیا، اس کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ تجہیز وتکفین سے بھی غافل ہو گیا اس کے بعد دفن کیا گیا اور لشکر موصل واپس آ گیا۔

عمادالدین زنگی موصل کا گورنر:.....عزالدین کی وفات کے بعد حکومت اس کے غلام جاولی کے قبضہ میں آئی۔ اس نے عزالدین کے چھوٹے بھائی کو عزالدین کے بعد کرسی، امارت پر بٹھادیا اور سند حکومت حاصل کرنے کے لیے قاضی بہاء الدین ابوالحسن علی شہرزوری اور صلاح الدین محمد باغسیانی امیر صاحب برسقی کو خط دے کر سلطان محمود کے دربار میں بھیجا۔ یہ دونوں مشورہ کے لیے نصیرالدین جعفر (یہ عمادالدین زنگی کا غلام تھا) کے پاس گئے (صلاح الدین اور نصیرالدین کا رشتہ "مصاہرت" کا تھا) نصیرالدین نے کہا "تم لوگ بڑے ناسمجھ ہو، کیا تم جاولی کی حرکات سے ناواقف ہو، وہ بڑا چلتا پرزہ ہے، کیا تم اس کی اطاعت خوشی سے منظور کر لو گے۔ بہتر یہ ہے کہ عمادالدین زنگی کو بلا کر صوبہ موصل کی گورنری پر متعین کیے جانے کی درخواست کرو"۔ چنانچہ اس موشورے کے مطابق دونوں وزیر السلطنت شرف الدین نوشیرواں بن خالد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ "جزیرہ اور شام پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا ہے۔ حدود ماردین سے عریش مصر تک عیسائیوں کے قبضہ میں ہے، برسقی ایک شجاع اور باتدبر شخص تھا، وہ عیسائیوں کے فریب اور مکاریوں سے خوب واقف تھا اور ان کی روک تھام کے لیے کافی تھی۔ اب اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور اس کی جگہ جسے مقرر کیا گیا ہے وہ چھوکراسا ہے۔ حالانکہ صوبہ موصل کی حکومت کے لیے ایک تجربہ کار، جنگ آزمودہ اور سیاسی امور سے واقف شخص ہونا چاہئے، جو عیسائیوں کو ان شہروں سے مار کر بھگادے۔ ہم لوگ آپ کی خدمت میں یہی عرض کرنے آئے ہیں۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے"۔ وزیر السلطنت نے ان دونوں کی معروضات بارگاہ سلطانی میں پیش کر دیں۔ سلطان نے ان دونوں کو حاضر ہونے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ حاضر ہوئے اور مشورہ ہونے لگا۔ اراکین حکومت میں سے ایک گروپ نے عمادالدین زنگی کے حق میں رائے دی، قاضی بہاء الدین اور صلاح الدین نے خوشنودی کے لیے عمادالدین زنگی کی طرف سے بطور نذر بڑی رقم شاہی خزانہ میں داخل کی۔ سلطان نے کفایت شعاری اور شجاعت کی وجہ سے عمادالدین زنگی کو صوبہ موصل کا گورنر مقرر کر دیا۔ اور اس کی جگہ افسری پولیس عراق مجاہدالدین بہروز والی تر کیت کو عنایت کی۔

عمادالدین کی موصل آمد:.....عمادالدین زنگی منشور شاہی لے کر موصل روانہ ہو گیا۔ پہلے بوازیج پہنچا اس پر قبضہ کیا اور پھر موصل کی طرف روانہ ہوا۔ جاولی کو اس کی خبر ملی تو اس نے ذرا بھی چوں وچرا نہ کی۔ اور اطاعت کے اظہار کے لیے شہر سے نکل کر اس کا استقبال کیا اور اس کے قافلے کے ساتھ موصل واپس آیا۔ عمادالدین زنگی ماہ رمضان ۵۲۱ھ میں موصل میں داخل ہوا۔ اور موصل کا نظم ونسق کرنے لگا۔ جاولی کو رحبہ کی حکومت دے کر رحبہ روانہ کر دیا۔ نصیرالدین جعبر کو قلعہ موصل پر دوسرے قلعوں سمیت حاکم بنایا۔ صلاح الدین محمد باغیبان کو امیر صاحب کا عہدہ عنایت کیا اور قاضی بہاء الدین شہرزوری کو اپنے تمام زیر کنٹرول علاقوں کا قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ قاضی بہاء الدین کو مال وزر کے علاوہ جاگیر دی۔ مناصب دیئے اور ہر کام میں اس سے مشورہ لیتا بغیر مشورہ کوئی چھوٹا یا بڑا کام نہ کرتا تھا۔

جزیرہ ابن عمر پر عمادالدین کا قبضہ:.....موصل کے انتظام سے فارغ ہو کر قبضہ کے لیے جزیرہ ابن عمر کی طرف قدم بڑھایا۔ برسقی کا خادم جو کہ جزیرہ کا حاکم تھا، مقابلہ پر آیا۔ جنگ چھڑ گئی۔ لیکن دونوں فریق کے درمیان میں دجلہ حائل تھا جس سے عمادالدین زنگی کو کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ عماد

الدین زنگی کو یہ ناگوار گزرا تو لشکر کو حکم دیا کہ ''گھوڑے دجلہ میں ڈال دو اور انتہائی تیزی سے دجلہ عبور کر کے حریف سے میدان لے لو'' چنانچہ عماد الدین زنگی اور اس کے لشکر نے دجلہ میں گھوڑے ڈال دیئے۔ رکاب سے رکاب ملائے ذرا سی دیر میں دجلہ عبور کر کے زلاقہ ❶ پر قبضہ کر لیا۔ حریف کی ایک نہ چلی اور ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد حریف کو شکست ہو گئی۔ اس نے جزیرہ میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ فتحمند گروہ نے چاروں طرف سے محاصرہ کر کے حملہ پر حملہ شروع کر دیا۔ بالآخر محصورین نے امان کا جھنڈا بلند کیا۔ امن کی درخواست پیش کی اور قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں۔ چنانچہ عماد الدین زنگی نے قبضہ کر لیا۔

نصیبین کا محاصرہ:......اس مہم سے فارغ ہو کر عماد الدین زنگی نے نصیبین فتح کرنے کے لیے کوچ کیا۔ نصیبین حسام الدین تمرتاش بن ابوالغازی (والی ماردین) کے قبضہ میں تھا۔ عماد الدین زنگی نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ حسام الدین نے اپنے چچازاد بھائی رکن الدولہ داؤد بن سکمان (سقمان) بن ارتق والی قلعہ کیفا کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ امداد کی درخواست کی، رکن الدولہ نے خود امداد وحمایت پر کمر باندھی، فوجیں حاصل کرنے لگا۔ حسام الدین تمرتاش نے ماردین سے اہل نصیبین کو تسلی آمود خط لکھا اور امید دلائی کہ پانچ دن کے اندر تمہاری کمک پر بڑا لشکر پہنچ جائے گا۔ عماد الدین زنگی کا لشکر نصیبین کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ قاصد جا نہیں سکتا تھا۔ اس وجہ سے یہ خط ایک پرندے ❷ کے بازو میں باندھ کر نصیبین کی طرف چھوڑ دیا۔ اتفاق سے عماد الدین زنگی کی فوج میں سے کسی سپاہی نے اس پرندے کو پکڑ لیا۔ بازو میں خط بندھا پایا۔ تو اپنے سردار عماد الدین زنگی کے پاس لے آیا۔ عماد الدین زنگی نے پڑھا اور قلم خاص سے لکھدیا ''بجائے پانچ دن کے بیس یوم تک مہلت ہے'' اور پرندے کے بازو میں باندھ کر چھوڑ دیا۔

نصیبین پر قبضہ:......اہل نصیبین نے حسام الدین کا خط پڑھا اور عماد الدین زنگی کا لکھا ہوا دیکھ کر بدحواس ہو گئے۔ بیس دن امداد کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔ اس دوران عماد الدین زنگی نے بھی کوئی حملہ نہ کیا۔ اکیسویں دن اہل نصیبین نے امن کی درخواست کی۔ چنانچہ عماد الدین زنگی نے امن کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔

خابور اور حران پر قبضہ:......نصیبین پر قبضے کے بعد عماد الدین زنگی نے سنجار کا رخ کیا۔ مگر اہل سنجار نے صلح کر لی۔ عماد الدین زنگی نے سنجار پر قبضہ کر کے خابور کو فتح کرنے کے لیے ایک لشکر روانہ کیا۔ خابور بھی فتح ہو گیا تو حران کی طرف بڑھا۔ اہل حران نے حاضر ہو کر اطاعت کی گردن جھکا دی۔ الرہا، سروج بیرہ اور اس کے ملحقات عیسائی حکمرانوں کے قبضہ میں تھے۔ جوسلین (والی الرہا) ان مقامات کا حاکم تھا۔ عماد الدین زنگی نے اس سے خط و کتابت کر کے عارضی صلح کر لی تاکہ مفتوحہ علاقوں کا انتظام درست کر کے باطمینان تمام اس مہم کو پورا کرے جس کا قصد اس نے کیا تھا اور جس غرض کے لیے اسے موصل کی گورنری عطا ہوئی تھی ❸۔

حلب پر قطلغ ابہ کا قبضہ:......ماہ محرم ۵۲۲ھ میں عماد الدین زنگی نے فرات کو حلب کی جانب سے عبور کیا۔ عز الدین مسعود بن آقسنقر برسقی جس وقت حلب سے اپنے باپ کے قتل کے بعد موصل روانہ ہوا تو اپنے امراء دولت سے فرمان نامی ایک امیر کو مقرر کیا تھا۔ تھوڑے دنوں کے بعد فرمان کو معزول کر کے قطلغ ابہ ❹ کو مامور کیا۔ قطلغ ابہ، عز الدین کا منشور لے کر حلب پہنچا مگر قشمان نے چارج نہیں دیا اور یہ کہا کہ میرے عز الدین سے کچھ اشارے طے ہوئے ہیں۔ جب تک میں انھیں اس کے منشور میں نہ دیکھ لوں گا حلب کی حکومت سے دستبردار نہیں ہونگا۔ قطلغ ابہ وہ اشارے کو حاصل کرنے کے لیے عز الدین مسعود کی خدمت میں واپس گیا۔ رحبہ پہنچا تو عز الدین مسعود کا انتقال ہو چکا تھا۔ چنانچہ حلب کی جانب پھر لوٹا، فضائل بن

---

❶......زلاقہ اس میدان کا نام ہے جو دریائے دجلہ اور جزیرہ کے درمیان میں تھا۔ اہل جزیرہ نے حملہ آور فریق کو انتہائی جدوجہد سے عبور کرنے سے روکا۔ مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ عبور کے بعد زلاقہ میں جنگ ہوئی۔ چنانچہ شکست کھا کر شہر میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ (کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۵۵ مطبوعہ لندن) (مترجم) ❷...... پرندے کا نام کسی مورخ نے نہیں لکھا غالباً کبوتر ہوگا۔ یہی جانور اس زمانہ میں نامہ بری کا کام دیتا تھا۔ (مترجم) ❸......عماد الدین زنگی نے ان مقامات کو مسلمان حکمرانوں سے اس لیے چھینا کہ وہ عیسائیوں کو ملک شام اور جزیرہ سے اس وقت تک نہیں نکال سکتا تھا جب تک کہ یہ مقامات اور علاقے اس کے قبضہ میں نہ آجاتے۔ اس کے علاوہ ان اسلامی حکمرانوں کا عدم اور وجود دونوں برابر تھے۔ یہ عیسائیوں سے دبے ہوئے کمزور اور کچھ تو ان کو خراج دیتے تھے اور انکی اطاعت کو کامیابی کا باعث سمجھتے تھے۔ ❹...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۵۶) پر ''قتلغ ابہ'' تحریر ہے۔

بدیع اور سرداران حلب نے قطلغ ابہ کی اطاعت قبول کر لی اور فرمان کو ایک ہزار دینار دے کر برطرف کر دیا۔ قطلغ ابہ نے قلعہ حلب پر نصف (ماہ جمادی الاخر) ۵۲۱ھ میں قبضہ کر لیا۔ قبضہ کرنا تھا کہ دماغ پھر گیا۔ ظلم، تعدی، بداخلاقی شروع کر کے لوگوں کے اموال پر دستدرازی شروع کر دی۔ اوباشوں اور مفسدوں کی بن آئی۔ یہی اس کے درباری اور ہمنشین بنے۔ اس لیے عوام اور خواص کے دل برہم ہو گئے۔

بدرالدولہ اور قطلغ ابہ کی جنگ:...... بدرالدولہ سلیمان بن عبدالجبار بن ارتق حلب کا سابق حاکم جس نے حکومت ترک کر دی تھی، موجود تھا۔ اہل شہر اس کے پاس گئے۔ قطلغ ابہ کے مظالم کی شکایت کی اور اس کے ہاتھ امارت کی بیعت کر کے قطلغ ابہ پر حملہ کر دیا۔ قلطغ ابہ قلعہ بند ہو گیا۔ اہل حلب نے محاصرہ کر لیا۔ مہیار (والی منبج) اور حسن (والی مراغہ) اہل شہر اور قطلغ کی صلح کرانے آیا لیکن صلح نہ ہو سکی۔ عیسائیوں کو اس کی خبر ملی تو منہ میں پانی بھر آیا، حلب پر قبضہ کی لالچ پیدا ہوئی۔ انہوں نے حلب اور قطلغ ابہ کے باہم جھگڑے سے فائدہ اٹھانا چاہا جوسلین (والی لرہا) فوج نظام اور عیسائی فوجیوں کو لے کر حلب پہنچ گیا۔ اہل حلب نے تاوان دے کر جوسلین کو واپس بھیجا تو انطاکیہ کا عیسائی بادشاہ اپنی فوج لئے پہنچ گیا۔ اور سال کے آخر تک حلب کا محاصرہ کئے رہا اور اہل حلب قلعہ علب کا محاصرہ کئے رہے

حلب پر عمادالدین کا قبضہ:...... پھر جب عمادالدین زنگی موصل جزیرہ اور شام کا حکمران بنا تو اہل حلب مطیع ہو گئے۔ بدرالدولہ سلیمان اور قطلغ ابہ عمادالدین کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے موصل روانہ ہوئے۔ حسن قراقوس حلب کا عارضی حکمران مقرر ہوا اور چند دنوں کے بعد عمادالدین زنگی کی طرف سے صلاح الدین باغیسیانی ایک فوج لے کر حلب آیا اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ شہر کا انتظام درست کیا، اس کے بعد عمادالدین زنگی اپنے لشکر ظفر پیکر کے ساتھ حلب کی طرف روانہ ہوا۔ سفر کے دوران منبج اور مراغہ پر قبضہ حاصل کرتا ہوا حلب پہنچا۔ امراء لشکر اور سپاہیوں کو جاگیریں دیں۔ قطلغ ابہ کو گرفتار کر کے بدرالدولہ سلیمان کو حوالہ کر دیا۔ بدرالدولہ سلیمان نے قلطغ ابہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیں پھروا دیں۔ چنانچہ قطلغ ابہ مر گیا۔ پھر بدرالدولہ سلیمان، عمادالدین زنگی سے متوحش ومتنفر ہوا اور چھپ کر قلعہ جعبر بھاگ گیا۔ عمادالدین زنگی نے حکومت حلب پر ابوالحسن علی بن عبدالرزاق کو مقرر کر دیا۔

سلطان سنجر کی رے آمد:...... ملک طغرل اور دبیس سلطان سنجر کی خدمت میں خراسان میں حاضر ہوا۔ دبیس نے عراق پر قبضہ کی ترغیب دی (اور کہا کہ عراق پر قبضہ کرنا بہت آسان ہے ❶) اور یہ ذہن نشین کیا کہ مسترشد باللہ عباسی خلیفہ بغداد اور سلطان محمود آپ کی روک تھام اور مزاحمت پر متفق ہو گئے ہیں۔ سلطان سنجر اس بہکاوے میں آ گیا اور عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔ رے پہنچ کر سلطان محمود کو طلبی کا خط لکھا (سلطان محمود اس وقت ہمدان میں تھا) سلطان محمود نہایت جلدی سے مسافت طے کر کے سلطان سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان سنجر نے اپنی فوج کو استقبال کا حکم دیا اور اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔ آخری ۵۲۲ھ تک سلطان سنجر کی خدمت میں رہا۔ اس کے بعد سلطان سنجر خراسان کی جانب اور سلطان محمود ہمدان کی طرف لوٹ گئے۔ واپسی کے وقت سلطان سنجر نے سلطان محمود کو ہدایت کی کہ دبیس کو اس کے شہر کی طرف واپس بھیج دینا۔

سلطان محمود کی بغداد آمد:...... اس کے بعد سلطان محمود، عراق روانہ ہوا اور رفتہ رفتہ بغداد کے قریب پہنچا۔ جہاں وزیر السلطنت نے استقبال کیا۔ ۹ محرم ۵۲۳ھ میں دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ دبیس نے حاضر ہو کر ایک لاکھ دینار پیش کئے اور گورنری موصل کی درخواست کی۔ عمادالدین زنگی تک یہ خبر پہنچی تو ایک لاکھ دینار اور بہت سے ہدایا وتحائف لے کر حاضر ہوا۔ اور شاہی دربار میں پیش کیے۔ سلطان محمود نے عمادالدین زنگی کو خلعت دی۔ اور موصل واپس جانے کا ارشاد فرمایا۔ اسی سال ماہ جمادی الاخر میں بغداد سے روانہ ہوا۔ مجاہدالدین بہروز کو بغداد کا افسر پولیس مقرر کیا۔ حلہ کی حکومت عنایت کی۔

سلطان محمود کی وفات:...... سلطان محمود نے اپنی وفات سے پہلے چند ارا کین حکومت کو جس میں عزیزالدین ابونصر احمد بن حامد مستوفی، امیر انوشتکین

---

❶ ...... ہمارے پاس موجود عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۵۶) پر یہ عبارت جو بریکٹ میں ہے اور آگے جہاں تک ''مسترشد باللہ'' کا نام ہے موجود نہ تھی جس کا اضافہ (تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۶۵۱) سے کیا گیا۔ اور فاضل مترجم کے پاس صرف وہ عبارت نہ تھی جو بریکٹ میں ہے۔ ثناءاللہ محمود)

معروف بہ شیر گیر اور اس کا بیٹا عمر بھی تھا، وزیر السلطنت ابوالقاسم الشاباذی کے کہنے سے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اس کے بعد بیمار ہوا اور انتقال کر گیا[1]۔

سلطان مسعود: ......وزیر السلطنت ابوالقاسم اور اتالیق آقسنقر احمدیلی نے متفق ہو کر سلطان محمود کے بیٹے ''داؤد'' کو تخت حکومت پر بٹھایا۔ بیعت کی جبل اور آذربائیجان کے صوبوں میں سلطان داؤد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا[2]۔ (ہمدان اور جبل کے تمام علاقوں میں فتنہ پھیل گیا۔ پھر کچھ ہی عرصہ بعد فتنہ فساد ختم ہو گیا اور وزیر سلطان کے پاس پناہ لینے کے لیے رَی کی طرف بھاگ گیا اور وہاں اس کو امن[3] دے دی گئی)

سلطان مسعود اور سلطان داؤد: ......سلطان محمود کے مرنے کے بعد اسکا بھائی سلطان مسعود جرجان سے تبریز آیا اور قبضہ کر لیا۔ سلطان داؤد کو اس کی اطلاع ملی تو ماہ ذیقعدہ ۵۲۵ھ میں ہمدان سے روانہ ہوا۔ ماہ محرم ۵۲۶ھ میں تبریز پہنچ کر محاصرہ کیا۔ لڑائی ہوئی پھر دونوں نے صلح کر لی۔ سلطان داؤد نے محاصرہ اٹھا لیا اور سلطان مسعود تبریز سے زنجان چلا گیا۔ عماد الدین زنگی گورنر موصل سے خط و کتابت شروع کی اور مدد مانگی۔ عماد الدین زنگی نے مدد کا وعدہ کیا اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دربار خلافت میں خط بھیجا اور بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ سلطان داؤد نے بھی اس سے پہلے اسی قسم کی درخواست دربار خلافت میں پیش کی تھی۔ چنانچہ خلیفہ نے دونوں کی درخواست کو نامنظور کر دیا اور یہ تحریر کیا کہ خطبہ میں صرف سلطان سنجر کا نام پڑھا جائے گا۔ اور خفیہ طور پر سلطان سنجر کو لکھ بھیجا کہ تم کسی کے نام کو خطبہ میں داخل کرنے کی اجازت مت دینا۔ صرف تمھارے ہی نام کا خطبہ پڑھا جائے گا۔ سلطان سنجر کو اس تحریر کی وجہ سے ایک بہترین موقع انکار کا مل گیا۔

سلجوق شاہ کی بغداد آمد: ......سلطان مسعود کو عماد الدین زنگی کے امداد کے وعدے سے بہت بڑی تقویت ملی۔ اس نے لشکر فراہم کر کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے اس کا بھائی سلجوق شاہ دار الحکومت بغداد پہنچ گیا اور شاہی محلسرا میں قیام کیا۔ اتالیق قراجا ساقی (والی فارس وخوزستان) بری فوج کے ساتھ رکاب میں تھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی عزت و احترام سے پیش آیا۔ اور اس سے اپنی حمایت و امداد کا وعدہ اور حلف لے لیا۔

مسترشد اور مسعود کی صلح: ......سلطان مسعود نے بغداد روانگی کے وقت عماد الدین زنگی کو بغداد آنے کو لکھا تھا۔ چنانچہ عماد الدین زنگی موصل سے بغداد روانہ ہوا۔ اور سلطان مسعود کوچ و قیام کرتا ہوا عباسیہ پہنچا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور سلجوق شاہ کی فوجیں اس کے مقابلہ پر آئیں اور قراجا ساقی عماد الدین زنگی سے مقابلے کے لیے روانہ ہوا۔ مقام معشوق میں مڈبھیڑ ہوگئی جس میں قراجا ساقی نے عماد الدین زنگی کو شکست دی اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ عماد الدین زنگی شکست کھا کر تکریت کی طرف بھاگا۔ نجم الدین ایوب[4] (ملوک ایوبیہ کا مورث اعلیٰ) حاکم تکریت نے عبور کے لیے کشتیاں حاصل کیں۔ چنانچہ عماد الدین زنگی دجلہ عبور کر کے موصل چلا گیا۔ سلطان مسعود، عباسیہ خالص سے ملکیہ پہنچا۔ سلجوق شاہ کا مقدمۃ الجیش سلطان مسعود کے مقدمۃ الجیش سے بھڑ گیا اور لڑائی شروع ہوگئی۔ سلجوق شاہ کی طلبی پر قراجا ساقی نہایت تیزی سے سفر طے کر کے آ گیا۔ سلطان مسعود عماد الدین زنگی کی شکست سے مطلع ہو کر ہمت ہار گیا اور لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی خدمت میں کہلوایا کہ میرا چچا سلطان سنجر ''رے'' پہنچ گیا ہے۔ عنقریب بغداد پہنچنے والا ہے۔ اگر مجھے حکم دیں تو میں اس سے مقابلہ کرنے کے لیے عراق روانہ ہوں'' کامیابی کے بعد عراق خلیفہ کا مقبوضہ قرار پائے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ سلطنت میرے قبضہ میں رہے اور سلجوق شاہ میرے بعد تخت حکومت کا مالک ہوگا'' چنانچہ خلیفہ نے ان شرائط کو منظور فرما لیا۔ فریقین نے قسمیں کھائیں سلطان مسعود خوشی سے اچھلتا کودتا دار الخلافت میں داخل ہو گیا۔ محلسرائے شاہی میں قیام کیا اور سلجوق شاہ دار الشحنہ (انسپکٹر جنرل پولیس) کے مکان میں ٹھہرا۔

---

[1] ......سلطان محمود کی عمر وفات کے وقت ۲۹ سال کی تھی۔ ۱۲ برس ۵ مہینہ ۲۰ یوم حکمرانی کی۔ شوال ۵۲۵ھ میں وفات پائی۔ حلیم، کریم اور عقلمند تھا، ناگوار باتیں سنتا اور باوجود قدرت کے سزا نہ دیتا تھا۔ لالچی نہ تھا، متقی تھا۔ امراء و ارکین حکومت کو رعایا کے مال پر دست درازی سے روکتا تھا (کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۱ مطبوعہ لندن) (مترجم) [2] ......بریکٹ میں موجود عبارت کا اضافہ ہم نے تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۵۷) سے کیا ہے (تصحیح جدید، ثناء اللہ محمود) [3] ......ایک نسخے میں یہاں امن کے بجائے امیر کا لفظ ہے۔ (یعنی اسے وہاں امیر بنا دیا گیا) جو درست نہیں ہے۔ صحیح وہی ہے جو ہم نے تحریر کیا ہے۔ [4] ......نجم الدین ایوب سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کا باپ ہے۔ اسی حسن کی خدمت سے عماد الدین زنگی نے نجم الدین ایوب کو اپنے ارکین دولت میں شامل کر لیا۔ جس نے آئندہ اس کے بیٹے صلاح الدین یوسف کو ملک مصر و شام پر قبضہ کا موقع ملا (مترجم)

خلیفہ مسترشد کی خانقین کی طرف روانگی:...... بعد انتقال سلطان محمود، سلطان سنجر خراسان سے جبل کے صوبوں کی طرف روانہ ہوا ملک طغرل (اسکا بھتیجا سلطان محمد کا بیٹا) اس کے ساتھ تھا۔ رفتہ رفتہ "رے" پہنچا۔ ذرا دم لے کر رے سے ہمدان کا راستہ لیا۔ سلطان مسعود نے بھی روک تھام اور مقابلے کی غرض سے کوچ کیا۔ قراجا ساقی اور سلجوق شاہ اس کے ساتھ تھے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے ان لوگوں کے ساتھ چلنے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ اس لیے روانگی میں تاخیر کی۔ سلطان مسعود اور سلجوق شاہ خلیفہ کی خدمت میں قراجا ساقی کو روانہ کیا۔ چنانچہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی خانقین کی طرف روانہ ہوا اور خانقین پہنچ کر قیام ❶ کیا۔ پھر سلطان سنجر کے نام کا خطبہ عراق سے موقوف کر دیا گیا۔

سلطان سنجر اور سلطان مسعود کی جنگ:...... چونکہ سلطان سنجر نے دبیس اور عماد الدین زنگی کو ملا لیا تھا۔ دبیس کو حلہ اور عماد الدین زنگی کو بغداد کی پولیس افسری دینے کا وعدہ کیا تھا، اس لیے دبیس اور عماد الدین زنگی میدان خالی دیکھ کر بغداد پر قبضہ کرنے کو بڑھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو اس کی خبر مل گئی۔ چنانچہ ان دونوں سے میل جول کی غرض سے بغداد کی طرف لوٹ گیا۔ سلطان مسعود اور اسکا بھائی سلجوق شاہ سلطان سنجر سے جنگ کو روانہ ہوئے۔ لیکن سلطان سنجر کی کثرت فوج نے آگے بڑھنے سے روک دیا۔ سلطان سنجر ایک شب و روز کی مسافت طے کر کے قریب پہنچ گیا۔ اور سلطان مسعود دینور واپس آیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے انتظار میں جنگ کو بہانوں سے ٹال رہا تھا۔ لیکن جب کوئی موقع جنگ لڑنے کا باقی نہیں رہا تو تن بتقدیر مقابلہ پر آیا۔ عوران، نواح دینور میں دونوں حریف آ گئے۔ قراجا ساقی نے سلطان سنجر پر حملہ کیا، معرکہ کارزار نہایت سختی سے گرم ہو گیا۔ قراجا ساقی کو کئی زخم لگے، سلطان سنجر کی فوج نے اچانک حملہ کر کے قراجا ساقی کے لشکر کو گھیر لیا۔ اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے اور قراجا ساقی گرفتار ہو گیا۔ سلطان مسعود کو شکست ہوئی۔ اس کے بہت سردار و اکابرین دولت کام آ گئے سلطان مسعود کے ساتھیوں میں سے قزل نامی ایک سردار میدان جنگ سے پہلے بھاگ گیا۔ اسکا بھاگنا دیکھ کر فوج بھی بھاگ نکلی۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۵۲۶ھ کا ہے ❷۔

طغرل کی تخت نشینی:...... کامیابی ❸ کے بعد سلطان سنجر نے سلطان مسعود کے خیمہ میں قیام کیا اور قراجا ساقی کو بیڑیاں ڈال کر پیش کیا گیا جسے سلطان سنجر کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد سلطان مسعود حاضر ہوا۔ سلطان سنجر نے گلے سے لگایا، عزت کی اور گنجہ کی حکومت پر واپس بھیج دیا۔ تمام ممالک سلجوقیہ میں ملک طغرل بن سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اور یہ حکومت و سلطنت پر فائز ہو گیا۔ سلطان محمود کے وزیر ابوالقاسم الشاباذی کو قلمدان وزارت سپرد ہوا۔ ماہ رمضان ۵۲۶ھ کے آخر میں چچا اور بھتیجے نیشاپور کی جانب کامیابی کے ساتھ لوٹ گئے۔

سلطان داؤد اور ملک طغرل کی جنگ:...... آپ ابھی پڑھ چکے ہیں کہ سلطان سنجر نے کامیابی کے بعد اپنے بھتیجے ملک طغرل کو تخت حکومت پر بٹھایا۔ ملک طغرل نیشاپور سے ہمدان چلا گیا اور سلطان سنجر یہ سن کر والی ماوارالنہر احمد خان باغی ہو گیا ہے۔ اصلاح و سرکوبی کے لیے خراسان کی طرف روانہ ہوا اور چند دن اس کو ان معاملات کے سلجھانے میں مصروف رہنا پڑا۔ چنانچہ ملک داؤد کو موقع مل گیا۔ آذربائیجان اور گنجہ میں حکومت خود مختاری کا جھنڈا بلند کیا۔ فوجیں حاصل کیں۔ ملک گیری کا حوصلہ بڑھا۔ لہٰذا ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ برتقش زکوئی اتالیق آقسنقر احمد یلی اور طغرل بن برسق اپنی اپنی فوجیں لیے رکاب میں تھے۔ ملک طغرل کو اس کی اطلاع ملی تو فوج مرتب کر کے میدان میں آیا۔ ملک داؤد کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ سبب یہ ہوا کہ برتقش زکوئی کی حرکات اور بیجا کاروائیوں کا فوج کو احساس ہو گیا۔ ترکمانوں نے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ آقسنقر اتالیق بھاگ گیا اور ملک داؤد کو

---

❶...... یہاں یہ لفظ ہمارے پاس موجود عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۵۸) پر لکھنے سے رہ گیا تھا جس کا اضافہ ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۶۷۶) سے کیا ہے۔ ❷...... اس لڑائی میں سلطان سنجر کے میمنہ میں ملک طغرل (سلطان سنجر کا بھتیجا قماج اور امیر امیران میسرہ میں خوارزم شاہ آتسز بن محمد اور چند امراء لشکر اور قلب لشکر میں خود سلطان سنجر تھا۔ ایک لاکھ سوار لشکر سے تھے جس سے دس ہزار سوار قلب میں تھے۔ کالی کالی پہاڑیوں (ہاتھی) کا ایک جھنڈ آ گے تھا۔

ملک مسعود کے میمنہ میں قراجا ساقی اور امیر قزل، میسرہ میں برتقش زکوئی اور یوسف جاوش تھا۔ قراجا ساقی نے سلطان سنجر کے قلب لشکر پر حملہ کیا۔ ملک طغرل اور خوارزم شاہ سرداران میمنہ و میسرہ نے چکر کاٹ کر قراجا ساقی کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ ہوئی اور قراجا ساقی محاصرہ میں آ گیا۔ ہاتھ پاؤں بہت مارے مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۶۷۷ مطبوعہ لیدن) (مترجم)

❸...... بریکٹ میں موجود عبارت ہمارے پاس موجود (تاریخ ابن خلدون) کے جدید عربی ایڈیشن میں موجود نہیں ہے (مصلح جدید)

شکست ہوگئی۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۵۲۶ھ کا ہے۔

ملک داؤد شکست کے بعد ماہ ذیقعدہ میں دارالخلافت بغداد پہنچا۔ اتالیق آقسنقر ساتھ تھا۔ خلفیہ مسترشد باللہ عباسی نے عزت واحترام سے شاہی محلسرائے میں ٹھہرایا۔

سلطان مسعود کی دوبارہ سلطنت اور ملک طغرل کی شکست: ..... سلطان مسعود کا اپنے چچا سلطان سنجر سے شکست کھانے، سلطان مسعود کا گنجہ واپس جانے، ملک طغرل کی تخت نشینی، سلطان داؤد کی لڑائی اور شکست اور اس کے بعد سلطان داؤد کے بغداد جانے کے واقعات ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

جس وقت سلطان مسعود کو سلطان داؤد کی شکست اور بغداد روانگی کا حال معلوم ہوا تو سامان سفر درست کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ سلطان داؤد نے اس سے مطلع ہو کر بغداد سے نکل کر بڑے تپاک سے استقبال کیا گھوڑے سے اتر کر زمین بوسی کی۔ چنانچہ ماہ صفر ۵۲۷ھ میں سلطان مسعود دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ شاہی محلسرائے میں قیام کیا۔ سلطان مسعود اور سلطان داؤد کے نام کا جامع بغداد میں خطبہ پڑھا گیا۔ پھر دونوں نے متحد ہو کر آذربائیجان پر حملہ کا تہیہ کر لیا اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے امداد حاصل کرنے اور فوج بھیجنے کی درخواست کی۔ خلیفہ نے درخوست منظور کر لی۔

آذربائیجان کی فتح: ..... چنانچہ سلطان مسعود اور سلطان داؤد بڑی فوج کے ساتھ آذربائیجان کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوئے اور مراغہ پہنچے۔ آقسنقر احمد یلی نے مال وزر اور بہت سی خرگاہ سفر نذر کیں۔ سلطان مسعود نے بغیر جنگ وقتال صوبہ آذربائیجان پر قبضہ کر لیا۔ حاکم آذربائیجان اور اس کی فوج بھاگ گئی۔ شہر آذربائیجان ❶ میں جا کر قلعہ بند ہو گیا اور سلطان مسعود اور سلطان داؤد نے محاصرہ کر لیا۔ پھر لڑائی ہوئی اور بالآخر سلطان مسعود کو فتح نصیب ہوئی ایک جماعت محصورین کی کام آگئی باقی لوگ بھاگ گئے۔

ملک طغرل اور مسعود کی جنگ: ..... آذربائیجان سے فارغ ہو کر سلطان مسعود ملک طغرل سے جنگ کرنے ہمدان روانہ ہوا۔ چنانچہ اسے شکست دیکر ماہ شعبان ۵۲۷ھ میں ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ ملک طغرل ''رے'' چلا گیا۔ پھر ''رے'' سے اصفہان واپس آیا اس کے بعد آقسنقر احمد یلی کو ہمدان میں فرقہ باطنیہ کے ایک شخص نے قتل کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ سلطان مسعود نے آقسنقر احمد یلی کو قتل کرایا تھا۔

ملک طغرل کی شکست: ..... سلطان مسعود یہ سن کر ملک طغرل اصفہان میں ہے، محاصرے اور جنگ کی غرض سے اصفہان روانہ ہوا تو ملک طغرل اصفہان چھوڑ کر فارس چلا گیا اور سلطان مسعود نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ پھر ملک طغرل کے تعاقب میں بیضاء تک پہنچ گیا۔ ملک طغرل کے بعض کمانڈروں نے تنگ آ کر سلطان مسعود سے امن حاصل کر لیا۔ اس سے ملک طغرل کو اپنے ساتھیوں سے خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں مجھے دھوکا دیکر سلطان مسعود سے نہ جاملیں، رے کا راستہ اختیار کیا۔ سفر کے دوران شوال میں امیر شیرگیر کے غلاموں نے وزیر السلطنت ابوالقاسم الشاباذی کو قتل کر ڈالا۔ ملک طغرل بحکم ''ہر کہ بہ تنگ آید بجنگ آید'' لوٹ آیا اور سلطان مسعود کے مقابلہ میں صف آرائی کی۔ چنانچہ شدید لڑائیاں ہوئیں پھر ملک طغرل کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ حاجب تنکی، ابن بقرا اور اکثر کمانڈر گرفتار ہو گئے۔ سلطان مسعود کے سامنے حاجب تنکی اور ابن بقرا کو پیش کیا گیا سلطان مسعود نے رہا کر دیا اور ہمدان واپس آ گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ملک طغرل کی جبل کی جانب واپسی: ..... ملک طغرل کے خلاف کامیاب ہونے کے بعد سلطان مسعود کو سلطان داؤد ابن سلطان محمود کی بدعہدی اور بغاوت کی اطلاع ملی۔ چنانچہ فوراً فوج مرتب کر کے آذربائیجان پہنچ گیا اور سلطان داؤد کا قلعہ آذربائیجان میں محاصرہ کر لیا ❷ ملک طغرل نے فوجیں حاصل کر کے سلطان مسعود کے بعض شہروں پر قبضہ کر لیا۔ کمانڈروں کو انتقام کی غرض سے ان شہروں کی حکومت پر متعین کیا۔ سلطان مسعود یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور کوچ کا حکم دے دیا۔ قزوین میں مقابلہ ہوا۔ مقابلہ کے وقت ملک طغرل کے وہ کمانڈر جو سلطان مسعود سے مل گئے تھے، ملک

---

❶ ..... تاریخ کامل ابن اثیر میں آذربائیجان کے بجائے ''اردبیل'' لکھا ہے اور غالباً یہی صحیح ہے کیونکہ وہ منقول ہے (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۴ مطبوعہ لندن) (مترجم) ❷ ..... کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا (مترجم) جبکہ ہمارے پاس جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۵۹) پر بھی قلعہ کا نام لکھنے سے رہ گیا تھا۔ جس کا اضافہ ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۱۱ صفحہ ۱۲) سے کیا ہے۔ قلعے کا نام ''روئین دز'' تھا۔

طغرل کے لشکر میں آ ملے۔ اس وجہ سے ملک مسعود کو شکست ہوگئی۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۵۲۸ھ کا ہے۔

سلطان مسعود کی بغداد آمد: ..... شکست کے بعد سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے بغداد واپس آنے کی اجازت مانگی۔ چنانچہ خلیفہ نے اجازت دیدی اس وقت سلجوق شاہ (سلطان مسعود کا بھائی بقش سلاحی نائب السلطنت کے ساتھ اصفہان میں قیام پذیر تھا۔ سلطان مسعود کی شکست کی خبر پا کر نہایت تیزی سے سفر طے کر کے سلطان مسعود سے پہلے ہی بغداد پہنچ گیا۔ خلفیہ مسترشد باللہ عباسی نے شاہی محلسرائے میں ٹھہرایا، خلعت وانعام سے سرفراز کیا۔ اس کے بعد سلطان مسعود اور اس کے اکثر مصاحبین پریشان حال بغداد پہنچے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے انھیں لباس، گھوڑے، آلات حرب اور رقم عطا کی۔ سلطان مسعود ۱۵ شوال کو محلسرائے شاہی میں داخل ہوا اور ملک طغرل نے ہمدان میں قیام کیا۔

خلیفہ اور سلطان مسعود کی ناراضگی: ..... چند دنوں کے بعد خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے سلطان مسعود کو ملک طغرل سے مقابلے اور جنگ کے لیے ہمدان جانے کا حکم دیا اور بنفس نفیس اس مہم میں شریک ہونے کا وعدہ فرمایا۔ لیکن سلطان مسعود نے کسی وجہ سے اس حکم کی تعمیل میں تاخیر سے کام لیا۔ بعض امراء اور کمانڈر خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دامن دولت سے وابستہ ہوگئے۔ بعض پر سلطان مسعود کو ملک طغرل سے سازش کا شبہ ہوا۔ چنانچہ سلطان مسعود نے چند لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ ان کے مال واسباب لوٹ لئے۔ اس سے اوروں کو خوف پیدا ہوگیا۔ لہٰذا سلطان مسعود کی رفاقت ترک کر کے بھاگ گئے۔ خلیفہ مسترشد نے سلطان مسعود کو ان لوگوں کو واپس لانے کا حکم دیا۔ مگر سلطان مسعود نے توجہ نہ کی۔ خلفیہ مسترشد کو اس سے ناراضگی پیدا ہوگئی۔ اس طرح دونوں میں کدورت آ گئی، کشیدگی اور رنجش بڑھ گئی۔ خلفیہ مسترشد نے امداد واعانت سے ہاتھ کھینچ لیا۔

طغرل کی وفات: ..... اس دوران ماہ محرم ۵۲۹ھ کو ملک طغرل کی وفات کی خبر پہنچی۔ چنانچہ سلطان مسعود بغداد سے ہمدان روانہ ہوگیا اور شرف الدین انوشیرواں بن خالد کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ وہ شرف الدین کو بغداد سے اپنے ہمراہ لایا تھا۔ رفتہ رفتہ فوجیں آ گئیں اور یہ ہمدان اور جبل پر قابض ہوگیا۔

سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد باللہ کی جنگ: ..... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور سلطان مسعود میں قیام بغداد کے دوران ان امراء کی بدولت رنجش پیدا ہوگئی۔ جو سلطان مسعود کی رفاقت ترک کر کے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دامن دولت سے وابستہ ہوگئے تھے۔ پھر جب سلطان مسعود ملک طغرل کی وفات کے بعد ہمدان روانہ ہوا تو امراء حکومت کا ایک گروپ جن میں برتقش زکوئی، قزل، قراسنقر خمار تکین (والی ہمدان) عبدالرحمٰن بن طفائرک اور دبیس بن صدقہ کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے۔ سلطان مسعود سے علیحدہ ہوکر خوزستان چلا گیا، والی خوزستان "برسق بن برسق" نے ان لوگوں کی رائے سے موافقت کی اور ان کا ہمدرد بن گیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے امن کی درخواست کی۔ اور دربار خلافت میں حاضری کی اجازت چاہی۔ چنانچہ خلفیہ مسترشد باللہ عباسی نے باستثناء دبیس بن صدقہ سارے امراء کو امان دے دی اور نامہ امان لکھ کر سدید الدولہ بن انباری کی معرفت بھیج دیا۔ اسی لیے دبیس بن صدقہ کو اپنے رفقاء سے خطرہ محسوس ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ مجھے گرفتار کر لیں۔ لہٰذا علیحدہ ہوکر سلطان مسعود کی خدمت میں واپس چلا گیا۔ باقی امراء بغداد گئے اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو سلطان مسعود کی جنگ پر پیٹھ ٹھونک کر تیار کر لیا۔

مسترشد باللہ کی سلطان مسعود کی طرف پیش قدمی: ..... خلیفہ مسترشد باللہ عباسی ان خود غرض امیروں کے کہنے میں آ گیا۔ ان لوگوں کی عزت وتوقیر بڑھائی۔ رجب ۵۲۹ھ کے آخر میں سلطان مسعود سے جنگ کے لیے بغداد سے کوچ کیا۔ والی بصرہ سفر کے دوران بصرہ بھاگ گیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے امان دینے کا وعدہ کیا، طلبی کا فرمان بھیجا۔ لیکن والی بصرہ واپس نہ آیا۔ اس سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی روانگی میں تاخیر کرنے لگا۔ غرض کمانڈروں نے پھر ابھارا، طرح طرح کے سبز باغ دکھائے۔ چنانچہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی تیار ہوکر اس سال ماہ شعبان میں روانہ ہوگیا۔ برسق بن برسق اپنی فوج لے کر بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا۔ اس وقت خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی فوج کی تعداد سات ہزار سے تجاوز ہوگئی۔ عراق میں تین ہزار فوج کے ساتھ اپنے خادم "اقبال" کو چھوڑ کر آگے بڑھا۔ اطراف کے علاقوں کے حکمرانوں نے دربار خلافت میں فدویت نامے روانہ کئے اور اطاعت وفرمانبرداری سے پیش آئے۔

خلیفہ اور سلطان مسعود کی جنگ: ..... ان واقعات کی اطلاع سلطان مسعود کو ملی تو پندرہ ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کے لیے روانہ ہوا۔ خلیفہ مسترشد

باللہ عباسی کے لشکر کا ایک گروپ یہ سن کر علیحدہ ہوگیا۔ سلطان داؤد بن سلطان محمود نے آذربائیجان سے کہلوایا کہ ''آپ دینور میں جا کر قیام فرمائے۔ یہ جانباز فوج لے کر آ جائے تو مقابلہ کیجئے گا''۔ مگر خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے توجہ نہ کی اور جنگ کے لیے روانہ ہوگیا۔ عمادالدین زنگی نے موصل سے خلیفہ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں مگر اتفاق سے پہنچ نہ سکیں اور لڑائی چھڑ گئی۔

خلیفہ کی گرفتاری:......۱۰ رمضان کو دائمرج کے مقام پر دونوں حریف صف آراء ہوئے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی فوج کا میسرہ سلطان مسعود سے مل گیا اور میمنہ کو شکست ہوگئی۔ مگر خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اپنی جگہ سے حرکت نہ کی اور گرفتار ہوگیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے ساتھ وزیر (شرف الدین علی بن طراد زینبی) قاضی القضاۃ بغداد خلیفہ کا سراجی (ابن طلحہ) ابن نباری، خطباء فقہاء اور شہود گرفتار ہوئے۔ ❶ خلیفہ کو ایک خیمہ میں ٹھہرایا گیا اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا۔ وزیر اور چند امراء باندھ کر قلعہ سرجہان بھیج دیئے گئے، باقی کو بغداد واپس بھیج دیا گیا۔ پھر سلطان مسعود نے ہمدان کی جانب لوٹ گیا اور امیر بک ابہ کو بغداد کا پولیس افسر مقرر کر کے روانہ کیا۔ ماہ رمضان کے آخر میں بغداد پہنچا۔ شاہی غلاموں کا ایک گروہ اس کے ساتھ تھا، ان لوگوں نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا مال واسباب لوٹ لیا۔ بغداد کے عوام الناس کو اس سے صدمہ پہنچا، لہٰذا مجتمع ہو کر ہنگامہ کر دیا، بہت سے لوگ مارے گئے۔

خلیفہ اور سلطان محمود کی صلح:......اس کے بعد سلطان محمود ماہ شوال میں ہمدان سے مراغہ روانہ ہوا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نظر بند ہمراہ تھے۔ صلح کا نامہ وپیام ہونے لگا۔ بالآخر ان شرائط پر صلح ہوگئی (۱) خلیفہ مسترشد باللہ عباسی، فوج حاصل نہ کرے، (۲) خانہ نشین رہے اور جنگ کے لیے محلسرائے خلافت سے باہر قدم نہ نکالے۔

خلیفہ کا قتل:......پھر خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سلطان مسعود سے رخصت ہوا۔ سلطان مسعود نے اظہار قدویت کے لئے عاشیہ اطاعت گردن پر رکھا۔ حفاظت کے لئے جو لوگ مقرر تھے وہ علیحدہ ہوگئے، پھر فرقہ باطنیہ کا ایک گروپ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے خیمہ میں گھس گیا، کئی زخم کاری لگا دیئے اور اسے قتل کر کے مثلہ ❷ کر دیا اور برہنہ چھوڑ دیا۔ مقتول خلیفہ کے ساتھ چند مصاحبین بھی قتل ہوئے۔ باصنیہ تک قاتلوں کا تعاقب کیا گیا۔ اور سب کے سب مار ڈالے گئے۔ یہ واقعہ نصف سترہ ذیقعدہ ۵۲۸ھ کا ہے۔ اس نے تقریباً ۱۸ سال خلافت کی، فصیح، بلیغ، شجاع، عالی ہمت انسان اور منشی تھا (۴۴ سال ۳ ماہ کی عمر پائی)۔

راشد باللہ کی خلافت:......خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے قتل کے بعد سلطان مسعود نے بک ابہ پولیس افسر بغداد کو لکھا کہ مقتول خلیفہ کے بیٹے ابو جعفر منصور کو ولیعہدی کے مطابق خلیفہ بنا کر رسم بیعت انجام دو، چنانچہ واقعہ قتل کے آٹھویں دن ابو جعفر منصور تخت نشین ہوگیا، اراکین حکومت، ممبران خاندان خلافت اور ابوالنجیب واعظ نے بیعت کی، اس نے الراشد کا لقب اختیار کیا۔ اقبال (خادم خلیفہ مسترشد باللہ عباسی) کو جب خلیفہ مقتول کے قتل کی خبر ملی، اقبال اس وقت بغداد میں مقیم تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں، تو دریائے دجلہ کو مغربی جانب کی طرف عبور کیا، تکریت پہنچ کر مجاہد الدین بہروز کے پاس قیام پذیر ہوا۔

سلطان مسعود اور خلیفہ راشد:......خلیفہ راشد باللہ عباسی کے تخت نشین ہونے کے بعد سلطان مسعود برتقش زکوئی کو خلیفہ کے پاس بھیجا، صلح کی شرائط کے مطابق جو خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے کی تھی۔ چار لاکھ دینار کا مطالبہ کیا، خلیفہ راشد باللہ عباسی نے جواب دیا ''میرے پاس اب کچھ نہیں ہے۔ جتنا زر نقد تھا وہ مقتول خلیفہ مسترشد کے ساتھ تھا اور وہ لوٹ لیا گیا''، اس کے بعد خلیفہ راشد باللہ عباسی نے فوج حاصل کی، کجرابہ کو اس کا کمانڈر بنایا، اور شہر پناہ کی تعمیر میں مصروف ہوگیا۔ چنانچہ برتقش زکوئی اور بک ابہ نے اتفاق کر کے محلسرائے خلافت پر یلغار کر دی، خلیفہ راشد کا لشکر مقابلہ پر آیا، اھلیان بغداد نے راشدی لشکر کا ساتھ دیا، لڑائی ہوئی، تو برتقش زکوئی اور بک ابہ کو شکست ملی چنانچہ شہر بغداد سے طریق خراسان کی طرف نکال

---

❶ یہاں کی عبارت میں نے تاریخ کامل سے نقل کی ہے (دیکھئے جلد صفحہ ۱۵ مطبوعہ لندن) (مترجم)

❷ عرب میں دستور تھا کہ نعش مقتول کی بے عزتی کرتے تھے اس کے کان، ناک اور عضو تناسل کاٹ دیتے تھے۔ اسی کو ''مثلہ'' کرنا کہتے ہیں (مترجم)

دیئے گئے، بک ابہ واسط چلا گیا اور برتقش زکوئی نے سرخس کا راستہ لیا۔

ابوعبداللہ اور حسن اقبال کی گرفتاری اور رہائی:......واقعات بالا کا مشہور ہونا تھا کہ سلطان داؤد، ماہ صفر ۵۳۰ھ میں آذربائیجان سے بغداد پہنچا اور محلسرائے شاہی میں قیام کیا۔ اس کے بعد ہی عمادالدین زنگی موصل سے صدقہ بن دبیس حلہ سے عنتر ابی عسکر جاوانی منتظم امور سلطنت صدقہ، برتقش بازدار (والی قزوین) تقش کبیر (والی اصفہان) ابربرسق اور ابن احمد بلی بغداد میں داخل ہوئے۔ لشکر بغداد سے کجرابہ اور طرنطائی ملنے کو آئے۔ اقبال (خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا خادم) تکریت سے بغداد آ گیا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے اسے اور ناصر الدولہ ابوعبداللہ حسن بن جھیر کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس سے ارا کین دولت کو ناراضگی پیدا ہوگئی۔ وزیر السلطنت جلال الدین ابوالراضی بن صدقہ سوار ہو کر عمادالدین زنگی سے ملنے آیا اور اجازت لے کر ٹھہر گیا۔ تبادلہ خیال کیا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی اور عمادالدین زنگی کے معاملات کو سلجھا دیا جس سے صلح ہوگئی۔ اس کے بعد قاضی القضاۃ زینبی بھی عمادالدین زندگی کی خدمت میں حاضر ہوا اور پناہ لی۔ اور اس وقت سے عمادالدین زنگی کے ساتھ رہا۔ بغداد سے موصل چلا گیا۔ اقبال خادم عمادالدین زنگی کی سفارش پر قید سے رہا کر دیا گیا۔ یہ بھی عمادالدین زنگی کے پاس آ گیا۔

سلطان داؤد کا خطبہ:......معاملات کی صفائی کے بعد خلیفہ راشد باللہ عباسی نے شہر پناہ کی تعمیر دوبارہ شروع کی۔ سلطان داؤد، عمادالدین زنگی اور خلیفہ راشد باللہ عباسی نے ایک دوسرے کی اعانت اور حمایت کی قسمیں کھائیں۔ سلطان مسعود کا خطبہ موقوف کر دیا گیا۔ سلطان داؤد کا نام خطبہ میں شامل ہوا۔ سلطان داؤد نے برتقش بازدار کو بغداد کا پولیس افسر مقرر کیا اور فوجیں مرتب کر کے سلطان مسعود نے جنگ کے لیے بغداد سے روانہ ہو گیا۔

سلطان مسعود کی طرف پیش قدمی:......اس کے بعد سلجوق شاہ (سلطان مسعود کے بھائی) نے واسط پر یلغار کی اور قبضہ کر کے امیر بک ابہ کو گرفتار کر لیا۔ اس کا مال واسباب لوٹ لیا۔ عمادالدین زنگی سلجوق شاہ کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا۔ مگر جنگ کی نوبت نہیں آئی اور آپس میں صلح ہوگئی۔ چنانچہ بغداد واپس آ گیا۔ اور سلطان داؤد سے ملنے کے لیے طریق خراسان کا راستہ اختیار کیا۔ لشکر کی فراہمی اور آلات حرب جمع کرنے کی طرف سلطان مسعود بھی فوج تیار کر کے سلطان داؤد اور زنگی سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہو گیا۔ عمادالدین زنگی نے سلطان داؤد سے علیحدہ ہو کر مراغہ کا رخ کیا اور سلطان داؤد ہمدان کی جانب چلا گیا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی کیم رمضان ۵۳۰ھ کو بغداد سے نکلا اور خراسان کی طرف چلا۔ تین دن کے بعد پھر بغداد واپس آیا اور قلعہ بند ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کا تہیہ کر لیا۔ سلطان داؤد کی طلبی پر وہ کمانڈر جنگ کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ خلیفہ کے ساتھ بغداد میں قلعہ بند ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لیے واپس آ گئے۔ ادھر سلطان مسعود کا دارالخلافت میں اظہار اطاعت کا فدویت نامہ پہنچا۔ ساتھ ہی اس کے ان امراء کو بھی دھمکی بھرا خط لکھا تھا جو خلیفہ راشد باللہ عباسی کے پاس جمع تھے۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے امراء کی وجہ سے سلطان مسعود کے خط پر توجہ نہ کی (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم)

بغداد کا محاصرہ:......اس کے بعد سلطان مسعود نے محاصرہ بغداد کے لیے کوچ کیا اور ملکیہ پہنچا۔ زین الدین علی (عمادالدین زنگی کا مصاحب) مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی مگر سلطان مسعود کے بڑھتے سیلاب کو روک نہ سکا لہٰذا واپس آ گیا۔ سلطان مسعود نے بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ اوباشوں کی بن آئی۔ بغداد کے محلوں میں غارتگری کرنے لگے، فوج نے بھی نوچ کھسوٹ میں اوباشوں کا ساتھ دیا۔ تقریباً پچاس دن تک سلطان مسعود محاصرہ کیے رہا۔ مگر جب کوئی کامیابی نہ ہوئی تو اصفہان کے ارادے سے محاصرہ اٹھا کر نہروان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اتنے میں طرنطائی والی واسط بہت سی جنگی کشتیاں لے کر پہنچ گیا۔ چنانچہ سلطان مسعود بغداد کی جانب لوٹ گیا اور دجلہ کو مغربی کنارہ کی طرف سے عبور کیا۔ لشکر بغداد نے روکا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اس سے حامیان بغداد میں ہل چل مچ گئی اور آپس میں مخالفت پیدا ہوگئی۔ چنانچہ سب آذربائیجان واپس چلے گئے۔

خلیفہ راشد کی معزولی:......عمادالدین زنگی مغربی بغداد میں تھا خلیفہ راشد باللہ عباسی عمادالدین زنگی کے پاس آ گیا۔ اور اس کے ساتھ موصل چلا گیا۔ جب بغداد اپنے حامیوں سے خالی ہو گیا تو ۱۵ ذیقعدہ ۵۳۰ھ کو سلطان مسعود اپنے جاہ وحشم کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا فتنہ وفساد فرو ہو گیا۔ عوام الناس کو جمعیت خاطر حاصل ہوئی، فقہاء، قضاۃ اور علماء شاہی دربار میں طلب کیے گئے۔ اس نے خلیفہ راشد باللہ عباسی کی معزولی کا استفتاء کیا۔ قضاۃ

اور علماء نے وجہ معلوم کی تو سلطان مسعود نے خلیفہ راشد باللہ عباسی کا دستخطی خط پیش کیا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے قلم خاص سے بحلف لکھا تھا ''اگر میں سلطان مسعود کے مقابلے میں فوج حاصل کروں یا سلطان سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤں یا سلطان کے کسی امیر یا سردار سے برسر پیکار ہو جاؤں تو میں خود کو بار خلافت سے سبکدوش کرلوں گا''۔ اس پر فقہاء اور قضاۃ نے خط پڑھا اور معزولی کا فتویٰ دے دیا۔ اراکین خلافت نے بھی خلیفہ راشد باللہ عباسی کے عیوب ظاہر کیے اور معزولی سے اتفاق کیا۔ یہ اراکین خلافت وہ ہیں جو خلیفہ مسترشد باللہ کی قید کے دور میں خلیفہ کے ساتھ قید کیے گئے اور خلیفہ کی عدم اہلیت کی وجہ سے سلطان مسعود کے پاس رکھے گئے۔ جیسا کہ خلافت عباسیہ کے تذکرے میں خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے تذکرے میں ہم لکھ چکے ہیں۔ چنانچہ خلیفہ راشد باللہ عباسی کی معزولی کے بعد ابو عبداللہ محمد بن خلیفہ مستظہر باللہ کی خلافت کی بیعت لی گئی اور اسے المقتفی لامر اللہ کا خطاب دیا گیا۔ ان حالات کو نہایت تفصیل سے آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

سلجوق شاہ اور سلطان داؤد کی جنگ:......اس کے بعد سلطان مسعود نے شاہی فوج دے کر قراسنقر کو سلطان داؤد کے تعاقب پر روانہ کیا۔ مراغہ کے قریب مڈبھیڑ ہوئی اور سخت لڑائی ہوئی۔ جس میں سلطان داؤد کا لشکر پسپا ہو گیا۔ پھر قراسنقر نے آذربائیجان پر قبضہ کرلیا اور سلطان داؤد نے خوزستان میں جا کر دم لیا۔ ترکمانوں کا ایک گروپ جمع ہو گیا۔ سلطان داؤد نے انھیں مرتب و مسلح کر کے تشتر کا محاصرہ کرلیا۔ اس کا چچا سلجوق شاہ ان دنوں واسط میں تھا۔ سلطان مسعود کے حکم سے سلجوق شاہ نے سلطان داؤد سے جنگ کے لیے تشتر پر حملہ کیا۔ جس میں سلطان داؤد نے سلجوق شاہ کو شکست دی۔

شرف الدین کی برطرفی:......۵۳۰ھ میں سلطان مسعود نے وزیر السلطنت شرف الدین نوشیرواں بن خالد کو معزول کر دیا۔ کمال الدین ابوالبرکات بن سلامہ خراسانی کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ پھر یہ خبر پا کر کہ معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی نے موصل چھوڑ دیا ہے۔ شاہی فوج کے کمانڈروں کو جو اس کے لشکر میں بغداد میں موجود تھے، اپنے اپنے شہر واپس جانے کی اجازت دے دی۔ صدقہ بن دبیس والی حلہ سے اپنی بیٹی کا عقد کیا۔ اس دوران بقش سلامی، برسق بن برسق (والی تشتر) اور سنقر حمد تکین افسر پولیس ہمدان اور ان کمانڈروں کا ایک گروپ حاضر ہوا جو سلطان داؤد کے ساتھ تھے، سلطان مسعود نے ان لوگوں سے خوشنودی ظاہر کی۔ بقش کو بغداد کا پولیس افسر مقرر کیا اور ۵۳۱ھ میں ہمدان کی جانب لوٹ گیا۔

سلطان مسعود اور سلطان داؤد کی جنگ:......چونکہ امیر بوزابہ (والی خوزستان) امیر عبدالرحمٰن طغرل بیگ خلخان اور سلطان داؤد ابن سلطان محمود، سلطان مسعود کی جانب سے مطمئن نہ تھا۔ جنگ کا خطرہ پیش نظر تھا اور امیر منکبرس (والی فارس) بھی اس خطرہ و بے اطمینانی میں حصہ لے رہا تھا۔ اس لیے فارس میں یہ سب مجتمع ہوئے۔ متفق اور متحد ہو کر سلطان مسعود کے مقابلہ و جنگ کا عہد و پیمان کیا۔ پھر ان لوگوں نے یہ خبر پا کر کہ معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی، موصل سے مراغہ چلا گیا ہے۔ معزول خلیفہ کو خط لکھا اور سلطان مسعود کے مقابلے میں اتفاق و اتحاد کا پیغام دیا۔ دوبارہ تخت خلافت پر متمکن کرنے کا وعدہ کیا۔ معزول خلیفہ نے اس رائے کو پسند کیا اور درخواست قبول کرلی۔ یہ خبریں سلطان مسعود تک پہنچیں تو غصہ سے کانپ اٹھا اور ماہ شعبان ۵۳۲ھ میں روانہ ہو گیا۔ امیر منکبرس سامنے آ گیا۔ چنانچہ جنگ چھڑ گئی آخر کار سلطان مسعود کو فتح نصیب ہوئی۔ امیر منکبرس گرفتار ہو گیا جسے سلطان مسعود نے سزائے موت دے دی اور فتح مند گروپ نے لوٹ مار شروع کر دی، غارتگری کے لیے لشکر متفق ہو گیا۔

سلطان مسعود کی شکست:......امیر بوزابہ اور عبدالرحمٰن طغرل بیگ تشتر کے قریب تھے ان کو موقع مل گیا۔ دونوں نے متحد ہو کر سلطان مسعود پر حملہ کر دیا۔ سلطان مسعود کے لشکر میں اس وقت نہایت کم لشکر رہ گیا تھا۔ اس لیے شکست ہوئی اس کے کمانڈروں کا ایک گروپ جس میں صدقہ بن دبیس والی حلہ، عنتر بن ابوالعساکر، بدر اتالیق قراسنقر (والی آذربائیجان) بھی تھے، گرفتار ہو گیا۔ امیر بوزابہ نے ان سب کو جیل میں ڈال دیا پھر جب اسے امیر منکبرس کے قتل کی خبر یا یہ تصدیق کو پہنچ گئی تو ان سب کو مار ڈالا۔

شکست کے بعد سلطان مسعود نے آذربائیجان میں جا کر دم لیا اور سلطان داؤد نے ہمدان پہنچ کر قبضہ کرلیا۔ ادھر معزول خلیفہ راشد بھی آ گیا۔ امیر بوزابہ نے جو ان میں بڑا اور ان سب کا سردار تھا، اسے فارس جانے کی رائے دی۔ چنانچہ سب کے سب امیر بوزابہ کے ساتھ فارس پہنچ گئے اور

امیر بوزابہ نے فارس پر قبضہ کرلیا۔

سلجوق شاہ کا بغداد پر حملہ:......سلجوق شاہ اس وقت واسط میں تھا، جب اسے یہ خبر ملی کہ اس کا بھائی سلطان مسعود آذر بائیجان گیا ہے تو دارالخلافت پر قبضے کے لیے بغداد روانہ ہوا۔ بغداد کے افسر پولیس بقش اور نظر خادم امیر الحاج نے مقابلے پر کمر باندھی۔ اوباش اور بدمعاشوں کی بن آئی۔ انہوں نے کھلم کھلا لوٹ مار اور غارتگری شروع کردی۔ جس کو جہاں پایا لوٹ لیا۔ بقش افسر پولیس بغداد سلجوق شاہ سے مدافعت سے فارغ ہوکر بغداد آیا اور لٹیروں کو سزائیں دیں۔ بہت کو قید اور قتل کیا۔ یہاں تک کہ ان کی جڑ اکھاڑ دی۔ اس کے بعد خود بقش نے ظلم اور سفا کی شروع کردی۔ امراء اور روسا کو بدمعاشی اور غارتگری کا الزام لگا کر گرفتار کرنے لگا (جیسا کہ پولیس کا دستور ہے) غلہ کی گرانی ہوئی، لوگوں کو اپنی عزت کی پڑ گئی، اکثر اہلیان بغداد جلاوطن ہوکر موصل وغیرہ چلے گئے۔ صدقہ بن دبیس کے مارے جانے کے بعد حلہ کی حکومت پر سلطان مسعود نے اس کے بھائی محمد بن دبیس کو مقرر کیا۔ مہلہل بن ابوالعسا کر عنتر کے بھائی کو محمد بن دبیس کا نائب بنایا۔ جیسا کہ اس کے حالات میں اوپر ہم لکھ چکے ہیں۔

خلیفہ راشد باللہ عباسی کا قتل:......امیر بوزابہ فارس پر قبضہ کرکے خوزستان کی جانب واپس لوٹا۔ معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی، ملک داؤد اور خوارزم شاہ نے جزیرہ کا رخ کیا اور جزیرہ پہنچ کر مار دھاڑ اور غارتگری شروع کردی۔ سلطان مسعود اس سے مطلع ہوکر عراق کو ان کی دست برد سے بچانے کے لیے فوجیں لےکر روانہ ہوا۔ ادھر ملک داؤد سلطان مسعود کی روانگی سے مطلع ہوکر فارس لوٹ آیا اور خوارزم شاہ اپنے دارالحکومت واپس چلا گیا۔ اور معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی نے عجمیوں کی امداد سے مایوس ہوکر تن تنہا اصفہان کا راستہ لیا۔ چند خراسانی غلاموں نے جو معزول خلفیہ راشد باللہ عباسی کی خدمت میں تھے، ۲۵ رمضان ۵۳۲ھ میں اس کا کام تمام کردیا۔ اسے اصفہان کے باہر دفن کیا گیا۔

کمال الدین محمد کی وزارت:......اس سال کے آخر میں سلطان مسعود نے وزیر السلطنت ابوالبرکات بن سلامہ خراسی (ارکزینی) کو معزول کرکے کمال الدین محمد بن خازن کو عہدہ وزارت عطا کیا۔ کمال الدین عادل، خوش خلق اور عالی ہمت شخص تھا۔ اس نے بہت سے ٹیکس معاف کردئے۔ جور وظلم کی بنیاد و منہدم کردی۔ سلطان مسعود کی تنخواہ معین کی۔ خزانہ بھرا، عمال کی دست درازی روکی، خائن اور نمک حرام گورنروں کو سزائیں دی۔ اور بہت سی خفیہ مدات کو ظاہر کردیا جس کو عمال ہڑپ کرچکے تھے۔ اس سے سلطان مسعود کی نظروں میں وزیر السلطنت بیحد عزیز ہوگیا۔ مگر یہ امور خائن عمال کو ناگوار گزرے۔ وزیر السلطنت اور اراکین حکومت میں لگا بجھا کر رنجش پیدا کردی۔

کمال الدین کا قتل:......کمال الدین وزیر السلطنت کے قتل کے بعد قلمدان وزارت ابوالعز طاہر بن محدم یزدجردی وزیر قراسنقر کے حوالے کیا گیا۔ اسے عزالملک کا خطاب عطا ہوا۔ تبدیلی وزارت سے امور سلطنت میں بدنظمیاں پیدا ہوگئیں۔ سلطان مسعود ان کے دور نہ کرسکا۔ لہٰذا صوبوں کے گورنروں نے ملک کو دبالیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ شاہ شطرنج کی طرح سلطان مسعود نام کا بادشاہ رہ گیا۔

بقش سلاحی کا قتل:......اس کے بعد سلطان مسعود کے حکم سے بقش سلاحی افسر پولیس کو قتل کردیا گیا۔ یہ بہت بڑا ظالم کینہ پرور اور غاصب شخص تھا۔ سلطان مسعود نے اسے گرفتار کرکے مجاہد الدین بہروز کی زیر نگرانی تکریت کی جیل میں قید کردیا اور چند دنوں کے بعد قتل کا حکم صادر کردیا۔ مگر جلاد جیسے ہی قتل کے لیے تلوار اٹھا کر بقش سلاحی کے پاس پہنچا۔ بقش سلاحی دجلہ میں کود پڑا اور ڈوب کر مرگیا۔ چنانچہ اس کا سر اتار کر سلطان مسعود کی خدمت میں روانہ کردیا گیا۔ سلطان مسعود نے مجاہد الدین بہروز کو تکریت سے طلب کرکے بغداد کی شحنگی (انسپکٹر جنرل پولیس کا عہدہ) عطا کیا۔ مجاہد الدین بہروز نے نہایت خوش اسلوبی سے اس عہدے کے فرائض انجام دیئے۔ ۵۳۶ھ میں سلطان مسعود نے اسے معزول کردیا۔ قزل امیر اخور سلطان محمود کا غلام (یزدجرد) اور بصرہ کا حاکم اس خدمت پر مامور کیے گئے۔ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بغیبہ)

خوارزم شاہ:......سلطان سنجر اور خوارزم شاہ کی جنگ سے حکمرانان خوارزم کی حکومت کی داغ بیل پڑ گئی اور اسی زمانہ سے ان کی حکومت وسلطنت کا آغاز ہوتا ہے۔

محمد خوارزم شاہ کی ابتدائی حکومت کا حال ہم اوپر تحریر کرچکے ہیں۔ محمد بن انوشتکین اسکا نام تھا اور خوارزم شاہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ جس

زمانہ میں سلطان برکیارق نے امیر داؤد حبشی کو خراسان کا گورنر بنایا تھا اور انجی نے اسے مار ڈالا تھا تو سلطان برکیارق نے محمد بن انوشتکین کو اس خدمت پر مامور کیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اتسز خراسان کا والی بنا۔ یہ نہایت کفایت شعار اور منتظم شخص تھا۔ اس لیے سلطان سنجر کی نظروں میں اس کی عزت بڑھ گئی۔ اس نے اپنے سرداران لشکر میں داخل کرلیا۔ اکثر لڑائیوں میں اس کی مردانگی وجرات سے سلطان سنجر کو فتح یابی ہوئی۔

سلطان سنجر اور آتسز: ......چنانچہ سلطان سنجر کے دربار میں اس کی بہت بڑی عزت وتوقیر ہونے لگی اور خوارزم میں اس کی حکومت کو استقلال واستحکام حاصل ہوگیا۔ پھر لگانے بجھانے والوں نے سلطان سنجر سے لگانا بجھانا شروع کیا۔ موقع پا کر کہنے لگے کہ ''آتسز کا دماغ اب آسمان پر ہے، اور وہ خود مختار حکومت کا دعویدار ہوگیا ہے۔ سلطان کی وقعت اس کے دل میں ذرہ بھر نہیں ہے'' سلطان سنجر کا دل سنتے سنتے بھر آیا اور فوج تیار کر کے محرم ۵۳۳ھ میں جنگ کے لیے روانہ ہوگیا۔ آتسز بھی مقابلہ کی غرض سے میدان میں آیا لڑائی ہوئی تو آتسز مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا شکست کھا کر بھاگ گیا اور اس کی فوج کا ایک گروہ بھی کام آ گیا۔ آتسز کا بیٹا بھی مارا گیا جس سے آتسز کو بیحد صدمہ ہوا۔ پھر سلطان سنجر نے خوارزم پر قبضہ کرلیا اور اپنے بھائی سلطان محمد کے بیٹے ''غیاث الدین سلیمان شاہ'' کو حکومت عطا کی۔ وزیر اتالیق اور حاجب مقرر کیے۔ چند دن قیام کر کے ماہ جمادی الاخر میں مرو واپس آ گیا۔

خوارزم پر آتسز کا قبضہ: ......جیسے ہی سلطان سنجر نے حدود خوارزم سے قدم باہر نکالا، آتسز کو موقع مل گیا وہ خوارزم پہنچ گیا۔ چونکہ اہل خوارزم سنجر کی فوج سے ناراض تھے، نہایت خوشی سے آتسز کے مطیع ہوگئے۔ سلیمان شاہ نے ان لوگوں سمیت جو اس کے ہمراہ تھے، سلطان سنجر کی خدمت میں جا کہ دم لیا اور آتسز نے انتہائی اطمینان سے بلاد خوارزم پر قبضہ کرلیا۔ حکمرانی کرنے لگا، اس کے حالات آئندہ لکھے جائیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ

قراسنقر والی آذربائیجان: ......اس کے بعد اتالیق قراسنقر نے اپنے باپ ''والی آذربائیجان'' کا بدلہ لینے کے لیے فوجیں جمع کر کے خروج کیا جو کہ جنگ بوزابہ میں مارا گیا تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں اور جب سلطان مسعود کے قریب پہنچا تو اسے وزیر السلطنت کمال الدین کے قتل کا حکم بھیجا اور قتل نہ کرنے کی صورت میں مخالفت اور بغاوت کی دھمکی دی۔ چنانچہ سلطان مسعود نے کمال الدین وزیر کو قتل کرا دیا۔ ان واقعات کو بھی آپ ابھی پڑھ چکے ہیں۔

قراسنقر کا فارس پر قبضہ: ......وزیر السلطنت کے قتل کے بعد اتالیق قراسنقر نے بلاد فارس پر یلغار کی۔ امیر بوزابہ قلعہ بیضاء میں قلعہ بند ہوگیا۔ اتالیق قراسنقر نے بلاد فارس پر بغیر کسی مزاحمت کے قبضہ کرلیا۔ اس سرے سے اس سرے تک چھان ڈالا لیکن کسی وجہ سے ٹھہر کر حکومت نہ کرسکا۔ سلجوق شاہ ابن سلطان محمود (سلطان مسعود کے بھائی) کو فارس کی حکومت سپرد کر کے آذربائیجان واپس آ گیا۔ اور میدان خالی پا کر امیر بوازیہ نے ۵۳۴ھ میں قلعہ سے نکل کر سلجوق شاہ پر حملہ کیا۔ جس میں سلجوق شاہ کو شکست ہوگئی اور اسے گرفتار کرلیا گیا۔ امیر بوزابہ نے فارس کے کسی قلعہ میں قید کر دیا اور بلاد فارس پر دوبارہ قابض ہوگیا۔

قراسنقر کی وفات: ......اس واقعہ کے بعد اتالیق قراسنقر (والی آذربائیجان) نے شہر اردبیل میں وفات پائی۔ اتالیق قراسنقر ملک طغرل کا غلام تھا۔ چنانچہ اس کی جگہ جاولی طغرل کو آذربائیجان کی حکومت عطا ہوئی۔

چہاردانگی کا فارس پر حملہ: ......۵۳۵ھ میں سلطان مسعود نے امیر اسماعیل چہاردانگی بڑی فوج دے کر امیر بوزابہ کی سرکوبی اور فارس پر قبضہ کرنے کے لیے روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ چہاردانگی فارس کے لیے روانہ ہوگیا۔ مجاہد الدین بہروز نے روکا مگر چہاردانگی نے اس کی نہ سنی اور دجلہ کے عبور کا تہیہ کرلیا۔ مجاہد الدین نے بعض کشتیوں کو خراب کر دیا اور بعض کو دجلہ میں ڈبوا دیا۔ چنانچہ چہاردانگی نے مجبوراً حلہ کی طرف قدم بڑھایا۔ والی حلہ نے بھی مقابلے پر کمر باندھی پھر واسط کی جانب بڑھا۔ طرنطائی مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی، طرنطائی کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ چہاردانگی نے واسط میں داخل ہوکر لوٹ مار کی اور نعمانیہ اور اس کے قرب وجوار کے علاقوں کو لوٹ لیا۔

شکست کے بعد طرنطائی بطیحہ پہنچا۔ اور حماد (والی بطیحہ) نے امداد پر کمر باندھی۔ ادھر چہادانگی کی فوج چہاردانگی سے علیحدہ ہوکر طرنطائی سے مل گئی اس سے چہاردانگی کمزور پڑ گیا اور مقابلہ سے جان چھڑا کر تستر چلا گیا۔ پھر سلطان مسعود کی خدمت میں معذرت نامہ بھیجا۔ جسے سلطان مسعود نے قبول کرلیا۔

سلطان سنجر کی ترکان خطا کے ساتھ جنگ:......ان واقعات کا جو تاریخ ابن اثیر میں ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ اتسز بن محمد نے خوارزم پر قبضہ کرنے کے بعد ترکان خطا کو (جو اس وقت تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے اور ماوراالنہر کے ترکوں کے بڑے جرگہ میں سے تھے) سلطان سنجر کے مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کرنے کی تحریک کی، ملک کی سرسبزی کا لالچ دیا۔ سلطان سنجر کی کمزوری کو ظاہر کیا اور انہیں مدد اور ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ قصہ مختصر ترکان خطا تین لاکھ سواروں کے ساتھ سلطان سنجر کے ملک کو تسخیر کرنے روانہ ہوگئے۔ سلطان سنجر بھی بڑی فوج لے کر مقابلہ پر نکلا اور نہر عبور کر کے ۵۳۶ھ میں ترکان خطا سے جنگ کی، گھمسان کی لڑائی ہوئی، خونریزی کی کوئی حد نہ رہی، آخر کار سلطان سنجر کو شکست ہوگئی۔ ایک لاکھ فوج کٹ گئی۔ جس میں چار ہزار عورتیں بھی تھیں، سلطان سنجر کی بیگم کو دشمنوں نے گرفتار کرلیا۔ سلطان سنجر پریشان ہو کر ترمذ پہنچا اور ترمذ سے بلخ کا راستہ لیا۔

سلطان سنجر کی شکست کے بعد آتسز نے شہر مرو پر حملہ کیا اور اندر گھس کر غارتگری اور پامالی شروع کردی۔ فقہا، علماء اور روساء شہر کی ایک جماعت کو گرفتار کرلیا۔

مسعود کا بلاوا:......سلطان سنجر کو اس شکست سے بیحد صدمہ ہوا اس وقت تک کسی لڑائی میں اس کا علم سرنگوں نہیں ہوا تھا۔ اپنے بھتیجے سلطان مسعود کو لکھ بھیجا کہ تم اپنی فوج کے ساتھ رے میں آکر قیام کرو تاکہ امداد حاصل کیجائے۔ چنانچہ عباس (والی رے) بغداد چلا گیا اور سلطان مسعود اپنے چچا سلطان سنجر کے حکم کے مطابق بغداد سے رے آگیا۔

سبق قراخان کا اسلام:......بعض مورخین نے لکھا ہے کہ بلاد ترکستان میں کاشغر، بلاد ساغون، ختین اور طراز وغیرہ جو کہ ماوراالنہر کے نواح میں ہیں، داخل ہیں۔ ان مقامات پر حکمرانان خانیہ ترکیہ حکمران تھے۔ حکمرانان خانیہ ترکیہ مسلمان بادشاہ ترک اور افرسایاب "بادشاہ ترک" کی نسل سے تھے۔ جو فارس کے مشہور کینیہ بادشاہوں میں گزرا ہے۔ حکمرانان خانیہ ترکیہ کا جداعلی سبق قراخان دائرہ اسلام میں داخل ہوا تھا۔ سبق قراخان نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ شخص آسمان سے اترا اور سبق قراخان سے ترکی زبان میں کہا جس کا مفہوم و معنی یہ تھا "اسلام قبول کرلے اور آخرت میں مجھے سلامتی ملے گی۔ چنانچہ سبق قراخان نے خواب ہی میں اسلام قبول کرلیا اور جب بیدار ہوا تو اپنے اسلام کو ظاہر کیا۔ سبق قراخان کے مرنے پر اس کے بیٹے موسیٰ بن سبق قراخان نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ نسلاً بعد نسل اسی کے خاندان میں ترکستان کی حکومت ارسلان خان بن محمد بن سلیمان بن داوود بن بقراخان بن ابراہیم الملقب بطغاج فان بن ایلک الملقب بہ نصر ارسلان بن علی بن موسیٰ بن سبق قراخان تک قائم رہی۔

قدر خان کی بغاوت اور قتل:......ارسلان خان کے زمانہ میں قدر خان نے خروج کیا اور ارسلان خان کے قبضے سے حکومت ترکستان نکال لی۔ ۴۹۴ء میں سلطان سنجر کی امداد سے ارسلان خان ترکستان کا دوبارہ حکمران بنا اور قدر خان کو سلطان سنجر نے مار ڈالا۔ اس کے بعد خوارج نے ارسلان خان پر خروج کیا اور ترکستان کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ سلطان سنجر نے دوبارہ اس کی اعانت و امداد پر کمر باندھی اور اسے ترکستان کا قبضہ دلا دیا۔

قارغلیہ کے ترک:......ارسلان خان کی فوج میں ترکوں کا ایک جرگہ تھا جسے قارغلیہ اور اتراک غزیہ کہتے ہیں۔ یہ وہی ترک ہیں جنہوں نے خراسان کو تاراج کیا تھا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ ان کے دو گروہ تھے۔ ایک گروہ جق کے نام سے مشہور تھا۔ ان کا سردار طوطی بن وادیگ تھا۔ دوسرے گروہ کا نام برق تھا برغوث بن عبدالحمید اسکا سردار تھا۔ اہل سمرقند میں شریف ❶ اشرف ابن محمد بان ابی شجاع علوی نامی ایک شخص، ارسلان

---

❶......تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب ذات شریف علوی نے ارسلان خان کے بیٹے کی پیٹھ ٹھونک کر اس کے مقابلہ پر کھڑا کیا تو ارسلان خان نے شریف اشرف اور اپنے بیٹے کو بھی مار ڈالا۔ اس سے قارغلیہ کو منافرت پیدا ہوئی۔ بغاوت اور نافرمانی کا اعلان کیا حکومت و سلطنت کے انتزاع کے طالب ہوئے۔ ارسلان خان نے سلطان سنجر سے قارغلیہ کی زیادتی اور بغاوت کی فریاد کی اور امداد مانگی۔ چنانچہ سلطان سنجر اپنی فوج ظفر موج لے کر ارسلان خان کی مدد کے لیے سمرقند پہنچا۔ (ارسلان خان، سلطان سنجر کا بہنوئی تھا) قارغلیہ نے مقابلہ سے جی چرا کر میدان خالی کردیا۔ ایک دن سلطان سنجر شکار کے لیے نکلا۔ اتفاق سے چند سوار نظر آئے سلطان سنجر نے ان لوگوں کو گرفتار کرلیا۔ تشدد کیا دریافت کرنے پر ان لوگوں نے ظاہر کیا "ارسلان خان نے ہمیں آپ کے قتل پر مامور کیا ہے"۔ سلطان سنجر غصہ میں سمرقند واپس آیا اسوقت ارسلان خان قلعہ میں تھا، اس نے محاصرہ کر کے گرفتار کرلیا اور بیڑیاں پہنا کر بلخ بھیج دیا۔ (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۵۴، ۵۵ مطبوعہ لندن)

خان جس کا نصب بقراخان کے دربار میں رہتا تھا، اس نے ارسلان خان کے بیٹے کو حکومت وسلطنت کی لالچ دے کر باپ سے نزع سلطنت پر آمادہ کیا۔ باپ اور بیٹے میں فتنہ وفساد کا بازار گرم ہوگیا۔ ارسلان خان نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان سنجر ۵۲۴ھ میں دریائے جیحون عبور کر کے سمرقند پہنچا۔ چنانچہ قارغلیہ نے میدان خالی کر دیا۔ سلطان سنجر سمرقند واپس گیا۔ اور ارسلان خان کو گرفتار کر کے بلخ کی جیل میں ڈال دیا۔ چنانچہ جیل ہی میں ارسلان خان نے وفات پائی۔

سمرقند میں حسن تکین کی گورنری:......سلطان سنجر نے بجائے ارسلان خان، سمرقند کی حکومت پر قلیج طمغاج ابوالمعالی حسن بن علی بن عبدالمومن معروف حسن تکین کو متعین کیا، حسن تکین خاندان سلطنت خانیہ سے تھا ارسلان خان نے اس کو شہر بدر کر دیا تھا۔ اس کا زمانہ حکومت دراز نہیں ہوا، تھوڑے دنوں کے بعد مر گیا۔ سلطان سنجر نے محمود بن ارسلان خان سابق حکمران سمرقند کو سریر حکومت پر متمکن کیا۔ یہ ارسلان خان وہی ہے جس کے قبضے سے سلطان سنجر نے سمرقند کو نکالا تھا۔ اور محمود بن ارسلان، سلطان سنجر کی بہن کا لڑکا تھا۔

کوہر خاں کا کاشغر پر حملہ:......اس سے پہلے ۵۲۲ھ میں کوہر خاں چینی بادشاہ، چین سے ملک گیری کے شوق میں فوج عظیم لے کر حدود کاشغر میں آیا۔ زبان چین میں ''کوہر'' کے معنی ''اعظم''، ''خاں'' کے معنی ''ملک'' پس کوہر خاں کے معنی ہوئے ''اعظم الملک'' یعنی شہنشاہ۔ الغرض والی کاشغر ''احمد بن حسن خاں'' مقابلہ ومدافعت کو میدان جنگ میں آیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد کوہر خاں کو شکست ہوئی، اس کے ساتھیوں کا ایک بڑا گروپ کام آ گیا۔

خاں محمود اور کوہر خان کی جنگ:......اس واقعہ سے پہلے ترکان خطا کا ایک گروہ چین سے نکل کر ملوک خانیہ حکمرانان ترکستان کی خدمت میں آ گیا تھا، ارسلان خاں محمد بن سلیمان نے ان کو چینی سرحد پر محافظت کی غرض سے ٹھہرا رکھا تھا، اس حسن خدمت کے عوض جاگیریں دی تھی وظائف مقرر کئے تھے۔ اتفاق سے ارسلان خاں محمد بن سلیمان ان سے کسی بات پر ناراض ہوگیا، سزا دی، اس سے ان کو کشیدگی اور منافرت پیدا ہوئی، سکونت کے لئے ایک کشادہ اور سرسبز زمین تلاش کرنے لگے تاکہ آئندہ ارسلان خاں کے ساتھ مل کر روز کی جنگ سے محفوظ رہیں۔ کسی نے ان سے بلاوساسون کی تعریف کر دی چنانچہ یہ سب بیوی بچوں سمیت بلاوساسون چلے گئے۔ پھر جب دوبارہ ''کوخاں'' شاہ چین نے اسلامی علاقوں کی طرف قبضہ اور لوٹ مار کے لئے قدم بڑھایا تو ترکان خطا جو ارسلان خاں سے ناراض ہو کر بلاوساسون میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ ''کور خاں'' سے مل گئے، اس طرح اس کے لشکر کی تعداد بڑھ گئی، پھر یہ سیلاب کی طرح ماوراء النہر کی طرف بڑھا۔ خان محمود بن ارسلان خان محمد ماہ رمضان ۵۳۱ھ میں اس طوفان کو روکنے کے لئے مقابلہ پر آیا، شدید جنگ کے بعد خان محمود کو شکست ہوئی، سمرقند واپس آ گیا، اس سے کور خاں کا رعب داب بڑھ گیا۔ ماوراء النہر اور اہل نجران کے مظالم کا شکار ہونے لگے۔

سلطان سنجر کی کوہر خان کے ساتھ جنگ:......خان محمود نے سلطان سنجر کی خدمت میں خط بھیجا، سب واقعات لکھے اور امداد کی درخواست کی، سلطان سنجر کو اس سے سخت صدمہ ہوا، چنانچہ فوراً لشکر کی فراہمی اور اسباب جنگ مہیا کرنے کا حکم دیا، خراسان، بجستان (خاندان بنی خلف) غرنی (ملوک غور) اور مازندران کے حکمران اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے سلطان سنجر کے پاس جمع ہو گئے، فوج کی تعداد ایک ❶ لاکھ سے بڑھ گئی۔ ۵۳۹ھ کے آخر میں نہر عبور کر کے چینی بادشاہ سے لڑنے کے لئے بڑھے۔ محمود خان نے ترکان قارغلیہ کے مظالم اور زیادتیوں کی شکایت کی۔ سلطان سنجر نے ان کی گوشمالی کا قصد ارادہ کیا۔ ترکان قارغلیہ نے کوخاں بادشاہ چین کے پاس جا کر پناہ لی۔ کوہر خان نے سلطان سنجر کو ترکان قارغلیہ کی سفارش کا خط لکھا، مگر سلطان سنجر نے توجہ نہ دی، دھمکی بھرا خط ملا۔ اسلام کی دعوت دی، اور اسلام نہ قبول کرنے کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی۔ خط دیکھ کر کوہر خان سخت برہم ہوا۔ اور دھکے دے کر سلطان سنجر کے ایلچی کو دربار سے نکلوا دیا اور لشکر مرتب کر کے سلطان سنجر سے جنگ کے لئے روانہ ہوگیا۔ دونوں حریف کا مقام قطوان میں بتاریخ ۵ صفر ۵۳۶ھ مقابلہ ہوا۔ بادشاہ چین کی طرف سے ترکان قارغلیہ خم ٹھونک کر میدان میں آئے لشکر اسلام سے شاہ بجستان

---

❶......یہ تعداد ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۶۵) پر لکھنے سے رہ گئی تھی جس کا اضافہ ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۱۱ صفحہ ۸۵) سے کیا ہے۔

تیغ وسپر ہونے کے لئے نکلا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اور آخر کار اسلامی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ مسلمانوں کی بڑی تعداد کام آ گئی۔ شاہ بجستان، امیر قماج اور سلطان سنجر کی بیگم گرفتار ہو گئے۔ لیکن کوہر خان نے عزت واحترام سے ان لوگوں کو سلطان سنجر کے پاس بھیج دیا۔ ترکان خطا اور کافر ترک بلاد ماوراء النہر پر قابض ہو گئے۔

کوہر خان کی موت:......۵۳۷ھ میں کوہر خان بادشاہ چین مر گیا۔ اس کی بیٹی تخت حکومت پر فائز ہوئی، مگر تھوڑے دنوں کے بعد یہ بھی مر گئی۔ پھر اس کی ماں (کوخان کی زوجہ ❶ جو کوہر خان کی چچا زاد تھی) حکمران بنی۔ اسی زمانہ سے ماوراء النہر میں ترکان خطا کی حکمت اور سلطنت کا سکہ چلنے لگا، یہاں تک کہ عماد الدین محمد خوارزم شاہ نے ۶۱۲ھ میں ترکان خطا سے ماوراء النہر پر قبضہ لے لیا۔

خوارزم شاہ کی قتل وغارت:......سلطان سنجر کی شکست کے بعد آتسز (خوارزم شاہ) نے ماہ ربیع الاول ۵۳۶ھ میں سرخس کی طرف قدم بڑھایا، چنانچہ اہل سرخس نے اطاعت کی گردن جھکا دی، پھر مروشاہجان کا رخ کیا۔ امام، احمد باخرزی نے حاضر ہو کر اہلیان مروشاہجان کی سفارش کی، جنگ اور خونریزی سے روکا، چنانچہ خوارزم شاہ مروشاہجان کے باہر خیمہ زن ہو گیا، ابوالفضل کرمانی اور چند رؤساء کو مشورے کے لئے طلب کیا۔ اس دوران عوام الناس نے ہلڑ مچا دیا۔ اور خوارزم شاہ کے فوجیوں کو جو اس وقت مروشاہجان میں تھے مار اقتل کیا اور شہر سے نکال دیا۔ جھگڑا بڑھا تو خوارزم شاہ نے قتل اور غارتگری کا حکم دیدیا۔ فوجیوں نے تہ تیغ گھس کر جی کھول کر پامال کیا، بہت سے علماء بھی شہید ہوئے۔

نیشا پور واپسی:......شوال میں خوارزم شاہ نیشا پور کی جانب واپس لوٹا، علماء فقہاء اور زُہاد کا وفد خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ اہل نیشا پور کی طرف سے گذارش کی ''ہم لوگوں کے ساتھ وہ برتاؤ نہ کئے جائیں جو اہل مرو شاہجان کے ساتھ کئے گئے تھے۔ ہم آپ کے علم حکومت کے مطیع و فرمانبردار ہیں''۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے اس درخواست کو قبول کر لیا لیکن اصرار کر کے سلطان سنجر کا خزانہ لے لیا اور اس کے نام کا خطبہ موقوف کر کے جامع مسجد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔

خوارزم شاہ اور سلطان سنجر کی جنگ:......اس کے بعد خوارزم شاہ نے اپنی فوج کو نواح صغد (بیہق) میں پھیلا دیا۔ جس سے غارتگری اور قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ چند دن تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ چونکہ ترکان خطا بلاد ماوراء النہر میں بلبلے بے درمان کی طرح پھیل رہے تھے اور سلطان سنجر ان سے مقابلے میں مصروف تھا اس لئے خوارزم شاہ کی پیش قدمی کو نہ روک سکا۔ یہاں تک کہ ۵۳۸ھ کا دور آ گیا، سلطان سنجر کو ایک گونہ ترکان خطا کی جنگ سے فراغت ہوئی۔ لہٰذا لشکر آراستہ کر کے خوارزم شاہ سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا، مگر خوارزم شاہ قلعہ بند ہو گیا، اور لڑائی کا سلسلہ شروع ہو گیا، سلطان سنجر کے بعض کمانڈر شہر میں گھس گئے۔ سخت مقابلہ ہوا قریب تھا کہ شہر پر قبضہ ہو جاتا لیکن آتسز (خوارزم شاہ) نے سخت اور شدید جنگ کے بعد ان کو شہر سے نکال دیا۔

خوارزم شاہ اور سنجر کی صلح:......اس کے بعد آتسز (خوارزم شاہ) نے صلح کا پیغام بھیجا۔ اطاعت اور فرمانبرداری کا وعدہ کیا اور تمام مقبوضہ علاقہ چھوڑ کر اپنے پرانے مقبوضات واپس چلا گیا۔ چنانچہ سلطان سنجر نے شرائط منظور کر کے صلح کر لی۔ چنانچہ ۵۳۸ھ میں خوارزم کا محاصرہ ختم کر کے واپس آ گیا۔

سلطان مسعود اور اتابک زنگی کی صلح:......۵۳۸ھ میں سلطان سنجر دار الخلافت بغداد حسب عادت پہنچا ❷ پھر موصل کے ارادے سے لشکر مرتب کرنے لگا کیونکہ جتنے فسادات اور جھگڑے امراء اور کمانڈروں کی طرف سے پیدا ہوئے تھے وہ سب کے سب اتالیق زنگی (والی موصل) کے سر تھوپ دیئے جاتے تھے۔ سلطان سنجر کو اس سے غصہ پیدا ہوا موقع کا انتظار کرنے لگا۔ پھر جب اسے ترکوں اور خوارزم شاہ سے فراغت حاصل ہوئی تو

---

❶......بریکٹ میں موجود عبارت یہاں لکھنے سے رہ گئی تھی جسے ہم نے تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۶۶) سے بڑھایا۔ پھر عربی میں چچا کے لیے لفظ ''عم'' استعمال ہوتا ہے۔ بعض نسخوں میں 'عم' کی جگہ ''محمد'' تحریر ہے جو درست نہیں ہے (دیکھیں تاریخ الکامل جلد ۱۱ صفحہ ۸۶)

❷......یہ لفظ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۶۶) پر لکھنے سے رہ گیا تھا جس کا اضافہ ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۱۱ صفحہ ۹۲) سے کیا ہے۔

اتالیق زنگی کی اصلاح اور سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا۔ اتالیق زنگی نے ابوعبداللہ بن انباری کی معرفت فدویت نامہ روانہ کیا اور لطف و رحم کی درخواست کی بیس ہزار دینار نذر کئے۔ واپسی کی شرط پر ایک لاکھ دینار دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ سلطان سنجر راضی ہو گیا اور صلح ہو گئی۔

اتابک زنگی کے بیٹے کی واپسی:...... ان باتوں میں سے جن پر سلطان سنجر نے اتالیق سے صلح کی۔ ایک بات یہ تھی کہ اس واقعہ میں سیف الدین غازی (اتالیق زنگی کا بیٹا) محبت پدر کی وجہ سے سلطان سنجر کی خدمت سے علیحدہ ہو کر اتالیق زنگی کے پاس چلا گیا تھا۔ اتالیق زنگی نے اس کی طرف ذرا بھی التفات نہ کیا اور الٹے پاؤں سلطان سنجر کی خدمت میں بھیج دیا۔ اور یہ لکھا کہ "میرا بیٹا حضور کی خدمت میں رہتا تھا حضور کا مزاج مجھ سے برہم دیکھ کر محبت پدری کی وجہ سے میرے پاس بھاگ آیا ہے۔ میں اسے پھر حضور کی بارگاہ میں واپس بھیج رہا ہوں۔ میں اور یہ دونوں حضور کے غلام ہیں اور ملک آپ کا ہے" اس سے سلطان سنجر کا دل نرم ہو گیا اور اتالیق زنگی کی قدر و منزلت دوگنی ہو گئی۔ اس نے نہایت خوشی سے صلح کا پیغام قبول کر لیا۔

بوزابہ کی بغاوت:...... بوزابہ (والی فارس وخوزستان) کو سلطان مسعود سے کشیدگی اور نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ ۵۴۱ھ میں محمد بن سلطان محمود (سلطان مسعود کے بھائی) کی بیعت کی اور فوجیں آراستہ کر کے ماشون (قاشان) کی جانب روانہ ہوا۔ امیر عباس (والی رے) بھی آملا اور اس رائے سے اتفاق کیا۔ سلطان شاہ (سلطان مسعود کا بھائی) بھی ان لوگوں سے ساز باز کر کے مل گیا۔ آہستہ آہستہ اکثر شہروں پر ان باغیوں نے قبضہ کر لیا۔ سلطان مسعود کو اس کی خبر ملی تو ماہ رمضان میں بغداد سے روانہ ہوا امیر طغائرک، امیر الحاج، رکاب میں تھے، اس کا ارا کین دولت پر ایک خاص اثر تھا اور عام لوگوں کا میلان بھی اس کی طرف تھا۔ بغداد میں مہلہل بنصیر امیر الحاج اور بہروز کے غلاموں کا ایک گروپ حفاظت و امن قائم رکھنے کی غرض سے چھوڑ دیئے گئے۔ جس وقت دونوں لشکر کا مقابلہ ہوا، سلیمان شاہ ان کی جماعت سے نکل کر اپنے بھائی سلطان مسعود کے پاس چلا گیا۔ امیر عبدالرحمٰن نے صلح کی گفتگو شروع کی۔ چنانچہ حسب خواہش صلح ہو گئی۔ امیر عبدالرحمٰن کو اس حسن خدمت کے صلہ میں ان صوبوں کی حکومت کے علاوہ جس پر وہ پہلے سے حکمران تھا، آذربائیجان اور اران تاخلخال کی گورنری بھی جاولی طغرل کی جگہ مرحمت کی گئی۔

ابوالفتح کی معزولی اور بحالی:...... اسی سلسلہ میں ابوالفتح بن دراست کو جو کہ امیر بوزابہ کا وزیر تھا، قلمدان وزارت حوالے کیا گیا۔ ۵۳۹ھ میں سلطان مسعود نے اپنے وزیر السلطنت یزدجردی کو معزول کر کے مرزبان بن عبداللہ بن نصر اصفہانی کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ اور یزدجردی (معزول وزیر) کو مرزبان بن عبداللہ (نئے وزیر) کی سپردگی میں دے دیا۔ مرزبان بن عبداللہ نے یزدجردی کا سارا مال و اسباب ضبط کر لیا اور جیل میں ڈال دیا۔ پھر جب ۵۴۰ھ کا دور آیا اور امیر بوزابہ وغیرہ سے صلح ہو گئی تو امیر بوزابہ کو ایک حد تک سلطان مسعود پر قابو مل گیا اور اس کی حکومت و سلطنت استبداد اور تحکم حاصل ہو گیا۔ اسی کا نتیجہ یہ تھا کہ ابوالفتح بن دراست مرزبان کی جگہ سے عہدہ وزارت پر پھر مامور ہوا۔

عبدالرحمان طغائرک:...... عبدالرحمان طغائرک کو سلطان مسعود پر بیحد حاوی ہو گیا تھا۔ اس حد تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ سلطان مسعود شاہ شطرنج کی طرح صرف تخت حکومت کا مالک تھا۔ باقی سارے امور کو سیاہ و سفید کرنے کا اختیار عبدالرحمٰن طغائرک کے قبضہ میں تھا۔ بیگ ارسلان ابن خاص بیگ ابن بلنکری کو سلطان مسعود کی خدمت سے روک دیا۔ بیگ ارسلان، سلطان مسعود کا خادم خاص اور پروردہ تھا۔ سلطان مسعود کی نظر عنایت اس پر رہا کرتی تھی۔ خلوت اور جلوت میں سلطان مسعود کی خدمت میں رہتا تھا۔ طغائرک کے اس خیال سے کہ سلطان مسعود کو اس سے بے حد صدمہ ہوا۔ بیگ ارسلان اور بعض کمانڈروں کو تنہائی میں طلب کر کے طغائرک کے قتل کا حکم دے دیا۔ کسی سردار کی ہمت نہ پڑی۔ زنگی جاندار نے اس کام کا بیڑہ اٹھالیا۔ بیگ ارسلان نے اس سے وافقت کی دیکھا دیکھی کمانڈروں کا ایک گروپ بھی تیار ہو گیا۔

طغائرک کا قتل:...... اس کے بعد ایک دن طغائرک اپنے جاہ و حشم کے ساتھ جنزہ میں ہواخوری کے لیے نکلا۔ زنگی جاندار نے بڑھ کر وار کیا جس سے طغائرک گھوڑے سے زمین پر گر گیا۔ بیگ ارسلان نے لپک کر طغائرک کا کام تمام کر دیا۔ اور ان کمانڈروں نے جو اسی کام کو انجام دینے کے لیے ساتھ تھے، طغائرک کے ساتھیوں کو شور و شغب سے روک دیا۔

امیر عباس کی ناراضگی:...... اس واقعہ کی اطلاع سلطان مسعود کو دی گئی۔ سلطان مسعود اس وقت بغداد میں تھا۔ امیر عباس (والی رے) بھی اپنی

فوج کے ساتھ بغداد میں ٹھہرا ہوا تھا۔ امیر عباس اس واقعہ سے بہت ناراض ہوا اور سلطان مسعود سے بدلہ لینے کا موقع ڈھونڈ ھنے لگا۔ سلطان مسعود نے تالیف قلوب کی نرمی و ملاطفت سے پیش آیا۔ چنانچہ میر عباس کا غصہ فرد ہوگیا۔ اس کے بعد سلطان مسعود نے امیر عباس کے قتل کی بھی تدبیر شروع کی۔ بعض کمانڈروں اور اراکین دولت کو امیر عباس کے قتل پر آمادہ و تیار کر لیا۔ چونکہ کمانڈر اور اراکین دولت امیر عباس کے استبداد اور تحکم سے تنگ آ گئے تھے، اس لیے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ امیر بقش اور حرسوس لحف نے قتل کا بیڑہ اٹھایا۔

امیر عباس کا قتل: ......ایک روز سلطان مسعود نے امیر عباس کو محلسرائے شاہی میں طلب کیا۔ امر بقش اور حرسوس لحف نے چند آدمیوں کو محلسرائے کی کھچیوں میں چھپا دیا۔ چنانچہ امیر عباس محلسرائے شاہی کے دروازے پر پہنچا۔ فوج جان نثاران نے صرف امیر عباس کو اندر داخل ہونے کی اجازت دی، اس کے ساتھیوں کو روک دیا۔ امیر بقش اور حرسوس امری عباس سے باتیں کرتے ہوئے اس طرف لے گئے جہاں اسے قتل کے لیے آدمیوں کو چھپا رکھا تھا۔ چنانچہ وہ سب اچانک نکل پڑے اور امیر عباس کا کام تمام کر دیا اس کے خیمہ اور اسباب کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ سے پورے شہر میں واویلا اور ایک شور برپا ہوگیا۔ لیکن پھر خاموشی اور سکون کا عالم ہوگیا۔ یہ واقعہ ۵۴۱ھ ماہ ذیقعدہ کا ہے۔

امیر عباس کی سیرت: ......امیر عباس، سلطان محمود کا آزاد کردہ غلام تھا۔ عادل، نیک سیرت، فرقہ باطنیہ کے خلاف کثیر الجہاد اور مدبر شخص تھا، رعایا اس سے بیحد خوش تھی۔

سلطان مسعود نے امیر عباس کے قتل کے بعد اس کے بھائی سلیمان شاہ کو قلعہ تکریت میں قید کر دیا اور بغداد سے اصفہان کا سفر اختیار کیا۔ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ ولی التوفیق)

والی فارس بوزابہ کا ردعمل: ......آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ طغائرک، امیر عباس والی رے اور امیر بوزابہ (والی فارس وخوزستان) کو سلطان مسعود کی حکومت وسلطنت پر استبداد حاصل ہوگیا تھا۔ یہ تینوں امیر ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے تھے۔ طغائرک، امیر عباس اور امیر بوزابہ کے ذریعہ سے سلطان مسعود کو شطرنج کا بادشاہ بنائے ہوئے تھے۔ جس وقت طغائرک مارا گیا۔ امیر عباس کو برفروختگی اور اشتعال پیدا ہوا۔ بدلہ لینے نہیں پایا تھا کہ فوراً ہی مار ڈالا گیا۔ اس کے مارے جانے کی خبر امیر بوزابہ کو ملی تو غصہ سے کانپ اٹھا اور بڑی فوج لے کر ۵۴۲ھ میں اصفہان پہنچا اور محاصرہ کر لیا۔ دوسری فوج کو ہمدان کے محاصرے پر مجبور کیا۔ تیسری فوج شلعہ ماہکی بلاد لحف کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوئی۔

بلاد لحف، امیر بقش کو زخر کی گورنری میں تھے۔ چنانچہ امیر بقش نے مقابلے پر کمر باندھی اور مردانگی اور جرأت سے لڑ کر غنیم کو پسپا کیا۔

بوزابہ کا قتل: ......امیر بوزابہ، اصفہان سے سلطان مسعود کی تلاش میں روانہ ہوا۔ سلطان مسعود نے جب سے پہلو تہی کرنا چاہی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ چنانچہ مرگ قراتکین میں صف آرائی ہوئی، نہایت شدید مقابلہ ہوا۔ دونوں حریف جی توڑ کر لڑے۔ اتفاق سے امیر بوزابہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا امیر بوزابہ زمین پر گر گیا۔ ایک فوجی سپاہی نے لپک کر گرفتار کر لیا۔ اور اسے سلطان مسعود کی خدمت میں پیش کر دیا۔ چنانچہ سلطان مسعود کے سامنے مار ڈالا گیا۔ روایت کی جاتی ہے کہ جنگ کے دوران امیر بوزابہ کو تیر لگا تھا۔ جسکے صدمہ سے گھوڑے سے گرا اور مر گیا۔ امیر بوزابہ کے مارے جانے سے سارا لشکر تتر بتر ہوگیا۔ یہ لڑائی حکمرانان سلجوقیہ کی بڑی لڑائیوں میں سے ایک ہے۔

امراء کی بغاوتیں: ......طغائرک، امیر عباس اور امیر بوزابہ کے مارے جانے کے بعد بیگ ارسلان (سلطان مسعود کے خادم خاص) کی خدمت میں آ گیا۔ دربار شاہی میں امراء کی آمدورفت مسدود ہوگئی۔ اس سے امراء واراکین دولت کو سلطان مسعود کی طرف سے ناراضگی پیدا ہوگئی۔ خطرہ پیدا ہوا کہیں ہمارے ساتھ بھی وہی واقعہ رونما نہ ہو جو طغائرک اور امیر عباس وغیرہ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اس لیے امراء واراکین دولت سلجوقیہ ابور کن مسعودی (والی گنجہ) اور ان بقش کوزخر (والی جبل) حاجب خریطائی محمودی افسر پولیس بغداد، ابن طغائرک، امیر رکن مسعود اور فرقوب سلطان مسعود کی رفاقت ترک کر کے عراق کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان لوگوں کے ساتھ سلطان مسعود کا بھتیجا محمد بن محمود بھی تھا۔ یہ سب امراء سلجوقیہ حلوان پہنچ گئے۔ اہل بغداد میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہوئی۔ غلہ مہنگا ہوگیا، خلیفہ مقتفی عباسی نے واپس جانے کا پیغام بھیجا۔ مگر کسی نے سماعت نہ کی ماہ ربیع الآخر ۵۴۳ھ

میں بغداد میں داخل ہوئے۔ اور مشرقی جانب قیام کیا۔ مسعود (افسر پولیس بغداد) تکریت بھاگ گیا۔ علی ابن دبیس والی حلہ بھی ان لوگوں سے آملا اور مغربی بغداد میں خیمہ نصب کیا۔ خلیفہ مقتفی نے بغداد کی حفاظت کے لیے فوجیں حاصل کیں۔ امراء سلجوقیہ کے فوجیوں اور عوام الناس سے بغداد میں لڑائی چھڑ گئی۔ متعدد لڑائیں ہوئیں۔

بغداد کی بربادی:...... بالآخر اہل بغداد نے امراء سلجوقیہ کے لشکر کو بغداد سے نکال دیا۔ مگر وہ لوٹ کر پھر حملہ آور ہوگئے۔ چنانچہ بغداد کی سڑکیں گلی اور کوچے مقتولوں سے بھر گئے۔ آبادی ویرانی سے، امن سے بدامنی بدل گئی۔ محلے کے محلے سنسان بن گئے، لوٹ مار اور غارتگری کی کوئی حد نہ رہی۔ لوٹا، مارا اور قید کیا۔ اس ساری غارتگری میں عورتیں اور بچے بھی محفوظ نہ رہے۔ اس کے بعد سلجوقیہ بارگاہ خلافت کے سامنے آئے۔ رسم زمین بوسی ادا کی۔ معذرت کی اور پورا دن خلیفہ مقتفی عباسی اور امراء سلجوقیہ کی بات چیت ہوتی رہی۔ بالآخر اگلے دن بغداد سے نہروان کی طرف کوچ کر گئے۔ اس کے بعد مسعود افسر پولیس بغداد واپس آیا۔ اور ان غارتگروں نے نہروان پہنچ کر یہی حرکتیں لوٹ اور قتل شروع کیا۔

خلیفہ مقتفی اور سلطان مسعود:...... اس غارتگری کے بعد امراء منتشر اور متفرق ہوگئے اور عراق چھوڑ دیا۔ بقش کوزخر طرنطائی اور ابن دبیس نے ۵۴۳ھ میں زوبارہ بغداد کا رخ کیا۔ ملک شاہ بن محمود سلطان مسعود کا بھتیجا ان کے ساتھ تھا۔ اس نے خلیفہ مقتفی عباسی سے ملک شاہ کا نام خطبہ میں داخل کئے جانے کی درخواست کی۔ مگر خلیفہ مقتفی نے انکار میں جواب دیا۔ فوجیں حاصل کیں اور سلطان مسعود کو اس حال سے آگاہ کیا۔ لیکن سلطان مسعود وعدہ کرنے کے باوجود اپنے چچا سلطان سنجر کی وجہ سے وعدہ پورا نہ کر سکا۔

سنجر اور مسعود کی ناراضگی اور صلح:...... سلطان سنجر نے بیگ ارسلان کے بارے میں سلطان مسعود کو لکھا "تم نے بیگ ارسلان کو اس قدر چڑھا دیا ہے کہ اور ارا کین دولت اور کمانڈروں کو اس سے ناراضگی اور بددلی پیدا ہوگئی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ تم اسے اپنی خدمت میں علیحدہ کر دو اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو میں مداخلت کرنے پر آمادہ ہو جاؤں گا"۔ سلطان مسعود نے بہانے کر کے ٹال دیا اور اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ چنانچہ سلطان مسعود کو بہت غصہ آیا، کوچ کر کے "رے" پہنچ گیا۔ مگر سلطان مسعود نے حاضر ہو کر معذرت کی اور راضی کر لیا۔

نہروان کی تباہی:...... بقش کوزخر کو جب اس کی اطلاع ملی کہ خلیفہ مقتفی عباسی نے سلطان مسعود کو خط لکھ کر امداد طلب کی ہے تو نہروین کو لوٹ کر علی ابن دبیس (والی حلہ) کو گرفتار کر لیا اس کے بعد سلطان مسعود اپنے چچا سلطان سنجر سے مل کر بغداد روانہ ہوا اور ۵ شوال ۵۴۳ھ کو بغداد پہنچا۔ طرنطائی مرعوب ہو کر نعمانیہ بھاگ گیا۔ بقش کوزخر بھی نہروان سے کوچ کر گیا اور علی ابن دبیس کو چھوڑ دیا۔ علی ابن دبیس نے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو کر معذرت کر لی کہ سلطان مسعود راضی ہو گیا۔

۲۵ رجب ۵۴۷ھ کو ہمدان میں سلطان مسعود ❶ کی وفات ہوگئی۔ سلطنت کے دعوی کے وقت سے بائیس سال حکومت کی۔ اس کی حکومت کے زمانہ تک حکمرانان سلجوقیہ کا ستارہ اقبال بلندی پر تھا۔ مگر اس کے بعد زوال شروع ہوگیا۔ اس کے مرنے سے گویا سلطنت سلجوقیہ کو موت آ گئی۔ اس نے اپنے بھتیجے ملک شاہ ابن سلطان محمود کو اپنا ولی عہد بنایا تھا۔ اسی بناء پر اس کے مرنے کے بعد امیر خاص بیگ نے ملک شاہ کو تخت حکومت پر بٹھایا، بیعت کی اور شاہی افواج نے بھی سلامی دی۔

محمد بن سلطان محمود:...... سلطان مسعود کی وفات کی خبر دار الخلافت بغداد پہنچی تو مسعود بلال (افسر پولیس بغداد) تکریت بھاگ گیا۔ خلیفہ مقتفی باللہ عباسی کے حکم سے اس کا اور سلطان مسعود کے حامیوں کے مکانات مال و اسباب ضبط کر لئے گئے۔ اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے ایک فوج

---

❶ ...... سلطان مسعود بن سلطان محمد ماہ ذیقعدہ ۵۰۱ھ میں پیدا ہوا۔ اس حساب سے ۴۵ برس کی عمر پائی۔ نہایت خلیق، خوش مذاق اور خندہ پیشانی والا شخص تھا۔ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کرتا، خوش خلقی سے پیش آتا اور ان کے اموال پر دست درازی نہیں کرتا تھا۔ حکمرانان سلجوقیہ میں سے زیادہ نرم دل کوئی بادشاہ نہیں گذرا۔ اس کے بہت سے اوصاف اور فضائل کتب تواریخ میں لکھے ہیں ہم نے اختصار کے لیے اسی قدر پر اکتفا کیا۔ ایک ہفتے تپ محرقہ میں بیمار رہ کر کیم رجب ۵۴۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۰۵ جلد ۱۱ مطبوعہ لیڈن)

سالار کرد کی کمان میں حلہ روانہ کی۔ سالار کرد نے حلہ پر قبضہ کر لیا۔ مسعود بلال یہ سن کر تکریب سے حلہ آیا اور سالار کرد سے ملا۔ ہاں میں ہاں ملائی ہم آہنگی ظاہر کی۔ اس طرح سالار کرد کو گرفتار کر کے دریا میں ڈبو دیا اور حلہ پر قابض ہو گیا۔

خلیفہ مقتفی اور مسعود کی جنگ:...... خلیفہ مقتفی لامر اللہ عباسی کو اس کی اطلاع ملی تو آگ بگولا ہو گیا۔ وزیر السلطنت عون الدین ابن ہبیرہ کو حلہ پر فوج کشی کا حکم دیا۔ مسعود بلال فرات عبور کر کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی تو شکست کھا کر بھاگ گیا۔ وزیر السلطنت نے حلہ پر قبضہ کر کے ایک دستہ فوج کوفہ کی طرف اور دستہ فوج واسط بھیجی۔ چنانچہ کوفہ اور واسط بھی فتح ہو گئے۔ اس دوران سلطان ملک شاہ کا لشکر واسط پہنچ گیا۔ وزیر السلطنت کی فوج نے واسط چھوڑ دیا تو شاہی لشکر نے قبضہ کر لیا۔ خلفیہ مقتفی عباسی کو اس کی خبر ملی تو بنفس نفیس فوجیں لے کر واسط کی طرف روانہ ہوا۔ شاہی لشکر یہ خبر سن کر واسط سے کنارہ کش ہو گیا۔ چنانچہ خلیفہ واسط پر قبضہ کر کے حلہ کی جانب چلا اور حلہ ہوتا ہوا ماہ ذیقعدہ کے آخر میں دار الخلافت بغداد واپس آ گیا۔

ملک شاہ کی گرفتاری:...... امیر خاص بیگ کو جس نے سلطان ملک شاہ کو تخت حکومت بٹھایا تھا اور سب سے پہلے بیعت کی تھی، استبداد اور انفرادی حکومت کی خلش پیدا ہو گئی۔ چھ مہینے حکومت کے بعد ملک شاہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ محمد بن سلطان محمود کو خوزستان سے بلا کر تخت حکومت پر بٹھایا۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ نذر گرانی، تحائف اور ہدایا پیش کئے۔ چونکہ سلطان محمد کو امیر خاص بیگ کی حرکات کی اطلاع مل گئی تھی اور لوگوں نے اس کی بد باطنی اور شرارت کی چغلی کی تھی۔ اس لیے سلطان محمد کو پہنچنے کے دوسرے دن جب حاضری دینے کو آیا تو سلطان محمد نے اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔ اس کے ساتھ زنگی جاندار کو بھی موت کا پیالہ پلایا۔ جس نے طغائرک کو قتل کیا تھا۔ امیر خاص بیگ کے قتل کے بعد مال و اسباب ضبط کر لیا گیا

امیر خاص بیگ:...... امیر خاص بیگ ایک ترکمانی کا بیٹا تھا۔ کسی ذریعہ سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ چلتا پرزہ اور ہوشیار تھا۔ بعض نمایاں کام انجام دے دیئے۔ چنانچہ سلطان مسعود نے اس کو اپنے مصاحبوں میں داخل کر لیا اور شاہی افواج اور امراء دولت کا سردار بنا دیا۔

انوغری ترکی ''شملہ'' امیر خاص بیگ کا خاص مصاحب اور حاجب تھا۔ اس نے امیر خاص بیگ کو سلطان محمد کے پاس جانے سے روکا تھا۔ چنانچہ جب امیر خاص بیگ مارا گیا تو شملہ خوزستان چلا گیا اور اپنی حکومت و ریاست کا سلسلہ قائم کر لیا (واللہ اعلم بغیبہ)

ترکان غز:...... غز (ترکوں کا ایک گروہ) ماوراء النہر میں رہتا تھا، ترکوں کا یہ ایک جرگہ تھا جس میں حکمران حکومت سلجوقیہ بھی شامل ہیں۔ ماوراء النہر میں عبور کرنے کے بعد یہیں سکونت اختیار کر لی۔ مذہباً مسلم تھے، جس وقت ترکان خطا، ملک چین اور ماوراء النہر پر قابض ہوئے تو ترکوں کا یہ جرگہ جو ''غز'' کے نام سے مشہور تھا، خراسان چلا گیا اور اطراف بلخ میں رہنے لگا۔ اس زمانہ میں محمود، ایاز، بختیار، طوطی، ارسلان اور معزان پر حکمران تھے۔ امیر قماج (والی بلخ) نے ان لوگوں کو بلخ سے نکالنے پر کمر باندھی مگر ان لوگوں نے کچھ دے کر امیر قماج کو باز رکھا۔ یہ لوگ صوم وصلوۃ کے پابند تھے، زکوۃ دیتے، قافلوں کی حفاظت کرتے اور امن وامان سے رہتے تھے۔ کسی کو تکلیف وایذ انہیں دیتے تھے۔

ترکان غز اور امیر قماج کی جنگ:...... چند دنوں کے بعد امیر قماج کو ان کو نکالنے کا سودا پھر پیدا ہو گیا۔ سارے جرگہ کو اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ اس پر ترکان غز بگڑ گئے اور شہر بدر ہونے سے انکار کر دیا۔ بحکم ''ہر کہ بہ تنگ آید بجنگ آید'' مقابلہ کے لیے اپنے گروہ کو جمع کر لیا۔ امیر قماج دس ہزار سواروں کے ساتھ ترکان غز کو نکالنے کے لئے روانہ ہوا۔ ترکان غز کے سرداروں نے حاضر ہو کر مال وزر پیش کیا۔ معذرت کی اور واپس جانے کی درخواست دی۔ مگر امیر قماج نے ایک نہ سنی، نوبت بجنگ رسید کا مضمون ہو گیا۔ چنانچہ ترکان غز نے امیر قماج کو شکست دے دی۔ اس کے لشکر کے ایک بڑے حصے کو قتل کیا۔ رعایا پر بھی دست درازی کی، علماء وفقہا بھی اس قتل عام سے محفوظ نہ رہ سکے۔ عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر کے لے گئے۔ لونڈی غلام بنایا، مدارس ویران کر دیئے۔ امیر قماج بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگ کر مرو پہنچا۔ سلطان سنجر کی خدمت میں باریاب ہوا۔ کل واقعات گوش گذار کئے۔

سلطان سنجر کی گرفتاری:...... سلطان سنجر نے ترکان غز کو بلخ چھوڑنے کا حکم بھیجا۔ اور حکم کے عدم تعمیل کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی۔ ترکان غز

نے نرمی اور ملاطفت سے جواب دیا۔ خراج دینے کو تیار ہو گئے۔ ملک چھوڑنے کے علاوہ دوسرے احکام کی تعمیل پر آمادگی ظاہر کی۔ لیکن سلطان سنجر نے سماعت نہ کی اور ایک لاکھ فوج سے ترکان غز پر یلغار کی۔ نامی گرامی جنگ آزمودہ سردار لشکر میں تھے، نہایت شدید جنگ شروع ہوئی۔ جس میں سلطان سنجر کو شکست ہوئی۔ ترکان غز دور تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ چنانچہ سلطان سنجر کے لشکر کا زیادہ حصہ کام آ گیا۔ علاء الدین قماج مارا گیا۔ سلطان سنجر سند کمانڈروں سمیت گرفتار ہو گیا۔

خراسان پر ترکان غز کا قبضہ:.......ترکان غز نے جنگ کے بعد کمانڈروں کو مار ڈالا اور سلطان سنجر کے ساتھ انتہائی ادب سے پیش آئے۔ اس کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کی اور اس کے ساتھ مرو میں داخل ہوئے۔ مرو ملک خراسان کا دارالحکومت تھا۔ بختیار نے گذارش کی کہ ”مرو مجھے بطور جاگیر مرحمت فرمادیں“ مگر سلطان سنجر نے جواب دیا ”یہ دارالحکومت جاگیر میں نہیں دیا جاتا“ بختیار یہ سن کر ہنس پڑا۔ ترکان غز مذاق اڑانے لگے۔ سلطان سنجر یہ رنگ دیکھ کر تخت حکومت سے علیحدہ ہو کر خانقاہ مرو چلا گیا۔ اور ترکان غز بلاد خراسان پر قابض ہو گئے۔

ترکان غز کا ظلم وستم:.......ترکان غز نے قبضہ کے بعد ظلم وستم کی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ جو مظالم کبھی وقوع میں نہیں آئے تھے، جنھیں کانوں نے کبھی نہیں سنا تھا وہ اہل خراسان پر کیے گئے۔ لوگوں پر مختلف قسم کے ٹیکس لگائے، بازار میں تین ڈبے لٹکادیے اور یہ حکم دیا کہ ”ان کو سونے سے بھر دو“ عوام الناس غصہ سے بھڑک گئے اور لڑ پڑے۔ ترکان غز نے نیشاپور میں داخل ہو کر اسے ایک طرف سے لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں کے قتل سے بھی باز نہ آئے۔ چھوٹے اور بڑے بھی قتل اور غارتگری سے محفوظ نہ رہے۔ گاؤں، قصبوں اور شہر کو جلا کر خاک کر دیا۔ بلاد خراسان میں کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں پر کہ علماء، صلحاء اور قضاۃ ان کے مظالم کے شکار نہ ہوئے ہوں اور قتل وغارت نہ کیے گئے ہوں۔ بلاد خراسان میں صرف ہرات اور سیستان چونکہ نہایت مضبوط مستحکم تھے، اس وجہ سے ترکوں کے ظلم وغارتگری سے محفوظ رہے [1]

امیر زنگی اور محتاج میں کشیدگی:......ابن اثیر نے بعض عجمی مورخوں سے روایت کی ہے کہ عہد خلافت خلیفہ مہدی (یا مقتفی) عباسی میں ترکوں کا یہ گروہ سرحد ترک کے آخر سے ماوراء النہر آیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ مقنع کندی نے شعبدے اور خرق عادات افعال دکھا کر ان کو اپنا مطیع بنایا۔ ان کی وجہ سے مقنع کی قوت بڑھ گئی۔ اس طرح مقنع کو اپنے ارادوں میں بخوبی کامیابی ہوئی اور اس کا مشن پورا ہو گیا۔ جب شاہی لشکر اس کی روک تھام اور سرکوبی کے لیے چلا تو ان ترکوں نے مقنع کو گرفتار کر کے شاہی لشکر کے حوالے کر دیا۔ اس قسم کی حرکت ان ترکوں نے ملوک خانیہ کے ساتھ بھی کی اس کے بعد ترکان قارغلیہ نے ان کو زیر وزبر کر کے جلاوطن کر دیا۔ امیر زنگی بن خلیفہ شیبانی نے جو کہ طغارستان پر قابض تھا، اپنے مقبوضہ علاقوں میں بلا کر ٹھہرایا اپنی فوج میں بھرتی کیا۔ امر قماج والی بلخ اور امیر زنگی کے درمیان ایک مدت سے عداوت کا سلسلہ چلا آ رہا تھا، امیر زنگی نے ترکان غز پر اترا کر امیر قماج پر چڑھائی کر دی۔ مگر امیر قماج نے ترکوں کو ملا لیا۔ چنانچہ مقابلہ کے وقت ترکان غز نے امیر زنگی کو دھوکا دیا۔ چنانچہ اسے شکست ہوئی۔ امیر زنگی اور اس کا بیٹا گرفتار ہو گئے۔ امیر قماج نے دونوں کی زندگی کا خاتمہ کرایا۔ اور ترکان غز کو امیر زنگی کے مقبوضہ علاقوں میں جاگیریں دی۔

---

[1] ......ہنگامہ میں ترکان غز نے بہت خون ریزی کی بلا امتیاز قتل کیا حسین ابن محمد ارسابندی، قاضی علی ابن مسعود اور شیخ محی الدین محمد بن یحی ترکوں کے ہاتھوں شہید کیے گئے۔ شعراء نے مرثیے لکھے۔ علی ابن ابراہیم کاتب کا مرثیہ زیادہ مشہور ہے جس کے چار اشعار یہ ہیں:

مضی الذی کان یجنی الدر من فیہ ☆ یسیل بالفضل و الافضال وادیہ
مضی ابن یحی الذی قد کان صوب حیاً ☆ لا یر شھر و مصباحاً سراجیہ
خلا خراسان من علم و من ورع ☆ لما نعاہ الی الافاق ناعیہ
لما اتوہ امات الدین واسفا ☆ من ذالذی بعد محی الدین یحییہ

ترجمہ:......گذر گیا وہ شخص جس کے منہ سے موتی لئے جاتے تھے، اس کے فضل اور فضائل کی وادی بہتی تھی، ابن یحیی گذر گئے جن کی زندگی، میں ان کی تصویب کی جاتی تھی، ان جیسا چراغ اب کبھی نہیں دیکھا جا سکے گا۔ خراسان، علم اور تقویٰ سے خالی ہو گیا جب ناعی نے ان کی موت کی، چار دانگ میں خبر دی۔ جب ان لوگوں نے ابن یحی کو شہید کیا، تو دین کو مار دیا۔ افسوس اب دین کو زندہ کرنے والا کون ہے؟ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۷

سلطان سنجر اور حسین غوری:......پھر حسین بن حسین غوری نے تسخیر بلخ کا رخ کیا امیر قماج مقابلہ پر آیا۔ ترکوں کا یہ گروہ اس کے لشکر میں تھا۔ مقابلہ ہوا تو ترکوں نے حسین غوری کا پلہ بھاری دیکھ کر امیر قماج کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور حسین غوری کی فوج میں مل گئے امیر قماج کو شکست ہوگئی۔ حسین غوری نے بلغ پر قبضہ کرلیا۔ جب سلطان سنجر کو اس واقعہ کی خبر ملی تو لشکر آراستہ کر کے بلخ پر یلغار کردی۔ حسین غوری کو شکست ہوگئی وہ بلخ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ شکست کے بعد سلطان سنجر کے دربار میں حاضر ہوا، معذرت کی اور اطاعت وفرمانبرداری کا وعدہ کیا۔ چنانچہ سلطان سنجر نے غزنی کی حکومت پر واپس بھیج دیا اور ترکان غز اطراف طغارستان میں بدستور سکونت پذیر ہوگئے۔ سلطان سنجر نے ان سے تعرض نہیں کیا۔

امیر قماج کا قتل:......چونکہ امیر قماج کا دل ان ترکوں سے صاف نہ تھا۔ گذشتہ واقعہ میں حسین غوری سے مقابلے میں دھوکا دینے کی وجہ سے ناراض تھا۔ اس لیے امیر قماج نے انھیں اپنے مقبوضہ شہروں سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ مگر ترکان غز نے مقابلہ کی تیاری کی۔ ہر طرف سے ترکوں کے جرگوں کو جمع کرلیا اور ارسلان بوقاتر کی کو امیر لشکر بنا کر عدول حکمی پر تل گئے۔ امیر قماج بھی لشکر آراستہ کر کے سرکوبی کے لیے بڑھا۔ نہایت شدید لڑائی ہوئی، پورا دن لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر کار امیر قماج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اسے شکست فاش ہوگئی۔ امیر قماج اور اسکا بیٹا ابوبکر گرفتار ہوگئے۔ جنھیں ترکان غز نے مار ڈالا اور اطراف بلخ پر قابض ہوگئے۔ قتل وغارت اور پامال شروع کردی۔ دیہات، قصبے اور شہر ویران ہوگئے۔

ترکوں کی مرو میں قتل وغارت:......سلطان سنجر نے ان واقعات سے مطلع ہو کر فوجیں فراہم کیں۔ مقدمۃ الجیش پر محمد بن ابوبکر بن امیر قماج مقبول اور مؤید ابی آید کو مامور کر کے محرم ۵۴۸ھ میں بڑھنے کا حکم دیا۔ ان کی روانگی کے بعد خود بھی ایک بڑی فوج لے کر روانہ ہوگیا۔ ترکوں نے فدویت نامہ بھیجا۔ اطاعت وفرمانبرداری کا وعدہ کرتے ہوئے فوج کشی کے اخراجات کا تاوان دینے پر تیار ہوگئے۔ مگر سلطان سنجر نے درخواست نامنظور کردی اور تیغ وسپر ہونے کے لیے ترکوں کے سر پر پہنچ گئے۔ مگر ترکوں نے اسے شکست دے کر بلخ کی طرف پسپا کردیا۔ پھر سلطان سنجر فوج کو مرتب کر کے دوبارہ بھڑ گیا۔ ترکوں نے اس جنگ میں اسے شکست دے دی، تو مرو بھاگ گیا۔ ترکوں نے تعاقب کیا۔ سلطان سنجر اور اس کے لشکر پر ترکوں کا رعب اس قدر غالب ہوگیا تھا کہ مرو میں ٹھہر نہ سکا اور بھاگ نکلا۔ ترکوں نے مرو میں داخل ہو کر قتل، غارتگری اور پامال شروع کردیا۔ بڑے بڑے آئمہ، نامی گرامی علماء اور قضاۃ کو شہید کردیا❶۔

سلطان سنجر کی گرفتاری اور تخت نشینی:......جس وقت سلطان سنجر مرو سے نکلا، ترکوں نے گرفتار کرلیا اور اپنی عادت کے مطابق سلطان سنجر کو تخت پر بٹھایا۔ اطاعت وفرمانبرداری کی گردن جھکائی اور اس کے بعد مرو میں غارتگری پر پھر ہاتھ بڑھا۔ اہل مرو نے مقابلے پر کمر باندھی، تیغ وسپر ہوگئے۔ لیکن ترکوں کی ظالمانہ قوت کا مقابلہ نہ کر سکے لہٰذا پسپا ہوگئے اور پھر مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دیئے، شہر ان کے حوالے کردیا۔ ترکوں نے پہلے سے زیادہ پامال کیا، قتل وغارتگری کی حد نہ رہی۔

طوس کی تباہی:......سلطان سنجر کی گرفتاری کے بعد وزیر السلطنت طاہر بن فخر الملک بن نظام الملک اور خرسان کے سارے امراء سلطان سنجر سے الگ ہو کر نیشاپور چلے گئے۔ سلیمان شاہ بن سلطان محمود کو بلا کر تخت حکومت پر متمکن کیا۔ چنانچہ ۱۹ جمادی الاخر کو سلیمان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ خراسانی لشکر کا جم غفیر جمع ہوگیا اور ترکوں پر حملہ کرنے کے لیے بڑھا۔ ترکوں نے بھی مقابلہ کے لیے خروج کیا۔ فریقین میں مرو کے باہر صف آرائی کی۔ ایک دوسرے سے تیغ وسپر ہوئے، خراسانی لشکر ترکوں سے مرعوب ہورہا تھا۔ لہٰذا میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ نیشاپور میں پناہ گزین ہونے کا ارادہ کیا مگر ترکان غز تعاقب میں تھے۔ اس لیے نیشاپور بھی نہ ٹھہر سکا۔ ترکوں نے طوس میں داخل ہو کر رُوندمچادی۔ علماء❷ زہاد اور رؤساء کو قتل کیا۔ مسجدیں منہدم

---

❶......پہلی لڑائی ماہ محرم ۵۴۸ھ میں سلطان سنجر کے مقدمۃ الجیش سے ہوئی۔ مقدمۃ الجیش کو ہزیمت ہوئی۔ اتنے میں سلطان سنجر پہنچ گیا۔ ترکوں نے معذرت کی۔ سلطان سنجر نے ایک نہ سنی، لڑائی ہوئی، سلطان سنجر پسپا ہو کر بلخ پہنچا۔ ترکوں نے تعاقب کیا، سلطان سنجر نے پلٹ کر مقابلہ کیا۔ پھر لڑائی ہوئی۔ سلطان سنجر شکست کھا کر مرو کی طرف بھاگ گیا۔ یہ واقعہ ماہ صفر مذکور کا ہے۔ ترکوں نے مرو کا رخ کیا۔ خراسانی لشکر ترکوں کی آمد کی خبر سن کر خوف سے تھرا گیا اور مرو چھوڑ دیا۔ ترکوں نے ماہ جمادی الاولیٰ میں مرو میں داخل ہو کر جو کچھ کرنا تھا، وہ کرلیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۸، ۱۱۹ مطبوعہ لندن) (مترجم) ❷......طوس میں ترکوں کے ہاتھ شہید ہونے والے علماء میں امام محمد مارکی علی مسعودی، نقیب علوی، اسماعیل بن حسن خطی اور شیخ الشیوخ محمد ابن احمد خصوصیت کے ساتھ کتب تواریخ میں لکھے گئے ہیں، انہوں نے مشہور عالم اور شیخ کو قتل سے باقی نہیں رکھا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۹ مطبوعہ لندن)

کر دیں، عورتیں اور بچے تک ان کے مظالم سے محفوظ نہ رہے۔

نیشاپور کی تباہی:...... طوس کو پامال کر کے ماہ شوال ۵۴۹ھ میں نیشاپور کی پامالی کے لیے بڑھے۔ طوس سے زیادہ نیشاپور ❶ میں مظالم کیے۔ سارا شہر شہیدوں سے بھر گیا۔ علماء اور صلحاء کا ایک گروہ جامع اعظم میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ مگر ترکوں نے ان کو بھی نہ چھوڑا ایک ایک کو قتل کر دیا، کتب خانہ جلا دیا۔ انہی افعال قبیحہ وحرکات ناشائستہ کا جوین اور اسفرائن میں بھی ارتکاب کیا۔ محاصرہ کیا، پامال کیا، باغات اجاڑ ڈالے، کھیتوں کو برباد کیا، بوڑھے، جوان، عورت اور بچے کوئی بھی ان کے مظالم سے محفوظ نہ رہے۔ ترکوں نے جتنے مظالم ان علاقوں میں کئے دوسرے شہروں میں نہیں کئے۔

سلطان سلیمان شاہ کی معزولی:...... سلطان سلیمان شاہ کی حالت بری تھی، خوش تدبیر اور منتظم بھی نہ تھا۔ ترکوں سے مقابلے سے عاجز ہو گیا۔ ماہ شوال ۵۴۸ھ میں اس کے وزیر طاہر بن فخر الملک بن نظام الملک کی وفات ہو گئی۔ سلیمان شاہ نے اس کے بیٹے نظام الملک دوم کو قلمدان وزارت حوالے کیا۔ ایک اسی کا دم تھا جس سے سلیمان شاہ کچھ نہ کچھ ترکوں کے مقابلہ پر اڑا ہوا تھا۔ اس کے مرنے سے ہمت ہار گیا اور سلطنت کا بار نہ اٹھا سکا۔ لہٰذا ماہ صفر ۵۴۹ھ میں جرجان واپس آ گیا۔ اراکین حکومت نے جمع ہو کر بار حکومت سے سبکدوش کر کے خان محمود بن محمد بن بقراخان بن سلطان سنجر کے بھانجے کو اپنا سلطان بنا لیا۔ ماہ شوال میں خان محمود کو بلا کر تخت نشین کیا اور اس کے نام کا جامع مسجد میں خطبہ پڑھا۔

ہرات کا محاصرہ:...... اس وقت ترکان غز ہرات کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ خان محمود فوج آراستہ کر کے ہرات کو ترکوں کے دست بروسے چھڑانے نکلا۔ ترکوں سے بہت سی لڑائیاں ہوئی، اکثر لڑائیوں میں ترکان غز ہی کامیاب رہے۔ آخر کار ترکان غز ماہ جمادی الاولیٰ ۵۵۰ھ میں محاصرہ اٹھا کر مرو چلے گئے اور اہل مرو سے تاوان وصول کرنے لگے۔ خان محمود نے نیشاپور کی طرف کوچ کیا۔ نیشاپور پر مؤید نے قبضہ کر لیا تھا جیسا کہ آئندہ ہم لکھیں گے اس کے بعد ترکان غز نے خان محمود کو صلح کا پیغام دیا۔ چنانچہ ماہ رجب میں باہم صلح ہو گئی۔

مؤید کا نیشاپور پر قبضہ:...... مؤید سلطان سنجر کا غلام تھا (ای ابہ ❷) اسکا نام تھا "مؤید" لقب تھا چلتا پرزہ، اراکین حکومت میں اہم شخص تھا۔ کمانڈر اس کے اشارے پر کام کرتے تھے۔ جس وقت ملک میں ترکان غز کا فتنہ واقع ہوا، امراء اور سلجوقی سلطنت کے سردار بلاد خراسان میں متفرق ومنتشر ہو گئے۔ چنانچہ حکمرانان سلجوقیہ کمزور پڑ گئے۔ اور ان کی مدافعت نہ کر سکے۔ اس وقت مؤید نے بڑھ کر انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا ❸۔ سلجوقی کمانڈروں کا ایک گروپ

---

❶...... ماہ شوال ۵۴۹ھ میں ترکوں نے نیشاپور کو تاراج کیا، کوئی شخص مزاحمت اور مدافعت کرنے والا نہ تھا کسی ایک شخص کو زندہ باقی نہیں رکھا۔ صرف دو محلوں میں محض شہیدوں کی تعداد پندرہ ہزار تھی۔ عورتوں اور بچوں کا انہیں شمار نہیں ہے، عورتیں اور بچے باقی رہ گئے ان کو غلام اور لونڈی بنا لیا۔ سارا شہر شہداء سے پُر تھا۔ گلیوں میں ٹیلہ کی طرح کشتوں کے پشتے لگے تھے۔ عوام کا کیا ذکر ہے، بہت سے علماء اور صالحین کو قتل کیا۔ جن میں محمد ابن یحیٰ فقیہ شافعی تھے، جن کا کوئی مثل اس زمانہ میں نہ تھا۔ طالبعلم دور دراز ملکوں سے سفر کر کے انکی خدمت میں آتے تھے۔ علماء نے انکا مرثیہ لکھا، ابوالحسن علی بن ابوالقاسم بیہقی کا مرثیہ زیادہ مشہور ہے جسکے دو اشعار نقل کیے جاتے ہیں

یاسافکا دم عالم متحدٍ	قدطار فی اقصی الممالك صیتہ
باللہ قل لی یا طلوم ولا تخف	من کان محی الدین کیف تمیتہ

ترجمہ:...... اے عظیم عالم کا خون بہانے والے، جس کی شہرت دور دراز ممالک میں پہنچی ہوئی تھی، مجھے خدا کا واسطہ مجھے اے ظالم بتا ڈرمت، دین کو زندہ کرنے والا کون ہے، تو کیسے اسے مار رہا ہے؟

علاوہ فقیہ موصوف کے عبدالرحمن بن عبدالصمد ارکاف، ابوالبرکات فراوی، امام علی صباغ متکلم، احمد بن محمد بن حامد، عبدالوہاب فقابادی، قاضی صاعد بن عبدالملک ابن صاعد، حسن بن عبدالحمید رازی اور بہت سے علماء کو ان ترکوں نے شہید کیا۔ قصہ مختصر ان ترکوں نے جو نام کے مسلمان تھے، دنیائے اسلام پر وہ مظالم کئے جو کفار نے بھی کبھی نہیں کئے تھے۔ (تاریخ الکامل جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۰ مطبوعہ لندن) (مترجم)

❷...... میں نے یہ نام تاریخ کامل سے نقل کر کے لکھا ہے (مترجم)۔ جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۰) پر یہی نام (تاریخ الکامل جلد ۱۲ صفحہ ۱۸۳) کے حوالے سے درج ہے۔ ❸...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۱) پر یہاں (تاریخ الکامل جلد ۱۲ صفحہ ۱۸۳) کے حوالے سے ان الفاظ کا اضافہ ہے "وعلا شانہ" یعنی اس کی شان وشوکت خوب بڑھ گئی اور خوب نام روشن ہوا۔

مؤید سے آملا۔ فوجیں اکٹھی ہوگئیں۔ چنانچہ اس نے نیشاپور، طوس، نساء، ابیسو، شہرستان اور دامغان پر قبضہ کر لیا اور لٹیرے ترکان غز کو ان شہروں سے مار بھگایا۔ چونکہ مؤید نہایت خوش خلق، عادل اور نرم دل شخص تھا، اس لیے رعایا نے اس کی اطاعت قبول کر لی، اس کے بہت سے حمایتی پیدا ہو گئے، جم غفیر اکٹھا ہو گیا۔ اس سے مؤید کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ رعب داب کا سکہ چلنے لگا۔ خان محمود نے مؤید کو اپنی اطاعت کا حکم دیا۔ مذکورہ بالا مقامات حوالے کرنے کا مطالبہ کیا اور دربار شاہی میں حاضری کا حکم دیا۔ فریقین میں کاغذی گھوڑے دوڑنے لگے آخر کار سالانہ خراج دینے کے وعدے پر صلح ہوگئی۔ مؤید نے زرخراج کی آدائیگی کی ضمانت دی چنانچہ خان محمود پیشقدمی سے رک گیا اور مؤید ان شہروں پر بدستور قابض رہا۔

ایتاخ کا رے پر قبضہ: ...... ایتاخ ❶ بھی سلطان سنجر کا ایک خادم تھا، جس وقت ترکان غز کی غارتگری کا دور شروع ہوا، ایتاخ خراسان سے "رے" چلا گیا اور "رے" پر قبضہ ہو گیا۔ رے سلطان سنجر کے زیر کنٹرول تھا۔ ایتاخ نے سلطان محمد شاہ بن محمود (والی ہمدان و اصفہان) کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ ہدایا و تحائف پیش کیے۔ چنانچہ سلطان محمد شاہ نے ایتاخ کو حکومت رے پر بحال رکھا۔ سلطان محمد شاہ کی وفات کے بعد ایتاخ نے ہاتھ پاؤں نکال کے سرحدی شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اس سے ایتاخ کی شان و شوکت بڑھ گئی اور فوج کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ جب سلیمان شاہ نے ہمدان وغیرہ کی حکومت اپنے قبضہ میں لی تو ایتاخ نے دربار شاہی میں حاضر ہو کر اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ جس سے اس کی قوت میں روز افزوں ترقی ہوگئی۔ رے اور اس کے قرب و جوار پر اس کی استبدادی اور خود مختار حکومت باقی رہ گئی۔ سلیمان شاہ جس زمانہ میں خراسان کا گورنر تھا، اس زمانہ سے ہی ایتاخ سے مانوس و مالوف تھا۔

سلیمان شاہ: ...... سلیمان شاہ بن سلطان محمد بن ملک شاہ اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس رہتا تھا۔ سلطان سنجر نے اسے اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ خراسان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ چنانچہ جب ترکوں کا طوفان فتنہ و فساد برپا ہوا اور سلطان سنجر کو گرفتار کر لیا گیا تو اراکین دولت اور امراء خراسان نے سلیمان شاہ کو تخت حکومت پر بٹھایا۔ مگر سلیمان شاہ ترکوں کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اور خوارزم شاہ کے پاس چلا گیا۔ خوارزم شاہ نے اپنی بھتیجی (اتسیس کی لڑکی) سے سلیمان شاہ کا نکاح کر دیا۔ لگانے بجھانے والوں نے اس کی چغلی کر دی۔ خوارزم شاہ کو سلیمان شاہ کی طرف سے بدظنی پیدا ہو گئی۔ اسے اپنے ملک سے نکال دیا۔ مصیبت زدہ سلیمان شاہ اصفہان پہنچ گیا۔ مگر اصفہان کے افسر اعلیٰ پولیس نے اصفہان میں داخل نہ ہونے دیا تو قاشان کا راستہ لیا۔ سلطان محمد شاہ بن سلطان محمود کو اس کی اطلاع ملی۔ قاشان میں فوج بھیج دی۔ جس نے سلیمان شاہ کو شہر میں جانے سے روک دیا تو پریشانی کے عالم میں خوزستان کی طرف روانہ ہو گیا۔ ملک شاہ نے خوزستان کی ناکہ بندی کر لی۔ چنانچہ سلیمان شاہ نجف چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔

سلیمان شاہ بغداد میں: ...... سلیمان شاہ نے نجف میں قیام کرنے کے بعد خلیفہ مقتفی عباسی کی خدمت میں خط بھیجا۔ اپنے حالات لکھے اور بغداد میں آنے کی اجازت طلب کی مگر خلیفہ نے کہلا بھیجا کہ "تم اپنی بیوی کو بطور ضمانت بغداد بھیجدو تو میں تمہیں بغداد میں آنے کی اجازت دے دونگا" چنانچہ سلیمان شاہ نے اپنی بیوی کو چند لونڈیوں اور خادموں کے ساتھ بغداد بھیج دیا۔ خلیفہ نے بیگم سلیمان شاہ کو عزت و احترام سے ٹھہرایا اور سلیمان شاہ کو بغداد میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔

سلیمان شاہ اور مقتفی باللہ: ...... وزیر السلطنت ابن ہبیر، قاضی القضاۃ بغداد اور نقباء نے سلیمان شاہ کا استقبال کیا۔ خلیفہ مقتفی عباسی نے خلعت عطا کی۔ پھر سلیمان شاہ نے اطمینان سے بغداد میں قیام اختیار کیا۔ یہاں تک کہ ۵۵۱ھ کا دور آ گیا۔ سلیمان شاہ کو سال نو کے دربار میں حاضری کا حکم دیا گیا۔ قاضی القضاۃ و رؤساء خاندان خلافت اور اراکین حکومت کے سامنے سلیمان شاہ نے خلیفہ مقتفی عباسی کی اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی۔ کسی حالت میں عراق سے چھیڑ چھاڑ نہ کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ خلیفہ مقتفی عباسی نے اس بناء پر بغداد میں سلیمان شاہ کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت دے دی۔ اس کے باپ کے تمام خطابات اسے عطا کیے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ تین ہزار فوج عنایت کی اور امیر دوران امیر حاجب (والی حلہ) کو سلیمان شاہ کا مصاحب مقرر کر دیا۔

❶ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۷) پر "ایتاخ" کے بجائے "ایتانج" تحریر ہے

سلطان محمد پر سلیمان شاہ کا حملہ:......ماہ ربیع الاول میں سلیمان شاہ اس شان وشوکت سے بلاد جبل کی طرف روانہ ہوا اور خلیفہ مقتفی عباسی حلوان کی جانب روانہ ہوا۔ خلیفہ مقتفی نے ملک شاہ بن سلطان محمود کو طلبی کا فرمان بھیجا۔ چنانچہ ملک شاہ دوہزار سواروں کے ساتھ حاضر ہوا۔ خلیفہ مقتفی نے حکم دیا کہ "تم سلیمان شاہ کے معاون ومددگار بن جاؤ میں تمہیں سلیمان شاہ کے بعد تاج وتخت کا وارث مقرر کرتا ہوں" چنانچہ چچا اور بھتیجے نے ایک دوسرے کی امداد واعانت کی قسم کھائی۔ خلفیہ مقتفی عباسی نے مال وزر اور آلات حرب ان کو عنایت کیے۔ ایلدکز والی گنجہ وارانیہ بھی ان لوگوں سے آملا۔ چنانچہ سب کے سب متحد ہوکر سلطان محمد سے جنگ کرنے کے لیے نکلے۔

سلیمان شاہ کی شکست اور گرفتاری:......سلطان محمد کو اس کی اطلاع ملی تو قطب الدین موذود بن زنگی (والی موصل) اور اس کے نائب زین الدین علی کوچک کو یہ واقعات لکھے اور اتفاق اور امداد کی درخواست کی۔ قطب الدین مودود اور زین الدین علی نے سلیمان شاہ کے مقابلے میں ہمدردی و اطاعت کا بیڑہ اٹھایا۔ سلطان محمد کو اس سے بہت تقویت ملی، لشکر آراستہ کر کے اپنے چچا سلیمان شاہ کے مقابلے کے لیے کوچ کر دیا۔ ماہ جمادی الاولی میں جنگ شروع ہوئی، دونوں فریق جی توڑ کر لڑے۔ سلیمان شاہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ سلطان محمد کامیاب ہوگیا۔ سلیمان شاہ بڑی مشکل سے شہرزور کے راستے بغداد روانہ ہوا۔ شہرزور پر (والی موصل) کا قبضہ تھا۔ زین الدین علی کی طرف سے امیر بوزان اس شہر کا حاکم تھا۔ زین الدین علی اور امیر بوزان نے سلیمان شاہ کو گرفتار کرلیا۔ اور موصل میں لے جا کر قید کر دیا۔ سلطان محمد کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور آئندہ بھی ہر کام میں ہمدردی واعانت کا وعدہ کیا۔ سلطان محمد نے اس بات پر خوشی ظاہر کی اور شکر گذار رہوا۔

سلطان سنجر کا فرار:......سلطان سنجر کی گرفتاری، اراکین دولت سلجوقیہ کا افتراق وانتشار، پھر ان کے نیشاپور میں مجتمع ہونے اور خان محمود بن محمد کو حکمران بنائے جانے کے حالات آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ قصہ مختصر ادھر خان محمود نے ترکوں کی روک تھام کی ادھر آتسز بن محمد بن انوشتگین نے خوارزم میں ان کے مقابلے پر کمر باندھی۔ فریقین میں متعدد لڑائیں ہوئیں۔ آخر کار دونوں فریق نے ملک خراسان کا کچھ نہ کچھ حصہ دبالیا۔ اسی زمانہ میں یا اس کے بعد سلطان سنجر کو موقع مل گیا۔ چنانچہ ترکوں کی قید سے ماہ رمضان ۵۵۱ھ میں بھاگ نکلا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ امراء بھی بھاگ گئے جو اس کے ساتھ قید تھے۔ جیسے تیسے ترمذ پہنچا، اور دریائے جیحون عبور کر کے مرو میں داخل ہوگیا جو اسکا دارالحکومت تھا۔ سلطان سنجر ۶ جمادی الاولی ۵۴۸ھ سے ماہ رمضان ۵۵۱ھ تک قید رہا اس حساب سے تین سال چار مہینہ ہوئے۔

علی بک ترکان قراغلیہ کا سردار نہایت سخت اور تند مزاج تھا جو سلطان سنجر کی نگرانی کرر ہا تھا۔ اتفاق سے یہ مر گیا، ترکان قارغلیہ میں پھوٹ پڑ گئی۔ اس سے سلطان سنجر اور اس کے ساتھی سالاروں کو بھاگنے کا موقع مل گیا (واللہ یفعل مایشاء ویحکم مایرید)

سلطان محمد کا بغداد کا محاصرہ:......سلطان محمد بن محمود نے اپنے چچا مسعود کے بعد اپنی تخت نشینی کے شروع میں خلیفہ مقتفی عباسی کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ سلاطین سلجوقیہ کے دستور کے مطابق عراق وبغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی تھی۔ چونکہ خلیفہ کو سلاطین سلجوقیہ کی بداقبالی اور انقطاع حکومت وسلطنت کی امید وتوقع ہوگئی تھی اس لیے درخواست کو منظور کیا۔ سلطان محمد کو اس سے برہمی پیدا ہوگئی۔ چنانچہ ہمدان سے فوجیں لے کر عراق روانہ ہوا۔ قطب الدین (والی موصل) اور اس کے نائب زین الدین نے محاصرے میں امداد کا وعدہ کیا۔ چنانچہ سلطان محمد ماہ ذی الحجہ ۵۵۱ھ میں بغداد پہنچا۔ خلیفہ مقتفی عباسی نے بھی لشکر فراہم کرنے کا حکم دیا۔ توخطلو برس لشکر واسط لے کر پہنچ گیا۔ مہلہل اس سے علیحدہ ہو کر حلہ چلا گیا اور قبضہ کرلیا۔ خلیفہ مقتفی عباسی اور عون الدین ابن ہبیرہ نے قلعہ بندی شروع کی، پل توڑ دیا۔ کشتیاں ہٹادیں اور ۲ محرم ۵۵۲ھ میں یہ اعلان کرایا کہ کوئی شخص مغربی بغداد میں نہ رہے۔ اس حکم کے مطابق مغربی بغداد کے باشندے اپنا مال واسباب حریم خلافت میں اٹھالائے اور مغربی بغداد خالی کر دیا۔

سلطان محمد کی ہمدان واپسی:......خلیفہ مقتفی عباسی نے مصلحت جنگ کے لحاظ سے ماوراء خرسہ کو ویران کرادیا۔ اسی طرح سلطان محمد نے جس جانب خیمہ زن تھا اسے چٹیل میدان بنادیا۔ منجنیقیں نصب کرائیں اور فوج کو محاصرہ کا حکم دے دیا۔ خلیفہ مقتفی بھی اپنی فوج اور اہلیان بغداد کو مسلح کر کے

مقابلہ پر آ گیا۔ اتنے میں زین الدین کوچک لشکر لے کر موصل سے سلطان محمد کے پاس آ گیا۔ چنانچہ لڑائی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ محاصرے میں سختی ہوئی، بغداد میں غلہ کی آمد ورفت بند ہو گئی، مہنگائی بڑھ گئی۔ زین الدین کوچک اور اسکا لشکر جنگ میں مقتفی کے آداب کی وجہ سے کوتاہی کر رہا تھا۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ سلطان نور الدین محمود بن زنگی نے اپنے بھائی قطب الدین (والی موصل) کو خلیفہ مقتفی عباسی کے مقابلے میں جنگ کی ممانعت کی تھی۔ اس لیے زین الدین کوچک جو قطب الدین کا نائب تھا، جنگ میں پیشقدمی نہیں کر رہا تھا۔ غرض اسی دوران سلطان محمد تک یہ خبر پہنچی کہ اس کا بھائی ملک شاہ ایلدکز (ولی اران) اور ارسلان بن ملک طغرل بن محمد ہمدان کے ارادے سے روانہ ہو گئے ہیں۔ یہ سنتے ہی اس کے ہوش وحواس جاتے رہے لہٰذا بغداد کا محاصرہ اٹھا کر نہایت تیزی سے ۲۴ ربیع الاول ۵۵۲ھ میں ہمدان کی طرف روانہ ہو گیا اور زین الدین کوچک موصل واپس آ گیا۔

امیر سقمس اور ملک شاہ کی جنگ:......ملک شاہ ایلدکز اور ملک ارسلان نے ہمدان کا محاصرہ کر لیا تھا۔ زیادہ دن نہیں گذرنے پائے تھے کہ سلطان محمد کی آمد کی خبر مشہور ہو گئی۔ اس لیے محاصرہ اٹھا کر ''رے'' کا راستہ لیا۔ ایتانج ❶ افسر پولیس ''رے'' نے مقابلہ کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ محاصروں نے ایتانج کو فاش شکست دی اور ''رے'' کا مکمل طور سے محاصرہ کر لیا۔ سلطان محمد نے امیر سقمس بن قماز کو ایتانج کی کمک پر روانہ کیا۔ لیکن امیر سقمس ''رے'' اس وقت پہنچا جبکہ ملک شاہ اور اس کے ساتھی سردار ''رے'' سے محاصرہ ختم کر کے بغداد جا رہے تھے۔ امیر سقمس سے راستے میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ چنانچہ ملک شاہ نے امیر سقمس کو شکست دی، اس کے لشکر کو لوٹ لیا۔ سلطان محمد کو اس کی خبر ملی تو فوراً بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ حلوان پہنچا تو یہ خبر ملی کہ ایلدکز دینور چلا گیا ہے، اتنے میں ایتانج (افسر پولیس رے) کا پیغام پہنچا۔ عرض کیا کہ ہمدان پر سلطان کا قبضہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ سلطان کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ شملہ (والی خراسان) اپنے دارالحکومت بھاگ گیا۔ ایلدکز اور ملک شاہ کی فوج تتر بتر ہو گئی۔ اور یہ دونوں اپنے اپنے شہر واپس چلے گئے۔ سلطان محمد نے بغداد کا جانا ملتوی کر دیا۔ اور پھر ایلدکز کے علاقے اران کو فتح کرنے کے لیے ہمدان چلا گیا۔

سلطان سنجر کی وفات:......اس کے بعد سلطان سنجر ❷ (حکمران خراسان) کا ماہ ربیع الاول ۵۵۲ھ میں انتقال ہو گیا۔ یہ اپنے بھائی برکیارق کے زمانہ سے خراسان کا حکمران تھا۔ اس کے بھائی سلطان محمد نے اسے ولی عہد مقرر کیا۔ سلطان محمد کے مرنے کے بعد تخت سلطنت پر رونق افروز ہوا۔ تمام سلاطین نے اس کی اطاعت کو ذریعہ عزت سمجھا۔ ممالک اسلامیہ کے منبروں پر اس کے نام کا خطبہ چالیس سال تک سلطان کے لقب سے پڑھا گیا۔ اس کے پہلے بیس برس تک خطبوں میں اس کو ملک کے خطاب سے یاد کیا جاتا تھا، تین سال چار ماہ ترکوں کی قید میں رہا۔ قید سے چھٹکارے کے بعد وفات پائی۔ بغداد اور عراق سے اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا گیا تھا۔ مرنے سے پہلے حکومت خراسان پر اپنے بھانجے محمود بن محمد بن بقراط خان کو تاج وتخت کا مالک اور اپنا جانشین مقرر کیا۔ چنانچہ محمود جرجان میں رہائش پذیر ہو گیا۔ ترکوں نے مرو اور خراسان کو دبا لیا اور موید، نیشاپور اور خراسان کے اس حصے پر جو نیشاپور سے متصل تھا، قابض ہو گیا۔ اسی صورت سے ۵۵۴ھ تک حکومت کا سلسلہ قائم رہا۔ اس کے بعد ترکوں نے سلطان محمود کی خدمت میں قاصد بھیجا اور بہت اصرار سے بادشاہ بنانے کے لیے بلایا۔ سلطان محمود ترکوں سے مطمئن نہیں تھا اس لیے اپنی جگہ اپنے بیٹے کو ترکوں کے پاس بھیج دیا۔ ایک مدت تک ترکوں نے اس کی اطاعت کی، پھر خود سلطان محمود ترکوں کے پاس چلا گیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

ایتاخ:......ایتاخ ❸ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ سلطان سنجر کا خادم تھا۔ چنانچہ ترکوں کا فتنہ وفساد برپا ہوا اور اراکین حکومت سلجوقیہ منفرق ہو گئے اور سلطان سنجر نے وفات پائی تو موید نے نیشاپور وغیرہ تو پہلے ہی سے دبا لیا تھا۔ اس لیے لشکر خراسان پر اسکا ایک اثر خاص پیدا ہو گیا۔ سنجر کے کمانڈروں کو حسد پیدا ہوا چنانچہ امراء کی ایک جماعت موید سے منحرف ہو گئی۔ ان میں امیر ایتاخ بھی تھا۔

ایتاخ اور موید کی جنگ:......امیر ایتاخ کبھی موید کا ہم آہنگ اور رفیق بن جاتا، کبھی مازندران کا اور کبھی خوارزم شاہ کے پاس جانے کا ارادہ کرتا

---

❶......یعنی ایتاخ۔ ❷......سلطان سنجر بن ملک شاہ بن الپ ارسلان کا بعارضہ قولنج انتقال ہوا۔ ماہ رجب ۴۷۹ھ میں سنجار میں (دیار جزیرہ) میں پیدا ہوا خرسان میں سکونت اختیار کی۔ مرو کو دارالسلطنت بنایا۔ سخی، رقیق القلب، عالی ہمت اور رعب داب والا شخص تھا۔ اس کے زمانہ حکومت میں بدامنی نہیں ہوئی۔ ایک قبہ میں دفن کیا گیا۔ اسنے اسی غرض کے لیے بنوایا تھا اور اسکا دارالاخرت نام رکھا تھا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۷ مطبوعہ لندن)۔ ❸......یہاں پر ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۳) ''ایتاخ'' کے بجائے ''ایتاق'' تحریر ہے۔

تھا۔لیکن بظاہر موید ہی کی ہاں میں ہاں ملاتا تھا۔۵۵۲ھ میں دس ہزار سواروں کے ساتھ مرزندان سے موید کی مخالفت کے لیے نکلا۔نسا،اور بیورد پر قبضہ کرنے کے لیے بڑھا❶ موید کو اس کی خبر ملی تو روک تھام کے لیے روانہ ہوا اور پہنچتے ہی ایتاخ پر حملہ کردی۔ایتاخ مقابلہ نہ کرسکا اور شکست کھا کر مازندران چلا گیا۔مازندران کا حکمران رستم نامی ایک شخص تھا۔اسکا پاس کے بھائی علی سے کچھ جھگڑا تھا۔ایتاخ نے رستم سے دسوخ پیدا کرنے کے خیال سے علی کا سرا تار کر رستم کے سامنے پیش کر دیا۔اس سے رستم کو بیحد رنج اور غصہ پیدا ہوا۔اس نے اپنے ہاں سے ایتاخ کو نکال دیا چنانچہ اس کا اب کہیں ٹھکانا نہ رہا۔اس لیے اطراف خراسان میں غارتگری شروع کردی۔اسفرائن کو ویران کر دیا،سلطان محمود اور موید نے اطاعت کا پیغام بھیجا۔غارتگری چھوڑنے اور سلامت روی سے رہنے کی ہدایت کی مگر ایتاخ نے ذرا بھی سماعت نہ کی۔اسی بے ڈھنگی رفتار پر قائم رہا۔سلطان محمود اور موید ماہ صفر ۵۵۳ھ میں سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے۔ایتاخ یہ خبر سن کر بھاگ گیا۔سلطان محمود اور موید نے تعاقب کیا۔

ایتاخ کی اطاعت:.....رستم شاہ مازندران نے سلطان محمود اور موید کی خدمت میں نیاز مندی کا خط بھیجا۔ہدایا وتحائف پیش کئے۔سلطان محمود اور موید نے اس کو قبول کرلیا۔چنانچہ ایتاخ نے یہ رنگ دیکھ کر اظہار اطاعت کی غرض سے اپنے بیٹے کو بطور ضمانت سلطان محمود کی خدمت میں بھیج دیا۔اس سے سلطان محمود کا غصہ فرو ہوگیا۔اس نے پھر پیشقدمی نہیں کی اور موید کے ساتھ واپس آ گیا۔ایتاخ جرجان،دہستان اور اس کے صوبہ پر قابض ہوگیا۔

موید اور سنقر عزیزی کی جنگ:.....سنقر عزیزی،سلطان سنجر کے اراکین حکومت میں سے تھا۔اس کا دل بھی موید سے صاف نہ تھا۔چنانچہ جس وقت موید ایتاخ سے جنگ میں مصروف ہوگیا تو سنقر عزیزی سلطان محمود بن محمد کے لشکر سے علیحدہ ہوکر ہرات چلا گیا اور قبضہ کرلیا۔ہرات میں ترکوں کا ایک گروہ رہتا تھا۔اس نے سنقر کو حسین بادشاہ غوری سے مل جانے اور اس کے علم حکومت کے زیر اثر حکومت کرنے کی رائے دی۔چونکہ سلطان محمود کی حکومت کمزور پڑ رہی تھی اور صوبوں کے گورنر ملک کو دباتے جارہے تھے۔سنقر کے دماغ میں یہ بات نہ آئی،خود مختار حکومت کی ہوا سما گئی۔موید کو اس کی اطلاع ملی تو فوجیں آراستہ کر کے ہرات پر یلغار کر دیا،پہنچتے ہی محاصرہ کرلیا۔سنقر کے ترک ساتھی موید سے مل گئے،اور اس کی اطاعت قبول کرلی اور سنقر کو دھوکہ سے مار ڈالا۔اس کے بعد سلطان محمود کا ہرات پر قبضہ ہوگیا۔سنقر کے لشکر کا باقی حصہ ایتاخ کے پاس چلا گیا طوس اور اس کے نواح میں غارتگری کا بازار پھر گرم ہوگیا،ویرانی،تباہی اور بربادی کی حد نہ رہی۔(واللہ تعالیٰ اعلم)

ترکوں کا ہنگامہ اور مؤید سے جنگ:.....ترکوں نے پہلے ہنگامہ کے بعد جیسے آپ اوپر پڑھ چکے ہیں،بلخ میں قیام اختیار کیا خراسان کی غارتگری اور قتل سے ہاتھ کھینچ لیا اور پورے گروہ نے سلطان محمود بن خان محمد کے علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی۔مؤید اس کی دولت وحکومت کا مدبر اور قائد تھا۔

شعبان ۵۵۳ھ میں ترکوں کے ہاتھ پھر کھجلی پیدا ہوئی،چنانچہ بلخ سے مرو کی طرف غارتگری کے لئے بڑھے،سلطان محمود اس وقت سرخس میں تھا۔مؤید تھوڑی سی فوج لے کر ترکوں کی روک تھام کے لئے روانہ ہوا ایک مقام میں مڈبھیڑ ہوگئی،جس میں مؤید کو کامیابی حاصل ہوئی،تعاقب کرتے ہوئے مرو پہنچا۔ترکوں کا گروہ کثیر کام آ گیا،بہت سامال واسباب موید کے ہاتھ لگا،اور وہ کامیابی کے ساتھ سرخس واپس آ گیا۔

مرو،سرخس اور طوس میں ترکوں کی غارتگری:.....اس کے بعد مؤید اور سلطان محمود نے ترکوں کی گوشمالی پر کمر باندھی،فوجیں مرتب کر کے سرخس سے نکلا ۵ شوال کو ترکوں سے مقابلہ ہوا،تین بار لڑائی ہوئی ہر مرتبہ ترکوں کو شکست ہوئی،چوتھی لڑائی میں ترکوں کا لشکر کامیاب ہوگیا،سلطان محمود کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی ایک بڑا گروہ کام آ گیا،ترک مرو میں داخل ہوئے اور اہل مرو کے ساتھ ملاطفت اور نرمی سے پیش آئے،علماء اور ائمہ وقت کی تعظیم وتکریم کی،اس کے بعد سرخس اور طوس کی طرف بڑھے،لوٹ اور غارتگری کا بازار گرم کردیا،دیہات،قصبے اور شہر ویران ہوگئے (اس واقعہ میں سرخس کے مقتولوں کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی تھی) غارتگری اور قتل سے فارغ ہوکر مرو واپس آ گئے۔

جلال الدین عمر:.....سلطان محمود بن محمد شکست کے بعد جرجان چلا گیا تھا مقابلے کی قوت نہ تھی لھذا ترکوں کے آخری نتیجہ کا انتظار کر رہا

❶.....اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۵ صفحہ ۳۲۷ پر یہاں یہ الفاظ ہیں کہ "اور ابیورد کے مضافات میں آ کر پڑاؤ ڈالا" اور ایک نسخے کے مطابق ابیورد پہنچ کر پڑاؤ ڈالا جو درست نہیں ہے۔ دیکھیں (تاریخ الکامل جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۶) کچھ تبدیلی کے ساتھ

تھا۔ ۵۵۴ھ میں ترکوں نے سلطان محمود کو بادشاہ بنانے کے لئے طلبی کا خط لکھا، سلطان محمود نے جان کے خوف سے بہانہ کر دیا تب ترکوں نے اس کے بیٹے جلال الدین عمر کو بادشاہت کے لئے بلایا۔ سلطان محمود نے ترکوں سے عہد، وعدہ اور حلف لے کر جلال الدین عمر کو بھیج دیا، ترکوں نے بڑی آؤ بھگت کی، عزت واحترام سے اپنا بادشاہ بنالیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر ۵۵۴ھ کا ہے۔

محمود کی خراسان روانگی:...... جلال الدین کی روانگی کے بعد سلطان محمود جرجان سے خراسان روانہ ہوا۔ سارے امراء سنجریہ قافلے میں تھے۔ مؤید نہیں گیا تھا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا نسا اور ابیورد پہنچا۔ امیر عمر بن حمزہ نسوی کو نساء کی حکومت پر متعین کیا، امیر عمر نے جیسا کہ سلطان محمود چاہتا تھا نسا کی حفاظت کی، لوٹ مار اور قتل عام کا انسداد کیا اور سلطان محمود نساء کے باہر قیام پذیر ہو گیا۔

طوس کی بربادی:...... چونکہ اہل طوس نے ترکوں کی اطاعت قبول نہیں کی تھی اس لئے ترکوں نے آخری جمادی الاخرہ کے آخر میں نیشاپور سے طوس کا رخ کیا، اہل طوس نے قوت اور ہمت کے مطابق مقابلہ کیا مگر کامیاب نہ ہو سکے، اور ترکوں نے طوس میں داخل ہو کر قتل وغارتگری کا کوئی وقیقہ باقی نہ رکھا۔ تاراج کر کے نیشاپور واپس آ گئے اور جلال الدین اور عمر بن سلطان محمود کے ساتھ بیہق کی طرف روانہ ہوئے، ۱۷ جمادی الاخرہ کو سبزوار کا محاصرہ کر لیا۔ نقیب عماد الدین ❶ احمد بن یحییٰ علوی حسینی نے مقابلہ کی تیاری کی، اہل سبزوار نے عماد الدین محمد کے اشارے اور حکم پر کام کیا اور نہایت جدوجہد اور مستعدی سے ترکوں کا مقابلہ کرتے رہے، آخر کار ترک ناکام ہو کر ۲۷ جمادی الاخرہ کو نساء اور ابیورد کی جانب سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے لوٹ گئے۔

نیشاپور کا محاصرہ:...... آپ کو یاد ہوگا کہ جرجان سے جب سلطان محمود خراسان روانہ ہو رہا تھا تو مؤید اس کے ساتھ نہیں گیا تھا جرجان ہی میں رہ گیا تھا۔ سلطان محمود کی روانگی کے بعد جرجان سے خراسان روانہ ہوا، چنانچہ راستوں سے ترکوں سے کسی گاؤں میں مؤید کا مقابلہ ہو گیا۔ مؤید سر پر پاؤں رکھ کے بھاگا، مگر ایک ترکی سپاہی نے گرفتار کر لیا۔ مؤید دھوکا دے کر اس کے چنگل سے نکل کر بھاگ گیا اور جیسے تیسے نیشاپور پہنچا۔ پھر سلطان محمود ترکوں کے ساتھ ماہ شعبان میں نیشاپور پہنچا تو مؤید نیشاپور چھوڑ کر چلا گیا۔ ترکوں نے نیشاپور داخل ہو کر اہل نیشاپور کے ساتھ اچھے سلوک کئے اور کچھ عرصے قیام کر کے سرخس اور مرو کی طرف روانہ ہو گئے۔ مؤیس اپنا لشکر لئے ہوئے پھر نیشاپور پہنچ گیا۔ اہل نیشاپور مقابلے کے لئے تیار ہو گئے۔ مؤید نے محاصرہ کر لیا تلوار کے زور پر لڑ کر اسے فتح کر لیا، شہر کو لوٹ لیا۔ بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ غرض جو کچھ بھی ظلم وستم کر سکا کر کے ماہ شوال ۵۵۴ھ میں بیہق لوٹ گیا۔

لوٹ مار اور غارتگری:...... جب سلطان محمد بن سلطان محمود بغداد کے محاصرے سے واپس آیا تو خلیفہ عباسی نے اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا سلطان محمد ہمدان پہنچ کر بیمار ہو گیا اور اس کا بھائی ملک شاہ قم اور قاشان کی طرف بڑھا اور اسے نہایت بری طرح لوٹا۔ قم اور قاشان والوں سے تاوان وصول کیا، فتنہ، غارتگری، مار دھاڑ کا ہنگامہ برپا کر دیا۔ سلطان محمد نے ملک شاہ کو ان بیجا افعال اور ظالمانہ حرکات سے باز آنے کو لکھا، مگر ملک شاہ نے سماعت نہ کی، اور قتل غارت کرتا ہوا اصفہان پہنچ گیا، ابن خجندی اور روساء شہر کے پاس اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم بھیجا، خجندی اور نیز روساء شہر معذرت اور جواب دیا کہ ''ہماری گردنوں میں آپ کے بھائی سلطان محمد کی اطاعت کا طوق پڑا ہوا ہے۔ ہم اس عہد، وعدے اور قسم سے علیحدہ نہیں ہو سکتے جو آپ کے بھائی سے کر چکے ہیں'' ملک شاہ یہ سن کر برہم ہو گیا اور غارتگری اور قتل شروع کر دیا۔ سلطان محمد کو اس کی اطلاع ملی تو ہمدان سے ملک شاہ کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا۔ اس کے مقدمہ الجیش (ہراول) کا سردار ''کرجان'' خادم تھا۔ ملک شاہ کی فوج سلطان محمد کی آمد کی خبر سن کر متفرق و منتشر ہو گئی اور ملک شاہ بغداد کی طرف روانہ ہو گیا مقام قوس (یا فرسیسین) میں موبدان اور سنقر ہمدانی مل گئے۔ ان دونوں نے مغربی بغداد سے خوزستان جانے کی رائے دی۔

ملک شاہ کا خوزستان پر قبضہ:...... چنانچہ ملک شاہ نے واسط کا رخ کیا، مغربی بغداد میں اتر پڑا، اس کے ساتھیوں نے قرب وجوار کے دیہات میں لوٹ مار کی، جس سے عوام الناس کو برہمی پیدا ہو گئی، انہوں نے بند توڑ دیئے جس سے بہت لوگ ڈوب گئے۔ ملک شاہ کوچ وقیام کرتا ہوا خوزستان

❶...... یہاں ایک نام لکھنے سے رہ گیا ہے۔ صحیح اور مکمل نام عماد الدین علی محمد بن یحییٰ العلوی الحسینی ہے۔ دیکھیں (تاریخ الکامل جلد ۱۲ صفحہ ۲۴۳)

پہنچ گیا، مگر شملہ نے اسے عبور کرنے سے روکا۔ چنانچہ ملک شاہ نے کہلوایا ''مجھے سوائے اس کے اور کوئی غرض نہیں ہے کہ اپنے بھائی سلطان محمد کی خدمت میں رہا ہوں'' شملہ نے اس پیغام پر بھی توجہ نہ کی، اور مزاحمت پر آمادہ رہا۔ چنانچہ ملک شاہ نے ان کردوں کے پاس قیام کیا جو وہاں مقیم اور سکونت پذیر تھے، ملک شاہ نے ان لوگوں کی پیٹھ ٹھونکی، رفتہ رفتہ ان کردوں کا ایک گروہ جمع ہو گیا جو پہاڑوں اور جنگلوں میں رہتے تھے۔ ملک بادشاہ نے انکو مرتب و مسلح کر کے شملہ پر یلغار کردی، سنقر ہمدانی اور موبدان وغیرہ لشکر کے ہمراہ تھے۔ اس واقعہ میں شملہ کو شکست ہوئی اور اس کے ساتھیوں کا ایک بڑا حصہ کام آ گیا، ملک شاہ نے خوزستان پر قبضہ کر کے فارس کی طرف قدم بڑھادیئے (واللہ ہو المؤید بنصرہ من یشاء)۔

سلطان محمد کی وفات: ...... سلطان ❶ محمد بن محمود بن ملک شاہ نے ۵۵۴ھ کے آخر میں وفات پائی۔ سلطان محمد وہی ہے جس نے بغداد کا محاصرہ کیا تھا، خلیفہ مقتفی عباسی کو اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیغام دیا تھا مگر خلیفہ مقتفی عباسی نے منظور نہیں کیا تھا۔ محاصرہ بغداد سے واپس آ رہا تھا کہ راستے میں بیمار ہو گیا ساڑھے ساتھ سال حکومت کر کے سفر آخرت اختیار کیا

سلیمان شاہ مرتے وقت سلطان محمد نے اپنے بیٹے کو جو نہایت کم سن تھا سنقر احمد یلی کے حوالے کیا اور کہا ''اس بچے کو میں تمہارے حوالے کرتا ہوں اس کو تم اپنے مقبوضہ کشمیر لے جاؤ، پرورش کرو مجھے یہ امید نہیں ہے کہ میری فوج اس بچے کی اطاعت کریگی'' اس وصیت کی بنا پر سنقر احمد یلی سلطان محمد کے بیٹے کو مراغہ لے گیا۔ لشکر شاہی ❷ کے بڑے حصے نے سلیمان شاہ (مرحوم سلطان محمد کا چچا) کو تخت حکومت پر بٹھایا اور اس کے ہاتھ میں حکومت وسلطنت کی بیعت کی۔

زین الدین کی بیعت: ...... سلطان محمد کی وفات کے بعد اکابر امراء ہمدان نے اتابک ❸ قطب زین الدین مودود اور وزیر مودود کے پاس سلیمان شاہ کی طلبی کا پیغام بھیجا۔ سب نے تخت نشین کرنے کی غرض سے اس پر اتفاق کیا، قسمیں کھائیں۔ چنانچہ شاہی شان وشوکت سے سلیمان شاہ کو روانہ کیا گیا۔ زین الدین علی کوچک بھی قافلے میں تھا۔ بلاد جبل کے قریب پہنچا تو شاہی فوج نے بڑے تپاک سے استقبال کیا۔ ہر روز ایک نہ ایک امیر حاضری کے لیے حاضر ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ بہت بڑی تعداد جمع ہو گئی۔ چنانچہ زین الدین کو جان کا خطرہ پیدا ہو گیا تو موصل واپس آ گیا۔ اور سلیمان شاہ خدم وحشم کے ساتھ ہمدان میں داخل ہوا۔ چنانچہ اہل ہمدان نے گرم جوشی سے خیر مقدم کیا اور حکومت وسلطنت کی بیعت کی۔

خلیفہ مقتفی کی وفات اور مستنجد کی تخت نشینی: ...... خلیفہ مقتفی باللہ عباسی نے ماہ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں چوبیس سال خلافت کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کو خلافت میں خود مختاری کی قوت حاصل ہو گئی تھی۔ جس وقت سلطان مسعود سلجوقی کے بعد خاندان سلجوقیہ میں نفاق اور افتراق کی تخم ریزی ہوئی۔ اس وقت خلیفہ مقتفی عباسی سلاطین سلجوقیہ کے اثر سے علیحدہ ہو گیا۔ اس کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا یوسف مستنجد باللہ عباسی تخت خلافت پر رونق افروز ہوا۔ استبداد اور حکومت میں اپنے باپ کے قدم بہ قدم چلا۔ بلاد ماہلی پر قبضہ کیا، لحف کو چھین لیا اور اپنی طرف سے اس پر حاکم مقرر کیا۔ جیسا کہ اس کے باپ کے زمانہ میں تھا۔ ان واقعات کو ہم ان دونوں کے حالات میں لکھ چکے ہیں۔

موید اور محمود کی آنکھ مچولی: ...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ جب ترکان غز (تاتار) کو غلبہ حاصل ہو گیا تو ان لوگوں نے خان محمود کو بادشاہ بنانے

---

❶ سلطان محمد کی ولادت ماہ ربیع الاول ۵۲۲ھ میں ہوئی۔ اس حساب سے بتیس سال کی عمر پائی۔ عارضہ نسل میں انتقال ہوا۔ جب موت کا وقت قریب آیا تو لشکر کو حاضری کا حکم دیا۔ جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب چنے گئے۔ شاہی خدام پیش ہوئے۔ اس نے بیٹھ کر ان سب کو دیکھا، رو پڑا، کہنے لگا ''یہ فوجیں یہ خدام، یہ مال وزر، یہ جواہرات اور یہ قیمتی قیمتی اسباب میری تکلیفوں کو ذرہ برابر کم نہیں کر سکتے اور نہ میری مقررہ موت کے وقت کو ایک لحظہ ٹال سکتے ہیں''۔ عاقل، کریم اور رعب وداب والا شخص تھا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ لندن)، ❷...... سلطان محمد کے مرنے کے بعد اراکین دولت سلجوقیہ میں اختلاف پڑ گیا۔ ایک گروہ نے ملک شاہ برادر سلطان محمد مرحوم کو تخت نشین کرنا چاہا۔ دوسرا گروہ سلیمان شاہ (سلطان محمد مرحوم کا چچا تھا) کے ساتھ ہو گیا ان امراء کی تعداد زیادہ تھی تیسرا گروہ ارسلان شاہ کا ہوا خواہ ہو گیا۔ جو الدکز کے ساتھ تھا ملک شاہ بدعوائے سلطنت خوزستان سے روانہ ہوا۔ وکلاء، والی فارس اور شملہ ترکمانی ہمراہ تھے، اصفہان پہنچا۔ ابن خجندی والی اصفہان نے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ زر کثیر بطور نذر پیش کیا۔ عساکر شاہی مقیم ہمدان کو اپنی اطاعت کا پیام بھیجا۔ سرداران لشکر نے چونکہ سلیمان شاہ کے ہوا خواہ تھے، انکار کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم حقیقۃ الحال (دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ لندن) (مترجم)

❸...... یہاں ایک نسخے میں ''زین'' تحریر تھا جو درست نہیں۔ دیکھیں (تاریخ الکامل جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۴)

کے لیے بلوایا۔ خان محمود تو جان کے خوف سے نہ آیا مگر اپنے بیٹے جلال الدین عمر کو ترکوں کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ ترکوں نے جلال الدین عمر کو اپنا بادشاہ تسلیم کرلیا۔ اس کے بعد محمود جرجان سے نساء روانہ ہوا اور ترکوں کا لشکر بھی آ کر مل گیا۔ موید مقابلہ نہ کرسکا اور شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ محمود اور ترکی لشکر کے ساتھ نساء میں داخل ہوا اور کچھ عرصے قیام کر کے محمود سرخس واپس چلا گیا۔ موید پھر پہنچ گیا اور محاصرہ کرلیا۔ ترکی لشکر کو بزور تیغ باہر نکال کر قبضہ کرلیا۔ اور شہر کو ویران وخراب کردیا۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۵۵۴ھ کا ہے۔ پھر جب محمود سرخس سے واپس گیا تو موید نے سرخس کا رخ کرلیا اور محاصرہ ڈالا۔ اہل سرخس سے جنگ کی اور لڑ کر اسے فتح کرلیا۔ سرخس کو فتح کر کے بیہق کی طرف گیا۔ ۵۵۵ھ میں پھر سرخس کی جانب لوٹا۔ شہر پناہ کو درست اور تعمیر کرایا اہل سرخس کے ساتھ اچھے سلوک کیے۔

اشقیل کی فتح:......قصہ مختصر موید ان شہروں پر قبضہ کرنے کے بعد ان کے قرب وجوار کے مفسدوں اور لٹیروں کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا چنانچہ قلعہ اشقیل فتح کرلیا۔ باغیان زیدیہ کی سرکوبی کی۔ ان کے قلعہ کو مسمار ومنہدم کر کے قلعہ خسر وجرد پر حملہ کیا۔ قلعہ خسر وجرد بیہق کے صوبے میں تھا، اس قلعہ کو کیخسر و بادشاہ فارس نے افراسیاب سے جنگ کے وقت تعمیر کرایا تھا۔ یہ نہایت مستحکم اور مضبوط قلعہ تھا۔ اہل قلعہ مقابلہ پر آئے اور پسپا ہو گئے۔ موید نے قبضہ کرلیا۔ پھر ایک دستہ فوج اس کی حفاظت پر مقرر کر کے بتاریخ ۲۵ جمادی الاولی نیشاپور لوٹ آیا۔

خربندہ کا قتل:......کچھ عرصے بعد شہر کندر متعلقات طرس (یا طریثث) پر چڑھائی کی۔ اس شہر پر ایک شخص خربندہ نامی قابض تھا۔ رہزنی، قتل اور غارتگری اسکا کام تھا۔ دن دہاڑے قافلہ لوٹ لیتا، قرب وجوار کے شہروں کو تاراج کرتا اور جو مقابل یا مزاحم ہوتا اس کو مار ڈالتا تھا۔ غرض خراسان والے اس سے ایک بری مصیبت اور بلائے بے درماں میں مبتلا تھے۔ موید نے نہایت مستعدی سے اس کا محاصرہ کرلیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں، آخر کار موید نے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ خربندہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر کے اہل خراسان کو اس مصیبت سے (بعونہ تعالیٰ) نجات دلا دی۔ چونکہ اہل بیہق نے موید کی اطاعت سے انحراف کیا تھا۔ اس لیے ماہ رمضان سنہ مذکور میں بیہق کا رخ کیا۔ مگر اہل بیہق نے معذرت کرلی اور مطیع ہو گئے۔

محمود اور موید کی صلح:......خان محمود بن سلطان محمد اس وقت تک ترکوں کے ساتھ تھا۔ ان واقعات کو سن کر متاثر ہوا اور موید کے پاس پیغام صلح بھیجا۔ نیشاپور اور طوس کی سند گورنری عطا کی اس طرح خان محمود، ترکان غز اور مؤید کے درمیان صلح ہوگئی۔ لڑائی اور جھگڑے کا خاتمہ ہوگیا۔ ❶

ترکان برزیہ:......ترکوں کا برزیہ جرگہ خراسانی ترکوں کا ایک گروہ ہے اس کا سردار بقراخان بن داؤد تھا۔ خوارزم شاہ کی فوج نے ان پر یلغار کی۔ جنگ ہوئی تو ترک شکست کھا کر بھاگ گئے۔ ان کا بڑا گروہ کام آ گیا۔ بقراخان چند ترکوں کے ساتھ زندہ بچ کر سلطان محمود کی خدمت میں خراسان پہنچ گیا۔ خوارزم شاہ کی شکایت کی اور امداد مانگی۔ سلطان محمود کے ساتھی ترکوں کو ایتاخ سے بدظنی پیدا ہوگئی کہ ہو نہ ہو ایتاخ ہی نے خوارزم شاہ کو ان ترکوں کے مقابلہ وجنگ پر ابھارا ہے۔ تیار ہو کر بقراخان کے ساتھ نسا اور بیورد روانہ ہو گئے اور ایتاخ پر حملہ کا تہیہ کرلیا۔ ایتاخ میں ان کے مقابلہ کی قوت نہ تھی ❷ شاہ مازندران سے امداد کی درخواست کی۔ شاہ مازندران دیلم، کرد اور ترکمانوں کا لشکر لے کر ترکان غز اور برزیہ کے مقابلہ پر آیا، نواح دہستان میں گھمسان کی لڑائی ہوئی پانچ مرتبہ ان کو شاہ مازندران سے شکست ہوئی۔

ترکوں کی شاہ مازندران کے ساتھ جنگ:......ایتاخ شاہ مازندران کے میمنہ میں تھا۔ ترکان غز اور برزیہ نے اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر نہایت بے جگری سے شاہ مازندران کے قلب لشکر پر حملہ کیا اس حملہ میں شاہ مازندران کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ ایک بڑا گروہ کام آ گیا۔ نہایت بڑے طریقے سے ترکان غز اور برزیہ نے منظم گروہ کو پامال کیا۔ شاہ مازندران نے دہستان میں گھس کر اسے لوٹ لیا۔ قتل وغارتگری کی بھرمار کی، اہل جرجان کے ساتھ بھی اسی طرح ظلم وستم سے پیش آئے اسکو بھی ویران کردیا۔ جرجان اور دہستان کے لوگ اپنی عزت اور جان بچا کر

---

❶......اصل کتاب میں یہ جگہ اس طرح خالی ہے۔ (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۶) پر ایسی کوئی علامت موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔ ❷......اصل کتاب پر جگہ بالکل خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۵ صفحہ ۷۶) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔

دوسرے مقامات اور شہروں میں چلے گئے۔ یہ واقعات ۵۵۶ھ کے ہیں۔

ایتاخ کا بقراتکین پر حملہ:......اس واقعہ کے بعد ایتاخ کو جب ذرا تسلی ملی تو بقراتکین پر چڑھائی کر دی۔ صوبہ شرزوین پر قبضہ کئے ہوئے تھا۔ بقراتکین کو ایتاخ کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ اور وہ موید کے پاس بھاگ گیا۔ اور اس کے حاشیہ نشینوں میں داخل ہو گیا۔ ایتاخ نے بقراتکین کے مال اور خزانے کو لوٹ لیا جس سے ایتاخ کی قوت بڑھ گئی۔ ❶

ملک شاہ کی وفات:......ملک شاہ بن محمود اپنے بھائی سلطان محمد کی وفات کے بعد خوزستان سے اصفہان چلا گیا۔ شملہ ترکمانی اور وکلا والی فارس ہمراہ تھے۔ ابن خجندی رئیس اصفہان نے اطاعت قبول کر لی اور اظہار اطاعت کی غرض سے بڑی رقم نذر کی۔ اس کے بعد ملک شاہ نے اراکین دولت ہمدان کو اپنی فرمانبرداری اور اطاعت کا حکم بھیجا۔ چونکہ اہل ہمدان کا رجحان اور میلان سلیمان شاہ (جو ملک شاہ کا چچا تھا) کی طرف تھا، انکار کر دیا۔ اور سلیمان شاہ کو موصل سے طلب کر کے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ ملک شاہ اصفہان کا تنہا مالک ہو گیا۔ فوجیں حاصل کر لیں۔ مال وزر اور آلات حرب اکٹھا کر لیئے۔ پھر خلیفہ مستنجد باللہ عباسی کی خدمت میں خط روانہ کیا اور سلیمان شاہ کی جگہ اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی اور یہ شرط پیش کی کہ "اگر میری درخواست قبول کر لی جائے تو میں حسب دستور سابق تمام خدمات کی انجام دہی پر آمادہ ہوں اور اگر خلیفہ محترم منظور نہ فرمائیں گے تو پھر میں آپ کی اطاعت سے علیحدہ ہو جاؤں گا"۔ وزیر السلطنت عمید الدین ابن ہبیرہ کو یہ دھمکی ناگوار گزری۔ چنانچہ ایک لونڈی کے ذریعہ ملک شاہ کو زہر دلا دیا۔ ملک شاہ مر گیا، طبیب کو یہ راز معلوم ہو گیا اس نے شملہ اور وکلا کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا۔ لونڈی گرفتار کر کے پیش کی گئی۔ اس نے زہر دینے کا اقرار کر لیا۔

سلیمان شاہ اور شرف الدین:......ملک شاہ کے مرنے کے بعد اہل اصفہان نے ملک شاہ کے اراکین حکومت اور فوج کو شہر سے نکال دیا اور سلیمان شاہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر کے خطبہ میں اس کا نام داخل کر لیا۔ شملہ اپنا سامنہ لے کر خوزستان لوٹ آیا اور جن شہروں پر ملک شاہ نے قبضہ کر لیا تھا۔ ان پر قابض ہو گیا۔ ❷

سلیمان شاہ کا قتل:......سلیمان شاہ تخت سلطنت پر قبضہ کرنے کے بعد لہو ولعب میں مصروف ہو گیا۔ شب و روز شراب پی کر مست پڑا رہتا تھا۔ رمضان المبارک کی بھی حرمت نہ کی، مسخرے، گویئے اور شراب خور دربار میں بھرے رہتے تھے۔ مردانگی اور جرات ان افعال سے ختم ہو گئی۔ امراء اراکین حکومت حاضری دربار سے رک گئے اور شرف الدین کرد باز خادم سے شکایت کی۔ شرف الدین کرد باز، نہایت سنجیدہ، متین، عقلمند، مذہبی اور خدام سلجوقیہ میں اہم اور سلیمان شاہ کی حکومت و دولت کا منتظم و مدبر تھا۔ اس نے اراکین دولت کو تشفی دی اور موقع کا منتظر رہا۔

شرف الدین کے ساتھ ناچاقی:......ایک روز سلیمان شاہ ہمدان کے باہر اپنے محل میں معمول سے زائد پی کر بدمست ہو گیا تھا۔ اس کے ہمنشین پاس بیٹھے ہوئے گپیں مار رہے تھے اور قہقہے لگا رہے تھے۔ اتفاقاً کسی ضرورت سے شرف الدین کرد باز حاضر ہوا۔ یہ رنگ دیکھ کر سلیمان شاہ کو نصیحت کی۔ مگر سلیمان شاہ نشہ میں چور تھا اس نے ہم نشینوں کو اشارہ کر دیا۔ چنانچہ وہ لوگ اس سے مذاق اور تمسخر کرنے لگے۔ تہذیب کے دائرہ سے باہر ہو گئے۔ اس سے شرف الدین کرد باز ناراض ہو کر چلا گیا۔ جب سلیمان شاہ کا نشہ اترا تو خود کردہ پر پشیمان ہوا اور شرف الدین کرد باز سے معذرت کی۔ شرف الدین کرد باز نے معذرت قبول کر لی مگر دربار میں آنا جانا بند کر دیا۔ سلیمان شاہ کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ لہٰذا ایتاخ" والی رے" کو شرف الدین کرد باز کے خلاف امداد کی غرض سے طلبی کا پیغام بھیجا۔

سلیمان شاہ کا قتل:......ایتاخ اس وقت بیمار تھا اس نے حاضری سے معذرت کر لی اور صحت کے بعد امداد اور حاضری کا وعدہ کیا۔ شرف الدین کرد باز

---

❶......اصل کتاب میں یہاں جگہ اسی طرح خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۶۷) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔ ❷ اصل کتاب میں یہاں جگہ اسی طرح خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۷) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔

کو اس کی خبر مل گئی اس کا رنج اور غصہ بڑھ گیا۔ اس نے ارا کین دولت کو بلایا اور سلیمان شاہ کی معزولی کا مشورہ کیا۔ چنانچہ ان سب نے بالاتفاق سلیمان شاہ کو معزول کرنے کی قسمیں کھائیں، شرف الدین کردباز نے پہلا کام یہ کیا کہ سلیمان شاہ کے برے ہم نشینوں کو گرفتار کرا کے قتل کر دیا۔ سلیمان شاہ نے اعتراض کیا تو یہ جواب دیا کہ میں نے تمھاری حکومت قائم رکھنے کی غرض سے یہ کام کیا ہے اس میں میری کوئی غرض نہیں ہے۔ اس کے بعد سلیمان شاہ کو دعوت کے بہانے اپنے گھر بلایا، امراء اور ارا کین دولت کو بھی دعوت دی۔ چنانچہ جیسے ہی سلیمان شاہ اور وزیر السلطنت ابوالقاسم محمود بن عبدالعزیز عاقدی داخل ہوئے، دونوں کو خواص سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۵۵۵ھ کا ہے۔ وزیر السلطنت اور خواص کو اسی وقت بار حیات سے سبکدوش کر دیا گیا۔ اور پھر سلیمان شاہ کو بھی چند دنوں قید رکھ کر قید حیات سے آزاد کر دیا گیا۔

ارسلان شاہ کی حکومت:......اس کے بعد شرف الدین کردباز نے ایلدکز (والی اران وآذربائیجان) کو خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ ''سلیمان شاہ کے وجود نامسعود سے دنیا پاک ہوگئی ہے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے آپ ملک ارسلان شاہ بن طغرل کو لے کر ہمدان آ جائیں۔ تخت سلطنت خالی ہے ارا کین دولت سلجوقیہ بیعت کرنے کو تیار ہیں''۔ رفتہ رفتہ ان واقعات کی ایتانج کو اطلاع ہوئی، فوج لے کر ہمدان پر چڑھ آیا اور شرف الدین کردباز کو لڑائی کا الٹی میٹم دے دیا۔ شرف الدین کردباز نے بہانے کر کے ٹالا۔ اتنے میں ایلدکز پہنچ گیا۔ بیس ہزار فوج اس کے لشکر میں تھی ملک ارسلان شاہ بھی اس کے ساتھ تھا۔ شرف الدین کردباز نے نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا۔ ملک ارسلان شاہ کی تخت نشینی کی رسم ادا کی گئی۔ پھر ارا کین دولت نے اس کی بیعت کر لی۔

ایلدکز اتابک ایلدکز اتالیق نے ملک ارسلان شاہ کی والدہ سے نکاح کر لیا تھا۔ پہلوان محمد اور قزل ارسلان عثمان دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ملک ارسلان شاہ کی تخت نشینی کے بعد ایلدکز عہدہ اتالیق سے سرفراز کیا گیا۔ اس کے لیے پہلوان محمد کو جو ملک ارسلان شاہ کا اخیافی بھائی تھا، حاجب بنایا گیا۔

ایلدکز سلطان مسعود کا غلام تھا سلطان مسعود نے تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد اران اور کچھ حصہ آذربائیجان کی حکومت اسے عطا کی۔ جس وقت سلاطین سلجوقیہ میں فتنہ وفساد کی گرم بازاری ہوئی تو ایلدکز نے ان سب سے علیحدگی اختیار کر لی اور سلطنت سلجوقیہ میں سے کسی ایک کا بھی ساتھ نہیں دیا۔ اپنے مقبوضہ علاقوں میں حکمرانی کرتا رہا۔ اسی فتنہ کے زمانہ میں ارسلان شاہ پہنچ گیا۔ ایلدکز نے عزت واحترام سے ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ سلیمان شاہ کے انتقال کے بعد تخت حکومت پر اسے بٹھایا گیا۔ اور ہمدان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

ایلدکز اور ایتانج کا معاہدہ:......اس کے بعد ایلدکز نے ایتانج والی رے سے بات چیت کر کے صلح کر لی۔ اتفاق اور اتحاد کا معاہدہ ہوگیا۔ اسی سلسلہ میں پلوان ابن الدکز کا نکاح ایتانج کی بیٹی سے ہوا جس سے رشتہ اتحاد اور زیادہ مستحکم ومضبوط ہوگیا۔ پھر مستنجد باللہ عباسی کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا اور عراق اور بغداد میں ارسلان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کی درخواست کی۔ جیسا کہ سلطان مسعود کے زمانہ حکومت میں تھا ویسا ہی حسب دستور تمام امور کو جاری رکھنے کا وعدہ کیا۔ مگر مستنجد باللہ نے ایلچی کو ذلیل کر کے دربار سے نکلوا دیا۔

آقسنقر اور ایلدکز کی جنگ:......ایلدکز اور ایتانج میں صلح ہونے کے بعد ایلدکز نے آقسنقر احمد یلی کو ارسلان شاہ کی اطاعت کا پیام بھیجا۔ آقسنقر نے انکار کر دیا اور کہلوا دیا کہ اگر تم مجھے اپنی حالت پر نہ چھوڑ دو گے تو یاد رکھو کہ میرے پاس بھی خاندان سلجوقیہ کا ایک شہزادہ موجود ہے میں اس کی بیعت کر کے تخت نشین کر دوں گا۔ (آقسنقر کی نگرانی اور تربیت میں سلطان محمد بن سلطان محمود کا بیٹا تھا جسے سلطان محمد نے وفات کے وقت آقسنقر کے حوالے کیا تھا) چونکہ وزیر السلطنت ابن ہبیرہ بھی دار الخلافت بغداد سے آقسنقر کو اس کے بیٹے کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کر رہا تھا، اس لئے آقسنقر کو اس جواب کی زیادہ جرأت ہوئی، ایلدکز اس جواب سے ناراض ہوگیا۔ فوراً ایک فوج پہلوان کی کمان میں آقسنقر کو زیر کرنے کے لئے روانہ کی۔ آقسنقر نے شاہر بن سقمان (والی خلاط) سے ایلدکز کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی۔ اتحاد اور موافقت کی قسم کھائی۔ چنانچہ شاہر نے آقسنقر کی کمک پر فوجیں بھیجیں، آقسنقر، ایلدکز کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی تو آقسنقر فتحیاب ہوا اور پہلوان شکست کھا کر ہمدان واپس آ گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ❶

---

❶......اصل کتاب میں یہاں جگہ اسی طرح خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۸) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔

محمود بن ملک شاہ:.....اصفہان میں ملک شاہ ابن محمود کی وفات کے بعد لشکر اراکین دولت سلجوقیہ کا ایک گروپ محمود ابن ملک شاہ کو لے کر فارس پہنچا، زنگی ابن وکلا سلقدی (والی فارس) نے محمود بن ملک شاہ کو ان لوگوں سے چھین لیا اور اصطخر میں لے جا کر ٹھہرا دیا۔ پھر جب ایلدکز نے ارسلان کو تخت نشین کیا اور دربار خلافت میں اس کا نام خطبہ میں شامل کرنے کی درخواست کی، تو وزیر السلطنت ابن ہبیرہ، ایلدکز کے خلاف صوبوں کے گورنروں کو ابھارنے لگا۔ چنانچہ ادھر آقسنقر سے سلطان محمد کے اُس کم سن بچے کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کیا جو آقسنقر کے پاس تھا اور اُدھر زنگی بن وکلا (والی فارس) کو لکھ بھیجا کہ تم محمود ابن ملک شاہ کو تخت حکومت پر بٹھا دو میں دار الخلافت کی جامع مسجد میں اس کا نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت دے دوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ تمھیں ایلدکز کے مقابلے میں فتح ہو جائے اس بناء پر زنگی نے محمود بن ملک شاہ کو تخت نشین کیا، بیعت کی اور فارس میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ محلسرا کے دروازے پر پنجوقتہ نوبت بجنے لگی، پھر اس نے فوجیں مرتب کیں

ایتاخ اور ایلدکز کی جنگ:.....ایلدکز کو اس واقعہ کی خبر ملی غصہ سے کانپ اٹھا۔ چالیس ہزار لے کر فارس کے ارادے سے اصفہان روانہ ہوا اور زنگی کے پاس ارسلان شاہ کی اطاعت اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم بھیجا۔ مگر زنگی نے صاف انکار کر دیا۔ چنانچہ ایلدکز نے کہلوایا'' مجھے خلیفہ مستنجد باللہ عباسی نے تمھارے علاقوں کی حکومت عطا کی ہے میں ان پر قبضہ کرنے جا رہا ہوں۔ مزاحمت کرنا ہو تو مقابلہ پر آ جاؤ'' پھر ایک دستہ فوج کو ارجان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ ارسلان بوقا (والی ارجان) یہ والی فارس زنگی کا ایک امیر تھا، نے مقابلہ کیا۔ آخر کار ایلدکز کی فوج کو شکست ہوگئی اور ارسلان بوقا نے بشارت فتح کا خط زنگی کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ زنگی نے دربار خلافت میں اس کی اطلاع دی اور امداد کی درخواست کی، وزیر السلطنت ابن ہبیرہ نے اپنے گورنروں کو زنگی کی امداد و اعانت کا حکم بھیجا۔

ایتاخ کی شکست اور صلح:.....چنانچہ ایتاخ ''رے'' سے دس ہزار فوج لے کر پہنچ گیا۔ آقسنقر نے پانچ ہزار سوار کمک پر بھیجے۔ ابن بازدار ❶ (والی قزدین) اور ابن طغائرک (جو کہ ایلدکز کے امراء اور اراکین تھے) ایاتاخ کے پاس چلے گئے۔ زنگی نے سیہرم کو تاراج کیا۔ ایلدکز نے زنگی کے مقابلے پر فوج روانہ کی مگر زنگی نے ان کو زیر کر لیا۔ ایلدکز کے پاس شکست اٹھا کر واپس آ گئے۔ ایلدکز نے آذربائیجان سے امدادی فوج طلب کی۔ چنانچہ بہلیس بن قزوار ارسلان بڑی فوج لے کر آ گیا۔ ایلدکز نے ایتاخ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ دونوں حریف کا ۸ شعبان میں مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ آخر کار ایتاخ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور وہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ فوج کا بڑا حصہ کام آ گیا۔ نامی گرامی سردار مارے گئے۔ فتحمند گروہ نے ایتاخ کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ ایتاخ کی طرح اپنی جان بچا کر رے میں داخل ہو کر قلعہ طبرک میں قلعہ بند ہو گیا۔ ادھر ایلدکز نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ پھر ایلدکز اور ایتاخ میں صلح کی بات چیت ہونے لگی۔ آخر دونوں میں صلح ہوگئی۔ ایلدکز نے ایتاخ کو حرد باقدان دیدیا صلح ہوگئی پھر ایلدکز ہمدان واپس آ گیا۔ ❷

موید کے کارنامے:.....ماہ ربیع الآخر ۵۵۶ھ میں موید نے نیشاپور کے چند سرداروں کو اس وجہ سے گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا کہ ان کے آباؤ اجداد نے اہل نیشاپور کو غارت اور تباہ کیا تھا۔ جس میں نقیب علویہ ابوالقاسم زید بن حسن حسینی بھی تھا۔ اور یہ الزام لگایا کہ اگر تم لوگ انھیں قتل و غارتگری سے روکتے تو میں ضرور رک جاتا۔ گویا تم ہی لوگوں نے ان افعال کا ارتکاب کیا اور تم ہی اس کے ذمہ دار ہو۔ غرض اس الزام میں مفسدہ پردازوں کی ایک جماعت کو سزائے موت دے دی۔

ان مفسدہ پردازوں نے مساجد، مدارس اور کتب خانہ کو بھی غارتگری کا آجاج گاہ بنایا ہوا تھا۔ ان کی غارتگری اور لوٹ مار کے یہ سب علاقے بھی نذر ہو گئے۔ کسی کو جلا دیا، کسی کو زمین دوز کر دیا، علماء اور روساء کو قتل کیا۔ جس کا آخری نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ قید کئے گئے اور کچھ قتل کر دیئے گئے۔

اس کے بعد مؤید شاد باخ چلا گیا۔ اس کی شہر پناہ درست کرائی۔ اردگرد کی خندقوں کی مرمت کرائی۔ حفاظت کی غرض سے دمس بندوائے اور وہیں قیام اختیار کیا۔ اور نیشاپور چٹیل میدان بن گیا۔

❶ .....دیکھیں (تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۰) ❷ .....اصل کتاب میں یہاں جگہ اسی طرح خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۸) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔

شاد باخ کی نئے سرے سے تعمیر:...... شاد باخ کو عبداللہ بن طاہر نے اپنے دور گورنری میں آباد کیا تھا۔ عبداللہ بن طاہر اور اس کے خدم و حشم شاد باخ میں رہتے تھے۔ عبداللہ بن طاہر کے بعد شاد باخ ویران ہوگیا۔ الپ ارسلان نے دوبارہ اس کو آباد کیا۔ مگر انہی مفسدہ پردازوں نے دوبارہ ویران و برباد کر دیا۔ تب مؤید نے اسے آباد کیا۔ اور از سر نو شہر کی عمارتوں کو تعمیر کرایا۔ نیشاپور بالکل ویران ہوگیا۔ پھر تاتاریوں نے اس پر حملہ کیا۔ خان محمود خراسان کا بادشاہ ان لٹیرے تاتاریوں کے ساتھ تھا۔ چنانچہ دو مہینے تک موید کا شاد باخ میں محاصرہ کئے رہا۔ اس کے بعد کسی وجہ سے خان محمود حمام کے بہانے سے تاتاریوں سے علیحدہ ہو کر شہرستان چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا۔ شوال کے آخر تک شاد باخ کا تاتاری محاصرے کئے رہے۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو لوٹ مار کرتے ہوئے واپس ہوئے اور دیہات، قصبوں اور شہر طوس کو لوٹ لیا۔

خان محمود اور جلال محمد:...... پھر جب خان محمود نیشاپور میں داخل ہوا تو موید نے رمضان ۵۵۷ھ تک عزت و احترام سے رکھا اس کے بعد گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔ مال و اسباب اور خزانہ جو کچھ اس کے ساتھ تھا، سب پر قبضہ کر لیا۔ خان محمود کے ساتھ جلال محمد کو بھی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ چنانچہ دونوں قید ہی میں زندگی سے سبکدوش ہوگئے۔ موید نے خطبہ میں مستنجد باللہ خلیفہ عباسی کے بعد اپنا نام داخل کرایا اور بادشاہت کا اعلان کر دیا۔

شہرستان کی فتح:...... ماہ شعبان ❶ میں مؤید نے شہرستان اور نواح نیشاپور کو فتح کرنے پر اپنی توجہ مبذول کی اور شہرستان کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے تنگ ہو کر ہتھیار ڈال دیے۔ مؤید کی فوج نے شہرستان لوٹ لیا۔ غارتگری کا بازار گرم ہوگیا۔ لیکن بہت جلد موید نے اپنی فوج کو غارتگری سے روک دیا۔ شہرستان اس کے دائرہ حکومت میں داخل ہوگیا (واللہ اعلم)۔ ❷

طوس کی فتح:...... شہرستان کی مہم سے فارغ ہو کر موید نے قلعہ دسکرہ (طوس) کا قصد کیا۔ ابوبکر جاندار اس قلعہ کا حاکم تھا۔ اسنے قلعہ بندی کر لی۔ مؤید ایک مہینہ تک اسکا محاصرہ کئے رہا مگر فتح نہ ہوا۔ چونکہ اہل طوس، ابوبکر کی بداخلاقی اور ظلم سے تنگ آ گئے تھے، اس لیے محاصرے اور جنگ میں مؤید کا ہاتھ بٹایا ابوبکر نے اس کا احساس کر کے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں۔ مؤید نے ابوبکر کو جیل میں ڈال دیا اور کرمان کی طرف بڑھا۔ اہل کرمان نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اسفرائن فتح کرنے کے لیے فوج روانہ کی۔ (والی اسفرائن) عبدالرحمن بن محمد قلعہ بند ہوگیا۔ مؤید کی فوج نے محاصرہ کر لیا۔ آخر کار عبدالرحمان نے بھی ہتھیار ڈال دئے اور خود کو حوالہ کر دیا۔ مؤید نے اسے بیڑیاں پہنا کر شاد باخ بھیج دیا۔ جہاں جیل میں ڈال دیا گیا۔ ماہ ربیع الآخر ۵۵۸ھ میں اسے مار ڈالا گیا۔ فتح اسفرائن کے بعد مؤید نے قہندر ❸ اور نیشاپور کے گرد و نواح پر قبضہ کر لیا۔ حکومت و سلطنت مستقل ہوگئی۔ جیسا کہ اس سے پہلے امن وامان قائم تھا پھر اسی طرح قائم ہوگیا۔ اس کے بعد اس نے پرانے شہر کو ویران کر کے شاد باخ کا نیا شہر آباد کیا۔

بوشنج اور ہرات پر حملہ:...... اس کے بعد مؤید کو بوشنج اور ہرات فتح کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے محاصرہ کر لیا۔ یہ دونوں مقامات ملک محمد بن حسین بادشاہ غوری کے قبضہ میں تھے۔ چنانچہ ملک محمد نے مؤید کے مقابلے پر فوجیں روانہ کیں۔ موید نے یہ خبر سن کر محاصرہ اٹھا لیا۔ چنانچہ بوشنج اور ہرات جیسا کہ ملک محمد کے قبضہ میں تھے، اسی کے قبضہ میں رہے۔ ❹

کرج کی پیشقدمی:...... کرج نے ماہ شعبان ۵۵۶ھ میں شہرانی (صوبہ اران) کی طرف پیشقدمی کی اور اسے فتح کر کے خوب برباد کیا۔ بے شمار لوگ مارے گئے اور اکثر قید کر لئے گئے۔ شاہ ارمن ابن ابراہیم بن سکمان والی خلاط نے بڑی فوج جمع کی، جس میں مجاہدین بھی تھے اور فوج منظم بھی تھی۔ کوچ و قیام کرتا کرج کے سر پر پہنچ گیا۔ جنگ چھڑ گئی جس میں شاہ ارمن ابن ابراہیم کو شکست ہوئی۔ مسلمان کا بڑا گروہ گرفتار کر لیا گیا اور بہت سارے لوگ دوران جنگ میں مارے گئے۔

---

❶ ... بجائے ۵۵۹ھ کے ۵۵۶ھ پڑھا جائے (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ لندن) ❷ ... اصل کتاب میں جگہ اسی طرح خالی ہے۔ (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۹۷) پر ایسی کوئی علامت موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔ ❸ ... غالباً آج کا قندھار۔ ❹ ... اصل کتاب میں جگہ اسی طرح خالی ہے۔ (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۹۷) پر ایسی کوئی علامت موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔

کرج اور ایتاخ کی جنگ: ..... اس کے بعد ماہ شعبان ۵۵۷ھ میں تیس ہزار فوج سے کرج نے اسلامی علاقوں پر یلغار کی۔ شہر دوین (صوبہ آذر بائیجان) اور کچھ حصہ بلاد جبل اور اصفہان کا دبالیا۔ ایلدکز کو اس کی اطلاع ملی تو فوجیں مرتب کیں اور کرج سے بدلہ لینے کے لیے روانہ ہوا۔ شاہ ارمن ابراہیم بن سکمان (والی خلاط) اور آقسنقر (والی مراغہ) بھی ایلدکز کے ساتھ تھا۔ پچاس ہزار جنگ جو لشکر میں تھے، ماہ صفر ۵۵۸ھ میں کرج کے شہروں میں داخل ہو کر بازار کارزار گرم کر دیا۔ کرج سینہ سپر ہو کر لڑے لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ فتحمندی کا سہرا لشکر اسلام کے سر پر بندھا۔ بیشمار مرد، عورت اور بچے گرفتار کر لئے گئے۔ امراء کرج میں سے ایک امیر زادہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ ایک دستہ لشکر اسلام لے کر کمین گاہ میں بیٹھ گیا۔ کرج نے لشکر اسلام پر حملہ کیا اور فتحمندی کے زعم میں لڑتا ہوا بڑھا۔ لشکر اسلام آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ جیسے ہی کرج کمین گاہ سے بڑھے امیر زادہ کرج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ کرج شکست اٹھا کر بھاگ گئے۔ لشکر اسلام نے تلواروں پر رکھ لیا۔ دور تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ بے شمار لوگ مارے گئے اور بیشمار قید کر لئے گئے۔ لشکر اسلام کامیابی کے ساتھ مال غنیمت لے کر واپس ہوا۔ ❶

قومس پر موید کا قبضہ: ..... ۵۵۸ھ میں مؤید (والی نیشاپور) نے صوبہ قومس کی طرف قدم بڑھایا۔ بسطام اور دامغان پر قبضہ کر لیا۔ بسطام کی حکومت پر اپنے غلام تنکز کو مقرر کیا۔ تنکز اور شاہ مازندران سے ناراضگی پیدا ہوگئی۔ نوبت جنگ تک پہنچ گئی۔ چنانچہ ماہ ذی الحجہ ۵۵۸ھ میں دونوں فریق لڑ پڑے۔ شاہ مازندران کو شکست ہوئی۔ تنکز نے اس کے کیمپ کو لوٹ لیا۔

چونکہ مؤید اور ایلدکز میں مراسم اتحاد تھے، اس لیے قومس پر مؤید کے قبضہ کے بعد سلطان ارسلان بن طغرل بن محمد بن ملک شاہ نے مؤید کو خلعت فاخرہ جھنڈے اور بہت سے تحائف بھیجے اور ملک خراسان کے جن شہروں کو فتح کر چکا تھا اور آئندہ جن شہروں کو فتح کرے گا، ان سب کی حکومت اور گورنری اسے دی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی ہدایت کی۔ مؤید نے اس پر بیحد مسرت ظاہر کی۔ خلعت زیب بدن کی۔ صوبہ قومس طوس اور پورے صوبہ نیشاپور میں سلطان ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا اور سلطان ارسلان کے نام کے بعد خطبہ میں اپنا نام داخل کیا۔ جرجان اور دہستان میں خوارزم شاہ بن ارسلان بن آتسز کا اور اس کے بعد امیر ایتاخ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ مرو، بلخ اور سرخس پر تاتاریوں کا قبضہ تھا۔ ہرات پر امیر اتکلین تاتاری علم حکومت کے تحت حکمرانی کر رہا تھا۔ ان علاقوں میں سلطان سنجر کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ الفاظ یہ تھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلسُّلْطَانِ السَّعِيْدِ سَنْجَرَ وَبَعْدَهٗ لِاَمِيْرِ تِلْكَ الْمَدِيْنَةِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى وَلِيُّ التَّوْفِيْقِ (ترجمہ: اے اللہ، نیک بخت سلطان سنجر کی مغفرت فرما اور اس کے بعد اس شہر کے امیر کی مغفرت فرما)۔ ❷

ترکان قارغلیہ کا اخراج اور پامالی: ..... خاقان چین نے سمرقند و بخارا کی حکومت پر خان جغر ابن حسین تکین کو مقرر کیا۔ خان جغر پرانے شاہی خاندان کا ممبر تھا۔ ۵۵۷ھ میں خاقان چین نے فرمان بھیجا کہ "ترکان قارغلیہ کو اپنے زیر کنٹرول علاقوں سے کاشغر کی طرف جلاوطن کر دو۔ وہاں جا کر مقیم ہو جاؤ، ہتھیار نہ باندھیں کاشتکاری کریں، روزگار کے حصول کے لیے دوسرے پیشے اختیار کریں"۔ خان جغر نے ترکان قارغلیہ کو نکالنے پر کمر باندھی مگر قارغلیہ نے وطن چھوڑنے سے انکار کیا اور مخالفت پر تل گئے۔ اور متحد ہو کر بخارا کی جانب بڑھے۔ اہل بخارا خان جغر سے ملے یہ اسوقت سمرقند میں تھا اور بظاہر قارغلیہ کے شر سے بچنے کے لیے قارغلیہ سے مل رہے یہاں تک کہ خان جغر اپنی فوج لے کر پہنچ گیا اور قارغلیہ پر حملہ کر دیا۔ قارغلیہ کو نہایت شکست فاش ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اہل بخارا و سمرقند کو ان کے شر سے نجات دی۔ ❸

سنقر کا طالقان اور غرشتان پر قبضہ: ..... ۵۵۹ھ میں امیر صلاح الدین سنقر (سلطان سنجر کا خدام) طالقان علاقوں پر قابض ہوا اور غرشتان پر فوج لے کر چڑھ گیا متعدد حملے کئے۔ آخر کار اہل غرشتان نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور مطیع ہو گئے۔ طالقان اور غرشتان کے قلعوں پر اس کی

---

❶ ..... اصل کتاب میں جگہ اسی طرح خالی ہے۔ (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۹۷) پر ایسی کوئی علامت موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔ ❷ ..... اصل کتاب میں جگہ اسی طرح خالی ہے۔ (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۸۰) پر ایسی کوئی علامت موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔ ❸ ..... اصل کتاب میں جگہ اسی طرح خالی ہے۔ (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۸۰) پر ایسی کوئی علامت موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔

حکومت کا پرچم اڑنے لگا امراءغز (تاتار) کے ساتھ صلح وآشتی کا برتاؤ رکھا۔ ہر سال انہیں خراج ادا کرتا تھا۔

والی ہرات: ..... امیر ایتکین والی ہرات اور ترکان غز میں صلح تھی۔ زمانہ صلح میں ترکان غز نے بادشاہ غور محمد ابن حسین کو قتل کر دیا۔ جیسا کہ سلاطین غوریہ کے حالات میں بیان کیا گیا۔ امیر ایتکین کو مملکت غور کو فتح کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ لہٰذا فوجیں مرتب کر کے ماہ رمضان ۵۵۹ھ میں بلاد غوریہ پر چڑھائی کر دی۔ اہل غور مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئی، آخر کار انہی لڑائیوں میں امیر ایتکین مارا گیا۔

والی ہرات کا قتل: ..... امیر ایتکین کے مارے جانے سے ترکان غز کو ہرات پر قبضہ کی سوجھی۔ چنانچہ جمع ہو کر ہرات پر چڑھ آئے۔ اہل ہرات نے اثیر الدین نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنالیا تھا۔ لیکن اس پر یہ الزام لگا کر کہ یہ ترکان غز سے مل گیا ہے، قتل کر کے ابوالفتوح بن علی بن فضل اللہ طغرائی کو ہرات کی امارت پر مامور کیا اور موید کی خدمت میں فدویت نامہ بھیج کر اپنی اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا۔ موید نے اپنے خادم سیف الدین تنکز کو ہرات کا حاکم مقرر کیا اور ہرات کو ترکوں کی دسترس سے محفوظ رکھنے کیلیے ایک فوج بھیج دی۔ سرخس اور مرو کی جانب دوسرا لشکر روانہ کیا ترکوں پر زمین باوجود وسعت کے تنگ ہوگئی، مجبور ہو کر ہرات سے محاصرہ اٹھالیا اور موید کے علم حکومت کے سامنے اطاعت کی گردن جھکادی۔ اس طرح ہرات وغیرہ پر موید کا قبضہ ہوگیا۔

شاہ مازندران اور تنکز: ..... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ موید (والی نیشاپور) نے قومس اور بسطام پر قبضہ کر کے اپنی طرف سے اپنے خادم تنکز کو مقرر کیا تھا۔ ۵۵۹ھ میں شاہ مازندران رستم بن علی بن شہریار بن قارن نے ایک فوج بسر کردگی سابق الدین قزوینی ان مقامات کی تسخیر کو روانہ کی۔ قزوینی نے پہلے دامغان پر یلغار کیا اور اسپر قابض ہوگیا۔ تنکز کو اس کی خبر ملی تو خم ٹھونک کر مقابلہ پر آ گیا۔ قزوینی نے پہلے ہی حملہ میں تنکز کو شکست فاش دیکر ان شہروں پر قبضہ کرلیا۔ تنکز شکست کھا کر موید کے پاس نیشاپور واپس آ گیا لیکن آرام سے نہ بیٹھا۔ آئے دن بسطام اور طوس پر چھاپے مارتا رہا۔

شاہ مازندران کی وفات: ..... ماہ ربیع الاول ۵۶۰ھ میں شاہ مازندران نے وفات پائی۔ علاء الدین دین شاہ مازندران نے اپنے باپ کی موت کو چھپایا۔ کسی کو اس واقعے کی اطلاع نہ ہونے دی۔ جب سارے قلعوں اور شہروں پر قبضہ کرلیا تو اس واقعہ کو ظاہر کر کے رسم تخت نشینی ادا کی۔ ایتاخ (اتخ) والی جرجان اور دہستان شاہ مازندران کی موت سے مطلع ہو کر علاء الدین سے لڑنے کے لیے اٹھا۔ اور ان حقوق واحسان کا ذرا بھی خیال نہ کیا جو شاہ مازندران کے "ایتاق" پر تھے۔ اس احسان فراموشی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایتاق کو اس لڑائی اور جھگڑے سے کچھ ہاتھ نہ لگا (واللہ سبحانہ وتعالی اعلم)

موید کا محاصرہ نساء اور ناکامی: ..... ماہ جمادی الاول ۵۶۰ھ میں موید نے شہر نساء کے محاصرے اور اسے فتح کرنے کے لیے ایک فوج روانہ کی۔ خوارزم شاہ ییگ ارسلان بن اتسز نے بھی نساء کی حمایت پر اپنا لشکر بھیجدیا۔ جیسے ہی خوارزم شاہ کا لشکر "نساء" کے قریب پہنچا۔ موید کی فوج محاصرہ اٹھا کر نیشاپور واپس آ گئی۔ اہل نساء نے خوارزم شاہ کا شکریہ ادا کیا اور مطیع ہو گئے اور اس کے نام کا خطبہ اور سکہ نساء میں جاری ہو گیا۔ "نساء" پر قبضہ کے بعد خوارزم شاہ کا لشکر دہستان کی طرف بڑھا اور قبضہ کرلیا۔ اہل دہستان نے اطاعت قبول کرلی۔ امیر لشکر خوارزم شاہ نے اپنی طرف ایک (آئی جی پولیس) مقرر کیا۔

آقسنقر وایلدکز کی جنگ: ..... آقسنقر احدیلی (والی مراغہ) نے ۵۶۳ھ میں دارالخلافت بغداد میں خط بھیجا اور سلطان محمد شاہ کے بیٹے کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی جو اس کی کفالت اور نگرانی میں تھا۔ اور یہ لکھا کہ "میری اس کے سوا اور کوئی غرض نہیں ہے اگر یہ درخواست قبول ہو جائے گی تو میں عراق سے ذرا بھی چھیڑ چھاڑ نہیں کرونگا۔ بلکہ خوب مال وزر نذر کروں گا"۔ خلیفہ نے نہایت خوشی سے درخواست منظور فرمائی۔ ایلدکز ❶ کو اس کی اطلاع ملی۔ اپنے بیٹے بہلوان کو بڑی فوج دے کر آقسنقر سے جنگ کرنے روانہ کیا۔ چنانچہ شدید جنگ کے بعد آقسنقر کو شکست ہوگئی اور وہ مراغہ میں قلعہ بند ہو گیا۔ بہلوان نے مراغہ کا محاصرہ کر کے روزانہ کی جنگ سے آقسنقر کو تنگ کرنے لگا۔ آقسنقر نے مجبور ہو کر صلح کا پیغام بھیجا،

---

❶ ..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۸۱) پر یہاں عبارت متصل ہے اور کچھ بھی نہیں چھوٹا۔

فریقین میں بات چیت ہونے لگی اور آپس میں صلح ہوگئی۔ پھر بہلوان اپنے باپ ایلدکز کے پاس ہمدان واپس آ گیا۔

زنگی اور شملہ کی جنگ:...... چونکہ زنگی بن وکلا (والی فارس) نے اپنی فوج کے ساتھ سختی اور بداخلاقی کا برتاؤ شروع کیا تھا، بیجا ان کو دبا رہا تھا اس لیے فوج کے بڑے گروپ نے شملہ (والی خوزستان) سے خط و کتابت کر کے اسے امیر بنانے کو بلایا۔ چنانچہ شملہ اپنی فوج لے کر فارس کی طرف روانہ ہوگیا۔ زنگی اس سے مقابلہ ہوکر لڑنے نکلا۔ دونوں نے خوب زور آزمائی کی، جنگیں لڑیں، آخر کار زنگی کو شکست ہوگئی۔ اس نے اکرادشوانکار ❶ کے پاس جا کر پناہ لی اور شملہ نے فارس پر قبضہ کرلیا۔

شملہ کی پسپائی اور واپسی:...... فارس پر قبضہ کے بعد شملہ کا دماغ بھی پھر گیا۔ اہل فارس پر طرح طرح کے مظالم کرنے لگا۔ اس کا بھتیجا خرسنکا ❷ لوٹ مار کرنے لگا۔ دیہات اور قصبوں کو ویران کر دیا۔ کوئی فریاد رس تھا اور نہ حامی۔ اہل فارس کو اس سے نفرت پیدا ہوگئی۔ لشکر فارس کا ایک گروپ زنگی کے پاس پہنچا۔ شملہ کی زیادتیوں کی شکایت کی اس سے زنگی کو بدلہ لینے کا موقع مل گیا۔ تھوڑی سی فوج لے کر فارس پر چڑھ آیا۔ چنانچہ شملہ فارس چھوڑ کر خوزستان چلا گیا۔ یہ واقعات ۵۶۴ھ کے ہیں۔

جنگ ایلدکز و ایتاخ:...... ایتاخ متعدد لڑائیوں اور جھگڑوں کے بعد ''رے'' پر اس شرط پر قابض ہوگیا کہ ایلدکز فریق غالب کو سالانہ خراج جو آپس میں مقرر ہوا تھا، ادا کرتا رہے۔ چند دنوں کے بعد جب ایتاخ کی قوت ذرا بڑھ گئی تو فوجی اخراجات کا بہانہ کر کے خراج دینا بند کردیا۔ چنانچہ ایلدکز نے ایتاخ پر چڑھائی کردی۔ ایتاخ مقابلہ پر آیا، گھمسان کی لڑائی میں ایتاخ شکست کھا کر بھاگا اور قلعہ طبرک میں قلعہ بند ہوگیا۔ ایلدکز نے محاصرہ کرلیا۔ مدتوں محاصرہ کیے رہا مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ چنانچہ ایلدکز نے ایتاخ کے غلاموں کو ملانے کی کوشش کی اور انھیں سمجھا بجھا کر جاگیر دینے کی لالچ دے کر ایتاخ کے قتل پر تیار کردیا۔ چنانچہ ان نمک حراموں نے ایک دن موقع پا کر ایتاخ کا کام تمام کردیا۔ پھر کیا تھا ایلدکز نے ''رے'' اور طبرک پر قبضہ کرلیا۔ علی بن عمرو باغی ❸ کو گورنر بنایا اور ان نمک حراموں کا زبانی شکریہ ادا کیا، نہ انعام دیا اور نہ ہی جاگیر دی۔ ان کا زور ہی کیا تھا؟ چنانچہ متفرق اور منتشر ہوگئے۔ جو غلام ایتاخ کے قتل کا بانی مبانی تھا، وہ خستہ و پریشان حال خوارزم شاہ کے پاس پہنچا۔ چونکہ خوارزم شاہ اور ایتاخ میں اتحاد تھا، اس لیے نمک حرامی کی پاداش میں اس غلام کو سولی دیدی (نتیجہ کار بدکا کار بند ہے)

آپس میں اختلاف:...... ۵۶۵ھ میں ملک طغرل بن قاروت بیگ (والی کرمان) نے سفرِ آخرت اختیار کیا۔ اس کا بڑا بیٹا ارسلان شاہ کرمان کا حکمران بنا۔ ملک طغرل کا چھوٹا بیٹا بہرام شاہ جھگڑ پڑا۔ اس نے بھی سلطنت و حکومت کا دعویٰ کردیا۔ ارسلان شاہ نے جنگ کی اور اسے شکست دی۔ بہرام شاہ پریشان حال مؤید کے پاس نیشاپور پہنچا۔ مؤید نے مال و زر اور فوج کے ساتھ اس کی مدد کی۔ چنانچہ اپنے بھائی ارسلان شاہ سے لڑنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس لڑائی میں ارسلان شاہ کو شکست ہوگئی اور بہرام شاہ نے کرمان پر قبضہ کرلیا اور ارسلان شاہ مدد لینے کے لیے ایلدکز کے پاس اصفہان پہنچ گیا۔ چنانچہ ایلدکز نے ایک فوج اس کی امداد پر متعین کردی۔ ارسلان شاہ کرمان کی جانب لوٹا۔ ایلدکز کی فوج نے پہنچتے ہی لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اور کرمان کو بہرام شاہ سے چھین کر ارسلان شاہ کے حوالے کردیا۔ بہرام شاہ فریادی صورت لے کر مرتا کھپتا نیشاپور میں مؤید کے پاس پہنچا، اور وہیں ٹھہر گیا۔ اتفاق یہ کہ اس واقعہ کے بعد ارسلان شاہ کا انتقال ہوگیا اور بہرام شاہ کرمان واپس آ کر قابض ہوگیا۔

مستضی بامر اللہ کی خلافت:...... اس کے بعد مستنجد باللہ عباسی خلیفہ بغداد نے وفات پائی اس کا بیٹا مستضی بامر اللہ خلیفہ بنا۔ چونکہ ہم خلفاء عباسیہ کے حالات تفصیل سے اوپر لکھ چکے ہیں۔ اس لیے یہاں پر ان خلفاء کے مزید حالات نہیں لکھنا چاہتے۔ مستنجد اور مستضی کے پیشرو خلفاء کے حالات اس لیے تحریر کیے گئے ہیں کہ وہ سلاطین سلجوقیہ اور بنو بویہ کے زیر اثر اور قبضہ میں تھے۔ ان کی وفات و خلافت کے تذکرے سلاطین سلجوقیہ اور بنو بویہ کی حکومتوں کے گویا ایک جزو تھے۔ اور وہ خلفاء جو زمانہ خلافت مقتفی عباسی سے تختِ خلافت پر بیٹھے، شاہ شطرنج نہ تھے بلکہ خودمختار تھے۔ ان پر کسی سلطان

❶...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۸۱) پر ''اکرادشوانکار'' کے بجائے ''اکراشوابکار'' تحریر ہے۔ ❷ یہاں صحیح لفظ ابن سنکا ہے دیکھیں (تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۷) ❸...... یہاں صحیح نام عمر بن علی بن یاغ ہے۔ دیکھیں (تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۴۴۸)

کا اثر اور دبا ؤ نہ تھا۔ سلطان مسعود سلجوقی کی وفات کے بعد سلاطین سلجوقیہ کمزور پڑ گئے۔ ان کی حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ مشرق اور مغرب میں چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہوگئی۔ اس سے خلفاء عباسی کو بغداد اور اس سے متصل علاقوں میں استبدادی حکومت حاصل ہوگئی۔ اس سے پہلے خلفاء عباسیہ کے علاقوں میں سلاطین سلجوقیہ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا یہی امر سلاطین سلجوقیہ میں آپس کے نفاق اور جھگڑے پیدا ہونے کا باعث بنا۔ انھوں نے حکومت حاصل کرنے کے لیے جنگیں کیں۔ چنانچہ خلفاء عباسی نے ان کے ممالک پر قبضہ کرلیا اور تنہا ان کے مالک ہوگئے۔ خلافت کے علاوہ حکومت کی باگ دوڑ بھی انہی کے قبضہ میں رہی یہاں تک کہ خلیفہ مستعصم عباسی کی حکومت وخلافت کا ہلاکو کے ہاتھ خاتمہ ہوگیا۔ (وتلک الایام نداولہا بین الناس)

خوارزم شاہ کی وفات:...... جب خوارزم شاہ (ارسلان) بن آتسز ترکوں سے شکست کھا کر خوارزم واپس آیا تو بیمار تھا۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں ۵۶۸ھ میں اس نے وفات پائی۔ اس کا چھوٹا بیٹا سلطان شاہ حکمران بنا۔ اس وقت اس کا بڑا بھائی علاء الدین تکش خوارزم میں موجود نہ تھا۔ وہ یہ خبر پا کر ترکان خطا کے پاس چلا گیا اور مدد کی درخواست کی۔ ترکان خطا نے اس کی امداد پر کمر باندھی۔ خوارزم آئے اور قبضہ دلا دیا۔ سلطان شاہ جیسے تیسے موید کے پاس نیشاپور پہنچا اور علاء الدین تکش کے مقابلہ میں امداد مانگی۔ چنانچہ موید اپنا لشکر آراستہ کرکے خوارزم روانہ ہوگیا۔ علاء الدین تکش مقابلہ پر آیا۔ دونوں فریق جی کھول کر لڑے، جس میں موید کو شکست ہوئی اور موید گرفتار ہوگیا۔ بیڑیاں ڈال کر علاء الدین تکش کے سامنے پیش کیا گیا اور علاء الدین تکش کے سامنے ہی قتل کردیا گیا۔

بنو موید کی حکومت کا خاتمہ:...... شکست کے بعد موید کا لشکر نیشاپور واپس آیا اور اس کے بیٹے طغان شاہ ابوبکر بن موید کو حکمران بنایا۔ طغان شاہ اور علاء الدین تکش کے درمیان جو واقعات رونما ہوئے ان کو ہم ان کی حکومتوں کے تذکرہ میں تحریر کریں گے۔ موید کے قتل کا واقعہ دوسرے طریقہ سے بھی بیان کیا گیا ہے اس کو بھی ہم اسی جگہ پر لکھیں گے۔

اس کے بعد خوارزم شاہ (تکش) نے ۵۶۹ھ میں نیشاپور پر چڑھائی کی دو مرتبہ محاصرہ کیا۔ دوسری مرتبہ طغان شاہ بن موید کو ہزیمت ہوئی، خوارزم شاہ نے طغان شاہ کو گرفتار کرکے خوارزم بھیج دیا۔ نیشاپور اور ان شہروں پر جو بنی موید کے قبضہ میں خراسان میں تھے، قبضہ کرلیا۔ بنی موید کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا (والبقاء للہ وحدہ)

ایلدکز کی وفات اور بہلوان کی جانشینی:...... اتابیق شمس الدین ایلدکز (اتابیق ارسلان شاہ بن ملک طغرل) ہمدان، اصفہان، رے اور آذربائیجان نے (۵۶۸ھ میں) وفات پائی۔ یہ وزیر السلطنت کمال شہیر [1] (یا سمیری جو سلطان محمود کا وزیر تھا) کا غلام تھا۔ وزیر السلطنت کے قتل کے بعد سلطان محمود کی خدمت میں رہنے لگا۔ ترقی کرکے عہدہ کتابت پر پہنچ گیا۔ پھر جب سلطان مسعود تخت حکومت پر بیٹھا تو ارنیہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ باوجود یکہ دارالحکومت سے دور تھا، لیکن سلجوقی بادشاہ کی اطاعت کو باعث فخر سمجھتا تھا۔ پھر اس نے رفتہ رفتہ آذربائیجان، ہمدان، اصفہان اور ''رے'' پر قبضہ کرلیا۔ اپنے ارسلان شاہ بن طغرل کو تخت حکومت پر بٹھایا اور اس کے نام کا خطبہ پڑا اور بدستور اسکا اتابیق بنا رہا۔ اس کی فوج کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ اسکا دائرہ حکومت تفلیس سے مکران تک وسیع ہوگیا تھا۔ ارسلان شاہ نام کا بادشاہ تھا۔ سیاہ وسفید کا مالک یہ ہی تھا۔

ابن سنکی کا نہاوند پر قبضہ:...... ایلدکز کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا محمد بہلوان حکمران ہوا۔ یہ سلطان ارسلان شاہ کا مادری بھائی تھا۔ بہلوان نے حکمران بن کر جو پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ نظم ونسق کی غرض سے آذربائیجان کا سفر کیا۔ ابن سنکی (شملہ کا بھتیجا) والی خوزستان کو موقع مل گیا۔ وہ میدان خالی دیکھ کر نہاوند پر چڑھ آیا اور اسکا محاصرہ کرلیا۔ مگر اہل نہاوند نے مقابلہ کیا ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ چنانچہ ابن سنکی اپنی کامیابی سے ناامید ہوکر تشتر لوٹ آیا۔ دو ایک دن کا مغالطہ دے کر اس راستہ سے جو آذربائیجان سے نہاوند آتا تھا، نہاوند کی طرف چلا۔ اہل نہاوند یہ سمجھ کر بہلوان کی امدادی فوج آرہی ہے، شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ چنانچہ ابن سنکی بغیر کسی مزاحمت کے شہر میں داخل ہوگیا۔ قاضی اور روساء شہر کو گرفتار کرکے صلیب پر چڑھا دیا۔ والی نہاوند کی ناک کاٹ لی اور شہر نہاوند میں لوٹ مار کرکے عراق کے ارادے سے ماسبدان کی طرف قدم بڑھایا اور خوزستان لوٹ آیا۔

---

[1] ...... یہاں صحیح لفظ ''سمیری'' ہے جیسا کہ خود بھی فاضل مترجم نے بریکٹ میں تحریر کیا ہے۔ مزید دیکھیں (تاریخ الکامل جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۸)

شملہ کی وفات:......۵۷۰ھ میں شملہ (والی خوزستان) نے بعض ترکمان پر حملہ کی تیاری کی۔ ترکمانوں نے بہلوان بن ایلدکز سے امداد کی درخواست کی۔ بہلوان نے ایک فوج ترکمانوں کی کمک پر بھیج دی۔ چنانچہ شملہ اور ترکمانوں سے جنگ چھڑ گئی اور شملہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ دارو گیر پکڑ دھکڑ کے ترکمانوں نے شملہ کو اور نیز اس کے بیٹے اور بھتیجے کو گرفتار کرلیا۔ شملہ کو زخم کاری لگا تھا، اس لیے دو دن کے بعد مر گیا۔ شملہ ترکمان آتسز ❶ سے تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا خوزستان کا حکمران بنا۔

بہلوان کا تبریز پر قبضہ:......اسی سال بہلوان نے شہر تبریز پر یلغار کی۔ شہر تبریز پر آقسنقر احمد یلی کی حکومت تھی۔ آقسنقر احمد یلی مر گیا تھا۔ اس کی ولی عہدی اور وصیت کے مطابق اسکا بیٹا ملک الدین حکمران بنا۔ بہلوان نے اس تبدیلی سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ مراغہ پر محاصرہ کیا اور اپنے بھائی قزل ارسلان کو شہر تبریز فتح کرنے پر مامور کیا۔ بہلوان نے مراغہ فتح کر کے اہل مراغہ سے اچھے برتاؤ کیے۔ قاضی مراغہ کو انعام اور صلے دیئے۔ قاضی مراغہ نے اہل تبریز سے خط و کتابت کر کے دونوں فریق میں صلح کرادی۔ چنانچہ آپس میں عہد و پیمان ہوگیا اور بہلوان تبریز کی حکومت پر اپنے بھائی قزل ارسلان کو مقرر کر کے مراغہ سے ہمدان واپس آ گیا۔

ارسلان شاہ کی وفات اور طغرل کی جانشینی:......۵۷۳ھ میں ارسلان شاہ سلجوقی کا جو کہ بہلوان بن ایلدکز کی کفالت ونگرانی میں تھا اور اس کا مادرزاد بھائی تھا، مقام ہمدان میں انتقال ہوگیا۔ پھر اسکا بیٹا سلطان طغرل تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔

بہلوان کی وفات اور قزل ارسلان کی حکومت:......اس کے بعد محمد بن بہلوان بن ایلدکز نے ۵۸۲ھ میں وفات پائی تو اس کا بھائی قزل ارسلان حکمران بنا۔ عثمان اس کا نام تھا۔ اس کے زمانہ حکومت میں رعایا نہایت خوش حال تھی۔ تمام ممالک میں امن وامان کا دور دورہ تھا۔ اس کے مرنے کے بعد ہی اصفہان میں حنفیہ اور شافعیہ کے درمیان اور رے میں اہل سنت والجماعت اور شعیہ کے درمیان جھگڑا ہوگیا۔ لڑائی تک نوبت پہنچ گئی۔ لوٹ، قتل اور آتش زنی کا بازار گرم ہوا۔ شہر کے اکثر علاقے جلادیئے گئے۔

سلطان طغرل اور قزل ارسلان:......بہلوان کا سلطان طغرل پر کافی اثر تھا۔ سکہ اور خطبہ سلطان طغرل کا تھا، لیکن حکومت کی باگ دوڑ بہلوان کے قبضہ میں تھی، یہی سیاہ وسفید کا مالک ومختار تھا۔ بہلوان کے بعد قزل ارسلان نے بھی سلطان طغرل کو اپنے اثر میں لینے کا ارادہ کیا۔ لیکن قزل میں بہلوان جیسا دم خم نہ تھا۔ اور نہ اس کی طرح اس کے دماغ میں سیاست کا مادہ تھا۔ اس لیے سلطان طغرل اس کے قبضہ واثر سے نکل گیا وہ اس کے تحکم کو برداشت نہ کرسکا۔ اس نے ہمدان چھوڑ دیا۔ پھر بعض ارکین حکومت اور فوج کا کچھ حصہ اس سے آملا۔ جس سے سلطان طغرل کی ہمت بلند ہوگئی۔ چنانچہ خراسان کے بعض علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ قزل ارسلان سے لڑائی ٹھن گئی، متعدد لڑائیں ہوئیں مگر ایک دوسرے کو مغلوب نہ کرسکے۔ ادھر قزل ارسلان نے دربار خلافت بغداد میں خط بھیجا کہ ”خلافت میں خلیفہ پناہ کا میں دل وجان سے مطیع ہوں، حسب دستور خدمت کے لیے حاضر ہوں، حضور والا سلطان طغرل کی طرف سے ہوشیار رہیں یہ نہایت چلتا پرزہ ہے، آپ میری امداد پر فوجیں بھیجیں میں سلطان طغرل سے فارغ ہوکر حاضر ہوکر شرط خدمت بجالاؤں گا۔ ادھر سلطان طغرل نے بھی اپنا ایلچی روانہ کیا۔ مگر خلیفہ نے قزل ارسلان کی درخوست کو قبول کیا اور دارالامارت کی تعمیر کا حکم دیا۔ اور سلطان طغرل کے ایلچی کو دربار سے نکلوادیا کہ بغیر جواب لیے واپس کردیا۔ اور شاہی دارالحکومت کو زمین دوز کردایا۔ ❷

جلال الدین کی شکست:......۵۸۴ھ میں خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی نے ایک فوج قزل ارسلان کی امداد کے لیے وزیر السلطنت جلال الدین عبید اللہ بن یونس کی کمان میں سلطان طغرل کے مقابلے کے لیے روانہ کی۔ ماہ صفر میں یہ فوج کوچ وقیام کرتی ہمدان کے قریب پہنچی۔ اتفاق سے قزل ارسلان وقت پر نہ پہنچ سکا اور سلطان طغرل نے جنگ چھیڑ دی اس سے وزیر السلطنت کو شکست ہوگئی۔ سلطان طغرل نے لشکر بغداد کے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ اور وزیر السلطنت کو گرفتار کرلیا۔ لشکر بغداد پریشان ہوکر بغداد واپس آ گیا۔ ❸

---

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۸۳) پر اقشر تحریر ہے

❷-❸......اصل کتاب میں بھی جگہ خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۸۳) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔

قزل کا قتل:...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلطان طغرل اور قزل ارسلان بن ایلدکز کے درمیان لڑائیں ہو رہی تھیں۔ آخر کاران لڑائیوں میں قزل ارسلان کو کامیابی ہوئی اور سلطان طغرل گرفتار ہو کر کسی قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ تمام شہروں پر قزل ارسلان کا قبضہ ہو گیا۔ ابن وکلا (والی فارس وخوزستان) نے بھی اطاعت قبول کر لی۔ قزل ارسلان کامیابی کے ساتھ اصفہان واپس آ گیا۔ اس وقت تک اصفہان میں جھگڑا اور فساد کا سلسلہ جاری تھا، علماء شافعیہ کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے صلیب دیدی۔ چنانچہ فتنہ وفساد فرو ہو گیا۔ پھر یہ ہمدان لوٹ آیا۔ ۵۸۷ھ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا، بادشاہت کا اعلان کیا اور دروازے پر نوبت بجوائی۔

قتل قزل ارسلان اور قتلغ کی حکومت:...... اس کے بعد ایک روز رات کے وقت سونے کی حالت میں کسی نے قزل ارسلان کا کام تمام کر دیا۔ بہت تلاش کی گئی مگر قاتل کا پتہ نہ چلا۔ اس کے غلاموں کی ایک جماعت کو اس شبہ سے کہ یہی قتل کے مرتکب ہوئے ہیں، گرفتار کر لیا۔

قزل ارسلان، کریم، حلیم، عادل، نیک سیرت اور خوش خلق شخص تھا۔ برائی کا بدلہ نہ لینے کو زیادہ دوست رکھتا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد قتلغ بن بہلوان (قزل ارسلان کا بھتیجا) حکمران بنا اور تمام شہروں پر جو قزل ارسلان کے قبضہ میں تھے، قابض ہو گیا۔

ہمدان پر سلطان طغرل کا قبضہ:...... قزل ارسلان کے قتل کے بعد سلطان طغرل اس قلعہ سے جس میں قزل ارسلان نے اسے قید کیا تھا، نکل آیا۔ شاہی فوجیں جمع ہو گئیں۔ چنانچہ ہمدان پر قبضہ کرنے کے لیے بڑھا۔ قتلغ بن بہلوان نے مقابلے پر کمر باندھی۔ ایک دوسرے سے جنگ ہوئی تو قتلغ شکست کھا کر رے چلا گیا۔ اور سلطان طغرل نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔

رے پر خوارزم شاہ کا قبضہ:...... قتلغ نے رے پہنچ کر قلعہ بندی کر لی۔ خوارزم شاہ علاء الدین تکش کو اپنی مدد کے لیے بلوایا۔ چنانچہ ۵۸۸ھ میں خوارزم شاہ رے کی جانب روانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ رے کے قریب پہنچا، قتلغ کو خوارزم شاہ کی طرف سے شبہ پیدا ہو گیا خود کردہ پر ندامت ہوئی۔ مگر چارہ کار کیا تھا۔ اس لیے رے کے کسی قلعہ میں بیٹھ گیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے رے اور قلعہ طبرک پر قبضہ کر لیا اور سلطان طغرل سے صلح کر لی۔ اس دوران سلطان شاہ کے خوارزم شاہ کے بھائی کی نقل وحرکت کی خبر ملی۔ جس کو ہم ان کے واقعات کے سلسلہ میں بیان کریں گے۔ چنانچہ خوارزم شاہ رے پر اپنی جانب سے ایک حاکم مقرر کر کے ۵۹۰ھ میں خوارزم واپس آ گیا۔

سلطان طغرل اور خوارزم شاہ:...... خوارزم شاہ کی واپسی کے بعد سلطان طغرل نے رے کی جانب پیش قدمی شروع کی۔ خوارزم شاہ کی فوج پر جو رے میں مقیم تھی، شب خون مارا۔ قتلغ پریشان ہو کر بھاگ نکلا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں امداد کا دوبارہ پیغام بھیجا اور معذرت کی۔ اتفاق سے جس وقت قتلغ کا قاصد خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا، اسی وقت خلیفہ عباسی کا ایلچی بھی فرمان لیے ہوئے پہنچ گیا۔ خلیفہ نے سلطان طغرل کی زیادتیوں کی شکایت تحریر کی تھی اور یہ لکھا تھا کہ تم ان علاقوں پر قبضہ کر لو تا کہ امن وامان قائم ہو جائے۔ خوارزم شاہ نے خلیفہ کے فرمان کو سر آنکھوں پر رکھا اور نیشاپور سے رے روانہ ہو گیا۔ قتلغ نے اس کی طاعات کو اپنی عزت کا باعث سمجھا اور اس کے ساتھ ہو لیا۔

طغرل اور خوارزم شاہ کی جنگ:...... سلطان طغرل کو اس کی خبر ملی تو بلا انتظار اجتماع لشکر مقابلہ پر تل گیا۔ ماہ ربیع الاول ۵۹۰ھ میں رے کے قریب دونوں فریق کی مڈ بھیڑ ہوئی۔ سلطان طغرل نے خود خوارزم شاہ پر حملہ کیا، لڑتا ہوا خوارزم شاہ کے قلب لشکر تک پہنچ گیا۔ خوارزم شاہ کی فوج نے چاروں طرف سے گھیر لیا، زخمی ہو گیا تھا۔ لہٰذا گھوڑے سے زمین پر گر گیا اور کسی سپاہی نے سر اتار لیا۔ خوارزم شاہ نے رے، ہمدان اور دوسرے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا۔ ہمدان اور اس کے صوبہ پر قتلغ بن بہلوان کو مقرر کیا اور اکثر شہروں میں اپنے غلاموں کو جاگیریں دی۔ سابق کو ان کا سردار بنایا۔ سلطان طغرل کے مارے جانے سے بنو ملک شاہ کی حکومت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

خوارزم شاہ اور خلیفہ ناصر:...... اس کے بعد خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی کا وزیر ابن عطاف ❶ ہمدان اصفہان اور رے کے شہر خوارزم شاہ کے

---

❶ ...... ماہ شعبان ۵۹۰ھ میں خلیفہ ناصر عباسی نے ابن عطاف نائب وزیر کو عہدہ وزارت عطا فرمایا اس کا نام موید الدین ابو عبداللہ محمد بن علی مودن ابن قصاب تھا (دیکھئے تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ المطبوعہ لیدن) (مترجم)

غلاموں سے چھین لیے۔ مگر چند دنوں کے بعد خوارزم شاہ نے پھر واپس لے لئے۔ جیسا کہ خلفاء بنی عباسیہ کے حالات میں ہم لکھ چکے ہیں۔ خلیفہ ناصر عباسی کی طرف سے امراء ایوبیہ میں سے ابوالہیجاء سمین نے ۵۹۳ھ میں ہمدان کی جانب پیش قدمی کی۔ ازبک بن بہلوان نے ہمدان سے نکل کر اطاعت کے اظہار کے ساتھ نیاز حاصل کیا۔ مگر ابوالہیجاء نے گرفتار کرلیا۔ خلیفہ ناصر عباسی کو ناگوار گزرا۔ چنانہ ازبک کو قید سے رہا کردینے کا حکم صادر کرکے ازبک کو خوش کرنے کی غرض سے خلعت بھیجی۔

امیر ابوالہیجاء سمین، بیت المقدس کا حاکم تھا، امراء مصر کا اہم اور ممتاز فرد تھا۔ بیت المقدس اور اس کے نواح کے علاقہ اس کے زیر حکومت تھے۔ جب الملک العادل نے الملک الافضہ سے دمشق چھین لیا تو بیت المقدس کی حکومت سے امیر ابوالیہجاء سمین کو معزول کردیا تو وہ بغداد چلا گیا۔ جہاں خلیفہ ناصر عباسی نے اپنے اراکین دولت میں شامل کرلیا اور ۵۹۳ھ میں ہمدان کی فتح کے لیے روانہ کیا۔

ازبک کی حکومت:...... ازبک بنو بہلوان اپنے باپ کے مرنے کے بعد بلاد آذربائیجان پر قابض ہوگیا اور حکومت پر قدم رکھتے ہی عیش وعشرت میں منہمک ہوگیا۔ انتظام مملکت سے غافل ہوکر رنگ رنگیلیوں میں ڈوب گیا۔ کرج نے شہر دو پر حملہ کیا اور محاصرہ کرلیا۔ اہل دویر نے ازبک بن بہلوان کے پاس وفد بھیجا اور امداد کی درخواست کی۔ مگر ازبک کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ ادھر کرج نے اسے فتح کرلیا اور جی کھول کر پامال کیا۔

کوکجہ کا رے و ہمدان پر قبضہ اور قتل:...... کوکجہ ❶ بہلوان کا غلام تھا۔ ازبک کی کمزوری کی وجہ سے رے، ہمدان اور بلاد جبل پر قابض ہوگیا۔ اپنے رفیق ایدغمش (یہ بھی بہلوان کا غلام تھا) کو اپنا معتمد علیہ اور دایاں بازو بنایا۔ ایدغمش کو جب قوت حاصل ہوگئی تو حکومت کی لالچ میں کوکجہ سے لڑ گیا اور اسے قتل کرکے ان تمام شہروں پر جو زیر حکومت کوکجہ تھے، قابض ہوگیا۔ ازبک بن بہلوان دبا دبایا پڑا رہا۔ سیاہ وسفید کا اسکو بالکل اختیار نہ تھا۔

ازبک اور والی اربل:...... آپ نے ابھی اوپر پڑھا ہے کہ ازبک تخت حکومت پر متمکن ہوتے ہی لذات اور لہولعب میں مصروف ہوگیا انتظام و سیاست سے ایک قلم ہاتھ کھینچ لیا۔ پھر والی اربل مظفر الدین کو کبری اور ازبک کا کسی بات پر جھگڑا ہوگیا۔ جسکی وجہ سے والی اربل نے ازبک کے علاقوں کا رخ کیا۔ علاء الدین بن قرسنقر احمد یلی والی مراغہ کے پاس گیا اور امداد مانگی۔ ازبک کے سارے حالات بتائے۔ والی مراغہ نے والی اربل کی رائے سے اتفاق کیا اور اس کے ساتھ تبریز کے محاصرے کے لیے روانہ ہوا۔ ازبک نے ایدغمش کو ان حالات سے مطلع کیا۔ اس وقت ہمدان، اصفہان، رے اور سارے بلاد جبلیہ ایدغمش ہی کے قبضے میں تھے۔ ایدغمش فوجیں لے کر غنیم کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا اور والی اربل کے پاس دھمکی آموز خط لکھا۔ والی اربل کے حواس باختہ ہوگئے۔ بغیر جنگ وقتال اپنے دربار حکومت واپس چلا گیا۔ علاء الدین بن قراسنقر والی مراغہ بھی لوٹ گیا۔ لیکن ایدغمش کا غصہ اس سے دور نہ ہوا۔ ازبک کو ہمراہ لیے مراغہ پہنچا، محاصرہ کرلیا۔ والی مراغہ نے اپنے مقبوضات قلعات میں سے ایک ایک قلعہ دے کر صلح کرلی۔ ایدغمش اور ازبک محاصرہ اٹھا کر واپس آ گئے۔

خوارزم شاہ کا مازندران پر قبضہ:...... حسام الدین اردشیر (والی مازندران) کے مرنے کے بعد بڑا بیٹا حکمران ہوا۔ اپنے منجھلے بھائی کو اپنے علاقوں سے نکادیا۔ پریشان ہوکر جرجان پہنچا۔ جہاں شاہ برتکش اپنے بھائی خوارزم شاہ کی طرف سے جرجان کا حاکم تھا۔ خوارزم شاہ سے اس نے امداد کی درخواست کی۔ خوارزم شاہ نے اطاعت کی شرط امداد پر کمر باندھی اپنے بھائی برتکش کو امداد پر متعین کیا۔ چنانچہ برتکش جرجان سے مازندران روانہ

---

❶ ...... خوارزم شاہ کی خراسان سے واپسی کے بعد امراء اور خدام بہلوان نے متفق ہوکر کوکجہ کو جو کہ بہلوان کے غلاموں میں ایک اہم اور صاحب امرائے شخص تھا، اپنا امیر بنایا۔ رے اور اس کے سارے قریبی علاقوں پر قابض کرادیا۔ کوکجہ نے اصفہان سے خوارزمی عمال کو باہر نکالنے کی غرض سے اصفہان پر چڑھائی کی۔ اصفہان کے قریب پہنچا تو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ کا لشکر اصفہان کے قریب پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے۔ امیر لشکر سیف الدین طغرل خادم خلیفہ عباسی کی خدمت میں معذرت کا خط بھیجا اور یہ کہلوایا کہ خدام دولت نے خوارزمیوں کو نکالنے کی غرض سے اصفہان کا رخ کیا ہے اور کوئی غرض نہیں ہے۔ سیف الدین نے معذرت قبول کرلی اور کوکجہ خوارزمیوں کے تلاش وجستجو میں طبس (بلاد مقبوضہ اسماعیلیہ) تک بڑھ گیا۔ لوٹ کر پھر اصفہان آیا اور قبضہ کرلیا۔ دربار خلافت میں اظہار فرمانبرداری کا خط بھیجا۔ رے، ساوہ، ہم اور قاشان کی حکومت کی درخواست کی۔ اصفہان، ہمدان، زنجان اور قزوین علم خلافت کی حکومت کو تسلیم کرنے کو لکھا۔ چنانچہ خلیفہ نے درخواست کو قبول کرلیا۔ خوشنودی مزاج کی خلعت عنایت کی اور منشور برطبق درخوست روانہ کیا۔ اس سے کوکجہ کی شان وشوکت میں چار چاند لگ گئے۔ فوج کثیر بھرتی کرلی، مستقل حکمران بن گیا۔ ہم چشموں میں عظیم الشان اور صاحب قوت تسلیم کیا گیا (دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۲ صفحہ ۷۶، ۷۷ مطبوعہ لندن) (مترجم)

ہوا۔ مگر راستے میں یہ خبر موصول ہوئی کہ (والی مازندران جو اپنے باپ کے بعد حکمران بنا تھا، مر گیا ہے اور اسکا چھوٹا بھائی مازندران پر حکومت کر رہا ہے۔ لیکن برتکش نے اپنا ارادہ ترک نہ کیا۔ اور سفر طے کر کے مازندران پہنچ گیا۔ اور سار یہ و آمد کی طرح مازندران پر غارتگری کر کے قبضہ کر لیا۔ خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور خراسان لوٹ آیا۔ سابق والی مازندران کا منجھلا بیٹا جس نے خوارزم شاہ سے امداد کی درخواست کی مازندران پر حکومت کرنے لگا۔ سابق والی مازندران کا چھوٹا بیٹا قلعہ کوری میں قلعہ بند ہو گیا۔ سارا مال و اسباب اور خزانہ اسی کے قبضے میں تھا۔ منجھلے بھائی سے بات چیت شروع کی۔ عنایت و الطاف کی درخوست کی، منجھلے بھائی نے سارے شہروں پر قبضہ کر لیا۔

ازبک کا مراغہ پر قبضہ: ...... ۶۰۴ھ میں علاء الدین قراسنقر احمد یلی والی مراغہ کا انتقال ہو گیا۔ کوئی بڑا بیٹا نہ تھا اس کے خادم نے حکومت کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لی اور اس کے ایک کم سن بچے کو حکومت کی کرسی پر بٹھا دیا۔ بعض امراء دولت نے اس سے سرکشی کی اور بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اس نے ان کی گوشمالی کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ باغیوں کو شکست ہوئی۔ علاء الدین قراسنقر کا کم سن بچہ مستقل طور پر حکمران ہو گیا۔ ایک سال کے بعد ۶۰۵ھ میں اسکا بھی پیغام اجل آ گیا۔ اس کے مرنے سے خاندان قراسنقر احمد یلی کی حکومت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ ازبک بن بہلوان ان واقعات سے مطلع ہو کر تبریز سے مراغہ آیا۔ اور آل قراسنقر کے تمام زیر کنٹرول علاقوں پر قابض ہو گیا۔ صرف وہ قلعہ باقی رہ گیا جس میں قراسنقر کا خادم قلعہ بند تھا۔ خزانہ اور مال و اسباب اسی خادم کے پاس تھا۔

ایدغمش اور سنکلی: ...... ایدغمش کے ابتدائی حالات اور حکومت حاصل کرنے کے واقعات آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ جب اسکا قدم استقلال کے ساتھ حکومت کے زینہ پر جم گیا تو ہمدان، اصفہان اور رے بلاد جبلیہ پر قابض ہو گیا۔ کثیر التعداد فوج بھی جمع ہو گئی۔ شان و شوکت بھی بڑھ گئی۔ چنانچہ اس نے خود مختار حکومت کا دعویٰ کر دیا۔ حوصلہ اس قدر بڑھا کہ اپنے آقائے نعمت بہلوان (جس نے اس کو حکومت عطا کی تھی) کے بیٹے ازبک پر چڑھائی کر دی۔ ازبک اس وقت آذربائیجان میں تھا۔ بہلوان کے خادموں سے ایک شخص سنکلی نامی ایدغمش کی روک تھام کے لیے اٹھا۔ مما لک بہلوانیہ کا ایک بڑا گروہ اس کے ساتھ ہو گیا۔ بات کی بات میں فوج کثیر تیار ہو گئی۔ اس واقعہ میں ایدغمش کو شکست ہوئی اور سنکلی نے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا۔

ایدغمش شکست کھا کر بغداد پہنچا۔ تو خلیفہ نے اس کی آمد پر مسرت کا اظہار کیا، عزت و احترام سے ملاقات کی۔ یہ واقعہ ۶۰۸ھ کا ہے۔ ایدغمش نے بغداد میں قیام اختیار کیا [1]۔

ایدغمش کا قتل: ...... خلیفہ نے ایدغمش کو خلعت دی۔ لواء حکومت عطا کیا۔ جتنے علاقے اس کے قبضہ میں تھے، ان کی سند حکومت عطا کی اور فوجی امداد دینے کا وعدہ کر کے ۶۱۰ھ میں رخصت کیا۔ ایدغمش بغداد سے ہمدان کی جانب لوٹا۔ افواج بغداد کے انتظار میں سلیمان بن برجم امیر ایوانیہ ترکمان کے پاس قیام کیا۔ ادھر سلیمان نے خفیہ طور پر سنکلی کو ایدغمش کے حالات لکھے اور ایک روز موقع پا کر ایدغمش کا کام تمام کر دیا اور سر اتار کر سنکلی کے پاس بھیجدیا۔ ایدغمش کے سارے ساتھی متفرق و منتشر ہو گئے۔ سنکلی نے ایدغمش کے سارے مقبوضہ شہروں پر قبضہ کر لیا۔

سنکلی کی ریشہ دوانیاں: ...... خلیفہ کو اس واقعہ سے سخت ناراضی پیدا ہوئی۔ اس نے سنکلی کو تحدید اور خوشنودی کا خط لکھا۔ مگر سنکلی نے کچھ بھی سماعت نہ کی۔ پھر خلیفہ نے اس کے آقا ازبک بن بہلوان والی آذربائیجان کو اس کی شکایت لکھی اور فوج کشی کی ترغیب دی، اپنی طرف سے امداد کا وعدہ کیا۔ جلال الدین اسمعیلی والی قلعہ موت کو ازبک کی موافقت اور اس کے ساتھ مل کر سنکلی سے لڑنے کا حکم بھیجا۔ اور آپس میں یہ طے پایا کہ کامیابی کے بعد ہر ایک کو برابر برابر سنکلی کے علاقے دے دیئے جائیں گے۔ چنانچہ خلیفہ نے فوج کی روانگی کا حکم دیا۔ اپنے خادم سنقر "وجہ السبع" کو سپہ سالار مقرر کیا۔ مظفر الدین کو کبری بن زین الدین علی کوچک والی اربل و شہرزور کو بھی شریک جنگ ہونے کا حکم دیا اور میدان جنگ کا سپہ سالار اعظم اسی کو مقرر کیا۔

سنکلی کی شکست: ...... چنانچہ یہ فوجیں دل بادل کی طرح ہمدان کی طرف بڑھیں۔ سنکلی میں مقابلے کی قوت کہاں تھی؟ ہمدان چھوڑ کر بھاگ گیا اور

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے (مترجم)۔ جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۸۵) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔

پہاڑوں میں جا کر چھپ گیا۔ حملہ آور فوج نے تعاقب کیا اور دامن کوہ میں پڑاؤ ڈالا۔ پہاڑ کی چوٹی پر سنکلی تھا اور نیچے حملہ آور فوج تھی، لڑائی شروع ہوگئی۔ چنانچہ ازبک کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور سنکلی پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا۔ رات ہوئی تو ازبک اپنے مورچہ میں واپس آ گیا صبح دونوں حریف باہم تیغ وسپر ہوئے۔ اس جنگ میں سنکلی کو شکست ہوئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ کر پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا۔ اگر سنکلی پہاڑ کی چوٹی پر چند دن ٹھہرا رہتا تو غنیم کی فوج رسد کی وجہ سے بھاگ جاتی۔ لیکن اس کی قسمت میں شکست لکھ دی گئی تھی، جیسے ہی رات نے اپنے سیاہ دامن فضائے عالم میں پھیلائے، سنکلی بلندی کوہ سے اتر کر بھاگ گیا۔ اور اس کے سارے ساتھی منتشر ومتفرق ہوگئے۔ پھر کیا تھا میدان خالی ہوگیا۔ فتحمند گروہ نے سنکلی کے مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کر کے حسب قرارداد آپس میں حصے بانٹ لیے۔

سنکلی کی موت:......ازبک کے حصہ میں جو علاقے آئے تھے اس نے ان پر اپنے بھائی مملوک اغلمش کو مقرر کیا۔ اغلمش ❶ نے قبضہ کر کے نظم ونسق کی طرف توجہ کی۔ سنکلی جیسے تیسے ساوہ پہنچا۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے سنکلی کو گرفتار کر لیا اور سر اتار کر ازبک کے پاس بھیج دیا۔ اور بلاد جبل میں ❷ حکومت قائم ہوگئی۔ جہاں تک کہ ۶۱۴ھ میں فرقہ باطنیہ کے ہاتھوں اس کی زندگی کے دن پورے ہوگئے۔ خوارزم شاہ نے ان شہروں پر قبضہ کر لیا جیسا کہ خوارزم شاہ کے حالات میں آپ پڑھو گے۔ ازبک بن بہلوان (والی آذر بائیجان واران) نے خوارزم شاہ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کی۔ اپنے مقبوضہ علاقوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ملک شاہ کے خاندان اور اس کے غلاموں کی حکومت کا سلسلہ عراقین، خراسان، فران اور تمام مشرقی ممالک سے منقطع ہوگیا۔ صرف ازبک بلاد آذر بائیجان پر قابض رہا۔

جلال الدین کا قتل:......اس کے بعد ۶۱۸ھ میں تاتاری طوفان اٹھا اور محمد تکش کے سارے علاقوں ماوراء النہر، خراسان اور عراق عجم پر قبضہ کر لیا۔ ہندوستان تک ان کا اثر پہنچ گیا۔ ۶۲۱ھ میں ازب بن بہلوان، چنگیز خان کا مطیع ہوگیا اور چنگیز خان کے حکم سے خوارزمیوں کو مار ڈالا، لوٹ کر خراسان آیا۔ اتنے میں جلال الدین محمد بن تکش ۶۲۲ھ میں ہندوستان سے واپس آیا اور عراق عجم اور افرس پر قابض ہوگیا اور آذر بائیجان پر قبضہ کرنے کے لیے بڑھا۔ ازبک آذر بائیجان اور ان چھوڑ کر گنجہ چلا گیا۔ جلال الدین نے گنجہ پر قبضہ کر لیا اسی پریشانی اور بے سروسامانی کی حالت میں ازبک کی موت واقع ہوگئی۔ چنانچہ ایلدکز کے خاندان حکومت ختم ہوگئی اور تاتاریوں نے سارے ملک پر قبضہ کر لیا۔ ۶۲۸ھ میں جلال الدین محمد تکش کو بھی مار ڈالا۔ جیسا کہ ان کے حالات کو آئندہ پڑھو گے۔

سلاطین سلجوقیہ کے حالات ختم ہوگئے اور آپ نے مکمل مطالعہ کر لیا۔ اب ہم یکے بعد دیگرے ان حکومتوں کے حالات لکھنے کی جانب توجہ کرتے ہیں جو سلاطین سلجوقیہ کی دولت وحکومت سے پیدا ہوئی تھیں (واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین)

شاہان خوارزم کے حالات

محمد ابن انوشتگین:......شاہان خوارزم کا مورث اعلیٰ اور جد اکبر ''انوشتگین'' نسلاً ترکی اور غرستان کے رہنے والے کسی شخص کا غلام تھا۔ اسی مناسبت سے انوشتگین غرشی کہلاتا ہے۔ امراء سلجوقیہ میں سے ملکا بیگ نامی ایک سردار نے خرید لیا، چونکہ انوشتگین میں غیر معمولی شجاعت اور عقل وفراست تھی۔ اسلئے ملکا بیگ زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ انوشتگین کا بیٹا محمد اپنے باپ کی طرح شجاعت اور دانائی میں یکتا نکلا۔ انوشتگین نے اسے نہایت عمدہ تعلیم دلائی۔ چنانچہ آداب اور معارف کے زیور سے مزین وآراستہ ہو کر سن شعور کو پہنچا، امراء سلجوقیہ میں مل جل گیا اور صوبوں کی حکومت پر متعین ہوا، کفایت شعار اور منتظم تھا، تھوڑے ہی دنوں میں شہرہ آفاق ہوگیا۔

ارسلان ارغون:......جب سلطان برکیارق ابن سلطان ملک شاہ نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی اور ارسلان ارغون (برکیارق کا چچا)

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۸۷) پر یہ لفظ لکھنے سے رہ گیا تھا جس کو ناشر نے تاریخ الکامل جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۷ سے بڑھایا۔

❷......ہمارے پاس اصل کتاب میں جگہ خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہ جگہ خالی ہے۔

مخالفت پر اٹھا۔ اور خراسان پر قبضہ کر لیا تو ۴۹۰ھ میں برکیارق نے فوجیں اپنے بھائی سنجر کی کمان میں ارسلان ارغو کو زیر کرنے کے لیے روانہ کیں۔ روانگی فوج کے بعد ہی خود بھی روانہ ہو گیا۔ راستے میں ارسلان ارغو کو اسی کے ایک غلام نے تنگ ہو کر مار ڈالا تھا۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ برکیاں روق نے اس خبر سے مطلع ہو کر سرخ عزسمیت نہ کی اطراف خراسان اور ماوراء النہر کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا۔ ارسلان ارغو کے بھائیوں سے حکومت چھین لی اور اپنے بھائی سنجر کو مامور کیا۔

محمد بن سلیمان کی بغاوت:...... محمد بن سلیمان امیر امیران نے جو کہ برکیارق کا رشتہ دار تھا، بغاوت ومخالفت کا جھنڈا بلند کیا۔ سنجر نے اس کی مقابلے پر کمر باندھی اور کامیاب ہوا۔ محمد بن سلیمان کو گرفتار کر کے آنکھوں میں نیل کی سلائیں پھروا دیں۔ پھر برکیارق، خوارزم پر اکنجی شاہ کو والی مقرر کر کے خراسان سے عراق واپس آ گیا۔ فارسی زبان میں ''شاہ'' سلطان کو کہتے ہیں۔ خوارزم شاہ کو شاہ کی جانب مضاف کر کے حسب عادت مضاف الیہ کو مضاف پر مقدم کر دیا اکنجی شاہ ہو گیا۔

قودز کی بغاوت اور قتل:...... برکیارق کی واپسی کے بعد کمانڈروں سے امیر قودز اور امیر بارقطاش جو کسی وجہ سے موکب شاہی کے خراسان میں رہ گیا تھا، بغاوت اور مخالفت پر تیار ہو گیا۔ اور اکنجی شاہ'' والی خوارزم'' پر جبکہ وہ سلطان برکیارق کی خدمت میں حاضر ہونے جا رہا تھا، مقام مرو میں حملہ کر دیا اور اسے قتل کر کے خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیارق کو اس کی اطلاع مل گئی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ عراق عجم میں امیر انز اور موید الملک بن نظام الملک نے بغاوت پر کمر باندھ لی تھی، برکیارق امیر انز اور موید الملک کی گوشمالی کے لیے روانہ ہوا اور امیر داود حبشی بن ایتاق ❶ کو فوج کا سپہ سالار بنا کر جنگ کے لیے قودز اور بارقطاش کو خراسان واپس بھیجا۔ امیر داود ہرات کی طرف روانہ ہوا۔ امیر داود حبشی کی فوج جمع نہیں ہونے پائی تھی کہ قودز اور بارقطاش نے پیشقدمی کر دی۔ امیر داود حبشی نے جیسے تیسے دریائے جیحون عبور کیا۔ تو بارقطاق نے بڑھ کر اسے روکا۔ جنگ چھڑ گئی جس میں بارقطاش کو شکست ہو گئی اور اسے امیر داود نے گرفتار کر لیا۔ اس واقعہ کی خبر قودز تک پہنچی تو فوج نے بلوہ کر دیا، قودز بخارا بھاگ گیا۔ جہاں والی بخارا نے گرفتار کر لیا۔ مگر کچھ عرصے بعد رہا کر دیا۔ چنانچہ یہ سلطان سنجر کی خدمت میں پہنچ گیا۔ مگر سلطان سنجر نے بغاوت کے جرم میں بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔ اور قطاش امیر داود کے پاس قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔

محمد بن انوشتکین:...... بارقطاش اور قودز کی شکست سے خراسان میں امن قائم ہو گیا۔ فتنہ وفساد کا بازار سرد پڑ گیا۔ اور امیر داود حبشی کی حکومت کا سکہ جم گیا۔ امیر داود حبشی نے حکومت خوارزم کے لیے محمد بن انوشتکین کو منتخب کیا۔ چنانچہ محمد انوشتکین نے نہایت خوبی سے خوارزم کا نظم ونسق درست کیا۔ اخراجات میں کفایت شعاری کی۔ آئے دن کے فساد اور بدامنی کو روک دیا۔ اہل علم کو دوست رکھتا تھا۔ علماء اور فضلاء سے اس کی مجلس بھری رہتی تھی، عادل شخص تھا۔ رعایا کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتا تھا۔ ان وجوہات سے اس کا ذکر خیر سارے عالم میں پھیل گیا اور شان وشوکت بڑھ گئی۔

سلطان سنجر نے خراسان پر قبضہ کرنے کے بعد محمد بن انوشتکین کو خوارزم کی حکومت پر بحال وقائم ہی نہیں رکھا بلکہ اور زیادہ قدر افزائی کی۔ بلند مراتب ومدراج عطا کیے۔

خوارزم پر قبضہ:...... جن دنوں محمد ابن انوشتکین خوارزم میں موجود نہ تھا، کسی مہم میں گیا ہوا تھا۔ طغرل تکین محمد بن اکنجی کے ابھارنے سے ایک ترکی بادشاہ خوارزم پر چڑھ آیا۔ (یہ اکنجی وہی ہے جو خوارزم کا سابق بادشاہ تھا، جسے امیر قودز اور امیر بارقطاش نے قتل کر دیا تھا) محمد ابن انوشتکین کو اس کی اطلاع ملی تو سلطان سنجر کی خدمت میں نیشاپور اطلاع خط بھیجا اور امداد کی درخواست کی اور فوج تیار کر کے خوارزم کو چھڑانے کی غرض سے روانہ ہوا۔ ترکی بادشاہ اور طغرل تکین محمد محاصرہ اٹھا کر چلتے نظر آئے۔ ایک دوسرے سے الگ الگ سمت کا راستہ لیا۔ چنانچہ محمد ابن انوشتکین بلامزاحمت خوارزم میں داخل ہو گیا۔ اس سے سلطان سنجر کی آنکھوں میں محمد ابن انوشتکین کی قدر ومنزلت اور بڑھ گئی۔

اتسز بن محمد:...... اس کے بعد محمد ابن انوشتکین والی خوارزم کا زمانہ وفات آ گیا۔ چنانچہ اس کا بیٹا اتسز جانشین بنا۔ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلا، اتسز

---

❶ ...... ایتاق کو اینانخ پڑھو (مترجم)

زمانہ حکومت محمد ابن انوشتکین میں کئی بار لشکر کا سپہ سالار مقرر ہو کر دشمنوں کے مقابلہ پر گیا تھا اور کامیاب ہوا تھا۔ حکمران بنتے ہی اس کی مردانگی، شجاعت اور سیاست کا ڈنکا بج گیا۔ شہر مقشلاغ کی فتح نے اس کی شہرت و ناموری پر چار چاند لگا دیئے۔ ہر کہ ومہ کی زبان پر اس کی کفایت شعاری اور جنگ سے واقفیت کا چرچا رہنے لگا۔ شان وشوکت دوبالا ہو گئی۔ چنانچہ سلطان سنجر نے اسے اپنے دربار میں طلب کر کے مخصوص مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ ہر سفر میں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ لڑائیوں میں اسی کو لشکر کا سپہ سالار اعظم بناتا تھا۔ لگانے بجھانے والوں کو حسد ورشک پیدا ہوا تو غمازی شروع کر دی۔ وقت بے وقت جڑنے لگے کہ اتسز کے دماغ میں خوارزم کی خود مختار حکومت کی ہوا سما گئی ہے۔ اس نے خوارزم میں اپنی حکومت قائم کر لی ہے۔ سلطان سنجر کو اس سے ناراضگی ہو گئی اور بلاتحقیق فوجیں لے کر خوارزم پر چڑھ گیا

اتسز اور سلطان سنجر کی جنگ:......ادھر اتسز بھی جنگ پر تیار ہو گیا۔ لڑائی ہوئی تو میدان سلطان سنجر کے ہاتھ رہا۔ اتسز کو شکست ہوئی اور اتسز کا بیٹا اور اس کے بہت سے سردار اور مصاحب، سلطان سنجر کے حکم سے قتل کر دیئے گئے اور خوارزم پر قبضہ کر کے غیاث الدین سلیمان شاہ ابن سلطان محمد (اپنے بھتیجے) کو حکومت عنایت کی۔ پھر اتالیق وزیر اور حاجب مقرر کر کے ۵۳۳ھ مرو واپس آ گیا۔ چونکہ اہل خوارزم اتسز سے بیحد خوش اور اس کے ممنون واحسان مند تھے اور غیاث الدین سلیمان شاہ کا برتاؤ ان لوگوں کے ساتھ اچھا نہ تھا، اس لیے سلطان سنجر کی واپسی کے بعد ہی اتسز نے اہل خوارزم کی تحریک سے چڑھائی کر دیا اور اہل خوارزم نے نہایت خوشی سے قبضہ دے دیا۔ سلیمان شاہ اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس چلا گیا اور اتسز خوارزم کا مستقل حکمران بن گیا۔

سلطان سنجر اور ترکان خطا کی جنگ:......۵۳۶ھ میں سلطان سنجر اور ترکان خطا کی جنگ ہوئی۔ آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلطان سنجر نے اتسز بادشاہ خوارزم کے بیٹے کو قتل کر دیا تھا۔ اس سے اتسز کو غصہ ورنج پیدا ہوا۔ خوارزم واپس آنے کے بعد اتسز نے ترکان خطا کو سلطان سنجر کی مخالفت اور اس کے علاقوں پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی تاکہ سلطان سنجر کی توجہ ترکان خطا کی جنگ کی طرف مبذول ہو جائے اور اتسز کے مقبوضہ علاقوں سے متعرض نہ ہو۔ چنانچہ ترکان خطا نے جو مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے، سلطان سنجر کے ممالک کی طرف پیشقدمی کی۔

ترکان خطا اور محمود کی جنگ:......بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ محمود بن محمد بن سلیمان بن داؤد بقراخان بادشاہ خانیہ کا شغر اور ترکستان کے حکمران پر (جو کہ سلطان سنجر کا بھانجا تھا) ترکان خطا ملک گیری کے لیے حملہ کیا۔ محمود نے مقابلے پر کمر باندھی۔ ترکان خطا نے محمود کو بری طرح شکست دے دی محمود شکست کھا کر سمرقند واپس آ گیا، اپنے ماموں سلطان سنجر کو یہ واقعات لکھے۔ ترکان خطا کے مظالم کی شکایت لکھی اور امداد واعانت کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان سنجر سلجوقی اور خراسانی لشکر لے کر ترکان خطا سے جنگ کرنے چل دیا اور دریا عبور کر کے کیم صفر ۵۳۶ھ میں ترکان خطا سے بھڑ گیا۔ گھمسان کی لڑائی میں سلطان سنجر کو شکست ہوئی۔ بیشمار مسلمان مارے گئے۔ لشکر اسلام کے مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ مرد اور چار ہزار عورت بیان کی جاتی ہے۔ اس واقعہ میں سلطان سنجر کی بیوی قید ہو گئی۔ سلطان سنجر شکست کھا کر خراسان کی جانب واپس ہوا۔ اور بادشاہ خطا نے ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا۔ کئی ممالک اسلام کے قبضے سے نکل گئے۔ ان واقعات کو ہم تفصیل کے ساتھ سلطان سنجر کے حالات میں لکھ چکے ہیں۔

شاہ خوارزم کا سرخس اور مرو پر قبضہ:......سلطان سنجر کی ہر شکست کے بعد اتسز شاہ خوارزم نے خراسان کا رخ کیا۔ سلطان سنجر ترکان خطا کے مقابلہ میں شکست کھا کر ہمت ہار گیا تھا۔ کوئی مزاحمت کرنے والا نہ رہا۔ چنانچہ اتسز نے سرخس پر قبضہ کر لیا۔ امام محمد زیادی جو کہ زہد وتقویٰ اور علوم دینی کا جامع شخص تھا، اتسز سے ملنے آیا۔ اتسز نے عزت واحترام سے ملاقات کی اور اس کے پند اور نصائح کو دل کے کانوں سے سنا اور منظور وقبول کیا۔ اس کے بعد اتسز نے مرو شاہجان کی طرف قدم بڑھایا۔ امام احمد باخوری نے حاضر ہو کر گذارش کی "آپ اپنی فوج سمیت مرو کے باہر قیام فرمائیں، اہل مرو آپ کے مطیع وفرمانبردار ہیں، ان پر حملہ کرنے سے ناحق خونریزی ہو گی" اتسز نے امام احمد کی سفارش قبول کر لی اور شہر مرو کے باہر پڑاؤ کر دیا۔

مرو کی عوام کا بلوہ اور ان کا قتل عام:......عوام الناس پر شامت سوار ہوئی تو بلڑ مچا کر خوارزمی فوج کے سپاہیوں سے بھڑ گئے، کسی کو قتل کیا، کسی کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اتسز کے مصاحبوں کو جو کسی ضرورت سے شہر میں گئے تھے، پکڑ کر باہر نکال دیا۔ اتسز کو اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ چنانچہ حملہ کا حکم

دیدیا۔ چنانچہ یکم ربیع الاول ۵۳۶ھ میں مرو کے عوام الناس سے لڑائی ہوئی۔ بہت سے لوگ مارے گئے جن میں اکابر علماء مرو کی ایک جماعت تھی۔ کئی دن تک قتل عام کا بازار گرم رہا۔ علماء اور فضلاء کا بڑا گروہ ننگے سر اور ننگے پیر اتسز کی خدمت میں اہل مرو کی عفو تقصیر کی غرض سے حاضر ہوا۔ اتسز نے اپنے لشکر کو اہل مرو کے قتل عام سے منع کر دیا۔ اور ان کی خطائیں معاف کر دیں۔ لیکن سلطان سنجر کے اراکین اور سرداروں کے مال و متاع کو ضبط کر لیا اور سلطان سنجر کا خطبہ موقوف کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ جب خطیب کی زبان سے اتسز بادشاہ خوارزم کا نام نکلا۔ اہل نیاشا پور کا دل بھر آیا۔ انتظام اور مزاحمت کا جوش پیدا ہوا لیکن آخری نتیجہ نے روک دیا، چنانچہ خاموش ہو گئے۔

بیہق کی فتح: ...... مرو پر قبضے کے بعد اتسز نے صوبہ بیہق کو فتح کرنے کے لیے ایک فوج روانہ کی، پانچ دن کے محاصرہ کے بعد فتح ہو گیا۔ چنانچہ پورے صوبہ کو قتل وغارتگری کا نشانہ بنالیا۔ گاؤں، دیہات اور شہر تاراج کر دیئے گئے۔ چونکہ ترکان خطا اتسز کی پشت پناہی پر تھے اور در پردہ یہ انہی کے کرتوت تھے اس لیے سلطان سنجر ان افعال سے جو اتسز بلاد خراسان کرتا تھا متعرض نہ ہوتا تھا۔ صبر کا بھاری پتھر اپنے دل پر رکھے ہوئے مسلمانوں اور اسلامی علاقوں کی بربادی دیکھ رہا تھا۔

مسلم تاتاریوں کی غارت گری: ...... اس کے بعد ۵۴۸ھ میں ترکان غز جو اسلام کے دعویدار تھے، اٹھے اور سلطان سنجر سے لڑ کر کامیابی کے ساتھ خراسان پر قابض ہو گئے۔ ترکوں کا یہ گروہ ملوک سلجوقیہ سے علیحدگی کے بعد ماوراء النہر میں آ کر مقیم ہو گیا تھا۔ اور مذہب اسلام کا پابند تھا۔ چنانچہ جب ترکان خطا ماوراء النہر پر مسلط اور متولی ہو گئے تو ترکان غز کو ماوراء النہر سے نکال دیا۔ اور اطراف بلخ میں جا کر قیام اختیار کیا۔ پھر لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ دن دہاڑے قافلوں کو لوٹ لیتے تھے۔ دیہات اور قصبوں کو تاراج کرتے تھے۔ سلطان سنجر نے ان کی استحصال پر کمر باندھی، فوجیں تیار کیں، جنگ ہوئی لیکن مقابلہ کی تاب نہ لا سکا۔ لہٰذا شکست کھا کر بھاگا مگر گرفتار کر لیا گیا۔

سنجر کی گرفتاری کے بعد: ...... اس کی گرفتاری اور شکست سے اس کی حکومت و دولت کا شیرازہ بکھر گیا، جو کسی بھی طرح دوبارہ درست نہ ہو سکا۔ صوبوں کے گورنروں نے اپنے اپنے صوبے دبا لیے۔ مستقل اور خود مختار حکمران بن گئے۔ ان کی دیکھا دیکھی غلاموں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے اور جس کا جہاں سینگ سمایا، چلا گیا اور مملکت سلجوقیہ کے حصے بخرے کر لیے۔ اتسز بھی خوارزم اور اس کے صوبے کو دبا بیٹھا اور خود مختاری کا اعلان کر لیا۔ جس پر اس کی اولاد دوراشتہ آئندہ حکمران بنی۔ پھر جب سلاطین سلجوقیہ کی ہوا اور زیادہ بگڑی اور فضاء حکومت پر زوال کی گھٹائیں چھا گئیں تو اتسز کی اولاد نے خراسان اور عراق پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان لوگوں کی بہت بڑی حکومت ہوئی۔ جسے ہم مفصل و مشرح ان کی دولت و حکومت کے ضمن میں بیان کریں گے (انشاء اللہ تعالیٰ) واللہ ولی التوفیق بمنہ وکرمہ۔

ارسلان بن اتسز: ...... اتسز بن محمد [1] بن انوشتکین والی خوارزم نے نصف ۵۵۱ھ میں ساٹھ سال حکومت کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ عادل اور نیک سیرت شخص تھا۔ رعایا کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتا تھا۔ اس کے بعد ارسلان بن اتسز خوارزم کا حکمران بنا۔ کرسی حکومت پر بیٹھ کر اپنے چچاؤں کو سزائے موت دی اور اپنے بھائی کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔ پھر جب سلطان سنجر تاتاریوں کی قید سے نکل کر آ گیا تو ارسلان نے اسے فدویت نامہ بھیجا اور اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا۔ چنانچہ سلطان سنجر نے اسے خوارزم کی سند حکومت عطا کی۔ اس کے بعد ترکان خطا نے فتح خوارزم کی غرض سے خروج کیا۔ ارسلان مقابلہ کے لیے نکلا۔ تھوڑی سی مسافت طے کی ہو گی کہ ایک مہلک مرض سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ چنانچہ خوارزم واپس آ گیا۔ کمانڈروں میں سے لنظر امیر کو سپہ سالار مقرر کر کے فوج کو روانگی کا حکم دیا۔ ترکان خطا اور خوارزمی فوج کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ ترکوں نے اسے شکست دی، گرفتار کر لیا اور ماوراء النہر واپس گئے۔

ارسلان کے بیٹوں میں اقتدار کی کشمکش: ...... اس واقعہ کے بعد ارسلان بن اتسز شاہ خوارزم کا اسی بیماری میں جس کی وجہ سے ترکان خطا کے مقابلہ پر نہ جا سکا تھا، انتقال ہو گیا۔ اس کا چھوٹا بیٹا محمود حکومت خوارزم پر فائز ہوا اور اس کی ماں سلطنت و حکومت کا انتظام کرنے لگی۔ ارسلان کا بڑا لڑکا

---

[1] ...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۹۰) پر اتسز بن محمد انوشتکین تحریر ہے۔

علاءالدین تکش اس وقت خوارزم میں موجود نہ تھا، اپنے مقبوضہ صوبہ میں تھا، اسے چھوٹے بھائی کی حکومت ناگوار گزری۔ لہٰذا بادشاہ خطا کے پاس چلا گیا اور امداد کی درخواست کی۔ خوارزم کی سرسبزی، مال و دولت کی لالچ دی۔ چنانچہ بادشاہ خطا کے منہ میں پانی بھر آیا۔ خوارزم کی زرخیزی کا سن کر رال ٹپک پڑی۔ آپس میں عہد و پیمان کرلیا اور بڑی فوج لے کر علاءالدین تکش کی امداد کے لیے خوارزم کی طرف روانہ ہوگیا۔

مؤیدای بہ (سلطان شاہ کی ماں):......سلطان شاہ اور اس کی ماں مؤیدای بہ والی نیشاپور کے پاس آ گئی تھی (مؤیدای بہ سلطان سنجر کے بعد نیشاپور پر قابض ہوگیا تھا) ہدایا اور تحائف دیئے۔ خوارزم کے مال و خزانہ کی لالچ دیا۔ چنانچہ مویدای بہ فوجیں فراہم کرکے خوارزم کو علاءالدین تکش اور ترکان خطا کی دست برد سے بچانے کے لیے سلطان شاہ کے ساتھ ہوگیا۔ بیس کوس کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا کہ علاءالدین تکش اس کی آمد سے مطلع ہوکر میدان میں آ گیا، پھر گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار موید کی فوج نے اپنا مورچہ چھوڑ دیا اور بھاگ نکلی، موید گرفتار ہوکر علاءالدین تکش کے سامنے پیش کیا گیا۔ چنانچہ علاءالدین تکش نے قتل کا حکم صادر کردیا جس کی تعمیل فوراً کردی گئی۔ سلطان شاہ نے بڑی مشکل سے دہستان میں جا کر دم لیا، ادھر علاءالدین تکش نے تعاقب کیا اور دہستان کو گھیر لیا۔ سلطان شاہ چھپ کر دہستان سے بھاگ گیا مگر اس کی ماں گرفتار ہوگئی اور اسے علاءالدین تکش نے قتل کردیا اور دہستان پر قبضہ کرکے خوارزم واپس آ گیا۔

سلطان شاہ دہستان سے نکل کر نیشاپور پہنچا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ طغان شاہ ابوبکر ابن موید نیشاپور میں حکومت کررہا تھا۔ کچھ عرصے بعد قیام کرکے سلطان غیاث الدین غوری کے پاس چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کرلیا۔

علاؤالدین تکش کے ہاتھوں تاتاریوں کا قتل:......ترکان خطا نے علاءالدین تکش سے وعدہ پورا کرنے کا تقاضہ شروع کیا۔ حسب وعدہ مال و زر لینے کے لیے ایلچی بھیجے۔ علاءالدین تکش نے ترکان خطا کے ایلچیوں کو اہل خوارزم کے مکانات میں علیحدہ علیحدہ ٹھہرایا۔ ایک دو روز حیلہ وحوالہ سے کام لیا۔ پھر چند آدمیوں کو ان کے قتل پر مامور کردیا۔ چنانچہ ایک بھی زندہ نہ بچا، اس طرح اس نے وہ عہد و اقرار جو ترکان خطا سے کیا تھا، نسیاً منسیاً کردیا۔

ترکان خطا کے بادشاہ سے تکش کی جنگ:......سلطان شاہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی، فرط مسرت سے اچھل پڑا۔ غیاث الدین غوری سے رخصت ہوکر بادشاہ خطا کے پاس پہنچا۔ علاءالدین تکش (اپنے بھائی) کی زیادتیوں کی شکایت کی، امداد مانگی اور یہ ظاہر کیا کہ اہل خوارزم مجھ سے زیادہ مالوف اور مانوس ہیں۔ میری صورت دیکھ کر علاءالدین تکش کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ علاءالدین تکش سے بدعہدی کا بدلہ لینے کا یہ موقع اچھا ہے۔ اس نے آپ کے ساتھ بھی دغا کی ہے۔ بادشاہ خطا پہلے سے ہی خار کھائے بیٹھا تھا اس لیے فوراً تیار ہوگیا۔ اور بڑی فوج لے کر خوارزم پر چڑھ آیا اور محاصرہ کرلیا۔ علاءالدین تکش قلعہ بند ہوکر مقابلہ کی تدبیریں کرنے لگا۔ فوج نے علاءالدین تکش کے حکم سے نہر میں پانی جاری کردیا۔ جیحوں کے بند کھول دیئے گئے۔ جس سے بڑا اسیلاب برپا ہوگیا۔ لینے کے دینے پڑ گئے۔ بادشاہ خطا کا لشکر ڈوبتے ڈوبتے بچا اور محاصرہ اٹھا کر نا کام لوٹ گیا۔ بادشاہ خطا نے سلطان شاہ کو یہ دھوکہ دینے پر بے حد ملامت کی۔ سلطان شاہ نے ندامت سے سر جھکا لیا۔

سلطان شاہ کا مرو پر قبضہ:......اس کے بعد سلطان شاہ نے بادشاہ خطا کے سپہ سالار اعظم سے کہا ''آپ میرے ساتھ ایک فوج مرو پر قبضہ کے لیے روانہ کیجئے میں قبضہ کا ذمہ دار ہوں، دینار غزی اسی زمانہ سے مرو پر قابض تھا۔ جن دونوں تاتاریوں اور سلطان کا جھگڑا چل رہا تھا، دینار غزی ایک کمزور آدمی تھا'' سپہ سالار نے فوج کو روانگی کا حکم دیا۔ سلطان شاہ نے سرخس کی طرف قدم بڑھایا۔ تاتاریوں سے جو اس پر قابض تھے، جنگ کی اور نہایت بے رحمی سے انھیں قتل کردیا و پامال کیا۔ دینار غزی نے مقابلے پر کمر باندھی۔ چنانچہ لڑائی ہوئی اور آخر کار سلطان شاہ نے اس پر قبضہ کرکے وہیں قیام اختیار کرلیا۔ بادشاہ خطا کی فوج ماوراالنہر واپس آ گئی۔ لیکن سلطان شاہ خراسان میں تاتاریوں (ترکان غز) سے برابر لڑتا رہا۔ اکثر مقامات پر قابض ہوگیا۔

سرخس پر سلطان شاہ کا قبضہ:......دینار غزی نے آئے دن کی لڑائیوں سے تنگ آ کر سرخس، طغان شاہ ابن موید، والی نیشاپور کے حوالہ کردیا۔ طغان شاہ نے اپنی طرف سے قراموش نامی ایک امیر کو سرخس کی حکومت عطا کی۔ پھر طغان شاہ نیشاپور چلا گیا۔ سلطان شاہ اس سے مطلع ہوکر سرخس پر

چڑھ آیا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ طغان شاہ کو اس کی خبر ملی تو فوج مرتب کر کے محاصرہ ختم کرانے کے لیے سرخس پہنچا۔ چنانچہ جیسے ہی دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا طغان شاہ جنگ سے جی چرا کر نیشاپور بھاگ آیا۔ یہ واقعہ ۵۷۶ھ کا ہے۔ قراقوش نے ہتھیار ڈال دیے اور قلعہ خالی کر کے اپنے آقا طغان شاہ کے پاس نیشاپور چلا گیا۔ ادھر سلطان شاہ نے سرخس پر قبضہ کر لیا۔

طغان شاہ کی وفات سنجر شاہ کی حکومت:...... اس کے بعد طوس کو بھی لے لیا، نیاش پور کی زمین بھی طغان شاہ کے خلاف سلطان شاہ کی آئے دن کی لڑائیوں سے تنگ ہوگئی۔ چنانچہ ۵۷۲ھ میں مر گیا۔

طغان شاہ کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا سنجر شاہ حکمران بنا۔ منکلی تکین (سنجر کے دادا کا غلام) کو حکومت سنجر پر استبداد حاصل ہو گیا۔ سیاہ وسفید کرنے کا مالک ومختار بن گیا۔ یہ امر اور امراء وارا کین دولت کو ناگوار گزرا۔ اکثر امراء اس کا ساتھ چھوڑ کر سلطان شاہ کے پاس سرخس چلے گئے۔ دینار غزی، ترکان غز کا ایک گروپ لے کر جان چلا گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ منکلی تکین حکومت و دولت پر قابو پا کر کھیل کھیلا۔ نیشاپور کے عام باشندوں پر طرح طرح کے مظالم کرنے لگا۔ ارا کین حکومت کو بغیر کسی جرم کے قتل کر ڈالا۔

نیشاپور پر خوارزم شاہ کا قبضہ:...... اس سے ایک واویلا مچ گیا۔ خوارزم شاہ علاء الدین تکش کو اس کی خبر ملی تو ماہ ربیع الاول ۵۸۲ھ میں نیشاپور پر فوج کشی کی اور دو مہینہ تک محاصرہ کیے رہا۔ مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ اہل نیشاپور مقابلے پر اڑے رہے۔ چنانچہ محاصرہ اٹھا کر خوارزم واپس آ گیا۔ پھر ۵۸۳ھ میں نیشاپور فتح کرنے نکلا اور پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ اہل نیشاپور نے امن حاصل کر کے قبضہ دیدیا۔ خوارزم شاہ نے منکلی تکین کو قتل کر دیا اور سنجر شاہ کو احترام وعزت سے خوارزم لے آیا۔ مہمان کی طرح ٹھہرایا۔ چند دنوں کے بعد یہ خبر ملی کہ سنجر شاہ اہل نیشاپور سے خط وکتابت کر رہا ہے اور حکومت حاصل کرنے کی غرض سے گڑ بڑ کر رہا ہے۔ اس بناء پر خوارزم شاہ نے سنجر شاہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔ اسی پر حالت میں خوارزم میں نظر بند رہا، ۵۹۵ھ میں مر گیا۔

سلطان شاہ کے بارے میں ایک اور روایت:...... ابن اثیر نے اپنی کتاب کامل میں لکھا ہے کہ ابوالحسن بن ابوالقاسم بیہقی نے کتاب "مشارب التجارت" میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اس کے علاوہ اور علماء تاریخ نے یہ تحریر کیا ہے کہ ارسلان بادشاہ خوارزم کے انتقال کے بعد اس کے دونوں بیٹوں علاء الدین تکش اور سلطان شاہ میں حکومت وریاست حاصل کرنے کے بارے میں جھگڑا ہوا۔ علاء الدین تکش نے سلطان شاہ کو خوارزم سے نکال دیا۔ سلطان شاہ مرو چلا گیا اور اسے ترکان غز سے چھین لیا۔ چند دنوں کے بعد ترکان غز نے سلطان شاہ کو مرو سے نکال دیا اور دوبارہ قابض ہو گئے۔ اور اس کا خزانہ لوٹ لیا۔ اکثر ارا کین سلطنت کو قتل کر دیا۔ چنانچہ سلطان شاہ بڑی مشکل سے بادشاہ خطا (جو کفار ترک کا بادشاہ تھا) کے پاس گیا اور امداد کی درخواست کی۔ جنگ کے اخراجات کے علاوہ بہت سارو پیہ دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ بادشاہ خطا بڑی فوج لے کر مرو پر چڑھ گیا۔ مرو، سرخس، نساء اور ابیورد سے ترکان غز کو نکال کر سلطان شاہ کو قبضہ دلا کر اپنے دارالحکومت واپس چلا گیا۔

سلطان شاہ، غیاث کے علاقوں میں:...... سلطان غیاث الدین غوری ہرات، ابوشیخ اور بادغیس وغیرہ صوبہ خراسان کے حاتم اور سلطان شاہ والی مرو، سرخس اور ابیورد کی خط وکتابت شروع ہوئی۔ ایک نے دوسرے کو اس کے ممالک محروسہ میں خطبہ پڑھنے کو لکھا اور نہ پڑھنے کی صورت میں دھمکی دی۔ ابھی خط وکتابت کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ سلطان شاہ نے پیشقدمی شروع کر دی۔ غیاث الدین کے مقبوضہ علاقوں پر شبخون مارنے لگا۔ تاوان اور جرمانہ جبراً وصول کرنے لگا۔ سلطان غیاث الدین ان واقعات سے مطلع ہو کر آگ بگولا ہو گیا۔ سلطان شاہ کی سرکوبی اور مقابلے کے لیے والی سجستان کی کمان میں فوجیں روانہ کیں۔ اپنے بھانجے بہاء الدین سام (والی بامیان) کو بطور کمک والی سجستان کے ساتھ روانہ ہونے کو لکھا۔ چنانچہ والی سجستان اور بہاء الدین سام ہرات پہنچ گیا۔ سلطان شاہ میں مقابلہ اور جنگ کے خوف سے ہرات چھوڑ کر مرو چلا گیا، جنگ کی نوبت نہ آئی۔

غیاث الدین سے خط وکتابت:...... اتنے میں سردی کا موسم ختم ہو گیا۔ سلطان شاہ نے سلطان غیاث الدین غوری کو حسب سابق دوبارہ خط

لکھا۔غیاث الدین غوری نے اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو اس سے مطلع کیا۔ سلطان شہاب الدین غوری اس وقت ہندوستان میں تھا۔ مطلع ہوتے ہی مشتعل ہوگیا۔فوراً فوج کو واپسی کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے سفر طے کر کے خراسان پہنچ گیا۔

شہاب الدین کی آمد اور صلح کی گفتگو:.....خراسان میں سلطان غیاث الدین غوری کے آجانے سے بہت بڑی فوج جمع ہوگئی۔طالقان میں سب نے پڑاؤ ڈالا۔سلطان شاہ نے ترکان غز، مفسدوں، لٹیروں اور اوباشوں کو جمع کر کے فوج کی صورت میں بنالیا۔اور طالقان میں غوری کے لشکر کے مقابلہ میں آ گیا۔ دومہینہ تک ایک دوسرے کے مقابلہ پر پڑاؤ ڈالے رہے۔فریقین خم ٹھونک ٹھونک کر میدان میں آتے تھے مگر لڑتے نہ تھے۔سلطان شاہ اور سلطان غیاث الدین میں صلح کی خط و کتابت ہورہی تھی آخر کار غیاث الدین بوشنج اور بادغیس ابیورد کے قلعے سلطان سلطان شاہ کو دے کر صلح کرنے پر آمادہ ہوگئے۔

مجد الدین کی مخالفت:.....بہاء الدین سام (والی بامیان) اور والی سجستان نے اس کی مخالفت کی اور جنگ پر تیار ہوگئے۔غیاث الدین کے دربار میں معاہدہ صلح لکھانے کے لیے حاضر ہوا۔امراء، غوریہ اور کمانڈر حضرات موجود تھے۔اگرچہ یہ سب صلح کے مخالف تھے لیکن غیاث الدین کے دباؤ سے کوئی دم نہیں مار رہا تھا، دل ہی دل میں پیچ و تاب کھارہے تھے۔مجد الدین ❶ علوی ہروی جو غیاث الدین کی ناک کا بال ہو رہا تھا، اور اس کا اثر اتنا زیادہ تھا کہ بغیر اجازت جو چاہتا کر گزرتا تھا۔اور غیاث الدین دم نہ مارتا تھا۔اٹھ کر طیش و غضب کے لہجے میں بولا''اس طرح صلح ہرگز ہرگز نہیں کی جائے گی، میں ایک چپہ زمین بھی سلطان شاہ کو نہیں دونگا۔ایسا چیخا چلایا کہ گلا پھٹ گیا، کپڑے پھاڑ ڈالے، سر پر مٹی ڈالی اور بال نوچ لیے اور ایلچی سے مخاطب ہو کر کہا''جا اپنے بادشاہ سلطان شاہ سے کہہ دے کہ سلطان اعظم غیاث الدین نے صلح کر لی ہے لیکن علوی ہروی تجھ سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہے۔''

مجد الدین کے کہنے پر جنگ اور فتح:.....اس کے علاوہ اور جو کچھ منہ میں آیا سخت سست لکھ کر غیاث الدین کی طرف مخاطب ہوا''حضور والا جن ملکوں کو ہم نے تلوار کے زور سے اپنا خون بہا کر ترکان غز، سلجوقیہ اور سنجریہ سے حاصل کیا ہے کیا اسے ہم اس شخص کو دیدیں؟ جس کو اس کے بھائی نے نکال دیا ہے۔تن تنہا ادھر ادھر مارا مارا پھر رہا ہے۔اور جب ہم اس کو اپنے علاقے دے دیں گے تو اسکا بھائی بادشاہ خوارزم غزنی اور ہندوستان مانگے گا، اس لیے علوی سے یہ سب نہیں ہوگا''۔غیاث الدین نے سکوت اختیار کیا، ہاں یا ناں کچھ نہیں بولا۔شہاب الدین نے فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ایلچی واپس آیا اور سلطان شاہ کو سب واقعات سے مطلع کیا۔ادھر غوری لشکر نے پیش قدمی کی اور مرو الرود پہنچ کر جنگ چھیڑ دی۔سلطان شاہ کا لشکر سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا۔چنانچہ ہنگامہ کارزار گرم ہوگیا اور سلطانشاہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔بے شمار گرفتار کر لیے گئے۔سلطان شاہ بیس سواروں کے ساتھ جان بچا کر مرو پہنچ گیا۔اس کے بعد بقیہ فوج کے باقی سپاہی بھی مروا گئے۔غیاث الدین نے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

سلطان شاہ کی غیاث الدین سے صلح:.....اس واقعہ کی خبر علاء الدین تکش تک پہنچی تو فرط مسرت سے اچھل پڑا اور سلطان شاہ سے بدلہ لینے پر تیار ہوگیا۔فوراً ایک فوج جیحون کی طرف روانہ کر دی۔تاکہ سلطان شاہ دریا ❷ عبور کر کے بادشاہ خطا کے پاس نہ جا سکے اور خود ایک فوج لے کر سلطان شاہ کی گرفتاری کے لیے روانہ ہوگیا۔کسی ذریعہ سے سلطان شاہ کو اس کی خبر مل گئی۔اس کے ہاتھوں کے توطوطے اڑ گئے۔سیدھا غیاث الدین غوری کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں غیاث الدین غوری نے بڑی آؤ بھگت سے لیا۔عزت و احترام سے اپنے محل میں اتارا، اور اس کے امراء و ارا کین دولت کو جس مرتبہ کا تھا، اس کے ہم منصب کے یہاں ٹھہرایا۔

تکش کا سلطان شاہ کی گرفتاری کا مطالبہ:.....موسم سرما ختم ہونے کے بعد علاء الدین تکش نے غیاث الدین غوری کو ایک خط بھیجا''جس

---

❶ ......اصل کتاب میں نام نہیں لکھا ہے۔ایک انچ جگہ چھوڑ کر حرف علوی ہروی لکھا ہے۔میں نے تاریخ کامل میں سے مجد الدین لکھا ہے (دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰ مطبوعہ لیدن (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۹۱) مجد الدین العوی الملمر ی تحریر ہے۔دیکھیں: (تاریخ الکامل جلد ۱۲، صفحہ ۳۸۱) کچھ تبدیلی کے ساتھ۔

❷ ......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۹۲) پر یہاں ایک لفظ لکھنے سے رہ گیا تھا جس کو ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۲) سے کچھ تبدیلی کے ساتھ) بڑھایا۔بہر حال اس اضافی لفظ کا ترجمہ فاضل مترجم کے ترجمے ہی میں شامل ہوگیا ہے جس سے عبارت سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔

میں سلطان شاہ کی زیادتیوں کو جو اس نے حکومت غوری کے مقابلے میں کی تھیں، تحریر کیا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ اسے قید کر کے میرے پاس بھیجد یجئے۔ دوسرا خط غیاث الدین کے گورنر ہرات کو بھیجا لکھا تھا کہ ''اگر سلطان غیاث الدین میرے خط کا لحاظ نہیں کرنے گا اور سلطان شاہ کو گرفتار کر کے میرے پاس نہیں بھیجے گا تو میں کوئی لحاظ کئے بغیر عرصہ زمین کو غیاث الدین پر تنگ کر دونگا''۔ اتفاق سے جس وقت علاء الدین تکش کا ایلچی غیاث الدین کے دربار میں پہنچا، اسی وقت گورنر ہرات کا قاصد بھی اس خط کے ساتھ جو علاء الدین تکش نے اسے لکھا تھا، حاضر ہوا۔

سلطان شاہ کی حوالگی سے انکار:......غیاث الدین نے دونوں خط بغور پڑھ کر علاء الدین تکش کو جواباً تحریر کیا ''یہ ناممکن ہے کہ میں سلطان شاہ کو گرفتار کر کے تمھارے پاس بھیجدوں، وہ میرا مہمان ہے اس نے میرے پاس آ کر پناہ لی ہے، بہتر یہ ہے کہ مملکت خوارزم کا آدھا حصہ سلطان شاہ کو دے دو۔ خوارزم میں میرے نام کا خطبہ پڑھو۔ میرے شاہی اقتدار کو تسلیم کرو اور میرے بھائی شہاب الدین سے اپنی بہن کا نکاح کردو''۔ خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) خط کو پڑھ کر بہت دیر تک سکوت کے عالم میں رہا۔ پھر اپنے امراء وارا کین حکومت سے مشورہ کر کے دھمکی بھرا خط لکھا۔ جس میں فوج کشی کی دھمکی دی۔

غیاث الدین کی جنگ کے لیے روانگی:......غیاث الدین نے جواب کے بجائے اپنے بھانجے ابوغازی (الپ غازی) اور بہاء الدین والی سجستان کی کمان میں غوری فوج کو خوارزم کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ ان دونوں کمانڈروں کے ساتھ سلطان شاہ کو بھی روانہ کیا اور موید والی نیشاپور کو لکھا کہ ان کی حمایت وامداد اپنا فرض اولین سمجھو اور ہر وقت تیار رہو (موید کی بیٹی غیاث الدین کی بیوی تھی) چنانچہ موید نے فوجیں مرتب و مسلح کر کے نیشا پور کے باہر خوارزم کے راستہ پر پڑاؤ ڈالا۔ خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) لشکر غوری کے مقابلے کے لیے خوارزم سے روانہ ہو گیا تھا، راستے میں یہ خبر ملی موید، نیشاپور سے روانہ ہو کر خوارزم کے راستہ پر ٹھہرا ہوا ہے، دل میں خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس لیے خوارزم واپس چلا گیا۔ مال واسباب اور خزانہ لے کر دریا سے جیحون عبور کر کے بادشاہ خطا کے پاس چلا گیا اور خوارزم خالی کر دیا۔

خوارزم کی پیشکش اور سلطان کی وفات:......اہل خوارزم کو اس سے سخت تردد کا سامنا ہوا۔ روسا شہر کا وفد سلطان شاہ اور ابوغازی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اطاعت وفرمانبرداری کا وعدہ کیا۔ گورنر مقرر کرنے کی درخواست کی اتنے میں ماہ رمضان ۵۸۹ھ کے آخر کا وقت آ گیا۔ سلطان شاہ کی موت سامنے آ کر کھڑی ہو گئی، دل کی تمنا دل ہی میں رہ گئی۔ اور اس نے آخرت کا سفر اختیار کر لیا۔ چنانچہ ابوغازی سلطان شاہ کے مصاحبوں اور ساتھیوں کے ساتھ اپنے ماموں غیاث الدین کے پاس واپس آ گیا۔ غیاث الدین نے سلطان شاہ کے سرداروں کو اپنی خدمت میں رکھ لیا اور جاگیریں عطا کیں۔

علاؤالدین تکش اور غیاث الدین:......علاؤالدین تکش تو اپنے بھائی سلطان شاہ کی موت کی خبر سن کر خوارزم واپس چلا گیا۔ سرخس اور مرو پر اپنا شحنہ (انسپکٹر جنرل پولیس) مقرر کیا۔ مگر عمر مرغنی امیر ہرات نے ایک دستہ فوجی بھیج دیا۔ جس نے علاؤالدین تکش کے شحنہ کو سرخس اور مرو میں گھسنے نہیں دیا اور یہ کہا کہ جب تک سلطان غیاث الدین کی اجازت نہیں ہو گی سرخس اور مرو کی سرزمین میں قدم رکھنے نہ پاؤ گے۔ خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نے غیاث الدین کی خدمت میں پیغام صلح بھیجا۔ رشتہ مصاہرت قائم کرنے کی درخواست کی۔ ایلچی کے ساتھ بطور وفد فقہا خراسان اور روساء علو یہ کو بھی روانہ کیا۔ ان لوگوں نے غیاث الدین کو سمجھایا اور یہ ظاہر کیا کہ خوارزم شاہ سے صلح کرنا اس وجہ سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کی حمایت کرتا ہے، ترکوں اور بادشاہ خطا کے مظالم سے اسلامی علاقوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور اگر بادشاہ سلامت صلح کو خلاف مصلحت سمجھتے ہیں تو مرو کو دارالحکومت بنائیں تا کہ کافر ترکوں اور خطا سے اسلامی علاقے محفوظ و مامون رہیں۔ چنانچہ غیاث الدین نے علاؤالدین تکش سے صلح کر لی اور اس کے بھائی کے سارے مقبوضہ علاقے اس کے حوالے کر دیئے۔

تاتاریوں کا ہنگامہ:......ترکان غز کو اس کی خبر ملی تو منہ میں پانی بھر آیا۔ چنانچہ انہوں نے لوٹ اور غارتگری کا بازار گرم کر دیا۔ دن دہاڑے لوٹنے لگے۔ دیہات، قصبوں اور شہروں کو تاراج کرنے پر کمر باندھ لی۔ علاء الدین تکش (خوارزم شاہ) نے فوجیں تیار کیں۔ سرخس، مرو، نساء اور ابیورد کا شیرازہ اور نظم ونسق درست کیا۔ حفاظت پر فوج کو متعین کر دیا۔ اس سے ترکان غز کا لالچی دانت کند ہو گیا۔

موید کا تکش کے ہاتھوں قتل: ...... ترکوں کے فسادات کا سدباب کرنے کے بعد علاء الدین کو طوس فتح کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ طوس پر موید کا قبضہ تھا۔ علاء الدین تکش کے حملے کی خبر سن کر طوس کو بچانے کے لیے فوج لے کر روانہ ہوا۔ علاء الدین تکش نے اس سے مطلع ہو کر طوس سے ہاتھ کھینچ لیا۔ مصلحتاً خوارزم کی طرف لوٹ گیا۔ اور راستہ میں جتنے کنوئیں اور چشمے تھے سب کا پانی خراب کرتا چلا گیا۔ موید تعاقب میں تھا، پانی نہ ملنے سے سخت پریشان ہوا۔ جس وقت کف ودست میدان میں پہنچا اور فوج پیاس کی شدت سے بیتاب ہوگئی تو علاء الدین تکش نے پلٹ کر حملہ کردیا۔ موید کی فوج مقابلہ نہ کرسکی اور شکست کھا گئی، موید گرفتار ہوگیا۔ علاء الدین تکش کے سامنے پیش ہوا علاء الدین تکش نے فوراً گردن اڑادی اور کامیابی کے ساتھ خوارزم واپس آ گیا۔

طغان شاہ کی گرفتاری: ......نیشاپور میں موید کے قتل کے بعد اسکا بیٹا طغان شاہ حکمران بنا۔ اس کے آئندہ سال علاء الدین تکش (خوارزم شاہ) نے نیشاپور پر چڑھائی کی اور محاصرہ کرلیا۔ طغان شاہ نے نیشاپور سے نکل کر مقابلہ کیا۔ مگر قسمت میں شکست لکھی تھی، گرفتار ہوگیا۔ علاء الدین تکش نے نیشاپور اور طغان کے سارے مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ طغان شاہ اور اس کے اہل وعیال واعزہ کو خوارزم لے آیا اور وہیں ٹھہرایا۔ علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ روایت پہلی روایت کے مخالف ہے جسے آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ اگر ان دونوں روایتوں میں تطبیق کا امکان ہوتا تو میں ضرور تطبیق کی کوشش کرتا۔ میں نے دونوں روائیتوں کو اس لیے لکھ دیا ہے کہ ناظرین پڑھ کر اپنے دل میں فیصلہ کرلیں کہ کون سی روایت صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ طویل فاصلے کی وجہ سے میں نہیں طے کرسکا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

قطلغ اور خوارزم شاہ: ......ہم اوپر سلاطین سلجوقیہ کے حالات میں لکھ چکے ہیں کہ ارسلان شاہ بن طغرل، ایلدکز اور اس کے بیٹے بہلوان کی کفالت میں تھا، سلطنت کا کاروبار، ملک کا نظم ونسق ایلدکز اور اس کے بیٹے بہلوان کے قبضہ میں تھا۔ بہلوان کے بعد اس کا بھائی ازبک بن ایلدکز حکمران بنا۔ اس نے سلطان طغرل کو قید میں ڈالدیا۔ ازبک کے مرنے پر اسکا بھتیجا قطلغ بن بہلوان حکمران بنا۔ قطلغ نہایت کمزور طبیعت کا تھا۔ سلطان طغرل کو موقع مل گیا جیل سے نکل کر بھاگ گیا۔ ۵۸۸ھ میں فوجیں تیار کرکے قلطغ پر چڑھائی کردی جس میں قلطغ کو شکست ہوئی۔ اس نے رے میں جا کر دم لیا اور خوارزم شاہ علاء الدین تکش سے امداد کی درخواست کی۔ علاء الدین تکش خوارزم شاہ فوجیں لے کر امداد پر آ گیا۔ قلطغ کو اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی اور ایک قلعہ میں بند ہوگیا۔

خوارزم شاہ کی فتوحات سلطان شاہ کی وفات: ......ادھر خوارزم شاہ نے رے پر قبضہ کرلیا اور قلعہ طبرک کو بھی دبالیا پھر جب اسکو یہ خبر ملی کہ اس کا بھائی سلطان شاہ خوارزم کی طرف پیشقدمی کررہا ہے تو رے اور قلعہ طبرک پر والی اور محافظ مقرر کرکے خوارزم واپس چلا گیا۔ راستہ میں یہ خبر ملی کہ اہل خوارزم نے دفاع کرکے سلطان شاہ کو بے نیل مرام واپس کردیا ہے تو خوارزم شاہ کو اس سے بیحد مسرت ہوئی۔ خوارزم پہنچ کر موسم سرما گذرنے تک ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد ۵۸۹ھ میں سلطان شاہ سے جنگ کرنے کے لیے مرو روانہ ہوگیا۔ صلح کی بات چیت ہونے لگی۔ قلعہ سرخس کی والی نے جو سلطان شاہ کی طرف سے تھا، امن حاصل کرکے قلعہ اس کے حوالے کردیا۔ چنانچہ خورازم شاہ نے قبضہ کرلیا۔ اور سلطان شاہ نے اسی سال سفر آخرت اختیار کیا۔ میدان خالی ہوگیا کوئی مزاحمت کرنے والا باقی نہ رہا۔ خوارزم نے مرو، ابیورد، نساء، طوس اور سلطان شاہ کے سب علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ مال اور خزانہ پر بھی قابض ہوگیا۔ اپنے بیٹے علاء الدین محمد کو خوارزم سے بلا کر مرو کی حکومت دے دی اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو نیشاپور کی حکومت پر مامور کیا۔ یہ واقعات ۵۸۹ھ کے ہیں۔

سلطان طغرل کی شکست اور قتل: ......۵۹۰ھ میں سلطان طغرل سلجوقی نے رے پر چڑھائی کی قطلغ اینانج (حاکم رے) جو خوارزم شاہ کی طرف سے تھا، رے چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں امداد حاصل کرنے اور عذر پیش کرنے کے لیے اپنے بیٹے کو بھیجا۔ اتفاق سے جس وقت قلطغ اینانج کا بیٹا خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ اسی وقت خلیفہ عباسی بغداد کا ایلچی خلیفہ کا فرمان جس میں سلطان طغرل سلجوقی کی شکایت تھی، پہنچ گیا۔ اس فرمان میں سلطان طغرل سلجوقی کی شکایت کے علاوہ یہ بھی تحریر کیا تھا کہ خلیفہ نے تمہیں سلطان طغرل کے محروسہ ممالک کی سند حکومت بھی

عطا فرماتے ہیں۔ اس سرکش کو نکال کر قبضہ کر لو' ۔ چنانچہ خوارزم شاہ نیشاپور سے رے روانہ ہوا۔ قطلغ اینانج اپنے ساتھیوں سمیت نیازمندانہ حاضر ہوا اور اس کے لشکر میں رے کی طرف چلا۔ خوارزم شاہ نے پہنچتے ہی سلطان طغرل پر اس سے پہلے کہ وہ اپنی فوج کو مجتمع و مرتب کر کے میدان جنگ میں آتا، حملہ کر دیا۔ تاجدار سلجوقی تلوار کھینچ کر خوارزمی فوج میں گھس گیا۔ جسے خوارزمیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۲۴ ربیع الاول ۵۸۹ھ کا ہے۔ خوارزم شاہ نے کامیابی کے بعد سلطان طغرل کا سر دارالخلافت بغداد روانہ کیا اور ہمدان اور بلاد جبل پر قابض ہو گیا۔

موید الدین بن قصاب: ...... وزیر السلطنت موید الدین بن قصاب کو خلیفہ ناصر عباسی نے خوارزم شاہ کی کمک پر بغداد سے روانہ کیا تھا۔ ہمدان سے چند کوس کے فاصلے پر آ کر ٹھہرا۔ خوارزم شاہ نے موید الدین کی طرف روانہ ہوا۔ موید الدین کو خطرہ پیدا ہوا تو کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ اس نے خوارزم شاہ سے ملاقات تک نہ کی۔ چنانچہ خوارزم شاہ ہمدان واپس آ گیا۔ ہمدان اور اس کے سب ملحقات کی حکومت قطلغ اینانج کو عنایت کی۔ اپنے غلاموں کو خادموں کو جاگیریں دیں اور میساجق کو ان سب کا سردار مقرر کیا اور خوارزم واپس آ گیا۔

قطلغ اور میساجق کی جنگ: ...... خوارزم شاہ کی واپسی کے بعد میساجق اور قطلغ اینانج کی اَن بَن ہو گئی۔ ۵۹۱ھ میں دونوں گتھ گئے قطلغ اینانج کو شکست ہوئی۔ وزیر السلطنت موید الدین بن قصاب نے اس سے فائدہ اٹھایا اور خوزستان پر قبضہ کر لیا۔ خوزستان کے علاوہ اکثر بلاد فارس پر جو بنی شملہ اور اس کے امراء کے قبضہ میں تھے، قابض ہو گیا۔ بنی شملہ اور ان کے امراء کو دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ اور پھر تسلی کے ساتھ ملک کا نظم ونسق سنبھالنے لگا۔

وزیر السلطنت کا ہمدان پر قبضہ: ...... قطلغ اینانج شکست کھا کر پریشان حال وزیر السلطنت کی خدمت میں پہنچا اور امداد کی درخواست کی۔ وزیر السلطنت نے اس کی اشک شوئی کی۔ تسلی وتشفی دی فوج لے کر اس کے ہمراہ ہمدان روانہ ہوا۔ میساجق اور خوارزم شاہ کا بیٹا مقابلہ کے ارادے سے نکلا۔ لیکن جیسے ہی وزیر کی فوج سے مقابلہ ہوا، میساجق اور خوارزم شاہ نے ہمدان کو خیر آباد کہہ کر رے کا راستہ لیا اور وزیر السلطنت نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ شوال ۵۹۱ھ کا ہے۔

ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد وزیر السلطنت اور قطلغ اینانج نے رے کا رخ کیا۔ خوارزمی لشکر رے بھی چھوڑ کر دامغان کی طرف روانہ ہو گیا۔ وزیر السلطنت کی فوج نے تعاقب کیا۔ بسطام اور جرجان تک تعاقب کر کے واپس آ گئی۔ وزیر السلطنت نے رے اور اس کے قرب وجوار کے سب شہروں پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

قطلغ کی بغاوت: ...... ان واقعات کے بعد قطلغ اینانج نے وزیر السلطنت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اور رے میں قلعہ بند ہو گیا۔ وزیر السلطنت نے سرکوبی پر کمر باندھی اور رے کا محاصرہ کر لیا۔ چند دنوں کے بعد قطلغ اینانج مغلوب اور زیر ہو گیا اور رے چھوڑ کر سادہ چلا گیا۔ وزیر السلطنت نے تعاقب کیا تو مقام دربند کرخ میں مقابلہ ہو گیا، ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ قطلغ اینانج بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر معرکہ کارزار سے بھاگ نکلا۔ ساری فوج کٹ گئی۔ اس کے بعد وزیر السلطنت نے ہمدان کی طرف کوچ کیا اور تین مہینہ تک ہمدان کے باہر پڑاؤ ڈالے رہا۔

ہمدان پر خوارزم شاہ کا قبضہ: ...... خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نے وزیر السلطنت کی چھیڑ چھاڑ سے تنگ آ کر وزیر السلطنت کے ان افعال پر ناراضگی کا اظہار کیا اور جن شہروں پر وزیر نے قبضہ کر لیا تھا ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ مگر وزیر السلطنت نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس پر خوارزم شاہ سخت برہم ہو گیا اور فوج مرتب کر کے ہمدان کی طرف بڑھا۔ اتفاق سے خوارزم شاہ کے پہنچنے سے پہلے ہی وزیر السلطنت اس دنیا سے کوچ کر گیا تھا، ماہ شعبان ۵۹۲ھ میں وزیر کی فوج سے مقابلہ کی نوبت آئی۔ خوارزم شاہ نے اسے شکست دے دی اور نہایت سختی سے پامال کیا۔ وزیر السلطنت کی نعش کو قبر سے نکالا اور سر کاٹ کر خوارزم روانہ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں نے معرکہ کارزار میں وزیر کو قتل کیا ہے۔ الغرض ہمدان پر قابض ہو کر اصفہان فتح کرنے کی غرض سے فوج روانہ کی۔ اور اصفہان پر قبضہ ہونے کے بعد اپنے بیٹے کو اصفہان میں ٹھہرا کر خوارزم واپس آ گیا۔

اصفہان پر سیف الدین طغرل کا قبضہ: ...... خوارزم شاہ کے واپس ہوتے ہی خلیفہ ناصر عباسی کا لشکر سیف الدین طغرل کی سرکردگی میں

اصفہان پہنچ گیا۔ (سیف الدین طغرل وہی شخص ہے جس نے بلاد لھف کو عراق سے علیحدہ کیا تھا) اہل اصفہان نے خوارزمی فوج اور اس کے حکمران کے مظالم سے تنگ آ کر دربار خلافت میں یہ تحریک کی تھی کہ ”خلیفہ تھوڑی سی فوج اصفہان بھیج دیں ہم لوگ نہایت خوشی اور مستعدی سے قبضہ دلا دیں گے، خوارزمیوں کے مظالم ہم پر بہت زیادہ ہو گئے ہیں“۔ چنانچہ جب بغدادی لشکر اصفہان کے قریب پہنچا تو خوارزم شاہ کی فوج نے اصفہان چھوڑ دیا اور اپنے بادشاہ کے پاس چلی گئی۔ سیف الدین طغرل نے قبضہ کر لیا۔

رے اور اصفہان پر کوکجہ کا قبضہ:......اس کے بعد بہلوان کے غلاموں نے متحد ہو کر اپنے سرداروں میں سے کوکجہ نامی ایک سردار کو اپنا امیر بنالیا۔ اور رے پر قبضہ کرنے کے لیے بڑھے۔ رے پر قبضہ کر کے اصفہان پر حملہ کیا اور اسکو بھی لے لیا۔ اس سے کوکجہ کے حوصلے بڑھ گئے۔ چنانچہ بادشاہت کی سوجھی۔ دارالخلافت بغداد میں نیازمندی کا خط بھیجا۔ رے اور اس کے نواح، سادہ، قم، قاشان اور اس کے ملحقات کی سند حکومت مانگی۔ اصفہان، ہمدان، زنجان اور مرو دیوان خلافت کے حوالہ کرنے کو لکھا۔ مگر خلیفہ کے اس تقسیم و مفاہمت کو منظور کر کے منشور گرامی روانہ کر دیا۔

ملک شاہ بن خوارزم شاہ کی وفات:......ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نے اپنے بیٹے ملک شاہ کو ۵۸۹ھ میں نیشاپور کی حکومت عطا کی تھی، خراسان کو بھی اس کی گورنری میں شامل کیا تھا اور اپنے بعد تخت و تاج کا اس کو وارث قرار دیا تھا۔ چنانچہ ۵۹۳ھ تک ملک شاہ نیشاپور پر حکومت کرتا تھا، اسی سال کے ماہ ربیع الآخر میں مر گیا۔ ایک لڑکا جس کا نام ہندوخان تھا، چھوڑ گیا۔ خوارزم شاہ نے اپنے دوسرے بیٹے قطب الدین محمد کو نیشاپور کی حکومت پر مامور کیا۔ اسی کو خوارزم شاہ نے اس سے پہلے مرو کا گورنر بنایا تھا۔

ترکان خطا:......جس وقت خوارزم شاہ نے رے ہمدان اور اصفہان پر قبضہ کر لیا اور ابن قصاب اور عساکر بغداد کو شکست دی تو خلیفہ ناصر عباسی کی خدمت میں خطبہ میں نام داخل کرنے کی درخواست کی۔ خلیفہ ناصر عباسی کو پس و پیش ہوا۔ غیاث الدین غوری بادشاہ غزنی کو لکھا کر بھیجا کہ ”میرا منشا یہ ہے کہ تم خوارزم شاہ پر حملہ کر کے اس کے علاقوں پر قبضہ کر لو تا کہ خوارزم شاہ، عراق کا ارادہ ترک کر دے“۔ غیاث الدین غوری نے خوارزم شاہ کو ملک چھین لینے اور جنگ کی دھمکی دی۔ خوارزم شاہ متردد ہوا، نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا، نہ مقابلے کی تاب تھی اور نہ ملک چھوڑتے بنتا تھا۔ بہت غور و فکر کر کے بادشاہ خطا سے خط و کتابت شروع کی اور غیاث الدین غوری کے مفاد میں امداد مانگی اور اس بات کو اس کے دماغ میں بٹھا دیا کہ اگر امداد سے ذرا بھی پہلوتہی کی جائے گی تو غیاث الدین غوری بلاد خوارزم پر جیسا کہ بلخ پر قبضہ کر لیا ہے، قابض ہو جائے گا۔ اس وقت بادشاہ خطا کو سخت خطرہ پیش آئے گا اور ماوراء النہر پر قبضہ رکھنا دشوار ہو جائے گا۔

ترکان خطا کی مملکت غوریہ پر چڑھائی:......ادھر اس بناء پر بادشاہ خطا نے مملکت غوری پر چڑھائی کر دی۔ بہاء الدین سام والی بامیان کو جوان دنوں بلخ میں تھا بلخ چھوڑ دینے کو لکھا۔ اور دیہاتوں، قصبوں اور شہروں پر قتل و غارتگری کا ہاتھ بڑھایا۔ ادھر خود خوارزم شاہ نے ہرات کی طرف پیشقدمی شروع کی۔ رفتہ رفتہ طوس تک پہنچ گیا۔ امراء غوریہ محمد بن جریک (حاکم طالقان) حسین بن ترمیل اور خروش وغیرہ یہ رنگ دیکھ کر خراسان میں جمع ہوئے۔ فوجیں فراہم کیں اور متفق ہو کر بادشاہ خطا کی فوج پر حملہ کیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی اور آخر کار میدان امراء غوریہ کے ہاتھ رہا۔ بادشاہ خطا کو شکست ہو گئی مارتے مارتے جیحون تک پہنچا دیا۔ بے شمار لوگ قتل کئے گئے اور بے شمار لوگ دریا میں ڈوب مرے۔

خوارزم شاہ اور غیاث الدین کی صلح:......بادشاہ خطا نے تاوان جنگ، مقتولوں کی دیت (خون بہا) کا خوارزم شاہ کی قوم سے مطالبہ کیا اور اس شکست اور نقصان کا خوارزم کو ذمہ دار قرار دیا۔ اس وقت خوارزم شاہ کی پریشانی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ غیاث الدین غوری سے بگاڑ تو پہلے ہی سے تھا، بادشاہ خطا علیحدہ مطالبہ کر رہا تھا۔ آخر کار بہت غور کے بعد سلطان غیاث الدین کی خدمت میں معذرت کی۔ سلطان غیاث الدین نے بار بار اصرار پر خوارزم شاہ کی معذرت قبول کر لی اور خلیفہ عباسی کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہدایت کرتے ہوئے ان مقامات کو واپس لینے کا حکم دیا۔ جنھیں بادشاہ خطا نے مسلمانوں سے چھین لیا تھا۔

ترکان خطا کو شاہ خوارزم کا جواب:......پھر جب خوارزم شاہ کو غیاث الدین کی جانب سے اطمینان ہو گیا تو بادشاہ خطا کو یہ جواب دیا کہ ”

تمھاری قوم و تمھاری فوج میری امداد پر نہیں آئی تھی، تمھیں ملک گیری کی ہوس تھی، بلخ کو غوریوں کے قبضہ سے نکالنے میں یہ مصیبتیں پیش آئیں۔ میں سلطان غیاث الدین کے علم حکومت کا مطیع ہو گیا ہوں۔ مجھ سے کچھ امید مت رکھو'۔ بادشاہ خطا اس جواب سے برہم ہو گیا اور خوارزم شاہ کو زیر کرنے کی غرض سے بڑی فوج روانہ کر دی اور خوارزم کا محاصرہ کر لیا۔ خوارزم شاہ نے مدافعانہ جنگ شروع کی تو لشکر خطا، جان و مال کا نقصان عظیم اٹھا کر واپس چلا گیا۔ لشکر خطا کا ایک حصہ اپنے ملک واپس چلا گیا اور ایک حصے نے بخارا میں جا کر پناہ لی۔ خوارزم شاہ نے تعاقب کیا اور بخارا پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اہل بخارا لشکر خطا کے ساتھ مل کر خوارزم شاہ کی فوج سے لڑ رہے تھے، آخر خوارزم شاہ نے ایک مدت کے محاصرے اور جنگ کے بعد اسے ۵۹۴ھ میں فتح کر لیا اور کچھ عرصے قیام کر کے خوارزم واپس آ گیا۔

میاجق کی بغاوت اور گرفتاری: ...... ماہ ربیع الاول ۵۹۵ھ میں خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نے رے اور بلاد جبل کی طرف کوچ کیا۔ گورنر میاجق اور امراء بہلوانیہ باغی نے بغاوت مخالفت کا جھنڈا بلند کیا تھا۔ خوارزم شاہ کی آمد کی خبر سن کر میاجق رے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ مگر خوارزم شاہ نے میاجق کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جس کی میاجق نے تعمیل نہ کی۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے تعاقب پر کمر باندھی۔ میاجق ایک جگہ سے دوسری جگہ جا کر دم لیتا تھا اور خوارزم شاہ تعاقب میں تھا۔ میاجق کے بہت سے ساتھیوں نے خوارزم شاہ سے امن حاصل کر کے میاجق کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ میاجق نے مازندران کے نواح میں ایک قلعہ میں جا کر پناہ لے لی اور قلعہ بند ہو گیا۔ خوارزم شاہ نے ایک دستہ فوج کو محاصرے اور تعاقب کا حکم دیا۔ چنانچہ میاجق پابزنجیر خوارزم شاہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ خوارزم شاہ نے جیل میں ڈال دیا۔ خوارزم شاہ نے دربار خلافت میں ان واقعات کی اطلاع دی۔ چنانچہ خلیفہ ناصر عباسی بے حد محظوظ ہوا۔ چنانچہ اسے اور اس کے بیٹے قطب الدین محمد کو خلعت عنایت کی اور ان صوبوں کی سند حکومت عطا۔ خوارزم شاہ نے دربار عام میں خلعت کو زیب بدن کیا اور انتہائی مسرت و شادمانی کا اظہار کیا۔

ملحدوں کی سرکوبی: ...... اس کے بعد خوارزم شاہ نے ملحدوں ❶ کو زیر کرنے کی طرف توجہ کی۔ قزوین کے قریب ان کا ایک قلعہ تھا اسے فتح کر لیا ملحدوں نے قلعہ موت میں جا کر پناہ لی۔ خوارزم شاہ نے اس کا بھی محاصرہ کر لیا۔ صدر الدین محمد بن وازن رے کے شافعیہ کے رئیس اس محاصرے میں شہید ہوئے۔ خوارزم شاہ اس کو بیحد عزیز رکھتا تھا۔ شاہی دربار میں اس کی بیحد قدر و منزلت تھی۔ چند دن محاصرہ کر کے خوارزم کی جانب لوٹے۔ راستے میں ملحدوں نے خوارزم شاہ کے وزیر نظام الملک مسعود بن علی کو بحالت غفلت مار ڈالا۔ خوارزم شاہ اپنے بیٹے قطب الدین محمد کو ملحدوں سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ قطب الدین محمد نے قلعہ ترشیش کا محاصرہ کیا۔ چنانچہ ملحدوں نے جنگ سے تنگ آ کر صلح کا پیغام دیا۔ ایک لاکھ دینار تاوان جنگ دینے کا وعدہ کیا۔ مگر قطب الدین محمد نے صلح سے انکار کر دیا اور لڑائی جاری رکھی، اتنے میں اس کے باپ (خوارزم شاہ) کی بیماری کی خبر پہنچی۔ چنانچہ مصالحت کر لی اور زر تاوان (ایک لاکھ دینار) وصول کر کے خوارزم واپس آ گیا۔

علاؤ الدین تکش کی وفات قطب الدین محمد کی تخت نشینی: ...... ماہ رمضان ۵۹۶ھ میں خوارزم شاہ نیشاپور جا رہا تھا۔ راستے میں بیمار ہو گیا۔ مرض کی شدت بڑھی تو اپنے بیٹے قطب الدین محمد کو طلبی کا خط لکھا۔ قطب الدین محمد آنے بھی نہ پایا تھا کہ خوارزم شاہ (علاء الدین بن الپ ارسلان بن آتسز بن محمد انوشتکین) کی موت سامنے آ کر کھڑی ہو گئی، اس وقت خوارزم شاہ کے قبضہ میں خوارزم، رے، ہمدان، بلاد جبلیہ اور خراسان کا اکثر حصہ تھا اس کے مرنے کے بعد قطب الدین محمد پہنچا۔ اراکین حکومت نے قطب الدین محمد کے ہاتھ پر حکومت و امارت کی بیعت کی اور علاء الدین کا لقب دیا (یہی لقب اس کے باپ کا تھا)۔ علاء الدین ثانی نے اپنے باپ کا جنازہ خوارزم میں پہنچا کر اس مدرسہ کی زمین میں سپرد خاک کیا جسے علاء الدین خوارزم شاہ نے تعمیر کرایا تھا۔

خوارزم شاہ کے حالات: ...... خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) عادل، نیک سیرت، فنون جنگ کا ماہر، سیاسیات سے واقف، اور اصول فقہ و علم فقہ، مسلک امام ابوحنیفہ کا عالم تھا۔ باوجودیکہ غیاث الدین غوری، بادشاہ غزنی اور خوارزم شاہ کے درمیان عداوت و مخالفت بہت دنوں سے قائم تھی، لیکن

---

❶ غالباً مورخ نے ملحد سے فرقہ باطنیہ کو تعبیر کیا ہے کیونکہ قلعہ موت ان کا ٹھکانہ تھا۔ جس کا خوارزم شاہ نے بعد میں محاصرہ کیا تھا۔ (مترجم)

خوارزم شاہ کی قدر و منزلت کے خیال سے جب اس کی موت کی خبر غزنی پہنچی تو غیاث الدین غوری نے تعزیت کی مجلس منعقد کی اور تین دن غزنی کا بازار بند رہا۔

علی شاہ بن تکش کی طلبی: ...... خوارزم شاہ قطب الدین محمد نے تخت حکومت پر متمکن ہو کر اپنے بھائی علی شاہ جو کہ علاء الدین تکش کی وفات کے وقت اصفہان میں تھا، طلبی کا خط لکھا۔ اس بناء پر علی شاہ اصفہان سے خوارزم روانہ ہو گیا۔ اہل اصفہان نے اس کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا اپنے بھائی کے پاس خوارزم پہنچ گیا۔ خوارزم شاہ قطب الدین محمد نے اسے خراسان کی حکومت دی۔ علی شاہ نے نیشاپور کا رخ کیا۔ نیشاپور میں ہندو خان بن ملک شاہ بن خوارزم شاہ علاء الدین تکش حکومت کر رہا تھا۔ ہندو خان کو اس کے سگے دادا (علاء الدین تکش بادشاہ خوارزم) نے اپنے بیٹے ملک شاہ کے مرنے کے بعد ہی نیشاپور کی حکومت پر متعین کیا تھا۔ چونکہ ملک شاہ اور قطب الدین محمد بن علاء الدین تکش کے درمیان عداوت کا سلسلہ چلا آ رہا تھا۔ اس لیے ہندو خان اپنے چچا قطب الدین محمد سے خائف اور ہوشیار رہتا تھا۔ علاء الدین تکش بادشاہ خوارزم کے مرنے کے بعد مال و اسباب اور شاہی خزانہ لوٹ کر مرو چلا گیا۔

ہندو خان اور علاؤ الدین ثانی کی جنگ: ...... اس کے بعد ہندو خان نے فوج فراہم کر کے خراسان پر دھاوا کیا۔ خوارزم شاہ علاء الدین ثانی نے جقر ترکی کی کمان میں ہندو خان کی مقابلے کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ ہندو خان کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی۔ لہٰذا پست ہمتی اور بزدلی کی وجہ سے بھاگ گیا۔ اور غیاث الدین غوری کے پاس پہنچ گیا۔ غیاث الدین نے عزت و احترام سے ٹھہرایا اور امداد و اعانت کا وعدہ کیا۔ جقر ترکی نے مرو میں داخل ہو کر ہندو خان کی ماں اور اس کے بیٹوں کو عزت و احترام سے خوارزم شاہ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

محمد بن جربک اور جقر ترکی: ...... غیاث الدین غوری نے محمد بن جربک (والی طالقان) کو لکھا کہ جقر ترکی کو مرو سے نکال کر قبضہ کر لو۔ چنانچہ محمد بن جربک نے طالقان سے مرو کا رخ کر لیا اور جقر ترکی کے پاس خط بھیجا۔ اور اسی مرو میں غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھنے کی ہدایت کی اور عدم تعمیل کی صورت میں مرو پر قبضہ اور جنگ کی دھمکی دی۔ جقر ترکی نے بظاہر خوارزم شاہ کو خوش کرنے کے لیے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ لیکن در پردہ امن کی درخواست کی اور شہر حوالے کرنے کا وعدہ کر لیا۔ یہی باعث تھا کہ غیاث الدین غوری کو ملک گیری کی لالچ بڑھ گئی اور خوارزم شاہ کے ممالک محروسہ پر قبضہ کرنے کی ہوس پیدا ہوئی۔ چنانچہ اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو خراسان پر فوج کشی کا حکم دے دیا (واللہ اعلم)

خوارزم شاہ کے علاقوں پر غوری حکمرانوں کا قبضہ: ...... جس وقت جقر ترکی (گورنر مرو) نے غیاث الدین غوری سے امن حاصل کر کے مرو حوالہ کر دیا تو غیاث الدین غوری کو خوارزم شاہ کے مقبوضہ خراسان پر قبضہ کی خواہش پیدا ہوئی۔ جیسا کہ ابھی آپ پڑھ چکے ہو، غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو خراسان پر قبضہ کرنے کو بلوایا۔ غیاث الدین نے اپنے نائب عمر بن محمد مرغنی گورنر ہرات سے خراسان پر چڑھائی کرنے کے بارے میں مشورہ کیا مگر عمر بن محمد مرغنی نے مخالفت کی۔ اتنے میں شہاب الدین غزنی، غور اور سجستان کی فوجیں لے کر آ گیا۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۵۹۷ھ میں خوارزم شاہ کے مقبوضہ علاقے فتح کرنے کے لیے بڑھا۔ طالقان کے قریب جقر ترکی (والی مرو) کا خط موصول ہوا، لکھا تھا کہ ”جتنی جلدی ممکن ہو مرو آ کر قبضہ کر لیجئے۔ خوارزم شاہ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ مقابلہ کر سکے“ شہاب الدین نے اپنے بھائی غیاث الدین سے اجازت لے کر مرو پر حملہ کیا۔ خوارزمی فوج جو اس وقت مرو میں تھی، مقابلہ کے لئے آئی۔ اہل مرو بھی خوارزمی فوج کے ساتھ لڑنے کے لیے نکلے، لڑائی ہوئی، تو شہاب الدین غوری نے انہیں مغلوب کر کے اپنی فوج کو شہر میں داخل کر دیا۔

مرو کی فتح: ...... ہاتھیوں کا جھنڈ لے کر شہر پناہ کو ڈھانے کے لیے بڑھا۔ اہل شہر نے یہ رنگ دیکھ کر اطاعت قبول کر لی۔ اور شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور جقر ترکی شہاب الدین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مرو فتح کرنے کے بعد غیاث الدین غوری مرو میں داخل ہوا اور جقر ترکی کو ہرات بھیج دیا اور ”مرو“ ہندو خان بن ملک شاہ کے حوالہ کر دیا جیسا کہ وعدہ کیا تھا۔

طوس اور نیشاپور پر قبضہ: ...... مرو فتح کر کے غیاث الدین غوری نے سرخس کا رخ کیا جو کہ صلح و امان سے فتح ہوا۔ اپنے چچازاد زنگی بن مسعود کو

سرخس کی حکومت دی اور اس میں نساء اور ابیورد کو بھی ملحق کر دیا، پھر طوس کی طرف قدم بڑھایا۔ تین دن کے محاصرے اور جنگ کے بعد اہل طوس نے امن کی درخواست کی۔ شہاب الدین نے ان کو امان دی اور طوس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد علی بن خوارزم شاہ تکش (علاء الدین محمد کا نائب) والی نیشاپور کے پاس شہر حوالے کرنے اور اطاعت وفرمانبرداری کا پیغام بھیجا۔ مگر علی شاہ نے شہر حوالہ کرنے اور اطاعت وفرمانبرداری سے انکار کر دیا۔ چنانچہ غیاث الدین نے یلغار کا حکم دے دیا۔ نیشاپور میں لڑائی کا نیزہ گڑ گیا۔ ایک طرف سے غیاث الدین نے حملہ کیا دوسری جانب اس کا بھائی شہاب الدین اپنے لشکر کی فوج لے کر بڑھا❶ اور باغات کاٹ ڈالے، کھیتیاں برباد کر دیں، دیہات اور قصبوں کو اجاڑ دیا، قتل وغارت کا ہنگامہ برپا ہو گیا اور پھر نیشاپور میں غوری فوجیں داخل ہو گئیں۔ جب الامان الامان کا شور برپا ہوا تو امان دے دی گئی۔

علی شاہ کی گرفتاری:......علی شاہ کو گرفتار کر کے غیاث الدین غوری کی خدمت میں پیش کیا گیا، غیاث الدین غوری نے نہایت تپاک سے لیا۔ عزت واحترام سے پیش آیا اور امراء خوارزمیہ کا سردار بنا کر ہرات کی طرف روانہ کر دیا۔ خراسان کی حکومت پر اپنے چچازاد اور داماد "ضیاء الدین محمد بن علی غوری" کو مامور کیا اور نیشاپور کو دارالحکومت بنانے کا حکم دیا۔ اسے علاء الدین کے خطاب سے مخاطب کیا۔ غوری سرداروں کی ایک جماعت کو علاء الدین کی خدمت میں رہنے کا اشارہ کیا۔ اہل نیشاپور کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا۔ جس کا مال واسباب لوٹ لیا گیا تھا۔ اس کا مناسب معاوضہ دیا اور انعامات دیئے۔ ان کاموں سے فارغ ہو کر ہرات گیا اور علی شاہ کو اپنے بھائی شہاب الدین غوری کے سپرد کر دیا۔

فرقہ اسماعیلیہ پر حملہ:......شہاب الدین غوری نے ہرات سے قہستان کی طرف کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ ایک گاؤں میں پہنچا۔ جہاں کے رہنے والے اسماعیلی مذہب رکھتے تھے۔ کسی نے یہ خبر دی کہ اس گاؤں کے رہنے والے اسماعیلیہ فرقہ کے ہیں۔ چنانچہ شہاب الدین نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ پھر کیا تھا وہاں جتنے لڑنے والے لوگ تھے، مار ڈالے گئے۔ بچے اور عورتیں لونڈی اور غلام بنا لیے گئے۔ مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ مکانات منہدم کر دیئے گئے۔ گاؤں ویران ہو گیا۔

قہستانی قلعے کا محاصرہ:......پھر اس کے بعد ایک دوسرے قلعہ کی طرف قدم بڑھائے جو قہستانی کے نواح میں تھا۔ یہ قلعہ بھی فرقہ اسماعیلیہ کا تھا۔ چند دن کے محاصرہ کے بعد امان کے ساتھ فتح ہوا۔ سردار غوری میں سے ایک سردار کو اس کا حاکم مقرر کیا۔ چنانچہ بدعات ختم ہو گئیں ❷ نماز اور دیگر شعائر اسلام قائم ہو گئے۔

شہاب الدین کی واپسی کا حکم:......اسی دوران والی قہستان کا خط سلطان غیاث الدین کی خدمت میں پہنچا۔ لکھا تھا "آپ کے بھائی شہاب الدین نے ہمارے علاقوں میں دست درازی شروع کر دی ہے اور بہت سے مقامات کو فتح کر لیا ہے۔ کوئی بدعہدی ہم نے نہیں کی پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کے بھائی نے عہد شکنی پر کمر باندھ رکھی ہے۔ سلطان غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کے پاس اپنے ایک بااعتماد امیر کے ذریعہ سے کہلا بھیجا کہ فرقہ اسماعیلیہ کے مقبوضات میں دست درازی نہ کرو، محاصرہ اٹھا کر میرے پاس آ جاؤ" اس وقت شہاب الدین فرقہ اسماعیلیہ کے ایک قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ بھائی کا پیام پا کر پیچ وتاب کھانے لگا۔ بالآخر تعمیل حکم سے انکار کر دیا۔ غیاث الدین کے بھیجے ہوئے امیر نے کہا "آپ کو سلطانی حکم کی تعمیل کرنا ہو گی کیونکہ اگر آپ تعمیل نہیں کریں گے تو میں آپ کو تعمیل حکم پر مجبور کر دونگا۔ امیر نے یہ کہہ کر شہاب الدین کے خیمہ کی طنابیں کاٹ دیں۔ شہاب الدین کو اس سے حد درجہ کا غصہ آیا مگر بھائی کا حکم تھا اس لیے خاموش ہو گیا۔ اور محاصرہ اٹھا کر ہندوستان کا راستہ لیا۔

خوارزم شاہ کا غیاث الدین کو خط:......جس وقت علاء الدین محمد بن تکش خوارزم شاہ تک یہ خبر پہنچی کہ غیاث الدین اور شہاب الدین غوری کی

---

❶ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے (مترجم) ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۹۶) پر بھی یہ جگہ خالی تھی جسے ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۱۲ صفحہ ۱۶۵) سے تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ پر کیا ہے اور لکھا ہے کہ "جب شہاب نے آگے بڑھتے ہوئے اپنے بھائی غیاث الدین کے لشکر کا جھنڈا دیکھ لیا تو یقین ہو گیا کہ طوس فتح ہو گیا۔ چنانچہ بلاخوف وخطر اپنا لشکر لے کر اندر گھس گیا"۔ ❷......نماز کو عربی میں "صلوۃ" کہتے ہیں چنانچہ بعض نسخوں میں "صلوۃ" کے بجائے "صواب" تحریر ہے جو درست نہیں ہے دیکھیں (تاریخ الکامل جلد ۱۲ صفحہ ۱۶۷)

فوجیں خراسان سے واپس چلی گئی ہیں اور شہاب الدین اپنے بھائی سے ناراض ہو کر ہندوستان چلا گیا ہے، تو اس نے غیاث الدین کے پاس خط روانہ کیا۔ جن شہروں پر غوری فوج نے قبضہ کر لیا تھا ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ واپس نہ کرنے کی صورت میں یہ دھمکی دی کہ میں ترکان خطا سے امداد حاصل کر کے آپ کے مقابلہ پر آؤں گا۔ اس وقت آپ پر عرصہ زمین تنگ ہو جائے گا۔ چونکہ سلطان غیاث الدین نقرس کی بیماری میں مبتلا تھا، نقل وحرکت نہ کر سکتا تھا، اس لیے جواب بھیجنے میں شہاب الدین کے انتظار میں تاخیر کی۔

خوارزم شاہ کا مرو وغیرہ پر قبضہ:......ادھر خوارزم شاہ نے علاء الدین غوری (سلطان غیاث الدین کے نائب) کو جو نیشاپور میں تھا، شہر خالی کرنے کو لکھا اور شہر خالی نہ کرنے کی صورت میں لڑائی کی دھمکی دی۔ چنانچہ علاء الدین غوری نے غیاث الدین کو اس سے مطلع کیا۔ غیاث الدین نے جواب میں لکھا ''تم گھبراؤ نہیں نیشاپور میں قدم جمائے رکھو میں تمہیں کافی طور پر مدد بھیج دوں گا۔ ادھر خوارزم شاہ نے (۱۵ ذی الحجہ ۵۹۷ھ کے آخر میں فوجیں تیار کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا اور سفر کرتا ہوا ابیورد کے قریب پہنچ گیا۔ ہندوخان (غیاث الدین کا آزاد کردہ غلام) ابیورد چھوڑ کر (فیروز کوہ غیاث الدین کے پاس) بھاگ گیا۔ خوارزم شاہ نے مرو، نساء اور ابیورد پر قبضہ کر لیا۔

نیشاپور پر خوارزم شاہ کا پھر قبضہ:......پھر نیشاپور پر یلغار کی۔ نیشاپور میں علاء الدین غوری تھا۔ اس کا محاصرہ ڈال کر لڑائی چھیڑ دی، مدتوں جنگ کا سلسلہ قائم رہا۔ آخر کار علاء الدین غوری نے غیاث الدین کی امداد سے ناامید ہو کر جنگ اور محاصرہ کی طوالت کی وجہ سے امن کی درخواست کی۔ خود کو اور غوریوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچانے کی خوارزم شاہ سے قسم لی اور شہر اس کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے۔ کسی قسم کی ایذا و تکلیف نہیں دی۔

علاؤ الدین کی شہاب الدین سے ناراضگی:......خوارزم شاہ نے شہر پر قبضہ کرنے کے بعد علاء الدین غوری سے کہا ''بہتر ہوتا کہ تم درمیان میں پڑ کر سلطان غیاث الدین سے میری صلح صفائی کرا دیتے''۔ چنانچہ علاء الدین غوری نے سینہ ٹھونک کر کہا ''میں یہ خدمت انجام دوں گا آپ مطمئن رہیئے''، لیکن علاء الدین غوری کو غیاث الدین کے پاس فیروز کوہ نہیں گیا بلکہ ہرات چلا گیا۔ وجہ یہ تھی کہ علاء الدین غوری کو غیاث الدین کی جانب سے وعدہ کر کے امداد نہ بھیجنے کی وجہ سے ملال پیدا ہو گیا تھا ہرات میں علاء الدین غوری کی جاگیر اور املاک تھیں۔

حسن بن خرمیل جو کہ امراء غوریہ میں ایک اہم شخص تھا، نیشاپور ہی میں رہ گیا۔ خوارزم شاہ نے اس کی بیحد عزت افزائی کی اور اپنا ممنون احسان بنا لیا۔

خوارزم شاہ کی سرخس پر ناکامی:......نیشاپور سے فارغ ہو کر خوارزم شاہ نے سرخس کا رخ کیا۔ امیر زنگی، سرخس کا گورنر تھا اور غیاث الدین کے قرابت مندوں میں سے تھا۔ چالیس دن تک محاصرہ کئے رہا۔ شب و روز لڑائی ہوتی رہی۔ محاصرہ کی شدت سے رسد کی آمد بند ہو گئی۔ اہل شہر اپنی ضروریات زندگی کے بھی محتاج ہو گئے۔ چنانچہ امیر زندگی نے خوارزم شاہ کے پاس کہلوایا کہ آپ شہر پناہ کا دروازہ چھوڑ دیجئے۔ تاکہ اطمینان کے ساتھ ہم شہر خالی کر کے نکل جائیں۔ خوارزم شاہ اس بہکاوے میں آ گیا اور شہر پناہ کے دراوزے سے محاصرہ اٹھا لیا اس دوران امیر زنگی نے رسد، غلہ اور روزمرہ کی ضروریات کا کافی ذخیرہ شہر میں بھر لیا، کمزور اور ناتواں لوگوں کو جو محاصرے سے تنگ آ گئے تھے، شہر بدر کر دیا اور پھر خوارزم شاہ سے کہلوایا'' اب آپ تشریف لائیے ہمارا اور آپ کا فیصلہ جنگ سے ہوگا'' اس پر خوارزم شاہ کو بے حد ندامت ہوئی۔ چنانچہ محاصرہ اٹھا کر چلا گیا لیکن روانگی کے وقت چند کمانڈروں کو محاصرے پر چھوڑ گیا۔

سرخس سے پسپائی:......خوارزم شاہ کی روانگی کے بعد محمد بن خربک (گورنر طالقان) امیر زنگی کی کمک پر روانہ ہوا❶۔ خوارزمی فوجیوں نے یہ خبر سن کر سرخس چھوڑ دیا۔ چنانچہ امیر زنگی اور محمد بن خربک مرورود پہنچا۔ مرورود اور اس کے نواح کا خراج وصول کیا۔ خوارزم شاہ نے تین ہزار فوج اپنے ماموں کی کمان میں روانہ کی۔ محمد بن خربک نوسو سواروں کے ساتھ مقابلہ پر آیا۔ خوارزمی فوج میدان جنگ سے بھاگ نکلی، بہت بری طور سے پامال ہوئی،

❶...... اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے (مترجم)۔ جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۹۷) اس جگہ یہ عبارت لکھی گئی ہے کہ'' تاکہ ان خوارزمی لشکریوں پر حملہ کرے جو اس کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں''۔ اس خالی جگہ کو (تاریخ الکامل جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۵) سے پر کیا گیا ہے۔

اس کے بہت سے فوجی گرفتار کر لیے گئے۔ اور مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ خوارزم شاہ کو اس واقعہ کی خبر ملی، ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، ساری امنگ خاک میں مل گئی بادل ناخواستہ خوارزم واپس چلا گیا۔

خوارزم شاہ کی ہرات روانگی:......خوارزم شاہ نے خوارزم پہنچ کر غیاث الدین کے پاس صلح کرنے کا خط بھیجا۔ غیاث الدین نے امیر کبیر حسن بن محمد مرغنی ❶ کی معرفت جواب روانہ کیا۔ بظاہر صلح کرنا پسند کیا تھا لیکن درحقیقت خوارزم شاہ کو فریب اور دھوکہ میں ڈالا تھا۔ خوارزم شاہ اس فریب کو تاڑ گیا لہٰذا حسن بن محمد مرغنی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور محاصرہ ہرات کے لیے روانہ ہو گیا۔ ادھر حسن بن محمد مرغنی نے خفیہ طور پر اپنے بھائی عمر بن محمد مرغنی امیر ہرات کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ چنانچہ عمر بن محمد مرغنی، خوارزم شاہ سے مقابلے پر تیار ہو گیا۔

ہرات پر حملہ کا سبب:...... ہرات پر خوارزم شاہ کی فوج کشی کا سبب یہ تھا کہ سلطان شاہ نے (جو محمد بن تکش کا چچا تھا) سرخس میں وفات پائی اس کے حاشیہ نشین امیروں میں سے دو بھائی تھے جس میں ایک کا نام امیر حاجی تھا، غیاث الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ غیاث الدین عزت واحترام سے پیش آیا اور ہرات میں قیام کرنے کا حکم دیا۔ ان دونوں بھائیوں نے محمد بن تکش (خوارزم شاہ) کو ہرات پر قبضہ کرکے کا پیغام بھیجا اور قبضہ کرانے کی ذمہ داری لی۔ اس طرح خوارزم شاہ کو غیاث الدین سے اس فریب و دھوکہ کا بدلہ لینے کا موقع مل گیا۔ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ چنانچہ فوجیں مرتب کر کے ہرات پر یلغار کر دی۔

افشائے راز:......عمر بن محمد مرغنی نے شہر پناہ کے دروازوں کی کنجیاں انہی بھائیوں کے حوالہ کر دی تھیں اور یہ خیال کر کے خوارزم شاہ کے یہ مخالف ہیں، جنگ کا سپہ سالار اعظم بھی انہی کو مقرر کر دیا۔ ادھر کسی نے خوارزم شاہ سے ان کی ساز باز کا حال حسین مرغنی سے کہہ دیا۔ حسن مرغنی نے اپنے بھائی عمر مرغنی (والی ہرات) کو لکھ بھیجا عمر مرغنی کو یقین نہیں آیا۔ حسن مرغنی نے امیر حاجی کا وہ خط جو اس نے خوارزم شاہ کو ہرات پر قبضہ کر لینے کے لیے لکھا تھا بھیج دیا۔ وہ دیکھتے ہی عمر مرغنی کی آنکھیں کھل گئیں۔ پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ فوراً امیر حاجی اور اس کے بھائی اور اس کے سارے ساتھیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ خوارزم شاہ سے مقابلے پر خود کمر بستہ ہوا۔

خوارزم شاہ کی فوج کی تباہی:......اس دوران الپ غازی غیاث الدین کا بھائی غوری لشکر لے کر آ گیا اور خوارزم شاہ کے لشکر کو گھیر کر رسد وغلہ کی آمد بند کر دی۔ خوارزم شاہ نے اس خیال سے کہ حریف کی توجہ منقسم ہو جائے، اپنی فوج کے ایک حصہ کو طالقان پر شب خون مارنے بھیجا۔ حسن بن خربک نے مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی تو خوارزم شاہ کی فوج کو شکست ہو گئی۔ ساری فوج کٹ گئی ایک شخص بھی زندہ نہیں بچا۔

غوری کمک کی آمد:......اس کے بعد غیاث الدین نے اپنے بھانجے بوغانی کو غوری فوج کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے اہل ہرات کی کمک پر روانہ کیا۔ خوارزم شاہ محمد بن تکش کے لشکر کے قریب بوغانی نے مورچہ قائم کیا جو راستے رسد وغلہ کی آمد کے کھلے تھے، انھیں بھی بند کر دیا۔ خوارزم شاہ پر اب عرصہ زمین تنگ ہونے لگا تھا کہ غیاث الدین بھی تھوڑی سی تازہ دم فوج لے کر پہنچ گیا۔ چونکہ غوریوں کے لشکر کا زیادہ حصہ ہندوستان میں اس کے بھائی شہاب الدین کے لشکر میں تھا اور کچھ حصہ فوج کا غزنی کی حفاظت پر تھا۔ اس لیے خوارزم شاہ کی فوج کے خلاف پیشقدمی نہیں کی۔ چالیس دن محاصرہ پر گذر چکے تھے۔ ادھر خوارزم شاہ کو یہ خبر مل چکی تھی کہ طالقان کی جنگ میں خوارزمیوں کو شکست ہوئی ہے اور کوئی بھی زندہ نہیں بچا۔ شہاب الدین بھی ہندوستان سے غزنی آ رہا ہے۔ چنانچہ گھبرا گیا، لینے کے دینے پڑ گئے اس خوف سے کہ کہیں میں اس محاصرہ میں نہ آ جاؤں کہ جس سے چھٹکارا ممکن نہ ہو۔ ہرات کا محاصرہ اٹھا لیا اور عمر مرغنی سے صلح کر کے مرو آ گیا۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۵۹۸ھ کا ہے۔

خوارزم شاہ کی مرو سے پسپائی:......اس کے بعد شہاب الدین ہندوستان سے واپس آ کر غزنی پہنچا۔ خوارزم شاہ نے جتنی دست درازی خراسان میں کی تھی، کی اطلاع ملی تو فوجیں آراستہ کر کے غزنی سے بلخ آیا۔ بلخ سے خوارزم شاہ جنگ کے لیے بامیان پہنچا۔ جہاں اس کے گشتی دستے

❶......مرغن ملک غور کا ایک قصبہ ہے جہاں کے حسن رہنے والا تھے (مترجم)

سے خوارزم شاہ کی مرو میں مڈبھیڑ ہوگئی۔ دونوں حریف جی توڑ کر لڑے۔ جانبین کے بہت سے آدمی کام آ گئے۔ چنانچہ خوارزم شاہ [illegible] یا اور خوارزم کا راستہ اختیار کر لیا اور امیر سنجر (والی نیشاپور) کو اس الزام میں کہ اس نے غیاث الدین سے ساز باز کر لی ہے، قتل کر ڈالا۔

شہاب الدین کی ہرات واپسی:......خوارزم شاہ کی شکست کے بعد شہاب الدین طوس چلا گیا اور اس ارادے سے کہ ایام سرما گزر جانے پر خوارزم پر یلغار کی جائے، قیام کر دیا۔ اس دوران یہ خبر ملی کہ "غیاث الدین (اس کے بھائی) کا انتقال ہوگیا ہے" طوس سے ہرات واپس آ گیا۔ اور خوارزم پر حملہ کا ارادہ ترک کر دیا۔ مرو کی حکومت پر محمد بن خربک و مامور کیا۔

مرو پر خوارزمی فوج کا حملہ اور بدعہدی:......خوارزمی سرداروں کی ایک جماعت ۵۹۹ھ میں مرو پر حملہ آور ہوئی [1] محمد بن خربک نے ان پر شب خون مارا، گنتی کے چند لوگ زندہ بچ سکے، خوارزم شاہ کو اس کی خبر ملی تو غصہ سے کانپ اٹھا اور منصور ترکی کو ایک بڑی فوج کے ساتھ محمد بن خربک کو ہوش میں لانے کے غرض سے روانہ کیا۔ مرو سے دس کوس کے فاصلہ پر دونوں فوجوں نے صف آرائی کی، نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ چنانچہ خوارزمیوں نے غوری فوج کو شکست دے دی۔ چنانچہ وہ پسپا ہو کر مرو میں داخل ہوگئی اور شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے، خوارزمی لشکر نے محاصرہ کر لیا۔ پندرہ دن کے محاصرے اور جنگ کے بعد محصور غوریوں نے امن کی درخواست کی۔ اور خوارزمیوں نے امن دینے اور قتل نہ کرنیکا حلف اٹھایا۔ چنانچہ محصور غوریوں نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے مگر بدعہد خوارزمیوں نے سب کو مار ڈالا۔

شہاب الدین کی لاہور روانگی:......شہاب الدین کو اس خبر سے نہایت صدمہ ہوا مگر چارہ کار کچھ نہ تھا۔ خوارزم شاہ سے صلح کی بات چیت کی لیکن اسکا انجام کچھ نہ نکلا۔ پھر ہرات کی حکومت پر اپنے بھانجے بوغانی کو فیروز کوہ بلاد غور اور خراسان کے صوبوں کی حکومت پر ملک علاء الدین بن ابی علی غوری کو مامور کر کے ۵۹۹ھ میں غزنی واپس آ گیا۔ اور غزنی سے ہندوستان پر جہاد کرنے کی غرض سے لاہور روانہ ہو گیا۔

خوارزم شاہ کا ہرات پر حملہ:......شہاب الدین کی واپسی کے بعد خوارزم شاہ نے ۶۰۰ھ کے درمیان میں ہرات پر پھر فوج کشی کی۔ بوغانی شہاب الدین کے بھانجے نے مقابلے پر کمر باندھی۔ شعبان کے آخر تک محاصرے اور جنگ کا سلسلہ قائم اور جاری رہا۔ ایک بڑا گروہ دونوں جانب کا کام آ گیا۔ نامی گرامی سرداروں کی زندگی کا خاتمہ ہوگیا لیکن لڑائی کا سلسلہ کسی طرح ختم ہی نہیں ہو پا رہا۔

حسن بن حرمیل کا شاہ خوارزم کو دھوکا:......حسن بن حرمیل، خوزستان میں تھا جہاں پر اس کی جاگیر تھی۔ خوارزم شاہ کو دھوکہ اور فریب دینے کی غرض سے پیغام دیا کہ "آپ ایک دستہ فوج خراسان بھیج دیجئے، میں شہاب الدین کا خزانہ اور ہاتھی ان کے حوالہ کر دوں" خوارزم شاہ لالچ میں آ گیا اور ایک ہزار سوار جس میں نامی گرامی سردار تھے، خوزستان روانہ کر دیا۔ حسن بن حرمیل اور حسین بن محمد مرغنی نے غفلت کی حالت میں خوارزم شاہ کی بھیجی ہوئی فوج پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ گنتی کے چند زندہ بچ سکے۔ خوارزم شاہ کو اس کی خبر ملی تو خود کردہ پر بیحد پشیمان ہوا لیکن پشیمانی سے کچھ فائدہ نہ تھا۔

بوغانی اور شاہ خوارزم:......اس کے بعد بوغانی (والی ہرات) کے پاس پیغام بھیجا، اگر تم میری شاہی تسلیم کر لو تو میں تمھیں اور تمام اہل ہرات کو امان دیتا ہوں اور ابھی محاصرہ اٹھا کر چلا جاتا ہوں" مگر بوغانی نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس کے بعد اتفاق سے بوغانی بیمار ہوگیا۔ اس خوف سے کہ کہیں شدت مرض کی وجہ سے حریف کا مقابلہ نہ کر سکے اور حریف شہر پر قبضہ کر لے، خوارزم شاہ کی خدمت میں شرائط مذکورہ کی منظوری کا پیغام بھیجا اور خوارزم شاہ سے امان دینے کا حلف لے کر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ ہدایا و تحائف روانہ کیے اور خود نیازمندی و اطاعت کے اظہار کے لیے خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے سوار ہو کر چلا۔ مگر خوارزم شاہ کی خدمت میں پہنچنے نہ پایا تھا کہ داعی اجل پہنچ گیا اور اس نے جان بحق تسلیم کر دیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے محاصرہ اٹھا لیا اور منجنیقیں جلا کر سرخس چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔

---

[1] ......اصل کتاب میں جگہ خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۹۸) پر بھی یہ جگہ خالی تھی جسے ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۱۲ صفحہ ۱۸۰) سے تھوڑی تبدیلی کے ساتھ پر کیا ہے" عبارت یہ ہے چنانچہ شہاب الدین بھی لشکر لے کر نکلا اور محمد بن جربک نے ان پر شب خون مارا"۔

شہاب الدین، شاہ خوارزم کی جنگ:......جس وقت شہاب الدین کو اس کی اطلاع پہنچی کہ خوارزم شاہ نے ہرات کا محاصرہ کرلیا ہے اور اس کا گورنر ہرات امیر بوغانی جو اس کا بھانجہ تھا، مرگیا ہے تو ہندوستان سے لوٹ پڑا۔ اور کوچ و قیام کرتا خوارزم کی طرف روانہ ہوگیا۔ خوارزم شاہ، سرخس سے مرو آ گیا تھا اور مرو کے باہر قیام پذیر تھا۔ شہاب الدین کی آمد کی خبر پاکر نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے شہاب الدین کے پہنچنے سے پہلے خوارزم پہنچ گیا۔ اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کرلی خندقوں کو پانی سے بھردیا۔ اتنے میں شہاب الدین پہنچ گیا ہر طرف سے راستہ بند تھا، شہر کے اردگرد کی خندقوں میں پانی بھرا تھا، خوارزم تک پہنچنا دشوار تھا۔ لہٰذا راستہ کی درستی میں مصروف ہوگیا۔ چالیس دن ٹھہر کے راستہ درست کرتا تھا اور بڑی مشکل سے خوارزم پہنچا۔ ایک دوسرے سے بھڑ گیا، سخت لڑائی ہوئی، دونوں طرف سے ایک گروہ کثیر کام آ گیا۔ نامی گرامی سردار مارے گئے۔ حسن مرغنی غوری بھی اسی لڑائی میں مارا گیا۔ سرداران خوارزم کی ایک جماعت گرفتار ہوگئی۔ جس کو شہاب الدین نے قتل کرادیا۔

ترکان خطا کے حملے:......ادھر خوارزم شاہ نے ترکان خطا سے اس وقت ماوراءالنہر کے حکمران تھے، شہاب الدین کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ ترکان خطا نے غوری شہروں پر یلغار کردی۔ شہاب الدین کو اس کی خبر ملی تو خوارزم کا محاصرہ اٹھا کر ترکان خطا کی روک تھام کے لیے چلا۔ چنانچہ اندخوئی کے صحراء میں مڈبھیڑ ہوگئی۔ (یہ واقعہ اوائل ماہ صفر ۶۰۱ھ کا ہے) پہلی لڑائی میں شہاب الدین کو کامیابی ہوئی، بیشمار کفار مارے گئے، اور بہت سے لوگ قید کر لیے گئے۔

شہاب کی شکست اور موت کی افواہ:......دوسرے دن کی لڑائی میں شہاب الدین کا لشکر ترکان خطا سے مرعوب ہوکر بھاگ نکلا۔ شہاب الدین گنتی کے چند جان نثاروں کے ساتھ میدان جنگ میں لڑتا رہا۔ بالآخر یہ بھی کامیابی سے ناامید ہوکر اندخوئی میں داخل ہوگیا، ترکان خطا نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ شہاب الدین نے نامہ و پیام بھیج کر مصالحت کرلی، اور طالقان چلا گیا۔ اس وقت اس کے ساتھ صرف سات آدمی تھے، خزانہ، مال اور اسباب لٹ گیا تھا۔ اس واقعہ سے سارے ملک میں شہاب الدین کے مرنے کی خبر مشہور ہوگئی۔

حسن بن حرمیل اور شہاب الدین:......حسن بن حرمیل والی طالقان نے شہاب الدین کی وہی عزت کی جو اس کے شایان شان تھی اور اسی نیاز مندی سے ملا جیسا کہ اس کو ملنا چاہیئے تھا۔ ساری تکلیفیں دور کر کے کل ضروریات مہیا کردیں۔ شہاب الدین چند دن آرام کر کے غزنی روانہ ہوا۔ بوقت روانگی حسن بن حرمیل کو اس خیال سے کہ کہیں خوارزم شاہ سے مل جائے اور اسکا مطیع نہ ہوجائے اپنے ساتھ لے لیا اور امیر صاحب کا عہدہ عنایت کیا۔

غوری سلطنت میں ہنگامہ:......شہاب الدین کے مرنے کی خبر سے امراء اور غوری سرداروں میں بے حد اختلاف پیدا ہوگیا۔ مفسدہ پردازوں کی بن آئی اور چاروں طرف ایک ہنگامہ برپا ہوگیا جیسا کہ ہم اوپر غوری حکمرانوں کے حالات کے سلسلے میں تحریر کرآئے ہیں۔ شہاب الدین نے نہایت مستعدی اور مردانگی سے غزنی اور ہندوستانی کی مخالفتوں اور ہنگاموں کو فرو کیا اور خوارزم شاہ کی گوشمالی کی طرف دوبارہ متوجہ ہوگیا❶۔

شہاب الدین کی شکست کی وجہ:......ترکان خطا کے مقابلہ میں شہاب الدین کی شکست کا ایک سبب اور بھی تھا۔ جس کو ہم اوپر بیان کرچکے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جس وقت شہاب الدین خوارزم سے ترکوں کی سرکوبی کے لیے چلا، راستے میں ایک ایسا درہ پڑ گیا کہ جہاں پر پانی کا تو نام و نشان نہ تھا، یا

---

❶......منجملہ ان ہنگاموں کے جو شہاب الدین کے مرنے کی خبر مشہور ہونے سے رونما ہوئے تھے، ایک یہ تھا کہ تاج الدین (شہاب الدین کا زرخرید غلام) نے قلعہ غزنی کی طرف قدم بڑھایا، قلعہ دار نے مقابلہ کیا۔ چنانچہ پسپا ہوکر اپنے جائے قیام کی طرف واپس آ گیا اور لوٹ مار اور غارتگری شروع کردیا۔ شہاب الدین کو غزنی میں پہنچ کر تاج الدین کی دست درازی کی خبر ملی تو آگ بگولا ہوگیا، گرفتار کر کے قتل کا ارادہ کیا۔ مگر حسب خادموں نے سفارش کی تو بچ گیا۔ لیکن دوسرے مفسدوں کو چن چن کر قتل کردیا۔ دوسرا ہنگامہ قابل ذکر یہ تھا کہ ایک غلام جس کا نام ایبک بال تر تھا، معرکہ جنگ سے بچ کر ہندوستان پہنچا۔ اور ملتان میں داخل ہوکر سلطان شہاب الدین کے گورنر کو بحالت غفلت قتل کر کے شہر کا حاکم بن بیٹھا۔ اور یہ ظاہر کیا کہ "سلطان شہاب الدین معرکہ میں کام آ گیا اب میں بادشاہ ہوں"۔ چنانچہ شاہی مال و اسباب اور خزانہ پر قبضہ کرلیا۔ اور رعایا کے ساتھ بیحد مظالم کئے۔ عمر بن تیزان نامی ایک ملحد شخص اسکا مشیر تھا وہی ساری بدافعالیوں اور مظالم کا محرک تھا۔ شہاب الدین نے ہندوستان پہنچ کر ان لوگوں کا بھی استحصال کیا۔ یہ واقعہ جمادی الاخر ۶۰۱ھ کا ہے (دیکھیے تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ　مطبوعہ لیدن) (مترجم)

کہیں کہیں پر پانی تھا تو نہایت کم تھا۔ اس لیے شہاب الدین نے اپنی فوج کی متعدد ٹکڑیاں کر کے درہ سے روانہ کیا۔ ترکان خطا راستہ کی اہمیت سے واقف تھے۔ درے کے دوسرے سرے پر کھڑے ہوگئے، جیسے تیسے شہاب الدین کا لشکر متفرق طور پر آتا گیا، اسے موت کے گھاٹ اتارتے گئے۔ اور جو زندہ بچ جاتا وہ غزنی بھاگ جاتا تھا۔ لوٹ کر شہاب الدین کے پاس نہیں آسکتا تھا۔ لہٰذا ایک کو دوسرے کی خبر نہ ہوسکی۔

ترکان خطا سے صلح کی دلچسپ روداد:...... آخر میں شہاب الدین ساقہ کے ساتھ اس درے سے ہو کر گزرا، ترکان خطا بلائے ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑے۔ چار دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ شہاب الدین نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ پانچویں دن والی سمرقند نے جو مسلمان تھا، لیکن ترکان خطا کا مطیع تھا اور انہی کے لشکر میں تھا، پوشیدہ طور پر شہاب الدین کو پیغام دیا کہ ''جب تک ترکان خطا آپ سے مرعوب نہ ہوں گے جنگ سے باز نہیں آئیں گے۔ ان کو مرعوب کرنے کی یہ تدبیر کیجئے کہ اپنے لشکر کے ایک حصہ کو آج رات کسی طرف بھیج دیجئے، صبح کو سواران کے لشکر سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے میدان جنگ میں متعدد ٹکریوں کی صورت میں مختلف راستوں سے آجائیں۔ میں ان دشمنان اسلام کو یہ فریب دے دوں گا شہاب الدین کی کمک پر تازہ دم فوج آگئی ہے۔ اب تمھاری خیر نہیں ہے۔ مناسب یہ ہے کہ صلح کرلو' چنانچہ شہاب الدین نے ایسا ہی کیا اور والی سمرقند نے ترکان خطا کو دھمکایا، ڈرایا۔ چنانچہ ترکان خطا صلح پر راضی ہوگئے۔ پھر صلح ہوگئی۔ شہاب الدین کو اس ہوش ربا جانگداز واقعہ سے نجات مل گئی۔ یہ واقعہ ۶۰۱ھ کا ہے اس کے بعد ہی شہاب الدین کا انتقال ہوگیا۔

حسن بن حرمیل کی غداری:...... ہرات (خراسان) کا گورنر شہاب الدین غوری کی طرف سے حسن بن حرمیل تھا۔ جب شہاب الدین غوری ماہ رمضان ۶۰۲ھ میں شہید ہوگیا اور حکومت غیاث الدین محمود بن غیاث الدین (شہاب الدین کے بھائی) نے اپنے ہاتھ میں لی۔ بلاد غور یہ کو علاء الدین محمد بن ابوعلی کے قبضہ سے چھین لیا۔ حسن بن حرمیل ان واقعات سے مطلع ہوا۔ کمانڈروں اور روساء ہرات کی جن میں قاضی شہر بھی تھا، ایک مجلس بلائی۔ بظاہر ان لوگوں سے خوارزم شاہ کی مخالفت اور جنگ کی قسمیں لیں اور خفیہ طور پر خوارزم شاہ سے سازش کرلی۔ اور غوریوں کی روک تھام کی غرض سے خوارزمی لشکر بھیجنے کی درخواست کی، اور اپنے بیٹے کو بطور ضمانت خوارزم شاہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

حسن بن حرمیل پر غوری کا حملہ:...... چنانچہ خوارزم شاہ نے نیشاپور سے فوجیں ہرات روانہ کیں اور امیر لشکر کو ہدایت کی کہ حسن بن حرمیل کے اشارے اور حکم پر عمل کرنا، غیاث الدین محمود ان واقعات کے دوران حسن بن حرمیل کو اپنے علم حکومت کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے کو لکھ رہا تھا۔ چونکہ حسن بن حرمیل نے خوارزم شاہ سے سازش کرلی تھی۔ اس لیے بہانے کر کے ٹال رہا تھا۔ کسی ذریعہ سے اس سازش کی اطلاع غیاث الدین محمود کو ہوگئی۔ سنتے ہی آگ بگولا ہوگیا۔ حسن بن حرمیل کو ہوش میں لانے کے لیے فوج کشی کردی۔

حسن بن حرمیل کے مشورے:...... حسن بن حرمیل کو اس کی خبر ملی تو کمانڈروں اور رؤساء شہر نے مشورہ کیا ''علی ابن عبدالخالق مدرس نظامیہ ناظر اوقاف نے رائے دی کہ'' مناسب یہ ہے کہ آپ غیاث الدین محمود کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دیجئے، دھوکہ وفریب چھوڑ دیجئے'' مگر حسن بن حرمیل نے جواب دیا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ غیاث الدین محمود کوئی کاروائی میرے خلاف نہ کردے۔ لہٰذا آپ شاہی دربار میں حاضر ہو کر میری طرف سے بادشاہ سلامت کو اطمینان دلا دیجئے'' علی ابن عبدالخالق تو یہ چاہتا ہی تھا کہ کسی طرح ہرات سے نکل کر غیاث الدین محمد کے پاس چلا جائے۔ فوراً سامان سفر درست کر کے روانہ ہوگیا۔ غیاث الدین محمود کو اصل واقعہ سے مطلع کردیا۔

گورنر طالقان وغیرہ اور غیاث الدین:...... غیاث الدین محمود نے اپنے گورنر کو ''مرو'' بلوایا مگر گورنر نے حاضری میں توقف کیا۔ اس سے اہل مرو بگڑ گئے، اعلانیہ کہہ بیٹھے کہ اگر تم غیاث الدین محمود کی اطاعت سے باہر ہو رہے تھے تو ہم بھی تمھارے ساتھ نہیں ہیں۔ تمھیں غیاث الدین محمود کے حکم کی تعمیل کرنا لازم ہے، چنانچہ گورنر مرو بادل ناخواستہ دربار شاہی میں حاضر ہوگیا۔ غیاث الدین محمود نے خلعت عنایت کی، جاگیر دی۔ اس کے بعد گورنر طالقان ''امیران بن قیصر'' کو طلبی کا فرمان روانہ کیا، اس نے بھی حاضری سے انکار کردیا۔ چنانچہ غیاث الدین نے طالقان کی حکومت اپنے باپ کے غلام سونج ''امیر شکار'' کو عنایت کردی۔

حسن بن حرمیل کو خوارزم شاہ سے خطرہ:...... پھر حسن بن حرمیل کو قطع حجت کے خیال سے ابن زیاد کی معرفت خلعت روانہ کی۔ حکومت ہرات کی سند بھیجی، اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ حسن بن حرمیل، بہانے کر کے لشکر خوارزم شاہ کے انتظار میں ایام گزاری کرنے لگا۔ یہاں تک کہ خوارزم شاہ کا لشکر نیشاپور سے آ گیا۔ اس کے بعد ہی خوارزم شاہ بھی اپنے جاہ وحشم کے ساتھ پہنچ گیا اور بلخ سے چار کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈال کر جنگ شروع کر دی، حسن بن حرمیل کو خود کردہ پشیمانی ہوئی سمجھ لیا کہ خوارزم شاہ کی نیت اچھی نہیں ہے۔ حسن بن حرمیل بڑا چالاک اور سیاست داں تھا۔ کسی ذریعہ سے خوارزمی لشکر کو یہ باور کرایا کہ ''حسن بن حرمیل نے اسے ہرات کی گورنری پر بحال رکھا ہے'' لشکر خوارزم اپنا ڈیرہ خیمہ اٹھا کر خوارزم شاہ کے پاس چلا گیا۔ چنانچہ حسن بن حرمیل نے بہت سے ہدایا اور تحائف ہی لشکریوں کی معرفت خوارزم شاہ کی خدمت میں روانہ کیے۔

اہل ہدایا کی غیاث الدین کو دعوت:...... غیاث الدین محمود یہ خبر پا کر کہ خوارزم شاہ کا لشکر ہرات آ گیا ہے، حسن بن حرمیل کی جاگیریں، مال و اسباب اور خزانہ ضبط کر لیا۔ اس کے حمایتیوں اور سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، حسن بن حرمیل نے بھی اس بات کو محسوس کر کے کہ اہل ہرات کا میلان غیاث الدین محمود کی جانب ہے، بلوہ کے خوف سے غیاث الدین محمود کی اطاعت کا اظہار کیا۔ مگر اس کے باوجود جب اہل شہر کو یہ معلوم ہوا کہ غیاث الدین، حسن بن حرمیل سے ناراض ہے اور اس نے اس کی جاگیر، مال، اسباب اور خزانہ ضبط کر لیا ہے۔ متفق ہو کر غیاث الدین کی خدمت میں عرضداشت بھیجی اور شہر حوالہ کر دینے کا وعدہ کر لیا۔

حسن بن حرمیل کی دھوکہ بازی:...... حسن بن حرمیل اس سے اور نیز اپنی جاگیر وغیرہ ضبط ہو جانے کی خبر سے مطلع ہو کر روسائے شہر کو جمع کیا، خود کردہ پر پشیمانی ظاہر کی اور معافی مانگی اور یہ کہا کہ میں نے خوارزم شاہ کے لشکر کو واپس کر دیا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اظہار اطاعت کی غرض سے ایک خط سلطان غیاث الدین محمود کی خدمت میں روانہ کروں۔ تم لوگ بھی میرے بیان کی تصدیق میں ایک خط بھیج دو''۔ روسائے شہر نے اس رائے کو پسند کیا۔ جیسا کہ حسن بن حرمیل نے کہا خط لکھ کر حسن بن حرمیل کے'' قاصد کی معرفت روانہ کر دیا۔ حسن بن حرمیل نے قاصد کو در پردہ ہدایت کر دی تھی کہ تم فیروزہ کوہ کی جانب روانہ ہو۔ لیکن جب رات کی سیاہ چادر سے دن کی روشنی چھپ جائے تو دوسرے راستے سے نیشاپور چلا جانا اور خوارزم شاہ کے لشکر کو ہرات واپس لے آیا۔ چنانچہ قاصد نے ایسا ہی عملدر آمد کیا

خوارزم شاہ کا ہرات پر قبضہ:...... چوتھے دن قاصد اور خوارزم شاہ کا لشکر واپس آیا۔ حسن بن حرمیل نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ خوارزم شاہ کا لشکر نقارہ بجاتا شہر میں داخل ہو گیا۔

فقیہ ابن زیاد پر ظلم:...... حسن بن حرمیل نے ابن زیاد فقیہ کو جو غیاث الدین محمود کی ہوا خواہی میں زیادہ حصہ لے رہا تھا، گرفتار کر لیا۔ آنکھوں میں نیل کی سلائیں پھروادیں۔ قاضی صاعد کو شہر بدر کر دیا۔ حکومت غوری کے حامیوں کو جلاوطنی کی سزا دی۔ چنانچہ وہ پریشان ہو کر غیاث الدین محمود کی خدمت میں فیروزہ کوہ چلے گئے۔ اور شہر ہرات پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا۔

سابق والی طالقان کی غداری:...... غیاث الدین محمود کو ان واقعات کی خبر ملی فوراً ایک فوج بسر کردگی علی ابن ابوعلی، حسن بن حرمیل کی گوشمالی اور ہرات کو خوارزمی لشکر کے قبضہ سے نکال لینے کی غرض سے ہرات روانہ کی۔ امیر امیران (والی طالقان) بھی اس مہم میں تھا اور ہراول کا کمان افسر تھا۔ چونکہ غیاث الدین محمود نے اس کو معزول کر دیا تھا، اس لیے ناراض تھا۔ اس نے حسن بن حرمیل سے سازش کر لی اور مقابلہ کے وقت میدان جنگ چھوڑ دینے کا وعدہ کیا۔ حلف اٹھایا چنانچہ حسن بن حرمیل نے غیاث الدین محمود کے ہراول پر حملہ کیا۔ امیر امیران دو چار ہاتھ لڑ کر میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ اس کا فرار ہونا تھا کہ غوریوں کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ بہت سے کمانڈر لشکر گرفتار کر لیے گئے۔

خوارزم شاہ کی مزید کامیابیاں:...... اس ساری کامیابی کے بعد حسن بن حرمیل نے بادغیس وغیرہ جیسے مقبوضات غوریہ پر دست درازی شروع کی اور لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ غیاث الدین محمود، بنفس نفیس ہرات فتح کرنے پر تیار ہو گیا۔ لیکن غزنی کی مہم اور علاء الدین (والی بامیاں) کی پیش قدمی نے روک دیا اور خوارزم شاہ نے صوبہ ہرات پر بلخ تک قبضہ کر لیا۔

خوارزم شاہ نے غیاث الدین کی شکست کے بعد تمام غوری سرداروں کو جو زمانہ جنگ خوارزم میں گرفتار ہو گئے تھے، رہا کر دیا اور ان کو اختیار دیدیا۔ چاہیں تو خوارزم میں ٹھہریں اور اگر اپنی قوم وملک میں جانا چاہیں تو چلے جائیں، محمد بن بشیر کو جو غوریوں کا اہم شخص تھا خلعت دی۔ جاگیر دی، اس کے علاوہ دوسرے غوریوں کو کافی زادراہ اور مال واسباب عنایت کیا۔

بلخ پر حملہ:......اس کے بعد بلخ کی فتح کے لیے اپنے بھائی علی شاہ کو مامور کیا۔ عمر بن حسین غوری مقابلہ پر آیا اور مقابلے پر کمر باندھی، علی شاہ مجبوراً ہٹ گیا۔ بلخ سے چار کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالا اور اپنے بھائی خوارزم شاہ کو اس کی اطلاع کی اور امداد مانگی۔ چنانچہ خوارزم شاہ ماہ ذی الحجہ ۶۰۳ھ میں بلخ فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ بلخ پہنچ کر محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی۔ والی بلخ، بہاء الدین والی بامیاں کی اولاد کی امداد کے بھروسہ اور انتظار میں اپنے حریف سے مقابلہ کرتا رہا۔ چونکہ والی بامیان مہم غزنی میں مصروف تھا، اس لیے والی بلخ کی مدد نہ کر سکا۔ چالیس دن تک خوارزم شاہ محاصرہ کئے رہا لیکن ذرہ بھر بھی کامیابی نصیب نہ ہوئی۔

صلح کا پیغام اور والی بلخ سے صلح:......پھر اس نے محمد بن بشیر غوری کو عمر بن حسین غوری (والی بلخ) کے پاس پیغام صلح لے کر بھیجا۔ مال واسباب دینے کا وعدہ کیا، شرط یہ لگائی کہ ''ہماری بادشاہت تسلیم کر لو'' والی بلخ بڑے کلے ٹھلے کا تھا، ٹکا سا جواب دیدیا۔ خوارزم شاہ نے ہرات واپس جانے کا یہ عزم کیا۔ ہنوز روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ یہ خبر مشہور ہو گئی کہ بہاء الدین والی بامیاں کی اولاد کو جو غزنی کو سر کر کے گئی تھی، تاج الدین دز نے گرفتار کر لیا۔ خوارزم شاہ نے محمد بن بشیر غوری کو دوبارہ والی بلخ کے پاس بھیجا اور کہلوایا کہ جس کے بھروسہ پر تم پھول رہے تھے، وہ تو گرفتار ہو گیا ہے اب تمھارے لیے مناسب یہ ہے کہ تم میری بادشاہت تسلیم کر لو اور مطیع ہو جاؤ۔ چنانچہ والی بلخ نے بادل ناخواستہ خوارزم شاہ کے علم حکومت کے آگے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کیا اور خوارزمی دربار میں اظہار اطاعت کی غرض سے نیازمندانہ حاضر ہو گیا۔ خوارزم شاہ عزت واحترام سے پیش آیا اور خلعت دیکر بلخ کی حکومت پر بحال رکھا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۶۰۳ھ کا ہے۔

جور جان اور بلخ پر قبضہ:......اس کے بعد خوارزم شاہ نے جور جان پر یلغار کی، چنانچہ علی ابن ابوعلی نے شہر حوالہ کر دیا۔ چونکہ جور جان، ابن حرمیل کی جاگیر میں تھا اس لیے خوارزم شاہ نے اس کی حکومت ابن حرمیل کو عنایت کر دی۔ علی بن ابوعلی شہر حوالے کرنے کے بعد فیروز کوہ چلا گیا۔ غیاث الدین والی فیروز کوہ نے اس بزدلی اور پست ہمتی پر کہ علی بن ابوعلی نے بغیر کسی مزاحمت کے غنیم کو شہر حوالہ کر دیا۔ اس کے قتل کا حکم دیا۔ لیکن امراء وارا کین دولت کی سفارش سے علی ابن ابوعلی کی جان بچ گئی۔ ادھر خوارزم شاہ نے جور جان پر قبضہ کر کے عمر بن حسین والی بلخ سے بلوالیا۔ اور جب وہ خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا تو گرفتار کر کے پابز نجیر خوارزم روانہ کر دیا۔ اور خود بلخ پہنچ کر قابض ہو گیا۔ اور جعفر ترکی کو اپنا نائب مقرر کیا۔

خوارزم کا ترمذ پر قبضہ اور ترکان خطا کے حوالہ کرنا:......خوارزم شاہ نے بلخ پر قبضہ کر کے ترمذ کی طرف توجہ کی۔ ان فنوں عماد الدین (عمر بن حسین والی بلخ کا لڑکا) ترمذ پر حکمرانی کر رہا تھا۔ خوارزم شاہ نے محمد بن علی بن بشیر کو عماد الدین کے پاس بھیجا اور یہ کہلایا ''تمھارا باپ (عمر بن حسین) میرے خاص الخاص امراء میں داخل ہو گیا ہے۔ اسکا شمار میرے اکابرین دولت میں ہے۔ اس نے اپنی خوشی سے مجھے بلخ حوالے کیا ہے۔ میں نے اسے خوارزم کسی اور وجہ سے نہیں روانہ کیا۔ بلکہ اس سے میرا مقصود یہ ہے کہ اہل خوارزم پر بھی اس کی عزت وتوقیر کا اظہار ہو جائے۔ تم میرے بھائی ہو۔ ترمذ کی کیا حقیقت ہے میں تمھیں بہت بڑا صوبہ بطور جاگیر دوں گا۔ تم میرے پاس نیاز مندانہ حاضر تو ہو جاؤ''۔ والی ترمذ نے اس امر کو محسوس کر کے ایک طرف تو خوارزم شاہ محاصرہ کئے ہوئے ہے۔ دوسری جانب ترکان خطا کا ٹڈی دل لشکر پڑا ہے اور جو میرے حامی مددگار (بامیان کے حکمران) تھے، وہ غزنی میں قید ہو گئے ہیں امن کی درخواست کی اور خوارزم شاہ سے امن دینے کا حلف لے کر ترمذ حوالہ کر دیا۔ خوارزم شاہ نے ترکان خطا کو دیدیا۔ یہ سب اس وقت تک حالت کفر میں تھے۔

ترکان خطا کو ترمذ دینے کا راز:......خوارزم شاہ نے بظاہر یہ فعل نہایت قبیح کیا لیکن اس کے پردہ میں یہ راز چھپا تھا کہ ترمذ پر ترکان خطا کو قبضہ دیدینے سے ملک خراسان کا فتح کرنا آسان ہو جائے گا اور ملک خراسان فتح کرنے کے بعد ترکان خطا کو ان کے ملک سے باہر نکال دینا آسان ہو گا۔

چنانچہ پھر ایسا ہی ہوا اور اس وقت لوگوں پر عیاں ہو گیا کہ خوارزم شاہ نے ترکان خطا کو ترمذ مکر وفریب دینے کے لیے حوالہ کیا تھا (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم)

خوارزم شاہ کا طالقان پر قبضہ:......خوارزم شاہ نے ترمذ پر قبضہ حاصل کر کے طالقان کا رخ کیا۔ طالقان کی حکومت سونج امیر شکار کے قبضہ میں تھی، اور غیاث الدین محمود کا گورنر تھا۔ خوارزم شاہ نے اپنے علم حکومت کا مطیع ہونے کا پیغام بھیجا مگر سونج نے انکار میں جواب دیا۔ اور فوجیں مرتب کر کے میدان جنگ میں آ گیا۔ جسوقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا سونج گھوڑے سے اتر پڑا۔ آلات حرب پھینک دیئے، زمین بوسی کی رسم ادا کی۔ دست بستہ معافی کی درخواست کی۔ خوارزم شاہ یہ خیال کر کے کہ شاید سونج نشہ میں ہے، ذرہ بھر بھی متوجہ نہ ہوا اور طالقان میں داخل ہو کر جو کچھ مال و اسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے اپنے ایک ساتھی کو طالقان کا حکمران بنا دیا۔

قلعہ کالوین اور مہوار پر خوارزم کی ناکامی:......اس کے بعد خوارزم شاہ نے کالوین اور مہوار نامی قلعوں پر حملہ کیا۔ حسام الدین علی بن علی ان قلعوں کا حاکم ٹھونک کر مقابلہ پر آ گیا۔ لڑائی ہوئی تو خوارزم شاہ مجبوراً پیچھے ہٹ گیا۔ اور اس مہم سے دست کش ہو کر ہرات چلا گیا۔

خوارزم شاہ نے ہرات کے باہر پڑاؤ کیا۔ اتنے میں غیاث الدین کا ایلچی قیمتی قیمتی ہدایا وتحائف لے کر حاضر ہوا۔ اس سے لوگوں کو سخت تعجب ہوا۔

والی سجستان سے بات چیت میں ناکامی:......ابن حرمیل خوارزمی لشکر لے کر اسفرائن پہنچا اور ماہ صفر ۶۰۳ھ میں اسے امان وصلح کے ساتھ فتح کر لیا۔ حرب بن محمد بن ابراہیم والی سجستان کو خوارزم شاہ کی اطاعت وفرمانبرداری کا پیغام دیا (حرب بن محمد خلف کی اولاد سے تھا) ابن سبکتگین کے زمانہ حکومت میں سجستان کی حکومت اس کے قبضہ میں آئی تھی) حرب نے بہانے کر کے اسے ٹالنا شروع کیا مگر صاف جواب نہ دیا۔

قاضی صاعد اور خوارزم شاہ:......خوارزم شاہ کے زمانہ قیام ہرات میں قاضی صاعد بن فضل خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ اسے ابن حرمیل نے گذشتہ سال ہرات سے نکال دیا تھا۔ تو یہ غیاث الدین کی خدمت میں چلا گیا تھا۔ پھر ایک سال بعد واپس آیا۔ ابن حرمیل نے خوارزم شاہ سے جڑ دیا کہ یہ غوریوں سے ملا ہوا ہے اور رجعت پسندوں کا سربراہ ہے۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے گرفتار کر کے قلعہ زون میں قید کر دیا۔ اور صفی ابوبکر بن محمد سرخسی کو عہدہ قضا پر مقرر کیا۔ صفی ابوبکر بن محمد سرخسی ہرات کے عہدہ قضا پر قاضی صاعد اور اس کے بیٹوں کی طرف سے نائب کے طور پر مامور تھا۔

والی مازندران اور اس کا بھائی:......حسام الدین اردشیر (والی مازندران) کے انتقال پر اس کا بڑا بیٹا کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا۔ اپنے منجھلے بھائی کو نکال دیا۔ اس کو اس کے کچھ سمجھ میں نہ آیا تو سیدھا جرجان چلا گیا۔ جرجان میں ملک علی شاہ اپنے بھائی خوارزم شاہ بن تکش کی طرف سے حکومت کر رہا تھا۔ اس سے امداد کی درخواست کی اور اپنے بڑے بھائی کے مظالم کی شکایت کی۔ ملک علی شاہ نے اپنے بھائی خوارزم شاہ کو سارے واقعات لکھ کر بھیجے۔ خوارزم شاہ نے مازندران پر حملے کی اجازت دیدی۔

مازندران پر شاہ خوارزم کا قبضہ:......چنانچہ ملک علی شاہ ۶۰۳ھ میں جرجان سے مازندران کو فتح کرنے روانہ ہوا۔ اس زمانہ میں حسام الدین اردشیر کا بڑا بیٹا جس نے اپنے منجھلے بھائی کو نکال دیا تھا، مر گیا تھا اور اسکا چھوٹا بھائی مازندران پر حکومت کر رہا تھا۔ ملک علی شاہ کوچ وقیام کرتا مازندران پہنچا۔ والی مازندران کا منجھلا بھائی بھی ساتھ تھا۔ غارتگری کا بازار گرم ہو گیا۔ قصبے، دیہات اور شہر تاراج ہو گئے۔ موجودہ (والی مازندران) قلعہ کورہ میں قلعہ نشین ہو گیا۔ چنانچہ ملک علی شاہ نے سارے شہروں مثلاً ساریہ اور آمل وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ پھر ملک علی شاہ، جرجان واپس آ گیا اور والی مازندران کا منجھلا بیٹا قلعہ کورہ کے علاوہ پورے صوبہ مازندران پر خوارزم شاہ کے علم حکومت کے تحت حکومت کرنے لگا۔

ترکان خطا یعنی تاتاری گروہ:......ہم وہ واقعات کہ جن میں سلطان سنجر بن ملک شاہ کو شکست ہوئی تھی اور تاتاریوں نے ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا تھا، اوپر بیان کر چکے ہیں۔

ترکان خطا جنھیں اب ہم تاتاری کے نام سے یاد کریں گے، ایک بادیہ نشین خانہ بدوش گروپ تھا جو شہروں میں سکونت اختیار نہیں کرتا تھا۔ بلکہ جنگل اور کھلے میدانوں میں خیموں میں قیام کرتا تھا۔ خیموں کو یہ لوگ خرگاہ کہتے تھے۔ آتش پرستی ان کا مذہب تھا۔ یہ زیادہ تر اطراف اوزکند، بلاد

ساغون اور کاشغر میں رہتے تھے۔

سلطان سمرقند اور خوارزم شاہ کا رابطہ:......سلطان سمرقند و بخارا، حکمرانان خانیہ سے تھا جو آباؤ اجداد مذہب اسلام سے مشرف ہو چکے تھے، اور پرانے شاہی خاندان سے تھے۔ سلطان سمرقند و بخارا ''خان خاناں'' کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا جسکے معنی ''سلطان السلاطین'' کے ہیں۔ تاتاریوں نے ماوراءالنہر اور اکثر اسلامی علاقوں پر خراج مقرر کر دیا تھا، آئے دن ایک نہ ایک مصیبت مسلمانوں پر تاتاریوں کے ہاتھوں نازل ہوا کرتی تھی۔ سلطان سمرقند و بخارا کو یہ ناگوار گزرا۔ مسلمانوں کی ذلت اور اسلامی علاقوں پر تاتاری کافروں کا غلبہ وتصرف ناپسند ہوا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں پیام بھیجا۔ تاتاریوں کے مظالم کی فریاد کی۔ اس نے یہ وعدہ کیا کہ جتنا خراج تاتاریوں کو ان صوبوں سے ملتا ہے، اتنا ہی آپ کو دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ آپ کے ہی نام کا خطبہ پڑھا جائے گا اور سکہ بنے گا۔

شاہ خوارزم کا اطمینان اور تیاری:......اس بات کے اطمینان کے لیے آئندہ کسی قسم کا دھوکا نہ دیا جائے گا۔ سمرقند اور بخارا کے سلطان نے اپنے مشہور امراء، اور رؤساء کو خوارزم شاہ کی خدمت میں حلف اٹھانے اور بطور ضمانت اس کی خدمت میں بھیج دیا۔ خوارزم شاہ کو اس سے اطمینان ہو گیا اور فوج کو تیاری کا حکم دے دیا۔

انتظامیہ مملکت:......پھر اپنے ممالک مقبوضہ کا اس طور پر انتظام کیا کہ اپنے بھائی علی شاہ کو علاوہ جرجان کے طبرستان پر مامور کیا۔ امیر کزلک خان کو جو اس کا ماموں اور دولت خوارزمی کا ایک اہم ممبر تھا، نیشاپور کی حکومت عطا کی اور ایک بہت بڑی فوج اس کے لشکر میں متعین کی۔ امیر امین الدین ابوبکر کو شہر ❶ زوزن کی حفاظت پر مامور کیا (امیر امین الدین مزدوری کا پیشہ کرتا تھا، چلتا پرزہ ہوشیار تھا، ترقی کرتے کرتے گورنری کے عہدہ تک پہنچ گیا، ایسا وقار بڑھا کہ کرمان کا حکمران بن گیا تھا) امیر جلدک کو شہر جام کی حفاظت حوالے کی۔ ہرات کی حکومت پر حسن بن حرمیل کو بدستور رکھا۔ ایک ہزار جنگ جوؤں کو ہرات میں رہنے کا حکم دیا۔ مرو اور سرخس وغیرہ پر بھی ایک نائب مقرر کیا۔ غیاث الدین محمود سے صلح کر لی اور جتنے غوری اور کرمیسین کے علاقے اس کے قبضہ میں تھے، ان پر اس کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا۔

تاتاریوں سے جنگ اور خوارزم شاہ کی گرفتاری:......اس کے بعد اپنی فوج کو جمع کر کے خوارزم بھیجا۔ یہاں سے بھی ایک عظیم لشکر مرتب کر کے جیحون کو عبور کیا۔ سلطان سمرقند اور بخارا سے ملا اور اپنے ساتھ لے کر تاتاریوں پر حملہ کر دیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ مدتوں سلسلہ جنگ جاری و قائم رہا کبھی تاتاری غالب آجاتے تھے اور کبھی خوارزم شاہ کو کامیابی حاصل ہو جاتی تھی۔ آخر کار مسلمانوں کو شکست ہوگئی اور خوارزم شاہ کو تاتاریوں نے گرفتار کر لیا۔ لشکر اسلام پریشان ہو کر خوارزم واپس آ گیا۔

خوارزم شاہ کی موت کی افواہ اور حالات:......پھر یہ خبر مشہور ہوگئی کہ خوارزم شاہ میدان جنگ میں کام آ گیا۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ پورے ملک خراسان میں تلاطم پیدا ہو گیا۔ ہر ایک گورنر حکومت خود مختاری کا سودا سما گیا۔

کزلک خان والی نیشاپور ہرات کا محاصرہ کیئے ہوئے تھا، والی زوزن بھی محاصرے میں شریک تھا۔ اس نے یہ خبر سن کر محاصرہ اٹھا لیا اور اپنے اپنے مقبوضہ علاقوں میں واپس آ گئے۔ کزلک خان والی نیشاپور نے نیشاپور پہنچ کر نیشاپور کی شہر پناہ درست کرائی، کثرت سے فوجیں فراہم کیں، غلہ، سامان خورد و نوش اور آلات حرب بھی جمع کر کے خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا۔ ملک علی شاہ خوارزم شاہ کا بھائی طبرستان میں تھا۔ اس کا دماغ بھی آسمان پر چڑھ گیا۔ اس نے خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ موقوف کر کے اپنے نام کو خطبہ میں داخل کر لیا اور بادشاہ بن بیٹھا۔

شاہ خوارزم کی رہائی کا دلچسپ واقعہ:......جس وقت تاتاریوں نے خوارزم شاہ کو گرفتار کیا تھا اس کے ساتھ ایک امیر کبیر ابن مسعود نامی بھی گرفتار ہو گیا تھا۔ ابن مسعود نے خوارزم شاہ کی قید خانہ سے چھٹکارے کی یہ صورت نکالی کہ اس نے خود کو سلطان خوارزم شاہ ظاہر کیا اور خوارزم شاہ کو اپنا خادم۔ وہ

---

❶ (تاریخ الکامل جلد ۱۲ صفحہ ۲۶۰) پر بھی شہر ہی کا ذکر ہے جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۰۲) پر قلعہ زوزن لکھا ہے۔

تاتاری جس نے ان دونوں کو گرفتار کیا تھا، اس دھوکا میں آ گیا۔ چنانچہ ابن مسعود کو سلطان خوارزم شاہ سمجھ کر شاہی اعزاز سے پیش آنے لگا۔ چند دنوں کے بعد ابن مسعود نے جو سلطان خوارزم شاہ بنا ہوا تھا، تاتاری سے کہا "خرچ کی تنگی ہے، تمھارا ہاتھ بھی خالی ہے اگر تم اجازت دو تو میں اپنے خادم کو خوارزم بھیجوں" اپنی خیریت سے اپنے اہل وعیال کو مطلع کر دوں اور روپیہ منگوا کر تمھیں بھی دوں۔ اور خود بھی روزانہ کی فاقہ مستی سے نجات حاصل کروں"۔ تاتاری اس چکمہ میں آ گیا اور اس نے اجازت دیدی۔ ابن مسعود نے ایک خط لکھ کر خوارزم شاہ کو دیا جو خادم بنا ہوا تھا اور خوارزم روانہ کر دیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا خوارزم شاہ، خوارزم پہنچ گیا۔ چنانچہ اہل خوارزم نے بے حد خوشی منائی سارے ملک میں خوارزم شاہ کے آنے کا ڈھنڈورا پٹ گیا۔

موقع پرستوں کا فرار اور شاہ خوارزم کا دورہ:......ارا کین حکومت نے خوارزم شاہ کو جو کچھ اس کے بھائی علی شاہ نے طبرستان میں اور کزلک خان نے نیشاپور میں کیا تھا، اس کی اطلاع دی۔ ان دونوں کو بھی خورازم شاہ کی قید تاتار سے نجات پانے اور بخیریت خوارزم پہنچنے کی خبر مل گئی۔ چنانچہ پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ کزلک خان تو عراق چلا گیا اور علی شاہ نے غیاث الدین محمود کی خدمت میں جا کر پناہ لی۔ غیاث الدین محمود نے عزت واحترام سے ٹھہرایا۔

پھر خوارزم شاہ نے نیشاپور کی اصلاح کی جانب توجہ کی۔ خوارزم سے نیشاپور پہنچا شہر کی حالت پر نظر کر کے اپنی طرف سے ایک گورنر مقرر کیا۔ اس کے بعد ہرات گیا۔ اسوقت تک اسکا لشکر ہرات کا محاصرہ کیئے ہوئے تھا۔ اس نے کمانڈروں کو اس حسن خدمت پر کہ وہ گذشتہ واقعات سے متاثر نہیں ہوئے اور نہ ان میں کسی قسم کی تبدیلی واقع ہوئی، انعامات دیئے۔ یہ واقعات ۶۰۴ھ کے ہیں۔

ابن حرمیل سے شاہ خوارزم کی ناراضگی:......خوارزم شاہ کا لشکر (جو ہرات میں ابن حرمیل کے پاس تھا) طرح طرح کی زیادتیاں کرنے لگا۔ ابن حرمیل کو ان کے یہ افعال پسند نہ آئے۔ چنانچہ جس وقت خوارزم شاہ دریائے جیحوں عبور کر کے تاتاریوں سے جنگ کرنے گیا۔ ابن حرمیل نے خوارزم شاہ کے پورے لشکر کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اور خوارزم شاہ کی خدمت میں ان کے برے افعال وکردار کی شکایت لکھی۔ اور معذرت کی مگر خوارزم شاہ کو ابن حرمیل کا یہ فعل ناگوار گذرا۔ مصلحت وقت کے خیال سے ابن حرمیل کو لکھ بھیجا" وہ کچھ تم نے کیا مناسب کیا اب تم میری فوج کو میرے پاس بھیج دو، مجھے تاتاریوں کے مقابلہ میں اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ بجائے اس کے میں امیر جلدک بن طغرل والی جام کو تمھاری امداد پر جانے کے لیے لکھ رہا ہوں۔ امید ہے کہ عنقریب وہ تمھارے پاس پہنچ جائے گا۔ ادھر خفیہ طور پر امیر جلدک کو ہدایت کی کہ جس طرح سے ممکن ہو ابن حرمیل نمک حرام کو گرفتار کر کے ہرات پر قبضہ کرلو۔

ابن حرمیل کی گرفتاری:......چنانچہ امیر جلدک دو ہزار سواروں کے ساتھ ہرات روانہ ہوا۔ ہرات کی امارت پر امیر جلدک کے دانت تو پہلے سے ہی لگے تھے، اسکا نائب سلطان سنجر کے عہد حکومت میں ہرات کا حاکم رہ چکا تھا، کوچ و قیام کرتا ہرات کے قریب پہنچا۔ ابن حرمیل نے روساء اور امراء ہرات کو استقبال کا حکم دیا۔ اور خود ان کے پیچھے استقبال کے لیے روانہ ہوا۔ وزیر السلطنت خواجہ صاحب نے ابن حرمیل کے اس فعل کی مخالفت کی۔ مگر ابن حرمیل نے کچھ توجہ نہ کی۔ جیسے ہی ابن حرمیل اور جلدک آمنے سامنے ہوئے ابن حرمیل آداب بجالانے کے لیے گھوڑے سے اترا تو امیر جلدک کے سپاہیوں نے فوراً ابن حرمیل کو گھیر لیا، ابن حرمیل کا لشکر بھاگ نکلا۔ امیر جلدک کے سپاہویں نے ابن حرمیل کو گرفتار کرلیا۔

امیر جلدک کے ہاتھوں ابن حرمیل کا ذبح ہونا:......ابن حرمیل کا لشکر شہر میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گیا۔ وزیر اسلطنت خواجہ صاحب نے شہر پناہ کے دروازے بند کرا دیئے۔ اور غیاث الدین محمود کی شاہی علم حکومت کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ امیر جلدک نے محاصرہ کرلیا اور وزیر السلطنت کو شہر حوالے نہ کرنے کی صورت میں ابن حرمیل کو مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ مگر وزیر نے شہر حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ تو امیر جلدک نے ابن حرمیل کو پیش کیا۔ ابن حرمیل نے وزیر سے شہر حوالہ کرنے کو کہا مگر وزیر نے ابن حرمیل اور امیر جلدک کو گالیاں دیں اور برا بھلا کہا۔ امیر جلدک نے جھلا کر ابن حرمیل کو اس کے سامنے ذبح کر دیا۔

ہرات کے لیے کمک کی روانگی:......پھر اس نے خوارزم شاہ کی خدمت میں اس کی اطلاع دی۔ خوارزم شاہ نے کزلک خان نائب السلطنت

نیشاپور اور امین الدین ابوبکر نائب حکومت زوزن کو امیر جلدک کی کمک اور محاصرہ ہرات پر روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ دس ہزار فوج کے ساتھ تزلک خان اور امین الدین ابوبکر روانہ ہوئے، اور ہرات کا محاصرہ کر لیا۔ اسی دوران جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ خوارزم شاہ کو تاتاریوں کے مقابلے میں شکست ہوئی اور اسے گرفتار کر لیا گیا۔ کچھ عرصے تاتاریوں کی قید میں رہا۔ پھر اس سے کسی طرح نجات پا کر خوارزم پہنچ گیا۔ پھر خوارزم سے نیشاپور پہنچا۔ نیشاپور سے نکل کر اس فوج میں پہنچا جو ہرات کا محاصرہ کئے ہوئے تھی۔ کمانڈروں کو انعامات دیئے اور ان کی ثابت قدمی کی قدر کی۔

ہرات پر شاہ خوارزم کا قبضہ:..... وزیر خواجہ اس وقت تک ہرات میں قلعہ بند تھا۔ چونکہ وزیر خواجہ خوارزم شاہ کے کمانڈروں سے برابر یہ کہتا آتا تھا کہ جس وقت خوارزم شاہ آ جائیں گے، میں بلا تامل شہر خالی کر دوں گا۔ اس بناء پر خوارزم شاہ نے وزیر کو شہر حوالہ کرنے کا پیغام دیا، مگر وزیر خواجہ نے سختی سے انکار میں جواب دیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے محاصرہ میں سختی کی۔ اہل شہر شدت اور طویل محاصرے سے تنگ آ گئے تھے۔ آپس میں اس مصیبت سے نجات پانے کے بارے میں بات چیت کرنے لگے، اس کی خبر وزیر خواجہ کو مل گئی۔ چنانچہ ایک دستہ فوج کا بھیج دیا جس سے اس جماعت کے سرداروں کو گرفتار کر لیا۔ اس سے شہر میں ہلڑ مچ گیا، تمام شہر میں فتنہ وفساد برپا ہو گیا۔ وزیر خواجہ فتنہ وفساد فرو کرنے میں مصروف ہو گیا۔ ادھر اہل شہر نے خوارزم شاہ کو اس سے مطلع کر دیا۔ خوارزم شاہ نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیدیا۔ اتنے میں اہل شہر نے شہر پناہ کا دروازہ کھولدیا خوارزمی لشکر شہر میں گھس گیا۔ جنگ و جدال کا بازار گرم ہو گیا۔ شاہ خوارزم نے شہر پر قبضہ کر لیا۔

وزیر خواجہ کا قتل:..... پھر وزیر خواجہ کو پابزنجیر خوارزم شاہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ خوارزم شاہ نے قتل کا حکم دیدی۔ چنانچہ مارڈالا گیا۔ یہ واقعہ ۶۰۵ھ کا ہے۔ پھر ہرات کی حکومت پر اپنے ماموں امیر ملک کو مقرر کر کے خوارزم واپس آ گیا۔ ہرات کے فتح ہونے سے سارا خراسان قبضہ میں آ گیا۔

خوارزم شاہ کا فیروزکوہ اور بلاد خرسان پر قبضہ:..... خوارزم شاہ نے خوارزم پہنچ کر اپنے ماموں امیر ملک گورنر ہرات کو فیروزکوہ ''سلاطین غوریہ کے دارالحکومت'' کو فتح کرنے کا فرمان بھیجا۔ اس وقت فیروزکوہ کے تخت حکومت پر غیاث الدین محمود بن غیاث الدین رونق افروز تھا۔ خوارزم شاہ کا بھائی علی شاہ بھی فیروزکوہ میں غیاث الدین محمود کے یہاں پناہ گزین اور مقیم تھا۔ چنانچہ امیر ملک بڑی فوج لے کر فیروزکوہ روانہ ہو گیا۔ غیاث الدین محمود اس کی آمد کی خبر پا کر گھبرا گیا۔ فوراً اظہار اطاعت کی غرض سے امیر ملک کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا اور امان کی درخواست کی۔ چنانچہ امیر ملک نے درخواست منظور کر لی۔ پھر غیاث الدین محمود اور علی شاہ امیر ملک سے ملنے آئے تو امیر ملک نے دونوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۰۵ھ کا ہے۔

فیروزکوہ فتح ہو جانے سے خوارزم شاہ محمد بن تکش کا پورے خراسان پر قبضہ ہو گیا۔ اور سلطنت وحکومت غوریہ کا سلسلہ حکومت منقطع ہو گیا۔ سلاطین غوریہ کی حکومت کا بڑی اور بہترین حکومتوں میں شمار تھا (واللہ تعالیٰ ولی التوفیق)

تاتاریوں پر حملہ اور فتح:..... خراسان کے نظم ونسق سے فارغ ہو کر خوارزم شاہ نے تاتاریوں سے بدلہ لینے کا تہیہ کر کے فوجیں جمع کیں۔ اپنے ہمدرد، معاون اور سمرقند و بخارا کے والیوں کو ساتھ لے کر دریائے جیحوں عبور کیا۔ تاتاریوں کا ٹڈی دل بھی مقابلہ پر آیا۔ اس وقت تاتاریوں کا بادشاہ طانیکوہ نامی ایک شخص تھا۔ سو برس یا کم وبیش اس کی عمر تھی۔ نہایت تجربہ کار، جنگ آزمودہ زم وگرم زمانہ شناس اور ہر لڑائی میں کامیاب شخص تھا۔ ۶۰۶ھ میں دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ متعدد ایسی لڑائیاں ہوئیں جس کی نظیر صفحہ تواریخ میں نظر نہیں آتی۔ بالآخر تاتاریوں کو شکست ہو گئی۔ ایک بڑا گروہ میدان جنگ میں کام آ گیا، بیشمار گرفتار کر لیے گئے۔ تاتاریوں کا بادشاہ بھی پکڑ لیا گیا۔ خوارزم شاہ نے اس کی بیحد عزت کی اور اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔

اوزکند کی فتح:..... چنانچہ جنگ کے بعد خوارزم شاہ نے طانیکوہ ''تاتاری بادشاہ'' کو خوارزم روانہ کر دیا۔ اور خود ماوراءالنہر کی طرف دریا کی طرف بڑھا۔ یکے بعد دیگرے شہروں کو فتح کرتا ہوا اوزکند تک پہنچ گیا۔ پھر اوزکند میں اپنی طرف سے ایک شخص کو حکمران مقرر کر کے خوارزم واپس آ گیا۔

خوارزم پہنچ کر والی سمرقند سے اپنی بہن کا عقد کر دیا اور اسے عزت واحترام سے سمرقند واپس جانے کی اجازت دی۔ اور جیسا کہ سمرقند میں تاتاریوں کے زمانہ میں تاتاریوں کی طرف سے ایک سیاسی افسر رہتا تھا، اسی طرح اپنی طرف سے ایک افسر مقرر کر دیا (واللہ یوید بنصرہ من یشاء)

والی سمرقند کی بغاوت:..... والی سمرقند نے اپنے دارالحکومت واپس آ کر ایک سال تک نہایت وفاشعاری سے زندگی بسر کی۔ خوارزم شاہ کا سیاسی

افسر اپنی فوج کے ساتھ سمرقند میں آزادی سے رہا۔ ایک سال کے بعد والی سمرقند کو خوارزمیوں کی ہر ادا ناپسند آنے لگی۔ ان کی ہر بات ناگوار گزرنے لگی۔ چنانچہ اپنے فوجیوں اور رعایا کو خوارزمیوں کے قتل کا حکم دیا۔ چاروں طرف سے ماردھاڑ شروع ہوگئی۔ نہایت کم عرصے میں خوارزمیوں کے وجود سے سمرقند پاک وصاف ہوگیا۔ والی سمرقند نے اسی پر اکتفا نہیں کیا، کمبخت اپنی بیوی (خوارزم شاہ کی بہن) کے قتل کے ارادے سے محل میں گھس گیا۔ اس غریب نے دروازہ بند کرلیا اور خوشامد کی، رحم اور جان بخشی کی درخواست کی۔ چنانچہ والی سمرقند کو رحم آ گیا تو اسے چھوڑ دیا۔ ان زیادتیوں سے فارغ ہوکر بادشاہ تاتار کی خدمت میں اطاعت وفرمانبرداری کا پیغام بھیجا اور اعانت اور امداد کی درخواست کی۔

خوارزم کا سمرقند پر قبضہ:......ان واقعات کی اطلاع خوارزم شاہ کو ملی تو آگ بگولہ ہوگیا۔ حکم دیدیا کہ جتنے بھی سمرقند والے حکومت خوارزم کی حدود میں ہیں، قتل کردیئے جائیں۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر اس حکم کو منسوخ کردیا اور فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے فوجیں روانہ کیں۔ سب سے آخر میں خود روانہ ہوا۔ اور دریائے جیحوں عبور کیا اور سمرقند پہنچ کر چاروں طرف سے گھیر کر جنگ شروع کردی۔ والی سمرقند شہر چھوڑ کر قلعہ نشین ہو گیا۔ شہر پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہوگیا، قتل وغارت کا بازار گرم ہوگیا۔ تین دن تک قتل عام ہوتا رہا۔ تقریباً دو لاکھ افراد مارے گئے اس کے بعد خوارزم شاہ نے قلعہ کا محاصرہ کرکے اسے بھی بزور تیغ فتح کرلیا۔

والی سمرقند اور حکمرانان خانیہ کا اختتام:......پھر والی سمرقند کو اس کے چند اعزہ واقارب سمیت قتل کردیا گیا۔ اس کے مارے جانے سے ملوک خانیہ کے آثار صفحۂ دنیا سے نیست ونابود ہوگئے (واللہ ولی النصر بمنہ وفضلہ)۔

خوارزم شاہ نے سمرقند اور اس کا قلعہ فتح ہونے کے بعد اپنے گورنروں کو پورے صوبہ ماوراء النہر کے شہروں پر مامور کیا اور کامیابی کے ساتھ خوارزم واپس آ گیا۔

تاتاریوں کا ایک گروپ:......ہم اوپر بیان کرچکے ہیں کہ ترکوں کا ایک گروہ بلاد ترکستان اور کاشغر چلا گیا تھا اور وہ لوگ ماوراء النہر میں پھیل گئے تھے۔ اور ملوک خانیہ والیان ترکستان کی فوجی خدمت کو اپنے اعزاز کا باعث سمجھتے تھے۔ ارسلان خان محمد بن سلیمان'' بادشاہ ترکستان نے انھیں اپنے سرحدی بلاد علاقوں جو کہ ملک چین سے متصل تھے'' کی حفاظت پر مامور کررکھا تھا۔ انہی مقامات پر ان کی جاگیریں بھی تھی، اس کے علاوہ ان کے وظائف اور تنخواہیں بھی مقرر تھیں۔ اگر ان سے کوئی غلطی، فروگذاشت یا امن عامہ میں خلل واقع ہوجاتا تھا تو ارسلان خان ان پر عتاب کرتا، سزائیں دیتا اور لڑکر ان کو زیر کرتا تھا۔ لیکن چند دنوں کے بعد ترکوں کو ملوک خانیہ کے حدود مملکت میں رہنا ناپسند ہوگیا۔ غلامی کی زندگی سے نفرت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ اس کے ملک کو چھوڑ کر دوسرے ملک کی تلاش میں نکل پڑے۔ چنانچہ بلاساغون میں جاکر قیام اختیار کیا۔

تاتاریوں کا ماوراء النہر پر قبضہ:......کوخان'' بادشاہ اعظم،، ترک نے چین سے ۵۲۲ھ میں خروج کیا۔ تاتاریوں کا یہ گروہ اس کے ساتھ مل گیا۔ خان محمود بن محمد بن سلیمان بن داؤد بقراخان (سلطان سنجر کا بادشاہ) مقابلہ پر آ گیا۔ لڑائی ہوئی تو کوخان نے اس کو شکست دی۔ خان محمد نے اپنے ماموں سلطان سنجر سے کوخان کی زیادتیوں کی شکایت کی اور امداد مانگی۔ چنانچہ سلطان سنجر نے خراسان کے حکمرانوں اور عساکر اسلامیہ کو لےکر دریائے جیحون عبور کیا۔ ماہ صفر ۵۳۳ھ میں بادشاہ چین کوخان اور اس کے ساتھی تاتاریوں کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ جس میں ان لوگوں نے سلطان سنجر کو شکست دےدی۔ سلطان سنجر کی بیگم گرفتار ہوگئی۔ چنانچہ کوخان نے اسے عزت واحترام سے سلطان سنجر کے پاس بھیج دیا۔ چینی ترکوں نے اس جنگ کے بعد ماوراء النہر پر قبضہ کرلیا۔

کوخان کی بیوی اور بیٹا:......اس کے بعد کوخان بادشاہ چین مرگیا۔ اور اس کی بیٹی تخت نشین ہوئی۔ زیادہ دن نہ گذرنے پائے تھے کہ مرگئی پھر اس کی ماں (زوجہ کوخان) اور اس کا بیٹا محمد تخت حکومت پر رونق افروز ہوئے۔ اس وقت سے ماوراء النہر انہی کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تکش نے ان سے چھین لیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کرچکے ہیں۔

تاتاریوں پر عظیم مصیبت:......اس واقعہ سے پہلے ایک عظیم واقعہ پیش آیا تھا جس میں تاتاریوں کی قوت اور جماعت فنا ہوگئی اور وہ یہ ہے کہ انہی

تاتاریوں کا ایک گروپ ترکستان کے آخری حدود چین میں جا کر آباد ہو گیا تھا۔ اس گروہ کا سردار کشلی خاں نامی ایک شخص تھا۔ اس گروہ کی ان تاتاریوں سے جنھیں بمقابلہ خوارزم شاہ شکست ہوئی تھی پڑوس کی وجہ سے جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہے عداوت اور دشمنی چلی آ رہی تھی۔ جب کشلی خان اور اس کے گروہ کو تاتاریوں کی شکست کی اطلاع ملی تو اپنی پرانی دشمنی نکالنے اور پرانے دشمن کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کے لئے فوجیں فراہم کیں اور طوفان کی طرح بد بخت تاتاریوں کو زیر کرنے بڑھا۔ ادھر تاتاریوں نے خوارزم شاہ کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ معافی کی درخواست کی اور یہ پیغام بھیجا کہ ''اگر آپ ہماری مدد سے ذرا بھی پہلوتہی کریں تو ہم لوگوں کا نام ونشان صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا، لھذا اس سے پہلے وہ ہمارے سروں پر پہنچ کر ہمیں زیر وزبر کریں آپ ہماری مدد کے لئے تیار ہو جائیں''۔ ادھر کشلی خان بادشاہ ترک نے بھی خط بھیجا ''کہ آپ ہم دونوں میں سے کسی کی مدد نہ کریں۔ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ہماری اور آپ کی صلح رہے گی آپ ہم کو تاتاریوں سے نبٹ لینے دیں''، خوارزم شاہ نے دونوں فریق کو ایسا جواب دیا کہ دونوں فریق کو خوارزم شاہ کی طرف سے اطمینان ہو گیا۔ خوارزم شاہ اپنی فوجیں لئے رزمگاہ سے تھوڑے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالے رہا اور ایسا رویہ اختیار کیا کہ دونوں فریق آخر تک یہی سمجھتے رہے کہ خوارزم شاہ ہماری کمک پر آیا ہے۔ قصہ مختصر ترکوں اور تاتاریوں میں چھڑ گئی تاتاریوں کو شکست ہوئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ ترکوں نے قتل اور گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ خوارزم شاہ جو اسی وقت کا منتظر تھا، ترکوں کے ساتھ مل کر تاتاریوں پر ٹوٹ پڑا۔ جماعت کی جماعت کام آ گئی گنتی کے چند لوگ زندہ بچ سکے۔

کشلی خان اور خوارزم شاہ:...... کامیابی کے بعد خوارزم شاہ نے کشلی خان بادشاہ ترک کے پاس سفیر بھیجا۔ اور یہ ظاہر کیا کہ میری ہی امداد سے تمھیں تاتاریوں کے مقابلہ میں کامیابی ہوئی ہے۔ کشلی خاں نے اس کا اعتراف کیا اور شکر گذار ہوا، چنانچہ مدتوں دونوں میں مراسم اتحاد قائم رہے۔ ایک مدت کے بعد خوارزم شاہ اور کشلی خاں کا تاتاریوں کے شہروں اور مال واسباب کی تقسیم پر جھگڑا ہو گیا۔ خوارزم شاہ اپنی کمزوری کو محسوس کر کے جنگ سے پہلوتہی کرتا تھا مگر موقع پا کر چوکتا نہ تھا اور کشلی خاں خوارزم شاہ کو ملامت کرتا اور بار بار یہی لکھتا تھا کہ یہ کام بادشاہوں کا نہیں ہے۔ چوروں اور بزدلوں کا کام ہے۔ بادشاہت کا دعویٰ ہے تو مقابلہ پر آؤ۔ خوارزم شاہ اس تاؤ میں نہیں آتا اور موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔

مختلف علاقوں سے جبری نقل مکانی:...... اسی دوران کشلی خاں نے کاشغر، بلاد ترکستان اور ساغون پر قبضہ کر لیا۔ کشلی خاں کی بڑھتی ہوئی قوت سے خوارزم شاہ کو خطرہ پیدا ہو گیا۔ لہٰذا اس خیال سے کہ ساش، فرغانہ، کاشان اور اسفیجاب پر بھی کشلی خاں قابض نہ ہو جائے، انہیں ویران کر دیا۔ اور وہاں کے رہنے والوں کو اسلامی علاقوں میں آباد کر دیا۔ اس زمانہ میں یہ مقامات عمدہ ترین علاقوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ آباد سرسبز اور خوش منظر تھے۔ اللہ تعالیٰ کے شہروں میں ان سے زیادہ اچھا کوئی شہر نہ تھا۔

مغل چنگیز خان:...... اس کے بعد ترکوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ان میں سے ایک گروہ کشلی خاں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ جو مغل کے نام سے مشہور تھا۔ اس گروہ کا سردار چنگیز خان تھا۔ چنگیز خان ان سے لڑائیوں میں مصروف ہو گیا اور نہر عبور کر کے خراسان چلا گیا اور خوارزم شاہ کو اس کے حال پر چھوڑ گیا یہاں تک کہ اس کے واقعات جو کچھ ہوئے ان کو ہم آگے بیان کرینگے (واللہ تعالیٰ اعلم)۔

امیر ابوبکر تاج الدین:...... ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ خوارزم شاہ محمد بن تکش کے باپ کے امراء میں سے ایک امیر ابوبکر تھا جسے تاج الدین کے لقب سے یاد کرتے تھے [1] (اور جس نے کرمان فتح کیا تھا) ابتداً یہ بہت غریب آدمی تھا، اونٹوں کی حفاظت اور چرانے پر مامور تھا۔ قسمت نے یاوری کی تھی تو خوارزم شاہ کی خدمت تک پہنچ گیا۔ چلتا پرزہ اور ہوشیار شخص تھا۔ ترقی کر کے سروان ہو گیا (سروان اس زمانہ میں پیشوائے مجاہدین کو کہتے تھے) نہایت کفایت شعار اور منتظم تھا خوارزم شاہ نے امارات کے عہدے سے سرفراز کر کے قلعہ زوزن کا حاکم بنا دیا۔

کرمان پر حکومت کی خواہش اور قبضہ:...... ایک مرتبہ اس نے خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ''کرمان کا علاقہ میرے مقبوضہ قلعے سے ملا ہوا ہے، اگر حضور والا میری اعانت پر آمادہ ہوں اور تھوڑی سی فوج میری موجودہ فوج پر اضافہ فرما دیں تو یہ خانہ زاد نہایت کم مدت میں مکران

[1] ...... یہ ہمارے پاس جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷،۶) پر لکھنے سے رہ گیا تھا جس کا اضافہ ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۳) سے کیا ہے۔

پر قبضہ کر لے گا‘‘۔ خوارزم شاہ نے اس کی درخواست کو قبول کر لیا اور ایک فوج اس کے ساتھ ۶۱۲ھ میں کرمان روانہ کر دی۔

ان دنوں کرمان کا والی ’’محمد بن ❶ حرب ابوالفضل‘‘ تھا جو سنجر کے عہد حکومت میں سجستان کا گورنر رہا تھا۔ ابوبکر تاج الدین نے پہنچتے ہی نہایت کم مدت میں کرمان کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد کرمان کے اطراف کو رفتہ رفتہ فتح کر کے اپنا دائرہ حکومت سندھ تک بڑھا لیا۔

ہرمز کی فتح:...... سندھ فتح ہونے کے بعد ملک فارس کے شہروں میں سے شہر ہرمز پر جو کہ بحر فارس کے ساحل پر واقعہ ہے حملہ کیا۔ شہر ہرمز کے والی کا نام ملنک تھا۔ ملنک نے اطاعت کی گردن جھکا دی اور خوارزم شاہ کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا۔ ابوبکر تاج الدین نے بہت سا مال و اسباب اس سے حاصل کر کے خوارزم شاہ کے دربار میں روانہ کیا۔

چونکہ ’’ہرمز‘‘ بہت بڑی بندرگاہ تھا۔ تجارتی جہازوں کا مرکز تھا۔ اقصائے ہند، چین، یمن اور عمان وغیرہ کی کشتیاں یہاں آ کر لنگر زن ہوتی تھیں اس لئے ان علاقوں کے حکمران، والی ہرمز کے مطیع رہتے اور اس کی دوستی کو باعث فلاح و بہبود سمجھتے تھے، والی ہرمز کے فتح ہو جانے سے ان علاقوں کے بعض مقامات پر بھی خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ لیکن حکمران شہر کیش اور ’’والی ہرمز‘‘ کی مخاصمت اور عداوت کا سلسلہ جیسا کہ اس سے پہلے تھا ویسا ہی قائم رہا دونوں والیان ملک میں مدت دراز سے ان بن چلی آ رہی تھی۔ دونوں میں سے کسی کی تجارتی کشتی حریف کے ساحل پر نہیں جاتی تھی، اور خوارزم شاہ، سمرقند کے آس پاس اس خوف سے چکر لگا رہا تھا کہ کشلی خاں (بادشاہ ترک) کہیں قبضہ نہ کر لے۔

خوارزم شاہ کا غزنی اور اس کے صوبہ پر قبضہ:...... خوارزم شاہ نے بلاد خراسان اور بامیان وغیرہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد تاج الدین اور والی غزنی کو اپنے علم حکومت کی اطاعت کا پیغام بھیجا۔

تاج الدین وز سلاطین غوریہ کے بعد غزنی پر قابض ہو گیا تھا جیسا کہ تم سلاطین غوریہ کے حالات پڑھ چکے ہو۔ تاج الدین نے اپنے اراکین دولت کو جمع کر کے خوارزم شاہ کے پیغام کو سنایا اور مشورہ طلب کیا امیر کبیر قطلغ تکین (سلطان شہاب الدین غوری کا غلام) اور اس کے سارے ساتھی ایک زبان ہو کر بولے ’’مناسب یہ ہے کہ آپ خوارزم شاہ کی اطاعت قبول کر لیجئے، اس سے مقابلے کی طاقت ہم میں نہیں ہے۔ اس کے نام کا خطبہ پڑھئے اور سکّہ مسکوک کرائیے‘‘ چنانچہ تاج الدین وز نے خوارزم شاہ کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے فدویت نامہ بھیج دیا۔ اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور اس کے نام کا سکّہ بھی بنوایا۔

اس کے بعد تاج الدین وز کو قطلغ تکین کو اپنا نائب بنا کر شکار کھیلنے چلا گیا۔ قطلغ تکین نے خوارزم شاہ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ ’’میدان خالی ہے۔ جلد تشریف لے آیئے، اور غزنی پر قبضہ کر لیجئے‘‘ چنانچہ خوارزم شاہ نہایت تیزی سے سفر طے کر کے غزنی پہنچ گیا۔ غزنی اور اس کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

غدار کا قتل:...... جتنے غوری اور بالخصوص ترک ملے، مار ڈالے گئے، تاج الدین وز کو اس کی اطلاع ملی تو لاہور بھاگ گیا۔ خوارزم شاہ نے غزنی پر قابض ہو کر قطلغ تکین کو حاضری کا حکم دیا۔ سخت سست کہا اپنے آقا اور رفیق کے ساتھ بے وفائی کرنے پر گالیاں دیں اور گرفتار کر لیا۔ چار سو غلام اور تیس اونٹ مال و اسباب، جرمانہ کے طور پر وصول کر کے اسے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۱۳ھ یا بقول بعض ۶۱۲ھ کا ہے۔ پھر اپنے بیٹے جلال الدین منکبرس کو غزنی کا حاکم مقرر کر کے خوارزم واپس آ گیا۔

خوارزم شاہ کا بلاد جبل پر قبضہ:...... ۵۹۰ھ میں خوارزم شاہ محمد بن تکش نے الرباء، ہمدان اور پورے بلاد جبل کو قطلغ ایتانج (سلجوقی امیر) سے لے لیا تھا۔ مؤید الدین ابن قصاب وزیر السلطنت خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی اس سے جھگڑ پڑا مگر خوارزم شاہ نے اس کو دبا لیا اور قتل کر ڈالا جیسا کہ خلافت عباسیہ کے حالات میں لکھ چکے ہیں۔

بہلوان اور ازبک بن بہلوان:...... اس کے بعد خوارزم شاہ محمد بن تکش دوسری مہم میں مشغول ہو گیا اور ان جھگڑوں سے جو ابن قصاب کے

---

❶...... یہاں صحیح لفظ ابن محمد بن حرب ابی الفضل ہے (دیکھیں تاریخ الکامل جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۳)

ساتھ پیش آ گئے تھے غافل ہو گیا۔ یہاں تک کہ ۵۹۷ھ میں انتقال کر گیا اس کے بعد علاء الدین محمد بن تکش خوارزم شاہ کا بیٹا تخت حکومت پر بیٹھا۔ سلاطین سلجوقیہ کا آزاد کردہ غلام بہلوان یکے بعد دیگرے تمام بلاد جبل پر قابض ہوتا گیا۔ ازبک بن بہلوان نے سلاطین سلجوقیہ سے بدعہدی کی اور خوارزم شاہ کے علم حکومت کا مطیع ہو گیا۔ ان میں سے سب کے آخر میں جو حکمران بنا، وہ اغماش (اُغلمش) تھا۔ یہ ایک مدت تک علاء الدین محمد بن تکش خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھتا رہا اس کے بعد ایک باطنی نے اسے قتل کر دیا۔ اُزبک بن محمد بن بہلوان ان کو ملک گیری کی خواہش ہوئی۔ چنانچہ اصفہان، رے، ہمدان اور کل جبل پر دانت لگائے، سعد بن زنگی والی فارس کو بھی جسے سعد بن وکلا کے نام سے یاد کرتے ہیں، اپنے مقبوضہ علاقوں پر خود مختار حکومت کے اعلان کا شوق چرّایا۔ چنانچہ اُزبک فوجیں مرتب کر کے صوبہ اصفہان کی جانب بڑھا اور اہل اصفہان کی مدد اور سازش سے کامیاب ہو گیا "رے" قزوین اور سمنان کو سعد زنگی نے دبا لیا۔

سعد زنگی کی گرفتاری:......اس طوائف الملوکی کی خبر خوارزم شاہ کو سمرقند میں ملی تو اس کی ملک گیری کی خواہش بڑھی۔ لہٰذا فوجیں تیار کر کے ۶۱۴ھ میں حملہ کر دیا اور ایک فوج ماوراء النہر اور ترکون کی سرحد کی طرف روانہ کی۔ قومس پہنچ کر بارہ ہزار سواروں کو لے کر فوج سے علیحدہ ہو گیا۔ اس کا مقدمۃ الجیش رے کے قریب پہنچ گیا۔ سعد زنگی رے کے باہر ایک میدان میں خیمہ ڈالے پڑا تھا۔ یہ خیال کر کے کہ یہ اہل رے کا لشکر ہے، جو میری روک تھام کے لیے آیا ہے، سوار ہو کر لڑنے نکلا اور لڑائی چھیڑ دی۔ لیکن جب اسے یہ معلوم ہوا کہ خوارزم شاہ کی فوج ہے تو میدان جنگ خالی کر دیا۔ چنانچہ خوارزمی لشکر نے گرفتار کر لیا۔

ازبک کا خوارزم شاہ سے اظہار اطاعت:......اس واقعہ کی خبر اُزبک کو اصفہان میں ملی تو خوارم شاہ کے خوف سے تھرا گیا اور اصفہان کو خیر آباد کہہ کر ہمدان کا راستہ لیا شارع عام کو چھوڑ کر جنگل اور پہاڑی درّوں کو طے کرتا ہوا آذربایجان پہنچا۔ اپنے وزیر ابوالقاسم بن علی کو معذرت نامہ لے کر اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کرنے کے لئے خوارزم شاہ کے دربار میں بھیجا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے اس کی معذرت کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اُزبک نے خراج سالانہ خوارزم شاہ کے خزانہ میں داخل کر دیا۔

سعد زنگی کا بیٹا:......اُدھر نصرت الدین ابوبکر (سعد زنگی کا بیٹا) اپنے باپ کی گرفتاری کا حال سن کر کھل کھیلا۔ اپنے باپ کی معزولی کا اعلان کر کے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ ادھر خوارزم شاہ نے سعد زنگی کو اس شرط پر رہا کر دیا کہ قلعہ اصطخر خوارزم کے حوالے کر دے اور باقی علاقوں کا تیسرا حصہ آمدنی کا بطور خراج ادا کیا کرے۔ چنانچہ اس شرط کو پورا کرنے کی غرض سے دولت خوارزم کے سرداروں کو قلعہ اصطخر کا قبضہ لینے کے لئے سعد زنگی کے ہمراہ روانہ کیا۔ شیراز پہنچنے پر انھیں معلوم ہوا کہ نصرت الدین ابوبکر اپنے باپ کے خلاف حکومت فارس پر قابض ہو گیا اور وہ شہر حوالہ کرنے کے خلاف ہے، لھذا سعد زنگی کے بعض امراء نے نصرت الدین ابوبکر کو سمجھا بوجھا کر راضی کر لیا۔ چنانچہ وہ باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شیراز لے گیا اور حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر حکمرانی کرنے لگا۔

خوارزم شاہ کا قبضہ:......خوارزم شاہ کو بادشاہ تسلیم کر کے اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ گویا سا طرح ساوہ، قزوین، جرجان، ابہر، ہمدان، اصفہان، قم، قاشان اور کل بلاد جبل پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے مصاحب اور امراء تمام شہروں پر متصرف ہو گئے۔ اس نے امیر طائیسن کو ہمدان کی حکومت پر مامور کیا اور اپنے بیٹے رکن الدولہ نادر شاہ کو ان سب کا افسر اعلیٰ بنا دیا جمال الدین محمد بن ساتق شادی کو اس کی وزارت کا عہدہ عطا کیا۔

خوارزم شاہ کی خطبہ کی درخواست:......جب خوارزم شاہ محمد بن تکش کا قدم حکومت وسلطنت پر جیسا کہ ہونا چاہئے تھا، استقلال کے ساتھ جم گیا اور دائرہ حکومت وسیع ہو گیا تو اس نے ۶۱۴ھ میں دربار خلافت بغداد میں درخواست بھیجی کہ جس طرح سلاطین سلجوقیہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اسی طرح میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ مگر خلیفہ نے درخواست قبول نہ کی اور معذرت کرنے کی غرض سے شیخ شہاب الدینؒ سہروردی کو خوارزم شاہ کے پاس روانہ کیا۔

شیخ شہاب الدین خلیفہ کے قاصد:......خوارزم شاہ نے شیخ شہاب الدین سہروردی کی بے حد عزت کی نہایت تپاک سے استقبال کیا۔ شیخ

شہاب الدین نے گفتگو کی ابتدا اس حدیث سے کی ❶ خوارزم شاہ دوزانو بیٹھ کر سنتا رہا، جو کچھ بات چیت کی ادب کے پہلو کے ساتھ کی۔ شیخ بہت دیر تک وعظ ونصیحت کرتا رہا۔ رسول ﷺ کے ارشادات کو جو بنو عباس کی ایذا اور تکلیف نہ دینے کے بارے میں تھے، خوبی سے بیان کیے۔ خوارزم شاہ نے گذارش کی ماشاءاللہ میں نے کبھی کسی بنی عباسی کو کسی قسم کی ایذا اور تکلیف نہیں دی، شیخ کا وعظ سننے کا مجھ سے زیادہ استحقاق خلیفہ کو ہے۔ مجھے معتبر ذرائع سے یہ خبر ملی ہے کہ خلیفہ کے حکم سے بنی عباس کا ایک گروہ عرصے دراز سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا ہے۔ شیخ نے جواب دیا ''خلیفہ جب کسی شخص کو اصلاح اور تادیب کے طور پر سزا دیتے ہیں تو موردالزام نہیں کہلا سکتے۔ اسی اصلاح کے مقاصد کے تحت خلافت انہیں دی گئی ہے'' قصہ مختصر خوارزم شاہ نے شیخ کو رخصت کیا شیخ بغداد واپس آ گئے۔

ایک اور روایت:......بعض کا بیان ہے کہ خوارزم شاہ نے بلاد جبل پر قبضہ حاصل کر کے بغداد کا رخ کیا اور کوچ وقیام کرتا ہوا عقبہ سراباد پہنچا۔ مگر وہاں بے حد برف پڑی۔ حیوانات مر گئے۔ اور انسانوں کے ہاتھ پاؤں کٹ کر گر گئے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی خلیفہ کی طرف سے پیام لے کر اس مقام پر خوارزم شاہ کے پاس پہنچا۔ وعظ ونصیحت کی چنانچہ خوارزم شاہ کو خود کردہ پر ندامت ہوئی۔ لہٰذا ارادہ ترک کر دیا چنانچہ ۶۱۵ھ میں خوارزم واپس آ گیا (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم)۔

خوارزم شاہ کا اپنے بیٹوں پر ملک کا تقسیم کرنا:......خوارزم شاہ کا اپنے بیٹوں رے اور بلاد جبل وغیرہ پر مکمل فتح حاصل کرنے کے بعد اپنے علاقوں کو اپنے بیٹوں خوارزم شاہ نے یوں تقسیم کیا کہ ''خوارزم، خراسان اور مازندران اپنے ولی عہد قطب الدین اولاغ شاہ کو دیئے۔ غزنی، بامیان، غور، بست اور ہندوستان کے علاقے جلال الدین منکبرس کو مرحمت کئے، کرمان، کیس، مکران کی حکومت اپنے تیسرے بیٹے غیاث الدین شیر شاہ کو دی اور بلاد جبل کا رکن الدین غور شاہ کو حاکم بنایا۔

جلال الدین کے ولی عہد نہ بننے کی وجہ:......جلال الدین منکبرس اپنے سب بھائیوں میں بڑا تھا۔ لیکن اسے ولی عہد نہیں بنایا گیا۔ اس لیے کہ قطب الدین اولاغ شاہ کی ماں اور سلطان خوارزم شاہ کی ماں ترکمان خاتون ایک ہی قبیلہ بیاروت کی تھیں، بیاروت کا قبیلہ ترکمان خطا کی قبیلہ یمک کی ایک شاخ ہے۔ ترکمان خاتون کا اپنے بیٹے سلطان خوارزم شاہ محمد بن تکش پر پورا پورا اثر تھا۔ یہی وجہ تھی کہ بڑے بیٹے جلال الدین منکبرس کے ہوتے ہوئے قطب اولاغ شاہ کو خوارزم شاہ نے اپنا ولی عہد مقرر کیا۔

نوبت بجوانے کی اجازت:......وزیر السلطنت محمد بن احمد سنوی منشی جلال الدین منکبرس کے کاتب نے اس کے اور اس کے باپ علاء الدین محمد بن تکش کی سوانح میں لکھا ہے کہ خوارزم شاہ نے ولی عہد کے دروازے پر صلوۃ پنجگانہ کے بعد پنجوقتہ نوبت بجوانے کی اجازت دی تھی۔ جو ہر نماز کے بعد بجائی جاتی تھی۔ اس نوبت کو ذوالقرنین کے نام سے یاد کرتے تھے۔ یہ نقارے تعداد میں ستائیس تھے۔ جو کہ سونا اور چاندی کے بنے تھے۔ جواہرات کی پچی کاری تھی۔ میں نے اس روایات کو دوسروں کی روایت پر اس لیے ترجیح دی ہے کہ یہ ان دونوں کے حالات سے بہ نسبت دوسروں کے زیادہ واقف ہے۔

کرمان، مکران اور کیش پر موید الملک قوام الدین کا قبضہ تھا اور وہی ان علاقوں کا واحد مستقبل حکمران تصور کیا جاتا تھا۔ سلطان خوارزم شاہ کی عراق واپسی کے بعد موید الملک قوام الدین نے سفر آخرت اختیار کیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے اپنے بیٹے غیاث الدین تیر شاہ کو اس کی جگہ مقرر کیا جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں۔

مویدالملک قوام الدین:......مؤیدالملک قوام الدین ایک معمولی سا بازاری آدمی تھا قسمت نے یاوری کی، بادشاہت کے درجہ تک پہنچ گیا اس کی ماں نصرت الدین محمد بن ایز والی زوزن کے محل میں دایہ کی خدمت پر مامور تھی۔ موید الملک وہیں پیدا ہوا۔ وہیں نشوونما پائی، سن شعور کو پہنچا تو نصرت الدین کی خدمت میں رہنے لگا۔ چند دنوں کے بعد نصرت الدین سے علیحدہ ہو کر سلطان خوارزم شاہ کے دربار میں پہنچ گیا۔ اور موقع پا کر ادھر سلطان خوارزم شاہ سے ''جڑا'' کہ نصرت الدین فرقہ باطنیہ کا ممبر ہے'' ادھر دربار خوارزمی سے واپس آ کر نصرت الدین کو سلطان کی سطوت اور جلال سے ڈرایا

❶ ...موجودہ جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۰۷) پر ایسی کوئی علامت موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا ہے اور عبارت بھی متصل ہے۔

دھمکایا نصرت الدین کو سلطان کی طرف سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ لہٰذا فرقہ باطنیہ (اسماعیلیہ) سے دوستانہ تعلقات پیدا کر کے قلعہ زوزن میں قلعہ نشین ہو گیا۔ مؤید الملک نے یہ خبر دربار شاہی تک پہنچادی۔ سلطان سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ چنانچہ نصرت الدین کو معزول کر کے مؤید الملک کو اپنی نیابت کا عہدہ عنایت کر دیا۔ آخر کار نصرت الدین، مؤید الملک کے دام فریب میں پھنس گیا، قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ موید الملک نے حراست میں لے لیا۔ اور سلطان خوارزم شاہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ سلطان نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں۔

موید الملک کا کرمان پر قبضہ:......اس کے بعد موید الملک کو کرمان کی خواہش پیدا ہوئی۔ اس وقت کرمان میں ملک دینار کے خاندان کا ایک شخص حکومت کرر ہا تھا۔ موید الملک نے سلطان کو اس کے خلاف ابھار دیا۔ چنانچہ سلطان نے خراسان سے فوجیں بھیج دیں اور مالی امداد بھی دی۔ مؤید الملک نے کرمان پر قبضہ کر لیا۔ خوارزم شاہ کو اس سے بیحد مسرت ہوئی۔ اس حسن خدمت اور کارگذاری کے صلے میں اسے مؤید الملک کا خطاب عطا کیا۔ اور کرمان اس کی جاگیر میں دیدیا۔

سلطان خوارزم شاہ کی عراق واپسی کے وقت شاہی اونٹنی گم ہو گئی، موید الملک نے چار ہزار بختی اونٹنیاں پیش کر دیں اس سے سلطان بیحد خوش ہوا۔

مؤید الملک کی وفات:......اتفاق سے اسی زمانہ میں مؤید الملک کا پیغام اجل آ گیا اور وہ دنیا کی ساری تمناؤں کو سینے میں لئے ہوئے دنیا سے چل بسا۔ خوارزم شاہ نے اس کے مقبوضہ علاقوں پر اپنے بیٹے غیاث الدین کو مامور کیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

موید الملک بہت بڑا مالدار شخص تھا، غیاث الدین نے اس کے متروکات سے ستر اونٹ سونے سے لدے ہوئے، سلطان کی خدمت میں روانہ کئے تھے۔

ترکمان خاتون:......ترکمان خاتون یعنی سلطان محمد بن تکش کی والدہ قبیلہ ''بیاروت'' سے خان جنکش (بادشاہ ترک) کی لڑکی تھی۔ بیاروت کا قبیلہ یمک ترکان خطا کی ایک شاخ ہے۔ سلطان خوارزم شاہ محمد بن تکش نے اس سے نکاح کیا جس کے بطن سے سلطان محمد پیدا ہوا۔ پھر جب سلطان محمد حکمران بنا تو یمک کے قبائل چاروں طرف سے سمٹ کر ترکمان خاتون کی خدمت میں آ گئے، ان کے علاوہ دوسرے ترک بھی جوان کے ہمسایہ تھے، وہ بھی آ ملے۔ اس سے ترکمان خاتون کی قوت بے حد بڑھ گئی۔ اس نے دولت وحکومت پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ سلطان محمد نام کا بادشاہ رہ گیا۔ اسی کی حکومت کا ڈنکا بج رہا تھا۔ بادشاہوں کی طرح اپنی طرف سے عمال مقرر کرتی، ملک کا نظم ونسق اسی کے قبضہ میں تھا، عدل وانصاف کو ہاتھ سے نہ دیتی تھی، فریادیوں کی فریاد سنتی، قتل وخونریزی کو روکتی، برائیوں کا انسداد کرتی، امور خیر کا اجراء کرتی، داد دہش اور صدقات کو اپنے تمام علاقوں میں پھیلا رکھا تھا۔ محض توقیع لکھنے پر سات کاتب مامور تھے۔ اگر کبھی اس کا فرمان سلطان کے فرمان سے متصادم ہو جاتا تو یہ طے تھا کہ پچھلے فرمان پر عملدرآمد کیا جاتا تھا۔

''خداوند جہاں'' جس کے معنی ہیں ''مالکۂ عالم'' اس کا لقب تھا، فرمان کے شروع میں ''عصمت الدنیا والدین اولاغ ترکمان ملک نساء العالمین'' لکھا جاتا تھا۔ قلم سے بدست خاص ''اعتصمت باللہ وحدہ'' دستخط کی جگہ لکھا کرتی تھی، خط نہایت پاکیزہ اور دیدہ زیب ہوتا تھا۔

نظام الملک کی وزارت:......ترکمان خاتون نے نظام الملک کو جو اس کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور سلطان کے دربار میں عہدہ وزارت سے ممتاز تھا، اپنی وزارت کے لیے بلایا۔ پھر جب سلطان نے اپنے وزیر کو معزول کیا تو ترکمان خاتون کے حکم واشارے سے نظام الملک کو سلطان کا قلمدان وزارت دوبارہ دے دیا گیا۔ حالانکہ سلطان اس کی وزارت سے خوش نہ تھا۔ چونکہ ترکمان خاتون حکومت وسلطنت پر مکمل حاوی تھی، اس لیے نظام الملک کو بھی سلطان کی حکومت وسلطنت پر استبدادی قوت حاصل ہو گئی۔ اس نے نہایت رعب وداب کی وزارت کی، گورنر نے سلطان سے نظام الملک کی شکایت کی کہ اس نے خوارزم کے نواح میں لوگوں سے تاوان لیا ہے۔ چنانچہ سلطان نے اپنے ایک خواص کو اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ اتنے میں ترکمان خاتون کو اس کی خبر مل گئی۔ اس نے خواص کو اس کے قتل سے روک دیا۔ اس طرح نظام الملک اپنی حالت پر بدستور قائم رہا۔ اور سلطان اپنے حکم کو نافذ نہ کر سکا۔ (واللہ یوید بنصرہ من یشاء)

سلطان اور چنگیز خان کا معاہدہ:......عراق سے واپسی کے بعد سلطان خوارزم شاہ کی خدمت میں نیشاپور ۶۱۵ھ میں چنگیز خان کا سفیر معاہدہ

تجارت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ چنگیز خان نے سفیروں کی معرفت قیمتی قیمتی جواہرات، مشک کے نافے، عنبر اور ریشمی کپڑے تحفہ کے طور پر بھیجے تھے۔ ملک چین اور اس کے متصل ترک علاقوں کو فتح کر لینے کی اطلاع دی تھی اور معاہدہ تجارت و اتحاد لکھنے کی درخواست کی تھی۔ سفیروں کا انداز گفتگو بیباکانہ تھا۔ اس سے سلطان کو شبہ پیدا ہوا کہ شاید چنگیز خان نے دھوکا اور فریب دینے کے لیے سفیر بھیجا ہے۔ اس لیے نہ تو صاف طور پر معاہدے کا وعدہ کیا اور نہ انکار کیا۔ بلکہ محمود خوارزمی کو جاسوسی کی خدمت پر مامور کر کے چنگیز خان کے ہاں بھیج دیا۔ محمود خوارزمی نے واپس جا کر چنگیز خان کی تحریر کی تصدیق کی اور یہ خبر دی کہ چنگیز خان نے ملک چین پر قبضہ کر لیا ہے۔ شہر طوغاج پر بھی قابض ہو گیا ہے۔ سلطان نے معلوم کیا ''اس کے لشکر کی تعداد کتنی ہے؟''۔ جواب دیا '' کچھ زیادہ نہیں ہے''۔ چنانچہ سلطان خوارزم شاہ نے چنگیز خان کی درخواست کے مطابق معاہدہ تجارت و اتحاد لکھ کر سفیروں کو واپس بھیج دیا۔

چنگیزی تاجروں کا قتل:......اس کے بعد چنگیز خان کے ملک کے چند تاجر تجارتی مال لے کر انزار آئے۔ نیال خان (سلطان کا ماموں زاد بھائی) گورنر تھا، بیس ہزار فوج اس کے لشکر میں رہتی تھی۔ یہ مال و اسباب دیکھ کر اس کے منہ میں پانی بھر آیا اور قبضہ کرنے کی خواہش پیدا ہوگئی۔ چنانچہ شاہی دربار میں رپورٹ کر دی کہ یہ تاجر نہیں ہیں، بلکہ جاسوسی کی غرض سے آئے ہیں، سلطنت کی طرف سے ان کی نگرانی کا حکم صادر ہو گیا۔ اس سے نیال خان کو موقع مل گیا، لہٰذا نگرانی کے بجائے ان لوگوں کو پوشیدہ طور پر قتل کر کے مال و اسباب ضبط کر لیا۔

چنگیزی قاصد کا شاہ خوارزم کے ہاتھوں قتل:......چنگیز خان کو اس کی خبر ملی تو سلطان کو ناراضگی اور دھمکیوں بھرا خط لکھا۔ بدعہدی پر نفرت کا اظہار کیا ادھر سلطان نے چنگیز خان کے ایلچی کو جواب دینے کے بجائے مار ڈالا۔ اور اس خیال سے کہ کہیں چنگیز خان یہ خبر سن کر خوارزم پر چڑھ نہ آئے، سمرقند کی قلعہ بندی کر لی اور فوجیں مرتب کر کے چنگیز خان کے ملک پر حملہ کر دیا۔ رعایا سے تین سال کا خراج پیشگی وصول کیا، دو سال کا خراج جنگ کے اخراجات کے لیے اپنے ساتھ رکھا اور تیسرے سال کا خراج سمرقند کے محافظوں کو عنایت کیا۔ چنگیز خان ان دنوں اپنے ملک میں موجود نہ تھا۔ بلکہ کشلی خان (بادشاہ ترک) سے جنگ کرنے گیا ہوا تھا۔ عورتوں، بچوں، اور بوڑھوں کے سوا کوئی نہ تھا، خوارزم شاہ نے ان پر چھاپہ مارا۔ قتل و غارت کر کے جو کچھ ہاتھ لگا لے کر واپس چلا گیا۔

چنگیز خان کا تعاقب اور جنگ:......ابھی خوارزم شاہ اپنی سرحد سے داخل بھی نہیں ہوا تھا کہ چنگیز خان کو اس کی اطلاع مل گئی۔ فوراً اس کے تعاقب پر روانہ ہو گیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ سے مڈبھیڑ ہوگی اور سخت معرکہ پیش آیا۔ فریقین کی فوج کا زیادہ حصہ کٹ گیا۔ تین دن تک مسلسل لڑائی کا سلسلہ جاری رہا، چوتھے روز خوارزم شاہ نے میدان چھوڑ دیا اور جیحون پر پہنچ کر تاتاریوں کے نتیجے کے انتظار میں قیام کر دیا۔ چنگیز خان نے تعاقب کی غرض سے قدم بڑھائے تو خوارزم شاہ نے جیحون کا مورچہ بھی خالی کر دیا اور اپنی فوج کو ماوراء النہر، انزار، بخارا، سمرقند، ترمذ اور جند کے شہروں میں چنگیز خان کے طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لیے پھیلا دیا۔ وہ ایناج کو جو اسکا ایک مشہور سردار ہونے کے علاوہ حاجب بھی تھا، بخارا کی حفاظت پر مامور کیا۔ چنگیز خان نے پہلے انزار کا محاصرہ کیا۔ اہل انزار لڑے لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ چنگیز خان نے اس پر قبضہ کر لیا۔

بخارا اور سمرقند پر چنگیز خان کا قبضہ:......امیر نیال خان جس نے چنگیز خان کے تاجروں کو قتل کر کے مال و اسباب چھین لیا تھا، گرفتار ہو کر اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ چنانچہ چنگیز خان نے چاندی پگھلوا کر اس کے کانوں اور آنکھوں میں ڈلوا دی جس سے وہ مر گیا۔ اس کے بعد بخارا کی طرف بڑھا اور شہر کو امان و صلح سے فتح کر کے قلعہ بخارا کا محاصرہ کر لیا۔ اہل قلعہ چند دنوں تک لڑے پھر بالآخر اس نے ہتھیار ڈال دیئے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ اہل قلعہ اس کی خونریزی کے ہاتھوں سے بچ جائیں گے، لیکن ایسا نہ ہوا۔ چنگیز خان نے ان کے ساتھ بدعہدی کی اور قلعہ پر قبضہ کر کے سب کو گرفتار کر کے قتل کا حکم دیدیا۔ بخارا کے بعد سمرقند کی باری آئی۔ اہل سمرقند بھی اسی کشتی پر سوار کر کے اتارے گئے، ان کے ساتھ بھی اہل بخارا کا سا برتاؤ برتا گیا۔ یہ واقعات ۶۱۹ھ کے ہیں۔

غداری کی کوشش ناکام:......اس کے بعد سلطان خوارزم شاہ کی ماں کے چند قرابت مندوں نے ''جو سرداری کے رتبہ سے سرفراز تھے''۔ چنگیز

خان کو خط لکھا اور اسے خوارزم اور خراسان پر قبضہ کرنے کی تحریک کی اور اس خط کو ایک شخص کی معرفت روانہ کیا مگر اس نے وہ خط سلطان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سلطان نے غور سے پڑھا اس طرح وہ اپنی ماں اور اس کے قرابت مندوں کی طرف سے مشتبہ اور بدگمان ہو گیا۔

شاہ خوارزم کا خراسان فرار:..... جس وقت سلطان خوارزم شاہ کو انزار، بخارا، اور سمرقند پر چنگیز خان کے قبضہ کرنے کی خبر ملی۔ اور گورنر بخارا گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ جان بچا کر سلطان کی خدمت میں پہنچا۔ اسی وقت سلطان خوارزم شاہ نے جیحون عبور کر لیا۔ تاتاریوں کا گروہ (جو اس کے لشکر میں تھا) اور علاء الدین والی قندہار سلطانی لشکر سے علیحدہ ہو کر واپس آ گئے۔ اس سے لوگوں کے دل ہل گئے۔ خوف و ہراس کی کوئی انتہا نہ رہی۔

ادھر چنگیز خان بیس ہزار سواروں کو خوارزم شاہ کے تعاقب پر مامور کر دیا۔ مغربی تاتاری کہلاتے ہیں۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انھیں چنگیز خان نے خراسان کے مغرب میں لوٹ مار کرنے کو بھیجا تھا۔ چنانچہ انہوں نے مغربی خراسان کو تاخت و تاراج کیا۔ لوٹ مار کرتے بلاد بجور تک پہنچ گئے۔ جس طرف سے گزرتے، کھیتوں اور باغات کو ویران آبادی کو برباد اور پڑ میدان کر دیتے۔

خوارزم شاہ کی عراق روانگی:..... سلطان خوارزم شاہ پریشان ہو کر نیشاپور پہنچا۔ لیکن مغربی تاتاریوں کے تعاقب نے نیشاپور میں بھی رکنے نہیں دیا۔ لہٰذا عراق کی طرف چلا گیا اور مال و اسباب ایک قلعہ میں ودیعت کے طور پر رکھ گیا۔

منشی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ امیر تاج الدین بسطامی نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ جس وقت خوارزم شاہ کوچ و قیام کرتا عراق تک پہنچا تو مجھے حاضری کی اجازت دی، اس کے سامنے دس بڑے صندوق موتیوں سے بھرے ہوئے رکھے تھے، جس کی قیمت ملک عراق کی قیمت کے برابر ہو گی۔ مجھے سلطان نے قلعہ اردہز میں بطور امانت رکھ آنے کا حکم دیا۔ قلعہ اردہز نہایت مضبوط قلعہ تھا۔ چنانچہ میں نے اس حکم کی تعمیل کی اور قلعہ میں پہنچا دینے کی رسید لے کر شاہی دربار میں حاضر کر دیا۔ اس کے بعد جب چنگیز خان نے عراق فتح کیا تو ان صندوقوں کو بھی لے لیا۔

شاہ خوارزم اور چنگیزی فوج کی آنکھ مچولی:..... قصہ مختصر خوارزم شاہ نیشاپور سے مازندران کی طرف گیا اور مغربی تاتار اس کے تعاقب میں تھے، مجبوراً مازندران کو چھوڑ کر ہمدان کے نواح میں چلا گیا۔ وہاں مغربی تاتاریوں نے چھاپا مارا مگر خوارزم شاہ کسی طرح بچ کر بلاد جبل پہنچ گیا۔ اس کا وزیر عماد الملک بن ❶ نظام الملک اس واقعہ میں مارا گیا۔ ساحل سمندر پر ایک گاؤں میں قیام پذیر ہو گیا اور جیسا کہ اس کی نیک عادت تھی صلوٰۃ تسبیح اور تلاوت قرآن میں مصروف ہو گیا۔

چنگیز خانی تاتاریوں نے خوارزم شاہ کو یہاں بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا، دوبارہ چھاپا مارا۔ چنانچہ خوارزم شاہ کشتی پر سوار ہو کر دریا عبور کر گیا اور خونریز تاتاری اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔ خائب و خاسر واپس ہو گئے۔ خوارزم شاہ نے دریائے طبرستان کے ایک جزیرے میں پہنچ کر طرح اقامت ڈالی اور وہیں رہنے لگا۔

خوارزم شاہ کی وفات:..... پھر اسے مرض الموت نے آ کر گھیر لیا۔ مازندران کے لوگ تیمارداری کرتے تھے۔ اس امید پر کہ اگر زمانہ نے پلٹا کھایا تو اس خدمت کے صلے میں خوارزم شاہ ان کو جاگیریں دیگا۔ صوبوں کی گورنری عطا کرے گا۔ لیکن خوارزم شاہ کو اس کا موقع نہ ملا۔ ۶۱۰ھ میں موت کے آغوش میں ہمیشہ کے لیے سو گیا۔ اور اسی جزیرے میں دفن کیا گیا۔ اس نے اکیس سال حکومت کی۔ پھر جلال الدین منکبرس خوارزم شاہ کے بیٹے نے اہل مازندران کی ان ساری امیدوں کو جو خوارزم شاہ سے متعلق تھیں پورا کیا۔

جلال الدین کی ولی عہدی:..... خوارزم شاہ نے وفات کے وقت اپنے بڑے بیٹے جلال الدین منکبرس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ اور اپنے چھوٹے بیٹے قطب الدین اولاغ شاہ کو ولی عہدی سے برطرف کر دیا۔

ترکمان خاتون (مادر خوارزم شاہ) کو خوارزم میں ان واقعات کی خبر ملی تو اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ اس نے اور ساتھیوں نے

---

❶ ..... اصل کتاب میں اس مقام پر خالی جگہ ہے (مترجم)۔ دیکھیں تاریخ ابن خلدون جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۱۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت) (مصحح جدید)

چنگیز خانیوں کے خوف سے خوارزم چھوڑ دینے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ تقریباً بیس کمانڈروں اور ان حکام کو جو اس وقت خوارزم میں قید تھے، قتل کر کے بھاگ نکلے۔ اور مازندران کے ایک علاقہ اپیلان میں قیام اختیار کیا۔

مازندران کے قلعوں کی چنگیزی فتح:..... مغربی تاتاری جو خوارزم شاہ کے تعاقب میں گئے تھے، دریائے طبرستان کو خوارزم شاہ کے عبور کر جانے کے بعد واپس آئے۔ ادھر مازندران پر یلغار کر دی۔ چنانچہ مازندران کے سارے قلعوں کو فتح کر لیا۔ وہاں جتنا اسباب و مال تھا، لوٹ لیا۔ مازندران کے قلعے نہایت مضبوط و مستحکم اور دشوار گزار تھے۔ کسی زمانہ میں فتح نہیں ہوتے تھے۔ جب مسلمانوں نے شاہان فارس کے مقبوضہ علاقوں کو فتح کیا تھا اور ان کی حکومت کا جھنڈا عراق سے اقصائے خراسان تک کامیابی کی ہوا میں لہرا رہا تھا، اس وقت بھی یہ قلعے مسخر نہیں ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے صرف خراج لینے پر اکتفا کیا تھا۔ ۹۰ھ میں سلیمان بن عبدالملک کے دور میں جو بنوامیہ کے خاندان کا ایک خلیفہ تھا، قلعے فتح ہوئے تھے۔ اس کے بعد چنگیز خانی ترکوں نے یکے بعد دیگرے تمام قلعے فتح کر لیے۔ قلعہ ایلان میں ترکمان خاتون کا محاصرہ کیا اور پھر اس قلعہ کو بھی صلح کے ساتھ فتح کر لیا اور ترکمان خاتون کو گرفتار کر لیا۔

ترکمان خاتون کی گرفتاری:..... فاضل ابن اثیر کا بیان ہے کہ مغربی تاتاریوں کی ترکمان خاتون سے جبکہ وہ خوارزم سے مازندران کی طرف بھاگ کر آ رہی تھی راستے میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ اسے چاروں طرف سے گھیر لیا اور گرفتار کر لیا۔ ترکمان خاتون کے علاوہ دوسری شہزادیاں بھی جو اس کے ہمراہ تھیں، گرفتار کر لی گئیں۔ تاتاریوں نے ان کو اپنے گھروں میں ڈال لیا۔ دوش خان ولد چنگیز خان نے بھی ان میں سے ایک شہزادی کے ساتھ شادی کر لی تھی۔ ترکمان خاتون نہایت ذلت اور مسکنت سے تاتاریوں کے قید میں رہی۔ چنگیز خان کی طرف سے اس کو بھی ایک خوان کھانا ملتا تھا جیسا کہ دوسری شہزادیوں کو ملتا تھا۔

نظام الملک کا قتل:..... نظام الملک (خوارزم شاہ کا وزیر) ترکمان خاتون کے ساتھ تھا۔ یہ بھی چنگیز خان کے قبضہ میں آ گیا تھا۔ چونکہ چنگیز خان کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ سلطان اس سے ناراض تھا اس لیے اسکی عزت کرتا تھا اور اکثر خراج وغیرہ کے معاملات میں اس سے مشورہ کرتا تھا۔ پھر جب دوش خان نے خوارزم پر قبضہ کر لیا اور سلطانی حرم کو گرفتار کر لیا۔ جن میں گانے والی چند عورتیں بھی تھیں، ان میں سے ایک عورت اپنے کسی خادم کو دی۔ اس عورت نے تاتاری خادم کی خواہشات کو ٹھکرا دیا اور اپنے پاس پھٹکنے نہ دیا۔ اور نظام الملک کے پاس جا کر پناہ لی۔ اس خادم نے چنگیز خان سے شکایت کی اور وزیر نظام الملک پر اس عورت سے آشنائی کا الزام لگا دیا۔ چنگیز خان نے وزیر نظام الملک کو دربار میں طلب کر کے اس جرم کا مجرم قرار دے کر قتل کر دیا۔

ہمدان اور زنجان پر تاتاری یورش:..... مغربی تاتاری ۶۱۷ھ میں خوارزم شاہ محمد بن تکش کے تعاقب میں رے پہنچے اور جب وہ ہاتھ نہ آیا تو ہمدان کی طرف لوٹے۔ اور راستے میں جو دیہات، قصبے اور شہر ملے، تاراج کر دیئے۔ اہل ہمدان نے اس طوفان بدتمیزی کی آمد کی خبر پا کر مال و اسباب، قیمتی قیمتی کپڑے اور مویشیاں جتنے حاصل کر سکے، فراہم کر کے بحکم ع دہنِ سگ بلقمہ دوختہ بہ لٹیرے تاتاریوں کے سامنے حاصر کر دیئے۔ چنانچہ ان کے ہاتھ سے ان کی عزت و آبرو اور جان بچ گئی۔ پھر وہ زنجان کی طرف بڑھے۔ اہل زنجان نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا۔ یہ بھی بال بال بچ گئے۔

قزوین پر حملہ اور جنگ:..... پھر قزوین پر دھاوا کیا۔ اہل قزوین خم ٹھونک کر مقابلہ پر آ گئے اور لڑے، مغربی تاتاریوں نے ان کا محاصرہ کیا اور لڑ کر ان کو زیر کر لیا، بیحد خونریزی ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قزوین میں چالیس ہزار سے زیادہ آدمی کام آئے۔ اس کے بعد سردی کا موسم آ گیا، برف گرنا شروع ہو گئی۔ قتل و غارت کرتے ہوئے جیسا کہ ان کی عادت تھی، آذربائیجان کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت ازبک بن بہلوان (والی آذربائیجان) تبریز میں مقیم تھا۔ لہولعب میں مصروف خواہشات نفسانی میں منہمک انتظام ملک سے غافل، رنگ رلیوں میں پڑا ہوا تھا۔ اس کو یہی سمجھ آیا کہ اس نے مغربی تاتاریوں سے خط و کتابت کر کے کچھ دے کر اپنے کو ان کے شر سے بچالیا۔ پھر تاتاری سیلاب کی طرح سوقان کی طرف واپس مڑے تا کہ سردی کا موسم کسی ساحل پر قیام کر کے گذاریں۔

کرج قوم کی بربادی:..... اس کے بعد بلاد کرج پر چڑھائی کی۔ کرج نے مقابلہ کیا۔ سینہ سپر ہو کر لڑے لیکن تاتاری طوفان کو روک نہ سکے اور

میدان چھوڑ دیا۔ تاتاریوں نے نہایت بے رحمی سے پامال کیا۔ ادھر کرج نے ازبک (والی آذربائیجان) اور اشرف بن عادل بن ایوب والی خلاط کی خدمت میں ایلچی بھیجے اور تاتاریوں کے مقابلہ پر امداد طلب کی۔ ادھر اقرش (ازبک کا آزاد کردہ غلام) تاتاریوں سے مل گیا۔ ترکمان اور کردوں کی بڑی فوج اس کے لشکر میں تھی، پھر تاتاریوں کے ساتھ کرج پر چڑھ گیا۔ اور یہ قتل و غارت کرتے ہوئے بلقین (بلقان) تک پہنچ گئے۔ کرج خم ٹھونک کر مقابلہ پر آئے۔ پہلے اقرش سے مقابلہ ہوا اس کے بعد تاتاریوں نے یلغار کی۔ چنانچہ کرج کو شکست ہوئی اور ان کی بیشمار فوج کٹ گئی۔ یہ واقعہ ماہ ذیقعدہ ۶۱۷ھ کا ہے۔

مراغہ کی بربادی:...... مغربی تاتاری مہم کرج سے فارغ ہو کر مراغہ کی جانب لوٹے تو تبریز ہو کر گزرے۔ والی تبریز نے جیسا کہ اس کی عادت تھی، اسی طرح پیش آیا۔ تحائف اور ہدایا پیش کیے۔ جو کچھ ہو سکا نقد و جنس جمع کر کے نذر کیا۔ پھر یہ قتل و غارت کرتے ہوئے مراغہ پہنچے۔ مراغہ کی والیہ ایک عورت تھی، چند دن تک مقابلہ کرتی رہی۔ بالآخر ماہ صفر ۶۱۸ھ میں تاتاریوں نے دبا لیا۔ اور جی کھول کر پامال کیا۔

اربل پر تاتاری یلغار:...... مراغہ سے فارغ ہو کر اربل پر یلغار کی۔ مظفر الدین بن ❶ اس شہر کا حاکم تھا۔ اس نے بدرالدین والی موصل سے امداد طلب کی۔ بدرالدین نے مظفر الدین کی کمک پر فوجیں بھیجیں اور خود سرحدی علاقوں کی حفاظت کی غرض سے تیار ہو گیا۔ اتنے میں خلیفہ ناصر کا فرمان پہنچا۔ لکھا تھا کہ ”تم اپنی فوج کے ساتھ دقوقا میں جا کر قیام کرو اور عراق میں تاتاریوں کو گھسنے مت دو“ چنانچہ اسلامی فوجیں دقوقا میں جمع ہوئیں۔ خلیفہ ناصر نے اپنے غلام بشتمر (قستمر) کو آٹھ سو نامی گرامی سرداروں کے ساتھ سے مظفر الدین کی کمک پر روانہ کیا۔ اور سارے لشکر کی قیادت مظفر الدین کو دی۔ لیکن دونوں حریف ایک دوسرے سے خائف و مرعوب ہو کر جنگ نہ لڑ سکے۔

ہمدان کی تباہی:...... اسلامی لشکر کے منتشر ہونے کے بعد تاتاری طوفان ہمدان کی طرف بڑھا۔ ہمدان میں ان لٹیروں کی طرف سے ایک پولیس آفیسر اسی زمانہ سے رہتا تھا جبکہ انہوں نے پہلی مرتبہ ہمدان پر قبضہ کیا تھا۔ انہوں نے شحنہ کو حکم دیا کہ اہل ہمدان سے مال و اسباب اور زر نقد وصول کر کے حاضر کرو۔ ہمدان کا رئیس ایک نہایت شریف شخص علوی خاندان کا تھا۔ اہل ہمدان روتے پیٹتے رئیس ہمدان کے پاس گئے اور سارے حالات بتائے۔ شحنہ کے ظلم و تعدی کی شکایت کی۔ رئیس علوی نے جواب دیا ”سوائے اس کے کہ تاتاریوں کا مطالبہ پورا کیا جائے، کوئی چارہ کار نہیں ہے“ اس پر اہل ہمدان بگڑ گئے، سخت و سست کہا اور تاتاریوں کے پولیس آفیسر کو ہمدان سے نکال دیا۔ تاتاریوں سے لڑنے پر تیار ہو گئے۔ رئیس علوی کو یہ بات پسند نہ آئی۔ چنانچہ ہمدان کے قریب ایک علاقہ میں جا کر قلعہ بند ہو گیا۔ ادھر تاتاریوں نے شہر پر یلغار کر دیا اور شہر پر قبضہ کر کے خون کا دریا بہا دیا۔ چنانچہ کئی دن قتل عام ہوتا رہا۔

اردبیل اور تبریز پر چڑھائی:...... ہمدان سے فارغ ہو کر تاتاری آذربائیجان کی جانب لوٹے اور اردبیل پر قبضہ کر کے اہل اردبیل کو قتل، ان کے گھروں کو ویران اور کھیتوں اور باغات کو تباہ و برباد کر دیا۔ اس کے بعد تبریز کی باری آئی۔ ابھی تاتاری تبریز تک نہیں پہنچے تھے کہ ازبک بن پہلوان والی آذربائیجان و آران نے تاتاریوں کے خوف سے تبریز چھوڑ دیا۔ نقجوان کی طرف چلا گیا اور اپنے اہل و عیال کو خوی بھیج دیا۔ شمس الدین طغرائی تاتاریوں سے مقابلہ کرنے پر اٹھ کھڑا ہوا۔ شہر کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اہل شہر کو جمع کر کے تسلی و تشفی دی۔ ایک حد تک شہر کی حفاظت کا بندوبست کیا۔ اتنے میں غارت گر تاتاری پہنچ گئے۔ اہل شہر کی مستعدی اور حفاظت کا حال سن کر حملہ سے رک گئے اور اہل شہر کے پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ اہل شہر نے ایک معین و مقرر مال دے کر ان کے ظلم و ستم سے خود کو بچا لیا۔

سراد کی اندوہناک بربادی:...... تاتاری لٹیرے تبریز کو چھوڑ کر شہر سراد پر چڑھ گئے اور اہل شہر کو اپنی غارتگری اور لوٹ کا نشانہ بنا لیا۔ تباہ و برباد کر کے بلقان کی جانب بڑھے اور چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ ابھی جنگ کی نوبت نہیں آنے پائی تھی کہ تاتاریوں نے اہل شہر کی درخواست پر اپنے ایک سردار کو بطور ایلچی شرائط صلح طے کرنے کے لیے اہل شہر کے پاس بھیجا۔ اہل شہر کی شامت آئی۔ انھوں نے تاتاری سردار کو مار ڈالا۔ پھر کیا تھا

❶ ...... یہاں جگہ خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۱۲) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا ہے۔

ماہ رمضان ۶۱۸ھ میں لڑ بھڑ کر شہر پر قبضہ کرلیا۔ پھر ایک قیامت برپا ہوگئی۔ قتل و غارتگری کے دروازے کھل گئے، مار دھاڑ شروع ہوگئی۔ بلا امتیاز مرد، عورت، جوان اور بوڑھے قتل کئے گئے۔ حمل والی عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچوں کو بھی قتل کردیا۔ عورتوں کی بے آبروی کرتے اور پھر انھیں قتل کرڈالتے تھے۔ غرض کہ کوئی برا کام ایسا نہ تھا جوان لٹیرے تاتاریوں نے نہ کیا ہو۔ قرب وجوار کے دیہات اور قصبے ویران و برباد ہوگئے۔ آبادی اور انسانوں کا کہیں نشان باقی نہ رہا۔

اہل گنجہ سے تاتاری صلح:......پھر بیلقان کو برباد کر کے آران کے پایہ تخت گنجہ پر چڑھائی کی۔ اہل گنجہ نے معقول طور پر قلعہ بندی کرلی تھی۔ غلہ وغیرہ کا ذخیرہ کافی مقدار میں حاصل کرلیا تھا۔ تاتاریوں نے یہ رنگ دیکھ کر صلح کی گفتگو شروع کی۔ چنانچہ اہل گنجہ نے جو کچھ تاتاریوں سے مطالبہ کیا، دے کر صلح کرلی۔

تاتاری طوفان بلاد کرج میں:......صلح گنجہ کے بعد آذربائیجان اور آران کے صوبہ میں کوئی شہر ان کی دستبرد سے باقی نہ رہا کسی کو صلح سے اور کسی کو لڑ کر زیر کیا۔ اس صوبے میں اب صرف وہ رقبہ باقی رہ گیا تھا جس پر کرج کا قبضہ تھا۔ چنانچہ تاتاریوں نے کرج کے علاقوں کی طرف قدم بڑھائے۔ کرج ان کی آمد سے بہت پہلے مطلع ہوگئے تھے۔ فوجیں، غلہ کے ذخیرے اور آلات حرب ضرورت سے زیادہ فراہم کر رکھا تھا۔ سینہ سپر ہو کر اپنی سرحد سے نکل کر تیغ و سپر ہوئے۔ کرج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور تاتاریوں نے کرج کو مار کر پیچھے ہٹادیا۔ تقریباً بیس ہزار کرج میدان میں کام آگئے۔ اور باقی نے میدان جنگ سے بھاگ کر اپنے پایہ تخت بلقین میں جاکر دم لیا۔ کرج کے بادشاہ نے فوجیں فراہم کیں اور ان کو مرتب کر کے تاتاریوں کے مقابلہ پر دوبارہ روانہ کیا لیکن کرج ہمت ہار گئے۔ مقابلہ سے جی چرا کر الٹے پاؤں بلقین واپس آگئے۔ چنانچہ تاتاریوں نے کرج کے تمام علاقوں پر قبضہ کرلیا اور جس طرح چاہا برباد تباہ کیا۔ لیکن ملک کے اندرونی حصہ کو اس وجہ سے تاراج نہ کرسکے کہ راستے نہایت دشوار گزار اور تنگ تھا۔ کثرت سے درے اور سر بفلک پہاڑ کھڑے تھے۔

شماخی کا محاصرہ اور بربادی:......کرج علاقوں سے واپس ہو کر دربند شروان کی طرف قدم بڑھائے اور شہر شماخی کا محاصرہ کرلیا۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ تاتاری لڑتے بھڑتے شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گئے۔ سیڑھیاں نہ تھیں، شہر پناہ پر کس طرح چڑھتے۔ لہٰذا مقتولوں کی لاشوں کو ایک دوسرے پر رکھ کر ٹیلہ سا بنالیا اور اس کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئے۔ محافظوں کو قتل کر کے شہر میں داخل ہوگئے۔ جو سامنے آیا مارڈالا، جو مال نظر آیا لوٹ لیا، کوئی بھی ان کے ظلم وستم سے نہ بچا۔ تین دن تک قتل عام ہوتا رہا۔

دربند میں تاتاری طوفان:......شماخی کی بربادی سے فارغ ہو کر دربند کو عبور کرنے کا ارادہ کیا لیکن عبور نہ کرسکے۔ پھر شروان بادشاہ دربند کے پاس پیغام بھیجا کہ کسی کو شرائط صلح طے کرنے کے لیے ہمارے پاس بھیج دو۔ چنانچہ شروان شاہ نے اپنے چند امراء کو تاتاریوں کے پاس بھیج دیا۔ مگر تاتاریوں نے ان میں سے اکثر کو قتل کردیا اور باقی لوگوں کو گرفتار کر کے یہ دھمکی دی ''کہ اگر تم کو ہمیں دربند عبور کرنے کا راستہ نہ بتاؤ گے تو ہم تمھیں بھی تمھارے ساتھیوں کی طرح ماڈالیں گے'' چنانچہ ان لوگوں نے جان بچانے کی غرض سے دربند عبور کرنے کا راستہ بتادیا۔ بلکہ انہی لوگوں کی رہبری کی وجہ سے تاتاری دربند عبور کر کے دربند شروان کی کشادہ زمین اور ہموار ملک میں پہنچ گئے۔

قفچاق اور لان اور تاتاری:......اس صوبہ میں قفچاق، لان، لکز اور بہت سے جرگے ترکوں کے آباد تھے، جس میں سلمان بھی تھے اور کفار بھی۔ تاتاریوں نے ان لوگوں پر یلغار کردی۔ عام طور سے تمام باشندوں پر بلا امتیاز قتل و غارتگری کا ہاتھ بڑھایا۔ قفچاق اور لان نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ لٹیرے تاتاری انھیں مغلوب نہ کرسکے اور میدان سے واپس ہو کر قفچاق کو پیغام دیا کہ ''آؤ ہم اور تم صلح کرلیں، ہم اور تم ایک ہی قبیلہ کے ہیں، لان سے ہمیں نبٹ لینے دو، تم لوگ لان کی بلا وجہ امداد کر رہے ہو تم اور وہ نہ ایک خاندان کے ہیں اور نہ ایک مذہب کے'' قفچاق اس بہکاوے میں آگئے اور لان کا ساتھ چھوڑ دیا۔

لان اور قفچاق کی بربادی:......چنانچہ لان پر تاتاریوں نے حملہ کیا اور یکے بعد دیگرے ان کا شہروں پر قبضہ کر کے قفچاق پر بھی ہاتھ صاف کرنا

شروع کر دیا۔ جو قفچاق والے دور دراز علاقوں میں رہتے تھے ان میں سے بہت سے لوگ روس چلے گئے۔ بہتیروں نے پہاڑوں اور جنگل میں جا کر پناہ لی۔ قفچاں صلح کا خواب دیکھتے ہی رہے۔ اور تاتاریوں نے آہستہ آہستہ ان کے شہروں کو بھی فتح کر لیا۔ قفچاق کا بے حد زرخیز اور سب سے بڑا شہر سرائے (سوداق) بھی فتح کر لیا۔ جو دریائے نیطش پھر جو کہ خلیج قسطنطنیہ سے متصل ہے، واقع تھا اور جسے قفچاق کی تجارت اور تجارتی بندرگاہ ہونے کا فخر حاصل تھا۔ اس شہر کے اکثر باشندوں نے بھی جان آبرو کے خوف سے پہاڑوں میں جا کر بسیرا کر لیا اور بعض نے روم، قلیج ارسلان کی حکومت میں جا کر سکونت اختیار کی۔

روس سے مقابلہ اور تباہی:...... اس کے بعد تاتاریوں نے ۶۱۶ھ میں قفچاق کے علاقوں سے روس کی مملکت کا رخ کیا۔ روس کا ملک قفچاق کے ملک سے ملا ہوا تھا۔ یہ بہت بڑی وسیع سلطنت تھی۔ یہاں کے رہنے والے مذہب عیسائی کے پابند تھے۔ روسیوں نے ان کی آمد کی خبر پا کر فوجیں مرتب اور مہیا کیں اور اس ارادے سے کہ تاتاریوں ہی کے ملک میں چل کر لڑنا چاہیئے، نکل پڑے۔ قفچاق کی بھی فوجیں روسیوں کے ساتھ تھیں، تاتاری یہ سن کر کہ روس جنگ کے لیے آرہا ہے، پیچھے ہٹے۔ روسیوں نے یہ خیال کر کے کہ تاتاری جنگ اور مقابلہ سے جی چرا رہے ہیں، آگے بڑھے۔ پھر کئی منزل تک یہی حالت رہی کہ تاتاری آج جس منزل کو چھوڑ جاتے تھے، دوسرے دن روسی اس پر قابض ہو جاتے تھے۔ بالآخر تاتاریوں نے پلٹ کر ایسا حملہ کیا کہ روسی اور قفچاقی مقابلہ نہ کر سکے اور پسپا ہو گئے۔ تاتاریوں نے قتل و غارتگری شروع کر دی، بیحد خونریزی ہوئی۔ ہزاروں افراد قید کر لئے گئے باقی لوگ اپنے ملک سے دست بردار ہو کر کشتیوں پر سوار ہو کر مسلمانوں کے ملک میں چلے گئے اور تاتاریوں نے ان کے ملک پر قبضہ کر لیا۔

بلغار میں تاتاری لشکر کا خاتمہ:...... روس اور قفچاق کو فتح کر کے ان لٹیروں نے ۶۲۰ھ کے آخر میں بلغار پر دھاوا کیا۔ اہل بلغار نے ان کی آمد کی خبر پا کر مقابلہ کی تیاری کی۔ چند مقامات پر فوج کے چند دستوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا اور باقی ماندہ فوج مقابلہ کی غرض سے میدان میں لائے۔ تاتاریوں سے جنگ ہوئی تو بلغاری فوج لڑتے لڑتے پیچھے ہٹی اور تاتاری جوش مردانگی میں بڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ کمین گاہ سے آگے نکل آئے۔ ادھر بلغاری فوج نے کمین گاہ سے نکل کر تاتاریوں پر پیچھے سے حملہ کیا اور بلغار کی وہ فوج جو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہی تھی، تلواریں کھینچ کر پلٹ پڑی۔ چنانچہ تاتاریوں کو دو طرف کی مار نے پریشان کر دیا۔ گھبرا گئے کچھ بنائے نہ بنی۔ چنانچہ سب کے سب کام آ گئے اور گنتی کے چند تاتاری کسی طرح جان بچا کر بھاگے اور چنگیز خان سے طالقان میں جا کر مل گئے۔ قفچاق اپنے ملک واپس آ گئے اور حکومت اپنے ہاتھ میں لی (واللہ یؤید بنصرہ من یشاء)۔ یہ حالات مغربی تاتاریوں کے تھے جو خراسان کے مغربی شہروں کو تاراج کرنے گئے تھے۔

شاہ خوارزم کے بعد خراسان کے حالات:...... آپ اوپر خوارزم شاہ کی وفات اور مغربی تاتاریوں کا اس کے تعاقب میں روانہ ہونے اور شہروں اور ملک کو تاراج کرنے کے واقعات پڑھ چکے ہیں۔

چنگیزی فوج کی پانچ اطراف میں روانگی:...... چنگیز خان نے خوارزم شاہ کی شکست اور فرار کے بعد جس وقت کہ وہ سمرقند میں تھا، اپنی فوج کو چند حصوں پر تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ کو ترمذ کی طرف روانہ کیا جس نے کلات پر حملہ کیا جو جیحون کی جانب نہایت مستحکم اور مضبوط قلعہ بنا تھا اور اس قلعہ اور اس کے گردونواح کے مقامات کو ان لوگوں نے فتح کر لیا اور نہایت بے رحمی سے تخت و تاراج کیا۔ دوسرا حصہ فرغانہ کو پامال کرنے پر مامور کیا۔ تیسرے حصہ کو خوارزم کی طرف، چوتھے حصے کو خوزستان اور پانچویں کو خراسان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔

تاتاریوں کی فتوحات:...... چنگیز خانی لشکر کا جو حصہ خراسان کو فتح کرنے پر مامور ہوا تھا، اس نے بلخ پر یلغار کی۔ اور اسے ۶۱۷ھ میں صلح اور امان سے فتح کر لیا۔ نہ کسی کو قتل کیا اور نہ لوٹ اور غارتگری سے اپنے ہاتھ رنگے۔ اپنے پولیس افسر کو بلخ میں ٹھہرا کر زوزن، میمند، اندخوی اور فاریاب کی طرف روانہ ہو گیا اور صلح اور آشتی سے ان شہروں پر قبضہ کر لیا۔ کسی شخص کو کسی قسم کی تکلیف نہ رہی۔ صرف اتنی خدمت ان لوگوں سے لی جاتی تھی کہ ان کے ساتھ مل کر ان کے مخالفوں سے لڑنا پڑتا تھا۔

طالقان کی فتح:...... اس کے بعد طالقان پہنچے، طالقان ایک وسیع صوبہ تھا جو چند شہروں پر مشتمل تھا۔ اس میں ایک قلعہ منصور کوہ تھا۔ جس کی مضبوطی

اور استحکام کو دوسرے قلعہ نہیں پہنچ سکتے تھے۔ تاتاریوں نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور پورے چھ ماہ محاصرہ کیے رہے۔ کامیابی ملتی نہ تھی لہٰذا انہیں ملی۔ چنگیز خان یہ سن کر خود اس قلعہ کے محاصرے کے لیے آ گیا، پچھلے چھ ماہ کے علاوہ چار ماہ اور محاصرہ کئے رہا۔ لیکن قلعہ فتح نہ ہوا۔ روزانہ لڑائی ہوتی تھی مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلتا تھا۔ چنگیز خان نے فوج کو حکم دیا کہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لے آئیں اور قلعہ کے سامنے جمع کر کے اس پر مٹی ڈالیں۔ پھر اس پر لکڑیں رکھیں اور مٹی ڈالیں۔ حتیٰ کہ قلعہ کی بلندی کے مقابل ایک ٹیلہ بن جائے۔ چنانچہ فوج نے نہایت تیزی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ اہل قلعہ نے اپنی ہلاکت اور قلعہ کے فتح ہونے کا یقین کر کے دروازہ کھول دیا۔ اور اچانک حملہ کرتے ہوئے نکل آئے۔ سواروں کا رسالہ مارتے دھاڑتے نکل گیا۔ پہاڑوں کو طے کرتا ہو بچ گیا۔ باقی رہے پیدل سپاہی وہ مار ڈالے گئے۔ پھر تاتاریوں نے شہر اور قلعہ میں داخل ہو کر قتل عام شروع کر دیا۔ جسے دیکھا مار ڈالا اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔

قفچاق کے دستے کی فتوحات: ...... اس کے بعد چنگیز خان نے اپنے داماد قفچاق قوین کو خراسان، مرو اور ساوا کی جانب روانہ کیا۔ اگرچہ قفچاق انہی لڑائیوں میں کام آ گیا۔ لیکن تاتاریوں نے محاصرے سے ہاتھ نہ کھینچا۔ مسلسل محاصرہ کئے ہوئے لڑتے رہے۔ حتیٰ کہ کامیاب ہو گئے۔ خون کی ندیاں بہادیں، دیہات، قصبے اور شہر ویران ہو گئے، ہو کا عالم ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان معرکوں میں ستر ہزار سے زیادہ آدمی قتل کیے گئے۔ مردوں کی ہڈیوں کے بڑے بڑے ٹیلے بن گئے تھے۔

سرداران بنو حمزہ، جس سے خوارزم شاہ تکش نے خوارزم پر قبضہ کیا تھا اسی وقت سے خوارزم میں تھے۔ تاتاریوں کے مظالم سن کر اختیار الدین جنگی بن عمر بن حمزہ کو خوارزم کی حفاظت کے لیے واپس بھیجا۔ چنانچہ اس نے خوارزم کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور نظم و نسق و شہر پناہ کی درستگی میں مصروف ہو گیا۔

مرو میں گھمسان کی جنگ: ...... خراسان فتح ہونے کے بعد چنگیز خان نے اپنے بیٹے کو شہر مرو کو فتح کرنے کے لیے روانہ کیا۔ اور ان مسلمانوں کو بھی اس مہم پر جانے کا حکم دیا جن کے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ بادل ناخواستہ جان اور آبرو کے خوف سے تاتاری لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ مرو میں اس وقت ان باقی ماندگان کا ایک جم غفیر جمع تھا۔ جو گذشتہ لڑائیوں میں تاتاریوں کے قتل سے بچ گئے تھے جن کی تعداد دو لاکھ سے زائد تھی۔ مرو کے باہر ان لوگوں نے صف آرائی کی، انھیں اپنی کامیابی میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں تھا۔ چنانچہ تاتاریوں نے پہنچ کر جنگ چھیڑ دی اور معرکہ کارزار شروع ہو گیا۔ جتنی ثابت قدمی سے مسلمانوں نے مقابلہ کیا۔ اس سے کہیں زیادہ تاتاریوں نے اپنی ثابت قدمی کا ثبوت دیا نہایت استقلال سے لڑتے رہے۔ بالآخر چوتھے دن مسلمانوں نے میدان جنگ چھوڑ دیا اور تاتاری انہیں نہایت بے رحمی سے قتل کرنے لگے۔ پانچ دن تک شہر کا محاصرہ کئے رہے۔ پھر حاکم مرو کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ امن دینے کا وعدہ کیا۔ حاکم مرو نے امن حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور تاتاری دربار میں حاضر ہو گیا۔ چنگیز خان کے بیٹے نے پہلے تو نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا۔ خلعت دی اور اس کے بعد حاکم مرو کو حکم دیا کہ جائزے کے لیے اپنے لشکر کو حاضر کرو۔ جیسے ہی سارا لشکر آ گیا، گرفتار کر لیا۔ لشکر کی گرفتاری کے بعد حاکم شہر سے رؤساء شہر، تجار، کاریگران اور مہاجنوں کی علیحدہ علیحدہ فہرستیں مرتب کرائیں۔ اور ان سب کو اہل وعیال سمیت حاضری کا حکم دیا۔ چنگیز خان سونے کی کرسی پر بیٹھا اور اس فوج کو پیش کرنے کا اشارہ کیا جو اسکے حکم سے گرفتار کی گئی تھی۔ چنانچہ چنگیز خان نے بلا پس وپیش ان لوگوں کی گردن زنی کا حکم صادر کر دیا۔ اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے قتل کر دیئے گئے۔

لٹیرے تاتاریوں کا دولت کی تلاش میں قتل عام: ...... امراء، رؤساء، تجار اور مہاجنوں کے ساتھ یہ برتاؤ کیا گیا کہ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے انھیں طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کیا گیا۔ بعض تو زدوکوب کے صدمہ سے مر گئے اور بعض مال نہ دینے کی وجہ سے قبروں میں زندہ دفن کر دیئے گئے۔ حصول زر کی آرزو میں قبریں کھود ڈالیں۔ غرض کہ روپیہ حاصل کرنے کے لیے جو مظالم کر سکتے تھے، کئے۔ عوام الناس کو جن میں مرد بھی تھے، عورتیں بھی تھیں اور بچے بھی تھے لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ اس قتل وغارتگری سے فارغ ہو کر شہر میں آگ لگا دی۔ چنانچہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ مال ہی کی تلاش اور جستجو میں سلطان سنجر کی قبر کو کھود کر رکھ دیا۔ اس واقعہ کے چوتھے دن باقی اہل شہر پیش ہوئے جو اس وقت تک ان تاتاریوں کی تلواروں سے بچ گئے تھے۔ چنانچہ چنگیز خان نے ان لوگوں کے بھی قتل کا حکم دیدیا جن کی تعداد سات ہزار سے کم نہ تھی۔

نیشاپور کی بربادی:......مرو کو تاراج کر کے نیشاپور کی طرف بڑھے۔ اور پانچ دن تک محاصرہ کیے رہے۔ چھٹے دن تلوار کے زور سے شہر فتح کر لیا۔ نیشاپور والوں کے ساتھ وہی سلوک کئے جو انہوں نے اہل مرو کے ساتھ کئے تھے، بلکہ بعض بعض مظالم کا یہاں اور اضافہ ہوا۔ پندرہ روز نیشاپور میں ٹھہرے رہے اور قتل و غارتگری کا بازار گرم رہا۔

طوس میں تاتاری مظالم:......نیشاپور سے فارغ ہو کر چنگیز خان نے اپنے لشکر کا ایک دستہ طوس کی طرف روانہ کیا۔ طوس میں بھی وہی مظالم کیے جس کے وہ عادی ہو چکے تھے۔ شہر کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔ امام علی بن موسیٰ رضا کے مشہد کو منہدم کر دیا۔ خلیفہ ہارون رشید کے مقبرے کو زمین دوز کر دیا۔ اور قتل و غارتگری کرتے ہوئے ہرات کی جانب بڑھے۔ ہرات ایک محفوظ مقام تھا۔ اس کا دس دن تک محاصرہ کئے رہے۔ آخر کار یہ بھی فتح ہو گیا۔ پھر بے شمار لوگوں کو قتل کیا جو باقی بچ گئے ان کو امن دے دیا اور ان پر ایک پولیس افسر مقرر کر کے جلال الدین منکبرس سلطان خوارزم شاہ سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوئے جیسا کہ ہم آگے تحریر کریں گے۔

ہرات میں آگ و خون:......تاتاریوں کی روانگی کے بعد اہل ہرات نے ان کے پولیس افسر کو مار ڈالا۔ پھر جب تاتاری جلال الدین سے شکست کھا کر واپس آئے اور شحنہ کے قتل کا واقعہ سنا تو گھبرا گئے۔ لہٰذا ہرات پر گھس کر قتل عام شروع کر دیا۔ گھروں کو آگ لگا دی، شہر پناہ کو توڑ ڈالا، ہرات کے نواح میں غارتگری کا بازار گرم ہو گیا۔ المختصر ہرات اور اس کے نواح کو تاراج کر کے چنگیز خان کے پاس طالقان چلے گئے۔ چنگیز خان طالقان میں خاموش نہیں بیٹھا تھا۔ بلکہ صوبہ خراسان کے باقی شہروں کی بربادی کے لیے فوجیں بھیج رہا تھا، جو یکے بعد دیگرے شہروں کو تباہ کر رہی تھیں۔ حتیٰ کہ پورا صوبہ خراسان تباہ و برباد ہو گیا۔ یہ مظالم جو تاتاریوں نے خراسان میں کئے ۶۱۷ھ میں کئے۔ اس سے اکثر اہل خراسان فنا ہو گئے جو باقی رہ گئے وہ دوسرے شہروں میں جا کر قیام پذیر ہو گئے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

سلطان جلال الدین منکبرس اور تاتاری اور اس کا غزنی میں قیام:......جب سلطان خوارزم شاہ محمد بن تکش نے دریائے طبرستان کے ایک جزیرے میں جان بحق تسلیم کی اس کی اولاد جلال الدین منکبرس کے ساتھ جو کہ ان میں سب سے بڑا تھا، خوارزم کی طرف روانہ ہوئی۔

خوارزم پر ترکمان خاتون یعنی خوارزم شاہ محمد بن تکش کی والدہ کی واپسی کے بعد ایک عیار شخص قابض ہو گیا تھا اور اس نے خوارزم پر پوری طرح تصرف حاصل کر لیا تھا۔ رعایا کے ساتھ بدسلوکی شروع کر دی۔ اوباشوں کی بن آئی، وہ لوگوں کے مال و زر پر دست درازی کرنے لگے۔ اتنے میں شاہی دیوان کے امراء خوارزم پہنچ گئے اور انہوں نے سلطان کی موت کی خبر مشہور کی اور یہ بھی ظاہر کیا جلال الدین اور اس کے بھائی خوارزم آ رہے ہیں۔ اوباش اور لٹیرے یہ سن کر بھاگ گئے۔ پھر جلال الدین اپنے بھائیوں کے ساتھ خوارزم پہنچ گیا۔ چنانچہ چاروں طرف سے مسلمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ سات ہزار کا لشکر جمع ہو گیا۔ اس لشکر میں زیادہ تر قبیلہ بیاروت کے سپاہی تھے جو خوارزم شاہ کی والدہ (ترکمان خاتون) کے اعزہ و اقارب تھے، یہ لوگ اولاغ شاہ کی طرف مائل ہو گئے۔ سبب یہ تھا کہ یہ ان کی قومی بہن کا بیٹا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

جلال الدین کی اولاغ شاہ کی طرف پیش قدمی:......القصہ ان لوگوں نے جلال الدین پر حملہ کرنے اور اسے معزول کرنے کا مشورہ کیا مگر کسی ذریعہ سے جلال الدین کو اس کی خبر مل گئی۔ تین سو سواروں کے ساتھ خراسان کی طرف چلا گیا، اور نساء کے بے آب و گیاہ بیابان کی طرف چلا۔ جہاں تاتاریوں کے ایک دستہ فوج سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ جلال الدین نے انہیں شکست دیدی۔ تاتاریوں کا منزم گروہ نساء میں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ نساء میں اس وقت اختیار الدین زنگی بن محمد بن عمر بن حمزہ خوارزم سے واپس آ کر قیام پذیر تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ نساء کا نظم و نسق اختیار الدین کے قبضہ میں تھا۔ اس نے ان بچے کھچے تاتاریوں کو حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ اور جلال الدین کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ جلال الدین نیشاپور کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد تاتاریوں کا ٹڈی دل لشکر جلال الدین کی روانگی کے تیسرے دن خوارزم پہنچا۔ قطب الدین اولاغ شاہ اور اس کے دوسرے بھائی خوارزم سے بھاگ نکلے۔ تاتاریوں نے تعاقب کیا، ادھر قطب الدین اولاغ شاہ نیشاپور سے ہو کر گزرا تو اختیار الدین (والی نساء) بھی ساتھ ہو لیا۔ چنانچہ تاتاریوں نے خراسان کے نواح میں ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا اور ہنگامہ کارزار شروع ہو گیا۔ جس میں

اولاغ شاہ مارا گیا۔ اور تاتاریوں نے اس کے مال ومتاع اور خزانے پر قبضہ کر لیا۔ اولاغ شاہ کا مال واسباب عام فوجیوں اور کاشتکاروں کے ہاتھ لگا جسے ان لوگوں نے نہایت معمولی قیمت پر فروخت کر دیا۔ اختیار الدین زنگی نساء واپس آیا اور خود مختار حکومت کرنے لگا لیکن شاہ کے لقب سے خود کو ملقب نہ کیا۔ چنانچہ جلال الدین نے نساء کی گورنری کی سند حکومت بھیج دی اس پر اختیار الدین نے اس کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا۔

قندھار میں تاتاریوں کی بربادی:......اس کے بعد جلال الدین کو یہ خبر ملی کہ تاتاریوں نے نیشاپور پر چڑھائی کی ہے اور چنگیز خان طالقان میں ہے ❶ نائب ہرات اس کا لشکر روانہ ہوا۔ سلطان خوارزم شاہ کا ماموں زاد بھائی دس ہزار فوج کے ساتھ تاتاریوں کے مقابلے سے بھاگ کر سجستان کی طرف بھاگا۔ مگر اہل سجستان نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا، ناچار واپس آ گیا۔ پھر جلال الدین نے بلا کر اپنی فوج میں شامل کر لیا اور تاتاریوں پر حملہ کی تیاری کر دی۔ اس وقت تاتاری قلعہ قندہار کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ چنانچہ سخت خونریز جنگ ہوئی، چنانچہ ایک شخص بھی ان میں زندہ نہیں بچا۔ پھر جلال الدین غزنی کی طرف لوٹ گیا۔

قربوشت کا قتل:......غزنی پر قربوشت (والی غور) اس وقت سے قابض ہو گیا تھا جب سے والی غزنی جلال الدین کے پاس والی سجستان کی زیادتیوں کی شکایت کرنے گیا تھا۔ صلاح الدین نسائی نے اس سے آگاہ ہو کر غزنی پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ قلعہ غزنی پر قبضہ کر کے قربوشت کو مار ڈالا اور شہر غزنی پر بھی قابض ہو گیا ❷۔ رضاء الملک شرف الدین بن امور نے اس کی مخالفت کی اور اس کو بھی نیچا دکھا کر غزنی کا حاکم بن گیا۔ لہٰذا جب جلال الدین کو تاتاریوں پر قندھار میں کامیابی ہوئی اور مظفر ومنصور غزنی واپس آیا تو رضاء الملک کو قتل کر کے غزنی پر قبضہ کر لیا اور وہیں رہنے لگا۔ یہ واقعہ ۶۱۸ھ کا ہے۔

تاتاریوں کا خوارزم میں حملہ:......ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جیحون سے خوارزم شاہ کے بھاگنے کے بعد چنگیز خان نے اپنی فوج کو ملک گیری اور تاراج کرنے کے لیے تمام ملک میں پھیلا دیا۔ چنانچہ ایک فوج عظیم خوارزم فتح کرنے کے لیے روانہ کی۔ خوارزم شاہ کے پایہ تخت ہونے کا شرف حاصل تھا۔ فوج بھی کثرت سے یہیں رہتی تھی۔ تاتاری لشکر چنگیز خان کے بیٹے جطائی اور اربطائی کی کمان میں خوارزم کی طرف بڑھا۔ پانچ ماہ کامل محاصرہ کا سلسلہ قائم رہا۔ لڑائی مسلسل ہو رہی تھی۔ منجنیقیں دن رات چلتی رہیں لیکن کامیابی کی صورت نہ دکھائی دی۔

خوارزم پر قبضہ اور اس کی بربادی:......چنانچہ انھوں نے چنگیز خان سے امداد کی درخواست کی۔ چنگیز خان نے پے در پے متعدد فوجیں کمک پر بھیجیں۔ سب نے مجموعی قوت سے حملہ کر دیا اور شہر کے ایک جانب کو فتح کر لیا۔ اس سمت کا فتح ہونا تھا کہ یکے بعد دیگرے محلات فتح ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ پورے شہر خوارزم پر تاتاریوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس وقت ان تاتاریوں نے اس کھڑکی کا کھولنا تھا کہ دفعتاً سیلاب آ گیا، سارا شہر غرق ہو گیا۔ لہٰذا اہل شہر تاتاریوں کی تلواروں اور جیحون کے سیلاب کا نشانہ بن گئے۔ کوئی بھی جانبر نہ ہوا۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ نسائی کاتب کا بیان ہے ''دوش خان بن چنگیز خان نے اہل خوارزم کو امان دی تھی۔ اہل شہر نے اس اطمینان پر شہر کا دروازہ کھولا اور اس کے پاس آئے۔ اس نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۶۱۷ھ کا ہے۔

قصہ مختصر تاتاری قزاق خراسان اور خوارزم کی تباہی سے فارغ ہو کر اپنے بادشاہ چنگیز خان کے پاس طالقان واپس آ گئے۔

آبنانخ گورنر بخارا کے حالات:......آبنانخ خوارزم شاہ کے عہد حکومت میں ممتاز امراء اور اراکین حکومت میں سے تھا۔ خوارزم شاہ نے اس کو دوبارہ بخارا کی گورنری پر مقرر کیا تھا۔ لہٰذا جب تاتاریوں نے بخارا کو فتح کر لیا۔ جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں تو آبنانخ بخارا چھوڑ کر سنسان کی طرف بھاگ گیا۔ پریشان حال مرتا کھپتا نساء کے نواح میں جا کر دم لیا۔ اختیار الدین (والی نساء) نے خط وکتابت شروع کی اور نساء میں داخل ہونے کی درخواست کی مگر آبنانخ نے صاف انکار کر دیا۔ چنانچہ اختیار الدین خود آبنانخ سے ملنے آیا اور ضروری چیزوں سے اس کی مدد کی۔

---

❶...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۱۵) میں یہاں مندرجہ ذیل عبارت ہے ''چنانچہ جلال الدین پہلے نیشاپور اور پھر وہاں سے بست کی طرف روانہ ہوا، اس کے پیچھے پیچھے........''۔ ❷...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۱۶) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا ہے۔

آبنانخ کا بشخوان پر قبضہ:......نساء کے قصبوں میں سے ایک قصبہ بشخوان تھا جس کا رئیس ابوالفتح نامی ایک شخص تھا، اس نے تاتاریوں کی سازش اور پشت پناہی سے خوارزم کے شحنہ کو خط لکھا۔ آبنانخ کو زیر کرنے کے لیے فوجیں بھیجیں۔ آبنانخ نے اس کو شکست دی اور نہایت بری طرح سے پامال کر کے بشخوان کا محاصرہ کر لیا اور لڑ کر فتح کر لیا۔ محاصرے کے دوران ابوالفتح مر گیا اس کے بعد آبنانخ نے ابیورد کا رخ کیا۔

آبیورد اور مرو کے درمیانی شہروں اور ابیورد پر بھی تاج الدین بن عمر بن مسعود قابض تھا۔ بڑے امراء کی ایک جماعت اس کا دایاں بازو بنی ہوئی تھی۔ حسب ضرورت فوجیں بھی موجود تھیں۔ اس لیے آبنانخ نے چھیڑ چھاڑ مناسب نہ سمجھا، واپس آ گیا۔

خراسان پر قبضہ:......اس وقت اس کا گورنر اختیار الدین زنگی وفات پا چکا تھا اور اس کے چچا کا بیٹا عمدۃ الدین حمزہ بن محمد بن حمزہ نساء پر حکومت کر رہا تھا۔ آبنانخ نے اس سے ۶۱۸ھ کے خراج کا مطالبہ کیا اور جب اس نے دینے سے انکار کیا تو شروان کی طرف روانہ ہو گیا۔ شروان میں ایلچی بہلوان حکومت کر رہا تھا۔ آبنانخ نے ایلچی بہلوان کو زیر کر کے شروان پر قبضہ کر لیا۔ ایلچی بہلوان پریشان حال جلال الدین منکبرس کے پاس ہندوستان چلا گیا اور آبنانخ خان آہستہ آہستہ خراسان پر قابض ہو گیا۔

تاتاریوں سے جنگ اور شکست:......تکلین بن بہلوان کا مرو پر قبضہ تھا۔ آبنانخ نے جیحون عبور کیا اور تاتاری شحنہ پر بخارا میں چھاپا مارا، مگر تاتاریوں نے ۶۰۷ھ میں تلوار کے زور سے آبنانخ کو پیچھے ہٹا دیا اور شروان کی طرف واپس آ گئے۔ تاتاری تعاقب میں تھے چنانچہ جرجان پہنچ کر آبنانخ کو گھیر لیا، لڑائی ہوئی۔ اس جنگ میں بھی تاتاریوں کو فتح نصیب ہوئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ غیاث الدین تیر شاہ بن خوارزم شاہ کے پاس رے میں جا کر پناہ لی اور اس کی خدمت میں قیام کیا یہاں تک کہ وفات پائی جیسا کہ آگے ہم تحریر کریں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ

رکن الدین غور شاہ ابن خوارزم شاہ (والی عراق) کے حالات:......ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ جب سلطان خوارزم شاہ نے اپنے بیٹوں میں ملک کو تقسیم کیا تھا تو عراق کو رکن الدین غور شاہ کے حصہ میں دیا تھا۔ پھر جب سلطان خوارزم شاہ رے کی جانب بھاگا تو اس کا بیٹا غور شاہ اس سے مل کر رے سے کرمان گیا۔ نو مہینے کرمان پر قابض رہا جب اس کو یہ خبر ملی کہ جلال الدین محمد بن آبہ شزوینی جو اس وقت ہمدان میں ہے، عراق پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور بہت سے امراء و سرداران لشکر اس کے ہم آہنگ ہو گئے ہیں اور مسعود بن صاعد قاضی اصفہان بھی مل گیا ہے، تو اس نے نہایت تیزی سے فاصلہ طے کر کے اصفہان پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ قاضی مسعود، اتابک سعد بن زنگی والی فارس کے پاس بھاگ گیا اور اس کے سایہ عاطفت میں پناہ گزیں ہو گیا۔ رکن الدین غور شاہ نے ہمدان کو فتح کرنے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ لیکن یہ فوجیں جنگ و جدال کئے بغیر ہی ہمت ہار کر واپس آ گئیں۔ رکن الدین غور شاہ رے کی جانب واپس آیا۔ یہاں پر (ابن گل دیگر شگفت ❶) کا مضمون ہو رہا تھا۔ فرقہ اسماعیلیہ کا ایک گروہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہا تھا۔ رکن الدین غور شاہ کو فرقہ اسماعیلیہ کی طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ ملا تاتاریوں کا ٹڈی دل لشکر آ پہنچا۔ قلعہ راوند میں اس کا محاصرہ کر لیا، نہایت سختی سے لڑائی شروع ہوئی۔ رکن الدین غور شاہ بھی کمال مردانگی سے تیغ سپر ہوا، تاتاریوں کے دانت کھٹے ہو گئے بے نیل مرام واپس آئے۔

ابن آبہ والی ہمدان نے تاتاریوں سے امن کی درخواست کی۔ تاتاریوں نے اس کو امن دی اور ہمدان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ بجائے اس کے علاءالدین شریف حسین کو ہمدان کی حکومت پر مامور کیا۔

تیر شاہ بن خوارزم شاہ:......آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ خوارزم شاہ نے ملک کی تقسیم کے وقت اپنے بیٹے غیاث الدین تیر شاہ کو کرمان اور کیش کی حکومت عطا کی تھی۔ لیکن وہ کسی وجہ سے اپنے باپ کے عہد حکومت میں کرمان نہیں گیا۔ پھر جب تاتاریوں نے قزوین پر حملہ کیا تو غیاث الدین تیر شاہ نواح اصفہان میں ماروت نامی قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ والی قلعہ نے اسے عزت و احترام سے ٹھہرایا پھر چند دنوں کے بعد اصفہان واپس آ گیا۔ جس وقت لٹیرے تاتاری آذربائیجان کی طرف سیلاب کی طرح بڑھ رہے تھے تو اصفہان سے ہو کر گذرے اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ مگر اہل اصفہان نے قلعہ بندی کر لی۔ لہٰذا تاتاریوں کی کچھ نہ چلی۔

❶......یہ پھول دوبارہ کھلے گا۔

تیر شاہ عراق میں:.....پھر ۶۲۰ھ کے آخر تک غیاث الدین تیر شاہ یہاں پر مقیم رہا۔اور جب اسکا بھائی رکن الدین غور شاہ کرمان سے اصفہان آیا تو غیاث الدین تیر شاہ، رکن الدین غور شاہ سے ملا اور کرمان پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی اور تحریک کی۔ چنانچہ رکن الدین غور شاہ نے کرمان پر قبضہ کرلیا پھر جب رکن الدین غور شاہ کو قتل کردیا گیا تو غیاث الدین تیر شاہ عراق چلا گیا۔

امیر بقاطا لبستی:.....جس وقت رکن الدین غور شاہ کو اس کے باپ خوارزم شاہ نے عراق کی حکومت عطا کی تھی، تو امیر بقاطا لبستی اتابکین کو رکن الدین غور شاہ کی وزارت کا عہدہ عطا کیا تھا۔امیر بقاطا لبستی نے حکومت پر قابو حاصل کرلیا۔رکن الدین غور شاہ نے اپنے باپ خوارزم شاہ سے اسکی شکایت کی اور گرفتار کرکے جیل میں ڈالنے کی اجازت مانگی۔ چنانچہ رکن الدین غور شاہ نے امیر بقاطا لبستی کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالنے کی اجازت مانگی چنانچہ رکن الدین غور شاہ نے امیر بقاطا لبستی کو گرفتار کرکے قلعہ سر جہاں میں قید کردیا۔ پھر جب رکن الدین غور شاہ کا قتل ہوگیا تو نائب قلعہ اسد الدین جولی نے امیر بقاطا لبستی کو رہا کردیا۔امراء اور فوج کا ایک جم غفیر مجتمع ہوگیا۔اس سے غیاث الدین تیر شاہ کو خطرہ پیدا ہوگا۔ چنانچہ اس سے میل جول پیدا کیا اور اپنی بہن سے نکاح کردیا لیکن اپنی بہن کی رخصتی نہیں کی۔

امیر بقاطا لبستی کے ہاتھوں از بک خان کا قتل:.....رکن الدین غور شاہ کے قتل کے بعد اصفہان کی حکومت پر از بک خان نامی ایک شخص قابض ہوگیا تھا۔ایک فوج اس کے لشکر میں جمع ہوگئی تھی۔امیر بقاطا لبستی نے از بک خان پر حملہ کیا تو از بک خان نے غیاث الدین تیر شاہ سے امداد کی درخواست کی۔غیاث الدین تیر شاہ نے اپنے ایک امیر دولۃ الملک کی کمان میں ایک فوج از بک خان کی کمک پر بھیجدی مگر یہ کمک نہیں پہنچنے پائی تھی کہ امیر بقاطا لبستی نے از بک خان پر حملہ کرکے اسے شکست دیدی اور جنگ کے دوران اصفہان کے باہر میدان جنگ میں اسے قتل کرکے اصفہان پر قبضہ کرلی۔دولۃ الملک غیاث الدین کے پاس واپس آیا۔

تیر شاہ کا بقاطا لبستی پر حملہ اور صلح:.....غیاث الدین کو امیر بقاطا لبستی کا یہ فعل ناگوار گزرا۔لہٰذا فوجیں آراستہ کرکے اصفہان چڑھائی کردی۔ چنانچہ قاضی اصفہان اور صدر الدین رئیس نے اطاعت کی گردن جھکادی۔اور امیر بقاطا لبستی بھی مطیع ہوگیا اور غیاث الدین تیر شاہ کو راضی کرلیا۔ پھر غیاث الدین تیر شاہ نے اپنی بہن کی رسم رخصتی ادا کردی اور عراق مازندران اور خراسان کا واحد حکمران بن گیا۔ مازندران اور اس کے صوبے پر دولۃ الملک کو متعین کیا اور صوبہ ہمدان کی حکومت امیر بقاطا لبستی کو عطا کی۔

اس کے بعد غیاث الدین تیر شاہ نے آذربائیجان پر حملہ کیا۔مراغہ پر متعدد چھاپے مارے۔از بک بن بہلوان (والی آذربائیجان) نے صلح کے خطوط بھیجے، چنانچہ ردوکد بعد صلح ہوگئی۔

بقاطا لبستی کی بغاوت:.....امیر بقاطا لبستی نے نہایت کم مدت میں غیاث الدین تیر شاہ کی حکومت وسلطنت پر قابو حاصل کرلیا اس سے دماغ پھر گیا اور اسے خود مختاری کی سوجھی۔لہٰذا مراسم اتحاد کو خیر باد کہہ کر آذربائیجان کا قصد کیا۔آذربائیجان میں دو نمک حرام غلام از بک بن بہلوان کی مخالفت پر پہلے سے تلے ہوئے تھے۔یہ دونوں امیر بقاطا لبستی سے مل گئے اور بغاوت کا جھنڈا بلند کردیا۔غیاث الدین تیر شاہ ان کی گوشمالی کے لیے نکلا اور لڑ کر زیر کرلیا، یہ مغلوب ہوکر واپس چلے گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ❶ خلیفہ بغداد کے اشارے پر امیر بقاطا لبستی کو غیاث الدین تیراہ کی مخالفت پر اٹھایا تھا (واللہ اعلم بالصواب)

آبنانخ، تیر شاہ کی خدمت میں:.....مقام جرجان میں آبنانخ نائب بخارا جنگ تاتار سے نجات پاکر غیاث الدین تیر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔غیاث الدین تیر شاہ نے عزت واحترام سے ٹھہرایا۔سلطان کا ماموں دولت ملک اور اس کے بھائی نے آبنانخ کی جابجا شکایت کی۔طرح طرح کے الزامات لگائے مگر غیاث الدین تیر شاہ نے توجہ نہ کی بلکہ ڈانٹ ڈپٹ کراپنے دربار سے نکلوادیا۔یہ دونوں ناراض ہوکر چلے گئے۔

❶.....اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۱۸) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا ہے (مصح)

دولت ملک تاتاریوں کے لشکر میں جا کر مل گیا اور اس کے ساتھ مرو اور زنجان پر جنگ کرنے گیا۔ اسی لڑائی میں کام آ گیا۔ اس کا بیٹا بر کہ خان، ازبک خان کے پاس آذر بائیجان چلا گیا۔

بقاطابستی پر تاتاری حملہ:......اس کے بعد تاتاری فوج نے امیر بقاطابستی پر حملہ کیا۔ چنانچہ امیر بقاطابستی کو شکست ہوئی اور اس نے کرم جا کر پناہ لی اور اس کے بقیۃ السلف ہمراہی غیاث الدین تیر شاہ کے پاس چلے گئے۔ تاتاری فوجیں لوٹ مار کرتی ماوراءِ جیحون کی طرف واپس ہوئیں جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے ❶۔

تیر شاہ کی فتوحات:......والی فارس سعد الدین زنگی اور اہل اصفہان نے جس وقت کہ والی فارس سے انھیں شکست ہو چکی تھی، غیاث الدین تیر شاہ سے خط وکتابت شروع کی چنانچہ غیاث الدین تیر شاہ اہل اصفہان کی تحریک پر سعد الدین بن زنگی کو زیر کرنے کی غرض سے روانہ ہوا اور قلعہ اصطخر میں اس کو گھیر لیا اور تلوار و نیزہ کے زور پر اسے فتح کر کے محاصرہ کیا۔ اہل قلعہ نے امن کی درخواست کی صلح کے ساتھ فتح ہوا۔ آ بنانخ خان کا اسی مقام پر انتقال ہوا اور وہیں شعیب سلیمان میں سپرد خاک ہوا۔ اس کے بعد ایک فوج گازرون کو فتح کرنے کے لیے روانہ کی گئی۔ چنانچہ گازرون بھی فتح ہو گیا اس میں سخت خونریزی ہوئی، پھر اس نے نواح بغداد کا رخ کیا۔ اربل اور بلاد جزیرہ سے بیشمار فوجیں جمع ہو کر آ گئیں۔ غیاث الدین تیر شاہ سے صلح کی بات چیت ہونے لگی اور پھر مصالحت ہو گئی، غیاث الدین تیر شاہ عراق واپس آ گیا۔

جلال الدین غزنی میں:......ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ خوارزم شاہ نے تقسیم ملک کے وقت جلال الدین منکبرس کے حصے میں غزنی، بامیان، غور، بست، کھیاباد اور جو علاقے ہندوستان کے اس سے ملے ہوئے تھے، دیئے تھے۔ جلال الدین منکبرس نے ان علاقوں پر اپنی طرف سے بطور نائب ❷ امیر ملک کو مقرر کیا۔ اور غزنی میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا۔ پھر جب سلطان خوارزم شاہ کو تاتاریوں کے مقابلے میں شکست ہوئی تو حربوشہ (والی غور) نے جلال الدین کے نائب سے غزنی چھین لیا اور پھر جب جلال الدین نیشاپور سے غزنی کی طرف بھاگا اور تاتاری بلاد خراسان پر قابض ہو گئے تو وہاں کے امراء ورؤساء حفظ ناموس کے خیال سے بھاگ گئے اور جلال الدین کے پاس جا کر پناہ لی۔

مختلف امراء کا متحدہ لشکر اور تاتاریوں کی شکست:......نائب ہرات امین الملک نے سلطان کے ماموں کو قتل کر دیا اور باغی ہو گیا۔ اس واقعہ کو ہم محاصرہ سجستان کے ضمن میں بیان کر چکے ہیں۔ کچھ عرصے بعد اس نے سلطان جلال الدین کی اطاعت قبول کر لی۔ سیف الدین بقراق خلجی، اعظم ملک بلخی، مظہر ملک اور حسن وسلطان سے آ ملے۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ تیس تیس ہزار سپاہی موجود تھے۔ سلطان کے شاہی لشکر میں بھی اتنی ہی فوج تھی۔ ان سب نے متفقہ اور مجموعی قوت سے تاتاریوں پر جس وقت کہ وہ قلعہ قندھار کا محاصرہ کیے ہوئے تھے، حملہ کیا۔ اس معرکہ میں تاتاریوں کو شکست ہوئی۔ اور باقی سپاہی بھاگ کر اپنے بادشاہ چنگیز خان کے پاس پہنچ گئے۔ چنگیز خان نے ایک بڑی فوج اپنے بیٹے طولی خان کی کمان میں جلال الدین سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کی۔ مقام شروان میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ جلال الدین نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا اور تاتاریوں کو شکست ہو گئی۔ طولی خان بن چنگیز خان معرکہ کارزار میں مارا گیا۔ تاتاری فوج تتر بتر ہو گئی۔

مال غنیمت پر جھگڑا اور افتراق:......پھر سلطان جلال الدین کے لشکر میں تقسیم مال غنیمت پر جھگڑا ہو گیا۔ سیف الدین بقراق اور امین الملک نائب ہرات کی بھی اسی معاملہ میں نزاع ہو گئی۔ امین الملک نے عراق کا راستہ لیا۔ اعظم ملک اور مظفر ملک بھی لڑ پڑے۔ ایک ہنگامہ نمونہ قیامت سا برپا ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ اسی ہلڑ میں بقراق کا بھائی مار ڈالا گیا۔ چنانچہ بقراق بھی ناراض ہو کر ہندوستان کی طرف واپس چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی ساتھ ہو لیے۔ جلال الدین نے انھیں ملانے اور واپس لانے کی بہت کوشش کی مگر کارگر نہ ہو سکی اور ایک بھی واپس نہیں آیا۔

چنگیز خان کی انتقامی کاروائی:......اس شکست کی چنگیز خان کو اطلاع ملی تو تاتاریوں کے سارے گروہ کو جمع کیا اور مرتب و مسلح کر کے جلال

---

❶...... یہاں ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد۵ صفحہ۱۱۸) پر بھی کچھ نہیں لکھا بلکہ یہ علامت (*) اور آگے وہیں سے ذکر شروع کیا ہے جیسا کہ فاضل مترجم نے لکھا ہے۔

❷...... یہاں جگہ خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد۵ صفحہ۱۱۸) پر موجود نام امیر ملک سے خالی جگہ کو پر کیا گیا ہے۔

الدین منکبرس سے لڑنے چل پڑا۔ جلال الدین بھی چنگیز خان کے ارادے سے آگاہ ہو کر مقابلہ کو نکلا۔ چنگیز خان کے مقدمۃ الجیش (ہراول) سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ سخت خونریز جنگ کے بعد جلال الدین کو فتح نصیب ہوئی۔ تاتاریوں سے معدودے چند جانبر ہوئے۔

جلال الدین میدان جنگ سے واپس ہو کر دریائے سندھ پر مقیم ہوگیا۔ ان تمام امراء وسرداروں کو جو اس سے منحرف ہوگئے تھے، اپنی کمک پر بلوایا ابھی ایلچی واپس نہیں آیا تھا کہ چنگیز خان نے جلال الدین پر حملہ کر دیا۔

جلال الدین کی افسوسناک شکست:...... تین دن اور تین رات جنگ کے بعد جلال الدین کو شکست ہوگئی۔ امین الملک اپنے باپ کے پاس قتل ہوا سلطانی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ تاتاریوں نے نہر سندھ عبور کرنے سے روکنا شروع کر دیا۔ چنانچہ بہت سے ہزیمت خوردہ نہر میں ڈوب کر مر گئے۔ بہت سوں کو تاتاریوں نے اپنی خون آشام تلوار کی نذر کر دیا۔ سلطان جلال الدین کا بیٹا جس کی عمر صرف سات سال تھی، تاتاریوں کے ہاتھ پڑ گیا۔ تاتاریوں نے اس بچے کو بھی مار ڈالا۔ جلال الدین میدان جنگ سے بھاگ کر دریا کے کنارہ پہنچا اور تاتاری تعاقب میں تھے۔ جلال الدین نے اپنی عورتوں کو قتل کر کے گھوڑا دریا میں ڈال دیا، تیر کر دوسرے کنارے پہنچ گیا۔ اس کی فوج سے صرف تین سو سوار، چار سو پیادے اور چند سردار زندہ بچے۔ تین دن کے بعد بڑی مشکل سے سلطان کی خدمت میں پہنچ گئے۔

جلال الدین اور ساتھیوں کی بدحالی:...... سلطان کے کسی خاص الخاص امیر نے اس واقعہ جان گداز سے مطلع ہو کر ایک کشتی جس میں کھانا، کپڑے اور کل ضروری اشیاء تھیں، سلطان کی خدمت میں روانہ کیا۔ جس سے ان لوگوں کی ضروریات پوری ہوئیں۔

اعظم ملک کسی قلعہ میں جا کر روپوش ہوگیا۔ چنگیز خان نے مطلع ہو کر اس کا محاصرہ کر لیا اور تلوار کے زور سے فتح کر کے اسکو اور ان سب لوگوں کو جو اس کے ساتھ قلعہ میں تھے، بھیڑ بکری کی طرح ذبح کر دیا۔

غزنی نیست ونابود ہوگیا:...... اس کے بعد تاتاری لشکر نے غزنی کا رخ کیا۔ غزنی بھی فتح ہوگیا۔ قتل کیا، غارت کیا، برباد کیا، جس کو جہاں پایا مار ڈالا، شہر میں آگ لگا دی، جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ غرضیکہ غزنی اور غزنی کے نواح اس طرح برباد ہوئے کہ گویا ان کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ یہ واقعات ۶۱۹ھ کے ہیں۔

جبل جروی کے والی کی شکست:...... ان واقعات کی اطلاع والی جبل جروی (بلاد ہندوستان) کو ملی۔ جلال الدین سے اپنا پرانا کینہ نکالنے کو اٹھ کھڑا ہوا۔ چونکہ جلال الدین اور اس کے ساتھی تاتاریوں کی جنگ سے تھک گئے تھے، اس لیے جنگ کی جگہ پر نہ آئے۔ چنانچہ والی جبل جروی ناکام واپس ہوا۔ جلال الدین کے ایک مصاحب نے موقع پا کر حملہ کر دیا اور شکست فاش دے کر ان پر مسلط ہوگیا۔ ہندوستان کا نائب السلطنت نرمی و ملاطفت سے پیش آیا۔ تحائف وہدایا نذر کیے (واللہ تعالیٰ ولی التوفیق)

قباچہ کے ہاتھوں امین الملک کا قتل:...... جلال الدین منکبرس کے کمانڈروں کا ایک گروپ فوج کے ساتھ دریائے سندھ عبور کر کے ہندوستان میں قباچہ بادشاہ ہندوستان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جن میں سے امین الملک کی بیٹی، شمس الملک (جو جلال الدین منکبرس کا اسے باپ کے زمانہ میں وزیر تھا) اور قزل خان ابن امین الملک قابل ذکر ہیں۔ قزل خان شہر کلورا میں جا کر پناہ گزین ہوگیا تھا، مگر کلورا کے گورنر نے اسے قتل کر ڈالا اور قباچہ نے شمس الملک کا اس وجہ سے کام تمام کر دیا کہ اس کو خطرہ پیدا ہوگیا تھا کہ یہ جلال الدین کو اس کی حرکات وسکنات سے مطلع کر دے گا۔

جلال الدین ہندوستان میں:...... امین الملک نے جلال الدین کو اس کی اطلاع کر دی۔ تھوڑے دنوں کے بعد اس کے بھائی (غیاث الدین) کے کمانڈر اس کی خدمت میں آ گئے۔ جس کی وجہ سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ اس نے شہر کلورا کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ اس کے بعد شہر ترتوخ کو بھی اسی طرح فتح کیا۔ قباچہ نے جلال الدین سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں فراہم کیں۔ جلال الدین کو اس کی خبر مل گئی فوراً حملہ کر دیا، قباچہ مقابلہ پر نہ آیا۔ مورچہ اور کیمپ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ جلال الدین نے جو کچھ لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا۔

لاہور کی طرف پیش قدمی:...... پھر لاہور کی طرف قدم بڑھائے۔ لاہور میں قباچہ کا بیٹا تھا وہ قلعہ بند ہوگیا۔ پھر اس بات کو محسوس کر کے کہ مقابلہ

کی قوت نہیں ہے، صلح کا پیغام دے دیا۔ چنانچہ ایک مقررہ سالانہ خراج پر مصالحت ہوگئی۔ اس نے محاصرہ اٹھا کر تستشان پر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ فخر الدین سلاوی قباچہ کا نائب اس شہر کا والی تھا اس نے اطاعت قبول کر لی۔ اور شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا، اس کے بعد اوجا پر حملہ کیا۔ محاصرہ کر لیا، اہل اوجا نے تاوان جنگ دے کر صلح کر لی۔

سلطان التمش اور جلال الدین:...... پھر اس نے جانس کا محاصرہ کیا، بادشاہان ہندوستان میں سے شمس الدین التمش نامی ایک بادشاہ جو شہاب الدین غوری کا غلام تھا اور اس شہر کا حاکم تھا۔ اس نے جلال الدین سے لڑنا مناسب نہیں سمجھا اور اس کے علم کے آگے اطاعت کی گردن جھکا دی، اہل شہر بھی مطیع ہو گئے، جلال الدین نے چند دن یہاں قیام کیا۔ التمش نے تیس ہزار سوار ایک لاکھ پیدل اور تین سو جنگی ہاتھیوں کے ساتھ حملہ کیا۔ جلال الدین بھی اپنی فوج مرتب کر کے مقابلہ پر آیا مقدمہ الجیش (ہراول) پر جہاں بہلوان ازبک تھا۔ دونوں فریق کے ہراول غلط راستے پر چلے گئے۔ اور ایک دوسرے سے مڈبھیڑ نہ ہوسکی۔ التمش نے صلح کا پیغام بھیجا۔ جلال الدین پر مائل ہوگیا۔

ہندی حکمرانوں کا متحدہ لشکر:...... اس واقعہ کے بعد التمش، قباچہ اور سارے ہندی حکمران متحد ہو کر جلال الدین سے لڑنے نکلے مگر جلال الدین جنگ سے پہلوتہی کر گیا اور ہندوستان کے ان علاقوں پر جن پر قبضہ کر لیا تھا۔ اپنی طرف سے بہلوان کو مقرر کر کے ہندوستان سے روانہ ہوگیا۔ دریا عبور کر کے غزنی کی طرف چلا۔ غزنی اور غور پر امیر وفا ملک کو جس کا نام حسن مزلف تھا، مامور کر کے عراق کی طرف روانہ ہوگیا۔ یہ واقعہ ۶۲۱ھ کا ہے دو سال ہندوستان سے واپسی کو ہو گئے تھے۔

تیر شاہ غیاث الدین کی غفلت کے حالات:...... جب جلال الدین ہندوستان کی طرف روانہ ہوگیا غیاث الدین کے پاس کرمان میں بچی بچائی فوج آ کر مجتمع ہوئی غیاث الدین نے انہیں مسلح و مرتب کر کے عراق کا رخ کیا۔ چنانچہ خراسان اور مازندران پر قبضہ کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا پھر لہو ولعب اور عیش وعشرت میں ڈوب کر کاروبار سلطنت میں غافل ہوگیا۔ گورنروں نے ملک کو دبا لیا۔ قائم الدین نے نیشاپور پر اسبتد ادی حکومت کی بنیاد ڈالی، یغز بن ایلچی بہلوان۔ شروان کو دبا بیٹھا، نیال نے خطا پر قبضہ کر لیا، نظام الملک اسفرائن کا مستقل حکمران بن گیا۔ نصرت الدین بن محمد نے نسا پر اپنی حکومت کا جھنڈا لہرا دیا اور تاج الدین عمر بن مسعود ترکمانی ابیورد کا بادشاہ بن گیا۔

غیاث الدین، تاتاری اور ترکمان خاتون:...... غیاث الدین اپنی رنگ رلیوں میں مصروف، دنیا و مافیہا سے غافل لذات دنیاوی میں ڈوبا ہوا تھا۔ تاتاری فوجیں سیلاب کی طرح آگے بڑھیں۔ غیاث الدین عراق سے نکل کر بلاد جبل چلا گیا۔ تاتاریوں نے سارا ملک ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا۔ سارے ملک میں ہو کا عالم ہوگیا۔ غارتگری اور قتل کا ہنگامہ برپا ہوا۔ امن و امان کا نام ونشان باقی نہ رہا۔ رعایا تباہ و برباد ہوگئی، ملک ویران ہوگیا۔ چونکہ سلطان غیاث الدین کاروبار سلطنت سے غافل ہوگیا تھا اور عیش وعشرت کے علاوہ اس کو کوئی کام نہ رہا تھا۔ اس وجہ سے اس کی ماں حکومت وسلطنت پر قابض ہوگئی اور ترکمان خاتون مادر سلطان خوارزم شاہ جیسا رویہ اختیار کیا اور اس کے قدم بہ قدم چلی۔ خداوند جہاں کا لقب اختیار کیا۔ یہاں تک کہ سلطان جلال الدین آیا اور اس نے اس کو مغلوب کیا۔

جلال الدین کی ہندوستان سے واپسی:...... ۶۲۱ھ میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں، جلال الدین ہندوستان سے واپس آیا۔ بے حد تکالیف اور بے انتہا مصائب جو بیان سے باہر ہیں، برداشت کرتا ہوا کرمان پہنچا۔ چار ہزار سوار لشکر میں تھے، جو خچروں اور بیلوں پر سوار تھے۔ اس وقت کرمان میں براق حاجب (جلال الدین کے بھائی غیاث الدین) کا نائب حکومت کر رہا تھا۔

براق، کوخان:...... براق، کوخان بادشاہ کا حاجب تھا۔ کسی وجہ سے بادشاہ خطا سے علیحدہ ہو کر خوارزم آ گیا اور وہیں قیام اختیار کیا۔ اس کے بعد خوارزم شاہ کو بادشاہ خطا کے خلاف فتح نصیب ہوئی۔ براق کو حجابت کے عہدہ پر مقرر کیا۔ کچھ دنوں کے بعد غیاث الدین تیر شاہ بن خوارزم شاہ حکمران چلا گیا۔ غیاث الدین نے عزت واحترام سے ٹھہرایا اور جب جلال الدین ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور تاتاری اس کے تعاقب وگرفتاری سے ناامید ہو کر واپس آ گئے تو غیاث الدین کو عراق پر قبضہ کی لالچ پیدا ہوئی۔ چنانچہ براق کو کرمان کا حاکم مقرر کیا۔

سعد بن زنگی کی اطاعت:......جلال الدین نے کرمان پہنچ کر براق کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا۔ وزیر السلطنت شرف الملک فخر الدین علی بن ابوالقاسم جنیدی (جو خواجہ جہاں کے لقب سے معروف تھا) نے عرض کی ''یہ موقع براق کی گرفتاری کا نہیں ہے۔ اس سے عوام الناس بھڑک اٹھیں گے۔ کسی اور موقع پر دیکھا جائے گا''۔ جلال الدین اس فعل سے رُک گیا شیراز کی طرف قدم بڑھایا۔ والی شیراز بردا تابک نیاز مدانہ حاضر ہوا۔ ہدایا اور تحائف پیش کیے۔ علم حکومت کا مطیع ہوگیا۔ چونکہ اتابک فارس سعد بن زنگی کو غیاث الدین سے مخالفت ہوگئی تھی۔ جلال الدین سے صلح کرلی اور اپنی بیٹی سے جلال الدین کا نکاح کردیا۔

غیاث الدین اور جلال الدین:......اس کے بعد جلال الدین اصفہان گیا قاضی رکن الدین مسعود ابن صاعد حاضر خدمت ہوا۔ اطاعت قبول کرلی اس کی خبر غیاث الدین تک پہنچی۔ یہ اس وقت رے میں تھا۔ فوجیں مجتمع کرکے جلال الدین سے لڑنے کے لیے روانہ ہوا۔ جلال الدین کو اس کی اطلاع ملی، نرمی بھرا خط لکھا۔ طولی خان بن چنگیز خان کا مال واسباب، لباس گھوڑا اور تلوار بطور ہدیہ بھیجا۔ جو جنگ بر ندان میں مارا گیا تھا۔ ساتھ ہی اس کے ان امراء کو بھی بلانے کی کوشش کی جو غیاث الدین کے ساتھ تھے۔ ان لوگوں نے ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ اس کی خبر کسی ذریعہ سے غیاث الدین کو ہوگئی۔ غیاث الدین نے ان میں سے بعض کو گرفتار کرلیا باقی جلال الدین کے پاس بھاگ گئے۔

غیاث الدین اور جلال الدین کی صلح:......چنانچہ جلال الدین ان لوگوں کے ساتھ غیاث الدین کے لشکر میں آیا۔ غیاث الدین کے لشکر کے تمام سردار اور ہمنشین جلال الدین کی طرف ہوگئے۔ جلال الدین نے غیاث الدین کی خرگاہ، ذخیروں اور مال واسباب پر قبضہ کرلیا۔ اس کی ماں بھی قبضہ میں آ گئی۔ غیاث الدین قلعہ سلوقان بھاگ گیا۔ جلال الدین نے اس کے بھاگ جانے سے اس کی ماں پر بہت زیادہ ناراضگی کا اظہار کیا۔ لہٰذا اس نے اپنے بیٹے غیاث الدین کو بلا کر دونوں کی صلح کرادی۔ غیاث الدین اپنے بھائی کی خدمت میں جیسا کہ چھوٹے اپنے بڑوں کی خدمت میں رہتے ہیں، رہنے لگا۔ خراسان اور عراق کے غاصب امراء جلال الدین کے دربار میں نیاز مندی کے ساتھ حاضر ہوئے۔ اور علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی۔ حالانکہ اس سے پہلے غیاث الدین کی کچھ نہیں سنتے تھے۔ اور اس حکومت کو مٹا رہے تھے۔ سلطان جلال الدین نے اس کی اطاعت و فرمانبرداری پر خوشنودی ظاہر کی اور جیسا مناسب سمجھا، ویسا ہی عمل کیا۔

غیاث الدین اور نصرت الدین بن محمد:......نصرت الدین بن محمد اپنے چچازاد بھائی اختیار الدین کے بعد نساء کا حکمران بن گیا تھا۔ جیسا کہ پہلے ہم بیان کر آئے ہیں لیکن امور سلطنت کی عنان محدم بن احمد نسائی منشی مورخ تاریخ بنی خوارزم شاہ کے قبضہ میں تھی۔ ۱۹ سال تک زیر سایہ علم حکومت غیاث الدین حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد خود اپنی حکومت کا دعویدار بنا۔ غیاث الدین کے نام کا خطبہ موقوف کردیا۔ غیاث الدین نے طوطی بن آبناء کی کمان میں فوجیں روانہ کیں۔ ارسلان کو کمک کے لیے مقرر کیا۔ قرب وجوار کے امراء کو مدد واعانت کا حکم دیا۔ نصرت الدین کو خود کردہ پر پشیمانی ہوئی، اپنے نائب السلطنت محمد بن احمد منشی کو غیاث الدین کی خدمت میں صلح کا پیام دے کر بھیجا اور وہ مال بھی پیش کردیا جس پر صلح کا انحصار تھا۔

نساء پر آبنانخ کا قبضہ:......محمد بن احمد منشی ابھی غیاث الدین کے دربار تک نہیں پہنچا تھا کہ جلال الدین منکبرس کے آنے اور غیاث الدین کو مغلوب کرنے کی خبر مشہور ہوگئی۔ اصفہان میں برف باری ختم ہوگئی اور راستہ ٹھیک ہونے کی انتظار میں ٹھہرا رہا۔ چند دنوں بعد ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت سلطان ہمدان میں موجود نہ تھا۔ اتابک بقاطابستی کے جنگ پر گیا تھا اس کے حالات تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ ''غیاث الدین نے اس نے اپنی بہن کا نکاح کردیا تھا، اور غیاث الدین ولی عہدی سے معزول ہونے کے بعد آذربائیجان بھاگ گیا۔ اتابک سعد سے میل جول پیدا کیا۔ جلال الدین کو اس کی خبر مل گئی فوراً ان لوگوں کی طرف کوچ کردیا[1] غیاث الدین بھی جلال الدین سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ جلال الدین نے پہنچ کر اس کو گرفتار کیا۔ امن دی اس کے خیمہ میں واپس آکر قیام پذیر ہوا عزت واحترام سے ملاقات کی۔

---

[1] ......اصل کتاب میں جگہ خالی ہے (مترجم)۔ جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۲۱ھ پر یہ الفاظ ہیں کہ ''اس کے سردار امیر ایغان طائسی نے اس کی مخالفت کی اور ہمدان کی طرف روانہ ہوگئی......''

نصرت الدین نے بساء میں اندھیر مچادی، فتنہ وفساد کا بازار گرم کر دیا۔ جلال الدین نے آبنائے کو اس کی گوشمالی پر متعین کیا۔ دو دن کے بعد جلال الدین کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ نصرت الدین نے اس دار فانی کو چھوڑ دیا، ہلاک ہو گیا اور آبنائے کا نساء پر پورے طریقے سے تسلط اور قبضہ ہو گیا ہے۔

جلال الدین کی خوزستان روانگی:......جس وقت جلال الدین کو اپنے بھائی غیاث الدین پر غلبہ حاصل ہو گیا اور ملک کا نظم ونسق درست ہو گیا گرمی کا موسم تھا۔ یہ موسم گذارنے کے لیے خوزستان کی طرف کوچ کیا۔ اور اس کے دارالحکومت ❶ کا محاصرہ کر لیا۔ مظفر الدین وجہ السبع، خلیفہ ناصر کا غلام اس صوبہ کا حاکم تھا۔ جلال الدین نے محاصرہ کے زمانے میں اپنی فوج کو چند حصوں پر تقسیم کر کے شہروں پر شبخون مارنے کا حکم دیا۔ خراسان کے آس پاس میں لوٹ مار پھیل گئی۔ بادرایا اور بصرہ بھی محفوظ نہ رہا۔ تکین (ملکتین) پولیس افسر بصرہ پر مقابلہ کے لیے نکلا۔ دربار خلافت سے فوجیں جلال الدین قستمر (خلیفہ ناصر کا غلام تھا) کی کمان میں پہنچ گئیں۔ دونوں دشمن لڑنے سے رک گئے۔

دقوقا کا محاصرہ:......جلال الدین نے ضیاء الملک علاء الدین محمد بن مودود کو دربار خلافت میں بطور وفد روانہ کیا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر جہاں بہلوان تھا، راستے میں عرب کا ایک گروپ اور خلیفہ کا لشکر سامنے آ گیا۔ خوارزمی ٹوٹ پڑے، حملہ کر دیا۔ بہت سے بغداد واپس گئے اور جن کو خوارزمیوں نے گرفتار کر لیا تھا۔ سلطان جلال الدین کے دربار میں ان کو پیش کیا۔ سلطان نے ان لوگوں کو رہا کر دیا۔ اور ضیاء الملک بغداد چلا گیا۔

اس کی خبر اہل بغداد کو پہنچی۔ حفاظت کے لیے تیار ہو گئے۔ سلطان جلال الدین نے بھی یعقوبا پہنچ کر قیام کیا جو بغداد سے دو یا تین منزل کے فاصلے پر تھا۔ یعقوبا سے کوچ کر کے دقوقا کا محاصرہ کیا۔ اور زبردستی قابض ہو گیا۔ شہر پناہ اور قلعہ کو منہدم کر کے شہر میں آگ لگا دی۔

جلال الدین اور مظفر الدین کی صلح:......جس وقت جلال الدین دقوقا کو فتح کرنے میں مصروف تھا، اس کی فوجیں جو بہت سے حصوں میں تقسیم ہو کر لوٹ مار کر رہی تھیں، تکریت بھی پہنچ گئیں۔ اہل تکریت سے سخت جنگ ہوئی جس میں خوارزمیوں کو کوئی کامیابی نہ ہوئی اپنے لشکر میں واپس آ ئے۔

ان جنگوں کے زمانے میں جلال الدین اور مظفر الدین (والی اربل) سے خط وکتابت ہو رہی تھی۔ آخر کار آپس میں صلح ہو گئی۔ لیکن پھر بھی ملک میں بے حد بدامنی پھیل گئی۔ چاروں طرف قتل وغارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ عربوں نے رہزنی شروع کر دی۔ دن دہاڑے قافلے لٹنے لگے۔ ضیاء الملک بغداد ہی میں مقیم رہا۔ یہاں تک کہ سلطان جلال الدین نے مراغہ پر قبضہ کر لیا۔

وزیر شرف الملک:......وزیر السلطنت شرف الملک ❷ کا نام فخر الدین علی بن قاسم خواجہ جہاں تھا ❸ ابتداء میں یہ صاحب دیوان کا نائب تھا۔ نجیب الدین شہرستانی (سلطان کا وزیر السلطنت) اور اس کے بیٹے بہاء الملک وزیر حرب کی خدمت میں رہتا تھا۔ رفتہ رفتہ خدمتگاری سے ترقی کر کے پرچہ نویسی کی خدمت پر مقرر ہوا۔ اس لالچ سے کہ نجیب الدین شہرستانی وزارت کے عہدے سے معزول کر دیا جائے اور قلمدان وزارت پر میرا قبضہ ہو جائے۔ سلطان سے نجیب الدین شہرستانی کی چغلی کی اور یہ الزام لگایا کہ اس نے دو لاکھ دینار کا غبن کیا ہے۔ سلطان نے اس کی چغلی کی طرف توجہ نہ کی اور نجیب الدین شہرستانی سے کوئی مطالبہ نہ کیا۔ اس کے بعد بہاء الملک وزیر حرب پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ اس مرتبہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گیا۔ فوجی وزارت کی خدمت سپرد ہوئی۔ چار سال اس عہدہ پر رہا۔ جب سلطان کا لشکر بخارا آیا تو لوگوں نے اس کی بہت شکایت کی۔ سلطان نے گرفتاری کا حکم دیا روپوش ہو گیا۔ طالقان چلا گیا۔ طالقان سے غزنی پہنچا اور جلال الدین کی بارگاہ میں سلطان کے اشتعال کے بعد حاضر ہوا۔ جلال الدین نے حاجبوں کے زمرہ میں رکھ لیا۔ اس وقت سے برابر حجابت ❹ ہی کے عہدہ پر رہا۔ پھر جب جلال الدین نے دریائے سندھ عبور کیا اور اس کے وزیر السلطنت شہاب الدین ہروی کو بادشاہ ہندوستان قباچہ نے قتل کر ڈالا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں تو جلال الدین نے بجائے

---

❶......اس وقت خراسان کا دارالحکومت تشتر تھا۔ ماہ محرم ۶۲۲ھ میں جلال الدین نے اس کا محاصرہ کیا تھا اور مظفر الدین معروف بہ وجہ السبع نے نہایت مردانگی سے اپنے شہر کی حفاظت کی تھی۔ جب جلال الدین کو محاصرہ میں کامیابی نہ ہوئی تو لوٹ مار شروع کر دی (دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۶ مطبوعہ لیدن) (مترجم) ❷......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۲۱) پر شرف الملک کے بجائے شرف الدین تحریر ہے۔ ❸......اصل کتاب میں یہاں کچھ نہیں لکھا (مترجم)۔ جبکہ ہمارے پاس جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۲۱) پر اس جگہ لکھا ہے کہ "اس کا لقب شرف الملک تھا اور یہ اصفہان کا رہنے والا تھا"۔ ❹......سیکریٹری۔

شہاب الدین کے اس عہدہ وزارت سے سرفراز ممتاز کیا۔

خراسان میں تاتاریوں کی قتل وغارت:......آذربائیجان، بلاد قفچاق اور شروان سے مغربی تاتاریوں کی واپسی کے بعد خراسان تباہ و برباد ہو کر چٹیل میدان کی طرح رہ گیا تھا۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے حکومت کی تباہی کے بعد خراسان کے نواح پر غلبہ حاصل کر لیا تھا، کوئی حاکم نہیں رہا تھا۔ انہیں لوگوں نے پہلی بربادی وغارتگری کے بعد خراسان کو پھر آباد کیا۔ چنگیز خان نے خراسان کو تباہ کرنے کے لیے تاتاریوں کا ایک دوسرا لشکر بھیج دیا۔ اس لشکر نے خراسان کو دوبارہ تباہ کیا۔ مکانات گرادیئے، بازاروں کو لوٹ لیا، اسی قسم کا برتاؤ ساوا، قاشان اور قم میں بھی ان لٹیرے تاتاریوں نے کیا۔ حالانکہ تاتاریوں نے اس سے پہلے اس قسم کے افعال ان مقامات پر نہیں کئے تھے۔

ہمدان کی تباہی:......ان شہروں کی غارتگری سے فارغ ہو کر ہمدان کی طرف بڑھے۔ اہل ہمدان ان کی آمد کی خبر سن کر بھاگ گئے۔ تاتاریوں نے جی کھول کر شہر کو ویران اور تاراج کیا۔ اہل ہمدان کے تعاقب میں آذربائیجان کو بھی چھوڑ دیا۔ انتہائی بے سروسامانی سے بھاگ نکلے۔ بعضوں نے تبریز میں جا کر دم لیا۔ تاتاری لٹیرے تعاقب میں تھے یہاں بھی ان غریبوں کو چین نصیب نہ ہوا۔ تاتاریوں نے ازبک بن بہلوان والی تبریز کو خط لکھا اور ان لوگوں کو حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا۔ ازبک نے ان لوگوں میں سے ایک گروہ کو قتل کر کے ان کے سروں کو اور نیز باقی بچے ہوؤں کو تاتاریوں کے پاس بھیج دیا اور ایسی حرکتیں کیں جس سے تاتاری راضی ہو کر واپس ہو گئے تبریز سے چھیڑ چھاڑ نہ کی۔

قفچاق شروان میں:......جس وقت تاتاری بلاد قفچاق اور روس سے واپس آئے اور قفچاق کا ایک گروپ جو تاتاریوں کے مقابلہ سے بھاگ گیا تھا، پریشان حال دربند شروان پہنچا۔ دربند شروان کا بادشاہ رشید نامی ایک شخص تھا۔ ان لوگوں نے رشید سے درخواست کی کہ ''ہم لوگ ہیں ملک کی اطاعت وفرمانبرداری کو باعث فخر وعزت سمجھیں گے۔ آپ اپنے ملک میں ہمیں قیام کرنے کی اجازت دیجئے اور اس اطمینان کے لیے کہ ہم لوگ آپ سے کسی قسم کی بدعہدی نہ کریں گے، ضمانت دینے کو تیار ہیں''۔ رشید کو کچھ شبہ پیدا ہوا، درخوست منظور نہ کی تو ان لوگوں نے یہ درخواست پیش کی ''آپ ہمیں اپنے ملک سے غلہ اور دیگر ضروریات خریدنے کی اجازت دیجئے''۔ رشید نے اجازت دے دی۔

قفچاق سرداروں کی غداری:......اس کے بعد انہیں قفچاقی گروہ کے بعض سردار رشید کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ظاہر کرنے لگے کہ ''قفچاقی آپ کے ساتھ بدعہدی کرنے پر تیار ہیں۔ آپ ہمیں ایک فوج عنایت فرمائیں۔ ہم ان کو لڑ کر آپ کے ملک سے نکال دیں گے۔ رشید نے ان کو فوجیں دیں، سامان جنگ۔ چنانچہ اس سردار نے قفچاق کے بعض گروپوں پر حملہ کیا۔ قفچاق کی ایک جماعت ماری گئی۔ مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ لیکن قفچاق نے ذرا بھی حرکت نہ کی اور یہی کہہ کر اپنے دل کو ٹھنڈا کیا کہ ''بادشاہ شروان کے ہم فرمانبردار ہیں اگر اس نے ہمیں امن نہ دی ہوتی تو ہم اس سے مقابلہ کرتے''

قفچاق کی تباہی:......قفچاقی سردار اس واقعہ سے خوش خوش مال غنیمت لیے واپس ہوا۔ فوج کو ذرہ بھر نقصان نہ پہنچا دو چار دن کے بعد یہ خبر ملی کہ قفچاق اپنی جائے قیام سے کوچ کر کے تین دن کے فاصلے پر جا کے ٹھہرے ہیں۔ قفچاقی سردار نے دوبارہ فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے فاصلہ طے کر کے قفچاق کے سر پر پہنچ کر حملہ کر دیا۔ ایک گروپ مارا گیا باقی بچے ہوئے لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ جن میں جوان، بوڑھے، بچے، عورتیں اور مرد ہر طرح کے تھے۔ قفچاقی سردار ان قیدیوں کو اور مال غنیمت لیے رشید کی خدمت میں پہنچا، فتحیابی کی خوشخبری سنائی۔

سروران پر قفچاق کی قبضہ:......قفچاقی گروپ کو ان حرکات سے اشتعال پیدا ہوا۔ ایک تابوت میں مصنوعی مردہ رکھ کر روتے پیٹتے سروں پر خاک اڑاتے شہر کے قریب پہنچے اور یہ ظاہر کیا کہ یہ ہمارا سردار تھا اور بادشاہ کا ولی دوست تھا۔ اس نے مرتے وقت وصیت کی ہے کہ ہمارے بال بچوں کو بادشاہ کی خدمت میں پہنچادینا اور جہاں وہ فرمائیں وہاں ہمیں سپرد خاک کر دینا۔ چنانچہ ہم لوگ اسی غرض سے آئے ہیں۔ ان لوگوں کے ساتھ ایک سردار بھی تھا جس کے اشارہ پر یہ لوگ کام کرتے تھے۔ رشید کو اس کی اطلاع مل گئی۔ رشید نے شہر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ قفچاقی گروہ کے گروہ یکے بعد دیگرے شہر میں داخل ہو گئے۔ جس وقت جماعت مکمل ہو گئی اچانک حملہ کرنے پر تل گئے۔ رشید قلعہ سے چھپ کر نکل بھاگا۔ بلاد شروان میں جا کر پناہ لی اور قفچاق نے قلعہ اور ان تمام چیزوں پر جو رشید چھوڑ گیا تھا، قبضہ کر لیا۔

قفچاق کا شروان میں اجتماع:..... قفچاق کو اس کامیابی سے بے حد مسرت ہوئی۔ اپنے ساتھیوں کو اس سے مطلع کیا اور بلالیا۔ چنانچہ جتنے قفچاقی مختلف مقامات میں پھیلے ہوئے تھے سمٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس قلعہ شروان میں آ گئے۔ قوت مال سب کچھ موجود تھا۔ قلعہ کرج پر حملے کا ارادہ کیا۔ اور پہنچ کر اس کا محاصرہ کرلیا۔ رشید کو اس کی خبر مل گئی فوراً قلعہ شروان کی طرف واپس آیا۔ قبضہ کرلیا اور جتنے قفچاقی قلعہ میں تھے، سب کو مار ڈالا۔

قفچاق اور ازبک بن بہلوان:..... اس کے بعد قفچاق قلعہ کرج کے محاصرہ سے واپس ہونے تک دسترس نہ ہو سکی۔ ناکامی و نامراد ہو کر لوٹے۔ شروان کی نواح میں غارتگری شروع کردی۔ لوٹ مار کرتے گنجہ کی طرف چلے۔ گنجہ اران کا دارالحکومت تھا۔ ازبک بن بہلوان والی آذربائیجان کا ایک غلام (کوشخرہ نامی) اس کی حکومت پر مقرر تھا۔ قفچاقی گروہ نے پیغام بھیجا کہ ''ہم لوگ ازبک کے فرمانبردار و مطیع ہیں۔ ہمیں اپنے ملک میں رہنے کی اجازت دو'' والی گنجہ نے درخواست منظور نہ کی اور ان کی بدعہدیوں، بیوفائیوں، قتل و غارت ❶ کو ایک ایک کر کے تفصیل سے ساتھ ظاہر کیا۔ قفچاقیوں نے معذرت کی ''ہم لوگوں نے شروان شاہ کے ساتھ اس وجہ سے غداری کی کہ ہم لوگ آپ کے بادشاہ آذربائیجان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے تھے۔ اس نے ہمیں اپنے ملک سے راستہ دیا اس وجہ سے ہم لوگوں نے اس سے بدعہدی کی۔ اور اس کے قلعہ کو چھین لیا۔ لیکن پھر بلا کسی خوف و خیال ہم نے قلعہ چھوڑ دیا۔ قلعہ کرج کا والی آپ کا دشمن ہے اگر اس کو ہم نہ دباتے تو ہمیں آپ تک پہنچنا دشوار ہو جاتا۔ ہم لوگ آپ کی خدمت میں ضمانت دینے کو تیار ہیں''۔ والی گنجہ کے خیالات اس پیغام سے تبدیل ہو گئے۔ قفچاق کے دو سردار بھی دو چار آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوئے۔ جس سے والی گنجہ کا دل ان لوگوں کی طرف سے بالکل صاف ہو گیا۔ اپنے بادشاہ ازبک کی خدمت میں ان لوگوں کی اطاعت و فرمانبرداری کی رپورٹ اور سفارش کی اور گنجہ میں قیام کرنے کی اجازت دی۔ ان کے سرداروں میں سے ایک سردار کی لڑکی سے نکاح کرلیا۔

ازبک بن بہلوان (والی تبریز) کو والی گنجہ کی اس کارگزاری سے مسرت ہوئی۔ خلعت اور جائزہ دیا اور قفچاق کو کوہ کیلکون میں ٹھہرانے کا حکم دیا۔

قفچاق اور کرج کی جنگ:..... کرج کو اس کی خبر ملی۔ فوجیں فراہم کرنے لگے۔ والی گنجہ کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ قفچاق کو کرج کے حملہ سے بچانے کے لیے کوہ کیلکون سے گنجہ میں بلالیا۔ اس کے بعد قفچاق کے سرداروں میں سے ایک سردار نے چند دستہ فوج لے کر کرج کے لشکر پر حملہ کیا اور کامیاب ہو کر واپس آیا۔ قفچاق پھر کوہ کیلکون واپس گئے۔ اور وہیں رہنے لگے۔ قفچاق کے دوسرے سرداروں کو اس سے رشک پیدا ہوا۔ کرج پر حملہ کرنے کا شوق چرایا۔ والی گنجہ نے مخالفت کی لیکن قفچاق نے ذرا بھی ساعت نہ کی، کرج پر حملہ آور ہوئے۔ قتل و غارت کر کے مال غنیمت لے کر واپس آئے۔ کرج نے دوسرے راستہ کو طے کر کے قفچاق نے کامیاب گروہ پر حملہ آور کردیا۔ اچانک حملہ سے گھبرا گئے۔ بری طرح پامال ہوئے جو کچھ مال غنیمت لائے تھے اور دیگر سامان کے ساتھ چھین لیا گیا۔ پریشان حال قفچاق کے باقی بچے ہوئے لوگ کوہ کیلکون واپس آئے۔ اور بردعہ کی طرف کوچ کیا۔ والی گنجہ سے کرج کے مقابلہ پر مدد کی درخواست کی۔ امیر گنجہ نے یہ کہہ کر درخواست منظور نہ کی ''تم نے میرے حکم کی مخالفت کی جس کی سزا تمھیں ملی اب میں تمھیں ایک سوار سے بھی مدد نہ دوں گا۔

قفچاق کی بربادی:..... قفچاق صاف جواب پا کر بگڑ گئے۔ جن لوگوں کو بطور ضمانت والی گنجہ کو دیا تھا ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ والی گنجہ نے ان لوگوں کو واپس کرنے سے انکار کیا۔ قفچاق نے ان کی عوض میں مسلمانوں کو گرفتار کرلیا۔ جن کی تعداد ان سے دوگنی تھی۔ اس سے مسلمانوں کو اشتعال پیدا ہوا۔ چاروں طرف سے قفچاق پر ٹوٹ پڑے مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ بھاگ کر شروان پہنچے۔ کرج اور مسلمانوں نے ان کے قتل پر کمریں باندھ لیں۔ بہت سے قتل کر ڈالے گئے اور بہت سے قید کر لئے گئے۔ غرضیکہ اس طریقے سے یہ جماعت فنا کردی گئی۔ ان کے قیدیوں کی اتنی کثرت ہوئی کہ دربند شروان میں نہایت کم قیمت پر فروخت کئے گئے۔ یہ واقعات ۶۱۹ھ کے ہیں۔

بیلقان پر کرج کا قبضہ:..... شہر بیلان (صوبہ اران) کو تاتاری لٹیروں نے ویران کردیا تھا جیسا کہ اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ بیلقان کی بربادی کے بعد تاتاری قفچاق کے ملک کی طرف قتل و غارت گری کرتے ہوئے چلے گئے۔ تاتاریوں کے جانے کے بعد اہل بیلقان جو تاتاریوں کی غارتگری

---

❶ ..... اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے (مترجم)۔ جبکہ ہمارے پاس جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۴۳) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا ہے۔

اور قتل سے بچ گئے تھے، بیلقان واپس آئے۔ اور اجڑے ہوئے شہر کو پھر آباد کیا۔ شہر پناہ کی عمارت کی مرمت ابھی تکمیل کو نہیں پہنچی تھی کہ کرج نے اسی سال کے ماہ رمضان میں حملہ کر دیا۔ لڑائی ہوئی، خونریزی کا بازار گرم ہوا۔ اہل بیلقان کو شکست ہوئی کرج نے شہر پر قبضہ کرلیا اور شہر پناہ کو گرا کر شہر پر استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگے۔ اس واقعہ کے بعد غازی بن عادل بن ایوب والی خلاط اور کرج سے جنگ ہوئی۔ غازی نے کرج کو شکست دی اور نہایت سختی سے پامال کیا جیسا کہ ہم حکومت بنی ایوب کے سلسلہ میں تحریر کریں گے۔

شروان شاہ کو شکست:......۶۲۲ھ میں شروان شاہ سے اسکا بیٹا باغی ہوگیا اور ملک کو اپنے باپ کے قبضہ سے نکال لیا۔ شروان شاہ کرج کے پاس چلا گیا۔ اپنے بیٹے کی زیادتی کی شکایت کی۔ کرج اس کی حمایت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ فوجیں مرتب کرکے اس کے ساتھ روانہ ہوئے، شروان شاہ کا بیٹا مقابلہ پر آیا۔ اس واقعہ میں کرج کو شکست ہوئی، لینے کے دینے پڑ گئے۔ نہایت برے طریقے سے پسپا ہوئے۔ کرج نے اس ناکامی کو شروان شاہ کی بدقسمتی کی طرف منسوب کیا اور اسکو اپنے ملک سے نکال دیا۔ شروان کے بیٹے کے قدم استقلال کے ساتھ حکومت پر جم گئے۔ رعایا اور فوج کے ساتھ اچھے برتاؤ کیے جس سے اس کے ہم عصر بادشاہوں کو رشک ہونے لگا۔

تفلیس میں کرج کا قتل عام:......اس کے بعد کرج کا ایک گروپ تفلیس سے آذربائیجان کے پر حملے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ آذربائیجان کے قریب ایک پہاڑی درے پر یہ سمجھ کر کے کہ مسلمانوں کی یہاں تک پہنچ نہ ہو سکے گی، قیام کیا۔ مسلمانوں کو اس کی خبر مل گئی۔ چند مسلمان نوجوان مسلح ہو کر گئے اور اچانک چھاپہ مارا۔ کرج غافل بیٹھے تھے، بھاگ کھڑے ہوئے۔ راستہ تنگ تھا دو آدمی ایک ساتھ نہیں جا سکتے تھے۔ مسلمانوں نے جس طرح چاہا ان کو قتل کیا۔ بہت زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔

سلطان جلال الدین مراغہ میں:......گنتی کے چند کرج اس واقعہ سے جان بچا کر اپنے شہر پہنچے اپنی دکھ بھری کہانی اپنی قوم کو سنائی۔ قوم نے مسلمانوں سے بدلہ لینے کا عزم کیا۔ ابھی روانگی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ یہ خبر سنی گئی کہ سلطان جلال الدین منکبرس، مراغہ پہنچ گیا ہے، ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ ازبک بن بہلوان والی آذربائیجان کو صلح اور اتحاد کا پیام بھیجا۔ جلال الدین کے خلاف امداد کی درخواست کی لیکن اتفاق سے ان دونوں کے متحد اور متفق ہونے کے پہلے جلال الدین مراغہ پہنچ گیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

مراغہ پر قبضہ:......بغداد کی فوج میں سلطان جلال الدین کے جانے اور نواح بغداد کے جانب مقامات پر اس نے قبضہ کیا تھا اور والی اربل سے اس کی صلح و موافقت کے حالات ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں، قصہ مختصر ان مہموں سے فارغ ہو کر ۶۲۲ھ میں آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا۔ پہلے مراغہ کا ارادہ کیا اور اس پر قابض ہوا۔ کچھ عرصے قیام پذیر رہا۔ شہر پناہ کی مرمت کرائی۔ نہایت خوبصورت سے شہر کو آباد کیا۔

جلال الدین اور امیر مغاں طالبی:......امیر مغاں طالبی (غیاث الدین کا ماموزاد بھائی) آذربائیجان میں تھا، جیسا کہ اوپر آپ پڑھ آئے ہیں۔ اس نے فوجیں تیار کیں۔ شہر کو تاراج کیا اور لوٹ مار کرتا ساحل اران تک چلا گیا۔ وہیں سردی کے موسم کو گذارا۔ لہٰذا جس وقت سلطان جلال الدین نے نواح بغداد کو اپنی غارتگری کا نشانہ بنایا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں تو خلیفہ ناصر نے دارالخلافت بغداد سے امیر مغاں طالبی کو پیغام بھیجا کہ تم جلال الدین کو روک تھام کرو۔ ہمدان پر پہنچ کر قابض ہو جاؤ۔ ہمدان اور جن شہروں کو تم فتح کرو گے تمہیں جاگیر میں دے دیئے جائیں گے۔ جلال الدین کو اس نامہ و پیام کی خبر مل گئی۔ نہایت تیزی سے فاصلہ طے کر کے نواح ہمدان میں امیر مغاں طالبی کا محاصرہ کرلیا۔ صبح ہوئی تو امیر مغاں طالبی نے خود کو جلال الدین کے لشکر کے محاصرہ میں پایا، بدحواس ہوگیا، کچھ بنائے نہ بنی، اپنی بیوی کو (جو سلطان جلال الدین کی بہن تھی) سلطان جلال الدین کی خدمت میں بھیجا۔ امن کی درخواست کی۔ جلال الدین نے امن دی اور اس کے لشکر کو اپنے لشکر میں شامل کرلیا۔ امیر مغاں طلبی تنہا رہ گیا۔

جلال الدین اور اہل تبریز:......اس کے بعد جلال الدین مراغہ کی جانب واپس روانہ ہوا۔ ازب بن بہلوان والی آذربائیجان نے اپنے دارالحکومت تبریز کو جلال الدین کے خوف سے چھوڑ دیا تھا، گنجہ چلا آیا تھا۔ جلال الدین نے اہل تبریز کے پاس رسد اور ضروریات روزمرہ کے بہم پہنچانے کا پیغام بھیجا۔ اہل تبریز نے نہایت خوشی سے اس خدمت کو منظور کیا۔ چنانچہ جلال الدین کے فوجی تبریز میں اپنی ضروریات کا سامان خریدنے

کے لیے جانے لگے۔ چند دنوں کے بعد اہل بریز نے فوجیوں کی زیادتی اور چیزوں کو زبردستی کم قیمت پر لینے کی شکایت کی۔ جلال الدین نے انصاف وعدل کرنے کے لیے تبریز میں ایک افسر پولیس بھیج دیا۔ جس سے اہل تبریز کی شکایت رفع ہوگئی۔

تبریز پر جلال الدین کا قبضہ: ...... بیگم از بک، سلطان طغرل از بک بن ارسلان بن طغرل بن محمد بن ملک شاہ سلجوقی کی بیٹی تھی، جس کا ذکر اس کے بزرگوں کے سلسلہ میں ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ تبریز میں مقیم تھی اور چونکہ از بک لہولعب اور عیش وعشرت میں پڑا ہوا تھا، اس وجہ سے از بک کے مقبوضہ علاقوں پر یہی حکمرانی کر رہی تھی۔ اہل تبریز نے چند دنوں کے بعد جلال الدین کے افسر پولیس کو نکال دیا جلال الدین کو ناگوار گذرا، تبریز پہنچ کر محاصرہ کرلیا۔ پانچ دن تک محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ سختی کے ساتھ جاری رہا۔ جلال الدین کو اہل تبریز سے یہ شکایت تھی کہ "تم لوگوں نے ہمارے آدمیوں کو جو مسلمان تھے، قتل کرکے ان کے سروں کو کفار تاتار کے پاس بھیجا"۔ اہل تبرز نے معذرت کی کہ "یہ فعل ہمارا نہ تھا بلکہ ہمارے حاکم شہر کا یہ فعل تھا لیکن ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس کا الزام اب ہم پر ہے۔ ہماری خطاؤں کو معاف کیجئے اور امن دیجئے"۔ چنانچہ جلال الدین نے کل اہل تبریز کو امن دی، بیگم از بک کو شہر طغرل سے شہر خوی تک کے تمام شہر دے دیئے۔ اس کے مال واسباب اور خزانہ سے ذرا بھی چھیڑ چھاڑ کی اور نصف رجب ۶۲۲ھ میں تبریز پر قبضہ کرلیا۔

جلال الدین اور از بک بیگم: ...... قبضہ تبریز کے بعد جلال الدین نے بیگم از بک کو اپنے دو معتمد خادموں قلیج اور بلال کے ساتھ خوئی روانہ کیا۔ تبریز کی حکومت پر اس کے سوتیلے نظام الدین جو (جو شمس الدین طغرلی کا بھتیجا تھا) مقرر کیا۔ اسی نے فتح تبریز میں سلطان جلال الدین کا ہاتھ بٹایا تھا۔

سلطان جلال الدین نے اہل تبریز کے ساتھ بے حد احسان اور سلوک کئے۔ عدل اور داد دہش سے رعایا کو خوش کردیا۔ ویرانی آبادی سے بدامنی امن سے تبدیل ہوگئی۔

کرج کے خلاف جہاد: ...... اس کے بعد جلال الدین یہ خبر سن کر کہ کرج نے آذربائیجان، اران، آرمینیہ اور دربد شروان کو تاراج کیا ہے اور مسلمانوں کو حد سے زیادہ تکلیفیں دی ہیں، کرج کے خلاف جہاد کا اعلان کردیا۔ شاہی فوج اور مجاہدوں کو مرتب کرکے برون کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں پر کرج کی ٹڈی دل فوج جمع ہو رہی تھی۔ جلال الدین کے مقدمۃ الجیش پر جہاں پہلوان کنجی تھا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا کرج پہاڑ پر تھے۔ اسلامی لشکر نے ان کو اتنی مہلت نہ دی کہ وہ پہاڑ سے اتر کر تلوار کے جوہر دکھاتے۔ نہایت تیزی سے خندقوں اور پہاڑ کے ٹیلوں کو طے کرکے کرج سے مڈبھیڑ ہوگیا۔ کرج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ چار ہزار یا اس سے زیادہ مارے گئے۔ بعض لوگ گرفتار کر لئے گئے بعضوں نے کسی قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ جلال الدین نے ان کے سر کرنے کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ جنہوں نے کرج کے ملک کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا اور جی کھول کر تاراج کیا۔

جلال الدین کی تبریز کی طرف واپس روانگی: ...... سلطان جلال الدین مہم کرج کی مہم سے فارغ ہو کر اپنے بھائی غیاث الدین کو کرج میں قیام کرنے کا حکم دے کر تبریز کی جانب واپس روانہ ہوا۔

سلطان جلال الدین تبریز میں وزیر السلطنت شرف الدین کو نظم ونسق درست کرنے کی غرض سے چھوڑ گیا تھا۔ اور نظام الملک طغرائی کو شہر کا حاکم اعلیٰ مقرر کیا تھا۔ وزیر السلطنت نے جلال الدین کی خدمت میں رپورٹ پیش کی کہ نظام الملک طغرائی اور اس کا چچا شمس الدین بغاوت پر کمربستہ ہوگیا ہے۔ اہل شہر کو بغاوت پر ابھار دیا ہے۔ ان لوگوں کا ارادہ ہے کہ عنان حکومت از بک کے قبضہ میں دے دی جائے۔ چونکہ سلطان اس وقت مہم کرج میں مشغول ہے، ہمارا مقابلہ نہ کر سکے گا"۔ سلطان جلال الدین نے اس بات کو کسی پر ظاہر نہ کیا جب اس کو کرج کی گوشمالی اور پائمالی سے فراغت ملی اس وقت تبریز کی خبر کو ظاہر کیا اور اپنے بھائی غیاث الدین کو حکمران بنا کر کرج کے ملک کو تاراج کرنے کا حکم دے کر تبریز کی جانب لوٹ گیا۔

نظام الملک طغرائی کی گرفتاری اور رہائی: ...... جلال الدین نے تبریز پہنچ کر نظام الملک طغرائی اور اس کے ساتھیوں اور حمایتوں کی گرفتاری کا حکم صادر کیا۔ شمس الدین سے ایک لاکھ جرمانہ وصول کیا اور مراغہ میں قید کردیا۔ شمس الدین حکمت عملی سے مراغہ سے بھاگ نکلا۔ بغداد پہنچا اور ۶۲۵ھ

میں حج کرنے گیا۔ جلال الدین کو کسی ذریعہ یہ خبر پہنچ گئی کہ شمس الدین مطاف میں ان الزامات سے اپنی بریت اور بیزاری کی اپنے حق میں دعا کررہا تھا جو اس پر لگائے گئے تھے اور یہ عرض کررہا تھا کہ اے الٰہی! اگر مجھ سے وہ افعال سرزد ہوئے ہیں جو میرے سرتھوپے جاتے ہیں، تو مجھے وہ سزا دے جو عبرت ہو۔ سلطان جلال الدین کا دل یہ سن کر کانپ اٹھا۔ تبریز واپس بلالیا اور اس کا سارا مال واسباب اور زرجرمانہ واپس کردیا۔

جلال الدین کا ازبک بیگم سے نکاح:......اوزبک کی بیوی (دختر سلطان طغرل) نے نکاح کا پیام بھیجا اور یہ ظاہر کیا کہ اوزبک نے اپنی قسم توڑ ڈالی جس کی وجہ سے مجھ کو طلاق ❶ ہوگئی ہے۔ عزیز الدین قتر دینی قاضی تبریز کے سامنے مقدمہ طلاق پیش ہوا۔ قاضی نے طلاق ہونے کا اور نکاح جائز ہونے کا فتویٰ دیا۔ چنانچہ جلال الدین نے زوجہ ازبک سے نکاح کرلیا۔ اور اس کے پاس گیا۔ خوئی میں رسم شب عروسی ادا ہوئی۔ ازبک کو اس بات سے ایسا صدمہ ہوا کہ اسی صدمہ سے جان بحق تسلیم کردی۔

جلال الدین کا گنجہ اور اس کے نواح پر قبضہ:......سلطان جلال الدین خوی سے تبریز پھر واپس آیا ایک مدت تک قیام پذیر رہا۔ ایک فوج ارخان گنجہ کی کمان میں (صوبہ قجوان) کو فتح کرنے کے لیے روانہ کی۔ اس وقت اوزبک گنجہ ہی میں تھا۔ سلطان جلال الدین کی آمد کی خبر سن کر گنجہ چھوڑ دیا۔ جلال الدین قمی کو بطور نائب گنجہ میں متعین کرکے چلتا نظر آیا۔ سپہ سالار ارخان نے گنجہ پر پہنچ کر قبضہ کرلیا اور اس کے کل نواح وشمکور، بزدعہ اور شنہ کو دبالیا۔

ارخان کا قتل:......لشکریوں نے لوٹ مار شروع کردی۔ اوزبک نے جلال الدین سے اس کی شکایت کی۔ جلال الدین نے ارخان کے پاس لوٹ مار روکنے کا فرمان بھیجا۔ ارخان کو سلطان کے حکم سے ناراضگی پیدا ہوگئی۔ سلطان نے معزول کردیا۔ کبیدہ خاطر ہوکر سلطان کے کیمپ سے نکل گیا۔ فرقہ اسمٰعیلیہ کے کسی شخص نے مار ڈالا۔

آخری ماہ رمضان ۶۲۲ھ میں خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی نے سینتالیس سال خلافت کرکے وفات پائی۔ اس کا بیٹا خلیفہ ظاہر بامر اللہ ابونصر محمد خلیفہ کی ولی عہدی میں مسند خلافت پر متمکن ہوا جیسا کہ خلفاء بنی عباس کے سلسلہ میں بیان کرآئے ہیں۔

خلاط کا محاصرہ اور کرج کی ناکامی:......کرج، ارمن کے نسبی بھائی ہیں۔ ارمن کا نسب حضرت ابراہیم تک ہم اوپر تحریر کرآئے ہیں۔ دولت سلجوقیہ کے بعد انہیں کی حکومت کو عروج حاصل ہوا۔ مذہباً عیسائی تھے۔ والی ارمن ان سے خائف وپُر حذر رہتا تھا۔ اکثر تحفے اور ہدایا بھیجتا تھا۔ بادشاہ کرج خلعت، اور جائزہ دیتا اور بادشاہ ارمن نہایت مسرت سے اس کو پہنتا تھا۔ شروان والی دربند شروان بھی ان سے ڈرتا تھا۔ ان لوگوں نے ارجیش (ارمینیہ علاقے) اور شہر فارس پر قبضہ کرلیا تھا۔ خلاط اور اس کے دار الحکومت کا محاصرہ کرلیا۔ اتفاق سے ان کا سپہ سالار ایوائی گرفتار ہوگیا۔ ان لوگوں نے اس شرط پر اس کو رہا کیا کہ کرا اپنا محاصرہ اٹھا کر چلے جائیں۔ چنانچہ بے نیل ومرام کرج واپس آئے۔

رکن الدولہ کو شکست:......کرج نے رومی علاقوں کے گورنر رکن الدولہ قلیج ارسلان کو بھی شکست دی تھی جب اس نے اپنے بھائی طغرل شاہ ارزن روم پر حملہ کیا تھا اور طغرل شاہ نے کرج سے امداد طلب کی تھی۔ اگرچہ رکن الدولہ کی قوت بیحد بڑھی ہوئی تھی۔ فوج کا انتظام بھی معقول تھا۔ لیکن کرج نے شکست دے دی۔ قصہ مختصر کرج کی لوٹ مار کا میران آذربائیجان کا صوبہ تھا۔ نواح آذربائیجان کو ہر وقت ان کی غارتگری کا خطرہ رہتا تھا۔

سلجوقی حکومت اور کرج:......تفلیس کی سرحد نہایت مستحکم تھی۔ ملوک فارس کے زمانہ سے اس کا شمار بالشان سرحدی مقامات میں تھا۔ ۵۱۵ھ میں محمود بن محمود بن ملک شاہ سلجوقی کی حکومت کے زمانے سے کرج نے تفلیس پر قبضہ کرلیا۔ اگرچہ سلجوقی حکومت ان دنوں عروج پر تھی، قوت بھی بڑھی ہوئی تھی فوج بھی کثیر تھی لیکن کرج کے قبضہ سے تفلیس کو نکال نہ سکی۔ ایلدکز اور اس کا بیٹا پہلوان بلاد جبل، آذربائیجان، اران، آرمینیہ، خلاط اور اس کی

---

❶......تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ ازبک نے اپنی بیوی سے قسم کھائی تھی کہ فلاں غلام کو میں قتل نہ کروں گا اور اگر قتل کروں گا تو تجھے طلاق ہے۔ اتفاق یہ کہ اوزبک نے قسم توڑ ڈالی، غلام کو مار ڈالا۔ لہٰذا طلاق ثابت ہوگئی اور نکاح درست ہوا۔ (دیکھیں تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۴ مطبوعہ لیدن) (مترجم)

حکومت کے ٹھکانے پر بھی قابض ہوا لیکن پھر بھی تفلیس کو کرج سے واپس نہ لے سکا۔ اللہ تعالیٰ نے ازل سے اس کی فتحیابی کا سہرہ سلطان جلال الدین کے سر پر باندھا تھا۔

سلطان جلال الدین اور کرج:......چنانچہ جب سلطان جلال الدین نے آذربائیجان کو فتح کرلیا تو کرج نے سلطان جلال الدین پر حملہ کیا۔ سلطان نے ان کو ۶۲۲ھ میں شکست دے کر مہم تبریز کی جانب توجہ مبذول کی۔ تبریز کی جانب لوٹتے وقت اپنا لشکر ظفر پیکر اپنے بھائی غیاث الدین اور وزیر السلطنت شرف الدین کی کمان میں بلاد کرج کے زیروزبر کرنے کے لیے چھوڑ گیا تھا۔ جب اس مہم تبریز سے فراغت حاصل ہوئی تو اس کی توجہ بلاد کرج کے خلاف جہاد کرنے کی طرف پھر مبذول ہوئی۔ فوجیں آراستہ اور سامان جنگ درست کر کے بلاد کرج کی طرف روانہ ہوا۔

کرج کے ساتھ جنگ:......کرج نے بھی فوجیں تیار کرلی تھیں۔ ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا۔ قفچاق اور لکز کا گروپ بھی امداد واعانت کے لیے آیا تھا۔ غرضیکہ ایک عالم سلطان کے مقابلہ پر آ گیا تھا۔ دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا۔ سخت خونریز جنگ شروع ہوئی۔ میدان لشکر اسلام کے ہاتھ رہا۔ کرج اور اس کے معاون ومددگار میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ مسلمانوں کی تلواروں نے ان کو چاروں طرف سے گھیرلیا۔ کوئی بھی نہ بچ سکا۔ سب کے سب قتل کرڈالے گئے۔

کرج کے دارالسلطنت پر جلال الدین کا قبضہ:......اس کامیابی کے بعد سلطان جلال الدین ربیع الاول ۶۲۳ھ میں تفلیس (کرج کا دارالحکومت) کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ قریب تفلیس کے قریب پہنچ کر مورچہ قائم کیا۔ ایک روز سلطان جلال الدین شہر کے حالات اور موقع جنگ دیکھنے کے لیے تھوڑی سی فوج لے کر روانہ ہوا۔ باقی فوج کو مختلف مقامات پر کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ کرج نے اس بات کو محسوس کر کے کہ سلطان کے دستہ میں فوج کی نہایت قلیل تعداد ہے، شہر سے نکل کر حملہ کردیا۔ سلطان جلال الدین مقابلہ کرتا ہوا پیچھے ہٹا۔ جس وقت کرج کمین گاہ سے نکل آئے۔ سلطان کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کردیا۔ کرج بے سروسامانی کے ساتھ شہر کی طرف بھاگے۔ سلطانی لشکر نے تعاقب کیا۔ بھگدڑ میں شہر پناہ کا دروازہ بند نہ کر سکے۔ مسلمان بھی کرج کے ساتھ شہر میں گھس گئے۔ اللہ اکبر کا نعرہ مار کر سلطان جلال الدین زندہ باش! سلطان جلال الدین زندہ باش! چلا اٹھے!! کرج کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے۔ قتل وغارت کا بازار گرم ہوگیا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ کرج میں سے وہی بچے جنہوں نے اسلام کے جھنڈے کے نیچے آ کر امن حاصل کی تھی باقی جتنے کرج تفلیس میں تھے وہ سب قتل ہوگئے۔ مسلمانوں کے ہاتھ مال غنیمت اور قیدیوں سے مالا مال ہوگئے۔ یہ بہت بڑی فتح تھی جو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے مسلمانوں کو حاصل ہوئی فاضل ابن اثیر نے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

کرج کی شکست کے بارے میں دوسری روایت:......نسائی کاتب کہتا ہے کہ سلطان جلال الدین نے کرج پر حملہ کی غرض سے کوچ کیا جس وقت نہر ارس پر پہنچا۔ شدت سے برف پڑی، بیمار ہوگیا۔ اسی حالت میں تفلیس کی طرف ہو کر گزرا۔ اہل تفلیس سلطان کی آمد کی خبر سن کر شہر سے نکل کر مقابل ہوئے، سلطانی لشکر نے ان کو شکست دی اور نہایت تیزی سے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کرلیا۔ چونکہ شہر بلا امن جنگ لڑ کر فتح ہوا تھا اس وجہ سے خونریزی زیادہ ہوئی۔ کرج اور ارمن جو سامنے آیا تلوار کی گھاٹ اتار دیا گیا۔ اہل شہر نے قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ سلطان نے ان کو گھیرلیا۔ مجبور ہو کر صلح کا پیغام بھیجا اور زرکثیر دے کر صلح کرلی جس کو انہوں نے فوراً ادا کردیا اور سلطان نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

والی کرمان کی بغاوت:......سلطان جلال کو جنگ کرج اور مہم تفلیس میں مصروف دیکھ کر براق (بلاق) حاجب کرمان پر حکومت خود اختیاری کا خواب دیکھنے لگا۔

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ غیاث الدین نے براق حاجب کو عراق روانگی کے وقت کرمان پر مقرر کیا تھا اور سلطان جلال الدین نے ہندوستان سے واپس آتے وقت براق حاجب سے مشکوک ہو کر گرفتار کرلینے کا ارادہ کیا۔ لیکن کسی وجہ سے براق کو حکومت کرمان پر بحال وقائم رکھا۔ لہٰذا جس وقت سلطان جلال الدین جنگ کرج پر چلا گیا۔ میدان خالی پا کر بغاوت کا جھنڈا بلند کردیا۔

سلطان کی کرمان کی طرف روانگی:......اس کی خبر سلطان جلال الدین کو اس وقت موصول ہوئی جب کہ خلاط فتح کرنے کا عزم کر چکا تھا۔ لیکن

ارادہ ملتوی کر کے کرمان کی طرف نہایت تیزی سے روانہ ہوا۔ روانہ ہوتے وقت کیلکوں میں چند سرداروں کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت شرف الدین کو تفلیس کی حکومت پر مقرر کیا۔ بلاد کرج پر جہاد کرنے کی ہدایت کی اور اپنے بھائی غیاث الدین کو اپنے ہمراہ ساتھ لیا۔ کوچ و قیام کرتا کرمان کے قریب پہنچا۔ والی کرمان (براق حاجب) کے پاس خلعت بھیجی۔ دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ والی کرمان سمجھ گیا کہ اس میں کچھ نہ کچھ فریب ضرور ہے۔ کرمان چھوڑ کر ایک قلعہ میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان جلال الدین کا قاصد واپس آیا۔

سلطان جلال الدین یہ سمجھ کر کہ وار خالی گیا تدبیر کامیاب نہ ہوئی، اصفہان میں قیام کیا اور اس کو حکومت کرمان پر بحال رکھا اور واپس آیا۔

وزیر السلطنت شرف الدین تفلیس میں تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ ادھر کرج نے اس کا عرصہ حیات تنگ کر دیا، پریشان کرنے لگے۔ ادھر وہ امراء بھی کرج کی چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے چین سے بیٹھ نہ سکے جو کیلکوں میں تھے۔ اس پر طرہ یہ کہ کرج نے تفلیس کا محاصرہ کر لیا۔ ارخان فوجیں لے کر تفلیس کی طرف بڑھا۔ اتنے میں قاصد یہ خوشخبری لے کر پہنچ گیا کہ سلطان جلال الدین عراق سے واپس آ رہا ہے۔ وزیر السلطنت نے چار ہزار دینار انعام عطا کیا۔ اس کے بعد اسلامی لشکر بلاد کرج میں پھیل گیا۔ ایوانی سپہ سالار کرج اپنے چند سواروں کے ساتھ انہیں شہروں میں تھا۔ سلطان جلال الدین نے ایک فوج شہر فرس❶ کو فتح کرنے بھیجی (جس نے نہایت سختی سے محاصرہ کیا۔ اس کے بعد کثیر التعداد اسلامی فوجیں آ کر جمع ہو گئیں۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ تفلیس واپس آیا۔

خلاط کا محاصرہ:...... خلاط، اشرف بن عادل بن ایوب کے دائرہ حکومت میں تھا۔ اس کی طرف سے حسام الدین علی موصلی خلاط پر حکومت کر رہا تھا۔ وزیر السلطنت شرف الدین کو زمانہ قیام تفلیس میں رسد و غلہ کی ضرورت ہوئی۔ ایک دستہ فوج رسد کی فراہمی کی غرض سے ارزن روم روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے نواح ارزن روم کو تاراج کر کے مال غنیمت لے کر واپس ہوا۔ خلاط سے ہو کر گزرا حسام الدین علی گورنر خلاط نے روک ٹوک کی اور جو کچھ اس کے پاس تھا، چھین لیا۔ وزیر السلطنت شرف الدین نے جلال الدین کو اس کی شکایت لکھی۔ جلال الدین اس وقت کرمان میں تھا۔ جلال الدین کرمان سے خلاط کی طرف واپس ہوا۔ شہر آنی کا محاصرہ کر لیا۔ حسام الدین علی خلاط کی حفاظت پر کمربستہ و تیار ہوا۔ جال الدین نے اہل خلاط کی مستعدی و آمادگی محسوس کر کے چالاکی سے محاصرہ اٹھا کر بلاد انحاز کی جانب کوچ کر دیا۔ دس روز کے بعد نہایت تیزی سے خلاط کی طرف بڑھا۔ ماہ ذیقعدہ ۶۲۳ھ میں شہر ملاز کرد کا محاصرہ کیا۔ نہر ملاز کرد سے کوچ کر کے خلاط پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

خلاط سے پسپائی:...... متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ روزانہ جنگ اور محاصرہ سے اہل خلاط تنگ آ گئے۔ کئی مرتبہ جلالی فوجیں شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گئیں ایک یا دو بار شہر میں بھی گھس گئیں۔ چونکہ خلاط والے خوارزمی لشکر کی عادات اور مظالم سے واقف تھے، جان پر کھیل گئے اور سرفروشانہ مقابلہ کر کے پیچھے ہٹا دیا۔

ترکمان ایوامیہ کی سرکوبی:...... محاصرہ کے زمانہ میں جلال الدین کے پاس اس کے نائب اور اس کی بیگم بنت سلطان طغرل نے یہ خبر بھیجی کہ ترکمان ایوامیہ، بلاد آرمینیہ، آذربائیجان پر قابض ہو گئے ہیں۔ اکثر شہروں کو برباد و ویران کر ڈالا ہے۔ راستہ خطرناک ہو گیا ہے۔ اہل خوئی سے تاوان وصول کیا اور اس کے نواح کو تاراج کر کے کف و دست میدان بنا دیا ہے۔ چنانچہ جلال الدین خلاط کا محاصرہ اٹھا کر ترکمان ایوامیہ کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا۔ نہایت تیزی سے منزلوں کو طے کر کے ترکمان ایوامیہ کے سر پر پہنچ گیا۔ ترکمان ایوامیہ اس غفلت میں پڑے تھے کہ جلال الدین خلاط کی مہم میں مصروف ہے ورنہ اپنے قلعات میں جو سر بفلک پہاڑوں کی چوٹیوں پر تھے، چلے جاتے جہاں پہنچنا دشوار ہو جاتا۔ جلال الدین کے لشکر نے ترکمان ایوامیہ پر اچانک چھاپا مارا۔ نہایت سختی سے پامال ہوئے۔ قتل ہوئے یا قید۔ مال و اسباب لوٹ کر تبریز واپس آیا۔

کرج کا تفلیس پر حملہ:...... خلاط اور غزوہ ترکمان سے واپسی کے بعد سلطان جلال الدین نے اپنی فوج کو موسم سرما گذارنے کے لیے پھیلا دیا۔ اور چونکہ خوارزمی امراء نے تفلیس میں طرح طرح کے مظالم اور بداخلاقیاں شروع کر دی گئیں، اس وجہ سے جو فوج ان لوگوں کے دستہ میں تفلیس میں

❶...... یہ شہر پیرس یا فرانس کے مغرب میں ہے (مترجم)

تھی ،علیحدہ ہوگئی ۔اہل شہر نے کرج کو تفلیس کے قبضے کے لیے بلا بھیجا ۔کرج یہ سمجھ کر کہ جلال الدین اس وقت تفلیس کی حمایت نہیں کر سکتا تفلیس پر چڑھ آئے ۔لوٹ لیا آگ لگادی ۔یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۶۲۴ھ کا ہے ۔

تفلیس میں کرج کی غارتگری: .....نسائی کا تب لکھتا ہے کہ جس زمانہ میں سلطان جلال الدین خلاط کا محاصرہ کئے ہوئے تھا ،اسی زمانہ میں فرانس (عیسائیان کرج) نے تفلیس پر قبضہ کیا تھا اور جلا کر خاک وسیاہ کیا تھا ۔جب جلال الدین کو اس کی اطلاع ملی تو غضبناک ہو کر واپس ہوا ۔سفر کے دوران میں یہ خبر سن کر کہ ترکمان نے اندھیر مچار کھی ہے ۔ہر طرف قتل وغارتگری کا بازار گرم کر رکھا ہے ،ترکمانوں پر حملہ کیا ۔مال واسباب لوٹ لیا اور بہت سے مویشیوں کو موقان بانک لایا ۔جس کا خمس (پانچواں حصہ جو بیت المال میں ،کھا جاتا ہے) تیس ہزار تھا ۔اس کے بعد سلطان طغرل کی لڑکی سے (جس سے عقد کیا تھا) ملنے کی خوئی گیا ۔خوئی سے گنجہ کی طرف روانہ ہوا ۔راستے میں یہ خبر سنی کہ کرج تفلیس میں آگ لگا کر واپس گئے ۔

خاموش اور سلطان: .....نسائی کا تب لکھتا ہے کہ گنجہ میں سلطان جلال الدین کے آنے کے بعد خاموش بن اتا بک از بک بن بہلوان حاضر ہوا ۔ایک پیٹی نذر گزاری جس میں ہتھیلی کے برابر یاقوت سرخ تھا جس پر کیکاؤس اور چند شاہان فارس کے نام کندہ تھے ۔سلطان جلال الدین نے اس کی شکل تبدیل کر کے اپنا نام کندہ کرایا ۔عید کے موقع پر پہنا کرتا تھا ۔چنگیز خانی غارتگری کے زمانہ میں تاتاریوں کے ہاتھ لگ گئی ۔اپنے خان اعظم ان چنگیز خان بقا کو دے دی ۔

خاموش کی موت: .....اس زمانہ میں خاموش ،سلطان جلال الدین ہی کی خدمت میں رہا ۔آخری عمر میں فقر وفاقہ میں مبتلا ہوا ۔علاء الملک بادشاہ فرقہ اسمعیلیہ کے پاس چلا گیا ۔اور وہیں جان بحق تسلیم کی ۔انتہی کلام النسائی

سلطان جلال الدین اور فرقہ اسماعیلیہ: .....سلطان جلال الدین نے ہندوستان سے واپسی کے بعد ارخان کو نیشاپور اور اس کے صوبہ کی حکومت پر مقرر کیا ۔جیسا کہ زمانہ قیام ہندوستان میں وعدہ کیا تھا ۔لہٰذا ارخان نے ایک شخص کو اپنی طرف سے نیشاپور پر بطور نائب مقرر کیا اور خود سلطان کے لشکر میں رہا ۔

ارخان کا نائب منچلا تھا اسماعیلی مقبوضہ علاقوں میں جو اس کے صوبہ سے ملحق ومتصل تھے ،اکثر قتل وغارتگری کرتا رہتا تھا ۔فرقہ اسماعیلیہ کے چند امراء سلطان کی خدمت میں بمقام خوئی وفد لے کر آئے اور ارخان کے نائب کی شکایت کی ۔

ارحان کا اسماعیلی باطنیوں کے ہاتھوں قتل: .....ارخان اس سے زیادہ غضبناک ہو گیا اور اسماعیلیوں پر سختی کرنے لگا ۔سلطان جلال الدین خوئی سے گنجہ کے طرف واپس آیا ۔چونکہ گنجہ ارخان کی جاگیر تھی ،اس وجہ سے ارخان بھی اس کے ساتھ تھا ۔گنجہ کے باہر خیمہ نصب کیا گیا ۔وہاں تین باطنی ارخان پر ٹوٹ پڑے اور قتل کر ڈالا ۔

فرقہ اسماعیلیہ کو فدوایہ ❶ کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کا شیخ جس کے قتل کا حکم دیتا تھا ،اس کو قتل کر ڈالتے تھے ۔جان کی ذرہ پرواہ نہیں کرتے تھے ۔اور اس کے بدلے میں اپنے شیخ سے جنتی ہونے کی دستاویز لکھاتے ہیں ۔

القصہ ارخان کے قتل ہونے کے بعد دو اشخاص پر باطنیوں نے حملہ کیا ۔آخر میں ارخان کے آدمیوں نے ان کو گرفتار کر لیا اور تکا بوٹی کر دی ۔

باطنیہ سے تاوان کی وصولی: .....اسماعیلیہ طوائف الملوکی کی زمانے میں دامغان وغیرہ پر قابض ہو گئے تھے ۔اس واقعہ کے بعد فرقہ باطنیہ کا ایلچی سلطان کے وزیر السلطنت کی خدمت میں بیلقان میں حاضر ہوا ۔وزیر السلطنت نے دامغان کے قبضہ کا مطالبہ کیا اور تیس ہزار دینار تاوان مانگا ۔فرقہ باطنیہ نے مطالبہ تسلیم کر لیا ۔

باطنیوں کو آگ میں ڈلوادیا: .....آذربائیجان سے واپسی کے وقت وزیر السلطنت کے لشکر میں پانچ افراد باطنی گرفتار ہوئے ۔جو غالباً

---

❶ ..... یا فدائیہ یا فدائی (ثناء اللہ محمود)

وزیر السلطنت یا کسی اور سردار کے قتل کے لیے آئے ہوں گے۔ وزیر السلطنت نے ان کی گرفتاری سے سلطان کو مطلع کیا۔ چنانچہ سلطان نے ان کو آگ میں ڈال دینے کا حکم صادر کر دیا۔ انتہی کلام نسائی۔

اسماعیلیوں اور تاتاریوں سے جنگ اور فتح:......ابن اثیر نے لکھا ہے کہ سلطان جلال الدین ارخان کے قتل کے بعد فوجیں لے کر بلاد اسماعیلیہ پر چڑھ گیا۔ قلعہ موت سے کردکوہ تک تاراج کرتا چلا گیا۔ ارخان کے قتل کا پورا پورا انتقام لیا۔ اس واقعہ کے بعد فرقہ اسماعیلیہ کو انتقام کا خیال پیدا ہوا۔ بلاد ارسلان کی طرف بڑھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کی قوت ٹوٹ گئی۔ دانت کھٹے ہو گئے۔

سلطان جلال الدین کامیابی کے ساتھ بلاد اسماعیلیہ سے واپس آ رہا تھا کہ راستے میں یہ خبر سنی کہ لٹیرے تاتاری رے دامغان تک پہنچ گئے ہیں فوراً تاتاریوں کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہو گیا اور ان کے سر پر پہنچ کر نہایت بری طور سے شکست دی۔ اس کے بعد ہی یہ خبر پہنچی کی تاتاریوں کا جم غفیر سلطان سے جنگ کرنے کو آ رہا ہے۔ یہ سن کر قیام کر دیا۔ انتہی

شہر خوانی اور زوجہ سلطان:......آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ جس وقت سلطان جلال الدین نے تبریز کو اوزبک بن بہلوان سے چھین لیا تھا اور اس کی بیوی (دختر سلطان طغرل) کو شہر خوئی جاگیر میں عنایت کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ اس وقت چونکہ سلطان جنگی اور انتظامی مہمات ملکی میں مصروف تھا اپنی اس نئی بیگم کو خوئی میں چھوڑ گیا۔ اس وجہ سے بیگم سلطان کا سارا اعزاز اور سارا اقتدار فنا ہو گیا۔

سلطان کی بیگم کو وزیر السلطنت کا دھوکہ:......نسائی کاتب نے لکھا ہے کہ سلطان نے اس کی جاگیر میں شہر سلماس اور آرمینیہ کا اور اضافہ فرما کر اپنے ایک بااعتماد امیر کو بغرض انتظام مقرر کیا۔ یہ بات بیگم صاحبہ کو ناگوار گزری۔ ادھر وزیر السلطنت نے بیگم کو دھوکہ میں ڈال دیا۔ ادھر خفیہ طور پر سلطان کو لکھ کر بھیجا کہ بیگم صاحبہ کی اتابک اوزبک سے سازباز ہے اور باہم سلسلہ خط و کتابت جاری ہے۔ اس کے بعد سلطان کے حکم سے وزیر السلطنت خوئی پہنچا اور بیگم صاحبہ کے محلسرا میں قیام پذیر ہو گیا جو کچھ مال و اسباب تھا ضبط کر لیا۔ بیگم صاحبہ ان دنوں قلعہ طلم میں مقیم تھیں۔ وزیر السلطنت نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ بیگم نے سلطان کی خدمت میں جانے کی درخواست کی۔ وزیر السلطنت نے جواب دیا ''آپ کی کوئی درخواست منظور نہیں کی جائے گی۔ خیر اسی میں ہے کہ آپ بلا جھجک شرط قلعہ ''رے'' حوالہ کر دیجیے۔ انتہی

شہر خوئی پر حسام الدین حاجب کا قبضہ:...... چونکہ اہل خوئی، سلطان کے مظالم اور نیز اس کے لشکر کے ظلم و ستم سے تنگ آ گئے تھے، اس وجہ سے بیگم صاحبہ نے اہل خوئی کے اتفاق سے حسام الدین حاجب کو جو کہ اشرف بن عادل بن ایوب کا خلاط میں گورنر تھا۔ خوئی پر قبضہ کرنے کے لیے بلا لیا۔ چنانچہ حسام الدین نے جن دنوں سلطان جلال الدین عرق میں تھا، خوئی پہنچ کر خوئی اور اس کے نواح پر قبضہ کر لیا ❶ ان کے دیکھا دیکھی اہل نقجوان نے بھی حسام الدین سے خط و کتابت کر کے شہر حوالہ کر دیا۔ حسام الدین خلاط واپس آیا اور بیگم صاحبہ جلال الدین کو اپنے ساتھ خلاط لے آیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

اصفہان میں سلطان اور تاتاریوں کی جنگ:......سلطان جلال الدین کو یہ اطلاع ملی کہ تاتاری اپنے شہروں سے نکل کر ماوراءالنہر اور عراق کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ فوراً روک تھام کی غرض سے کمر باندھ کر تبریز سے روانہ ہو گیا۔ چار ہزار سواروں کو ''رے'' اور دامغان کی جانب تاتاری لٹیروں کی خبر لانے کے لیے روانہ کیا۔ واپس آ کر ان لوگوں نے بیان کیا کہ تاتاری طوفان بدتمیزی اصفہان تک پہنچ گیا ہے۔ افواج اسلامی سے مر جانے اور مارنے کا حلف لیا۔ قاضی کو حکم دیا کہ عامہ مسلمین کو جہاد پر آمادہ کر کے اصفہان روانہ کرو۔ اتنے میں یہ خبر ملی کہ تاتاریوں کا ایک لشکر ''رے'' تاراج کرنے آ رہا ہے۔ سلطان جلال الدین نے ایک فوج مقابلہ پر بھیج دی۔ جس نے تاتاری لشکر کو شکست دی اور کامیاب ہو گیا۔

اصفہان میں تاتاریوں سے جنگ:......اس کے بعد ماہ رمضان ۶۲۵ھ میں تاتاریوں کے اصفہان پہنچنے کے چوتھے دن دونوں دشمنوں کا

❶......اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے (مترجم)۔ جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۲۸) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا ہے۔

مقابلہ ہوا۔ سلطان جلال الدین کا بھائی (غیاث الدین) اور جہان بہلوان کجی نے بدعہدی کی اور ایک لشکر لے کر علیحدہ ہوگئے۔ پھر بھی تاتاریوں کا میسرہ میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ سلطان نے تعاقب کیا۔ تاتاریوں نے چند مقامات پر تھوڑی فوج کمین گاہ میں بٹھادی تھی۔ چنانچہ اس نے سلطانی لشکر کے گذر جانے کے بعد کمین گاہ سے حملہ کیا۔ لشکر اسلام نے نہایت استقلال سے مقابلہ کیا۔ کمانڈروں کا ایک گروہ کام آ گیا، کچھ گرفتار ہوگئے۔ ان میں علاء الدولہ والی یزد بھی تھا۔ سلطان جلال الدین نے نہایت مردانگی سے حملہ کیا۔ تاتاری کائی کی طرح پھٹ گئے اور اپنے لشکر گاہ کا راستہ لیا۔ سلطان گرفتاری سے بال بال بچ گیا۔ لشکر اسلام شکست کھا کر فارس و کرمان پہنچا۔ میمنہ لوٹ کر قاشان آیا۔ سلطان کو صحیح و سلامت پایا۔ شکست کے بعد سلطان قاشان آ گیا تھا۔

اصفہان میں تاتاریوں کی دوبارہ ناکامی:......امیر طابستی ان دنوں اصفہان میں موجود تھا۔ اہل اصفہان نے اس کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کا ارادہ کیا۔ اتنے میں سلطان پہنچ گیا تو رک گئے۔ سارا لشکر سلطان کے ساتھ ہوگیا۔ تاتاری لٹیروں نے شکست کے بعد اصفہان کا محاصرہ کرلیا۔ لہٰذا جس وقت سلطان کا لشکر اصفہان پہنچا۔ اہل اصفہان بھی سلطان کے ساتھ مل کر میدان میں آ ئے۔ تاتاریوں سے لڑے اور ان کو شکست دی۔ سلطان رے تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ جب وہ ہاتھ نہ آئے تو ایک لشکر خراسان کی جانب شکست یافتہ تاتاریوں کے تعاقب میں روانہ کیا۔

ابن اتابک سعد:......ابن اثیر کہتا ہے کہ بلاد فارس کا حاکم ابن اتابک سعد تھا۔ اپنے باپ کے بعد فارس کا حکمران بنا۔ سلطان کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھا۔ تاتاریوں کو پہلے شکست ہوئی۔ والی فارس ان کے تعاقب میں دور تک چلا گیا۔ جب واپس آیا تو سلطان جلال الدین کو اس کے بھائی غیاث الدین اور بعض سرداران لشکر کے انحراف وتعاقب کی وجہ سے شکست ہو چکی تھی۔ شکست کے بعد سلطان شیرم واپس آیا۔ کچھ عرصے قیام پذیر رہا بعد میں اصفہان کی طرف واپس لوٹ گیا۔

اس کے بھائی غیاث الدین میں ناچاقی:......سلطان جلال الدین اور اس کے بھائی غیاث الدین میں ناصافی وکشیدگی کی بنیاد اس وقت سے پڑی جب حسن بن حرمیل گورنر سلاطین غوریہ کو خوارزم شاہ محمد بن تکش کے لشکر نے مار ڈالا تھا اور اس کے وزیر السلطنت کا جو کسی قلعہ نشین ہوگیا تھا محاصرہ کرلیا تھا۔ تا آنکہ یہاں تک کہ لڑ کر حج کیا اور اس کو بھی قتل کر ڈالا ❶ بن حسن بن حرمیل ہندوستان کی طرف۔۔۔۔۔۔

لہٰذا جب سلطان جلال الدین تاتاریوں سے جنگ کرنے کے لیے اصفہان گیا تو غیاث الدین کے چند غلام سلطان سے منحرف ہو کر نصرت الدین بن حرمیل کے پاس چلے گئے۔ غیاث الدین نے ان کو نصرت الدین کی اجازت سے خفیہ طور پر اپنے گھر میں بلا لیا۔ ان لوگوں نے سلطان جلال الدین کی طرف سے غیاث الدین کے کان بھر دیئے۔ جا و بے جا شکائتیں کیں۔ جن سے غیاث الدین کے سینہ میں اپنے بھائی سلطان جلال الدین کی طرف سے کینہ پیدا ہوگیا۔ لہٰذا جس وقت تاتاریوں کا مقابلہ ہوا، اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر خوزستان چلا گیا۔

غیاث الدین نے خوزستان میں پہنچ کر دربار خلافت میں خط بھیجا اور امداد کی درخواست کی۔ تیس ہزار دینار عطا فرمایا۔ غیاث الدین خراسان سے قلعہ موت چلا گیا جہاں علاء الدین نامی فرقہ اسماعیلیہ کا شیخ رہتا تھا۔

غیاث الدین اور بہلوان کجی کا قتل:......لہٰذا جب سلطان جنگ تاتار سے فارغ ہو کر رے کی جانب واپس آیا۔ قلعہ موت کا فتح کرتے گیا محاصرہ کرلیا۔ علاء الدین نے سلطان سے غیاث الدین کو امن دینے کی استدعا کی۔ سلطان نے امن دے دی اور ایک اپنے معتمد امیر کو غیاث الدین کو لانے کے لیے بھیجا۔ غیاث الدین نے حاضری سے انکار کر کے قلعہ چھوڑ دیا۔ ہمدان کے نواح میں شاہی لشکر سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ معمولی سی لڑائی کے بعد شاہی لشکر نے غیاث الدین کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت کو گرفتار کرلیا۔ غیاث الدین کسی طرح بچ بچا کر براق حاجب کے پاس کرمان پہنچ

---

❶......اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا اس کے بعد بے ربط فقرہ جس کا ترجمہ "محمد بن حسن بن حرمیل ہندوستان کی طرف" ہے تحریر ہے۔ باوجود تلاش کے مجھے اس کا ربط اس سے پہلے یا بعد والے جملے سے کچھ معلوم نہیں ہوا (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد۵ صفحہ ۱۲۹) پر یہ عبارت اس طرح ہے "اور اس کو بھی قتل کر ڈالا اور محمد بن حسین بن خرمیل ہندوستان کی طرف بھاگ گیا۔ پس جب سلطان جلال الدین تاتاریوں سے جنگ کرنے۔۔۔۔۔۔" آگے مسلسل متن اسی طرح ہے (ثناء اللہ محمود)

گیا۔ اور اس کی ماں سے براق کے خلاف مزاج نکاح کر لیا۔ چند دنوں بعد کسی نے براق حاجب سے یہ سلسلہ جڑ دیا کہ ''تمھاری ماں تمھیں زہر دینے کی فکر میں ہے'' بارق حاجب نے ذرا بھی تفتیش نہ کی اور اسے مار ڈالا۔ اس کے ساتھ ہی جہاں پہلوان کجی کو بھی قتل کر دیا۔ اور غیاث الدین کو ایک قلعہ میں قید کر دیا۔ چند دنوں کے بعد بحالت قید قتل کر ڈالا۔

غیاث الدین کہاں قتل ہوا؟:...... بعض مورخین کا بیان ہے کہ غیاث الدین قید سے نکل کر اصفہان پہنچ گیا۔ اور سلطان جلال الدین کے حکم سے مارا گیا۔ نسائی کہتا ہے کہ میں نے براق کا ایک خط دیکھا ہے جو اس نے وزیر السلطنت شرف الملک اور سلطان جلال الدین کی خدمت میں تبریز بھیجا تھا۔ براق نے اس اپنی خدمات کو شمار کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ میں نے ایک بہت بڑی خدمت سلطان کی یہ انجام دی ہے جس کا کوئی معاوضہ نہیں ہوسکتا کہ سلطان کے سخت ترین دشمن (غیاث الدین) کو قتل کیا ہے۔

پہلوانیہ کی بغاوت:...... جس وقت سلطان جلال الدین وزیر السلطنت شرف الملک کے ساتھ ہمدان پہنچا یہ خبر سنی کہ امراء پہلوانیہ تبریز کے باہر جمع ہو رہے ہیں اور علم حکومت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کرنا چاہتے ہیں۔ خاموش بن اتا بک اوزبک بھی قلعہ قوطور سے فوج لے کر آ گیا ہے اور امراء پہلوانیہ کا ہم آہنگ ہو گیا ہے۔ سلطان نے لشکر کو تبریز کی طرف واپسی کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت شرف الملک کو بطور مقدمۃ الجیش آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ قریب تبریز باغیان امراء پہلوانیہ سے مقابلہ ہوا۔ وزیر السلطنت نے شکست دی اور جن سرداروں نے آتش فساد و بغاوت روشن کی تھی ان کو گرفتار کر لیا۔ مظفر و منصور شہر تبریز میں داخل ہوا۔ قاضی معزول اور بہت سے سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ طغرائی کے بھانجے قوام الدین حراوی سے زر کثیر جرمانہ وصول کیا اس کے بعد سلطان جلال الدین تاتاریوں سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا اور وزیر السلطنت نے ممالک محروسہ میں نائب سلطان کی حیثیت سے قیام اختیار کیا۔

شروان شاہ اور وزیر السلطنت:...... آپ پڑھ چکے ہیں کہ حسام الدین گورنر خلاط نے آذر بائیجان پر حملہ کیا اور کامیاب و منصور ہو کر بیگم سلطان جلال الدین کو لے کر خلاط واپس چلا گیا۔ وزیر السلطنت کو اس سے بیحد صدمہ ہوا۔ بلاداران سے موقان کی طرف روانہ ہوا۔ ترکمانوں کو ایک وقت مقرر پر جمع ہونے کا حکم صادر کیا۔ عمال کو پیشگی خراج وصول کرنے کے لیے صوبوں کی طرف بھیجا۔ شروان شاہ سے پچاس ہزار دینار طلب کیے۔ شروان شاہ نے دینے میں تاخیر کی۔ وزیر اسلطنت نے اس کے ملک پر حملہ کر دیا۔ لیکن کچھ ہاتھ نہ لگا۔ لہٰذا بے نیل مرام آذر بائیجان واپس آ گیا۔

وزیر السلطنت اور بیگم سلطان بنت پہلوان:...... اتا بک پہلوان کی لڑکی (بیگم سلطان) نقچوان میں تھی۔ اید غمش اس سے علیحدہ ہو کر وزیر اسلطنت کے پاس چلا گیا اور اس کو نقچوان پر قبضہ کرنے کی لالچ دی۔ لہٰذا وزیر السلطنت بیگم سلطان کو دغا و فریب دینے کے لیے نقچوان روانہ ہو گیا۔ بیگم نے وزیر السلطنت کو داخل ہونے سے روک دیا۔ اس نے مرج میں خیمہ ڈال دیا۔ منع کرنے کے باوجود بیگم نے عزت و احترام سے وزیر السلطنت کی میزبانی کی۔

وزیر السلطنت اور والی خلاط کی جنگ:...... اس کے بعد وزیر السلطنت نے حورس کی طرف قدم بڑھایا۔ یہ صوبہ اوزبک کی حکومت کے زمانے سے اشرف والی خلاط کے قبضہ میں تھا۔ لشکریوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ زبردستی رعایا کا مال چھین لینے لگے۔ وزیر السلطنت نے لشکریوں کی حمایت کی، رعایا بگڑ گئی۔ اتنے میں والی خلاط کا حاجب فوجیں لے کر آ گیا اور وزیر السلطنت کو بار بھگایا۔ وزیر السلطنت انتہائی بے سروسامانی سے مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گیا۔ یہ واقعہ ۶۲۴ھ کا ہے۔

حاجب کا نقچوان پر قبضہ:...... حاجب کے ساتھ فخر الدین سام والی حلب اور حسام الدین خضر والی تبریز بھی تھا۔ اور وزیر ❶ انہی کے زمانے غیر

---

❶ ...... اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے (مترجم)۔ جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۴۰) پر یہ عبارت ہے ''اور وزیر عز الدین ایبک کو جلال الدین نے حاجب حسام الدین علی بن حماد کو گرفتار کرنے کا حکم دیا تھا باوجود اس کی خدمات اور تکالیف کے اور وزیر ------'' یہاں سے آگے متن مسلسل ہے۔

حاضری میں ظاہر ہوا۔ وزیر، اران بھاگ گیا اور حاجب اس کے تعاقب میں کچھ دور تک یا پھر تبریز واپس ہوا۔ خوی سے ہو کر گذرا، خوی کو لوٹ لیا۔ نقچوان کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد تبریز کو بھی زبردستی فتح کر لیا۔

ان واقعات کے بعد وزیر السلطنت تبریز میں قیام پذیر ہو گیا۔ اتابک ازبک اس وقت تبریز ہی میں تھا اتنے میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ سلطان شکست کے بعد اصفہان کی طرف واپس آ رہا ہے چنانچہ وزیر السلطنت تبریز اور آذربائیجان کی جانب روانہ ہو گیا۔

ترکری کا محاصرہ:.....راستے میں تین سلطانی امراء ملے جن کو سلطان نے وزیر کی کمک پر بھیجا تھا۔ سلطان نے وزیر کو محاصرہ خوی کا حکم دیا۔ اس وقت خوی میں حاجب حسام الدین والی خلاط کا نائب بدرالدین سرہنگ اور حاجب حسام الدین علی منیجر موجود تھا۔ وزیر نے مصلحتاً خوی کا ارادہ فسخ کر کے ترکری کا محاصرہ کر لیا۔ دونوں دشمنوں نے ترکری کے باہر ایک میدان میں صف آرائی کر لی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد حاجب کو شکست ہوئی۔ ترکری میں داخل ہو کر قلعہ بندی کر لی۔ وزیر نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ حاجب نے صلح کا پیغام بھیجا۔ وزیر نے انکار میں جواب دیا۔ شاہی امراء جو اس کے ساتھ اس مہم میں شریک تھے، وہ اپنی فوجوں کے ساتھ آذربائیجان واپس آ گئے اور وزیر ترکری کا محاصرہ اٹھا کر خوی کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابن سرہنگ خوی خالی کر کے قلعہ قوطور چلا گیا تھا اس کے بعد سلطان سے امان حاصل کر لی۔

حاجب والی خلاط کی حکومت کا خاتمہ:.....مزید بلا مزاحمت خوی میں داخل ہوا اور اہل خوی سے تاوان اور جرمانہ وصول کیا۔ خوی سے فارغ ہو کر ترمذ اور نقچوان پر حملہ کیا۔ ترمذ اور نقچوان والوں پر بھی وہی مظالم کئے جو اہل خوی کے ساتھ کئے تھے۔ حاجب والی خلاط کی حکومت کا سلسلہ اس وقت سے ختم ہو گیا۔ واللہ اعلم

وزیر کی فتوحات:.....جس وقت سلطان جلال الدین اپنے وزیر السلطنت کو بطور نائب السلطنت اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں چھوڑ کر تاتاریوں سے جنگ کرنے روانہ ہوا۔ اسی وقت سے وزیر السلطنت اپنی ساری توجہ پوری ہمت اور ساری قوت سلطان کے زیر کنٹرول علاقوں کا نظم ونسق درست کرنے، والی خلاط سے مقابلے، آذربائیجان اور اران کے شہروں کو واپس لینے اور باغی قلعوں کو فتح کرنے میں خرچ کرنے لگا۔

قلعہ ہردو چار مرو پر قبضہ:.....حاجب حسام الدین والی خلاط اور وزیر السلطنت کے درمیان جو واقعات رونما ہوئے انھیں ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں ان واقعات کے دوران وزیر السلطنت باغی قلعوں کے والیوں سے ساز باز کرتا رہا۔ وقتاً فوقتاً نقد وجنس بھی دیتا رہا۔ اکثر خلعتیں بھی دیں۔ چند دنوں کے بعد بہتیروں نے وزیر السلطنت کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد امراء ہلوانیہ میں سے ناصر الدین محمد کو گرفتار کر لیا۔ یہ ایک مدت سے نصرت الدین محمد بن سبکتگین کے پاس ٹھہرا ہوا تھا۔ وزیر السلطنت نے ایک بڑی رقم کا مطالبہ کیا اور جب وہ ادا نہ کر سکا، اس کے نائب سے جو قلعہ اس کے قبضہ میں تھا چھین لیا۔ اس کے بعد آقسنقر اتابکی (سلطان کا گورنر گنجہ) مر گیا۔ وزیر السلطنت نے حملہ کر دیا اور اس کے نائب شمس الدین کرشاف سے خزانہ کا مطالبہ کیا۔ اور جب اس نے نہ دیا تو قلعہ ہردو چار مرو (صوبہ اران) چھین لیا۔

سلطان خاموش کی بیگم:.....قلعہ زونین پر سلطان خاموش کی بیگم کا قبضہ تھا۔ وزیر السلطنت نے فوجیں تیار کر کے حملہ کیا ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا۔ بیگم نے نکاح کا پیغام دیا۔ وزیر السلطنت نے صاف جواب دے دیا۔ پھر جب سلطان نے عراق سے واپس آیا تو وزیر السلطنت نے بیگم سے نکاح کر لیا اور اپنے خادم سعد الدین کو قلعہ کا حکم مقرر کیا۔ مگر سعد الدین نے بیگم کے ساتھ نہایت برا سلوک کیا۔ اس کے مال واسباب کو ضبط کر لیا۔ رعایا کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی چنانچہ متفق ہو کر سعد الدین کو نکال دیا اور بغاوت پر تل گئے۔

مزید فتوحات:.....پھر جس وقت وزیر السلطنت کو حاجب نائب خلاط کی جنگ سے نجات ملی تو اران کا رخ کیا۔ خراج وصول کیا، فوجیں جمع کیں اور سامان اکٹھا کر کے قلعہ مردانقین کو فتح کرنے بڑھا۔ قلعہ مردانقین وزیر برکت الدین کے داماد کا تھا۔ اس نے چار ہزار دینار پیش کئے۔ چنانچہ وزیر السلطنت کی باچھیں کھل گئیں۔ قلعہ قلعہ مرادنقین کو چھوڑ کر قلعہ حاجین پر حملہ کر دیا۔ قلعہ حاجین، جلال الدولہ ابوانی امیر کرج کے بھائی کے قبضہ میں تھا۔

وہ بھی میدان میں نہ آیا۔ بیس ہزار دینار اور سات سو مسلمان قیدی دیئے مگر صلح کر لی۔ ان واقعات کے بعد امراء بہلوانیہ کی بغاوت کا قصہ پیش آیا جس کو وزیر السلطنت نے نہایت خوبی سے فوجیں بھیج کر ختم کیا۔

امیر مقدی اشرف بن عادل بن ایوب:...... چونکہ اتابک ازبک کے بعض غلاموں نے آذربائیجان میں جس وقت کہ تاتاریوں کے مقابلہ میں سلطان کو شکست ہوئی تھی اور ان لوگوں نے خوارزم پر چڑھائی کی تھی۔ نہایت بیدردی سے خوارزمیوں کو قتل کیا تھا۔ لہٰذا جب سلطان جلال الدین نے آذربائیجان پر قبضہ کیا تو بہلوانیہ حکومت کے آثار کو ملیامیٹ کر دیا۔ امیر مقدی، اشرف بن عادل بن ایوب والی اشام کے پاس چلا گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔ لہٰذا جب اس کو یہ خبر پہنچی کہ وزیر السلطنت شرف الملک کو حسام الدین گورنر اشرف کے حاجب نے خلاط میں شکست دے دی ہے تو اتابکوں کے ساتھ رہنے کے لیے شام سے آذربائیجان کا راستہ لیا۔ خوی ہو کر گزرا ان دنوں حاجب خوی میں تھا، تعاقب کیا۔ امیر مقدی نہر عبور کر کے بلاد قبار میں داخل ہو گیا۔ بلاد قبار میں متعدد قلعے تھے جس پر باغیان حکومت اور مخالفین حکومت قابض تھے، امیر مقدی نے ان لوگوں سے خط و کتابت شروع کی اور اتابکیہ حکومت کی تبلیغ کرنے لگا۔ اور ابن خاموش بن ازبک کی امارت کی ترغیب دیتا رہا۔ کہ اسے قلعہ قوطور سے بلا کر اپنا امیر بنا لو۔ وزیر السلطنت کو اس کی خبر ملی بیحد صدمہ ہوا۔ اس کے بعد ہی سلطان جلال الدین کی شکست کی خبر پہنچ گئی اور زیادہ صدمہ اور رنج بڑھ گیا۔

امیر مقدی کا سلطان کی اطاعت کرنا:...... جب امیر مقدی کو بلاد قبار میں اپنے مقاصد میں کامیابی نہ ہو گی تو نصرۃ الدین محمد بن سبکتگین کے پاس چلا گیا اور یہی جال بچھایا۔ نصرۃ الدین نے بظاہر بہانوں سے اسے تالا اور خفیہ طور پر وزیر السلطنت کو اس سے مطلع کر دیا۔ وزیر السلطنت نے لکھا ''جس طرح ممکن ہو امیر مقدی کو ہاتھ سے جانے نہ دیجئے'' سلطان کی اطاعت پر راضی کر لیجئے۔ اور جس قسم کا وہ اطمینان کرنا چاہے کر دیجئے''۔ نصرۃ الدین نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ امیر مقدی کو اپنے ہمراہ لیے وزیر السلطنت کے پاس پہنچا۔ وزیر السلطنت نے امیر مقدی اور اس کے تمام امراہیوں کو جائزے دیئے، خلعتیں دیں اور خوارزمیوں کے قتل و خونریزی سے درگذر کرنے کا وعدہ کیا۔ قسم کھائی، اتنے میں سلطان جلال الدین کی اصفہان سے واپسی کی خبر سنی۔ وزیر السلطنت حاضر ہونے کی غرض سے روانہ ہوا۔ امیر مقدی اور نصرۃ الدین محمد بھی ساتھ شامل ہوا۔ سلطان نے ان دونوں کی بیحد عزت کی آؤ بھگت سے ملا۔

وزیر صفی الدین کے حالات:...... صفی الدین محمد طغرائی وزیر خراسان قریہ کلاجرد کا رہنے والا تھا۔ اس کا باپ اس قریہ کا زمیندار تھا۔ نہایت تربیت یافتہ اور بیحد خوشخط تھا۔ سلطان کی خدمت میں ہندوستان کے زمانہ قیام میں باریاب ہوا۔ وزیر السلطنت شرف الملک کے دربار میں ملازمت کی۔ لہٰذا جب شاہی لشکر ہندوستان سے عراق کی جانب واپس لوٹا تو صفی الدین کو طغرائی کی خدمت عطا کی گئی۔ پھر جب سلطان نے تفلیس کو کرج سے چھین لیا اور اقسنقر (مملوک اتابک ازبک) کو تفلیس کی حکومت پر متعین فرمایا تو صفی الدین طغرائی کو اس کی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ چند دنوں کے بعد کرج نے تفلیس کا محاصرہ کر لیا، واپس لینے کی کوشش کی۔ اقسنقر گورنر تفلیس شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ صفی الدین طغارئی نے نہایت مردانگی سے دفاع پر کمر باندھی۔ کرج کے حصر و ہوس سے بھرے دانت کند ہو گئے، ناکام واپس آ گئے۔ اس سے سلطان کی نظروں اس میں اس کی عزت دوبالا ہو گئی۔ خوش ہو کر خراسان کی وزارت سے نوازا۔ چنانچہ ایک سال تک خراسان کے عہدہ وزارت کو نہایت خوی سے انجام دیا۔ اس کے بعد اہل خراسان نے حاضر ہو کر بہت شکایتیں کیں۔ عتاب شاہی کی زد میں آ گیا۔ مال و اسباب ضبط کر لیے۔ اس کے خادموں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ گھوڑوں کو شاہی اصطبل میں لے جر باندھ دیا۔ جن کی تعداد تین سو تھی۔ اتفاق سے اس کے خادموں میں صرف ایک شخص علی کرمانی کسی طرح بچ کر ایک قلعہ میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا جس پر اس کا پہلے سے قبضہ تھا۔

خراسان پر تاج الدین کی گورنری:...... سلطان نے اس کی جگہ خراسان کی وزارت پر تاج الدین بلخی کو مقرر کیا اور اس نئے وزیر کی نگرانی میں قید کر دیا تا کہ نیا وزیر زبردستی اور دھمکی سے جو کچھ اس کے پاس ہو وصول کر لے اور اس کے خادم سے قلعہ بھی چھین لے۔ نئے وزیر کو اس سے پرانی دشمنی تھی۔ تشدد اور تکلیف دہی میں کوئی کسر نہ چھوڑی مگر ذرا بھی کامیاب نہ ہوا۔

مال واسباب کی تفصیل: ...... صفی الدین کی گرفتاری کے بعد اس کا خزانچی پیش کیا گیا۔ سلطان نے جواہرات اور اس مال کو پیش کرنے کا حکم دیا جو وزیر کی خدمت میں بطور نذر پیش کئے گئے تھے۔ خزانچی نے سمجھ کر کے صفی الدین کو سزائے موت دے دی گئی ہے، چار ہزار دینار اور ستر نگینے سرخ یاقوت اور زمرد آبدار کے حاضر کئے۔

صفی الدین کی رہائی: ...... اس کے بعد صفی الدین نے ارکین حکومت سے خط وکتابت شروع کی۔ نقد وجنس دینے کا وعدہ کیا۔ ارکین حکومت نے سلطان سے صفی الدین کی سفارش کی اور منت وسماجت کر کے اس کو قید سے رہا کرایا۔ سلطان نے خود اپنے ہاتھ سے اس کی رہائی کا فرمان تحریر کیا۔ صفی الدین قید سے نجات پا کر دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے سارا مال واسباب واپس کر دیا۔ جواہرات باقی رہ گئے۔

محمد بن مودود کی وزارت: ...... نساء کی وزارت پر سلطان نے محمد بن مودود نسوی کو مقرر کیا۔ یہ خاندان ریاست میں سے تھا۔ زمانہ کی گردش نے اس کو غزنی پہنچا دیا تھا۔ لہٰذا جب سلطان ہندوستان سے واپس لوٹا تو محمد کو دفتر انشاء کا ہیڈ مقرر کیا۔ اس سے اس کی شان وشوکت بڑھ گئی۔ وزیر اسلطنت شرف الملک کو رشک وحسد پیدا ہوا۔

ضیاء الدین کی وزارت: ...... پھر جب احمد بن منشی کاتب، نصرۃ الدین محمد بن حمزہ والی نساء کی طرف سے سلطان کی خدمت میں قاصد بن کر حاضر ہوا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں تو سلطان نے اس کو دفتر انشاء کا امیر منشی مقرر کیا۔ ضیاء الدین اس رشک وحسد سے جل کر خاک ہو گیا۔ سلطان نے نساء کی وزارت کی درخواست کی۔ سلطان نے نساء کا قلمدان وزارت اس کے حوالہ کر دیا اور تنخواہ وزارت کے علاوہ دس ہزار دینار سالانہ بطور وظیفہ عطا کرنے کا حکم دیا۔ ضیاء الدین شاہی پیشگاہ میں عبدالملک نیشاپوری کو اپنا نائب مقرر کر کے نساء چلا گیا۔

ضیاء الدین کی معزولی اور موت: ...... شامت آئی تھی لہٰذا سالانہ خراج خزانہ شاہی میں بھیجنا بند کر دیا۔ سلطان نے معزول کر کے احمد بن محمد منشی کاتب کو متعین کیا۔ لگانے بجھانے والے لگانے بجھانے لگے۔ کثرت سے شکایتیں پیش ہوئیں۔ سلطان نے نساء سے نکال دیا۔ اسی حالت میں مر گیا۔

بلبان والی خلخال کے حالات: ...... بلبان، اتابکیہ ازبک کے خادموں میں سے تھا۔ جس وقت تاتاری فتنہ رونما ہوا اور خراسان شاہی حکمرانوں سے خالی ہو گیا اور سلطان جلال الدین آذربائیجان پر قابض ہو گیا۔ اس وقت بلبان کو موقع مل گیا شہر خلخال چلا گیا۔ اس اور اس کے قلعہ جات پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ سلطان عراق اور والی خلاط کی جنگوں میں مصروف تھا۔ لہٰذا بلبان کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ لہٰذا جب لشکر اسلام جنگ تاتار سے واپس ہوا تو قلعہ فیروز آباد میں بلبان کا محاصرہ کر لیا۔ بلبلان نے زچ ہو کر امن کی درخواست کی۔ سلطان نے امن دی اور فیروز آباد پر قبضہ کر کے حسام الدین بکتاش (سعد اتابک والی فارس کے غلام) کو مقرر کیا۔

عزالدین خلخانی کی ناکامی: ...... اس کے بعد سلطان نے سامان واسباب کو موقان میں چھوڑ کر خلاط کے سفر کا ارادہ کیا۔ لیکن برف وسردی نے ارجیش سے آگے نہ بڑھنے دیا۔ سلطان نے ارجیش کے بعض قلعات سر کر لیے۔ عزالدین خلخالی اس وقت کفر طاب ارجیش کے قریب میں تھا۔ یہ خبریں سن کر خلاط چلا گیا۔ حاجب نے اس کو سروسامان اور فوجیں دے کر سلطنت کے خلاف بغاوت وفساد پھیلانے کے لیے آذربائیجان روانہ کیا۔ لیکن حاجب کا یہ نیشاپور روانہ ہوا۔ عزالدین خلحانی ناکام ونامراد کوہ زنجان چلا گیا اور رہزنی کرنے لگا۔ سلطان نے اس کو خط لکھا اور اصفہان میں قیام کرنے کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کیا۔ معاملہ ابھی طے نہیں ہوا تھا کہ گورنر اصفہان نے اس کا سر اتار کر سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔

منتصر باللہ کی خلافت: ...... سلطان کفر طاب سے واپس لوٹا۔ خرت برت کو ایسا تباہ وبرباد کیا کہ نام کو آبادی باقی نہ رہ گئی۔ اسی دوران جبکہ ۶۲۳ھ کا نصف گزر چکا تھا، خلیفہ ظاہر عباسی بغدادی کی وفات اور اس کے بیٹے المنتصر باللہ عباسی بغدادی کی خلافت کی خبر موصول ہوئی۔ دربار خلافت سے بیعت لینے کا فرمان صادر ہوا، خلعت آئی۔ واللہ ولی التوفیق لاریب وغیرہ۔

وزیر السلطنت شرف الملک سے سلطان کی کشیدگی: ...... جس وقت سلطان کا شاہی لشکر موقان کی طرف واپس آیا اور سلطان نے خوی میں

قیام کیا۔ اہل خوای کا ایک وفد دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ وزیر السلطنت شرف الملک کی زیادتیوں، مظالم اور بکثرت تاوان وصول کرنے کی شکایت کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ باوجود یہ کہ ملکہ سلطانہ بنت طغرل ان الزامات سے بری تھی جو اس پر قائم کئے گئے تھے۔ لیکن وزیر نے پھر بھی اس کا مال واسباب ضبط کر لیا ہے۔

اہل تبریز کی شکایات:......خوی سے کوچ کر کے سلطانی لشکر تبریز پہنچا۔ اہل تبریز نے اس سے زیادہ شکایات پیش کیں۔ جتنی اہل خوی نے کی تھیں۔ قریہ کورتان کے رئیس نے بھی دربار شاہی میں حاضر ہو کر وزیر شکایت کی کہ میں باوجود یہ کہ وزارت پناہ کی خدمت میں نیازمندانہ حاضر ہوتا تھا۔ لیکن وزیر السلطنت نے میرے دو خادموں میں سے ایک ہزار دینار تاوان وصول کیا۔ سلطان نے رحم کرتے ہوئے ہزار دینار واپس کر دیئے اور اہل شہر کو تین سال کا خراجم (مالگزاری) معاف فرما دیا۔

فرقہ اسماعیلیہ کی شکایات:......اس کے بعد وزیر السلطنت کی شکایت کی بھرمار ہوگئی۔ سلطان کی عدم موجودگی کے زمانہ میں وزیر السلطنت نے بری بڑی نمایاں خدمتیں انجام دی تھیں۔ فرقہ اسماعیلیہ کے قلع قمع میں بہت بڑا حصہ لیا تھا۔ ان کے مال واسباب کو ضبط کر لیا تھا۔ لہٰذا جب سلطان آذربائیجان کی طرف واپس لوٹا تو علاء الدین بادشاہ فرقہ اسماعیلیہ کا پیام بر دربار شاہی میں حاضر ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ "وزیر السلطنت نے بدعہدی کی اور ہمارا مال واسباب ضبط کر لیا"۔ سلطان کے کان تو پہلے ہی سے بھر گئے تھے۔ اس شکایت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ وزیر السلطنت سے ناراض ہوگیا۔ اسی وقت دو سرداروں کو مقرر فرما کر حکم دیا کہ وزیر نے فرقہ اسماعیلیہ کا جتنا مال واسباب اور زر نقد ضبط کیا ہے واپس دے دو (بیان کیا جاتا ہے کہ تیس ہزار دینار نقد اور دس گھوڑے تھے)

وزیر السلطنت کی کسمپرسی:......وزیر السلطنت سے خط وکتابت اور گفتگو ترک کر دی۔ دربار میں حاضری پر پابندی ہوگئی۔ وزیر السلطنت جو عرضداشت بھیجتا تھا۔ کوئی جواب نہیں دیا جاتا تھا۔ چند دنوں بعد تبریز میں رسد کی کمی محسوس ہوئی۔ سلطان نے حکم دیا کہ وزیر السلطنت کے مقبوضات کو ضبط کر کے رسد وغلہ کا انتظام کیا جائے۔ بعد میں سلطان تبریز سے موقان کی جانب واپس روانہ ہوا۔ موقان میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔ محض عشر خاص لینے پر اکتفا کیا عراق کا عشر ستر ہزار دینار سالانہ ہوتا تھا۔ واللہ اعلم

قفچاق سلطان کی خدمت میں:...... پرانے زمانے سے قفچاق کو سلطان اور اس کی قوم سے محبت اور دوستی تھی۔ بظاہر اس کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ سلطان اور اس کی قوم کی شادیاں قفچاق کی لڑکیوں سے اکثر ہوتی تھیں۔ غالباً چنگیز خان نے اسی وجہ سے قفچاق کی تباہی میں حد سے زیادہ حملہ کیا تھا اور سلطان اور اس کی قوم کی دوستی ہی کی وجہ سے قفچاق کے پیچھے پڑا تھا۔ لہٰذا جب سلطان اصفہان سے لوٹا اور تاتاریوں کی مہم پیش ہوئی تو قبائلی قفچاق سے امداد کی درخواست کی۔

میر جنکش قفچاقی اور سلطان:...... چنانچہ میر جنکش قفچاقی کو قبائیل قفچاق کے پاس امداد کا پیام دے کر روانہ کیا۔ قبائل قفچاق نے نہایت کشادہ دلی سے لبیک کہا اور گروہ کے گروہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قفچاق کا بادشاہ کورکان بھی اپنے تین سو قرابت مندوں کے ساتھ دریا کے راستے وزیر السلطنت کے پاس موقان پہنچا۔ موسم سرما کے ختم ہونے کے بعد سلطان کے دربار میں حاضر ہوا۔ سلطان نے خلعت فاخرہ عنایت کی اور یہ وعدہ فرما کے کہ دربند (باب الابواب) کے فتح ہونے پر تمہارے ساتھ بہترین سلوک کیا جائے گا واپس جانے کا حکم دیا۔

دربند کی فتح:......اس کے بعد سلطان نے والی دربند کو جو یک نوعمر چھوکرا اور نام کا والی تھا، بلا بھیجا۔ اسکا اتالیق اسد کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا اور یہی سیاہ وسفید کرنے کا مالک تھا۔ والی دربند بغیر کسی عذر کے دربار میں حاضر ہوگیا۔ لیکن اسد نے مخالفت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ سلطان نے والی دربند کو خلعت دی اور دربند فتح ہو جانے پر جاگیر دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ سلطان نے فوج اور لشکر کے سرداروں کو دربند فتح کرنے کا حکم دیا۔ سرداران لشکر نے دربند پہنچ کر اسد کو گرفتار کر لیا اور غارتگری کا بازار دربند کے مضافات میں گرم کر دیا۔ اسد کسی حیلہ وفریب سے ان کے قبضہ سے نکل بھاگا جس سے یہ

اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔

سلطان کا صوبہ کستاسفی پر قبضہ:......چونکہ وزیر السلطنت کو اپنی بعض نمایاں خدمات کی وجہ سے یہ اطمینان تھا کہ سلطان کو مجھ سے کبھی کسی قسم کی ناراضگی نہ ہوگی اس وجہ سے فوجیں مہیا ومرتب کر کے نہر ارش کو عبور کیا۔ اور صوبہ کستاسفی کو شروان شاہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ لہٰذا جب سلطان جلال الدین، موقان واپس آیا تو اس صوبہ کو جلال الدین سلطان شاہ بن شروان شاہ کو بطور جاگیر عنایت کیا۔

جلال الدین اور کرج:......جلال الدین سلطان شاہ، کرج کے پاس قید تھا۔ اس کے باپ نے اس کو اس شرط پر بچپن میں کرج کے حوالے کر دیا تھا کہ بڑے ہونے پر شہزادی رسوداں بنت ناماد سے اس کا عقد کر دیا جائے۔ لیکن یہ باتیں صرف خوش کن تھیں جس کا خارج میں کوئی وجود نہ تھا۔ چنانچہ بجائے خانہ دامادی کے جلال الدین سلطان شاہ کو قید کی مصیبتیں جھیلنی پڑیں۔

جلال الدین کی تربیت:......اتفاق سے جب سلطان نے کرج کو فتح کیا تو جلال الدین سلطان شاہ کو کرج کی قید سے نجات ملی۔ سلطان نے اس کی پرورش کی۔ تعلیم دلائی اور موقان سے واپسی پر صوبہ کستاسفی بطور جاگیر عنایت فرمایا۔

شہزادی رسوداں:......کرج کے یہاں والی ارزن روم کا لڑکا بھی تھا اور عیسائی ہو گیا تھا۔ کرج نے شہزادی رسوداں بنت ناماد سے بیاہ دیا تھا۔ سلطان کرج کی فتح کے وقت اس کو بھی نکال لایا تھا۔ لیکن یہ پھر مرتد ہو کر کرج کے پاس چلا گیا۔ کرج نے اس کے غیر حاضری کے زمانے میں رسوداں شہزادی کی شادی دوسرے شخص سے کر دی تھی۔

شروان شاہ کی بازیابی:......سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان نے ملک اران پر قبضہ کرنے کے بعد بلاد شروان پر غارتگری شروع کر دی۔ بلاد شروان کا بادشاہ افریدون بن تبریز وفد لے کر سلطان ملک شاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ ایک لاکھ دینار سالانہ خراج دینے کا اقرار کیا۔ سلطان ملک شاہ نے غارتگری سے ہاتھ روک لیا۔

جلال الدین کا اران پر قبضہ:......لہٰذا جب سلطان جلال الدین نے ۶۲۲ھ میں ملک اران پر قبضہ کیا تو بادشاہ شروان سے سالانہ خراج جو سلطان ملک شاہ کو دیتا تھا، طلب کیا۔ بادشاہ شروان نے ملک کی تباہی و بربادی اور کرج کے غلبہ کا عذر کیا۔ سلطان نے نصف خراج معاف فرما دیا۔ پھر جب سلطان واپس لوٹ تو شروان شاہ دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ نذر گزارنی پانچ سو گھوڑے تحفۃً پیش کیے۔ اس کے ساتھ پچاس گھوڑے وزیر السلطنت کو بھی بطور تحفہ دیئے۔

وزیر السلطنت کی چغلی:......وزیر السلطنت نے اس ہدیہ کو حقیر اور اپنے شان کے شایان نہ سمجھا۔ سلطان سے جڑ دیا کہ "یہ نہایت دغاباز اور فریبی ہے، گرفتار کر لیا جائے"۔ سلطان نے کوئی توجہ نہ کی۔ بلکہ جائزہ دیا۔ خلعت دی اور بیس ہزار خراج معاف کر دیا۔ صرف تیس ہزار سالانہ خراج باقی رہ گیا۔ نسائی کا تب کہتا ہے کہ فرمان شاہی لکھنے پر مجھے ایک ہزار دینار ملے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ایلک خان کی شکست:......جس زمانہ میں سلطان، آذربائیجان سے واپس آ کر موقان آیا تھا، انہیں دنوں لشکر اسلام کو ایلک خان کی کمان میں کرج کے خلاف جہاد کرنے کے لیے روانہ کیا تھا۔ چنانچہ ایلک خان نے کرج کے خلاف جہاد کیا۔ زیر وزبر کرتا بحیرہ تیاج ہو کر گزرا۔ کرج کو موقع مل گیا اچانک حملہ کر دیا۔ ایلک خان سنبھل نہ سکا۔ لہٰذا شکست کھا گیا۔ پکڑ دھکڑ کے دوران اریطانی گم ہو گیا۔

سلطان اور کرج کی جنگ:......سلطان کو اس واقعہ کی اطلاع ملی۔ سخت صدمہ ہوا اسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دیا کرج بھی ساز و سامان سے تیار ہو کر مقابلہ پر آئے۔ سلطانی مقدمہ نے کرج کے مقدمۃ الجیش کو شکست دی۔ اور بہت سے قیدی گرفتار کر لایا۔ سلطان نے سب کو قتل کر دیا۔ اور کرج کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ کوری پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑا اور کرج سے بحیرہ کے قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ کرج نے بحیرہ کے قیدیوں کو سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔ اور اریطانی کے بارے میں یہ کہا کہ وہ آج ہی رات قید سے نکل کر آذربائیجان چلا گیا۔ سلطان محاصرہ اٹھا کر تفلیس پہنچا۔ اریطانی

ملا سلطان کو بہت مسرت ہوئی۔

بہران کرجی کی سرکوبی:.....چونکہ بہران کرجی نے نواح بنجہ پر حملہ کیا تھا اور اس کو برباد و ویران کیا تھا اس وجہ سے سلطان اس کی سرکوبی اور گوشمالی کے لیے روانہ ہوا۔ قلعہ سکان کا محاصرہ کیا اور لڑ کر فتح کیا۔ قلعہ علیا اس کے بعد سر کیا گیا۔ قلعہ کاک پر حملہ کیا اس کا نتیجہ بھی یہی ہوا۔ قلعہ کاک محاصرے کے زمانے میں وزیر السلطنت کو قلعہ کوارنی کے محاصرہ کی خدمت تضویض ہوئی۔ تین مہینہ تک محاصرہ کیے رہا۔ بالآخر اہل قلعہ نے زچ ہو کر صلح کی درخواست کی۔ سالانہ خراج ادا کرنے کی شرط پر صلح ہو گئی۔ سلطانی لشکر نے خلاط کی طرف کوچ کیا۔

خلاط پر حملے کی تیاری:.....سلطان کرج کی مہم سے فارغ ہو کر قجوان کی طرف روانہ ہوا۔ اور اسباب وخزانہ کو قافروان کے راستے خلاط جانے کا حکم دیا۔ کرج کو سلطانی حملوں سے نجات مل گئی۔ آرام و چین سے اپنے ملک میں رہنے لگا۔ سلطان نے کچھ عرصہ قجوان میں خراسان و عراق کے انتظامات اور مہم خلاط کی تیاری کی غرض سے قیام کیا۔

نسائی کاتب کہتا ہے کہ قجوان قیام کے دوران سلطان نے اہل خراسان اور عراق سے ایک ہزار دینار وصول کئے اس کے بعد قجوان سے کوچ کر کے اپنی فوج سے بمقام خلاط جا ملا۔

علی بن حماد کا قتل:.....ملک الاشرف نے عزالدین ایبک کو حسام الدین علی بن حماد گورنر خلاط کی گرفتاری ❶ کے لیے خلاط بھیجا تھا۔ عزالدین نے اس حکم کی تعمیل کی اس پر طرہ یہ کیا کہ دھوکے سے قتل کر ڈالا۔ اور سلطان کی خدمت میں محض خوشنودی کے خیال سے ایک قاصد روانہ کیا۔ قاصد نے دربار شاہی میں حاضر ہو کر عزالدین کی طرف سے گذارش کی کہ "ملک الاشرف نے آپ کے علم حکومت کی اطاعت کا حکم دیا ہے"۔

خلاط کا محاصرہ:.....سلطان نے اس پر ذرا بھی خیال نہ کیا اور اپنے ارادے کو پورا کرنے پر تیار رہا۔ اور قاصد کو یہ جواب دیا کہ عزالدین کا یہ بیان اگر صحیح ہے تو ملک الاشرف کے حاجب کو میرے پاس حاضر ہونا چاہیے تھا۔ عزالدین کو اس جواب سے سکتہ سا ہو گیا۔ اور سلطان نے عید الفطر ۶۲۶ھ میں خلاط کا محاصرہ کر لیا۔

خلاط پر حملہ:.....رکن الدین جہان شاہ ابن طغرل والی ارزن روم بھی اس مہم میں سلطان کے ساتھ تھا۔ چاروں طرف سے منجنیقیں نصب کر کے سنگ باری شروع کر دی۔ محاصرہ کی سختی اور روزانہ جنگ سے اہل خلاط تنگ آ گئے۔ فاقہ کشی تک نوبت پہنچ گئی۔ سواری کے گھوڑے، گدھے، خچر، اونٹ اور مویشی ذبح کر کے کھانے کے لیے بہتیرے بھوک سے مر گئے۔ اور بہت سے شہر چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ گئے۔

خلاط پر قبضہ:.....خلاط کے بقیہ چند لوگوں نے سلطان سے اس شرط پر کہ ان کو امن دی جائے اور آذربائیجان میں جاگیریں عنایت ہوں، سازش کر لی چنانچہ سلطان نے وعدہ کے مطابق سلماس میں اور چند دوسرے مقامات پر ان لوگوں کو جاگیریں دیں اور رات کے وقت اپنی فوج کے چند دستوں کو کمند کے ذریعے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھا دیا۔ محافظوں سے لڑائی چھڑ گئی بالآخر شہر میں ہلڑ مچ گیا۔ اہل خلاط کو شکست ہوئی۔ سلطانی فوج پکڑ دھکڑ کرنے لگی، شہر پر سلطان کا قبضہ ہو گیا۔ شہر کے موجودہ باشندے گرفتار کر لیے گئے۔ جس میں عیسائیوں کی بھی کافی تعداد تھی۔ اسد بن عبداللہ بھی گرفتار ہو گیا۔ عزالدین ایبک قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان نے اس کو امن دی اور قلعہ درقان میں قید کر دیا۔

ابن اثیر کی تحقیق:.....ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حسام الدین کے خادموں میں سے ایک خادم، سلطان کی خدمت میں چلا آیا تھا۔ لہٰذا جب سلطان نے خلاط پر قبضہ کیا تو اس نے سلطان سے درخواست کی کہ میرے آقا کا بدلہ اس سے لیا جائے۔ چنانچہ سلطان نے عزالدین اوزبک کو خادم کے حوالہ کر دیا۔ خادم نے اس کو مار ڈالا۔ اسی ہنگامہ میں سلطان نے شہر خلاط کو تین بار تباہ کیا، والی ارزن کو نواح خلاط کی غارتگری پر مقرر فرمایا۔ قہری قید سے نکل بھاگا۔ اسد بن عبداللہ مہرانی نے بمقام جزیرہ اس کو قتل کر دیا۔ سلطان نے سرداران لشکر اور امراء حکومت کو اس جنگ کی خدمت کے معاوضہ میں

❶.....بظاہر اس گرفتاری کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی حالانکہ حسام الدین علی نہایت مستعد، کافیت شعار اور ملک الاشرف کا خیر خواہ تھا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۲ [illegible] مطبوعہ لیدن) (مترجم)

جاگیریں دیں اور واپس آیا۔

سلطان جلال الدین اور اشرف و کیقباد کی جنگ:......خلاط پر سلطان جلال الدین کے قبضہ وغلبہ کے بعد الملک الاشرف والی دمشق کو ہوش آیا فوجیں تیار کیں اور برے ساز وسامان سے ۶۳۹ھ میں جزیرہ اور شام کی فوجیں لئے سلطان جلال الدین سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ علاء الدین اور کیقباد والی بلا د روم سے بمقام سیر اس ملاقات ہوئی۔

سلطان جلال الدین کی ملک اشرف کی طرف پیش قدمی:......چونکہ جہاں شاہ (علاء الدین کیقباد کا چچاز اد بھائی) ابن طغرل والی ارزن روم سلطان جلال الدین کے پاس چلا آیا تھا، اس وجہ سے کیقباد کو پرانی دشمنی کی وجہ سے جلال الدین کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا۔ چنانچہ ملک اشرف اور کیقباد اسی وجہ سے جنگ کے ارادے سے سلطان جلال الدین سیر اس سے روانہ ہوا۔ ملک الاشرف کا مقدمۃ الجیش اکرز د ہنکار یہ امراء حلب کے ایک نامی گرامی شجاع اور دلیر عز الدین عمر بن علی کی ماتحتی میں تھا۔ کیقباد بھی اپنی فوجیں لیے دوسری جانگ پرہ جمائے ہوئے تھا۔

جلال الدین اور ملک اشرف کی جنگ اور جلال الدین کی پسپائی:......جوں ہی دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا، عز الدین عمر نے سلطان کے لشکر پر حملہ کی اور پہلی ہی لڑائی میں سلطانی لشکر کو شکست دے دی۔ سلطان خلاط واپس آیا۔ وزیر السلطنت اس وقت کر دعلاقوں کا محاصرہ کیے تھا۔ اس خبر بد کو بن کے محاصرہ اٹھا کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سب کے سب آذر بائیجان کی جانب روانہ ہوگئے۔

خلاط پر ملک الاشرف کا قبضہ:......رکن الدین جہاں شاہ بن طغرل اس جنگ میں گرفتار ہوگیا۔ پابز نجیر اپنے چچاز اد بھائی علاء الدین کیقباد کے سامنے پیش کیا گیا۔ کیقباد اس کو اپنے ہمراہ لئے ارزن آیا۔ رکن الدین نے ارزن اور اس کے تمام مضافات کو کیقابد کے حوالہ کردیا۔ ملک الاشرف فتح کے بعد خلاط گیا۔ خلاط جا کر ڈھیر کی طرح تھا۔ دیکھ کر بنجید غمزدہ ہوا۔

سلطان نے آذر بائیجان پہنچ کر افواج شاہی کو وزیر السلطنت کے پاس چھوڑا اور خوئی میں جا کر قیام کیا اور ترکوں کی فوج شکست کے بعد موقان چلی گئی۔

جلال الدین اور ملک الاشرف کی صلح:......اس کے بعد ملک الاشرف کا ایلچی (شمس الدین تکریتی) سلطان جلال الدین کے پاس صلح کا پیام لایا۔ صلح گفتگو شروع ہوئی۔ علاء الدین کیقباد بھی اس صلح میں شریک کیا گیا۔ چنانچہ نامہ لکھا گیا۔ دونوں میں صلح ہوگئی۔ سلطان نے خلاط کے ساتھ سرمن رائے صلح کی شرائط کے مطابق دوسرے فریق کو دے دیا۔

ارخان خان کی گرفتاری اور رہائی:......جملہ ان واقعات کے جو کہ خلاط کے محاصرے کے زمانے میں رونما ہوئے ایک یہ تھا کہ نصرت الدین اصبہذ والی جبل، امراء سلطان میں سے ارخا نامی ایک امیر کے ساتھ جو اس کے بھائی کے سسرالی رشتہ دار تھا، سلطان بارگاہ میں وفد لے کر حاضر ہوا۔ سلطان نے کسی مصلحت سے اس کو گرفتار کرلیا۔ پھر جب سلطان روم سے شکست کھا کر واپس آیا تو نصرت الدین کو قید سے رہا کر کے جاگیر عنایت فرمائی اور اس کے ملک واپس جانے کا حکم دیا

سلطان کی بہن کی تجویز:......دوسرا واقعہ یہ تھا کہ سلطان کی بہن جو دوشی خان کی بیوی تھی، خوارزم سے ترکمان خاتون کے حالات اپنے بھائی (سلطان) کو لکھا کرتی تھی۔ محاصرہ کے زمانے میں خلاط میں خاقان کے ذریعہ سے یہ تحریک پیش کی کہ جیحون کے پرلے طرف کے علاقے دے کر صلح کرلی جائے۔ سلطان نے اس کو منظور نہیں کیا۔

رکن الدین اور سلطان کی صلح:......تیسرا واقعہ یہ تھا کہ رکن الدین شاہ ابن طغرل والی ارزن روم جو ملک الاشرف کا فرمانبردار تھا اور بوجہ رنجش اپنے چچاز اد بھائی علاء الدین کیقباد ابن کیخسرو والی روم سلطان سے بھی نفرت کتا ھتا او حاجب کا (جو ملک الاشرف کی طرف سے خلاط کا گورنر تھا) معین مددگار تھا اور جس نے سلطان کے قاصد کو روم سے واپسی کے وقت قتل کر ڈالا تھا اور لسطانی فوج کا رسد وغلہ روک دیا تھا، محاصرہ خلاط کے طول وشدت

سے گھبرا کر امن کا طلب گار ہوا۔ نیازمندانہ حاضر ہوا۔ وزیر السلطنت اور ارکین حکومت نے نہایت تپاک اور گرم جوشی سے استقبال کیا۔ سلطان بڑی آؤ بھگت سے ملا، خلعت دی اور اس کی حکومت پر اس کو بحال و برقرار رکھا۔ جنگی آلات کی مہم رسانی کا حکم دیا جس کی تعمیل اس نے نہایت مستعدی سے کی پھر جب ملک الاشرف سے جنگ ہوئی تو سلطان کے ساتھ شریک جنگ ہوا۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

خلیفہ کا پیغام سلطان کے نام:...... چوتھا واقعہ یہ تھا کہ دربار خلافت بغداد سے سعد الدین حاجب سلطان کے پاس فرمان خلافت لے کر حاضر ہوا۔ خلافت ماب نے سلطان کو اس کے مقبوضہ ممالک میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت دی تھی اور مظفر الدین کو کبرون والی اربل والی، موصول کی اولاد شہاب الدین سلیمان شاہ بادشاہ ❶ اور عماد الدین بہلوان بن ہزرادست بادشاہ جبال سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے منع فرمایا تھا۔ اور ان لوگوں کو حکومت عباسیہ کے حمایتیوں سے شمار کیا تھا۔ سلطان نے اس حکم کی تعمیل کی۔

شرف الدین کا پیغام سلطان کے نام:......شرف الدین گورنر عراق نے سلطان کے پاس پیغام بھیجا کہ بادشاہ جمال عماد الدین بن بہلوان اور بادشاہ۔۔۔۔سلیمان شاہ کی اطاعت کرنے سے عراق پر حکومت کرنے میں آسانی ہوگی ورنہ ناممکن ہے۔ چنانچہ سلطان نے ان دونوں کے پاس ایسے شخص کو روانہ کیا جس نے ان کو میٹھی میٹھی باتوں سے ایسا بہلالیا کہ وہ اس کے قبضہ میں آ گئے۔

بدر الدین:......اس کے بعد سلطان نے بدر الدین طولو بن اتباخ خاں حاجب کو دربار خلافت میں اظہار فدویت کی غرض سے روانہ کیا۔ بدر الدین نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ اور دربار خلافت سے خلعت اور قیمتی تحائف لے کر واپس آیا۔

سامان کی تفصیل:......دو خلعت میں سلطان کے لیے تھیں۔ ایک خلعت میں جبہ، عمامہ اور ہندی جڑاؤ تلوار تھی۔ دوسری خلعت میں قنع ❷، کمہ ❸، کمہ ❹، سیف (جس کا دستہ سونے کا تھا) حمیل مرصع دو گھوڑے معہ ساز جن کی طلائی نعلین چار چار سو دینار وزن کی تھیں، سونے کی (ڈھال) جس پر جواہرات کی نہایت خوبصورت پچی کاری تھی، اردگرد یاقوت کے اکتالیس نگینے بدخشاں کے لعل تھے، وسط میں ایک بڑا فیروزہ نیشاپوری جڑا ہوا تھا۔ تیس عربی النسل گھوڑے جن کی زین پوش کا ابرا (اوپر کا کپڑا) اطلس رومی کا تھا اور استر (اندرونی حصہ کا کپڑا) اطلس بغداد کا تھا۔ سونے کے نعلین ساٹھ ساٹھ دینار وزن کی لگی ہوئی تھیں۔ بیس زرق برق پوشاکیں زیب بدن کئے عمدہ نفیس گھوڑوں پر سوار، دس عماریاں (جن پر اطلس کے پردے پڑے ہوئے تھے) سونے کی جھبلیں، دس سونے کے جڑاؤ برتن معہ سرپوش ڈیڑھ سو بقچے (ہر ایک بقچہ میں دس دس تھان ریشمی پارچہ، پانچ پانچ کرعنبر (سونے کے ڈبوں میں) ایک درخت عود ہندی (جس کی لمبائی ساڑھے سات گز کی تھی) چودہ خلعتیں زنانی، خادمات کے لیے تین سو خلعت میں امراء کے لیے (ہر ایک امیر کے لیے ایک ایک قبا، ایک ایک کمہ) وزیر السلطنت کے لیے سیاہ عمامہ، قبا، فرجیہ، سیف ہندی دو کر عبر، پچاس ریشمی تھان اور خچر، اور دفتر والوں کے واسطے ایک ایک خلعت آئی تھی۔ ہر خلعت میں جبہ، عمامہ اور بیس تھان کپڑے (جس میں اکثر اطلس رومی اور بغدادی تھا) اور بیس خچر تھے۔

اہل خلاط کی سفارش:......خوشی کے اظہار کے لیے سلطان نے دربار عام کیا۔ ایک پرتکلف خیمہ نصب کیا گیا۔ سلطان نے خلعت زیب تن کیا۔ خلافت ماب کے اقصد نے اہل خلاط کی سفارش کی۔ سلطان نے بطیب خاطر قبول و منظور فرمایا۔

والی روم کے تحائف کو ضبطی اور واگزاری:......پانچواں واقعہ یہ تھا کہ والی روم نے سلطان جلال الدین کی خدمت میں اتحاد بڑھانے کے لیے ایک وفد کے ساتھ تحفہ کے طور تیس خچر (جن پر اطلس خطائی، فروقندس اور سمور کی جھولیں پڑی تھیں) تیس غلام زرق برق پوشاکیں پہنے پورے ساز و سامان سے عمدہ اور نفیس گھوڑوں پر سوار ایک سو عمدہ نسل کے گھوڑے اور پچاس خچر روانہ کئے تھے۔ جس وقت وفد ان ہدایا کے ساتھ آذربائیجان سے ہو کر گزرا۔ رکن الدین جہان شاہ بن طغرل والی ارزن کے منہ میں پانی بھر آیا (رکن الدین جہان شاہ ان دنوں ملک الاسرف کے علم حکومت کا مطیع تھا)

---

❶ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۳۰۶) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا ہے۔

نوٹ:...... ❷، ❸، ❹ یہ سب اسی زمانہ کے لباس تھے جن کے ہندی نام نہیں معلوم ہو سکے (مترجم)

والی روم کے ہدیہ کو ضبط کر لیا۔لیکن کسی ضرورت کی وجہ سے چند دنوں کے بعد خود وفد لے کر دربار سلطانی میں حاضر ہوا۔ اور ہدیہ کو اسی حالت میں پیش کر دیا۔ جس طرح ضبط کیا تھا۔

سلطان اور غیاث الدین کے درمیان کشیدگی:...... چھٹا واقعہ یہ تھا کہ سلطان کا بھائی غیاث الدین قلعہ موت میں علاء الدین رئیس فرقہ حشاشین کے پاس پناہ گزین ہوا تھا، اس وجہ سے سلطان کے دل میں علاء الدین کی طرف سے غبار پیدا ہو گیا تھا۔ وزیر السلطنت نے عادت کے مطابق موقع پا کر قزوین کے ایک پہاڑ سر بفلک فرقہ حشاشین کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وزیر السلطنت کو اس مہم میں کامیابی ہوئی۔ علاء الدین کے لشکر کے سردار کو گرفتار کر لیا اور خلاط کے محاصرے کے زمانے میں سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔ سلطان نے اس کو قلعہ رزمان میں قید کر دیا۔ چند مہینوں کے بعد مر گیا

سلطان اور الموت کا گورنر علاؤ الدین:......اس کے بعد سلطان نے اپنے کاتب (سیکریٹری) محمد ابن احمد نسائی کو علاء الدین والی قلعہ موت کے پاس بھیجا اور خوازم کو حوالہ کرنے اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا مطالبہ کیا۔ علاؤ الدین نے پہلے انکار کر یا۔ سلطان نے یہ دلیل پیش کی کہ ''آپ کے والد بزرگوار جلال الدین حسن، خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تکش (سلطان جلال الدین کے باپ) کے نام کا خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ علاء الدین نے اس کو منظور نہ کیا۔ بجائے اس کے ایک لاکھ سالانہ دینار پسند کیا۔

جہان پہلوان کی ہندوستان سے واپسی:......جن دنوں سلطان ہندوستان سے عراق کے ارادے سے واپس لوٹا تھا اس وقت ہندوستان کے ان مقامات پر جن پر سلطانی حکومت کا پھریرہ لہرا رہا تھا۔ جہاں پہلوان ازبک کو مقرر کر آیا تھا۔ چنانچہ جہان پہلوان ازبک ہندوستان کے مقبوضہ علاقوں پر حکومت کرتا رہا۔ کچھ عرصے بعد شمس الدین التمش والی لاہور نے جہان پہلوان پر حملہ کیا۔ جہان پہلوان اس سے مطلع ہو کر پیچھے ہٹا اور مقر حکومت کو چھوڑ کر کشمیر کا راستہ لیا۔ والی کشمیر نے روک ٹوک کی، اپنے شہروں میں گھسنے نہ دیا اور سرحد کشمیر سے مار بھگایا۔ مجبوراً عراق کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس کے ساتھی اس سے علیحدہ ہو کر شمس الدین التمش کے پاس واپس گئے ۔جن میں برق جن کور جا کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا، ملک خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنے کے قابل ہے۔

جہان پہلوان کا قتل:......جہان پہلوان نے والی عراق سے خط وکتابت شروع کی، سات سو سواروں کی جمعیت سے ہندوستان سے واپس آنے سے مطلع کیا۔ والی عراق نے دس ہزار دینار خرچ کے لیے بھیج دیا اور سلطان سے اس معاملہ میں رائے اور مشورہ مانگا۔ سلطان کا فرمان صادر ہوا کہ بتیس ہزار بھیج دیا جائے اور سردی کے دن گذارنے اور آرام کرنے کی غرض سے عراق میں قیام کرنے کا حکم دیا جائے۔ اتفاق سے جس وقت سلطان روم سے واپس لوٹا اور آذر بائیجان کے ارادے سے روانہ ہوا۔ جہان پہلوان اور اس کے مقاصد کے درمیان میں اللہ تعالیٰ کا حکم آ کر حائل ہو گیا اسی مقام پر ۶۲۸ھ میں کسی نامعلوم شخص نے اس کو قتل کر دیا۔

تا تاری لٹیرے آذر بائیجان میں:......جس وقت تا تاریوں نے ماوراء النہر پر قبضہ کر کے خراسان پر حملہ کیا۔ اسوقت بادشاہ خوارزم ان کے مقابلہ سے عاجز ہو گیا اور تا تاری طوفان خراسان کے شہروں میں گھس گیا۔ جس طرف سے گزرا دیہات، قصبات اور شہروں کو برباد وتباہ کر ڈالا۔ جس کو جہاں پایا لوٹ لیا، مار ڈالا۔ غرضیکہ تا تاریوں کی حکومت کا سکہ ماوراء النہر میں جاری ہو گیا اور انہوں نے ان شہروں کو آباد کرنا شروع کر دیا۔ خوارزم کے قریب ایک بہت بڑا شہر خوارزم کی جگہ آباد کیا۔ لیکن خراسان ویران پڑا رہا۔ ملک کے چھوٹے چھوٹے رقبوں پر امراء قابض ہو گئے اور سلطان جلال الدین کی ہندوستان واپسی کے بعد اسی کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔ سلطان جلال الدین کی حکومت عراق، فارس، کرمان، آذر بائیجان اور ان تک محدود ہو گئی۔ خراسان تا تاریوں کی غارتگری اور جنگ کا میدان بنا رہا۔

سلطان جلال الدین کی جنگیں:......سلطان جلال الدین کی ہندوستان واپسی کے بعد تا تاریوں کے ایک گروپ کا مقام اصفہان پر سلطانی فوج سے سامنا ہوا۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس کے بعد سلطان جلال الدین، ملک الاشرف والی شام اور علاء الدین کیقباد والی روم سے ۶۲۷ھ

میں لڑائیاں ہوئیں۔علاء الدین سردار فارقہ اسماعیلیہ والی قلعہ موت اور جلال الدین سے بھی ٹھن گئی۔جلال الدین نے اس کے ملک کو بری طرح سے تباہ کر کے سالانہ خراج مقرر کیا۔علاء الدین والی قلعہ موت نے تاتاریوں کو ملالیا اور سلطان جلال الدین کے خلاف ابھار دیا۔چنانچہ شروع میں ۶۲۸ھ میں تاتاریوں نے آذر بائیجان پر چڑھائی کر دی۔سلطان جلال الدین کو اس کی خبر ملی۔امراءِ حکومت سے بوغر نامی ایک امیر کو چند دستہ فوج کے ساتھ بطور پیٹرول تاتاریوں کے حالات دریافت کرنے کو روانہ کیا۔تاتاریوں کے مقدمہ الجیش سے مڈبھیڑ ہوگئی۔بوغر کو شکست ہوئی۔سوائے بوغر کے کوئی بھی نہ بچا۔

جلال الدین کی موقان روانگی:......سلطان جلال الدین کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔تبریز سے موقان کی طرف کوچ کیا اور اپنے اہل وعیال کو تبریز میں وزیر السلطنت کی حفاظت میں چھوڑ آیا۔اور یہ ہدایت کی کہ بہت جلد ان لوگوں کو کسی محفوظ قلعہ میں پہنچا دینا۔موقان کے راستہ میں ایک خط اہل آذر بائیجان کا اس مضمون کا ملا کہ تاتاریوں کے جس مقدمۃ الجیش سے بوغر کا مقابلہ ہوا تھا ان کی تعداد سات سو سواروں سے زیادہ نہیں ہے۔اور وہ خان کے میدان میں قیام پذیر ہیں۔سلطان نے یہ سمجھ کر کے تاتاریوں کی تعداد قلیل ہے، آگے بڑھنے کا حوصلہ نہ کریں گے،کوچ وقیام کرتا موقان پہنچا اور خیمہ لگا دیا۔

ماہان روانگی اور وہاں سے رخصتی:......امیر بن بغان شحنہ خراسان اور اوسمان دہلوان شحنہ مازندران کو فوجوں کے فراہم کرنے پر مقرر کر کے مختلف شہروں کی طرف روانہ کیا اور خود شکار کھیلنے میں مصروف ہو گیا۔تاتاریوں کو موقع مل گیا۔اس کے ٹھکانے پر چھاپہ مارا کیمپ کو لوٹ لیا۔سلطان پریشان حال نہر اوس چلا گیا۔پھر یہاں سے بنجہ کے ارادے سے روانہ ہوا، ماہان پہنچا۔اگرچہ عز الدین والی قلعہ شاہن دو سال سے سلطان سے قطع تعلق کر کے قلعہ کا خود سر حاکم بنا ہوا تھا،لیکن ماہان میں سلطان کے پہنچنے پر نیاز مندانہ خدمت میں حاضر ہوا۔رسد کا معقول انتظام کیا۔تاتاریوں کے حالات سے مطلع کرتا رہا۔چند دنوں کے بعد سلطان کو یہ ذہن نشین کرایا کہ ''موسم سرما کے آخر میں تاتاری، ارجان سے آپ پر حملہ ہوں گے۔چونکہ آپ کے ساتھ کوئی فوج نہیں ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ آپ اران واپس چلے جائیں۔وہاں شاہی فوجیں موجود ہیں اور تبریز میں ترکمانوں کا لشکر بڑی تعداد میں قلعہ نشین ہے''۔سلطان یہ سن کر ایک سرد آہ بھری اور ماہان سے رخصت ہو گیا۔

قلعہ سنگ سراخ کی تعمیر:......سلطان نے وزیر السلطنت کو جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں، اپنے حرم اور خزانہ کی حفاظت پر تبریز میں مقرر کیا تھا۔اور یہ ہدایت کی تھی کہ کسی محفوظ ترین قلعہ میں ان کو پہنچا دینا۔چنانچہ وزیر السلطنت نے پہلے امراءِ ترکمان ماران سے ارسلان کبیر کے پاس جا کر قیام کیا اس کے بعد اسی مقام پر ایک نہایت مضبوط قلعہ سنگ سراخ نامی تعمیر کرا کے سلطانی خزانہ اور حرم کو ٹھہرایا۔

وزیر السلطنت کا اظہار وفاداری:......چونکہ ان دنوں سلطان چاروں طرف سے مصیبتوں میں گھر گیا تھا، وزیر السلطنت کے دماغ میں یہ خیال پیدا ہوا کہ موجود حالت میں اس ملک میں سلطان کا ٹھہرنا ناممکن ہے۔ہندوستان جانے کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔اس وجہ سے ملک الاشرف (والی شام) اور کیقباد (والی روم) جو سلطان سے پرانے دشمن تھے، خط وکتابت کا سلسلہ جاری کیا اور نیاز مندی وفرمان برداری کا عہد وپیمان کیا۔کسی ذریعہ سے قلیج ارسلان ترکمانی کو اس کی خبر مل گئی اس نے وزیر السلطنت کو ڈانٹ بھرا خط لکھا۔سلطانی حرم اور خزانے کی حفاظت کی تاکید کی اور سلطان کو اس کے تمام حالات لکھ بھیجے۔لہٰذا جب سلطان کا اس قلعہ کی طرف گزر ہوا اور وزیر السلطنت کو حاضری کو حکم دیا۔وزیر السلطنت ہاتھ میں کفن لئے حاضر ہو گیا۔سلطان کے خیالات تبدیل ہو گئے اور اپنا مخلص ودرجان نثار سمجھ کر مطمئن ہو گیا۔

تاتاریوں کا تبریز اور گنجہ پر قبضہ:......جس وقت سلطان، تاتاریوں کے حملہ کے بعد موشقان سے اران روانہ ہوا اور یہ خبر اہل تبریز تک پہنچی۔اہل تبریز خوارزمیوں پر ٹوٹ پڑے اور اس کی پائیمالی اور قتل پر تیار ہو گئے۔بہاء الدین محمد بن بشیر محاربک جوان دنوں تبریز کا والی تھا، بلوائیوں کا شریک کار ہو گیا۔طغرایائی رئیس نے مخالفت کی لیکن کسی نے نہ سنا۔بلوائیوں نے ایک خوارزمی کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔خوارزمیوں نے اس کے بدلے میں دو آدمی مار ڈالے، شہر میں ہلڑ مچ گیا۔بہاء الدین نے تبریز کی قلعہ بندی کر لی۔پورے طور سے نگرانی کرنے لگا۔فوجیں بھرتی کیں۔زیادہ زمانہ نہیں گزرا

تھا کہ بہاء الدین مرگیا۔ اہل تبریز نے شہر تاتاریوں کے حوالہ کر دیا اس کے بعد اہل گنجہ میں بھی اسی قسم کا جوش وخروش پیدا ہوا اور انہوں نے اور نیز اہل بیلغارہ نے بھی شہر تاتاریوں کو سپرد کر دیا۔ واللہ اعلم

وزیر السلطنت کا زوال: ...... قلعہ جار بردپہنچنے کے بعد سلطان کو وزیر السلطنت کی کشیدگی اور منافرت کا علم ہوا لیکن اس خیال سے کہ کہیں وزیر السلطنت روپوش نہ ہو جائے یا بھاگ نہ جائے، پیچ وتاب کھا کر خاموش رہا۔ ایک روز وزیر السلطنت کے ساتھ سوار ہو کر قلعہ کی طرف گیا۔ والی قلعہ کو پوشیدہ طور پر وزیر السلطنت کو قید کر لینے کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ والی قلعہ نے نہایت خوبی اور تیزی سے اس حکم کی تعمیل کی۔

اس کے بعد سلطان نے اپنے قیام گاہ میں پہنچ کر وزیر السلطنت کے خادموں کو جمع کیا جن میں ان کا سردار ناصر قشتمر تھا۔ سلطان نے ان لوگوں کو اوتر خان کے گروہ میں شامل کر دیا۔ لگانے بجھانے والیوں نے والی قلعہ کے کان میں یہ بھر دیا کہ ''سلطان تم سے ناراض ہے'' والی قلعہ کو سلطان کی طرف سے بددلی اور نفرت پیدا ہوگئی۔ وزیر السلطنت کی انگوٹھی قشتمر کے پاس بھیجی اور یہ کہلا بھیجا کہ ''ہم اور تمہارا آقا ایک ہی حالت میں مبتلا ہیں۔ جس شخص کو اس کی حق شناسی اور خدمت منظور ہو قلعہ میں آ جائے۔

وزیر السلطنت کا قتل: ...... اتفاق سے سلطان کو اس کی خبر مل گئی۔ ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ والی قلعہ کا لڑکا سلطان کی خدمت میں رہتا تھا۔ سلطان نے اس کو حکم دیا کہ تم اپنے باپ کو یہ واقعات لکھ کر بھیجو اور اس فعل پر ناراضگی کا اظہار کرو''۔ والی قلعہ کے پاس اس کے لڑکے کا خط پہنچنا تھا کہ اس کے حواس اڑ گئے۔ چنانچہ معذرت کا خط لکھا سلطان نے کہلا بھیجا کہ اگر تم اپنے قول کے سچے ہو تو وزیر السلطنت کا سر اتار کر میرے پاس بھیج دو۔ والی قلعہ نے وزیر اسلطنت کا سر اتار کر بھیج دیا۔

وزیر السلطنت، اہل وکمال کی بیحد عزت کرتا تھا۔ انعام واکرام میں کشادہ دست تھا اگر سلطان اس کی روک تھام نہ کرتا تو شاہی خزانہ میں حبہ باقی نہ رہتا۔ نہایت منکسر مزاج اور اللہ تعالیٰ سے ہر کام میں ڈرنے والا تھا۔ ترکی زبان کا بہت بڑا عالم اور فصیح تھا۔ پیشگاہ سلطان سے جو فرمان لکھے جاتے تھے، اُس پر الحمد للہ العظیم اور دفتر وزارت سے جو فرمان صادر ہوتے تھے اس پر ابو المکارم علی ابن ابی القاسم خاصلہ امیر المومنین لکھا کرتا تھا۔

گنجہ پر سلطان کا دوبارہ قبضہ: ...... جس وقت اہل گنجہ نے خوارزمیوں کی مخالفت پر کمریں باندھی اس وقت ان میں سے ایک شخص بندار نامی ان کا سردار تھا۔ سلطان کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ ایک قاصد اہل گنجہ کے پاس بھیجا اور ان کو اپنے علم حکومت کی اطاعت کی ترغیب دی اور درباری میں حاضری کا حکم دیا۔ چنانچہ اہل گنجہ شاہی لشکر گاہ کے قریب پہنچ کر قیام پذیر ہوئے۔ رئیس جمال الدین قمی اپنی اولاد کے ساتھ سلطانی بارگاہ میں حاضر ہوگیا۔ باقی مخالفت پر اڑے رہے۔ سلطان نے ان لوگوں کو بہت کچھ سمجھایا لیکن وہ نہ سمجھے اور جنگ کرنے پر تل گئے۔ شاہی خرگاہ پر حملہ آور ہوئے۔ سلطان نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور بنفس نفیس خود سوار ہو کر میدان جنگ میں آیا، لڑائی ہوئی، اہل گنجہ مقابلہ نہ کر سکے، شکست کھا کر بھاگے، شہر پناہ میں داخل ہوگئے۔ لیکن کثرت ہجوم کی وجہ سے دروازہ بند نہ کر سکے۔ سلطانی لشکر شہر میں داخل ہوگیا۔ تیس بڑے فسادیوں کو گرفتار کر لیا اور مار ڈالا، بندار بھی گرفتار ہو کر پیش کیا گیا۔ یہی مفسدوں کا سرغنہ اور باغیوں کا سردار تھا۔ اسی نے اس تخت شاہی کو توڑا تھا جس کو سلطان محمد بن ملک شاہ نے گنجہ میں رکھوایا تھا۔ سلطان کے سامنے اس کے اعضاء بدن یکے بعد دیگرے کاٹے گئے اور مار ڈالا گیا۔ ایک مہینہ سلطان نے گنجہ میں قیام کیا۔

ملک اشرف اور سلطان جلال الدین: ...... گنجہ کی واپسی کے بعد سلطان نے خلاط کی طرف ملک الاشرف سے تاتاریوں کے مقابلہ پر مدد لینے کے لئے کوچ کیا۔ ملک الاشرف کو اس خبر مل گئی مصر چلا گیا اور بہانوں سے ٹالتا رہا سلطان کوچ وقیام کرتا قلعہ شمس پہنچا۔ اراک بن ایوان کرخی قلعہ کا حاکم تھا۔ نیازمندانہ حاضر ہوا دور ہی سے زمین بوسی کی رسم ادا کی اور شاہی حکم کی تعمیل کی سلطان نے ملک الاشرف کی امداد سے ناامید ہو کر ملوک حلب آمد اور ماردین سے امداد واعانت کی درخواست کی کسی نے توجہ نہ کی۔ فوج کو خرت برت، ملطیہ اور آذربائیجان کی طرف واپسی کا حکم دیا۔ فوجوں نے اندھیر مچادی غارتگری کا ہنگامہ گرم کر دیا۔ ان واقعات نے سونے میں سہاگا کا کام کیا۔ کیقباد اور ملک الاشرف کو ناراضگی پیدا ہوگئی، سلطان کی امداد واعانت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق

والی آمد کا پیغام:......خلا میں قیام کے دوران سلطان کو یہ خبر ملی تھی کہ تاتاری غارتگری جنگ کرنے بڑھ رہے ہیں۔سلطان نے اس طوفان بدتمیزی کی روک تھام پر امیر اوتر خان کو چار ہزار سواروں کے ساتھ تاتایوں کی خبر لینے کی غرض سے روانہ کیا امیر اوتر خان نے واپس آ کر خبر دی کہ تاتاری طوفان حدود ملاز کرد سے واپس ہو گیا۔اراکین حکومت اور سرداران فوج نے سلطان کو دیار بکر جانے کا مشورہ دیا۔اتنے میں والی آمد کا قاصد پہنچ گیا اور یہ پیغام دیا کہ آپ کسی طرف کا رخ نہ کیجئے ،روم پر حملے کا ارادہ کیجئے اور اس پر قبضہ کر لیجئے تاکہ قفچاق سے آپ قریب ہو جائیں گے اور ان سے مدد حاصل کر کے تاتاریوں سے تیغ و سپر جنگ کر سکیں گے۔میں چار ہزار سواروں سے مدد دینے کو تیار ہوں۔

والی آمد کا پیغام ایک چال تھی:......والی آمد اور حکمران روم کی اَن بن چلی آ رہی تھی وجہ یہ تھی کہ رومی حکمران نے والی آمد کے بعض قلعوں کو دبا لیا تھا اسی وجہ سے والی آمد نے سلطان کو والی روم کیخلاف ابھار کر اپنے دل کے پھپھولے توڑے۔

سلطان پر والی آمد کیا پیغام کام کر گیا۔اصفہان سے ایک طرف ہو کر کے آمد کی جانب کوچ کیا۔آمد کے قریب پہنچ کر پڑاؤ ڈالا۔والی آمد کے پاس ایک ترکمان کو خبر دینے کی غرض سے روانہ کیا ترکمان نے واپس آ کر یہ خبر دی کہ کلہ تاتاریوں کا جس مقام پر قیام تھا اسی مقام پر قیام پذیر ہیں۔ لیکن دوسرے دن صبح نہ ہونے پائی تھی کہ تاتاریوں نے آمد پہنچ کر سلطان کیمپ کا محاصرہ کر لیا۔

سلطان پر مصائب اور حالات امیر اوتر خان کی بے وفائی:......سلطان کے لشکر کو تیار ہونے کا موقع نہ ملا لیکن امیر اوتر خان نے نہایت مردانگی سے تاتاریوں پر حملہ کیا اور آگے بڑھنے سے روک دیا۔اس دوران سلطان کو موقع مل گیا مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا۔اپنی بیگم بنت اتابک سعد کو دو امیروں کے حوالے کیا اور یہ حکم دیا کہ اسے جہاں تک لے جاسکو لے جاؤ۔اوتر خان میدان جنگ سے واپس آ گیا چار ہزار سوار اس کے دستے میں تھے۔سلطان چھپ کر آمد کے سنسان بیابان میں چھپ گیا۔لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ لشکر نے سلطان کے ساتھ دغا کی ہے انھوں نے لشکر کو واپس لانے بہت تدبیریں کی کوئی کارگر نہ ہو سکیں۔سلطان رفتہ رفتہ دربندات کی سرحد تک پہنچ گیا۔سارا راستہ بلوائیوں فسادیوں سے گھرا ہوا تھا۔اوتر خاں نے واپس چلنے کی رائے دی۔چنانچہ سلطان آگے نہ بڑھا اور واپس ہو گیا۔میافارقین کے نواح میں ایک گاؤں تک پہنچا،بیدر میں قیام اختیار کیا۔

امیر اوتر خان کی بے وفائی:......امیر اوتر خان سلطان کا ساتھ چھوڑ کر شہاب الدین غازی والی حلب کے پاس چلا گیا،اس سے اوتر خان کی بہت دونوں سے خط و کتابت ہو رہی تھی۔شہاب الدین غازی نے مراسم سابقہ کا کوئی لحاظ و پاس نہ کیا،گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس کے بعد ملک الکامل نے اس کو والی حلب سے طلب کیا والی حلب نے پابہ زنجیر ملک الکامل کے پاس بھیج دیا چھت سے گر کر مر گیا۔

تاتاریوں کا اچانک حملہ:......تاتاریوں کو کسی ذریعہ سے سلطان کی خبر مل گئی اچانک بیدر پر یلغار کیا۔سلان کسی طرح لباس تبدیل کر کے بھاگ گیا اور اس کے سارے ہمراہی قتل کر ڈالے گئے۔کسی نے تاتاریوں سے کہہ دیا کہ جو شخص ابھی بھاگا ہے وہی سلطان ہے،فوراً تعاقب میں روانہ ہوئے ۔مفروروں میں دو شخص ہاتھ آ گئے تاتاریوں نے ان کو قتل کر ڈالا۔سلطان کے ملنے سے ناامید ہو کر تاتاری واپس چل دیئے۔

سلطان جلال الدین کی گرفتاری اور شہادت:......ادھر سلطان کوہ اکراد پر چڑھ گیا۔وہاں بھی تاتاری لیٹرے موجود تھے اور نا کہ بندی کئے ہوئے قتل کرنے پر تیار ہو گئے۔کسی نے ان کے سردار کے کان میں کہہ دیا ''کہ یہی سلطان ہے'' سردار کو رحم آ گیا۔چنانچہ اس نے لوگوں کو قتل سے روک دیا،چھوڑ دینے کے ارادے سے اپنے ساتھ اپنے مکان لایا سردار کی عدم موجودگی میں ایک کمینہ تاتاری سردار کے مکان پر آ گیا ہاتھ میں ایک تیغہ لئے تھا۔اس کے بھائی کو خلاط میں ایک خوارزمی نے مار ڈالا تھا۔لہٰذا اس نے اپنے بھائی کے بدلہ میں سلطان کو شہید کر دیا۔سردار کی ہمدردی نے کچھ کام نہ دیا۔یہ واقعہ پندرہویں شوال ۶۲۸ھ کا ہے۔یہ روایت نسائی سلطان جلال الدین کے کاتب کی ہے۔

فاضل ابن اثیر نے واقعہ آمد کو ذکر کر کے لکھا ہے کہ اس کے بعد سلطان کی کوئی اطلاع نہ آئی۔میں چند دنوں اس کی خبر ملنے کا منتظر رہا،اس کے واقعہ قتل کو نہیں لکھا ہے آمد ہی کے واقعہ پر اس نے اپنی کتاب تاریخ کامل کو ختم کیا ہے ایک حرف اس پر اضافہ نہیں کیا۔

سلطان کے حالات:......نسائی نے لکھا ہے کہ سلطان پستہ قد،گندمی رنگ،ترکی النسل،شجاع حلیم اور باوقار تھا۔تبسم کے سوا کھلکھلا کر کبھی نہیں ہنسا

کم سخن تھا۔ فضول باتوں سے سخت نفرت کرتا تھا، عادل تھا۔ لیکن فتنہ وبغاوت کی وجہ سے مغلوب ہوگیا تھا باوجود یکہ خلافت مآب سے کشیدگی اور رنج کا سلسلہ قائم تھا۔ لیکن جیسا کہ اس کا باپ خلافت پناہ کو لکھا کرتا تھا اسی طرح یہ بھی خود کو خادم اور تابعدار لکھا کرتا تھا۔ جس وقت خلیفہ بغداد نے اس کو بمقام خلاط خلعت بھیجی تھی، جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے۔ ایسی تو اس نے عریضہ میں خود کو عبد فلاں لکھا تھا اور خلافت مآب کو عموالقاب وآداب سے لکھتا تھا یہ تھے "مولانا وسیدنا وامیرالمومیین وامام المسلمین وخلیفته رب االعالمین قدوة المشارق والمغارب المنیف علی الذروة العلیا ابن لوی ابن غالب" سلاطین روم مصر اور شام کو صرف سلطان فلاں ابن فلاں سے خط وکتابت میں مخاطب کرتا تھا اور کوئی الفاظ نہیں ہوتے تھے۔ فرامین جو اپنے قلمرو میں حکام کے نام لکھتا تھا اس کی پیشانی پر "النصرة من الله وحده" لکھا کرتا تھا اور جب سلطان ہندوستان سے واپس آیا تھا تو خلیفہ نے اپنے فرمان عالیشان میں "الجناب الرفیع الخاقانی" کے موقر الفاظ سے مخاطب کیا تھا۔

اس پر سلطان نے دربار خلافت میں اس قسم کا خطاب عطا ہونے کی درخواست کی، جواب دیا کہ بڑے حکمرانوں کو یہ خطاب دیئے جاتے ہیں۔ پھر جب دربار خلافت سے خلعت آئی تو سلطان نے حد سے زیادہ الحاح ومنت کی تو "الجناب العالی الشاہستانی" کے خطاب سے مخاطب کیا گیا۔

تاتاری طوفان کی تیزی:...... قصہ مختصر جنگ آمد کے بعد تاتاری طوفان کے نواح آمد میں پھیل گیا ارزن، سیافارقین اور سارے دیار بکر تاراج اور ویران وبرباد کیا پانچ دن کے محاصرہ کے بعد لڑ کر شہر اسعر دکو فتح کیا۔ کئی دن تک قتل عام کا سلسلہ جاری رہا۔ ماردین پر حملہ کیا۔ اہل ماردین نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا لوٹ مار کرتے نصیبین پہنچے۔ نصیبین کے نواح کو بھی اپنی تباہی کا نشانہ بنایا۔ نصیبین سے فارغ ہو کر سنجار، خابور، تدلیس اور صوبہ خلاط کو بھی وغارت کر کے چٹیل میدان بنا دیا۔

انہیں تاتاریوں کا ایک گروپ آذربائیجان سے صوبہ اربل کی طرف قتل وغارت کرتا ہوا بڑھا اور ترکمان ایوانیہ اور اکراو جوزقان کی طرف وکر گزار۔ ان لوگوں نے تاتاریوں کا تلواروں، ڈھالوں سے استقبال کیا۔ لوٹ لیا قتل کیا، مظفرالدین والی اربل بھی والی موصل سے امداد حاصل کر کے تاتاری لٹیروں کی پکڑ دھکڑ کو نکلا۔ لیکن وہ زیادہ دور نکل گئے تھے ہاتھ نہ آئے واپس آیا۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین۔

جلال الدین کے لشکر کا حال:...... سلطان جلال الدین منکبرس کے قتل کے بعد اس کا لشکر متفرق ہوگیا اور پریشان حال کیقباد (بادشاہ روم) کے پاس پہنچا۔ کیقباد نے ان کو اپنی فوج میں بھرتی کر لیا۔ ۶۳۴ھ میں کیقباد نے وفات پائی۔ اس کا بیٹا غیاث الدین کخسیر وتخت حکومت پر متمکن ہوا۔ اس کو ان کی طرف سے شبہ پیدا ہوگیا تو اس نے ان کے سردار کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، باقی بھاگ گئے۔ جس طرف سے گذرے اور جہاں پہنچے لوٹ مار کی بستیوں کو اجاڑ ڈالا اسی حالت پر ایک مدت تک قائم رہے۔

نجم الدین ایوب کا قیدیوں کو اپنی فوج میں شامل کرنا:...... اس کے بعد الملک الصالح نجم الدین ایوب بن الملک الکامل نے جو اپنے باپ کی طرف سے بلاد شرقیہ حران، کیفا اور آمد کا حکمران تھا۔ اپنے والد بزرگ سے اجازت حاصل کر کے ان لوگوں کو اپنی فوج میں شامل کر لیا جیسا کہ آگے ہم بنو ایوب کے حالات میں تحریر کریں گے۔ واللہ سبحانہ تعالے ولی التوفیق بمنہ وفضلہ۔

جلد ششم کا حصہ اوّل مکمل ہوا

❁❁❁❁❁❁❁❁

تاریخ ابن خلدون

جلد ششم

حصہ دوم

پہلا باب

شام میں بنوتتش کی سلطنت وحکومت:......ہم اس سے پہلے سلجوقی حکمرانوں کے ابتدائی دور میں شام پر قبضے کے حالات لکھ چکے ہیں۔ سلطان ملک شاہ کے ایک گورنر آتسز بن ارتق الخوارزمی نے فلسطین پر حملہ کر کے ''رملہ'' اور بیت المقدس پر قبضہ کرلیا تھا پھر اس نے ان علاقوں سے خلافت فاطمیہ کو ختم کر کے انھیں عباسی خلافت کے زیر کنٹرول کر دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے ۴۶۳ھ میں دمشق کا محاصرہ کیا اور کئی بار محاصرہ کرنے کے بعد بالآخر ۴۶۸ھ میں دمشق پر قبضہ کرلیا۔ پھر اس نے ۴۶۹ھ میں مصر پر حملہ کیا اور کچھ عرصے محاصرہ کئے رہا، مگر بعد میں واپس آ گیا۔

تتش کا دمشق پر قبضہ:......سلطان الپ ارسلان کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا سلطان ملک شاہ ۴۶۵ھ میں حکمران بنا، اس نے اپنے بھائی کو شام اور اس کے ملحقہ علاقوں کی حکومت دے کر ۴۷۰ھ اسے ان سب علاقوں پر قبضہ کرنے کا اختیار بھی دے دیا چنانچہ اس نے حلب پر حملہ کر کے اس کا محاصرہ کرلیا۔

اس دوران مصری سپہ سالار بدالجمالی نے دمشق کے محاصرے کے لئے اپنی فوجیں بھیج دی تھیں۔ اور دمشق پر آتسز کا قبضہ تھا، آتسز نے تاج الدولہ تتش سے مدد مانگی تو وہ اس کی مدد کے لئے فوج لے کر نکلا، ادھر مصر کی فوجیں رک گئیں، اس کے بعد آتسز دمشق سے تتش سے ملاقات کے لئے آیا مگر تتش نے اسے اپنی اطاعت میں تاخیر اور تامل کرنے پر ملامت کی اور پھر قتل کر دیا، چنانچہ اس کے بعد تتش نے خود ہی دمشق پر قبضہ کرلیا۔ (جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے)

حلب پر خونریز جنگ:......اس کے بعد سلیمان بن قطلمش نے ''انطاکیہ'' پر قبضہ کرلیا اور وہاں مسلم بن قریش کو قتل کر کے حلب پر حملہ کیا اور قبضہ کرلیا۔ تتش کو قبضے کی اطلاع ملی تو وہ فوج لے کر حلب پہنچ گیا جہاں دونوں فوجوں کی خونریز جنگ ہوئی اور سلیمان بن قطلمش اسی جنگ میں ۴۷۹ھ میں مارا گیا، پھر سلطان ملک خود فوج کے ساتھ حلب آیا اور شہر فتح کرلیا، پھر اس کی حکومت قسیم الدولہ آقسنقر کو دی جو کہ سلطان نورالدین العادل زنگی کا دادا تھا۔

مصر پر قبضہ کا پروگرام:......اس کے بعد سلطان ملک شاہ ۴۸۴ھ میں بغداد پہنچا جہاں دمشق سے اس کا بھائی تاج الدولہ تتش، حلب کا حکمران قسیم الدولہ آقسنقر اور رہا کا حکمران بوزان اس کے پاس پہنچے۔ پھر جب وہ اپنے علاقوں کی طرف جانے لگے تو ملک شاہ نے آقسنقر اور بوزان کو حکم دیا کہ وہ دونوں تتش کی فوج کے ساتھ مل کر شام کے ساحلی علاقے فتح کرنے کیلئے چلے جائیں اور پھر سب مل کر خلافت فاطمیہ کے حکمران مستنصر کے قبضے سے مصر کو چھین لیں اور وہاں سے فاطمی سلطنت کا نام ونشان مٹادیں۔

چنانچہ یہ سب چلے اور اس دوران تتش نے حمص شہر کو ابن ملاعب کے قبضے سے جنگ کر کے چھین لیا، اور ایک فاطمی گورنر نے اس سے پناہ حاصل کر کے امامیہ کا علاقہ اس کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد اس نے طرابلس کا محاصرہ کیا وہاں جلال الدین عمار نامی شخص حکمران تھا، اس نے آقسنقر کو پیسے دے کر اس بات پر تیار کیا کہ وہ تتش کے ہاں اس کی سفارش کرے، مگر اس نے سفارش نہیں کی لہٰذا وہ غصہ ہو کر وہاں سے چلا گیا اور یہاں کے لوگ جبلہ کی طرف بھاگ گئے اور ان کی حکومت ختم ہوگئی۔

سلطان ملک شاہ کی وفات اور بادشاہت کا جھگڑا:......۴۸۵ھ میں سلطان ملک شاہ کا بغداد میں انتقال ہوگیا۔ اس کے انتقال سے پہلے تتش اس سے ملاقات کے لئے دمشق سے بغداد روانہ ہوا تھا، مگر راستے میں ہی اسے ملک شاہ کے مرنے کی خبر ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ملک شاہ کے بیٹے محمود اور برکیاروق بادشاہت کے لئے لڑ رہے ہیں، چنانچہ اس صورت حال میں اس نے خود بادشاہ بننے کا عزم کرلیا، اور یہی مقصد لئے وہ دوبارہ

دمشق پہنچا۔

پھر تمام فوجوں کو اکٹھا کر کے انہیں خوب مال و دولت دیا اور پھر حلب پہنچ گیا آقسنقر نے اس کے ساتھ وفاداری کا اظہار کیا کیونکہ ملک شاہ کے بیٹے کم سن تھے، اور ان کے درمیان جھگڑا بھی تھا، آقسنقر نے انطاکیہ کے حکمران اور رہا کے حاکم بوزان کو بھی تتش کی اطاعت اور وفاداری کا مشورہ دیا۔

حاکم موصل کی شکست:...... اس کے بعد ان سب نے اپنی فوجیں لے کر ماہ محرم ۴۵۶ھ میں پیش قدمی کی اور ''رحبہ'' کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا، وہاں تتش نے خطبہ دیتے ہوئے اپنی بادشاہت کا اعلان کیا اور پھر نصیبین پر بھی قبضہ کر لیا اور وہاں خوب لوٹ مار مچائی، اور پھر محمد بن مسلم بن قریش کو وہاں کا گورنر بنا کر موصل کی جانب روانہ ہو گیا۔ وہاں ابراہیم بن قریش بن بدران حکومت کر رہا تھا، اس نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھائے مگر ابراہیم نے انکار کر دیا اور تیس ہزار فوج کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنے آ گیا، سلطان تتش کی فوج دس ہزار تھی چنانچہ موصل کے نواحی علاقے ''المضیع'' پر دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی، جس میں ابراہیم کو شکست ہوئی اور وہ قتل ہو گیا۔ سلطان نے پھر قتل عام کا حکم دے دیا۔ چنانچہ بے شمار عرب امراء کو قتل کر دیا گیا، اس کے بعد سلطان تتش نے دارالخلافت بغداد یہ پیغام بھیجا کہ اس کی بادشاہت تسلیم کی جائے اور خطبہ پڑھا جائے مگر زبانی وعدے کر کے اسے ٹرخا دیا گیا۔

آذربائیجان میں تتش کی شکست:...... اس کے بعد سلطان تتش ''دیار بکر'' کی جانب روانہ ہوا اور ان علاقوں کو فتح کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر ۴۶۵ھ کا ہے۔ پھر اس نے آذربائیجان کی طرف پیش قدمی کی مگر اس دوران ملک شاہ کا بیٹا برکیاروق ''رے''، ''ہمدان'' اور ''کوہستان'' کے اکثر علاقوں پر قبضہ کر چکا تھا، اس لئے وہ اپنے علاقوں کے دفاع کے لئے اس کے مقابلے پر آیا، جب دونوں کی فوجیں ایک دوسرے کے قریب پہنچیں تو آقسنقر اور بوزان اپنی اپنی فوج سمیت برکیاروق سے مل گئے اور سلطان تتش شکست کھا کر بھاگ گیا۔

آقسنقر کا قتل:...... تتش نے شام پہنچ کر اپنی فوجی طاقت کو جمع کیا اور سارے لشکر کو لے کر آقسنقر سے جنگ کرنے کے لئے حلب پہنچا، آقسنقر مقابلے کے لئے آیا، اس کی مدد کے لئے بوزان اور موصل کے حاکم کربوقا کے لشکر بھی آئے ہوئے تھے۔ سلطان تتش نے حلب سے چھ فرسخ کے فاصلے پر ان سب سے جنگ لڑی اور ان کو شکست دے کر آقسنقر کو گرفتار کر لیا۔ پھر سلطان نے آقسنقر کو قتل کر دیا۔

بوزان کا قتل:...... جنگ کے بعد کربوقا اور بوزان حلب کے قلعے میں محصور ہو گئے مگر سلطان تتش نے اس کا محاصرہ کر کے قلعہ بھی فتح کر لیا اور ان دونوں کو گرفتار کر کے ''حران'' اور ''رہا'' کی عوام کو اپنی اطاعت کا حکم دیا مگر انہوں نے انکار کر دیا لہٰذا اس نے بوزان کو قتل کر دیا، اور کربوقا کو ''حمص'' میں قید کر دیا۔

اس کے بعد سلطان ''جزیرے'' کی طرف گیا اور وہاں پورا علاقہ فتح کر لیا اور وہاں سے ''دیار بکر'' اور ''خلاط'' سے ہوتا ہوا ''آذربائیجان'' پہنچا اور وہاں سے ''ہمدان'' اور دوبارہ بغداد پیغام بھیجا کہ اس کی بادشاہت کا خطبہ پڑھا جائے۔

برکیاروق کی شکست:...... اس دوران برکیاروق ''نصیبین'' میں تھا۔ یہ خبر سن کر وہ دریائے دجلہ عبور کر کے ''اربل'' پہنچا اور وہاں سے سرخاب بن بدر کے علاقے میں پہنچ گیا۔ مگر اس دوران سلطان تتش کا کمانڈر امیر یعقوب بن ارتق فوج لے کر پہنچا اور برکیاروق کو شکست دی چنانچہ وہ ''اصفہان'' بھاگ گیا۔ سلطان تتش نے یوسف بن ارتق ترکمانی کو بغداد بھیجا تھا مگر وہ وہاں نہیں گیا اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں قتل و غارت گری کرنے لگا پھر جب اسے سلطان تتش کے مارے جانے کی اطلاع ملی تو ''حلب'' واپس آ گیا۔

یہ سارے واقعات سلجوقی سلطنت کے تذکرے میں تحریر کئے جا چکے ہیں۔ ہم نے یہاں اس کا ذکر اس لئے کیا کہ سلطان تتش کے بیٹوں نے شام میں اپنی حکومت قائم کر لی تھی تاکہ آنے والے واقعات کے لئے یہ تذکرہ تمہید کا کام دے سکے۔

سلطان تتش کا قتل:...... جب برکیاروق اپنے چچا سلطان تتش سے شکست کھا کر ''اصفہان'' بھاگ گیا تو سلطان محمود اور اس کے ارکان حکومت

نے اسے پناہ دی، مگر آپس میں اس کے قتل کا مشورہ کرتے رہے، چونکہ سلطان محمود بیمار تھا اس لئے یہ فیصلہ ہوا کہ سلطان محمود کے صحت مند ہونے تک اسے نہ مارا جائے لیکن خطرہ یہ ہوا کہ شاید سلطان محمود مر جائے گا لہٰذا ان سب نے برکیاروق کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ادھر سلطان تتش ''رے'' سے واپس آیا اور ''اصفہان'' کے حکمران کو اپنی بادشاہت تسلیم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے برکیاروق کی اطاعت سے منحرف ہونے کا اعلان کر دیا مگر اس دوران برکیاروق تندرست ہو گیا اور فوجیں لے کر ''رے'' کی طرف بڑھا۔ چنانچہ جنگ ہوئی اور تتش کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی مگر تتش ثابت قدمی سے جنگ لڑتا رہا پھر اسے آقسنقر کے کسی ساتھی نے اپنے امیر کے قتل کے انتقام میں قتل کر دیا اور یوں برکیاروق کے لئے میدان صاف ہو گیا۔

رضوان بن تتش کی حکومت:...... جس وقت سلطان تتش ''حلب'' سے روانہ ہوا تھا تو اس نے وہاں ابوالقاسم حسن بن علی الخوارزمی کو اپنا جانشین بنا کر قلعہ حلب بھی اس کے حوالے کر دیا تھا۔ پھر جنگ سے پہلے اس نے اپنے ساتھیوں کو ہدایت کی کہ وہ اس کے بیٹے رضوان کی اطاعت کریں۔ اور اپنے بیٹے کو لکھا کہ بغداد چلا جائے اور دارالسلطنت میں جا کر قیام کرے، لہٰذا ابوالغازی بن ارتق کے ساتھ جسے اس کے باپ نے وہاں چھوڑا ہوا تھا۔ روانہ ہوا، اس کے ساتھ محمد بن صالح بن مرداس اور (دوسرے بے شمار ❶) لوگ بھی تھے۔ جب یہ ھیت پہنچا تو اسے تتش کے قتل کی خبر ملی تو یہ ''حلب'' لوٹ آیا، اس کے ساتھ دونوں ننھے شہزادے ابوطالب اور بہرام اور ان کی ماں بھی تھی۔ اس کے ساتھ جناح الدولہ حسین ❷ بن ایتکین نے نکاح کیا ہوا تھا اور جنگ کے بعد یہ وہاں پہنچ گیا تھا۔

ابوالقاسم کی بغاوت:...... جب یہ سب حلب پہنچے تو ابوالقاسم باغی ہو گیا اور قلعے کے دروازے بند کر لئے۔ اسکی فوج میں شمالی افریقہ کے سپاہی بہت زیادہ تھے، جنہیں جناح الدولہ نے اپنے ساتھ ملا لیا تھا لہٰذا انہوں نے رات کے وقت قلعے کے اندر بغاوت کر دی اور سلطان رضوان کے حق میں نعرے لگا کر ابوالقاسم کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن سلطان رضوان نے اس نے پناہ لے لی۔ اس کے بعد ''حلب'' کے پورے علاقے میں اس کی بادشاہت اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور جناح الدولہ سلطنت کا انتظام سنبھالنے لگا اور وہ ایک اچھا منتظم ثابت ہوا۔

رضوان کی فوجی کاروائیاں:...... ''انطاکیہ'' کے گورنر باغیسیان بن محمد ترکمانی نے پہلے تو مخالفت کی مگر بعد میں اطاعت قبول کر لی اور پھر سلطان کو مشورہ دیا کہ وہ ''دیار بکر'' کا رخ کرے اور اس کے ساتھ وہاں خود بھی گیا، چنانچہ ان تمام علاقوں کے وہ حکمران ان کے پاس آ گئے جو سلطان تتش کے ماتحت تھے۔

اس کے بعد انہوں نے سروج کا رخ کیا مگر ان سے پہلے وہاں سقمان بن ارتق پہنچ کر قبضہ کر چکا تھا اس لئے وہ ''رہا'' پہنچے جہاں رومیوں کی طرف سے ''فارقلیط'' نامی شخص گورنر تھا اور وہ بوزان کی طرف سے اس علاقے کا حاکم تھا چنانچہ وہ قلعے میں محصور ہو کر مقابلے کرتا رہا مگر آخر کار اسے شکست ہو گئی اور سلطان رضوان کامیاب ہو گیا۔

پھر غیسیان نے یہ قلعہ مانگ لیا۔ اس سے جناح الدولہ کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو گیا تو وہ ''حلب'' چلا گیا۔ ادھر رضوان اور اس کے امراء بھی واپس آ گئے۔ (اور باغیسیان نے اس قلعے پر قبضہ کر لیا) پھر باغیسیان ''حران'' کی طرف روانہ ہوا جس کا حاکم قراجہ تھا چنانچہ بعض اہل ''حران'' نے خفیہ طور پر اس کی اطاعت کا وعدہ کر لیا مگر اس کی اطلاع قراجہ کو مل گئی اور اس نے اس سازش کا الزام اپنے امیر ابن المفتی پر لگا دیا۔

ابن المفتی پر سلطان تتش شہر کی حفاظت کے سلسلے میں اعتماد کیا کرتا تھا لہٰذا قراجہ نے اسے اور اس کے بھتیجے کو قتل کر دیا، ادھر باغیسیان ابوالقاسم خوارزمی کو لے کر انطاکیہ چلا گیا اور سلطان رضوان اپنے دارالحکومت حلب پہنچ گیا۔

یوسف کا قتل:...... رضوان کا ایک رکن سلطنت یوسف بن ارتق خوارزمی تھا جسے سلطان تتش نے بغداد بھیجا تھا، ایک شخص ❸ اس سے دشمنی رکھتا تھا،

---

❶...... بریکیٹ کی عبارت کامل ابن اثیر صفحہ ۲۴۶ جلد ۱۰ سے لکھی گئی ہے جبکہ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ ❷...... ہمارے پاس موجود نسخے میں حسین لکھا ہے جبکہ دوسرے نسخوں میں حسن تحریر ہے (ثناء اللہ محمود) ❸...... اس شخص کا نام المجن تھا۔ دیکھئے کامل ابن اثیر صفحہ نمبر ۲۵۵ جلد ۱۰ (ثناء اللہ محمود)

وہ رضوان کے وزیر اور منتظم جناح الدولہ کے پاس آیا اور اس نے یوسف بن ارتق پر یہ الزام لگایا کہ یہ باغیسیان سے مل کر ''حلب'' میں بغاوت کی سازش کر رہا ہے، اس پر جناح الدولہ نے اسے یوسف کے قتل پر مامور کر دیا اور مالی امداد بھی دی۔ چنانچہ یوسف اپنے گھر میں محصور ہو گیا مگر اس سیاہ بخت نے اسے قتل کر کے اس کا مال واسباب لوٹ لیا۔

یوسف کے قاتل کا قتل: ..... اس کے بعد اس شخص نے خود مختار حاکم بننے کی کوشش کی اور جناح الدولہ کو فریب دینے کے لئے یہ اطلاع دی کہ رضوان نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ جناح الدولہ ''حمص'' بھاگ گیا اور یہ شخص خود مختار حاکم بن گیا۔

حمص میں جناح الدولہ کی جاگیر تھی۔ اس کے بعد ۴۸۹ھ میں رضوان اس شخص کا مخالف ہو گیا اور اس کی گرفتاری کا حکم دیا مگر یہ روپوش ہو گیا۔ سلطان کے حکم پر اس کی جائداد ضبط کر لی گئی۔ چند دنوں کے بعد یہ بھی پکڑا گیا اور سزاؤں کے مختلف مراحل سے گزرا اور آخر میں اسے اور اس کی اولاد کو قتل کر دیا گیا۔

دقاق بن تتش: ..... سلطان تتش نے اپنے دوسرے بیٹے دقاق کو اپنے بھائی سلطان ملک شاہ کے پاس بغداد بھیج دیا تھا جہاں وہ سلطان ملک شاہ کی وفات تک رہتا رہا، پھر ملک شاہ کے بیٹے محمود اور اس کی والدہ جلالیہ خاتون کے ساتھ اصفہان چلا گیا اور وہاں سے چھپ کر بر کیاروق کے پاس گیا اور پھر وہاں سے اپنے والد کے پاس پہنچ گیا۔ اور اس کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہوا جس میں سلطان تتش قتل ہو گیا تھا۔ جب اس کا باپ سلطان تتش قتل ہو گیا تو اس کا ایک آزاد کردہ غلام ایتکین دقاق کو ''حلب'' لے گیا، چنانچہ وہ اپنے بھائی رضوان کے ساتھ مقیم ہو گیا۔

دمشق کے قلعے میں سلطان تتش کا ایک غلام سعاد تکین رہتا تھا، اسے تتش نے اپنی وفات سے پہلے وہاں کا حاکم بنایا تھا اس نے دقاق کو پیغام بھیجا کہ وہ بادشاہت کا دعویٰ کر دے۔ لہٰذا دقاق اس کے پاس چلا گیا۔ رضوان نے اس کے تعاقب میں سپاہیوں کو بھیجا مگر وہ گرفتار نہ ہو سکا۔

دقاق کا دمشق پر قبضہ: ..... دقاق ''حلب'' سے فرار ہو کر دمشق پہنچ گیا۔ انطاکیہ کے حاکم باغیسیان نے بھی اسے خط لکھا کہ وہ رضوان کے مقابلے میں دمشق کا خود مختار بادشاہ بن جائے، اس دوران سلطان تتش کے خواص کے ایک گروپ کو لے کر معتمد الدولہ طغتکین بھی دمشق پہنچ گیا۔ وہ اس جنگ میں شریک تھا اور قید ہو گیا تھا چنانچہ رہائی پانے کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دمشق چلا آیا۔ دقاق نے اس سے ملاقات کی اور اسے اپنے نظام حکومت کا مختار بنا دیا، اس نے سعاد تکین کے خلاف سازش کی اور اسے مروا دیا۔

اس دوران انطاکیہ سے باغیسیان اور ابوالقاسم خوارزمی بھی وہاں آ گئے۔ دقاق نے ان دونوں کی بہت عزت کی اور خوارزمی کو اپنا وزیر بنا لیا اور اس کی رائے کے مطابق حکومت کرنے لگا۔

رضوان اور دقاق کی جنگ: ..... رضوان کو جب یہ پتہ چلا کہ دقاق دمشق پر قابض ہو گیا ہے تو اس نے دمشق سے اس کا قبضہ ختم کرانے کے لئے پیش قدمی کی اور دمشق پہنچا مگر جنگ میں اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا، چنانچہ وہ مالس کی طرف لوٹ گیا اور وہاں سے حراس کی طرف گیا مگر وہاں بھی اسے ناکامی ہوئی، لہٰذا چپ چاپ ''حلب'' واپس آ گیا۔

ادھر باغیسیان نے ''جو کہ رضوان کے بجائے دقاق کا حمایتی بن گیا تھا'' دقاق کو مشورہ دے کر تیار کر دیا کہ وہ اپنے بھائی کے خلاف فوج لے کر ''حلب'' جائے چنانچہ دقاق روانہ ہو گیا۔

دقاق کی شکست: ..... رضوان نے دقاق کی آمد کا سن کر صقوان سے مدد مانگی تا کہ وہ سروج سے ترکمانی قبائل کے جنگجو بھیج دے، چنانچہ جب دونوں فوجوں کی قنسرین نامی مقام پر جنگ ہوئی تو دقاق کو شکست ہو گئی، اور اس کے علاقے کو لوٹ لیا گیا۔ اس کے بعد رضوان ''حلب'' واپس آ گیا اور پھر لوگوں نے دونوں بھائیوں کی صلح کرانے کی کوشش کی۔ طے یہ پایا کہ دمشق اور انطاکیہ کی مساجد میں دقاق کے نام سے پہلے رضوان کا نام بھی بادشاہ کے طور پر لیا جائے چنانچہ صلح ہو گئی۔

جب جناح الدولہ باغیسیان کے ساتھ اختلاف کی وجہ سے ''حلب'' چھوڑ کر حمص چلا گیا تو باغیسیان نے رضوان کے پاس پہنچ کر اس سے صلح کر لی۔

فاطمی خلیفہ کی اطاعت: ...... کچھ عرصے کے بعد فاطمی خلیفہ المستعلی کا رضوان کے نام پیغام آیا کہ وہ اس کے بھائی کے خلاف مدد کرنے کو تیار ہے لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ رضوان کی سلطنت میں فاطمی خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ ادھر رضوان کے چند ساتھیوں نے اسے فاطمی مسلک کے صحیح ہونے کا یقین دلایا تو اس نے فاطمی خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دے دیا۔ البتہ انطا کیہ، معرہ اور قلعہ ''حلب'' اس حکم میں شامل نہیں تھے۔

انطا کیہ پر انگریزوں کا قبضہ: ...... اس حکم کے دو مہینے بعد سروج کا حاکم سقمان اور انطا کیہ کا حاکم باغیسیان اس کے پاس آئے، انہیں آئے ہوئے تین دن بھی نہیں ہوئے تھے کہ دوسری طرف سے اہل یورپ (انگریز) انطا کیہ پہنچ گئے اور شہر کا محاصرہ کرنے کے بعد اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے حاکم کو بھی قتل کر دیا۔

حاکم ''رحبہ'' عفانمار: ...... ''رحبہ'' کا علاقہ کربوقا کے قبضے میں تھا۔ جب وہ قتل ہو گیا تو سلطان الپ ارسلان کا غلام عفانمار اس پر قابض ہو گیا، لہٰذا دقاق بن تتش اور اس کے نائب طغرکین نے ۴۹۵ھ میں اس پر حملہ کیا اور چند دن محاصرہ کئے رکھا لیکن انہیں ناکامی ہوئی لہٰذا واپس آ گئے۔ ۴۹۶ھ میں عفانمار کا انتقال ہو گیا۔ اور ایک ترک غلام اس کے بعد حاکم بنا، مگر اس نے ظلم کرنا شروع کر دیا، شہر کے معزز لوگوں کو قتل کیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا اور فوج کے ایک بڑے گروپ کو فوج سے نکال دیا اور باقیوں کو ملازم رکھ لیا اور مساجد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوانا شروع کر دیا۔

دقاق کا ''رحبہ'' پر قبضہ: ...... دقاق نے جب ''رحبہ'' کی یہ صورتحال دیکھی تو فوج لے کر اس پر چڑھائی کر دی اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اس غلام نے پہلے تو مقابلہ کیا مگر بعد میں امان مانگ لی لہٰذا دقاق نے اسے جاگیر دے کر رخصت کر دیا، اور خود رحبہ پر قابض ہو گیا دقاق نے رحبہ کے باشندوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور کچھ عرصہ بعد اپنا ایک نائب وہاں چھوڑ کر دمشق چلا گیا۔

دقاق کی وفات اور تو نتاش کی حکومت: ...... دقاق کا ۴۹۷ھ میں انتقال ہو گیا اور اس کا نائب طغرکین اس کے بعد حاکم بنا، ایک سال تک تو اس نے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا مگر پھر اپنے نام کا خطبہ منسوخ کر کے دقاق کے بھائی تو نتاش کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ وہ ایک نابالغ لڑکا تھا، اس کی والدہ نے اسے طغرکین کی طرف سے خوف زدہ کر دیا۔ کیونکہ اس کا خیال یہ تھا کہ چونکہ طغرکین نے دقاق کی والدہ سے شادی کر رکھی تھی لہٰذا وہ دقاق کے بیٹے کی طرف زیادہ مائل ہے، اس لئے تو نتاش ماہ صفر ۴۹۸ھ میں دمشق سے بعلبک کی طرف بھاگ گیا، جہاں اس کے ساتھ بصرہ کا حاکم اتکین حلبی بھی مل گیا چنانچہ دونوں نے انگریز حاکم سے خط و کتابت کی، انگریز حاکم نے وعدہ تو کیا مگر وفا نہ کیا لہٰذا تو نتاش نے رحبہ پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا۔

طغرتکین کی مستقل حکومت: ...... بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ تو نتاش وہاں سے بھاگ کر اپنے قلعوں میں مقیم ہو گیا تھا، بہر حال اس دوران طغرتکین دقاق کے کم سن بیٹے کو حاکم بنا کر اس کے نام کا خطبہ پڑھوانے لگا، اور حکومت پر خود قابض ہو گیا چونکہ رعایا سے اچھا سلوک کرتا تھا اس لئے اس کی حکومت مستقل ہو گئی۔

طغرتکین اور انگریزوں کی جنگ: ...... انگریزوں کا ایک فوجی دستہ دمشق کے قریب پہنچا اور وہاں قتل و غارت شروع کر دی چنانچہ طغرتکین اس کے مقابلے کے لئے فوج جمع کر کے میدان میں آ گیا۔ ادھر حاکم بیت المقدس اور عکا کا انگریز حاکم بھی مدد کے لئے فوج لے کر پہنچ گیا۔ طغرتکین نے انگریزوں سے جنگ لڑ کر پہلے تو انہیں ان کے قلعے میں محصور کر دیا اور پھر اس قلعے کا محاصرہ کر کے تلوار کے زور سے اس پر قبضہ کر لیا، اور قلعے والوں کو ملیا میٹ کر کے ایک بڑی تعداد کو گرفتار کر کے کامیابی کے ساتھ دمشق واپس چلا گیا۔ شام کے ایک قلعے ''رمسہ'' پر بھی انگریزوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ طغرتکین نے وہاں پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور انگریز باشندوں کو قتل کر کے اسے ویران کر دیا۔

چکرمش اور رضوان: ...... سلطان رضوان نے بھی انگریزوں کی مرمت کرنے کا ارادہ کیا اور اس مقصد کے لئے آس پاس کے حکام کو طلب کر لیا،

چنانچہ البی بن ارسلان اور ابوالغازی❶ ابن ارتق مشورے کے لئے اس کے پاس آئے، البی بن ارسلان موصل کے حاکم چکرمش کا ہم زلف اور سنجار کا حاکم تھا، ابوالغازی نے مشورہ دیا کہ وہ چکرمش کے علاقوں میں چلا جائے تا کہ اس کی فوج اور مال بڑھ جائے، اس رائے سے البی نے بھی اتفاق کیا چنانچہ سب مل کر نصیبین کی طرف چلے اور ماہ رمضان ۴۹۹ھ میں اس کا محاصرہ کرلیا۔

وہاں چکرمش کی طرف سے دو نگران مقرر تھے، یہ محاصرہ بہت شدید ہو گیا تھا مگر البی ابن ارسلان تیر لگنے سے زخمی ہو گیا لہٰذا وہ سنجار چلا گیا اور دیہاتی موصل بھاگ گئے۔

چکرمش سے صلح کرنے کا مشورہ:...... چکرمش نے شہر کے باہر پڑاؤ ڈالے جنگ کا پلان بنا رہا تھا، مگر اس نے فوج کے کمانڈروں سے خط وکتابت کی اور انہیں رضوان کے خلاف بھڑکایا اور اس کے ساتھیوں کو بھی حکم دیا کہ وہ چکرمش کی اطاعت کرے اور صلح کر لے، ایسا ہی ایک پیغام اس نے سلطان رضوان کو بھی بھیجا اور یہ وعدہ کیا کہ انہیں جس قدر مدد کی ضرورت ہے وہ مہیا کرے گا بشرطیکہ ابوالغازی کو گرفتار کرلیا جائے۔

ابوالغازی کی صلح کی مخالفت:...... رضوان نے یہ پیغام سن کر ابوالغازی کو بلا کر کہا کہ مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ اس وقت چکرمش سے صلح کر لی جائے تا کہ ہمیں انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے میں مدد مل سکے اور اس طرح مسلمان بھی متحد ہو جائیں گے، مگر ابوالغازی نے اس تجویز سے اختلاف کیا، لہٰذا اسے گرفتار کر کے قید کر دیا گیا، اس وجہ سے ترکمانی فوج بگڑ گئی اور اس نے شہر پناہ کے قریب جا کر رضوان کی فوجوں سے جنگ شروع کر دی، رضوان نے ابوالغازی کو امداد کے لئے نصیبین بھیج دیا مگر ترکمانی فوج ان سے علیحدہ ہو کر لوٹ مار کرنے لگی۔ یہ صورت حال دیکھ کر رضوان فوراً ''حلب'' واپس چلا گیا۔

چکرمش سے صلح:...... چکرمش کو یہ خبر تل یعفر میں ملی، اس وقت وہ جنگ کا ارادہ کر رہا تھا مگر یہ خبر سن کر وہ سنجار چلا گیا، اس کے بعد رضوان نے اسے وعدہ پورا کرنے کے لئے خط لکھا مگر اس نے وعدہ پورا نہیں کیا۔ بلکہ اپنے ہم زلف البی ارسلان کے پاس سنجار چلا گیا، البی تیر لگنے کی وجہ سے زخمی پڑا ہوا تھا، وہ اسی زخمی حالت میں استقبال کے لئے آیا اور اپنے فعل پر ندامت کا اظہار کیا اور معافی مانگ لی، چکرمش نے اسے معاف کر دیا اور واپس سنجار بھیج دیا جہاں ''البی'' کا انتقال ہو گیا اس کے بعد شہر سے البی کا چچا نکل کر آیا اور اس نے چکرمش سے صلح کر لی، اور پھر چکرمش موصل چلا گیا۔

ابن ملاعب کا افامیہ پر قبضہ:...... خلف بن ملاعب کلابی حمص میں تھا اور تاج الدولہ تتش کے ماتحت تھا اس لئے وہ مصر جا کر مقیم ہو گیا، پھر افامیہ کے حاکم نے فاطمی خلیفہ کی اطاعت کا ارادہ کیا تو اس نے ابن ملاعب کو وہاں بھیج دیا چنانچہ اس نے وہاں قبضہ کر کے فاطمی خلافت سے سرکشی اختیار کرلی، اور جیسا کہ حمص میں اس کے طور طریقے تھے یہاں بھی اس نے رہزنی شروع کر دی۔

ابن ملاعب کے قتل کی سازش:...... جب انگریزوں نے ''سرمیر'' پر قبضہ کیا تو وہاں کا حاکم ابن ملاعب کے پاس چلا گیا یہ رافضی تھا اس نے رافضیوں کے رہنما ابن الطاہر الصائغ سے چپکے چپکے خط وکتابت شروع کر دی وہ رضوان کا ساتھی تھا، چنانچہ قاضی نے اس کے ساتھ مل کر ابن ملاعب کو قتل کرنے کا پروگرام بنالیا، ابن ملاعب کو اس کی سن گن مل گئی مگر قاضی نے اس بات کو جھٹلا کر اسے مطمئن کر دیا اور در پردہ ابن الطاہر الصائغ کے ذریعے ایک فوج تیار کرلی اور یہ فوج ان لوگوں پر مشتمل تھی جو ابن ملاعب کے پاس پناہ لینے آئے تھے اسے اپنے گھوڑے اور ہتھیار دے دیئے اور اس کے ساتھ مل کر کفار کے خلاف جہاد کرتے تھے، ابن ملاعب نے انہیں افامیہ کے مضافات میں ٹھہرایا ہوا تھا۔

ابن ملاعب کا قتل:...... ایک رات اسی قاضی نے انہیں اور ''سرمیر'' والوں کو شہر کے اندر بلا کر چھپا دیا اور اچانک حملہ کر کے ابن ملاعب کو قتل کر دیا اور اس کے ساتھ اس کا ایک بیٹا بھی مارا گیا اور دوسرا بیٹا بھاگ کر شیراز کے حاکم ابوالحسن کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے بعد ابن الطاہر الصائغ حلب سے قاضی کے پاس آیا اور اسے شہر سے نکال کر افامیہ پر خود قابض ہو گیا۔

---

❶...... گزشتہ دو جلدوں میں اس کا نام ایلغازی گذرا ہے۔ (ثناء اللہ محمود)

افامیہ پر انگریزوں کا قبضہ:......ابن ملاعب کا ایک بیٹا طغرکین کے پاس بھی تھا، اسے اس نے ایک قلعہ کا محافظ بنا رکھا تھا اس لئے وہ بہت نقصان دہ تھا، چنانچہ جب طغرتکین نے اس کو بلوایا تو آنے کے بجائے انگریزوں کے پاس بھاگ گیا اور انھیں افامیہ فتح کرنے پر تیار کرلیا، اس نے انگریزوں کو افامیہ کے خفیہ مقامات اور راستوں کا بھی بتادیا اور کہا کہ وہاں کھانے پینے کی چیزیں نایاب ہیں، چنانچہ انگریزوں نے افامیہ کا محاصرہ کرلیا اور ایک مہینے کے محاصرے کے بعد شہر پر قبضہ کرلیا، اس کے قاضی اور صائغ دونوں کو قتل کردیا۔ یہ واقعہ ۴۹۹ھ کا ہے۔

بعض مؤرخین کا کہنا یہ ہے کہ الصائغ کو ابن بدیع اور سلطان تتش نے قتل کردیا تھا، لیکن ان دونوں روایتوں میں اصح روایت کا علم نہیں، اس کے بعد انطاکیہ کے انگریز حکمران نے طویل محاصرے کے بعد ''الامارہ'' نامی قلعہ بھی فتح کرلیا پھر منبج اور بابس کے باشندے وہاں سے ہجرت کرکے ان دونوں شہروں کو خالی کرگئے۔

مسلمان ریاستوں پر ٹیکس کا اجراء:......انگریزوں نے شام کے اہم علاقوں پر قبضہ کرلیا تھا، اس لئے انھوں نے مسلمانوں کے شہروں اور قلعوں پر ٹیکس عائد کردیا، اور یہاں کے مسلم حکام انھیں ٹیکس ادا کرنے لگے، چنانچہ حاکم حلب، رضوان تتش کے ذمہ تیس ہزار دینار ٹیکس مقرر ہوا ''صور'' کے علاقے پر سات ہزار، شیراز۔ کے حاکم ابن منقذ پر چار ہزار دینار اور حماۃ کے شہر پر دو ہزار دینار ٹیکس لگایا گیا، ٹیکس کا اجراء ۵۰۵ھ میں ہوا تھا۔

بصریٰ کا محاصرہ:......ہم ۴۹۷ھ کے واقعات کے ضمن میں تحریر کرچکے ہیں کہ دقاق کے مرنے کے بعد اس کے بھائی تلتاش کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا تھا مگر وہ دمشق سے بھاگ گیا اور انگریزوں سے مدد مانگی، ان تمام واقعات کا ذمہ دار بصریٰ کا حاکم اسکین حملی تھا، لہٰذا دمشق کا حاکم طغرتکین اس کی سرکوبی کے لئے ۵۵۰ھ میں بصریٰ پہنچا اور اس کا محاصرہ کرلیا مگر وہاں کے لوگوں نے انگریزوں کی یورش کی وجہ سے مہلت مانگ لی لہٰذا وہ مہلت دے کر دمشق چلا گیا اور جب مہلت کی مدت ختم ہوگئی تو بصریٰ کے لوگوں نے اس کی اطاعت قبول کرلی اور یہ بھی ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے لگا۔

طغرکین کی انگریزوں کے خلاف فتح:......۵۰۲ھ میں طغرکین نے طبریہ کی طرف پیش قدمی کی وہاں انگریز حکمران بقدوین کا بھانجا بھی پہنچ گیا تھا، چنانچہ طغرکین نے اس سے جنگ شروع کی، پہلے تو مسلمانوں کو شکست ہوئی مگر پھر طغرکین میدان میں آیا اور اس نے مسلمانوں کی غیرت کو جوش دلایا تو انھوں نے زبردست حملہ کیا جس کے بعد انگریزوں کو شکست ہوگئی اور بقدوین کا بھانجا گرفتار کرلیا گیا۔ اسے اسلام قبول کرنے کی پیشکش کی گئی مگر اس نے انکار کردیا چنانچہ طغرکین نے اسے اپنے ہاتھ سے قتل کردیا اور باقی قیدیوں کو بغداد بھیج دیا۔ پھر تقریباً چار سال کے بعد طغرکین اور بقدوین نے صلح کرلی۔

غزہ کا قلعہ:......اسی سال شعبان کے مہینے میں طغرکین غزہ کے قلعے کی جانب روانہ ہوا یہ قلعہ طرابلس کے گورنر قاضی فخر الملک بن علی بن عمار کے ایک آزاد غلام کے کنٹرول میں تھا، اس نے بغاوت کردی تھی ادھر انگریزوں نے اس کا محاصرہ کرلیا جس سے رسد اور غلے کی آمد بند ہوگئی، چنانچہ اس نے طغرکین کو دمشق یہ پیغام پہنچوایا کہ وہ قلعہ بچانے میں اس کی مدد کرے لہٰذا اس نے پہلے تو اپنے ساتھی اسرائیل کو وہاں بھیجا اس نے جاتے ہی قلعہ پر قبضہ کرلیا اور اچانک ابن عمار کے غلام کو بھی مار ڈالا تا کہ قلعہ پر اس کا قبضہ قائم ہوجائے۔

طغرکین کی انگریزوں سے شکست:......طغرکین نے سردی آنے کا انتظار کیا اور پھر وہ قلعے کی جانب روانہ ہوا تا کہ صورت حال معلوم کرسکے، اس دوران انگریز حکمران اسردانی نے طرابلس کا محاصرہ کیا ہوا تھا، جب اسے یہ پتہ چلا کہ طغرکین اکمہ کے قلعے کے پاس پہنچا ہے تو وہ تیزی سے وہاں پہنچا اور طغرکین کو لڑ کر شکست دے دی، اس کی فوج کا ساز وسامان لوٹ لیا۔ چنانچہ طغرکین حمص چلا گیا۔

صلیبیوں کا غزہ کے قلعے پر قبضہ:......انگریز حاکم نے غزہ کے قلعے کو بھی جنگ کرکے فتح کرلیا وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے، اسرائیل کو گرفتار کرلیا گیا اور اسے ایک انگریز قیدی کے بدلے رہا کیا جو دمشق میں سات سال سے قید تھا۔

انگریزوں کو ایک اور شکست:......طغرکین دمشق پہنچا تو اسے پتہ چلا کہ انگریزوں نے ایک علاقے امسہ پر قبضہ کرلیا ہے، غلہ اور محافظ دیتے

موجود ہیں مگر محافظ دستے کمزور ہیں لہٰذا اس نے وہاں حملہ کر کے انھیں شکست دے دی اور وہاں موجود انگریزوں کو گرفتار کر لیا۔

بیت المقدس کے لئے روانگی:......سلطان محمد بن ملک شاہ نے موصل کے گورنر مودود بن موشکین کو انگریز فوجوں کے مقابلے پر جانے کا حکم دیا کیونکہ بیت المقدس کے انگریز حکمران نے دمشق پر کئی بار حملے کئے تھے اور طغرکین نے مودود سے فوجی مدد بھی مانگی تھی اس لئے اس نے تمام فوجوں کو اکٹھا کیا اور ۵۰۹ھ میں لشکر لے کر روانہ ہوگیا طغرکین کی فوجوں سے مقام سہفہ پر ملاقات ہوئی، چنانچہ دونوں فوجیں بیت المقدس کی جانب روانہ ہوگئیں۔

انگریزوں کو طبریہ میں شکست:......جب یہ فوجیں اردن کے علاقے ''الخوابنہ'' پہنچیں تو انگریز حکمران بقدوین فوج کے ساتھ دریائے اردن کے سامنے ان کے مقابلے پر آ گیا، اس کے ساتھ سپہ سالار جوسکین بھی تھا۔ آخر کار پندرہ محرم ۵۱۰ھ کو طبریہ کے مقام پر انگریزوں سے جنگ ہوئی، اس جنگ میں انگریز فوج شکست کھا گئی، بے شمار انگریز جہنم رسید ہوئے اور بہت سے بحیرۂ طبریہ اور دریائے اردن میں ڈوب کر مر گئے۔

طرابلس اور انطاکیہ کی فوجوں سے جنگ:......اس کے بعد طرابلس اور انطاکیہ سے انگریز فوجیں آ گئیں انھوں نے سخت مقابلہ کیا اور طبریہ کے قریب ایک پہاڑ پر مورچہ سنبھال لیا، مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا مگر جب محاصرہ طویل ہوگیا تو وہ کامیابی سے مایوس ہوگئے، لہٰذا انگریز کے زیر کنٹرول علاقوں میں پھیل گئے اور وہاں خوب تباہی مچائی پھر جب وہ ''مرج الصفر'' میں مقیم تھے تو مودود نے حکم دیا کہ ساری فوج واپس آ کر آرام کرے، اور سردی کا موسم گذرنے کے بعد حملوں کی تیاری کی جائے۔

مودود کی شہادت:......اس دوران مودود، دمشق میں طغرکین کے پاس آ گیا تھا تاکہ یہ عرصہ وہاں گذارے، پھر جب یہ پہلا جمعہ پڑھنے گیا نماز کے بعد باطنی فرقے کے ایک شخص نے اسے نیزہ مار کر زخمی کر دیا، چنانچہ شام کے وقت انتقال کر گیا۔ یار لوگوں نے اس کے قتل کا ذمہ دار طغرکین کو قرار دے دیا۔ پھر سلطان محمد نے اس کے بعد آقسنقر برسقی کو موصل کا حکمران مقرر کر دیا، چنانچہ اس نے قلعہ کیفا کے نگران ایاز بن ابی الغازی اور اس کے باپ کو گرفتار کر لیا۔

ایاز کی رہائی:......پھر بنوارتق نے فوج کے ساتھ برسقی پر حملہ کیا اور اسے شکست دے کر ایاز کو آزاد کر لیا اور اس کا باپ ابوالغازی وہاں سے طغرکین کے پاس دمشق پہنچ گیا اور وہیں مقیم ہوگیا۔ ادھر طغرکین سلطان محمد سے ناراض ہوگیا تھا کیونکہ اس نے مودود کے قتل کا الزام اس پر تھوپ دیا تھا اس لئے طغرکین نے انطاکیہ کے انگریز حاکم سے صلح کی بات چیت کی اور آپس میں ایک دوسرے کی امداد کا وعدہ کر لیا۔

ابوالغازی کی گرفتاری:......پھر ابوالغازی نے دیار بکر کا رخ کیا جہاں اسے حمص کے حاکم قیرجان بن قراجا نے گرفتار کر کے قید کر دیا پھر جب طغرکین اسے چھڑانے آیا تو قیرجان نے قسم کھا کر کہہ دیا کہ اگر طغرکین واپس نہیں گیا تو وہ ابوالغازی کو قتل کر دے گا، اور یہ بغداد کے لشکر کا انتظار کرتا رہا مگر اسے پہنچنے میں دیر ہوگئی تو طغرکین وہاں سے واپس چلا گیا۔

طغرکین کے علاقوں پر سلطان کا قبضہ:......سلطان محمد نے اپنی فوجوں کو انگریز عیسائیوں سے مقابلہ کے لئے روانہ کیا مگر یہ شرط لگا دی کہ جنگ کی ابتداء طغرکین اور ابوالغازی کی مرمت سے کرنا۔ چنانچہ ماہ رمضان ۵۰۸ھ میں یہ فوج روانہ ہوئی، ان کا ہراول دستہ برسق ابن برسق کا لشکر تھا، چنانچہ جب وہ حلب پہنچے تو انھوں نے وہاں نگران اور ہراول دستے کے انچارج شمس الخواص کو یہ پیغام دیا کہ وہ وہاں سے چلے جائیں۔ انھوں نے اس حکم کا ثبوت سلطان کے خطوط کی شکل میں دیا۔ مگر ان دونوں نے طغرکین اور ابوالغازی کو بلوایا جب وہ آ گئے تو حلب والوں نے صلح کرنے سے انکار کر دیا اور جنگ پر تیار ہوگئے۔ یہ صورت حال دیکھ کر شاہی لشکر نے شہر حماۃ کے جانب پیش قدمی کی اور اس پر قبضہ کر کے تین دن تک لوٹ مار کرتا رہا۔ یہ طغرکین کا علاقہ تھا۔ اس کے تمام شہر اس نے سلطان کے حکم پر فتح کئے مگر اس پر دوسرے امراء ناراض ہوگئے اور جنگ میں تساہل سے کام لینے لگے۔

مسلمانوں کا اختلاف اور خانہ جنگی:......اس دوران ابوالغازی، طغرکین اور شمس الخواص انطاکیہ پہنچے اور اس کے عیسائی انگریز حکمران دجیل سے فوجی مدد کی درخواست کی، اس کے ساتھ ہی سردی کے موسم کے آخر تک کے لئے صلح بھی کر لی۔ پھر ابوالغازی ماردین اور طغرکین دمشق واپس چلے

گئے۔اس اختلاف کا یہ نتیجہ نکلا کہ مسلمانوں کو شکست ہوگئی اور برسق اور اس کا بھائی زنگی میدان جنگ میں شہید ہو گئے۔

پھر جب سلطان محمد بغداد پہنچا تو اس کے پیچھے ہی طغرکین کا نائب بھی آیا اور اس نے اس سے بھی مدد کی درخواست کی، لہذا سلطان نے مدد کی اور اسے واپس بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۵۰۹ھ کا ہے۔

سلطان رضوان تتش کی وفات:......سلطان رضوان تتش کا ۵۰۹ھ میں انتقال ہوگیا اس نے اپنے دونوں بھائیوں ابو طالب اور بہرام کو قتل کر دیا تھا۔ یہ اپنے مشکل کاموں اور مخالفین کے قتل میں فرقہ باطنیہ سے مدد لیتا اور ان سے بنا کر رکھتا تھا۔ جب یہ مر گیا تو اس کے آزاد کردہ غلام لؤلؤ نے اس کے کمسن بیٹے کے نام پر لوگوں سے بیعت لے لی، ایک تو وہ چھوٹا تھا اور دوسرے یہ کہ اس کی زبان میں ہکلاہٹ (لکنت) بھی تھی اس لئے وہ اخرس (گونگے) کے لقب سے مشہور تھا، اس طرح لؤلؤ اصل اور خود مختار حاکم بن گیا، رضوان کے بیٹے کا نام الپ ارسلان تھا۔

فرقہ باطنیہ پر زوال:......رضوان کی نرمی اور ساز باز کی وجہ سے اس کے دور میں فرقہ باطنیہ کے بے شمار لوگ حلب میں آباد ہو گئے تھے اس لئے ارا کین سلطنت ان سے خائف رہتے تھے، جب رضوان مر گیا تو اس کے بیٹے الپ ارسلان نے باطنیوں کی گرفتاری کی اجازت دے دی چنانچہ ان کے گروہ اور پیشوا ابن الطاہر الصانع اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا اور باقی بچنے والے لوگ دوسرے علاقوں میں بکھر گئے۔

لؤلؤ غلام کا قتل:......قلعہ حلب پر رضوان کا غلام لؤلؤ حاوی ہوگیا تھا اور وہ الپ ارسلان کا نائب بن گیا تھا مگر الپ ارسلان سے ناراض ہوگیا تو اسے قتل کر کے اس کے بھائی سلطان شاہ کو تخت پر بٹھا دیا اور اسے بھی اپنے ماتحت رکھا۔ ۱۱۵ھ کے شروع میں لؤلؤ قلعہ جعفر کے حکمران، سالم بن مالک سے ملاقات کے لئے جارہا تھا راستے میں اس کے ترک غلاموں نے اسے اس کے کیفر کردار تک پہنچا دیا، خرت برت نامی جگہ پر قتل کر کے اس کا خزانہ لوٹ لیا، مگر حلب والوں نے ان کا مقابلہ کر کے اپنا خزانہ واپس لے لیا۔

حلب سے تتش خاندان کی حکومت کا خاتمہ:......اس کے بعد شمس الخواص یارقیاس کو سلطان شاہ کا نائب مقرر کیا گیا مگر ایک ماہ کے بعد اسے معزول کر دیا گیا۔ پھر ابوالمعالی الحمی دمشقی کو نائب مقرر کیا مگر جلد ہی معزول کر کے مال و جائداد بھی ضبط کر لی گئی۔ اس طرح حلب کا نظام سلطنت خراب ہوتا چلا گیا۔ اس حالت میں حلب والوں کو انگریزوں کے حملے کا خطرہ پیدا ہوگیا چنانچہ انھوں نے ابوالغازی بن ارتق کو بلوا کر اپنا حاکم بنالیا، مگر اس وقت تک خزانہ خالی ہو چکا تھا چنانچہ جب اسے مال نہیں ملا تو اس نے سابق بادشاہ کے خدام کا مال و دولت ضبط کر کے اس کے ذریعے اپنے ملک کو انگریزوں کی دست برد سے بچایا۔ پھر وہ ماردین چلا گیا، اس کا یہاں حفاظت کی غرض سے واپس آنے کا ارادہ تھا اس لئے اپنے بیٹے حسام الدین مرتاش کو اپنا جانشین بنا گیا، اس کے بعد حلب سے رضوان تتش کے خاندان کی بادشاہت کا خاتمہ ہوگیا۔

طغرکین اور انگریز:......بیت المقدس کا انگریز حکمران بقدرین ۵۱۲ھ میں مر گیا چنانچہ اس کے بعد وہاں ''رہا'' کے اس حاکم کو اس کا جانشین بنایا گیا جسے چکرمش نے قید کر دیا تھا اور جاولی نے رہا کیا تھا۔ اس نے طغرکین کو صلح کا پیغام بھیجا مگر وہ انگریزوں سے جنگ کرنے روانہ ہو چکا تھا اس لئے اس نے صلح سے انکار کر دیا، اور طبریہ پہنچ کر اسے لوٹ لیا۔ پھر اس نے عسقلان میں مصر کے کمانڈروں سے ملاقات کی، کیونکہ مصر کے حاکم نے انھیں طغرکین کی رائے پر عمل کرنے کا حکم دیا تھا۔

اس ملاقات کے بعد طغرکین دمشق واپس آ گیا اور ادھر انگریزوں کے طغرکین کے ایک مقبوضہ قلعے پر حملہ کیا، چنانچہ وہاں کے باشندوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔

انگریزوں اور طغرکین کی جنگ:......اس کے بعد انگریز اذرعات کی جانب روانہ ہوئے، طغرکین نے ان کے مقابلے پر اپنے بیٹے کو بھیجا تو انگریز وہاں سے ہٹ کر ایک پہاڑ پر چلے گئے، بوری نے ان کا محاصرہ کر لیا، پھر جب طغرکین آیا تو انھوں نے اس سے وہاں سے نکل جانے کے لئے خط و کتابت کی مگر اس نے فتح کی توقع نہ ہونے کی وجہ سے انکار کر دیا، چنانچہ جب انگریزوں نے یہ حال دیکھا تو جانوں کی پرواہ کئے بغیر زوردار حملہ

کر دیا اور سخت نقصان پہنچا کر مسلمانوں کو شکست دے دی، چنانچہ باقی ماندہ فوج دمشق واپس آ گئی۔

طغرکین کی امداد طلبی اور دمشق پر انگریزوں کا حملہ:......اس کے بعد طغرکین امداد حاصل کرنے کے لئے ابوالغازی کے پاس حلب پہنچا، چنانچہ اس نے امداد کا وعدہ کرلیا اور فوج جمع کرنے کے لئے ماردین روانہ ہوگیا اور طغرکین دمشق واپس آ گیا، اور انگریزوں کی فوج اس سے پہلے ہی حلب روانہ ہوگئی تھی۔

۵۲۰ھ میں تمام انگریز حکمران اپنی فوجوں کے ساتھ جمع ہوئے اور دمشق روانہ ہوگئے اور ''مرج الصفر'' نامی مقام پر پڑاؤ کیا۔ طغرکین نے دیار بکر کی ترک فوجوں کو مدد کے لئے بلالیا اور انگریزوں کے پڑاؤ کے سامنے ڈیرا لگایا، اپنے بیٹے کو جانشین مقرر کر کے انگریزوں سے جنگ لڑی اور سال کے آخر تک لڑتا رہا پھر ایک لڑائی میں طغرکین گھوڑے سے گر پڑا اور مسلمانوں کو شکست ہوگئی۔

انگریز فوج کا صفایا:......جب مسلمانوں کی فوج دمشق کی طرف جانے لگی تو انگریزوں نے ان کا تعاقب کیا، اس وقت میدان جنگ میں صرف ترکمان فوجی باقی تھے اور وہ بھی پیدل تھے جب انگریز پیادے انکے مقابلہ پر آئے تو ترکمانوں نے اپنی صفیں درست کیں اور انگریز پیادہ فوج پر جان ہتھیلی پر رکھ کر حملہ کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے انگریزوں کا صفایا کر دیا، ان کی لشکرگاہ پر قبضہ کیا اور بڑا مال غنیمت لے کر دمشق واپس ہوئے،

اس کے بعد جب انگریزوں کی سوار فوج تعاقب سے واپس آئے تو دیکھا کہ خیمے خالی اور فوجی جہنم واصل ہو چکے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی مدد تھی۔

طغرکین کی وفات اور بوری کی حکمرانی:......اس جنگ کے بعد طغرکین کی صفر ۵۲۲ھ میں وفات ہوگئی، طغرکین تاج الدولہ تتش کا آزاد کردہ غلام تھا، نہایت نیک سیرت، انصاف پسند اور مجاہد شخص تھا اس کا لقب ظہیر الدین تھا، جب اس کی وفات ہوئی تو اس کے بعد اس کا ہونہار بیٹا تاج الدولہ بوری، جو اولاد میں سب سے بڑا اور اس کا ولی عہد تھا دمشق کا حکمران بنا۔

بوری کا اسماعیلی وزیر اور فرقہ کا اثر ونفوذ:......طغرکین کا وزیر ابوعلی طاہر بن سعد مزدغانی اسماعیلی فرقے کا شخص تھا بوری نے بھی اسے وزارت پر بحال رکھا، اسماعیلی فرقے کا سردار ابراہیم استر آبادی بغداد میں مارا گیا اور اسکا بھتیجا بہرام شام آ گیا، چنانچہ اس نے قلعہ بانیاس پر قبضہ کرلیا، پھر دمشق چلا گیا اور وہاں اسماعیلی فرقے کے خلیفہ کی حیثیت سے رہنے لگا اور اپنے مسلک کی دعوت دینے لگا، مگر پھر وہاں سے بھی نکل گیا اور ''بعلبک'' کے قریب پہاڑی قلعوں پر قبضہ کر کے اپنا مرکز بنالیا، مگر اسے ضحاک نے شکست دے کر قتل کر دیا۔

ادھر مزدغانی نے دمشق میں اپنا خلیفہ مقرر کرلیا تھا، اس کا نام ابوالوفاء تھا، پھر اس کے پیروکار بھی بڑھ گئے اور اسماعیلی فرقے کا اثر بہت پھیل گیا۔

مزدغانی کا کھیل ختم:......اچانک بوری کو یہ اطلاع ملی کہ اس کے وزیر اور اس کے اسماعیلی فرقے کے لوگوں نے انگریزوں کو خط لکھا ہے کہ یہاں آ کر قبضہ کرلیں، بوری نے یہ خبر سنتے ہی اپنے وزیر مزدغانی کو قتل کر دیا اور اسماعیلی فرقے کے لوگوں کے قتل عام کا حکم دے دیا۔

انگریز فوج کی آمد اور پسپائی:......مزدغانی اور اس کے پیروکاروں کے قتل کی اطلاع ان کے داعی سرپرست انگریزوں کو ملی تو بیت المقدس، انطاکیہ، طرابلس اور دوسرے علاقوں کے حکام کی فوجیں جمع ہوگئیں اور وہ سب مل کر دمشق کے محاصرے کے لئے روانہ ہوگئے، ادھر تاج الدولہ بوری نے بھی عربوں اور ترکمانوں سے مدد مانگ لی، ماہ ذوالقعدہ ۵۲۲ھ میں انگریز فوجیں پہنچ گئیں اور انھوں نے مختلف علاقوں میں لوٹ مار اور قتل وغارت گری کے لئے فوج کو روانہ کیا ان میں سے ایک فوجی دستہ خوارزم بھی بھیجا گیا تھا۔

تاج الدولہ بوری نے اپنے لیک امیر شمس الخواص کی کمان میں مسلمانوں کی فوج انگریزوں کے مقابلہ کے لئے بھیجی، جنگ میں انگریزوں کو شکست ہوئی اور وہ بری طرح مارے گئے، پھر جب دوسری انگریز فوجوں کو اطلاع ملی تو وہ بوری کے علاقے میں آگ لگا کر بھاگ گئے چنانچہ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور بہت سے انگریز گرفتار یا قتل کر دیئے۔

دولہے دبیس کی گرفتاری:......۵۲۵ھ میں شام میں صرخد نامی ❶ قلعہ کے حاکم کا انتقال ہوگیا، اس کے بعد اس کی ایک باندی سریۃ حاکم بنی اور وہ یہ سمجھتی تھی کہ اس قلعہ پر اسی صورت میں قبضہ ہوسکتا ہے کہ اس کا کسی سے نکاح کروا دیا جائے چنانچہ دولھے کے لئے دبیس کا نام پیش کیا گیا، دبیس اس وقت بصرہ میں تھا اور سلطان سنجر کے پاس سے آنے کے بعد اس کا مخالف بن گیا تھا اس نے اسے بلوالیا۔

چنانچہ یہ چند رہبروں کو ساتھ لے کر صرخد کی طرف روانہ ہوگیا، مگر رہبر خود راستہ بھول گئے اور دمشق کے آس پاس بھٹکتے ہوئے غوطۂ دمشق کے مشرقی حصے میں واقع بنوکلاب کی بستی میں پہنچ گئے مگر بنوکلاب نے اسے تاج الدولہ بوری کے حوالے کر دیا اور بوری نے اس کو عماد الدین زنگی کے پاس بھیج دیا اس کے ساتھ چند دوسرے قیدی بھی تھے۔

زنگی کا دبیس سے برتاؤ:...... بوری کو وہاں اس کی جان لئے جانے کا خوف تھا مگر اس کے برخلاف عماد الدین نے دبیس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اس کی تمام ضرورتوں کو پورا کیا۔ ادھر خلیفہ مسترشد نے بھی دبیس کی طلبی کے لئے ابن انباری کو بھیجا، مگر جب اسے راستے میں زنگی کے حسن سلوک کے بارے میں پتہ چلا تو اس نے واپس جا کر خلیفہ سے عرض کر دیا چنانچہ خلیفہ نے اس کے بارے میں سفارشی خط لکھا، اس سے دبیس کو معافی مل گئی اور وہ رہا ہوگیا۔

تاج الدولہ بوری کی وفات:......تاج الملک بوری ❷ پر ۵۲۵ھ میں فرقہ باطنیہ کے ایک گروپ نے حملہ کے اسے زخمی کر دیا، شروع میں تو اس کا زخم بھر گیا تھا مگر آخر کار اس زخم سے وہ زندہ بچ نہیں سکا اور اپنی حکومت کے ساڑھے پانچ سال پورے کر کے ۵۲۶ھ میں وفات پا گیا۔

شمس الملوک اسماعیل:......اس کے بعد اس کا بیٹا اور ولی عہد شمس الملوک اسماعیل دمشق کا حاکم بنا، اس نے شہر بعلبک اور اس کے گرد و نواح میں اپنے دوسرے بیٹے شمس الدولہ کو حکومت دی تھی، سلطنت کے امور کا منتظم حاجب یوسف بن فیروز (یہ دمشق کا کوتوال تھا) کو بنایا گیا، چنانچہ اس نے رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور عدل وانصاف سے حکومت کی۔

شمس الملوک کا اپنے بھائی پر حملہ:......جب شمس الملوک دمشق کا حاکم بنا اور اس کا بھائی بعلبک چلا گیا تو شمس الملوک اپنے بھائی محمد کے خلاف فوج لے کر بعلبک پہنچا اور اس کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا، چنانچہ محمد نے قلعے میں پناہ لے کر اپنے بھائی محمد سے درخواست کی کہ اسے وہیں رہنے دیا جائے چنانچہ اس نے اس کی درخواست قبول کر لی اور وہ دمشق چلا گیا۔

باشاش کی فتح:......اس کے بعد وہ باشاش کی جانب روانہ ہوا جو انگریزوں کے ماتحت تھا انگریزوں نے صلح کی شرائط توڑ دی تھیں اور دمشق کے تاجروں کے ایک گروپ کو پکڑ کر لے گئے تھے، شمس الملوک وہاں ماہ صفر ۵۲۷ھ میں پہنچا اور جنگ چھیڑ دی اور اس کی فصیلوں میں نقب لگا کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں موجود انگریزوں کا صفایا کر دیا، ان کی فوج نے قلعہ میں پناہ لے لی تھی مگر پھر ہتھیار ڈال دیئے اور قلعہ بھی فتح ہوگیا، اس کے بعد وہ دمشق واپس آگیا۔

حماۃ کی فتح:......شمس الملوک کو یہ اطلاع ملی کہ خلیفہ مسترشد باللہ موصل روانہ ہوا ہے، چنانچہ اس نے حماۃ کو فتح کرنے کا ارادہ کیا، چنانچہ وہ ماہ رمضان المبارک کے آخر میں روانہ ہوا اور عید الفطر کے دوسرے دن پہنچ گیا، وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے، یوں یہ شہر فتح ہوگیا۔

اس کے بعد وہ قلعہ شہروز کی جانب چلا، وہاں کا حکمران بنومنقذ نامی خاندان کا فرد تھا، اس نے قلعہ کا محاصرہ کیا تو حاکم نے کچھ لے دے کر صلح کر لی چنانچہ یہ ذوالقعدہ میں دمشق واپس آگیا۔

قلعہ شقیق کی فتح:......اس کے بعد شمس الملوک ماہ محرم ۵۲۸ھ میں بیروت اور صیدا کے درمیان واقع ایک قلعہ ''حصن شقیق'' کو فتح کرنے روانہ

---

❶...... بعض دوسرے نسخوں میں صرخہ لکھا ہے مگر ہم نے اپنے سامنے موجود نسخے سے صرخد تحریر کیا ہے۔ (ثناء اللہ محمود) ❷...... ہمارے پاس موجود عربی نسخے میں حاکم دمشق بوری کے مختلف جگہ مختلف القاب لکھے ہوئے ہیں چنانچہ شروع میں تاج الدولہ، پھر تاج الملک اور آخر میں تاج الملوک تحریر ہے اس لئے ترجموں میں ایسا ہی کیا گیا ہے (مترجم ثناء اللہ محمود)

ہوا۔ یہ قلعہ ''وادی التیم'' کے رئیس ضحاک بن جندل'' کے ماتحت تھا اس پر اسی کا قبضہ تھا اور اس نے اسے مسلمانوں اور انگریزوں کے حملوں سے محفوظ کر رکھا تھا اگر کبھی کوئی گروہ حملہ آور ہوتا تو وہ دوسرے گروہ کی مدد سے اسے بچالیتا تھا، مگر اس مرتبہ اس کی نہیں چلی اور شمس الملوک نے وہاں پہنچتے ہی قبضہ کرلیا۔

انگریزوں کا غصہ اور پٹائی:...... قلعہ شقیف پر قبضہ انگریزوں کو بڑا ناگوار گذرا اس لئے انھوں نے حوران پر چڑھائی کردی اور آس پاس کے علاقوں میں تباہی مچادی، شمس الملوک نے یہ صورت حال دیکھ کر فوجیں اکٹھی کیں، ترکمانی فوجوں کی مدد بھی حاصل کی اور اس کے بعد انگریزوں سے مقابلے کے لئے وہاں پہنچ گیا اور پھر خشکی کی طرف نکل گیا جہاں طبریہ اور عکا کے آس پاس انگریز فوجوں کا صفایا کردیا۔

ان فوجی مہمات میں اسے خوب کامیابی حاصل ہوئی اور بہت سا مال غنیمت اور بے شمار قیدی بھی حاصل ہوئے جب اس نقصان کی اطلاع حوران میں موجود انگریز فوج کو ملی تو وہ اپنے شہر کی طرف بھاگ گیا اور شمس الملوک بھی واپس دمشق آگیا۔ اس دوران انگریز فوجوں نے صلح کی تجدید کی درخواست کی جو اس نے قبول کرلی۔

شمس الملوک کی بداطواری:...... شمس الملوک نہایت بدسیرت اور ظالم و جابر حکمران تھا حتی کہ وہ اپنے ساتھیوں اور اہل و عیال سے بھی برا سلوک کرتا تھا اس برے سلوک کی وجہ سے اس کے دادا کے ایک غلام نے اس پر ۵۲۷ھ میں حملہ کردیا اور اسے قتل کرنے کے لئے تلوار سونت لی مگر اسے گرفتار کرلیا گیا اور جب مار پیٹ کی گئی تو اس نے بتادیا کہ کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ اس سازش میں شریک ہیں چنانچہ شمس الملوک نے ان سب سازشیوں کو قتل کردیا اور ان کے ساتھ اپنے بھائی سونج کو بھی قتل کردیا۔

لوگوں کا غصہ اور مخالفت:...... اس کے بھائی وغیرہ کے قتل پر لوگ بہت ناراض ہوگئے اس کے ساتھ ہی افواہ بھی اڑی کہ وہ عمادالدین زنگی کے ساتھ خط و کتابت کر کے اسے دمشق پر قبضہ کرنے کی دعوت دے رہا ہے اور جلدی بلا رہا ہے کہ کہیں انگریز فوجیں شہر پر قبضہ نہ کرلیں۔ ادھر عمادالدین زنگی بھی اس مقصد کے لئے روانہ ہوگیا۔

شمس الملوک کا قتل:...... جب یہ افواہ بہت زیادہ اڑی اور عوام نے اس کو صحیح قرار دیا تو اس کے باپ کے ساتھی اس سے ناراض ہوگئے اور اس کی والدہ سے جا کر اس کی شکایت کردی اس کی والدہ کو اس بات کا خطرہ پیدا ہوگیا چنانچہ ماں نے اپنے بیٹے کے قتل کا حکم دے دیا اور بالآخر شمس الملوک کو ربیع الآخر ۵۲۹ھ میں قتل کردیا گیا۔

ایک اور روایت یہ ہے کہ اس کی والدہ پر حاجب یوسف کے ساتھ تعلقات کا الزام لگایا گیا تھا اس پر شمس الملوک نے اپنی والدہ کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا لیکن یوسف تو بھاگ گیا اور اس کی والدہ نے اسے قتل کروادیا۔

شہاب الدین محمود کی حکومت:...... اس کے قتل کے بعد اس کا بھائی شہاب الدین محمود دمشق کا حکمران بنا، عمادالدین اس کے قتل کے بعد دمشق پہنچ نہ سکا، لیکن پھر بھی میدان حصار کی جانب سے دمشق کا محاصرہ کرلیا، دمشق والوں نے اس سے مقابلہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور مقابلہ کرتے رہے اس سلسلے میں اس کے دادا طغرکین کے غلام معین الدین انز کا کردار بہت اہم تھا اس نے شہر کا دفاع اور محاصرے کا مقابلہ نہایت بہادری سے کیا۔

زنگی اور محمود کی صلح:...... پھر خلیفہ مسترشد کا قاصد ابوبکر بن بشر الجزری زنگی کے پاس خلیفہ کا یہ پیغام لیکر پہنچا کہ وہ شہاب الدین محمود سے صلح کرلے چنانچہ زنگی شہاب الدین سے صلح کر کے واپس چلا گیا۔

حمص پر شہاب کا قبضہ:...... حمص کا علاقہ قیرجان بن قراجا اس کی اولاد اور آزاد کردہ غلاموں کے قبضے میں تھا مگر عمادالدین نے یہ مطالبہ کردیا کہ یہ علاقہ اسے دیا جائے جب اس کی طرف سے اصرار بہت بڑھا اور اس نے بہت تنگ کیا تو حمص والوں نے شہاب الدین کو خط لکھا کہ حمص پر آکر قبضہ

کر لے اور اس کے بدلے انھیں تدمیر کا علاقہ دیدے، چنانچہ اس کے مطابق شہاب الدین نے ۵۳۰ھ میں حمص پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت اپنے دادا کے غلام معین الدین انز کے حوالے کر دی اور اس کے ساتھ وہاں فوج کا ایک دستہ متعین کر کے دمشق واپس آ گیا۔

حاجب یوسف کا قتل:......حاجب یوسف سونج کے قتل کے بعد تدمیر بھاگ گیا تھا، آزاد غلاموں اور ارکان سلطنت کا ایک گروپ اس سے ناراض تھا کیونکہ سونج کے قتل میں اسے شریک سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ جب اس نے دمشق آنے کی اجازت مانگی تو ان لوگوں نے مخالفت کی مگر یوسف نے یہ حلف اٹھا کر کہ ''وہ آئندہ حکومت کے معاملات میں مداخلت نہیں کرے گا'' ان کو راضی کر لیا، مگر جب دمشق پہنچ گیا تو اس نے اپنی پہلے والی حرکتیں شروع کر دیں چنانچہ اس کے مخالفوں نے اسے قتل کر دیا اور خود بھاگ کر دمشق کے بیرونی علاقوں میں مقیم ہو گئے۔

جب ان کا تعاقب کیا گیا تو وہ بھاگ کر شمس الدولہ محمد بن تاج الملوک کے پاس بعلبک پہنچ گئے اور وہاں سے فوجیں بھیج کر دمشق کے نواح میں غارت گری کراتے رہے۔ آخر کار تنگ آ کر شہاب الدین نے ان کے تمام مطالبات منظور کر لئے اور دمشق کے بیرونی علاقے میں ان کا معاہدہ ہوا اور پھر شہاب الدین انھیں دمشق لے آیا اور ان کے گروپ کے ایک اہم رکن بزواش کو سپہ سالار بنا کر اپنی سلطنت کے سیاہ وسفید کا مالک بنا دیا۔

زنگی کا حمص پر حملہ:......ماہ شعبان ۵۳۱ھ میں زنگی نے حمص پر حملہ کیا اور اپنے سب سے بڑے امیر حاجب صلاح الدین باغیسانی کو ہراول دستے کا کمانڈر بنایا، چنانچہ اس نے معین الدین کو مشورہ دیا کہ وہ ہتھیار ڈال دے مگر معین الدین نے اس کا بھرپور مقابلہ کیا چنانچہ اسی سال ماہ شوال کے آخر میں زنگی وہاں سے چلا گیا۔

پھر ۵۳۲ھ میں وہ بعلبک کے نواح میں پہنچا تو دمشق کے زیر کنٹرول قلعہ الحوالی کے حاکم نے ہتھیار ڈال دیئے پھر وہاں سے یہ دوبارہ حمص پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

رومی بادشاہ کی فتوحات:......اس دوران روم کا بادشاہ حلب پہنچا اور اس نے انگریز فوجوں کو بلوا کر مسلمانوں کے بہت سے قلعے فتح کر لئے جن میں عین زربہ اور تل حمدون قابل ذکر ہیں اس نے انطاکیہ کا محاصرہ بھی کیا تھا، پھر روم کا بادشاہ واپس چلا گیا، ادھر عماد الدین زنگی نے ان حملوں کے دوران حمص کا محاصرہ ختم کر دیا تھا مگر شاہ روم کی واپسی کے بعد اسنے دوبارہ جنگ چھیڑ دی۔

زنگی کی شہاب کی والدہ سے شادی:......اس نے شہاب الدین کو یہ پیغام بھیجا کہ اپنی بیوہ والدہ ''زمرد خاتون'' کا نکاح اس سے کرا دے، اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ اس طرح دمشق پر قبضہ کر لے گا مگر اس کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی، البتہ شہر حمص اور اس کا قلعہ اسے مل گیا اور ماہ رمضان میں ''زمرد خاتون'' کی رخصتی کر دی گئی۔

شہاب الدین کا قتل اور جمال الدین کی حکومت:......۵۳۳ھ کے ماہ شوال میں شہاب الدین کو اس کے تین آزاد کردہ غلاموں نے اس کو خوابگاہ میں قتل کر دیا، چنانچہ ان میں سے ایک بھاگ گیا اور دو پکڑے گئے، پھر معین الدین انز نے اس کے بھائی جمال الدین بن بوری کو یہ اطلاع پہنچائی، یہ بعلبک کا حکمران تھا، جمال الدین انتہائی تیزی سے سفر طے کر کے اپنی فوج اور ارا کین سلطنت سمیت دمشق پہنچ کر وہاں کا حکمران بن گیا، اور بعلبک کی حکومت اور انتظام معین الدین انز کے حوالے کر دیئے چنانچہ وہاں کے امور درست ہو گئے۔

بعلبک کی طرف زنگی کی پیش قدمی:......شہاب الدین کے قتل کی اطلاع جب اس کی والدہ کو حلب میں ملی تو وہ بڑی رنجیدہ ہوئی اور اس نے فوراً اپنے شوہر اتابک زنگی کو اس کی اطلاع ''جزیرہ'' میں پہنچائی اور اسے بیٹے کے قتل کا بدلہ لینے پر تیار کیا۔ عماد الدین یہ خبر سن کر دمشق روانہ ہو گیا اور دمشق کا محاصرہ کرنے کی تیاری کی مگر وہاں سے بعلبک روانہ ہو گیا، جہاں کے حاکم معین الدین انز کو اس نے مال ودولت بھیج کر دمشق پر قبضہ کرا دینے پر راضی کرنے کی کوشش کی تھی مگر اس نے ایسا نہیں کیا، چنانچہ وہ بعلبک آیا اور وہاں زبردست جنگ کا آغاز کر دیا شہر کے باشندوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے منجنیق نصب کیں، آخر کار اس نے ۵۳۴ھ میں شہر بعلبک پر قبضہ کر لیا ایک فوجی دستہ قلعہ میں محصور ہو گیا مگر اس نے تنگ آ کر ہتھیار ڈال دیئے اس نے

ان سب کو قتل کر دیا اور وہاں کے دیگر باشندوں کو بھی خوب ڈرایا دھمکایا۔

دمشق پر حملہ اور محاصرہ:..... اس کے بعد وہ دمشق روانہ ہو گیا اور وہاں کے حکمران کو یہ پیغام دیا کہ وہ شہر اس کے حوالے کر دیں اور وہاں کی حکومت سے دستبردار ہو جائے مگر وہ اس کی بات ماننے پر تیار نہیں ہوا۔ زنگی نے دمشق کے بدلے دوسری جگہ کی حکومت دینے کی پیش کش بھی کی مگر وہ نہ مانا۔ لہٰذا زنگی نے آگے بڑھ کر ''داریا'' نامی جگہ پر پڑاؤ کر دیا، اس دن پندرہ ربیع الاول ۵۳۴ھ کی تاریخ تھی، دمشق کی تمام افواج اس کے مقابلے پر آئیں مگر زنگی نے انھیں شکست دیدی۔ پھر دس دن کی جنگ بندی کر کے قاصدوں کے ذریعے پیغامات کی بھاگ دوڑ کرائی کہ حاکم دمشق کو اس کے بدلے حمص، بعلبک یا جو جگہ وہ پسند کرے گا دیدی جائیگی، مگر حاکم دمشق جمال الدین کے ساتھیوں نے اسے یہ شرط قبول کرنے سے روک دیا، نتیجتاً جنگ دوبارہ چھڑ گئی اور شہر کا محاصرہ سخت ہو گیا۔

جمال الدین کا انتقال:..... دمشق کا محاصرہ جاری تھا اور صلح کی بات چیت چل رہی تھی کہ وہاں کا حکمران جمال الدین محمد بن بوری ۴ر شعبان ۵۳۴ھ کو وفات پا گیا۔ زنگی کا یہ خیال تھا کہ اس کے انتقال سے دمشق کے حکام اور امراء کے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے گا لہٰذا اس نے محاصرے میں اور سختی کر دی، مگر دمشق کے حکام نے ہمت نہیں ہاری۔

مجیدالدین کی تخت نشینی:..... دمشق کے حکام نے متفقہ طور پر مجیدالدین انز کو دمشق کا حاکم مقرر کر دیا اور اس کا سرپرست معین الدین انز کو بنایا، یہی سلطنت کا منتظم اعلیٰ تھا، معین الدین نے انگریزوں سے زنگی کے خلاف مدد مانگی اور وعدہ کیا کہ اس فوجی امداد کے صلے میں وہ انھیں قاشاش نامی شہر پر قبضہ کر کے ان کے حوالے کر دیگا، انگریزوں نے اس کی بات مان لی کیونکہ زنگی کی کامیابی کے نتیجے میں خود ان کے خلاف کارروائیوں کا خدشہ تھا۔

زنگی کی انگریزوں کے خلاف پیش قدمی:..... زنگی کو اس سازش کا علم ہو گیا چنانچہ وہ انگریزوں کے دمشق پہنچنے سے پہلے ہی لشکر لے کر انگریزوں کے علاقے میں پہنچ گیا اور حوران کے علاقے میں رمضان المبارک میں پڑاؤ کر دیا۔ انگریز فوجیں اس کا مقابلہ کرنے سے جان چرا گئیں اور شہروں سے باہر نہیں نکلیں۔

زنگی کی واپسی:..... چنانچہ زنگی ماہ شوال میں دمشق کی طرف روانہ ہو گیا اور دمشق کے نواحی علاقے مرج اور غوطہ کے دیہات جلا دئے اور پھر اپنے شہر کی طرف روانہ ہو گیا، ادھر اس کی روانگی کے بعد انگریز فوجیں دمشق پہنچ گئیں اور پھر معین الدین انز اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے زنگی کے زیر کنٹرول قاشاش پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ اس نے اسی پر قبضہ کرانے کا معاہدہ کیا تھا۔

قاشاش انگریزوں کے قبضہ میں:..... ادھر قاشاش کا حکمران ''صور'' پر حملہ کرنے گیا ہوا تھا، واپسی پر اس کی مڈبھیڑ انطاکیہ کے حاکم سے ہوئی یہ اپنی فوجوں کے ساتھ دمشق کے لئے کمک لے جا رہا تھا، چنانچہ ان کی جنگ ہوئی جس میں قاشاش کا حکمران اپنی فوجوں سمیت مارا گیا اور باقی بچنے والے بانیاس پہنچ گئے اس واقعہ کے بعد ہی معین الدین انز بھی لشکر لے کر پہنچ گیا اور اس نے اسے فتح کر کے انگریزوں کے حوالہ کر دیا۔

زنگی کا جوابی حملہ:..... جب زنگی کو اطلاع ملی تو وہ دمشق کی طرف روانہ ہو گیا، اور اپنی فوج کے مختلف دستے حوران اور دمشق کے آس پاس حملہ کرنے بھیج دیئے دمشق پہنچ کر اس نے اچانک حملہ کیا دمشق کی فوجیں اس کے مقابلے کے لئے نکلیں چنانچہ سارے دن جنگ ہوتی رہی، اس کے بعد وہ مرج راہط کی طرف ہٹ گیا، اور وہاں پہنچ کر اپنے فوجی دستوں کا انتظار کرنے لگا پھر وہ سب دستے بے شمار مال غنیمت لے کر اس کے پاس پہنچ گئے اور پھر وہ اپنے شہر واپس چلا گیا۔

جرمنی کی قیادت میں انگریزوں کا دمشق پر حملہ:..... جب انگریز فوجوں نے شام کے کچھ ساحلی علاقے فتح کئے تو یورپ کے تمام ملکوں سے لوگ مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کو آنے لگے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ یہ لوگ اپنے دشمن کے مقابلے میں تنہا ہیں۔ چنانچہ ۵۴۳ھ میں جرمنی کے بادشاہ نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ اسلامی ممالک کا رخ کر لیا اس کی فوج کی تعداد بہت زیادہ تھی اس کے علاوہ وہ ساز و سامان اور مال و دولت بھی خوب

تھا جس کی وجہ سے کوئی ان کی فتح میں شک نہ کرسکتا تھا۔

جب یہ لشکر شام پہنچا تو وہاں موجود تمام انگریز فوجیں ان کے ساتھ مل گئیں اور اس کے حکم کا انتظار کرنے لگیں چنانچہ اس نے حکم دیا کہ وہ دمشق کی طرف روانہ ہو جائیں۔ لہٰذا ساری فوجیں ۵۴۳ھ میں دمشق پہنچیں اور اس کا محاصرہ کرلیا۔ معین الدین انز نے بڑی بہادری سے ان اتحادی افواج کا مقابلہ کیا اور آخر کار ۵۴۳ھ میں گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں مسلمانوں نے نہایت صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا البتہ مسلمانوں کا شدید نقصان ہو گیا۔

علامہ یوسف مغربی کی شہادت:......اس جنگ میں مشہور عالم دین، حجۃ الدین علامہ یوسف عندلاوی المغربی بھی شہید ہوئے۔ معین الدین انز نے تو ان سے بڑھاپے کی وجہ سے واپس جانے کی درخواست کی تھی مگر انھوں نے فرمایا کہ ''میں نے اپنی جان اللہ تعالیٰ کو فروخت کردی اور اس نے اسے خرید لیا ہے لہٰذا میں یہ سودا واپس نہیں کروں گا اور نہ وہ اسے واپس لے گا''۔

علامہ مغربی کا اشارہ قرآن کریم کی آیت کی طرف تھا، جس میں جہاد کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ علامہ مغربی جنگ کے لئے بڑھے اور دمشق سے کچھ آگے ''اسرت'' نامی جگہ پر شہید ہو گئے، ان کے ساتھ بے شمار مسلمان بھی شہید ہوئے۔ اس سے انگریز فوجوں کو کامیابی ملی اور وہ میدان اخضر میں پہنچ گئے۔

عماد الدین زنگی کی وفات:......موصل کے حکمران عماد الدین زنگی کا ۵۴۱ھ میں انتقال ہو گیا تھا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا سیف الدین غازی موصل اور دوسرا بیٹا نور الدین محمود حلب کا حکمران بنا۔

زنگی کے بیٹوں کی مدد:......معین الدین انز نے موصل کے حکمران سیف الدین غازی سے فوجی امداد مانگی لہٰذا وہ اپنے بھائی نور الدین محمود کے ساتھ فوج لے کر روانہ ہوا، جب حمص کے پاس پہنچا تو اس نے انگریزوں کو جنگ کا الٹی میٹم دے دیا لہٰذا وہ اس کے ساتھ بھی جنگ کرنے پر مجبور ہو گئے اس طرح ان کا جنگی ساز و سامان اور غذا دو حصوں میں بٹ گئی۔

اس دوران معین الدین انز نے بھی جرمن فوج کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ شہر شاہ مشرق یعنی موصل کے حاکم سیف الدین کے حوالے کردیں، اس نے شام میں مقیم انگریز فوجوں کو بھی ایک پیغام بھیجا کہ جب شہنشاہ جرمنی دمشق فتح کرلے گا تو وہ اس کے ساتھ شام میں نہیں رہ سکیں گے اس نے شام میں موجود انگریز فوج سے یہ وعدہ بھی کیا کہ اگر وہ واپس چلے گئے تو وہ انھیں قاشاش کا قلعہ دیدے گا، چنانچہ اس پیغام کے بعد وہ لوگ جرمنی کے بادشاہ کے پاس پہنچے اور اسے حاکم موصل کے خطرہ سے آگاہ کیا اور بتایا کہ وہ دمشق پر قبضہ کرنے والا ہے۔

شاہ جرمنی کا فرار:......ان کی یہ باتیں سن کر شاہ جرمنی اس شہر سے روانہ ہو گیا اور انتہائی شمال مغرب میں سمندر پار اپنے ملک واپس چلا گیا، ادھر معین الدین نے وعدے کے مطابق قاشاش کا قلعہ انھیں دے دیا محاصرہ دمشق کے ایک سال بعد ۵۴۴ھ میں وہ سلطنت اتق کا بہت بڑا سیاستدان تھا۔

نور الدین زنگی کے ارادے:......۵۴۴ھ میں سیف الدین غازی کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی قطب الدین حکمران بنا نور الدین حلب ہی کا حکمران تھا وہ دمشق فتح کر کے انگریزوں سے جہاد کرنا چاہتا تھا، اس دوران یہ اتفاق پیش آیا کہ انگریز فوجوں نے فاطمی خلفاء کے قبضے سے ۵۴۸ھ میں عسقلان چھین لیا کیونکہ وہ بہت ہی کمزور ہو گئے تھے۔

نور الدین کی مجبوری:......نور الدین محمود زنگی عسقلان کا علاقہ ان سے واپس نہیں لے سکتا تھا کیونکہ درمیان میں دمشق حائل تھا پھر ان انگریزوں کے حوصلے اتنے بڑھ گئے تھے کہ وہ عسقلان کے بعد دمشق کو فتح کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے، دمشق والے انھیں ٹیکس ادا کیا کرتے تھے اور ٹیکس وصول کرنے کے لئے اس علاقے میں آ کر اپنی من مانیاں کرتے اور وہاں جو انگریز قیدی وطن واپس جانا چاہتا اسے زبردستی چھڑا لیتے تھے۔

ان حالات کی بناء پر نور الدین کو انگریزوں سے بہت خطرہ محسوس ہو رہا تھا اور یہ بھی کہ اگر دمشق پر حملہ کیا تو حاکم دمشق انگریزوں کو اپنی مدد کے لئے بلائے گا اس لئے اس نے ایک حکمت عملی اختیار کرلی۔

نور الدین کی حکمت عملی:......اس نے پہلے تو مجیر الدین کو تحفے تحائف بھیج کر اعتماد میں لیا، اور پھر اس نے اسے ان امراء کے خلاف بھڑکانا شروع

کیا جونور الدین سے مقابلے کا موقف رکھتے تھے اور مجیر کی قوت مدافعت کا ذریعہ تھے وہ یوں تحریر کرتا کہ فلاں شخص نے مجھے خط لکھا ہے کہ وہ دمشق میرے حوالے کرنے کے لئے تیار ہے۔

مجیرالدین کو جب یہ معلوم ہوتا تو وہ اسے قتل کرادیتا، ان مقتولوں میں آخری شخص عطاء بن حافظ اسلمی الخادم تھا وہ نورالدین سے مدافعت کے بارے میں بہت سخت تھا، مگر مجیرالدین نے اس کو قتل کر دیا۔

نورالدین فاتح دمشق:...... اس دوران نورالدین نے دمشق کے نوجوانوں کو خط وکتابت کر کے اپنی طرف مائل کرلیا تھا اور انھوں نے اس کی حمایت کرنے کا وعدہ کرلیا، لہٰذا نورالدین نے دمشق کی طرف پیش قدمی شروع کردی، ادھر مجیرالدین (حاکم دمشق) نے انگریزوں سے مدد مانگی چنانچہ انگریز اپنی بکھری ہوئی طاقت کو اکٹھا کرنے لگے مگر نورالدین ان سے پہلے دمشق پہنچ گیا، اس موقع پر ان نوجوانوں نے بغاوت کردی اور شہر کا مشرقی دروازہ کھول دیا، وہاں سے نورالدین شہر میں داخل ہوگیا اور اس پر قبضہ کرلیا۔

تتش سلطنت کا خاتمہ:...... اس کے قبضے کے بعد مجیرالدین نے قلعے میں پناہ لے لی، چنانچہ نورالدین نے بات چیت کر کے اسے حمص کا قلعہ اس کے بدلے میں دیدیا، لہٰذا وہ حمص چلا گیا، مگر بعد میں حمص کے بجائے نورالدین نے اسے بالس کا علاقہ دینا چاہا مگر وہ اس پر رضامند نہیں ہوا اور بغداد چلا گیا، وہاں اس نے مدرسہ نظامیہ کے قریب گھر بنوایا اور وہیں اسکا انتقال ہوا۔

سلطان نورالدین محمود زنگی دمشق اور اس کے نواح پر قابض ہوگیا اور اسے اپنی سلطنت میں شامل کرلیا، اس طرح شام اور ایران سے تتش خاندان کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا، (والبقاء للہ وحدہ) باقی رہنے والی ذات صرف اللہ کی ہے اور اللہ ہی ساری بادشاہت کا مالک ہے اس کے علاوہ کوئی رب نہیں ہے۔

تتش خاندان کا شجرہ
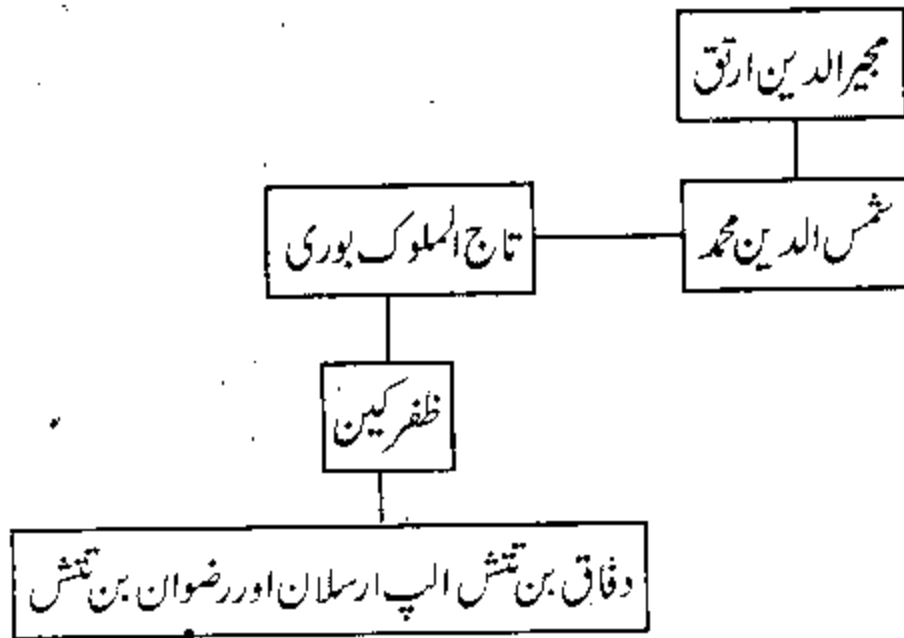
سلطنت قتلمش یعنی قونیہ کی سلجوقی سلطنت کے حالات

قتلمش کے ابتدائی حالات:...... اس خاندان کا بانی اور جد امجد قتلمش ❶ (قطلمش) ہے اس کے نسب کے بارے میں علماء نسب کا اختلاف ہے، ایک قول کے مطابق یہ "قتلمش بن بیقو" ہے، اور ابن اثیر کبھی تو اسے طغرل بیگ کا چچازاد بھائی لکھتا ہے اور کبھی "قتلمش بن اسرائیل" خاندان سلجوق سے تھا، لکھتا ہے، غالباً یہ اس اجمال کی وضاحت ہے۔

❶ ...... بعض اردو تراجم میں اسے قطلمش لکھا گیا مگر ہم نے عربی کتب میں مذکور نام کو اختیار کیا ہے جو کہ قتلمش لکھا ہے (ثناء اللہ محمود)

جب سلجوقی سرداران بادشاہت کے حصول کے لئے مختلف علاقوں میں پھیل گئے تو قتلمش رومی علاقے میں داخل ہو گیا اور قونیہ، اقصرا اور اس کے گردونواح کے علاقوں پر قبضہ کرلیا، سلطان طغرل بیگ نے اسے فاطمی سلطنت کی حمایت کا اظہار کرنے والے کمانڈر دبیس بن مزید کی گرفتاری کے لئے موصل کے حکمران قریش بن بدران کے ساتھ "حلہ" بھیجا تھا مگر دبیس اور بساسیری نے انھیں شکست دیدی تھی۔

قتلمش کی بغاوت اور قتل:.....طغرل بیگ کے بعد الپ ارسلان سلطان بنا تو قتلمش نے سلطان الپ ارسلان کے خلاف بغاوت کردی اور "رے" کی طرف بڑھا، چنانچہ ۴۵۶ھ میں الپ ارسلان کا اس سے مقابلہ ہوا اور میدان جنگ میں قتلمش کو شکست ہوگئی اور یہ مارا گیا اس کی لاش دوسرے مقتولین کے درمیان میں ملی، الپ ارسلان کو اس کی موت کا انتہائی افسوس ہوا اور اس کے غم میں سوگ برپا کیا گیا تھا۔

سلیمان بن قتلمش اور فتح انطاکیہ:..... قتلمش کے بعد اس کا بیٹا سلیمان اس کے مقبوضہ علاقوں یعنی قونیہ، اور اقصرا، اور اس کے نواح کا حکمران بنا اس نے رومیوں کے ہاتھ سے ۴۷۷ھ میں شہر انطاکیہ چھین کر اپنی مملکت میں شامل کرلیا رومی انطاکیہ پر ۳۵۸ھ سے قابض تھے۔

مسلم بن قریش اور سلیمان کی جنگ:.....اس قبضے کی خبر دولت عباسیہ کو ملی، موصل کا حکمران مسلم بن قریش انطاکیہ والوں سے ٹیکس وصول کرتا تھا، جب سلیمان نے اسے اپنے قبضے میں لیا تو مسلم نے اس سے بھی ٹیکس کا مطالبہ کیا مگر اس نے انکار کردیا چنانچہ مسلم نے انطاکیہ پر حملہ کرنے کے لئے عرب اور ترکمانی فوجیں جمع کیں اس کے ساتھ ترکمانی کمانڈر "جق" بھی تھا ۴۷۸ھ میں دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی، جنگ کے دوران جق اپنے ساتھیوں سمیت سلیمان سے مل گیا چنانچہ مسلم کی فوجوں کو شکست ہوگئی۔

سلیمان کی شکست اور موت:.....اس جنگ کے بعد سلیمان نے حلب کا محاصرہ کرلیا، حلب والوں نے اس کا مقابلہ کیا اور کچھ مہلت مانگی تاکہ سلطان شاہ سے خط وکتابت کرلی جائے مگر خفیہ طور پر انھوں نے دمشق کے حکمران سلطان تتش سے مدد مانگ لی، چنانچہ سلطان تتش انتہائی تیزی سے لشکر لے کر پہنچ گیا، ادھر سلیمان کی فوج غافل ہو کر آرام کر رہی تھی، لہٰذا جب مقابلہ ہوا تو سلیمان کی فوج کو شکست ہوگئی۔ سلیمان نے شکست دیکھ کر اپنے خنجر سے خودکشی کرلی اور تتش نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

قلیج ارسلان کی حکومت:.....اس کے بعد اس کا بیٹا قلیج ❶ ارسلان حکمران بنا اور حکومت کرتا رہا، پھر جب ۴۹۰ھ میں انگریز فوج لے کر شام کے ساحلی علاقوں پر قبضے کے لئے روانہ ہوئے تو انھوں نے قسطنطنیہ کا راستہ اختیار کیا، رومی بادشاہ نے انھیں اس راستے سے گذرنے کی اجازت ایک شرط سے دی، وہ یہ کہ یہ لوگ "انطاکیہ" فتح کرنے کے بعد اس کے حوالے کردیں گے چنانچہ یہ شرط مان کر وہ روانہ ہوئے اور قلیج ارسلان کے علاقے سے گذرے، قلیج ارسلان نے فوج لے کر ان سے مقابلہ کیا مگر انگریز فوج نے اسے شکست دیدی اور پھر وہ لوگ ابن لیون الارمنی کے علاقے میں پہنچ گئے اور وہاں سے گذر کر انطاکیہ پہنچے۔

انطاکیہ پر قبضہ:.....انطاکیہ میں باغیسیان نامی ایک سلجوقی شخص حکمران تھا وہ ان کے مقابلے کے لئے تیار ہوگیا، اس نے شہر کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا چنانچہ اس مقصد کے لئے ایک دن مسلمانوں نے اور دوسرے دن عیسائیوں نے محنت کی۔ اتنے میں انگریز فوجیں بھی وہاں پہنچ گئیں اور انھوں نے نو مہینے تک شہر کا محاصرہ کئے رکھا پھر کچھ محافظ فوجیوں نے شہر کی فصیل سے باہر نکل کر سرنگ کے ذریعے انھیں اندر گھسا دیا چنانچہ شہر میں گھسنے کے بعد انگریزوں نے لوٹ مار شروع کردی۔

باغیسیان کا قتل:.....باغیسیان انگریزوں سے صلح کے ارادے سے نکلا مگر پھر بھاگ گیا اور راستے میں ایک ارمنی شخص نے پکڑ کر اسے قتل کردیا اور سر کاٹ کر انگریز فوجیوں کے پاس لے گیا، چنانچہ انطاکیہ پر ایک انگریز حکومت کرنے لگا۔

حلب اور دمشق کے حکام نے انطاکیہ والوں کی مدد کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر انگریز فوجوں نے ان سے صلح کی خط وکتابت کی اور وعدہ کیا کہ وہ

---

❶..... ہمارے پاس موجود نسخے میں یہ نام قلج لکھا ہے مگر چونکہ قلیج اس قوم کے لوگوں کے نام ہوتے ہیں تو غالباً قلج کا اردو تلفظ قلیج ہی ہو اس بنیاد پر یہ نام تحریر کیا جارہا ہے۔

انطاکیہ کے علاوہ کسی اور علاقے پر قبضہ نہیں کریں گے لہٰذا اس وعدے کے بعد مسلمان حکام انطاکیہ والوں کی مدد نہیں کر سکے۔

کمشتگین بن طیلق:.....اس دوران ترکمانی فوجیں عراق کے آس پاس علاقوں میں پھیل گئی تھیں اور ''کمشتگین بن طیلق'' جس کا باپ ''دانشمند'' یعنی معلم کے لقب سے مشہور تھا'' نے رومی علاقے ''سیواس'' پر قبضہ کر لیا تھا، یہ انطاکیہ کے قریب واقع تھا، اس کے قریب ''ملطیہ'' پر ایک دوسرے ترکمانی کمانڈر نے قبضہ کر لیا تھا اس کے اور ''دانشمند'' کے درمیان جھڑپیں ہوتی رہتی تھیں، چنانچہ ملطیہ کے حاکم نے انگریزوں سے مدد مانگ لی۔

کمشتگین کے بھائی کی انگریزوں کو شکست:.....۴۹۳ھ میں انطاکیہ سے ایک انگریز کمانڈر فوجیں لے کر وہاں پہنچا، کمشتگین نے انگریزوں کو شکست دی اور گرفتار کر لیا، اس کی انگریز فوج اسے چھڑانے کے لیے آئی اور قلعہ انکوریہ، جسے انقرہ بھی کہا جاتا ہے، کے قریب جنگ لڑی اور قلعہ فتح کر لیا پھر وہ دوسرا قلعہ فتح کرنے روانہ ہوئی جہاں کا حاکم اسماعیل بن دانشمند تھا، انگریزوں نے اس کا محاصرہ کر لیا، ادھر اسماعیل نے ٹھیک ٹھاک فوج جمع کر لی تھی اور فوج کا بڑا دستہ کمین گاہ میں چھپا لیا تھا، جنگ شروع ہوئی تو انگریز فوج آگے بڑھی اور پیچھے کمین گاہ سے نکل کر اس دستے نے ایسا حملہ کیا کہ دشمن کا ایک آدمی بھی زندہ نہیں بچ سکا۔ اس کے بعد اسماعیل نے آگے بڑھ کر ملطیہ پر قبضہ کر کے اس حاکم کو گرفتار کر لیا، اس کے بعد انطاکیہ سے مزید انگریز فوج آئی، لیکن اس نے اسے بھی شکست دیدی۔

موصل پر چکرمش اور جاولی کی جنگ:.....موصل، دیار بکر، اور جزیرہ پر چکرمش نامی سلجوقی سردار کی حکومت تھی اس نے ادائیگی روک دی اور بغاوت کا ارادہ کر لیا تو سلطان نے موصل وغیرہ کی حکومت ''جاولی بن سکاؤ'' کو دیدی اپنے کمانڈروں کو حکم دیا کہ اس کے ساتھ انگریزوں کے خلاف جہاد کے لئے روانہ ہو جائیں چنانچہ جاولی روانہ ہو گیا۔

جب چکرمش کو اس کی اطلاع ملی تو وہ موصل سے اربل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے اربل کے حکمران ابوالھیجاء بن موسک الکردی سے معاہدہ کر لیا، اس دوران جاولی ''بوزیج'' تک پہنچ گیا تھا، اس لئے چکرمش کی فوج شکست کھا کر بھاگ گئی اور چکرمش فالج کی وجہ سے اکیلا ہو ہیں رہ گیا، چنانچہ جاولی نے اسے گرفتار کر لیا۔

جاولی سے مقابلے کی تیاری:.....شکست خوردہ فوج موصل پہنچی اور اس نے چکرمش کے بجائے اس کے کم سن بیٹے زنگی کو حکمران بنالیا اور چکرمش کے آزاد کردہ غلام غزغلی نے سلطنت کا انتظام سنبھال لیا قلعہ اس کے ہاتھ میں تھا اس نے فوج میں مال اور گھوڑے تقسیم کئے اور جاولی سے مقابلہ کرنے کی تیاری مکمل کر لی، اس نے صدقہ بن مزید، برستی اور رومی علاقوں کے حکمران قلیج ارسلان سے فوجی مدد مانگی اور ہر ایک سے یہ وعدہ کیا کہ جب وہ جاولی کو شکست دیدیگا تو وہ اسے موصل کی حکومت حوالے کر دیگا، صدقہ بن مزید نے اس کے پیغام پر توجہ نہیں کی۔

قلیج کی آمد اور جاولی کا فرار:.....اس دوران جاولی موصل پہنچ گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا، جاولی نے یہ اعلان کیا کہ اگر شہر اس کے حوالہ نہ کیا گیا تو وہ چکرمش کو قتل کر دے گا۔ محاصرے کے دوران ہی جاولی کو اطلاع ملی کہ قلیج ارسلان اپنی فوجیں لے کر نصیبین تک پہنچ گیا ہے چنانچہ اس نے موصل چھوڑ دیا اور سنجار کی طرف بھاگ گیا۔

جاولی کے بھاگنے کے بعد برستی لشکر لے کر وہاں پہنچا اور وہاں کے باشندوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیا مگر انھوں نے لفٹ نہیں کرائی وہ بغداد واپس چلا گیا ادھر جاولی کو رضوان تتش کا پیغام ملا کہ انگریزوں سے لڑنے کے لئے آجاؤ تو وہ وہاں سے روانہ ہو گیا۔

قلیج ارسلان کا موصل پر قبضہ:.....جاولی کے چلے جانے کے بعد چکرمش کی فوج موصل سے نکلی اور نصیبین پہنچ کر قلیج ارسلان سے معاہدہ کر لیا اور ۵۰۰ھ کے ماہ رجب کے آخر میں اسے موصل لا کر حکمران بنالیا، چکرمش کا بیٹا اور اس کے ساتھی وہاں سے نکل کر چلے گئے اور غزغلی کے قلعے پر قبضہ کر لیا۔

اس طرح قلیج ارسلان موصل کا حکمران بن گیا اور خلیفہ کے نام کے بعد اپنا نام خطبوں میں پڑھوایا فوج سے اچھا سلوک کیا اور عوام سے حسن سلوک اور عدل وانصاف سے پیش آیا، اس کے اہم ساتھی، آمد کا حکمران ابراہیم بن نیال ترکمانی محمد بن جق ترکمانی تھے، یہ قلعہ زیاد کا حاکم تھا جسے خرت

برت کہتے تھے۔

خرت برت کی فتح:.....خرت برت رومی نمائندے ''قلادروس'' کے کنٹرول میں تھا اور ''رہا'' اور انطاکیہ بھی اسی کے زیر کنٹرول تھے، مگر انطاکیہ، سلیمان بن قتلمش نے اور دیار بکر، فخر الدولہ بن جہیر نے اس سے چھین لئے تھے اسی لئے اس کی طاقت روز بروز کم ہوتی چلی گئی حتی کہ قلعہ خرت برت بھی اس سے ''جق'' نے چھین لیا۔ پھر قلادروس (روم کے ترجمان) نے سلطان ملک شاہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا، سلطان نے اسے ''رہا'' کا علاقہ دے دیا جہاں وہ تاحیات مقیم رہا پھر جق نے رہا اور اس کے قریبی قلعوں کو فتح کرلیا اور اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا محمد بن جق ان علاقوں کا حکمران بنا۔

قلیج ارسلان کی انگریزوں سے جنگ:.....انطاکیہ کے حکمران کا نام ''بیمند'' تھا جو کہ انگریز حاکم تھا بیمند اور شاہ روم کے درمیان چپقلش پیدا ہوگئی تھی جو بڑھتی ہی چلی گئی آخر کار ''بیمند'' نے رومی علاقے پر فوج کشی کر کے غارت مچادی چنانچہ شاہ روم نے قلیج ارسلان سے فوجی مدد مانگی، تو وہ شاہ روم کی مدد کے لئے چلا گیا جہاں انھوں نے مل کر بیمند کو شکست دیدی اور انھیں گرفتار کرلیا باقی فوج اپنے علاقوں میں واپس چلی گئی اور انھوں نے قلیج ارسلان سے بدلہ لینے کا پکا ارادہ کرلیا مگر اس دوران انھیں اس کے مرنے کی خبر ملی چنانچہ وہ واپس آ گئے۔

قلیج ارسلان کی کامیابیاں:.....ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ قلیج ارسلان نے موصل، دیار بکر وغیرہ پر قبضہ کر کے وہاں کے تخت کا مالک ہوگیا تھا، وہاں کا سابق حاکم جاولی سکاوو، سنجار چلا گیا تھا پھر وہاں سے رحبہ چلا گیا، وہاں کے حکمران محمد بن السباق نے ''جو کہ بنوشیبان کے قبیلے کا تھا'' دقاق کی بغاوت اور ہلاکت کے بعد قلیج ارسلان کی اطاعت قبول کرلی تھی۔

رحبہ پر جاولی کا قبضہ:.....جب جاولی نے رحبہ کا محاصرہ کیا تو حلب کے حکمران رضوان تتش نے انگریزوں کے خلاف لڑنے کے لئے اسے بلوایا مگر اس نے محاصرے کے اختتام پر آنے کا وعدہ کرلیا اتنے میں رضوان خود بھی اس کے پاس پہنچ گیا، ادھر محاصرہ بہت سخت ہو چکا تھا اس لئے رحبہ کے کچھ لوگوں نے غداری کی اور رات کے وقت جاولی کے ساتھیوں کو شہر میں داخل کردیا، چنانچہ جاولی کی فوج نے دوسرے دن تک رحبہ کو خوب لوٹا آخر کار رحبہ کے حکمران محمد شیبانی نے اس کی اطاعت قبول کرلی اور پھر جاولی وہاں سے چلا گیا۔

جاولی کی قلیج ارسلان سے جنگ:.....جب قلیج ارسلان کو یہ اطلاع ملی تو وہ جاولی کے مقابلے کے لئے موصل سے روانہ ہوگیا اور اپنے کم سن بیٹے ملک شاہ کو اپنا نائب بنا کر ایک سردار کو اس کا نگران بنادیا جب وہ فوج لے کر سرخد کے قریب پہنچا تو ''آمد'' کا حکمران ابراہیم بن نیال اپنی فوج سمیت اپنے شہر واپس چلا گیا، لیکن قلیج ارسلان نے جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا اور اپنے اس لشکر کو بلالیا جس نے انگریزوں کے خلاف رومیوں کی مدد کی تھی چنانچہ وہ بھی آ گیا مگر اس دوران جاولی نے قلیج کی فوجوں کی تعداد کم دیکھ کر ماہ ذوالقعدہ میں جنگ چھیڑ دی اور گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔

قلیج ارسلان کی موت:.....قلیج ارسلان نے خود آگے بڑھ کر جاولی پر حملہ کیا اور اس کے علم بردار کو مار پھینکا، یہ دیکھ کر جاولی نے اپنی تلوار سے اس پر حملہ کیا اور جاولی کے دوسرے ساتھی بھی پل پڑے اور اسے شکست دیدی، قلیج ارسلان نے شرم کے مارے خود کو پانی میں ڈبو دیا اور مرگیا۔

اس طرح جاولی نے موصل پہنچ کر قبضہ کرلیا، اس کے بیٹے ملک شاہ کو سلطان محمد کے پاس بھیج دیا اور سلطان کے نام کا خطبہ پھر سے شروع کرادیا، قونیہ اقصر اور دیگر رومی علاقوں کا (یہ علاقے آج کل ترکی میں شامل ہیں) اس کا بیٹا مسعود حکمران بنا اور اس کی سلطنت چلتی رہی۔

ملطیہ پر مسعود کا قبضہ:.....ملطیہ اور سیواس ایک ترکمانی سردار کے قبضے میں تھے اس کی قونیہ کے حکمرانوں سے لڑائی رہتی تھی ایک جنگ میں گمشتکین بن طبلق مارا گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد حکمران بنا، وہ بھی اپنے باپ کی طرح انگریزوں سے جنگیں کرتا رہا اور ۵۳۷ھ میں انتقال کرگیا، اس کے مرنے کے بعد مسعود نے اس کے اکثر علاقوں پر قبضہ کرلیا، کچھ حصہ اس کے بھائی یاغی ارسلان کے ہاتھ میں رہا۔

قلیج ارسلان ثانی کی حکومت:.....۵۵۱ھ میں مسعود بن قلیج ارسلان کا انتقال ہوگیا اور اس کا بیٹا قلیج ارسلان ثانی اس کا جانشین بنا، یہ ملطیہ کے حاکم یاغی ارسلان کے ساتھ جنگ لڑتا رہا اس کی وجہ یہ تھی کہ قلیج ارسلان نے شاہ طلیق بن علی بن ابوالقاسم کی بیٹی سے نکاح کیا، شاہ طلیق نے اسے بے

شمار ساز وسامان جہیز دے کر رخصت کیا مگر راستے میں باغی ارسلان نے بارات کا سامان لوٹ کر لڑکی کو اغوا کر لیا اور اس کا نکاح اپنے بھتیجے ذوالنون بن محمد بن دانشمند سے پڑھوا دیا اور اس کا یہ طریقہ نکالا کہ اس نے خود یہ مشورہ دیا کہ وہ لڑکی ارتداد اختیار کر لے تو نکاح ذوالنون سے کر دیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا[1]۔

قلیج ارسلان اور باغی ارسلان کی جنگ:......اس واقعے کے بعد قلیج ارسلان نے فوجیں لے کر باغی پر حملہ کر دیا مگر اس نے قلیج کو شکست دیدی، اس دوران شاہ روم نے فوجی مدد مانگی تو باغی ارسلان وہاں روانہ ہو گیا اور اس کے پیچھے اس کا بھتیجا اس کا جانشین تھا قلیج نے موقع غنیمت شمار کرتے ہوئے اس کے کچھ علاقوں پر قبضہ کر لیا اور ابراہیم کے بھائی ذوالنون نے ''قیساریہ'' پر قبضہ کر لیا، اس سے قلیج ارسلان کے بھائی شاہ بن مسعود کے پاس صرف (انکوریہ) انقرہ رہ گیا۔

ملطیہ پر قبضہ:......کچھ عرصے یہی صورتحال رہی پھر قلیج اور نورالدین زنگی کے درمیان ناچاقی ہو گئی چنانچہ دونوں جنگ پر تیار ہو گئے، مگر صالح بن زریک نے قلیج کو خط لکھ کر اس سے روک دیا، پھر جب ابراہیم بن محمد کا انتقال ہو گیا تو ذوالنون یہاں کا حکمران بنا، مگر قلیج ارسلان نے اس پر حملہ کر کے ملطیہ اس سے چھین لیا۔

نورالدین زنگی کی قلیج کی طرف روانگی:......۵۶۸ھ میں نورالدین محمود زنگی، قلیج ارسلان کے زیر کنٹرول یعنی ملطیہ سیواس اور اقصرا کی طرف روانہ ہوا، جب وہ وہاں پہنچا تو قلیج ارسلان ثانی اس کے پاس معذرت کرنے پہنچا اور اس کے علاقوں پر حملہ کرنے سے اسے روک دیا اور اس سے نہایت احترام سے پیش آیا، اس کے بعد اس نے ذوالنون بن محمد کو اس کے پاس سفارش کے لئے بھیجا مگر زنگی نے سفارش قبول نہیں کی اور ذوالقعدہ میں حملہ کر کے مرعش اور نہسنا اور اس کے درمیانی علاقے پر قبضہ کر لیا، ایک لشکر سیواس کی طرف بھیجا جس نے سیواس پر قبضہ کر لیا۔

نورالدین سے صلح:......ان واقعات کے بعد قلیج ارسلان ثانی صلح کی طرف مائل ہو گیا اور اس نے نورالدین عادل زنگی کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور حسن سلوک کی درخواست کی، ادھر نورالدین زنگی انگریزوں کی طرف سے پریشان تھا اس لئے اس نے صلح کی یہ شرط پیش کی کہ وہ جہاد کے لئے فوجی امداد بھیجے اور یہ کہ ''سیواس'' اس کے نمائندے ذوالنون بن محمد بن دانشمند کے حوالے کر دیا جائے۔

اس کے بعد خلیفہ کا خط آیا جس میں علاقوں کی تقسیم کے بارے میں لکھا تھا اس میں قلیج ارسلان کے علاقوں اور خلاط و دیار بکر وغیرہ کا تذکرہ تھا، پھر جب سلطان زنگی کی وفات ہو گئی تو اس نے سیواس سے ذوالنون کو نکال دیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔

قلیج ارسلان کی بیٹی اور داماد:......قلیج ارسلان ثانی نے اپنی بیٹی کی شادی قلعہ کیفا کے حکمران نورالدین محمود بن قلیج ارسلان بن داؤد بن سقمان سے کر دی تھی اور اس سلسلے میں اسے کئی قلعے بھی دیئے گئے مگر اس نے اس کی بیٹی کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا اور اس کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح بھی کر لیا اور اسے چھوڑ دیا، لڑکی کے والد قلیج ارسلان ثانی کو اس بات کا بہت دکھ ہوا اور اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ دیار بکر میں اپنے داماد نورالدین کے علاقے پر حملہ کر کے اس سے وہ چھین لے گا۔

صلاح الدین ایوبی کی ثالثی:......نورالدین کے داماد نے صلاح الدین ایوبی کو درمیان میں ڈالا اور اس سے سفارش کروائی مگر اس نے صلاح الدین کی سفارش بھی قبول نہیں کی اور یہ جواب دیا کہ میں وہ قلعے واپس لینا چاہتا ہوں جو اسے شادی کے وقت تحفے میں دیئے تھے۔

صلاح الدین کو یہ بات سن کر بہت دکھ ہوا، صلاح الدین انگریزوں سے جنگ میں مصروف تھا لہٰذا ان سے صلح کر کے لشکر لے کر خود رومی علاقوں کی

---

[1] ......واضح رہے کہ اس طریقے پر عمل کرنے سے پہلے شوہر سے نکاح کالعدم ہونا قرار نہیں دیا جائیگا کیونکہ ارتداد سے مقصود نکاح سے جان چھڑانا ہے اور اس کا دوسرے سے نکاح بھی جائز نہیں (کمانی کتب الفقہ) اور یہ طریقہ اختیار کرنے کا مشورہ دینے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اسے تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا ضروری ہے۔ ان اقتدار پرست حکمرانوں نے دین کو مذاق بنالیا تھا جس کے نتیجے میں مسلمانوں کو زوال دیکھنا پڑا۔ (مترجم)

جانب روانہ ہوگیا شام میں الصالح اسماعیل بن نورالدین زنگی تھا وہاں سے یہ تل ناشر کے راستے زعبان پہنچا اور وہاں کیفا کے حکمران نورالدین محمود سے ملا۔

ارسلان ثانی کا قاصد: ...... اس دوران قلیج ارسلان ثانی نے اس کے پاس ایک قاصد بھیجا جس نے اس کی بیٹی کے ساتھ اس کے داماد کے برے سلوک کے حالات بتائے، مگر صلاح الدین ایوبی اس قاصد پر بہت غصہ ہوا اور اسے دھمکی دی کہ وہ قلیج کے علاقوں پر قبضہ کرلے گا مگر قاصد نے صلاح الدین سے نرم رویہ اختیار کیا اور اسے سمجھایا کہ وہ (صلاح الدین) ایک عورت کے مسئلے کی خاطر اپنے دشمن سے صلح کر کے اور جہاد ملتوی کر کے آیا ہے جس میں خود صلاح الدین کا نقصان ہے، ہاں اگر یہ عورت اپنے باپ کے مرنے کے بعد صلاح الدین سے فیصلہ کرنے کی درخواست کرتی تو اسے اس بات کا حق حاصل ہے۔

سسر اور داماد کی صلح: ...... قاصد کے سمجھانے سے صلاح الدین کو اپنے خلاف حق بات سمجھ آگئی چنانچہ اس نے اس قاصد کو حکم دیا کہ وہ ان دونوں کی صلح کرائے اور وہ خود (صلاح الدین) بھی اس میں تعاون کرے گا، لہٰذا قاصد نے ان دونوں کی صلح کرادی اور یہ شرط رکھی کہ وہ ایک سال کے بعد اس عورت کو طلاق دیدیگا اور نورالدین سے بھی اس قسم کا معاہدہ کرایا، چنانچہ ہر ایک اپنے علاقوں کی طرف لوٹ گیا اور نورالدین نے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا۔

بیٹوں میں علاقوں کی تقسیم: ...... قلیج ارسلان ثانی نے ۵۸۷ھ میں اپنے زیر کنٹرول علاقوں کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کردیا، چنانچہ قونیہ اور اس کے مضافات اس نے اپنے بیٹے غیاث الدین کسنجر کو دیئے اور اقصرا، سیواس کے علاقے قطب الدین کو اور دقساط، رکن الدین سلیمان کو، انقرہ (انکوریہ) محی الدین کو، ملطیہ اور ابلستین ❶ عزالدین قیصر شاہ کو دیئے کچھ حصہ مغیث الدین کو اور قیساریہ نورالدین محمود کو دیا اور نکسار اور اماسا اپنے دونوں بھتیجوں کو دیئے۔

ملطیہ کی حکومت کا جھگڑا: ...... اس کے بیٹے قطب الدین کا اثر اس پر زیادہ تھا اس لئے اس نے اسے تیار کرلیا کہ وہ قیصر شاہ سے ملطیہ چھین لے چنانچہ اس نے یہ علاقہ اس سے چھین لیا اس واقعے کے بعد قیصر شاہ صلاح الدین ایوبی کے پاس گیا تاکہ وہ اس کی سفارش کرے صلاح الدین نے اس کی بہت عزت کی اور اپنے بھائی العادل کی بیٹی سے اس کا نکاح کرادیا پھر اس نے اس کے بھائی اور والد سے اس کی سفارش کی جو انھوں نے قبول کرلی اور اسے "ملطیہ" واپس کردیا۔

بیٹوں کی سرکشی: ...... پھر اس کا بیٹا رکن الدین ان پر حاوی ہوگیا اور اس نے باپ کے شہر میں اختیار الدین حسن کو قتل کردیا اور اس کے باقی بیٹے اس کے دائرہ اطاعت سے نکل گئے، قطب الدین اپنے باپ (قلیج ارسلان) کو پکڑ کر اپنے ساتھ قصاریہ لے گیا تاکہ وہ اسے اس کا قبضہ دلادے مگر قلیج اس سے جان چھڑا کر بھاگا اور قیساریہ میں داخل ہوگیا (قیساریہ پر نورالدین کا قبضہ تھا) پھر قطب الدین نے اقصرا اور قونیہ پر قبضہ کرلیا۔

اس کے بعد قلیج ارسلان کی بے چارگی ایسی ہوگئی کہ وہ کبھی ایک بیٹے کے پاس جا کر رہتا کبھی دوسرے بیٹے کے پاس، مگر اس کے بیٹے اسے منہ نہیں لگاتے تھے، چنانچہ اس نے برغلو ❷ کے حاکم غیاث الدین کسنجر سے مدد لی چنانچہ وہ آیا اور اسے قونیہ پر قبضہ کرادیا، اس کے بعد وہ اقصرا کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کرلیا مگر قلیج ارسلان بیمار ہوگیا اور قونیہ واپس چلا گیا اور وہیں اس کا انتقال ہوا۔

بیٹوں کی سرکشی کی وجہ: ...... کہا جاتا ہے کہ اس کے بیٹوں کی سرکشی کی وجہ یہ تھی کہ اس نے بیٹوں میں سلطنت کی تقسیم پر ندامت ظاہر کی تھی اور قطب الدین کو پوری سلطنت دینا چاہا تھا اس پر سب بیٹے ناراض ہو کر باغی ہوگئے اور یہ اپنے بیٹوں کے پاس باری باری جاتا تھا آخر کار اس کے بیٹے غیاث الدین نے اس کی اطاعت کی اور اپنے ساتھ لیجا کر قیساریہ کا محاصرہ کرلیا چنانچہ (ایک روایت کے مطابق) قیساریہ کے محاصرے ہی میں اس کی وفات ہوئی اور غیاث الدین قونیہ چلا گیا۔

قلیج ارسلان کا انتقال: ...... قلیج ارسلان قونیہ میں یا دوسری روایت کے مطابق قیساریہ میں انتقال کر گیا اس کا انتقال ۵۸۸ھ کے نصف میں ہوا ستائیس سال حکمرانی کی، بڑا انصاف پسند سیاستدان اور بارعب حکمران تھا اس نے جہاد میں بہت حصہ لیا۔

---

❶ ...... یہ اضافہ ہے جو کہ کامل ابن اثیر سے لیا گیا ہے، صفحہ ۸۸ جلد ۱۲۔ ❷ ...... عام کتب میں برغلو کا ذکر نہیں ہے اور یہ ابن اثیر سے لیا گیا ہے۔

قطب الدین کے ہاتھوں بھائی کا قتل:......جب قلیج ارسلان کا انتقال ہوا تو غیاث الدین کسنجر قونیہ اور اس کے نواح کا خود مختار حاکم تھا اور اس کا بھائی قطب اقصرا اور سیواس کا حکمران تھا وہ جب ایک علاقے سے دوسرے علاقے کی طرف جاتا تھا تو راستے میں قیساریہ پڑتا تھا چنانچہ قیساریہ کا حکمران نور الدین محمود اس سے شہر کے باہر آ کر ملاقات کرتا کچھ عرصہ تو ایسا ہوتا رہا مگر پھر اس نے نور الدین کو دھوکے سے قتل کر دیا، مگر قیساریہ شہر میں اس کے ساتھیوں نے قطب الدین کا بھرپور مقابلہ کیا اس کا سربراہ حسن تھا جسے اس نے اس کے بھائی کے ساتھ مار دیا، پھر اہل قیساریہ نے اطاعت قبول کر کے شہر اس کے حوالے کر دیا، مگر تھوڑے عرصے ہی میں قطب الدین مر گیا۔

رکن الدین سلیمان:......رکن الدین نے اپنے بھائی قطب الدین کے مرنے کے بعد ہاتھ پاؤں نکالے چنانچہ پہلے تو اپنے والد کے تمام رومی علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی اور قطب الدین کے سیواس اقصرا اور قیساریہ پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا، اس کے بعد قونیہ پر فوج کشی کی اور اپنے بھائی غیاث الدین کو شکست دے کر قونیہ پر بھی قبضہ کر لیا، غیاث الدین شام چلا گیا، اس کے بعد اس نے نکسار اور اماسا بھی فتح کر لئے اور ۵۹۷ھ میں معز الدین سے ملطیہ بھی چھین لیا اور معز الدین، العادل ابو بکر بن ایوب کے پاس چلا گیا۔

تمام علاقوں پر قبضہ:......پھر وہ ارزن روم پہنچا جو پرانے شاہی خاندان کے شاہ محمد بن خلیق کے بیٹے کے قبضے میں تھا، اس کا حکمران اس سے صلح کے لئے آیا مگر اس نے اسے گرفتار کر کے اس کے شہر پر قبضہ کر لیا یوں انقرہ کے علاوہ، وہ اپنے بھائیوں کے تمام علاقوں کا اکیلا حکمران بن گیا۔

انقرہ ایک مضبوط قلعہ تھا (اس لئے وہاں دیر لگی) چنانچہ اس نے اسے فتح کرنے کے لئے فوج جمع کی، تین دن تک اس کا محاصرہ کئے رہا اور پھر کسی شخص کو بھیجا جس نے چھپ چھپا کر انقرہ کے حاکم (محی الدین کو جو کہ اس کا بھائی تھا) کو قتل کر دیا اس طرح اس نے ۶۰۱ھ میں انقرہ فتح کر لیا اور اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

رکن الدین کی موت:......۶۰۱ھ کے ماہ ذوالقعدہ میں رکن الدین سلیمان کا انتقال ہو گیا اس کے بعد اس کا بیٹا قلیج ارسلان سوم حکمران بنا مگر اس کی حکومت زیادہ نہیں چل سکی، رکن الدین دور اندیش حکمران تھا دشمنوں کے لئے سخت گیر رویہ رکھتا تھا البتہ فلسفیانہ خیالات کی طرف مائل تھا۔

غیاث الدین کسنجر:......جب رکن الدین سلیمان نے غیاث الدین کسنجر سے قونیہ کا علاقہ چھین لیا تو حلب چلا گیا تھا جہاں الظاہر غازی بن صلاح الدین حاکم تھا مگر اس نے اسے لفٹ نہیں کرائی چنانچہ وہ قسطنطنیہ چلا گیا جہاں شاہ روم نے اس کا استقبال کیا، اور وہاں کے مذہبی رہنما (بشپ) نے اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا، اس پادری کا قسطنطنیہ کے نواح میں ایک قلعہ بند گاؤں تھا چنانچہ جب انگریز فوجیں ۶۰۰ھ میں قسطنطنیہ پر قابض ہوئیں تو غیاث نے اپنے سسر کے قلعے میں پناہ لی۔

غیاث الدین کا قونیہ پر قبضہ:......غیاث الدین کو اسی سال اپنے بھائی کے مرنے کی اطلاع ملی اور ساتھ ہی قونیہ کے بعض امراء کا یہ پیغام بھی ملا کہ قونیہ آ کر حکومت لے لیں چنانچہ وہاں پہنچ گیا پہلے تو اہل شہر محصور ہو گئے مگر بعد میں شہر سے باہر نکل آئے اور لڑ کر غیاث الدین کو شکست دیدی چنانچہ وہ وہاں سے بھاگ کر کہیں قلعہ بند ہو گیا۔

اس کے بعد اقصرا کے باشندے اس کے حامی بن گئے اور اپنے حاکم کو شہر سے نکال دیا جب قونیہ کے باشندوں کو اس کی خبر پہنچی تو انھوں نے قلیج ارسلان سوم کے خلاف بغاوت کر کے اسے گرفتار کر لیا اور غیاث الدین کو بلوا کر اپنا حکمران بنا لیا اور قلیج کو اس کے حوالے کر دیا۔

غیاث الدین کا قتل:......اس کا دوسرا بھائی معز الدین قیصر شاہ اپنے سسر العادل ابو بکر بن ایوب کے پاس چلا گیا تھا جب رکن الدین نے اس سے ملطیہ چھینا تھا تو اس نے اپنے سسر سے فوجی مدد مانگی تھی اس نے اسے "رہا" جانے کا حکم دیدیا۔

اس دوران غیاث الدین بڑا طاقتور حکمران بن گیا چنانچہ شیمشاط کا حکمران علی بن یوسف اور خرت برت کا حکمران نظام الدین بن ارسلان اس کے پاس آتے جاتے رہتے اور اس کی طاقت بڑھتی ہی رہی۔ پھر ۶۰۷ھ میں قسطنطنیہ کے حکمران اشکر نے اسے قتل کر دیا۔

کیکاؤس کی جانشینی: ...... جب غیاث کسنجر قتل ہو گیا تو اس کا بیٹا کیکاؤس اس کا جانشین بنا عوام نے اس کو "الغالب باللہ" کا لقب دیا ارزن روم کے حکمران طغرک شاہ بن قلیج ارسلان نے اس کے مقابلے میں اپنی حکومت کا دعویٰ کر دیا، وہ اس کا چچا تھا چنانچہ طغرک شاہ اپنے بھتیجے سے جنگ کرنے روانہ ہوا اور سیواس میں اس کا محاصرہ کر لیا، اس دوران کیکاؤس کے بھائی کیقباد نے انقرہ پر قبضہ کر لیا۔

چنانچہ کیکاؤس نے دمشق کے حاکم الملک العادل سے فریاد کی، اس پر اس نے اس کی امداد کے لئے فوج بھیجی مگر فوج کے پہنچنے سے پہلے ہی طغرک، سیواس سے روانہ ہو گیا تھا، لہٰذا کیکاؤس پہلے انقرہ گیا اور اسے اپنے بھائی کیقباد کے قبضے سے چھڑایا اور اسے گرفتار کر لیا مگر اس کے حکام کو قتل کرا دیا، پھر اپنے چچا طغرک سے جنگ کرنے ارزن روم گیا اور ۶۱۰ھ میں اسے شکست دے کر اس کو قتل کر دیا اور اس کے ملک پر قبضہ کر لیا۔

حلب پر قبضے کی تیاری: ...... حلب کا حاکم ظاہر بن صلاح الدین تھا اس کے زمانے میں حلب کا ایک شخص بھاگ کر کیکاؤس کے پاس آ گیا اس نے اسے حلب پر قبضہ کے لئے تیار کر لیا کیونکہ اسے فتح کرنا بہت آسان ہے اور اس کے بعد وہ دیگر علاقوں پر بھی قبضہ کر سکتا ہے۔

پھر ظاہر کا انتقال ہو گیا اور اس کا کم عمر بیٹا اس کا جانشین بنا تو کیکاؤس نے حلب پر قبضہ کرنے کا پکا ارادہ کر لیا، چنانچہ اس نے افضل بن صلاح الدین ابن شیمشاط کو اپنے ساتھ لیجانے کے لئے بلوایا اور اس سے یہ معاہدہ کیا کہ مساجد میں خطبوں میں کیکاؤس کا نام لیا جائے گا اور حلب اور اس کے نواح کے علاقوں پر افضل کی حکومت ہو گی مگر جب اشرف بن العادل کے قبضے سے حران، الرہا، اور الجزیرہ، اور دوسرے شہر چھین لئے جائیں گے تو ان کی حکمرانی پر کیکاؤس کا حق ہو گا۔

کیکاؤس کے حملے: ...... معاہدہ ہونے کے بعد ۶۱۵ھ میں مشترکہ فوج لے کر روانہ ہوا، چنانچہ پہلے انھوں نے قلعہ رعبان فتح کر لیا اور معاہدے کی رو سے اس کا اقتدار افضل کو ملا پھر تل ناشر پر قبضہ کیا تو اسے کیکاؤس نے اپنے قبضے میں رکھا، جس سے افضل کو شبہ ہو گیا، اس کے بعد ظاہر نے اشرف بن عادل سے خط و کتابت کر کے فوجی مدد مانگی اور وعدہ کیا کہ اس کا نام خطبوں میں پڑھا جائے گا اور سکہ پر اس کا نام ڈھلوایا جائے گا۔ چنانچہ اشرف بن عادل اس کی مدد کے لئے روانہ ہوا اور اس کے ساتھ عرب قبیلہ طے کی فوج بھی تھی۔

رعبان اور تل ناشر پر کیکاؤس کی شکست: ...... اشرف العادل نے حلب کے باہر میدان میں پڑاؤ ڈالا، اس دوران افضل اور کیکاؤس بلغ چلے گئے تھے اس لئے ان کے ہراول دستوں نے ابن الظاہر کے ہراول دستوں سے مقابلہ کیا، کیکاؤس کا لشکر شکست کھا کر اس کے پاس پہنچا تو وہ بھی بھاگ گیا پھر اشرف عادل، رعبان اور تل ناشر کے قلعوں کی جانب بڑھا وہاں کیکاؤس کی فوج موجود تھی اس نے اسے شکست دیکر حلب کے حکمران کے حوالے کر دیا جس نے آگ میں جلا دیا پھر اس نے یہ دونوں قلعے شہاب الدین ابن ظاہر کے حوالے کر دیا اس دوران اسے یہ اطلاع ملی کہ اس کے والد الملک العادل کا انتقال ہو گیا ہے اس لئے اس نے رومی علاقوں کی طرف پیش قدمی کا ارادہ منسوخ کر دیا۔

کیکاؤس کی وفات: ...... اشرف العادل سے جنگ کے بعد کیکاؤس کا ارادہ اشرف کے علاقے الجزیرہ پر حملہ کرنے کا بن گیا اس نے اربل اور آمد کے حکمرانوں سے معاہدہ کر لیا تھا اس لئے یہ دونوں کیکاؤس کے نام کا خطبہ پڑھوا رہے تھے، کیکاؤس ملطیہ کی جانب روانہ ہوا تا کہ اشرف کو دھوکہ دے اور وہ موصل کی حفاظت کی طرف توجہ نہ کرے اور اربل کا حکمران اس پر قبضہ کر لے مگر وہ خود راستے میں بیمار ہو گیا اور واپس اپنے وطن چلا گیا جہاں ۶۱۶ھ میں انتقال کر گیا۔

کیقباد کی جانشینی: ...... کیکاؤس کے تمام بچے کم عمر تھے، اس لئے اس کی فوج نے اس کے بھائی کیقباد کو جیل سے رہا کر کے وہاں کا حکمران بنا دیا، یاد رہے کہ انقرہ کی فتح کے بعد کیکاؤس نے اسے جیل میں ڈال دیا تھا۔

ایک اور قول کے مطابق کیکاؤس نے خود اسے جیل سے نکال کر اپنا ولی عہد بنا لیا تھا، کیقباد کا حکمران بننے کے بعد اس کے چچا (ارزن روم کے حاکم) نے اس کی مخالفت کی لہٰذا اس نے اشرف العادل سے صلح کر لی۔

اشرف کی مدد کے لئے روانگی: ...... الجزیرہ کے حکمران اشرف اور دمشق کے حکمران معظم کی آپس میں ناچاقی ہو گئی تھی، ادھر جلال الدین خوارزمی

جو تاتاریوں سے جنگ کے بعد ہندوستان بھاگ گیا تھا واپس آ گیا اور آذربائجان پر قبضہ کرلیا اس کے ذریعے دمشق کے حکمران معظم کی طاقت میں اضافہ ہو گیا ادھر شاہ مسعود (آمد کے حکمران) نے جو بنوارتق کے خاندان سے تھا، ان دونوں کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

چنانچہ اشرف نے کیقباد کو پیغام دیا کہ وہ شاہ مسعود کے خلاف اس کی مدد کرے اس زمانے میں اشرف نے ماردین کا محاصرہ کر رکھا تھا لہٰذا کیقباد نے پیش قدمی کی اور ملطیہ میں پڑاؤ کر دیا، پھر وہاں سے آمد کی طرف فوجی دستے بھیجے جنھوں نے وہاں کے چند قلعوں پر قبضہ کرلیا۔

اشرف سے صلح کا خاتمہ:......اس کے بعد شاہ مسعود نے اشرف سے صلح کر لی، چنانچہ اشرف نے کیقباد کو لکھا کہ وہ مقبوضہ علاقے واپس کر دے مگر اس نے انکار کر دیا، لہٰذا اشرف نے شاہ مسعود کے بیٹوں کی مدد کے لئے اپنی فوجیں بھیج دیں اس وقت کیقباد نے قلعہ ''الکختا'' ❶ کا محاصرہ کر رکھا تھا، مگر پھر بھی اس نے اتحادی فوجوں کا مقابلہ کیا اور نہ صرف انھیں شکست دی بلکہ خوب قتل عام کیا اور پھر اس جنگ کے بعد وہ ''الکختا'' کی طرف بڑھا اور اسے فتح کرلیا۔

''ارزنکان'' کی فتح:......بنواحدب کے قدیم شاہی خاندان کا ایک فرد بہرام شاہ ''ارزنکان'' کا حکمران تھا ساٹھ سال اس کی حکومت رہی اور قلیج ارسلان اس کے بیٹوں کا مطیع رہا تھا، بہرام شاہ کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا علاؤالدین داؤد شاہ حکمران بنا، ۶۲۵ھ میں کیقباد نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ فوج لے کر اور اس کے ساتھ مل کر کسی جنگی مہم میں شریک ہو، چنانچہ داؤد شاہ فوج لے کر وہاں پہنچا تو کیقباد نے اسے گرفتار کرلیا اور اس کے شہر ارزنکان پر قبضہ کرلیا، مگر اس کے قلعے کماخ کے حکمران نے ہتھیار نہیں ڈالے، چنانچہ کیقباد نے داؤد شاہ کو ڈرا دھمکا کر اس کے نام ایک فرمان لکھوالیا فرمان دیکھ کر اس نے قلعہ کیقباد کے حوالے کر دیا۔

ارزن روم کی طرف پیش قدمی:......اس کے بعد کیقباد نے ارزن روم کا رخ کیا وہاں کا حکمران طغرک شاہ بن قلیج ارسلان تھا طغرک شاہ نے اشرف کی اطاعت کا اعلان کر دیا اور خلاط میں اس کے نائب حسام الدین علی سے فوجی مدد مانگی چنانچہ وہ فوج لے کر آ گیا، چنانچہ جب کیقباد کو اس کا پتہ چلا تو اس نے ان کا مقابلہ نہیں کیا اور واپس ارزنکان سے اپنے ملک آ گیا۔

انگریزوں پر فتح:......جب یہ اپنے ملک پہنچا تو پتہ چلا کہ انگریزوں نے اس کا ایک قلعہ ''صنوبا'' ❷ پر قبضہ کرلیا ہے۔ یہ قلعہ بحر خزر کے کنارے واقع تھا لہٰذا اس نے خشکی اور سمندری دونوں راستوں سے اس کا محاصرہ کرلیا اور آخر کار اسے انگریزوں سے واپس چھین لیا۔

جلال الدین سے جنگ اور صلح:......کیقباد کے چچازاد بھائی (اور ارزن روم کے حکمران) نے جلال الدین خوارزمی کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کے ساتھ مل کر خلاط کا محاصرہ کیا جہاں اشرف کا آزاد کردہ غلام ایبک حکمران تھا، جلال الدین نے وہاں قبضہ کر کے ایبک کو قتل کر دیا، کیقباد اس واقعہ کے بعد ان دونوں سے ڈر گیا چنانچہ اس نے الملک الکامل سے مدد مانگ لی الملک الکامل نے اپنے بھائی اشرف کو دمشق سے اس کی مدد کے لئے مقرر کیا چنانچہ اس نے الجزیرہ اور شام کی فوجیں جمع کیں اور کیقباد کے پاس پہنچ گیا سیواس میں اس سے ملاقات ہوئی اور پھر دونوں پچیس ہزار افراد پر مشتمل لشکر لے کر خلاط روانہ ہو گئے۔

چنانچہ ارزنکان کے نواح میں جلال الدین خوارزمی سے ان کا مقابلہ ہوا، جلال الدین ان کا عظیم لشکر دیکھ کر ڈر گیا اور شکست کھا کر خلاط گیا اور وہاں سے آذربائیجان چلا گیا، اور انھوں نے خولی میں قیام کیا۔ اس کے بعد اشرف خلاط کی جانب بڑھا مگر دیکھا کہ جلال الدین اسے تباہ وبرباد کر کے جا چکا ہے لہٰذا سب اپنے اپنے علاقوں میں واپس آ گئے اور پھر ایک دوسرے کے قاصد آنے جانے لگے چنانچہ صلح ہو گئی۔

اشرف سے اختلاف:......علاؤالدین کیقباد نے روم کے مشرقی علاقے میں اپنی سلطنت وسیع کر لی تھی اور خلاط پر بھی قبضہ کرلیا تھا یہ اس جنگ کے بعد ہوا جب اس نے اشرف کے ساتھ مل کر جلال الدین سے خلاط پر جنگ کی تھی۔ اس پر اشرف نے اس کی مخالفت اور اس کا مقابلہ کرنے کے

---

❶...... اصل نسخے میں الکختا لکھا ہے جو کہ غلط ہے، دیکھئے کامل ابن اثیر صفحہ ۴۵۹، جلد ۱۲۔ ❷......کامل ابن اثیر میں اس کا نام صنوب لکھا ہے۔

لئے اپنے بھائی الکامل سے امداد مانگی چنانچہ وہ مصر سے ۶۳۱ھ میں فوج لے روانہ ہوا۔ اس فوج میں اس کے خاندان کے تمام حکام بھی شامل تھے۔

اشرف اور کامل سے جھڑپیں:.....الملک الکامل رومی سرحد کے قریب دریائے اردن کے قریب پہنچ گیا اس کے ہراول دستے کا کمانڈر ''حماۃ'' تھا اور اسی کے خاندان سے تھا، چنانچہ کیقباد سے جنگ ہوئی اور اسے کیقباد نے شکست دے کر خرت برت میں محصور کر دیا جو کہ بنوارتق کے قبضے میں تھا، پھر ۶۳۳ھ میں کامل اپنی فوج لے کر واپس مصر چلا گیا کیقباد ان کا تعاقب کر رہا تھا۔

پھر اس نے ''الرہا'' اور حران پر حملہ کر کے انھیں کامل کے نائب سے چھین کر ان پر قبضہ کر لیا اور اپنے حکام متعین کر دئے مگر ۶۳۳ھ میں کامل نے اس سے دوبارہ چھین لئے۔

غیاث الدین کیخسرو بن علاؤالدین کیقباد:.....۶۳۴ھ میں علاؤالدین کیقباد کی وفات ہوگئی اور اس کے بعد اس کا بیٹا غیاث الدین کیخسرو تخت نشین ہوا اس کے زمانے میں بھی سلجوقی سلطنت کا اسلامی ممالک میں زوال ہوا۔ خوارزم کی شاہی حکومت بھی زوال پذیر ہوئی، اسی دور میں ماوراء النہر سے تاتاری نکلے اور ان کے حاکم چنگیز خان نے بہت سے اسلامی علاقے فتح کر لئے اور اسی نے خوارزم شاہ کی سلطنت کا خاتمہ کیا، خوارزم کے آخری تاجدار جلال الدین نے ہندوستان میں پناہ لی اور وہاں سے واپس آ کر آذربائیجان اور عراق عجم پر قبضہ کر لیا، کیخسرو کے دور میں ایوبی خاندان شام اور آرمینیہ کے علاقوں کا حکمران تھا۔

تاتاری فتنہ اور کیخسرو:.....تاتاری فوج تمام اسلامی علاقوں میں پھیل گئی اور فتنہ وفساد مچانے لگی جہاں موقع ملتا وہاں کے علاقے پر قابض ہو جاتی اس طرح ان کی سلطنت بھی وسیع ہوگئی۔

تاتاری فوج کا ایک گروپ ۶۴۱ھ میں روم کے مشرقی علاقے میں پہنچ گیا اس وقت غیاث الدین کیخسرو نے ایوبی اور دیگر ترک حکمرانوں سے جو اس کے پڑوس میں تھے، مدد مانگی، چنانچہ ہر طرف سے فوجی امداد آ گئی اور وہ سب تاتاریوں سے جنگ کے لئے روانہ ہو گئے۔

تاتاریوں سے شکست:.....قشمیر زنجان کے مقام پر اس کی فوج کے اگلے حصے کی تاتاریوں سے مڈبھیڑ ہوگئی مگر اسے شکست ہوگئی اور وہ کیخسرو کے پاس پہنچ گئے پھر اسے بھی شکست ہوگئی اور یہ اپنے اہل وعیال اور مال ودولت کو لے کر میدان جنگ سے دور ایک ایسے شہر کی جانب بھاگا جو ایک مہینے کی مسافت پر تھا۔ ادھر تاتاریوں نے اس کے دیہاتوں کو خوب لوٹا اور روم کے تمام مشرقی علاقوں میں پھیل گئے اور لوٹ مار کرتے رہے چنانچہ انھوں نے خلاط اور آمد کو فتح کر لیا۔

تاتاریوں سے صلح:.....غیاث الدین کیخسرو اپنے شہر میں قلعہ بند ہوگیا اور پھر ان سے پناہ کی درخواست کر دی اور ان کی اطاعت قبول کر لی اس کے بعد تاتاریوں سے اس کے تعلقات خوش گوار ہو گئے مگر پھر بھی تاتاریوں نے قیساریہ پر قبضہ کر لیا۔

کیخسرو کی وفات اور کیقباد ثانی:.....پھر غیاث الدین اس جنگ سے واپسی کے وقت انتقال کر گیا اس کا انتقال ۶۵۴ھ میں ہوا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا ولی عہد اور بڑا بیٹا کیقباد ثانی قونیہ کی سلطنت کا حکمران بنا، اس کے دوسرے بیٹے عزالدین کیکاؤس اور رکن الدین قلیج ارسلان تھے، کیقباد ثانی نے اپنے ان بھائیوں کو بھی سلطنت میں شریک رکھا اور خطبوں میں ان کا نام بھی پڑھوایا۔

مغل سلطنت:.....اسی زمانے میں چنگیز خان کی وفات ہوئی تاتاریوں کا دارالحکومت قراقرم میں تھا، چنگیز خان کے بعد اس کا بیٹا تلوخان حکمران بنا اسے ''خان اعظم'' کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا وجہ یہ تھی کہ اسے اپنے خاندان کے تمام بادشاہوں اور سارے شمالی علاقوں اور عراق میں بالادستی حاصل تھی۔

پھر تلوخان مر گیا اور پھر اس کا بیٹا منگوخان تخت نشین ہوا، اس نے اپنے بھائی ہلاکوخان کو عراق اور اسماعیلیوں کے علاقے فتح کرنے کے لئے فوج دے کر ۶۵۰ھ روانہ کیا، چنانچہ اس نے عراق عرب، عراق عجم اور بغداد فتح کر لئے۔

مسلم رومی علاقوں پر قبضہ:..... منگو خان نے ۶۵۴ھ میں ایک مغل سردار ''بیکو'' کو لشکر دے کر مسلم رومی علاقے کی جانب روانہ کیا چنانچہ وہ ''ارزن روم'' پہنچا، وہاں کا حکمران سلطان علاؤالدین کیقباد کا آزاد کردہ غلام ''سنان الدین یاقوت'' تھا، ''بیکو'' (تاتاری کمانڈر) نے دو مہینے تک شہر کا محاصرہ کئے رکھا اور قلعہ شکن منجنیق وہاں نصب کرادیں پھر اس نے زبردستی اسے فتح کر لیا اور حکمران یاقوت کو گرفتار کر لیا، اس کے بعد مسلم فوجیوں کو قتل کرادیا صرف وہاں پر دکانداروں اور کاریگروں کو زندہ چھوڑا۔

اس کے بعد دوسرے رومی شہروں کی طرف روانہ ہوا، اور قیساریہ اور وہاں سے ایک مہینے کی مسافت تک واقع سارے علاقوں پر قبضہ کر لیا اس کے بعد اپنے علاقہ کی طرف واپس چلا گیا، پھر ۶۵۵ھ میں واپس آیا اور پہلے سے زیادہ علاقوں پر قبضہ کر کے انھیں تباہ و برباد کر دیا۔

کیقباد ثانی کی قراقرم روانگی:..... چونکہ تاتاری فوج نے علاؤالدین کیقباد ثانی کے علاقے میں بہت تباہی مچا رکھی تھی اس لئے کیقباد ثانی نے یہ سوچا کہ وہ خان اعظم منگو خان کے دربار میں حاضر ہو کر اس کی اطاعت قبول کرنے کا اعلان کر دے اور اس سے درخواست کرے کہ وہ بیکو اور اس کے لشکر کو اس کے علاقے میں آنے سے روکے، چنانچہ وہ قونیہ سے ۶۵۵ھ میں اپنے والد کے آزاد کردہ غلام اور وفادار مشیر سیف الدین طرنطائی کے ساتھ (قراقرم) روانہ ہو گیا اور اس کے ساتھ نذرانے کا بہت سامال اور بے شمار تحائف بھی تھے۔

کیکاؤس ثانی:..... اس کی روانگی کے بعد اس کا بھائی عزالدین کیکاؤس ثانی باغی ہو گیا اور اس نے کیقباد کے جانے کے بعد اس نے اپنے بھائی قلیج ارسلان کو گرفتار کر کے قونیہ میں قید کر دیا اور سلطنت پر قابض ہو گیا، پھر اس نے سیف الدین طرنطائی کو پیغام بھیجا کہ وہ ان تحائف کو روک لیں جو ساتھ لے کر گئے ہیں اور کیقباد ثانی کو واپس بھیج دیں، کیونکہ یہ تحائف میں خود خان اعظم کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔

کیکاؤس کے قاصد کی شرارت:..... شومئی قسمت کیکاؤس ثانی کا قاصد اس وقت وہاں پہنچا، جب کہ وہ لوگ خان اعظم کے ملک میں داخل ہو کر کسی حاکم کے پاس ٹھہر چکے تھے، اس قاصد نے اس تاتاری حاکم کے کان بھر دیئے کہ ان لوگوں کے پاس زہر ہے اور ان کے مقاصد نیک نہیں ہیں، چنانچہ جب اس تاتاری حاکم نے تحقیقات کیں تو ان کے پاس سے کوئی کھانے کی چیز نکلی، اس نے طبیبوں سے معلومات کیں تو طبیبوں نے اسے بے ضرر قرار دیا اس سے حاکم کا شبہ دور ہو گیا اس کے بعد اس حاکم نے ان لوگوں کو خان اعظم کے پاس بھیج دیا۔

کیقباد ثانی کی وفات:..... علاؤالدین کیقباد ثانی راستے میں ہی انتقال کر گیا لہٰذا اس کے امراء اور مشیروں نے اس پر اتفاق کر لیا کہ اس کے بعد سب سے بیٹا ہونے کی وجہ سے اس کے بھائی کیکاؤس ثانی کو حاکم تسلیم کر لیا جائے اور اسی کی طرف سے خان اعظم سے مصالحت کی جائے، لہٰذا خان اعظم نے صلح نامہ لکھا اور انھیں خلعت عطا کی، پھر اس کے سپہ سالار بیکو نے خان اعظم کو لکھا کہ رومی علاقے کے باشندے اس سے جنگ کر رہے ہیں، اسے عبور کرنے سے روک رہے ہیں، لہٰذا اس خط کے بعد خان اعظم نے ان قاصدوں کو بلوایا اور انھیں اس خبر سے مطلع کیا، تو وہ بولے کہ جب ہم ان کے پاس سلطان کا خط لے کر جائیں گے تو وہ مطیع و فرمانبردار ہو جائیں گے۔

سلطنت کی تقسیم:..... اس کے بعد خان اعظم نے قونیہ کی سلطنت کو دونوں بھائیوں یعنی عزالدین کیکاؤس اور اس کے بھائی رکن الدین قلیج ارسلان کے درمیان اس طرح تقسیم کر دیا کہ سیواس سے قسطنطنیہ تک کا مغربی علاقہ عزالدین کیکاؤس کے پاس رہے گا اور سیواس سے ارزن الروم تک کا مشرقی علاقہ ''جو تاتاری سلطنت سے ملا ہوا تھا'' وہ رکن الدین قلیج ارسلان کے قبضے میں رہے گا ان دونوں کو خان اعظم کا مطیع رہنا ہوگا اور وہ منگو خان کے باج گذار ہونگے (اسے ٹیکس دیں گے) جس کا دارالحکومت قراقرم میں ہے۔ شرائط صلح کے بعد قاصدین اپنے وطن میں لوٹ گئے اور اپنے ساتھ علاؤالدین کیقباد ثانی کی لاش بھی لے گئے تاکہ اسے اپنے وطن میں دفن کریں۔

رومی علاقوں پر تاتاریوں کا حملہ:..... اس صلح کے بعد بیکو نے تاتاری لشکر کے ساتھ تیسری مرتبہ رومی علاقوں پر حملہ کیا، عزالدین کیکاؤس نے اس کے مقابلے کے لئے اپنے سپہ سالار ایدغمش ارسلان کی زیر قیادت فوج روانہ کی مگر بیکو نے انھیں شکست دیدی اور ان کے تعاقب میں دارالحکومت

قونیہ تک پہنچ گیا۔ اس کی خبر سن کر عزالدین کیکاؤس سمندر کے ساحلی مقام علایا کی طرف بھاگ گیا، قونیہ پہنچ کر بیکو نے محاصرہ کرلیا یہاں تک کہ شہر والوں نے اپنے خطیب کے ذریعے اس سے پناہ دینے کا پیغام بھیجا، جب خطیب صاحب اس کے پاس پہنچے تو اس نے ان کا خیر مقدم کیا، یہیں بیکو کی بیوی خطیب کے ہاتھ پر اسلام لائی بیکو نے شہر والوں کو پناہ دیدی اور امن وامان بحال کردیا۔

بیکو اور کرد چھاپہ مار:...... ۶۵۵ھ میں بغداد کی طرف روانہ ہوا تو اس نے بیکو اور اس کی ان فوجوں کو جو روی علاقے میں مقیم تھیں، حکم دیا کہ وہ اس کے پاس پہنچ جائیں، بیکو نے معذرت پیش کی کہ اس کے راستے میں نمراسیہ اور یاروقیہ کے علاقوں میں کرد چھاپہ مار رکاوٹ ہیں، لہٰذا ہلاکو خان نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں بھیجیں جنھوں نے انھیں مار کر بھگا دیا، اس کے بعد تاتاری لشکر آذربائیجان پہنچا، یہاں کے باشندے کردوں کے خوف سے بھاگ گئے تھے لہٰذا انھوں نے اس پر قبضہ کرلیا اور یہ فوجیں بیکو کی قیادت میں ہلاکو خان کے پاس پہنچ گئیں، اور اس کے بعد بغداد پر حملے اور اس کی تباہی میں شریک ہوئیں جس کا ذکر خلفاء عباسیہ کے تذکرے میں آچکا ہے اور ہلاکو خان کے حالات میں اس کا تذکرہ آئیگا۔

بیکو کا انجام:......ایک روایت کے مطابق جب ہلاکو خان نے بیکو کو بلولیا تھا وہ اس کے ساتھ غداری کا مرتکب ہو کر فتح بغداد میں شریک نہیں ہوا تھا لہٰذا اس غداری کی پاداش میں ہلاکو خان نے ایک شخص کو اس کے پاس بھیجا جس نے اسے زہر دیدیا اور یہ مر گیا، ہلاکو خان نے اسے خود مختاری اور نافرمانی کا ملزم قرار دیا تھا۔

بغداد کی فتح کے بعد ہلاکو خان ۶۵۸ھ میں شام روانہ ہوا اور حلب کا محاصرہ کرلیا اور عزالدین کیکاؤس، رکن الدین قلیج ارسلان، اور معین الدین سلیمان برنواء کو بلوالیا۔

سلیمان برنواء کا تعارف:......معین الدین سلیمان برنواء کا تعارف یہ ہے کہ اس کا تعلق دیلم سے تھا اس نے علم حاصل کیا اور اس میں مہارت حاصل کی، پھر علاؤالدین کیقباد کے عہد حکومت میں وزیر سعد الدین متوفی کے پاس آیا اور اس سے درخواست کی کہ وہ اس کا وظیفہ جاری کردے، یہ ایک اچھا مقرر اور خطیب تھا اس لئے وزیر کو پسند آگیا اور اس نے اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کردیا، اسی کے بطن سے سلیمان پیدا ہوا جو حکومت کے زیر سایہ پرورش پاتا رہا۔

جب سعد الدین وزیر کا انتقال ہوا تو سلطان علاؤالدین نے مہذب الدین کو وزیر بنایا پھر مہذب الدین کا بھی انتقال ہوگیا، اس دوران اس کے بیٹے کو مہذب الدولہ اور معین الدین کے خطابات دیئے گئے اور وہ مختلف مراتب پر ترقی کرتا رہا حتیٰ کہ جب وہ حاجب کے عہدے پر سرفراز ہوا تو اسے برنواء کے نام سے پکارا جاتا تھا، کیونکہ ترکی زبان میں "برنواء" حاجب کو کہا جاتا تھا، یہ رکن الدین کا مشیر خاص تھا، جب وہ دونوں بھائیوں کے ساتھ ہلاکو خان کے دربار میں حاضر ہوا تو اس کی نگاہوں میں سما گیا اور اس نے رکن الدین سے یہ کہا کہ "تمہارے امور سلطنت میری طرف سے صرف یہی انجام دیتا رہے" چنانچہ اس کے بعد سے اس نے اتنی زیادہ ترقی کی کہ وہ روم کے سارے مشرقی علاقوں کا حاکم بن گیا۔

رکن الدین قلیج ارسلان کا تسلط:......۶۵۹ھ میں کیکاؤس ثانی اور رکن الدین قلیج ارسلان کا آپس میں سخت اختلاف پڑ گیا اور لڑائی ہوئی، لہٰذا رکن الدین سلیمان برنواء کو لے کر ہلاکو خان کے پاس پہنچا تاکہ کیکاؤس کے خلاف فوجی مدد حاصل کرے، لہٰذا ہلاکو خان نے اسے فوجی امداد دی، پہلی مرتبہ جب اس کی اپنے بھائی سے جنگ ہوئی تھی تو کیکاؤس ثانی نے اسے شکست دیدی تھی، مگر جب ہلاکو کی طرف سے مدد ملی تو رکن الدین نے کیکاؤس کو شکست دیدی اور وہ قسطنطنیہ بھاگ گیا، اور رکن الدین اس کے تمام صوبوں پر حکومت کرنے لگا۔

ترکمانوں کے حکمران:......ادھر ترکمان قوم بھی بھاگ کر، سرحدی ساحلی اور پہاڑی علاقوں میں پناہ گزین ہوگئی تھی، انھوں نے ہلاکو خان کو پیغام بھیجا کہ ان کی آبادیوں پر بھی کوئی حکمران بھیجا جائے چنانچہ ہلاکو نے محمد بیگ کو امیر اور علی بیگ کو اس کا مشیر مقرر کردیا، علی بیگ نے محمد بیگ کو ہلاکو کے پاس بلوایا مگر وہ نہ آیا تو اس نے قلیج ارسلان اور ان تاتاری افواج کو جو اس کے ساتھ تھیں، محمد بیگ کے خلاف جنگ کرنے بھیجا چنانچہ جنگ میں محمد بیگ کو شکست ہوگئی، پھر اس نے سلطان رکن الدین سے پناہ مانگی چنانچہ وہ اسے پناہ دیکر قونیہ لایا اور وہاں اسے قتل کردیا، اس کے بعد علی بیگ ترکمانوں کا

امیر مقرر ہوا اور پھر حکومت اس کی اولاد میں موروثی طور پر چلتی رہی مگر تا تاری وہاں کے قریبی علاقوں پر مسلط رہے۔

کیکاؤس قسطنطنیہ میں:...... جب کیکاؤس ثانی شکست کھا کر قسطنطنیہ پہنچا تو وہاں کے حاکم نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اس کے لئے وظیفہ جاری کر دیا، اس کے ساتھ اس کی ننھیال کے بعض رومی امراء بھی تھے ان سب نے مل کر بغاوت کا منصوبہ بنایا اور قسطنطنیہ کے بادشاہ نے عزالدین اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے اسے کسی قلعے میں نظر بند کر دیا۔

کچھ عرصے کے بعد حاکم قسطنطنیہ اور ورشی خان بن چنگیز خان کے خاندان کے ایک حاکم منگوتمر بن بلقان کے درمیان ناچاقی ہوگئی منگوتمر شمالی علاقوں کا حاکم تھا اس نے قسطنطنیہ پر حملہ کر کے خوب تباہی مچائی۔

کیکاؤس کی وفات:...... جنگی حالات دیکھ کر عزالدین کیکاؤس جیل سے بھاگ کر منگوتمر کے پاس پہنچ گیا اور اس کے دارالحکومت ''سرائی'' چلا گیا وہاں ۶۷۷ھ میں انتقال کر گیا، اس کے بعد اس کا بیٹا مسعود اس کا جانشین بنا، منگوتمر خان نے کیکاؤس کی بیوہ سے شادی کرنا چاہی مگر مسعود نے اس رشتے سے انکار کر دیا اور وہاں سے بھاگ کر ہلاکو خان کے بیٹے القاخان کے پاس عراق پہنچ گیا اس نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اسے سیواس ارزن روم اور ارزنکان کے علاقے عطا کر دیئے اور وہ وہاں مقیم ہوگیا۔

قلیج ارسلان کا قتل:...... معین الدین برنواء نے رکن الدین قلیج ارسلان کو اپنے قابو میں کر رکھا تھا اور اس پر قابو حاصل کر لیا تھا، رکن الدین اس کی اس مطلق العنانی سے ناراض تھا، ان دونوں میں کشیدگی بے حد بڑھ گئی، پھر جب برنواء کو یہ اطلاع ملی کہ کیکاؤس ثانی قسطنطنیہ میں نظر بند ہے تو اس نے قلیج ارسلان کے قتل کی سازش مکمل کر لی اور خفیہ طور پر اچانک اسے قتل کر دیا اور اس کے بجائے اس کے نوعمر بیٹے غیاث الدین کیخسر و ثانی کو اپنی نگرانی میں تخت نشین کرا دیا، اس طرح وہ خود تمام ایشیائی رومی علاقے کی سلطنت کا مالک بن بیٹھا اور اس کی حکومت کے تمام حکام ٹھیک ہو گئے۔

تا تاریوں کی ملک ظاہر سے جنگ:...... ہلاکو خان نے ۶۵۸ھ میں شام پر بار بار حملے کئے اس کا بیٹا القاخان بھی حملے کرتا رہا، شام اور مصر کا حکمران الملک الظاہر اس کی فوجوں کا مقابلہ کرتا رہا، اور اکثر ان کے شہروں میں گھس جاتا تھا، چنانچہ ۶۷۵ھ میں وہ رومی علاقوں میں داخل ہوگیا، وہاں کا تا تاری حکمران ''طنا'' نامی تھا، لہٰذا شاہ ظاہر کے مقابلے کے لئے ہلاکو خان کے بیٹے باقاخان نے دو تا تاری کمانڈروں کے ساتھ فوجیں بھیجیں ان کے نام ''کداون'' اور ''زتو'' تھے، شاہ ظاہر کے ہراول دستے کا سردار سقر الاسقر تھا۔

تا تاریوں کی شکست:...... چنانچہ ''کوکصو'' کے مقام پر تا تاری فوجوں سے جنگ ہوئی اس جنگ میں تا تاریوں کو شکست ہوگئی، شاہ ظاہر نے ان کا تعاقب کیا اور ابلیش کے مقام پر دوبارہ جنگ ہوئی اور تا تاریوں کو دوبارہ شکست ہوئی، شاہ ظاہر قیساریہ کے مقام پر ان کا قتل عام کرتا رہا اور گرفتاریاں بھی کرتا رہا اس کے بعد اس نے قیساریہ فتح کر لیا، اور وہاں وہ برنواء کی آمد کا انتظار کرتا رہا، کیونکہ اس نے خفیہ طور پر شاہ ظاہر کو دعوت جنگ دی تھی اور اسے تا تاریوں کے علاقے پر حملہ کرنے پر تیار کر لیا تھا۔

برنواء کی سلطنت کا خاتمہ:...... جب مغلوں (تا تاریوں) کے حاکم ''اباقاخان'' کو اطلاع ملی تو وہ بڑا لشکر لے کر قیساریہ پہنچ گیا، اس وقت تک شاہ ظاہر اپنے ملک واپس چلا گیا تھا اباقاخان نے وہاں اپنی قوم کے فوجیوں کی لاشوں سے میدان بھرا دیکھا اس وقت اس کو برنواء کی سازش کا اندازہ ہوگیا کیونکہ اس نے وہاں رومی علاقے کے کسی باشندوں کی لاش نہیں دیکھی اس پر اسے بہت غصہ آیا اور وہ برنواء کو گرفتار کر کے لے گیا اور اس کے سارے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

تا تاری شہزادے کا بھائی کے ہاتھوں قتل:...... ہلاکو خان کا ایک بیٹا قنطغر طاس ایشیائی روم میں اس کے بادشاہ غیاث الدین کیخسر و کے ساتھ رہتا تھا اور وہاں اباقاخان کے دور سے وہاں کی مغل افواج کا سربراہ تھا، جب اباقاخان کے بعد ہلاکو کا دوسرا بیٹا احمد نکودار حاکم بنا تو اس نے اپنے بھائی قنطغر طاس کو بلوایا مگر اس نے وہاں آنے میں پس وپیش کیا، کیونکہ اسے اپنی جان کا اندیشہ تھا، مگر غیاث الدین نے اسے تیار کیا کہ وہ اپنے بھائی کے حکم

کی تعمیل کرے چنانچہ وہ خود بھی اس کے ساتھ وہاں گیا، جب وہ وہاں پہنچا تو نکودار نے اپنے بھائی قنطغر طاس کو قتل کردیا۔

سلطنت قونیہ کا خاتمہ:......اس کے قتل کے بعد تاتایوں نے غیاث الدین پر الزام لگادیا کہ اسے نکودار کے خیالات کا علم ہونے کے باوجود وہ قنطغر طاس کو وہاں لایا تھا، چنانچہ جب نکودار کے بعد ارغوان بن اباقاخان بادشاہ بنا تو اس نے غیاث الدین کیخسر وکو ایشیائی روم (یعنی موجودہ ترکی) کے علاقے سے معزول کردیا اور اسے ارزنکان میں غیاث الدین کیخسر و کے چچازاد بھائی مسعود بن کیکاؤس کو رومی علاقے کا حاکم ۷۱۸ھ میں بنایا مگر اس کی سلطنت بہت جلد زوال پذیر ہوگئی اور قونیہ کی سلطنت پر مغلوں اور تاتاریوں کا قبضہ ہوگیا، مگر ان کی حکومت بھی ناکام ہوگئی اسے بھی زوال کا سامنا کرنا پڑا، البتہ سیواس میں مرداش بن جومان کے غلام ''ارشا'' کے بیٹوں کی حکومت تھوڑے عرصے تک قائم رہی اس کے بعد یہ پورا علاقہ ترکمانوں کے قبضہ میں آگیا اور وہ اس کے حکمران بن گئے۔

قونیہ کے حکمرانوں کا شجرہ:......غیاث الدین کیخسر و بن قلیج ارسلان بن غیاث الدین کیخسر و بن کیقباد بن غیاث الدین کیخسر و بن قلیج ارسلان بن مسعود بن قلیج ارسلان بن سلیمان بن قطلمش بن اسرائیل بن سلجوق

خلاط اور آرمینیہ کے سلجوقی بادشاہ

سکمان قطبی:......آذربائیجان کے علاقے مزید پر اسماعیل بن یاقوتی بن داؤد کی حکومت تھی، اس کا لقب قطب الدولہ تھا، اس کا ایک ترکی آزاد کردہ غلام بڑا بہادر اور اپنے احکام میں انصاف پسند شخص تھا، اس کا نام سکمان اور سقمان مشہور ہے اسی طرح قطب الدولہ کی نسبت سے سکمان القطبی بھی مشہور ہے۔

میافارقین پر قبضہ:......خلاط اور آرمینیہ کے علاقے بنو بکر کے حاکم خاندان بنومروان کے ماتحت تھے انھوں نے اپنی حکومت کے آخری دور میں رعایا پر بہت ظلم وستم شروع کردیا تھا اور شہر کے باشندے ان سے ناراض ہوگئے تھے اس لئے انھوں سکمان کو خط لکھ کر بلوایا کہ وہ ان کا حاکم بن جائے، چنانچہ ۵۰۲ھ میں وہ فوج لے کر آیا اور میافارقین کا محاصرہ کرلیا آخر وہاں کے لوگوں نے پناہ کی درخواست کردی اور یہ شہر میں داخل ہوکر قابض ہوگیا۔

انگریزوں سے جہاد:......اس کے بعد سلطان محمد شاہ بن ملک شاہ نے موصل کے حاکم مودود بن زید بن صدقہ کو حکم دیا کہ وہ انگریز فوجوں سے لڑکر ان سے اسلامی علاقے چھین لے، اس نے سرحد کے حاکموں کو اس کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے کا حکم دیا، چنانچہ ہمدان کا حکمران برسق اور مراغہ کا حکمران احمد بنک، اربل کا حکمران ابوالہیجاء، ماردین کا حکمران ابوالغازی اور دیار بکر کا حکمران سقمان قطبی بھی اس کے ساتھ جہاد پر روانہ ہوئے انھوں نے دشمن کے بہت سے قلعے فتح کرلئے اور پھر ''رہا'' کا محاصرہ کیا مگر وہ فتح نہ ہوا اور تل ناشر پر بھی ناکام ہوگئے۔

سقمان کی وفات:......اس دوران حلب کے حکمران رضوان بن تتش نے انھیں بلوایا، جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو اس نے ملاقات سے انکار کردیا، اتنے میں سقمان قطبی بیمار ہوکر وہاں سے لوٹ پڑا مگر راستے میں ''بابس'' نامی جگہ پر اس کا انتقال ہوگیا، اور دوسرے ملکوں کی فوجیں بھی الگ الگ ہوگئیں، اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ظہیر الدین ابراہیم اس کا جانشین بنا، وہ بھی اپنے باپ کے طریقے پر چلتا رہا اور پھر ۵۲۱ھ میں اس کا انتقال ہوگیا، اس کے بعد اس کا بھائی احمد بن سکمان دس مہینے تک حکمران رہا۔

شاہ ارمن کی حکومت:......پھر احمد بن سکمان کا بھی انتقال ہوگیا تو ارکان سلطنت نے اس کے بھتیجے شاہ ارمن سکمان بن ابراہیم بن سکمان کو خلاط اور آرمینیہ کا حکمران بنادیا، جو کہ ایک نوعمر لڑکا تھا، اس پر اس کی دادی (ابراہیم کی والدہ) حاوی اور غالب تھی، اس کی دادی نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کرلیا تو ارکان سلطنت نے اس کی دادی کو قتل کردیا اس کے بعد شاہ ارمن سکمان بن ابراہیم ۵۲۸ھ میں خود مختار حکمران بن گیا۔

کرج قوم سے جنگ:......شاہ ارمن کی کرج قوم سے بہت جنگیں ہوئیں کیونکہ اس سے پہلے وہ ۵۰۶ھ میں اران کے علاقے کے شہر ''انی''

میں غارت مچا چکے تھے چنانچہ وہ ان کے مقابلے پر لشکر لے کر پہنچا تو انھوں نے اسے شکست دیدی اور اس کا بڑا نقصان کیا۔

اس کی بیوی ارزن روم کے حکمران طلیق بن علی کی بہن تھی، طلیق بن علی کے ساتھ بھی کرج قوم کی جنگ ہوئی جس میں طلیق کو شکست ہوئی اور خود گرفتار ہو گیا مگر شاہ ارمن نے کرج حاکم کے پاس فدیہ بھیج کر طلیق کو چھڑا لیا اور اسے اس کے ملک ارزن روم بھیج دیا۔

صلاح الدین ایوبی اور شاہ ارمن:..... اس کے بعد صلاح الدین ایوبی مصر و شام کا حکمران بن گیا اور اس کی سلطنت وسیع ہو گئی، مظفر الدین کوکبری نے اسے خط لکھ کر الجزیرہ فتح کرنے پر تیار کر لیا اور پچاس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا۔

چنانچہ صلاح الدین ایوبی فوج لے کر سنجار پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا یہ علاقہ موصل کے راستوں کو ملاتا تھا، اس وقت موصل کا حاکم عزالدین مودود زنگی تھا، اس نے خلاط کے حکمران شاہ ارمن سے فوجی مدد مانگی،

چنانچہ اس نے اپنے آزاد کردہ غلام مکتمر کو صلاح الدین کے پاس جنگ نہ کرنے کی سفارش کرنے کے لئے بھیجا، مگر یہ صلاح الدین کے پاس اس وقت پہنچا جب وہ سنجار کا محاصرہ کر چکا تھا اس لئے اس نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا لہٰذا مکتمر وہاں سے ناراض ہو کر واپس آ گیا،

شاہ ارمن کی روانگی:..... اس کے بعد شاہ ارمن خود صلاح الدین ایوبی سے جنگ کے لئے روانہ ہوا، اس نے قطب الدین، نجم الدین کو حاکم ماردین کے پاس بھیجا جو کہ اس کا بھتیجا اور عزالدین کا ماموں زاد بھائی تھا، اس کے ساتھ دولت شاہ بن طغرک شاہ بھی حاضر ہوا وہ ۵۷۸ھ میں اس وقت روانہ ہوا جب کہ صلاح الدین نے ''سنجار'' فتح کر لیا تھا اور فوجیں ادھر ادھر ہو گئی تھیں۔

جب اسے ان کے روانہ ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے حماۃ سے تقی الدین کو بلوایا وہ بہت جلد وہاں پہنچا اور راس عین کی طرف روانہ ہوا مگر اس وقت ان کی فوجیں منتشر ہو چکی تھیں، اس لئے صلاح الدین ماردین کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کے علاقے کو تباہ کر کے لوٹ آیا۔

حران پر قبضہ:..... اس سال کے آخر میں صلاح الدین ایوبی موصل کی طرف روانہ ہوا اور الجزیرہ سے گذرتا ہوا حران پہنچ گیا، وہاں اس کی ملاقات مظفر الدین کوکبری بن زین الدین سے ہوئی اس نے پچاس ہزار دینار دینے کا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا نہیں کیا، اس لئے صلاح الدین نے اس سے حران اور ''الرہا'' کے علاقے چھین لئے اور اسے کچھ عرصے بعد رہا کر دیا کیونکہ وعدے کے مطابق عمل ہو گیا تھا پھر اس کے علاقے بھی اسے دے کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔

سنجر شاہ کا اعلان وفاداری:..... اس کے بعد قلعہ اور دارا کی فوجیں بھی صلاح الدین کے پاس آ گئیں، سنجر شاہ نے جو کہ الجزیرہ کا حاکم اور عزالدین مودود کا بھتیجا تھا بھی اپنے چچا کو چھوڑ کر صلاح الدین سے وفاداری کا اعلان کر دیا اور اس کے ساتھ موصل روانہ ہوا۔ جب صلاح الدین ''بلد'' شہر کے نزدیک پہنچا تو عزالدین نے اپنے چچا کے بیٹے نورالدین محمود اور اپنے ارکان سلطنت کے ایک گروپ کو اس سے صلح کی بات چیت کرنے کے لئے بھیجا۔ صلاح الدین نے اس وفد کی بہت عزت کی اور اپنے ارکان سلطنت سے صلح کی بابت مشورہ کیا، ہکاریہ کے سردار علی بن مشطوب نے صلح نہ کرنے کا مشورہ دیا۔

صلح نہ کرنے پر ندامت:..... اس کے مشورے پر صلاح الدین نے مصالحتی وفد کو واپس کر دیا اور صلح کرنے سے معذرت کر لی اس کے بعد جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا اور موصل سے دو فرسخ پہلے پڑاؤ کر دیا، اہل موصل نے سخت مقابلہ کر کے خود کو ناقابل تسخیر ثابت کر دیا۔ اس پر صلاح الدین کو ندامت ہوئی کہ اس نے صلح کی پیشکش قبول کیوں نہیں کی؟ اور اس سلسلے میں اس نے علی بن احمد مشطوب اور اس کے ساتھیوں کو مورد الزام ٹھہرا دیا۔ قاضی الفاضل البیسانی نے اسے مصر سے خط لکھا اور اسے اس الزام سے بری قرار دے دیا۔

قلعہ الجزیرہ کا محاصرہ:..... اس کے بعد زین الدین یوسف حاکم اربل اور اس کا بھائی مظفر الدین کوکبری وہاں آئے تو صلاح الدین نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی اور انہیں مشرقی سمت کی فوجوں کے ساتھ ٹھہرایا پھر اس نے علی بن احمد مشطوب کو ہکاریہ ❶ قوم کے قلعہ الجزیرہ کے محاصرے کے لئے

---

❶ ..... ہکاریہ: کردوں کی ایک شاخ ہے (ثناء اللہ محمود)

بھیجا چنانچہ اس نے محاصرہ کر لیا، کرد اس کے مقابلے پر آئے مگر اس نے قلعے کا محاصرہ برقرار رکھا، پھر صلاح الدین ایوبی بھی وہاں پہنچ گیا اور محاصرے میں کچھ عرصے تک شریک رہا۔

ادھر عزالدین کو اطلاع ملی کہ اس کا نائب قلعہ دار صلاح الدین سے خط و کتابت کر رہا ہے تو اس نے اسے روک دیا۔ وہ مجاہد الدین کی رائے پر چل رہا تھا۔ پھر اس نے اس پر صلح کی ذمہ داری لگادی جسے اس نے اپنی بھرپور کوشش سے پورا کر دیا اور پھر صلاح الدین میافارقین پہنچ گیا۔

خلاط میں مکتمر کی حکمرانی:......خلاط کا حکمران شاہ ارض سکمان بن ابراہیم کا ۵۷۶ھ میں انتقال ہوگیا اس کے باپ کا آزاد کردہ غلام مکتمر میافارقین میں تھا، لہٰذا وہ جلد اپنے ساتھ دوسرے ارکان سلطنت کو لے کر دارالحکومت پہنچا اور سکمان خاندان کے تخت پر قابض ہوگیا۔ اس نے اسدالدین برتقش کو میافارقین کا حکمران بنادیا جو کہ شاہ ارمن کا غلام تھا۔ آذربائیجان اور ہمدان کے حکمران بہلوان بن ایلدکز نے اپنی بیٹی کا نکاح شاہ ارمن سے اس لالچ میں کیا تھا کہ وہ خود خلاط پر قبضہ کرنا چاہتا تھا، چنانچہ جب شاہ ارمن کی وفات ہوئی تو وہ لشکر لے کر وہاں پہنچ گیا خلاط والوں نے صلاح الدین سے خط و کتابت کر کے اس کو بلوا کر اپنے دفاع کی بھرپور کوشش کی چنانچہ صلاح الدین لشکر لے کر روانہ ہوگیا۔

صلاح الدین کی آمد:......صلاح الدین کے لشکر کے اگلے حصے کا سالار ناصر الدین محمد بن شیر کوہ اور مظفر الدین بن زین الدین وغیرہ تھے۔ ان لوگوں نے خلاط کے قریب پڑاؤ کیا اور دونوں فوجوں کے قاصدوں کی آمد و رفت شروع ہوگئی اور اہل خلاط ان دونوں سے دفاع کرتے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ صلاح الدین کو یہ خبر ملی تھی کہ یہاں کا حاکم قطب الدین مر گیا ہے اور برتقش نے اس کے کم سن بیٹے کو تخت نشین کر دیا ہے مگر حقیقت میں خود مختار حاکم برتقش ہی ہے اس لئے صلاح الدین نے وہاں پہنچ کر محاصرہ کر لیا آخر کار وہاں کی فوجوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور صلاح الدین نے وہاں مکتمر کو حاکم مقرر کر دیا۔ مکتمر نے کافی عرصے تک حکومت کی مگر اس کی صلاح الدین سے جنگیں ہوتی رہیں۔ پھر جب ۵۸۹ھ میں صلاح الدین کی وفات ہوگئی تو اس نے خوشی کا اظہار کیا اور اپنا نام عبدالعزیز اور لقب سیف الدین رکھ لیا اور اس کے بعد اس کا بھی انتقال ہوگیا۔

مکتمر کی وفات:......مکتمر نے اپنی حکومت کی ابتداء سے ہی شاہ ارمن کے ایک غلام آقسنقر کو اپنا مقرب خاص مقرر کر لیا تھا اور اس کو ''ہزار دیناری'' کا لقب دے کر اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دے دی تھی اور اسے اپنا نائب بنالیا وہ کچھ عرصے تو اس عہدے پر قائم رہا پھر اس کی مکتمر سے ان بن ہوگئی چنانچہ اس نے موقع کی تلاش شروع کر دی۔ پھر جب صلاح الدین کی وفات ہوئی تو مکتمر میافارقین سے روانہ ہوا اور آقسنقر نے موقع پا کر اسے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ سلطان صلاح الدین کی وفات کے دو ماہ بعد رونما ہوا۔ مکتمر نے کل دس سال حکومت کی۔

مکتمر کے بعد:......اس کے بعد آقسنقر خلاط اور آرمینیہ کا حکمران بن گیا اور مکتمر کی بیوی اور بیٹے کو کسی قلعے میں قید کر دیا، اس کے بعد پانچ سال حکومت کر کے وہ ۵۹۴ھ میں انتقال کر گیا، اس کے بعد قطلغ ارمنی وہاں کا حاکم بنا مگر خلاط کے لوگ اس سے خوش نہ تھے اس لئے محض سات دن بعد ہی انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

محمد بن مکتمر کی حکومت:......پھر لوگوں نے مکتمر کے بیٹے محمد کو قید سے نکال کر اپنا حکمران بنالیا اور اس کا لقب ''الملک المنصور'' رکھا۔ سلطنت کی نگرانی شاہ ارمن کا ''دوادار'' شجاع الدین قطلغ قفجاقی کرنے لگا اور خود مختاری کے ساتھ ۶۰۳ھ تک حکومت کرتا رہا پھر اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا گیا۔

محمد بن مکتمر کی عشرت پسندی:......محمد بن مکتمر شروع میں نیک خصلت شخص تھا مگر کسی وجہ سے فوج اور عوام اس سے ناراض ہوگئے اس کے علاوہ ''دوادار'' کی معزولی کے بعد وہ کچھ عیش و عشرت میں مشغول ہوگیا اس لئے خلاط کے باشندوں نے فوج کے سربراہ بلبان (شاہ ارمن کے آزاد غلام) کی قیادت میں اس کے خلاف سازش تیار کی اور شاہ ارمن کے بھانجے ارتق بن ابوالغازی بن البی (حاکم ماردین) سے خط و کتابت کر کے حکومت پر قبضہ کرنے کی دعوت دی۔ پھر بلبان نے بغاوت کا اعلان کر دیا اور ملاذ کرد چلا گیا وہاں اس کے پاس فوج جمع ہونے لگی اور یہ ملاذ کرد پر قبضہ کے بعد خلاط روانہ ہوگیا۔

ارتق کی آمد اور واپسی:......اتنے میں ان کی دعوت پر ارتق وہاں آ پہنچا اور خلاط کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ ادھر بلبان نے اسے پیغام بھیجا کہ فوج اور رعایا نے مجھ پر تم سے ساز باز کرنے کا الزام لگایا اس لئے تم واپس چلے جاؤ میں جب شہر پر قبضہ کرلوں گا تو تمہارے حوالے کردوں گا۔ اس نے واپس جانے میں تھوڑا سا تأمل کیا تو اس پر دوبارہ اسے دھمکی دے کر واپس جانے کو کہا لہٰذا وہ ماردین واپس چلا گیا۔ ادھر اشرف موسیٰ بن عادل کو بھی ارتق کے جانے سے لالچ پیدا ہوگئی مگر وہ مزید طاقت حاصل کرنے کے لئے ماردین کی طرف لوٹ گیا اور وہاں چھپ کر رہا اور آہستہ آہستہ پورے دیار بکر کو تباہ کر کے حران لوٹ آیا۔

بلبان کا قبضہ:......ادھر بلبان نے فوج جمع کر کے خلاط کا محاصرہ کرلیا۔ محمد بن ملکتمر اپنی باقی ماندہ فوج لے کر مقابلے پر نکلا۔ اس جنگ میں بلبان کو شکست ہوئی اور وہ اپنے مقبوضہ علاقے ملاذ کرد اور ارمیش وغیرہ کی طرف واپس آ گیا۔ پھر اس نے نئی فوج جمع کی اور دوبارہ خلاط پہنچ کر محاصرہ کرلیا اور شہر والوں کو بہت ستایا مگر اس دوران محمد بن ملکتمر اپنے عیش وعشرت میں مبتلا رہا۔ جب شہر والے محاصرے سے تنگ آ گئے تو انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کردی اور اسے گرفتار کر کے بلبان کے حوالے کردیا اس طرح بلبان نے شہر پر قبضہ کرلیا اور وہاں کا خود مختار حکمران بن گیا اور محمد بن ملکتمر کو ایک قلعہ میں قید کردیا۔

اوحد نجم الدین ایوبی سے جنگ:......اوحد نجم الدین ایوب بن العادل کو اس کے والد نے میافارقین سے خلاط تک کے علاقے کا حکمران بنادیا تھا یہ ۶۰۴ھ میں ہوا۔ اس نے شہر سوس کا محاصرہ کرنے کے بعد اس پر قبضہ کرلیا اور اس کے آس پاس کے علاقے پر بھی قبضہ کرلیا، بلبان اس کے حملوں کو نہیں روک سکا۔ پھر ''اوحد'' خلاط بھی پہنچ گیا یہاں بلبان نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اوحد کو شکست دے دی چنانچہ وہ میافارقین لوٹ گیا۔

اوحد سے دوبارہ جنگ:......شکست کے بعد اوحد نے اپنے والد الملک العادل سے کمک طلب کی اور خود بھی فوجیں اکٹھی کر کے ایک بڑی فوج لے کر خلاط پہنچ گیا۔ یہاں دوبارہ جنگ ہوئی۔ اس بار بلبان کو شکست ہوگئی۔ ایوبی افواج نے اسے شہر میں محصور کردیا۔ اس کے بعد بلبان نے طغرک سے مدد مانگی اور جب اس کی کمک آ گئی تو ان دونوں کے سامنے اوحد کی فوجیں ٹھہر نہ سکیں اور انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

بلبان کا قتل:......اس کے بعد بلبان، طغرک سے ''مراش'' کی طرف روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کرلیا مگر یہاں طغرک نے غداری کر کے اسے قتل کردیا۔ پھر طغرک خلاط کو فتح کرنے وہاں پہنچا مگر خلاط کے باشندوں نے اسے خاک چٹادی۔ پھر وہ ملاذ کرد پہنچا مگر شکست وہاں بھی منتظر تھی اسی طرح ''ارزن'' پر بھی اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

خلاط میں اوحد کی حکومت:......کچھ عرصے بعد خلاط والوں نے اوحد نجم الدین کی اطاعت قبول کرلی اور اس نے سارے ملک پر قبضہ کرلیا پھر اس نے کرج قوم سے بھی جنگ کی، جس کے بدلے میں انہوں نے خلاط اور اس کے گردونواح میں خوب تباہی پھیلائی مگر اوحد خلاط ہی میں مقیم رہا اور اس تباہی کے باوجود وہاں سے نہیں نکلا۔ اس پر قلعہ روم کے ایک فوجی گروپ نے اس کے خلاف بغاوت کردی اور ارجش شہر پر قبضہ کرلیا اور پھر سارے باغی اور فسادی گروپ وہاں جمع ہوگئے۔

یہ حالت دیکھ کر اوحد نجم الدین نے الملک العادل سے فوجی مدد مانگی چنانچہ اس نے اپنے دوسرے بیٹے اشرف موسیٰ کو فوج دے کر بھیجا، جس نے قلعہ روم کا محاصرہ کرلیا اور آخر کار وہاں کے فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس کے بعد اشرف اپنے علاقے حران اور رہا کی جانب لوٹ گیا اور اوحد بھی خلاط چلا گیا۔

خلاط والوں کی بغاوت:......کچھ عرصے کے بعد ملاذ کرد کے حالات معلوم کرنے کے لئے اوحد وہاں گیا تو اہل خلاط نے اس کی فوج کے خلاف بغاوت کردی اور انہیں وہاں سے نکال دیا پھر نجم الدین کے ساتھیوں کو قلعہ میں محصور کر کے شاہ ارمن اور اس کی قوم کی حمایت میں نعرے لگائے۔ اوحد نجم الدین یہ دیکھ کر واپس چلا گیا اور پھر الجزیرہ کی فوج لے کر اس نے خلاط کا محاصرہ کرلیا۔

سلجوقی سلطنت کا خاتمہ:......پھر خلاط والوں میں اختلافات پیدا ہو گئے اس لئے وہ زبردستی وہاں داخل ہو گیا اور خوب قتل عام کیا پھر اس نے شہر کے سرداروں کے ایک گروپ کو میافارقین کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اتنے زیادہ تشدد اور قتل عام کے بعد خلاط والے اس کے مطیع ہو گئے۔ آخر کار اس ''غلام خاندان'' یعنی سقمان کے خاندان کی سلطنت کا نام ونشان مٹ گیا۔ اس سے پہلے اسی خاندان کے حکام مقرر ہوتے اور معزول ہوتے تھے مگر اب سقمان کے خاندان کا خلاط سے خاتمہ ہو گیا اور یہاں ایوبی خاندان کی حکومت قائم ہو گئی۔

خلاط کے حکمرانوں کا شجرہ:......عزالدین بن بلبان مولیٰ آقسنقر شاہ ارض بن ابراہیم محمد بن مکتمر مولی بن سکمان القطبی مولی قطب الدین اسماعیل بن یاقوتی بن داؤد بن میکال۔

صلیبی جنگوں کا تذکرہ:......انگریز (یورپ کے لوگ) ایفات بن کومر بن یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ صقالیہ خزر اور ترک بھی اسی نسل کے ہیں۔ ہروشیوش کا خیال ہے وہ مابین غومر کے زمانے سے ہیں۔ ان کا وطن بحیرۂ روم کے مغرب اور شمال میں ہے۔ جس وقت روم اور ایران کی سلطنتیں طاقتور تھیں یہ لوگ ان کے ماتحت تھے۔ پھر ان ممالک پر زوال طاری ہوا تو یہ انگریز سلطنتیں خودمختار ہو گئیں، الگ الگ سلطنتیں بھی وجود میں آ گئیں۔

مثلاً اندلس میں گاتھ قوم (قوط) کی حکومت قائم ہوئی اس کے بعد جلالقہ کی حکومت بنی۔ قوم جرمن کے لوگ انگلینڈ سے لے کر بحر غربی شمالی یعنی (بحیرۂ اٹلانٹک) تک اور اس کے آس پاس کے ممالک پر حکومت کرنے لگے۔ انہی میں سے فرانس کے حکمران بھی ہیں جو عربی میں افرنج (اور اردو میں انگریز یا فرنگی) کہلاتے ہیں ان کا ملک بحر روم کے مغرب سے لے کر جزیرہ نما اندلس کے اس پہاڑی سلسلے تک پھیلا ہوا ہے جو اندلس کے مشرقی حصے کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور یہ پہاڑی سلسلہ سروت (اور آج کل انگلش میں پیرنیز) کہلاتا ہے۔

سلطنت فرانس:......انگریز ممالک میں (ابن خلدون کے دور میں) فرانس کی سلطنت بہت بڑی اور وسیع ہے۔ رومی سلطنت کے زوال کے وقت سے یہ سلطنت طاقتور اور وسیع ہوتی چلی گئی اور یہ مشرق کی طرف پھیلتی گئی۔ یہاں تک کہ انہوں نے پانچویں صدی کے آخر میں بحیرۂ روم کے جزیروں پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت یہاں کا حکمران ''بردویل'' تھا اس نے صقلیہ یعنی جزیرہ سسلی کی طرف اپنے حکام کو بھیجا۔ چنانچہ انہوں نے یہ جزیرہ مسلمانوں سے ۴۸۰ھ میں چھین لیا۔ اور پھر وہ بحر روم سے آگے افریقہ، شام اور بیت المقدس کو فتح کرنے کے ارادے سے آگے بڑھے اور ان علاقوں کو حاصل کرنے کے لئے محنت کرتے رہے۔

صلیبیوں کی آمد اور اس کی وجوہات:......کہتے ہیں کہ جب مشرق میں سلجوقی حکومت طاقتور ہوئی اور انہوں نے فاطمی سلطنت سے شام کا علاقہ لے لیا اور مصر پر بھی محاصرہ ڈالا تو فاطمی حکمرانوں نے انگریز فوجوں کو اپنی طرف آنے کی دعوت دی اور انہیں یہاں آنے پر ابھارا۔ اس سلسلے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فاطمی حکمران المستنصر نے انگریزوں کے ساتھ سازش کی اور انہیں آنے جانے کی سہولتیں مہیا کیں تاکہ سلجوقیوں کے لئے رکاوٹ بن سکیں۔

انگریزوں کی تیاری:......انگریز حکام اور ان کی فوجوں نے آگے بڑھنے کی تیاری شروع کر دی اور خشکی کے راستے سے قسطنطنیہ آ گئے۔ روم کے بادشاہ نے انہیں اس شرط پر اپنے علاقے سے گزرنے کی اجازت دی کہ وہ ''انطاکیہ'' فتح کے بعد ان کے حوالے کر دیں گے کیونکہ انطاکیہ مسلمانوں نے ان کے غلاموں سے چھین لیا تھا۔ انگریزوں نے یہ شرط تسلیم کر لی اس کے بعد شہنشاہ روم نے اپنی خلیج سے گزرنے کی ساری سہولتیں فراہم کیں اور وہ ۴۹۰ھ میں بے شمار فوجی سامان اور آلات حرب کے ساتھ بڑا لشکر لے کر آ گئے۔

قلیج ارسلان اور انگریزوں کی جنگ:......انگریز قلیج ارسلان کے علاقے میں پہنچ گئے۔ قلیج ارسلان نے ان کا مقابلہ کیا اور ان سے شکست کھا گیا اور فرار ہو گیا۔ انگریز یہاں سے آگے بڑھے اور اس کے علاقے میں خوب ہڑبونگ مچا کر انطاکیہ پہنچ گئے۔ یہاں کا حکمران ایک سلجوقی

امیر باغیسیان تھا انہوں نے شہر کا محاصرہ کرلیا جب محاصرہ سخت ہوگیا تو اس کے حفاظتی فوج کے دستے میں سے کچھ نے غداری کی جس کے باعث انگریزوں سے شہر پر قبضہ کرلیا۔ باغیسیان وہاں سے بھاگا مگر راستے میں قتل ہوگیا اس کا سر انگریز کمانڈر کے سامنے پیش کردیا گیا۔ ان جنگوں میں یورپ کے پانچ حکمران اپنی فوجوں سمیت آئے ہوئے تھے۔(۱) بردویل۔(۲) صنجیل۔(۳) کندفری۔(۴) قمص۔(۵) اسمند۔ اسمند ہی کو انطا کیہ کا حکمران بنادیا گیا (کیونکہ وہ اگلے حصے کی فوج کا کمانڈر تھا)۔

مسلمانوں کی تیاری:......مسلمانوں کو اس سانحے کی اطلاع ہوئی تو وہ ہر طرف سے آکر جمع ہونے لگے اس کے لئے حاکم موصل ''قوام الدولہ'' شام کی فوجوں کو جمع کر کے ان کے ساتھ دمشق روانہ ہوا۔ دمشق میں دقاق بن تتش، اتالیق طغتکین حمص کا حاکم جناح الدولہ، سنجار کا حکمران ارسلان اور سکمان ارتق وغیرہ مسلم حکمران اس جہاد میں شریک ہوئے۔

انگریزوں کا محاصرہ اور جنگ:......پھر یہ سب انطا کیہ روانہ ہوئے اور تیرہ دن تک انگریزوں کا محاصرہ کئے رکھا، جب انگریزوں کا محاصرہ سخت ہوگیا تو وہ بہت گھبراگئے کیونکہ مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور ہر طرف سے آئے ہوئے تھے انہوں نے جان کی امان کے ساتھ نکل جانے کی درخواست کی مگر مسلمان فوج نے ان کی درخواست نامنظور کردی مگر اس کے بعد مسلمان فوج خود انتشار کا شکار ہوگئی۔ فوجوں کے سالار اعلیٰ کربوقا نے مسلمان سپاہی سے بدسلوکی کی، علاوہ ازیں مسلمان فوج کثرت کے باعث کچھ غرور میں بھی مبتلا ہوگئی تھی۔ اس لئے جب انگریز فوجیں دوبارہ مقابلے کے لئے آئیں اور ذرا جم کر مقابلہ کیا تو مسلمان پسپا ہوگئے اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئے انگریز اسے کوئی جنگی چال سمجھ کر ان کے تعاقب میں نہیں گئے لیکن اس لڑائی میں ہزاروں مسلمان سپاہی شہید ہوگئے تھے۔

بیت المقدس پر صلیبی قبضہ:......جب مسلمانوں کو اتنی بُری شکست ہوئی تو انگریزوں کا حوصلہ بڑھ گیا لہٰذا انہوں نے آگے بڑھ کر معرۃ النعمان کا محاصرہ کرلیا، اس کی فصیلوں کے اندر بڑی زبردست جنگ ہوئی حتیٰ کہ شہر کے باشندے بہت گھبراگئے اور فصیلوں کو چھوڑ کر گھروں کے اندر قلعہ بند ہوگئے، لہٰذا انگریز شہر میں داخل ہوگئے اور قبضہ کرلیا۔ پھر شہر میں تین دن تک قتل عام کیا اور پھر وہاں چالیس دن تک ٹھہرے رہے اس کے بعد وہ غزہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ غزہ کا چالیس دن محاصرہ کیا مگر وہ فتح نہ ہوسکا۔ آخر کار وہاں کے حکمران ابن منقذ نے ان سے صلح کرلی۔ پھر یہ لوگ حمص پہنچے اور اس کا محاصرہ کیا یہاں کے حکمران جناح الدولہ نے بھی صلح کرلی پھر انگریز فوج عکا پہنچی مگر اسے فتح نہ کرسکی۔

بیت المقدس کی حکومتیں:......بیت المقدس سلجوقی حکمرانوں نے فتح کیا تھا اور یہ تاج الدولہ تتش کے قبضے میں تھا مگر اس نے ایک ترکمانی امیر سکمان بن ارتق کو اس کی حکومت دے دی تھی۔ پھر جب انطا کیہ کی جنگ ہوئی تو مصر والوں نے بیت المقدس پر قبضہ کرنا چاہا چنانچہ فاطمی حکومت کے سالار اعلیٰ افضل بن بدر جمالی فوج لے کر بیت المقدس روانہ ہوا۔ وہاں ارتق کے دونوں بیٹے سکمان اور ابوالغازی ❶ اور ان کے چچا کا بیٹا سوع اور ان کا بھتیجا یاقوتی موجود تھے، فاطمی لشکر نے شہر کا چالیس دن سے زائد عرصے تک محاصرہ کئے رکھا اور انہوں نے فصیل پر چالیس منجنیقیں لگادی تھیں، بہرحال بعد میں شہریوں کو جان کی امان دے کر ۴۹۱ھ بیت المقدس پر فاطمی قابض ہوگئے۔ فاطمی کمانڈر افضل نے سلجوقی کمانڈروں سے اچھا سلوک کیا اور انہیں دمشق بھجوادیا پھر انہوں نے دریائے فرات عبور کیا، سکمان ''رہا'' اور ابوالغازی عراق چلا گیا۔

انگریزوں کا بیت المقدس پر قبضہ:......ادھر افضل نے افتخار الدولہ کو اپنا نائب بنادیا دوسری طرف انگریزوں کی فوجیں عکا کے محاصرے میں ناکام ہوئیں تو انہوں نے بیت المقدس کا رُخ کیا اور چالیس دن تک شہر کا محاصرہ کئے رکھا۔ شہر کی چاروں طرف سے ناکہ بندی کرلی تھی۔ آخر کار شمالی طرف سے شہر میں اسی سال ماہ شعبان میں داخل ہوگئے۔ شہر پر قبضہ کرکے قتل عام کیا اور لوٹ مار مچادی۔ چنانچہ انگریز فوج ایک ہفتے تک شہر میں رکی رہی۔ کچھ مسلمان محراب داؤد میں پناہ گزیں ہوکر تین دن تک ان سے لڑتے رہے مگر وہ بھی جان کی امان لے کر عسقلان چلے گئے۔

---

❶......بعض نسخوں میں اس کا نام ایلغازی لکھا ہے۔

مسلمان شہداء کی تعداد:......بیت المقدس میں شہید ہونے والے علماء، ائمہ، عابدین اور مسجد اقصیٰ کے مجاورین کی تعداد ستر ہزار سے زائد تھی۔ گنبد صخراء (آج کل جو پیلے رنگ کا گنبد مسجد اقصیٰ کی تصویروں میں نظر آتا ہے) کے قریب چاندی کی چالیس قندیلیں لٹکی ہوئی تھیں ہر قندیل کی قیمت تین ہزار چھ سو ساٹھ درہم تھی اس کا شامی رطل کے اعتبار سے وزن چالیس رطل تھا یہاں ڈیڑھ سو چھوٹی قندیلیں بھی تھیں اس کے علاوہ بے شمار قیمتی سامان تھا جو انگریز لٹیرے لوٹ کر لے گئے تھے۔

بغداد میں مسلمانوں کی فریاد:......مسلمانوں پر ہونے والے ان مظالم کی خوفناک روداد قاضی ابوسعید ہروی نے وہاں پہنچائی تو وہاں قصر خلافت میں کہرام سا برپا ہو گیا۔ اس کے بعد خلیفہ نے یہ حکم جاری کیا کہ علماء اور معزز امراء کا ایک گروپ سلطان برکیاروق کے پاس جا کر اسے اسلام اور مسلمانوں کی حمایت پر تیار کرے اس وفد میں مندرجہ ذیل علماء اور معزز حضرات بھی شامل تھے۔ علامہ قاضی ابو محمد دامغانی، امام ابوبکر شاشی، ابوالوفاء بن عقیل وغیرہ۔ چنانچہ یہ لوگ حلوان روانہ ہو گئے۔

انگریزوں کی کامیابیاں:......اس دوران انہیں سلجوقی سلطنت کے اختلافات اور انتشار کی اطلاع اور محمد بن ملک الپ ارسلان کے قتل کی خبریں پہنچیں لہٰذا یہ اُلٹے پاؤں واپس آ گئے۔ اس دوران انگریز صلیبی مسلمان شہروں پر غالب آتے گئے اور ''کندفری'' نامی ایک حاکم کو بیت المقدس کا حکمران مقرر کر دیا۔

مصری فوج اور صلیبیوں کی جنگ:......بیت المقدس پر صلیبی قبضے کی اطلاع مصر پہنچی تو مصری سالار اعلیٰ افضل نے فوجیں جمع کیں اور عسقلان پہنچ گیا۔ اس نے انگریزوں کو دھمکی بھی دی۔ مگر انگریز صلیبیوں نے اس کی دھمکی کے جواب میں تیزی سے پیش قدمی کر کے اس کی بے خبری میں عسقلان میں اس کو گھیر لیا۔ افضل جنگ کے لئے تیار نہ تھا چنانچہ اسے شکست ہو گئی اور صلیبیوں نے خوب قتل عام کیا اور مسلمانوں کے دیہات لوٹ لئے۔ افضل عسقلان میں محصور ہو گیا اور اس کی شکست خوردہ افواج بھی تتر بتر ہو گئیں۔ اس کے بعد افضل مصر چلا گیا مگر انگریزوں نے وہاں بھی اس کا تعاقب کیا حتیٰ کہ اہل مصر نے انہیں بیس ہزار دینار سالانہ دینے کا وعدہ کیا تو وہ بیت المقدس واپس چلے گئے۔

کمشتکین ابن دانشمند:......کمشتکین ابن دانشمند ایک ترکمانی امیر تھا، وہ پہلے ''طایلوا'' کے لقب سے مشہور تھا۔ دانشمند معلم کے معنی میں مستعمل تھا اس کا والد ترکمانوں کا معلم تھا اس لئے وہ دانشمند مشہور تھا۔ ابن دانشمند مختلف عہدوں پر فائز ہوتا رہا حتیٰ کہ اسے سیواس وغیرہ کا حکمران بنا دیا گیا۔ ملطیہ کے حکمران کی اس سے دشمنی تھی، اس نے انطاکیہ کے حکمران اسمند سے اس کے خلاف کمک مانگی تو وہ پانچ ہزار کا لشکر لے کر مدد کے لئے آیا۔ جب ابن دانشمند اس کے مقابلے کے لئے پہنچا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا پھر انگریز انکوریہ کے قلعے کی طرف گئے اور اس پر قبضہ کر کے وہاں موجود مسلمانوں کو شہید کر دیا۔

ابن دانشمند کے ہاتھوں انگریزوں کی شکست:......اس کے بعد انگریزوں نے اسماعیل بن دانشمند کا محاصرہ کر لیا تو کمشتکین اطلاع پا کر ان سے جنگ کرنے آیا اور انگریزوں کو بُری طرح شکست دے کر تین لاکھ انگریز مار ڈالے۔ پھر یہ ملطیہ کی جانب روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر حکمران کو گرفتار کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ ملطیہ کے حکمران کی مدد کے لئے ''اسمند'' انطاکیہ سے انگریز فوج لے کر آیا۔ ابن دانشمند نے بڑی بہادری سے اس کا مقابلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے اس کے ہاتھوں بے شمار فتوحات نصیب ہوئیں پھر اسمند بڑی مشکل سے اس کی قید سے نکل کر اپنے صلیبیوں کے پاس پہنچ گیا۔ پھر اس نے قیس عواصم اور اس کے مضافات کے باشندوں کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ وہ اس کی حکومت قبول کر لیں، مسلمان پہلے تو تذبذب میں پڑے مگر پھر ایک معاہدے کے بعد انہوں نے اس کی حکومت تسلیم کر لی۔

قلعہ جبلہ:......جبلہ کا قلعہ طرابلس میں واقع تھا جسے رومی فتح کر چکے تھے اور مسلمانوں کے لئے وہاں کے حکمران کے بیٹے منصور کو حکمران مقرر کر دیا تھا وہی ان کے مقدمات نمٹاتا تھا۔

جب مسلمانوں کا اس علاقے پر قبضہ ہوا تو قلعہ جبلہ کی حکومت جمال الملک ابوالحسن علی بن عمار کے ہاتھ میں آئی جو کہ خواہ مخواہ طرابلس کا حاکم بن بیٹھا تھا اس نے منصور کو ہی حکمران کے طور پر برقرار رکھا اور اس کے انتقال کے بعد ابومحمد عبداللہ اس کا قائم مقام بنا جب اس نے خوشی کا اظہار کیا تو ابن عمار کو شک ہو گیا اور اسی نے اسے گرفتار کرنے کی کوشش کی تو اس نے جبلہ میں بغاوت کر دی اور خلافتِ عباسیہ کا خطبہ پڑھنے لگا۔

قلعہ جبلہ کا محاصرہ: ...... ابومحمد کی بغاوت کے بعد ابن عمار نے اس کے خلاف دقاق بن تتش سے فوجی مدد مانگی چنانچہ وہ فوج لے کر آ گیا اس کے ساتھ اتالیق طغرکین بھی تھا مگر اس نے ان سب کے حملے ناکام کر دیئے تو وہ واپس لوٹ گئے۔ ان کے بعد انگریز آ پہنچے اور انہوں نے قلعے کا محاصرہ کر لیا مگر وہ بھی ناکام ہو گئے۔

اس دوران یہ افواہ پھیل گئی کہ سلطان برکیاروق شام پہنچ گیا یہ سن کر وہ چلے گئے مگر پھر دوبارہ آ گئے اس بارے میں یہ ظاہر کیا گیا کہ مصری فوج ابو محمد کی مدد کے لئے آ رہی ہے یہ سن کر وہ دوبارہ واپس چلے گئے۔

غدار عیسائیوں کا قتل: ...... انگریز تیسری مرتبہ پھر آ گئے اس مرتبہ وہاں کے عیسائی باشندوں نے انگریزوں کو فصیل کے کسی سوراخ سے اندر داخل کرنے کا سوچا لہٰذا انہوں نے اس کام کے لئے تین سو منتخب افراد کو وہاں بھیجا۔ ابومحمد یہ سن کر فصیل پر جا کر بیٹھ گیا اور انہیں رسی سے اوپر کھینچ کر قتل کرتا رہا حتیٰ کہ سب مارے گئے اور انگریز فوج پھر بھاگ گئی مگر پھر واپس آ گئی اس مرتبہ ابومحمد نے انہیں باقاعدہ لڑ کر شکست دے دی اور ان کے حاکم کیرانیطل کو گرفتار کر لیا چنانچہ فدیہ میں کافی بڑی رقم دے کر جان چھڑا کر چلا گیا۔

ابن صلیحہ کی روانگی: ...... جب انگریزوں نے محاصرہ سخت کر دیا تو منصور بن صلیحہ نے دمشق کے حاکم طغرکین کو پیغام بھجوایا۔ ادھر ابن عمار نے بھی اسے سلطان دقاق بن تتش کے ذریعے پیغام بھیجا کہ وہ خود کو ان کے حوالے کر دے اور تین ہزار دینار جرمانہ دے مگر اس نے ایسا نہیں کیا، چنانچہ ابن صلیحہ بغداد کی طرف روانہ ہو گیا اور اس نے یہ وعدہ کیا کہ وہ انبار سے اس کا سامان آنے کے بعد ایسا کرے گا مگر وزیر نے کسی آدمی کے ذریعے اس کے سامان پر قبضہ کر لیا، سامان میں بے شمار کپڑے، عمامے اور دیگر ساز و سامان برآمد ہوا چنانچہ وہ ان سب پر قابض ہو گیا۔

ابن عمار کی کامیابی: ...... جب تاج الملک نے جبلہ پر قبضہ کیا تو اس نے رعایا کے ساتھ بہت بدسلوکی کی، لہٰذا ان لوگوں نے طرابلس کے حاکم فخر الملک ابوعلی بن عمار سے خط و کتابت کی اور اسے حکومت کرنے کی دعوت دی، چنانچہ اس نے اپنا لشکر بھیجا اس لشکر نے تاج الملک کو گرفتار کر لیا۔ پھر ابن عمار کے نام پر قلعہ جبلہ پر قبضہ کر لیا، اس کے بعد انہوں نے تاج الملک کو ابن عمار کی خدمت میں پیش کر دیا اس نے تاج الملک سے اچھا سلوک کیا اور اسے دمشق اس کے باپ کے پاس بھیج کر یہ عذر پیش کیا کہ مجھے انگریزوں کے حملے کا خوف تھا اس لئے ایسا کرنا پڑا۔

صلیبی لشکر کا القدس پر حملہ: ...... انگریز حاکم کندفری ۴۹۴ھ میں بیت المقدس کے محاصرے کے لئے روانہ ہوا مگر اسے دشمن کا ایک تیر لگا جس سے وہ مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی بغدوین پانچ سو افراد لے کر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا دقاق حاکم دمشق اور جناح الدولہ حاکم حمص نے انگریزوں کا مقابلہ کر کے انہیں شکست سے دوچار کر دیا اور ان کا خاتمہ کیا پھر شہر والوں نے اپنے بڑے امیر وحاکم کے ذریعے ان کی اطاعت قبول کر لی۔

سروج اور قیساریہ پر قبضہ: ...... ادھر سروج کے حکمران سقمان بن ارتق نے ترکمانی لشکر اکٹھا کیا اور ''رہا'' کی جانب روانہ ہوا، راستہ میں اس کا مقابلہ انگریز فوجوں سے ہوا اور انہوں نے اس کو ربیع الاول ۴۹۴ھ میں شکست دے دی۔ اس کے بعد صلیبی لشکر سروج کی جانب روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا اور خوب قتل و غارت کی۔ اس کے بعد عکا کے قریب قلعہ کیفا پر قبضہ کیا اور ارسوف پر بھی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا، اس کے بعد رجب کے مہینے میں قیساریہ پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیا اور اسے خوب تباہ و برباد کر دیا۔

صنجیل صلیبی اور طرابلس: ...... جو انگریز حکمران شام آ گئے تھے ان میں ایک ''صنجیل'' بھی تھا، اس نے طرابلس کا محاصرہ کیا چنانچہ اس سے مقابلہ کرنے ایشیائی روم سے قلیج ارسلان آیا اور صنجیل کو شکست دے کر بھگا دیا، طرابلس کے حاکم فخر الدولہ ابن عمار نے حمص میں موجود جناح الدولہ کے

نائب کو دقاق بن تتش کے پاس پیغام دے کر بھیجا کہ وہ اس بارے میں کوئی کارروائی عمل میں لائے، چنانچہ تاج الدولہ تتش بنفس نفیس خود آ گیا ادھر دقاق کی طرف سے بھی فوجی مدد آ پہنچی یہ سب طرابلس کے قریب جمع ہو گئے۔ ادھر صنجیل نے اپنی ہاری ہوئی فوج کو ان کے مقابلے پر الگ الگ کر کے بھیجا مگر ان سب کو شکست ہوئی۔ پھر اس نے خود طرابلس پر چڑھائی کی اور سخت محاصرہ کیا ادھر پہاڑی لوگوں اور عیسائیوں نے بھی اس کی خوب مدد کی چنانچہ شہر والوں نے اسے مال و دولت اور گھوڑے دے کر صلح کر لی۔

طرطوس پر قبضہ:......اس کے بعد صنجیل نے طرابلس کے زیر کنٹرول علاقے طرطوس کی جانب پیش قدمی کی اور اسے فتح کر لیا اور قلعہ طوماز تک کا علاقہ تباہ و برباد کر دیا۔ وہاں اس کا مقابلہ ابن العریض سے ہوا مگر اس نے صنجیل کو شکست دے کر ایک ایسے صلیبی کمانڈر کو گرفتار کر لیا جس کے پاس دس ہزار دینار اور ایک ہزار قیدی تھے۔ یہ واقعہ ۴۹۵ھ کا ہے۔

جناح الدولہ کا خاتمہ:......اس کے بعد صنجیل کردوں کے قلعے کی طرف روانہ ہوا پیچھے سے جناح الدولہ اسے روکنے چلا مگر ایک مسجد میں ایک باطنی شخص نے اسے قتل کر دیا، کہا جاتا ہے کہ اس کا قتل رضوان بن تتش نے اس کے ذریعے کروایا تھا۔ اس کے بعد صنجیل حمص پہنچا اور اس کا محاصرہ کر کے اس کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیا، پھر ''رہا'' کے حاکم قمص نے اسی سال کے اندر ''عکا'' پر بھی قبضہ کر لیا۔

قمص کی شکست:......یہ خبر سن کر ساحلی علاقوں کے مسلمان جمع ہوئے اور قمص کو شکست دے کر اس کے اس تمام ساز و سامان اور منجنیقوں کو جلا دیا جو جنگ کے لئے کھڑی کی گئی تھیں۔ اس کے بعد قمص، سروت کی جانب چلا اور اس کا محاصرہ بھی کیا مگر ناکام رہا۔

بردویل کا فرار:......اس دوران مصر کی فوج اپنے ساحلی علاقوں کی حفاظت کے لئے عسقلان پہنچیں تو بیت المقدس کا انگریز حاکم بردویل ان سے مقابلے کے لئے روانہ ہوا مگر مسلمانوں نے اسے شکست دے کر رملہ کی طرف فرار ہونے پر مجبور کر دیا، پھر مسلمانوں نے اس کا تعاقب کر کے اسے گھیر لیا چنانچہ وہ بڑی مشکل سے جان بچا کر یافا کی طرف بھاگ گیا اور باقی صلیبی فوج کو یا تو گرفتار کر لیا گیا ورنہ قتل کر دیا گیا۔

مصری فوج سے جنگ:......جب صلیبی افواج کی طاقت شام میں بڑھ گئی تو انہوں نے مصر پر حملے کا پروگرام بنالیا، یہ سن کر مصری افواج کے سپہ سالار افضل نے اُن سے جنگ کے لئے اپنے باپ کے آزاد کردہ غلام سعد الدولہ قواسی ❶ کو ۴۹۶ھ میں فوج دے کر بھیجا۔ دوسری طرف بیت المقدس کے ایک اور حاکم بغدوین نے بھی جنگی تیاری کر لی۔ اور پھر صلیبی افواج کی مسلمانوں سے رملہ اور یافا کے درمیان شدید جنگ ہوئی جس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور ان کا کمانڈر سعد الدولہ گھوڑے سے گر کر شہید ہو گیا اور انگریزوں نے دیہاتی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

شرف المعالی کی آمد اور فتح:......اس شکست کے بعد افضل نے اپنے بیٹے شرف المعالی کو انگریزوں کے مقابلے کے لئے بھیجا، چنانچہ اس نے رملہ کے قریب بازور نامی جگہ پر انگریزوں کو بُری طرح شکست دی، مگر بہت سے صلیبی کمانڈر بھاگ کر قریبی قلعے میں پناہ گزین ہو گئے۔ شرف المعالی نے پندرہ دن اس قلعہ کا محاصرہ کرنے کے بعد اسے فتح کر لیا اور چار سو انگریزوں کو قتل اور تین سو کو گرفتار کر لیا۔ ❷

بغدوین کی ناکام کوشش:......ادھر صلیبی سردار بغدوین بھاگ کر یافا اور یافا سے بیت المقدس پہنچا، جہاں بے شمار صلیبی بیت المقدس کی زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے اس نے انہیں جنگ کے لئے تیار کیا اور یہ سب جنگ کے لئے عسقلان پہنچ گئے، جہاں شرف المعالی تھا مگر اس کوشش میں انہیں سخت ناکامی ہوئی۔

تاج العجم اور ابن قادوس کی آمد:......پھر شرف المعالی نے اپنے باپ افضل سے مزید کمک طلب کی چنانچہ افضل نے اپنے والد کے آزاد کردہ غلام تاج العجم بڑی فوج اور قاضی ابن قادوس کو بحری بیڑہ دے کر (یافا کے محاصرے کے لئے) بھیجا چنانچہ جب بحری بیڑہ یافا پہنچا تو اس نے تاج العجم کو حکم دیا کہ وہ اپنی فوجیں لے کر آ جائے مگر اس نے انکار کر دیا چنانچہ افضل نے اسے گرفتار کرنے کے لئے سپاہی بھیجے اور مصری افواج اور عسقلان کے

❶......یہ طواشی سے معروف تھا۔ ❷......مقتولوں اور قیدیوں کی تعداد کامل ابن اثیر صفحہ ۳۶۴ جلد ۱۰ سے لے کر لکھی گئی ہے۔

دفاع کے لئے جمال الملک کو حاکم بنا کر بھیج دیا۔

انگریزوں کے مفتوحہ علاقے:......۴۹۶ھ کے اختتام تک انگریز عسقلان کو فتح نہیں کر سکے تھے البتہ بیت المقدس پر بدستور ان کا قبضہ تھا اور شام کے کچھ علاقے ان کے کنٹرول میں تھے جن کی تفصیل یہ ہے، یافا، ارسوف، قیساریہ، حیفہ، طبریہ، اردن، لاذقیہ اور انطاکیہ۔ ان کے علاوہ رہا اور سروج پر بھی ان کا ہی کنٹرول تھا۔

صنجیل نے فخر الملک ابن عمار کے زیر کنٹرول طرابلس کا محاصرہ کر رکھا تھا کیونکہ وہ اپنا بحری بیڑہ ہر طرف سے انگریزوں پر حملے کے لئے بھیجا کرتا تھا۔

انگریزوں کی مزید فتوحات:......۴۹۷ھ شروع ہوتے ہی ''رہا'' میں موجود انگریز فوج نے رقہ اور قلعہ جعفر پر حملہ کر کے اس کے آس پاس کے علاقوں کا صفایا کر دیا، اس کا حکمران سالم بن مالک بن بدران بن مقلد تھا جسے سلطان ملک شاہ نے ۴۷۹ھ میں اس کا حاکم مقرر کیا تھا۔

۴۹۷ھ میں ہی صلیبی ممالک سے بہت سے بحری کشتیاں شام کے ساحل پر لنگر انداز ہوئیں جن میں بہت سے انگریز سوداگر اور سیاح سوار تھے صنجیل نے ان سے طرابلس کے محاصرے میں مدد مانگی چنانچہ یہ لوگ محاصرے میں شامل ہوئے مگر جب ناکام ہوئے تو جبیل کی طرف بھاگ گئے اور وہاں کے باشندوں کو جان کی امان دے کر اس پر قبضہ کر لیا مگر ان انگریزوں نے (جو نئے آئے تھے) معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے وہاں کے باسیوں کا خوب قتل عام کیا۔

عکا پر قبضہ:......اس کے بعد بیت المقدس کے حاکم بغدوین نے ان نئے آنے والے صلیبیوں کو عکا کے محاصرے کے لئے کمک کے طور پر بلوایا لہٰذا وہ اس محاصرے میں شریک ہوئے اور اس شہر کا خشکی اور بحری دونوں راستوں سے محاصرہ کر لیا وہاں مصر کے سپہ سالار افضل کی جانب سے موجود مصری کمانڈر نے ان کا مقابلہ کیا مگر ناکام ہو کر دمشق کی طرف بھاگ گیا چنانچہ انگریز فوج نے ''عکا'' پر قبضہ کر لیا، اور وہاں خوب تباہی پھیلائی۔

مسلمانوں کے اختلافات:......جب انگریز فوجیں شام کے کچھ حصے پر قابض ہو گئیں تو اس وقت بھی مسلمان حکمران آپس میں ہی لڑ رہے تھے حتیٰ کہ انگریزوں نے وہاں قدم جما لئے۔ اس زمانے میں حران اور حمص کے علاقے ملک شاہ کے غلام ''قراجا'' کے زیر کنٹرول تھے۔ ادھر موصل میں چکرمش اور قلعہ کیفا کا حکمران سقمان بن ارتق تھا۔ اچانک حران میں بغاوت ہوئی اور ترکوں کے ایک غلام جاولی نے قراجا کو قتل کر دیا۔

متحدہ مجلس عمل کا قیام:......اس بغاوت کے بعد انگریزوں نے حران پر قبضے کے لئے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت حاکم موصل اور سقمان بن ارتق میں خانہ جنگی چل رہی تھی تاہم حران کے دفاع کے لئے انہوں نے آپس کے اختلافات دفن کر کے ''متحدہ مجلس عمل'' قائم کر لی اور ایک معاہدے کے تحت انگریزوں کے خلاف جدوجہد پر متحد ہو گئے۔

متحدہ مجلس عمل کا جہاد اور صلیبی فوج کی شکست:......اس وقت سقمان بن ارتق کے پاس سات ہزار ترکمانی سپاہی اور چکرمش کے پاس تین ہزار کی تعداد میں ترک، کرد اور عرب سپاہی تھے ان دونوں کی متحدہ افواج کے مقابلے پر حران سے صلیبی فوج ان کے قریب پہنچ گئی۔ جب فریقین میں جنگ شروع ہوئی تو مسلمان فوجیں ان سے دور رہ کر دوبارہ پلٹ کر ان پر حملہ آور ہوئیں اور ان کا صفایا کر دیا اور ان کے مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔

بھگوڑے انگریزوں کا قتل عام:......انطاکیہ کا انگریز حکمران اسمند اور ساحلی علاقوں کا حکمران پہاڑ کے پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے کمین گاہ میں چھپے ہوئے تھے جس کی خبر مسلمانوں کو نہیں تھی چنانچہ انگریزوں کی شکست دیکھ کر صبح کو یہ لوگ بھاگ نکلے جب مسلمانوں کو اطلاع ملی تو انہوں نے ان بھگوڑے صلیبیوں کا تعاقب کر کے انہیں جہنم واصل کر دیا۔

بردویل کی گرفتاری:......اس جنگ میں ''رہا'' کا حاکم قمص بردویل گرفتار ہو گیا اسے سقمان کے لشکر کے ایک سپاہی نے گرفتار کیا تھا چکرمش کے ساتھیوں کو یہ بات ناگوار گذری کہ ترکمانی فوجی نے اسے گرفتار کیا اور مال غنیمت حاصل کیا۔ چنانچہ انہوں نے موصل کے حاکم چکرمش پر دباؤ

ڈالا کہ وہ "قمص"، صلیبی کو سقمان سے لے لے چنانچہ چکرمش نے اس انگریز حاکم کو اپنی حراست میں لے لیا۔ اس پر ترکمانی فوج ناراض ہوگئی اور انہوں نے اس پر جنگ تک کرنے کا فیصلہ کرلیا مگر سقمان نے مسلمانوں میں باہمی اختلاف کے خطرے کی وجہ سے انہیں روکے رکھا اور پھر انہیں لے کر وہاں سے چلا گیا۔

عیسائی قلعوں پر سقمان کا قبضہ:...... سقمان واپسی میں جس عیسائی قلعے کے پاس سے گزرا وہ لوگ یہ سمجھ کر باہر نکل آئے کہ ان کے انگریز بھائی فاتح بن کر لوٹ رہے ہیں، چنانچہ سقمان ان پر حملہ کر کے قلعوں پر قبضہ کرتا رہا۔ ادھر چکرمش نے حران پہنچ کر قبضہ کرلیا اور اپنا حاکم بھی مقرر کیا پھر وہ "رہا" گیا اور اس کا محاصرہ کرلیا چند دنوں کے بعد موصل واپس آ گیا۔ بعد میں جاولی نے انگریز حکمران "قمص بردویل" کو پینتیس ہزار دینار نقد اور ایک سو ساٹھ مسلمان قیدیوں کے بدلے رہا کیا۔

رضوان کو شکست:......اس کے بعد انطاکیہ کا انگریز حکمران سکری حلب کے حکمران رضوان بن تتش کے ایک قلعے دریام کی جانب روانہ ہوا جب وہاں کے باشندوں نے اپنا برا حال دیکھا تو رضوان سے فوجی مدد مانگی، رضوان مدد کے لئے روانہ ہوگیا اور دوسری طرف انگریز فوج بھی اس سے لڑنے کے لئے روانہ ہوگئیں پہلے تو انگریزوں نے رضوان سے صلح کی درخواست کی مگر ایک سلجوقی سردار "اسپہد صباؤ" نے جو اپنے آقا ایاز کے قتل کے بعد سے اس کے پاس تھا، اسے صلح کرنے سے منع کر دیا، لہٰذا جنگ شروع ہوگئی اور ابتداً انگریزوں کو شکست ہوئی مگر انہوں نے دوبارہ بڑی بہادری سے پلٹ کر حملہ کیا اور مسلمانوں کو شکست دے دی بلکہ خوب قتل عام کیا، جو پیدل فوج قلعہ میں گھس گئی تھی وہ سب ماری گئی البتہ رضوان اور اس کے ساتھی بچ کر حلب پہنچ گئے۔ سلجوقی کمانڈر اسپہد، طغرکین (دمشق کے اتالیق) کے پاس چلا گیا۔ اس جنگ کے بعد انگریز فوج نے دوبارہ اس قلعہ کا محاصرہ کیا تو قلعہ کے باسی بھاگ گئے اور انگریزوں نے وہ قلعہ فتح کرلیا۔

مصری فوج کی انگریزوں سے جنگ:......مصر کے سالار اعلیٰ افضل نے اپنے بیٹے شرف المعالی کو ۴۹۸ھ میں لشکر دے کر رملہ کی جانب بھیجا اس نے رملہ فتح کر کے انگریزوں کو شکست دے دی۔ مگر فتح کے دعوے میں فوج کا اختلاف ہوگیا اور آپس میں تلواریں تک نکل گئیں اتنے میں انگریزوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس وقت شرف المعالی مصر چلا گیا تھا اور افضل نے اپنے دوسرے بیٹے سناء الملک حسن کو اس کی جگہ کمانڈر بنا کر بھیجا تھا۔ اس کے ساتھ عسقلان کا حکمران جمال الدین بھی روانہ ہوا انہوں نے دمشق کے حاکم طغرکین سے بھی کمک مانگی چنانچہ اس پر اسپہد صباؤ کی کمان میں لشکر بھیجا۔ مسلمانوں سے مقابلے کے لئے بیت المقدس کا حاکم بغدوین بھی فوج لے کر آ گیا۔ دونوں فوجوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی اور دونوں طرف سے بے شمار لوگ قتل ہوگئے اس جنگ میں عسقلان کا حاکم جمال الدین بھی شہید ہوگیا۔ پھر دونوں فوجیں جنگ بند کر کے اپنے اپنے علاقوں کی جانب روانہ ہوگئیں۔

غدار مسلمان:......انگریزوں کی فوج میں غدار مسلمانوں کا ایک گروپ بھی تھا ان کا اہم آدمی بکباس بن تتش تھا کیوں کہ دمشق کے قائم مقام حاکم طغرکین نے اس کو چھوڑ کر اس کے بھتیجے کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا تھا اس لئے یہ ناراض ہو کر چلا گیا اور انگریزوں سے پناہ لے کر ان سے مل گیا۔

دمشق کا سرکش انگریز:......دمشق کے قریب ایک انگریز کمانڈر رہتا تھا جو اکثر اس علاقے پر حملے کرتا اور دمشق کی فوج سے لڑتا رہتا تھا اس لئے اس کا دماغ درست کرنے کے لئے طغرکین فوج لے کر آیا۔ خبر سن کر بغدوین بیت المقدس سے لشکر لے آیا مگر اس کمانڈر نے اسے واپس بھیج دیا کیونکہ اسے اپنی فوج کی طاقت پر گھمنڈ تھا لہٰذا بغدوین فوج لے کر چلا گیا۔

طغرکین کے ہاتھوں پٹائی:......طغرکین ان انگریزوں سے جنگ کرنے کے لئے پہنچ گیا اور اس نے لڑ کر ان انگریزوں کو قلعہ میں محدود کر دیا اور پھر اس قلعہ کو تباہ کر کے اس کے پتھر وادی میں پھنکوا دیئے اور اس قلعہ کے محافظ دستے اور باشندوں کو قتل کرا کے کامیابی اور فتح کے ساتھ دمشق واپس چلا گیا۔ اس کے ایک ہفتے بعد اس نے ایک دوسرے مقام پر صنجیل کے بھانجے کے زیر کنٹرول علاقے پر حملہ کیا اور اس کی محافظ فوج کا خاتمہ کر دیا۔

خلف بن ملاعب:......خلف بن ملاعب پہلے تو حمص کا زبردستی حکمران بن کر بیٹھ گیا تھا مگر تتش نے اس سے حمص چھین لیا اس کے بعد مصر کے

حالات بدلتے رہے۔ حاکم حلب رضوان کے دور میں افامیہ کے حکمران نے اس سے بغاوت کر دی کیونکہ رافضی شیعہ تھا اس لئے اس نے فاطمی حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اس سے درخواست کی کہ کوئی حاکم یہاں بھیجا جائے چنانچہ فاطمی حکومت کی طرف سے خلف بن ملاعب کو بھیجا گیا کیونکہ وہ جہاد کو بہت پسند کرتا تھا۔

خلف کی بغاوت:......مگر افامیہ پہنچ کر خلف نے بغاوت کر دی اور خودمختاری کا دعویٰ کر دیا چنانچہ ملک کے دوسرے باغی اور فسادی اس کے پاس اکٹھے ہونے لگے اس دوران انگریزوں نے حلب کے ایک علاقے پر قبضہ کیا جہاں کے باسی شیعہ رافضی تھے وہاں کا قاضی بھی ابن ملاعب کے پاس آ گیا اور رضوان کے ایک ساتھی ابوطاہر صائغ کو جو کہ شیعوں کا بڑا حامی تھا پیغام بھیجا اور ابن ملاعب کے خلاف سازش بنا کر اسے بھی اس میں شریک کر لیا کہ ابن ملاعب سے قلعہ چھین کر رضوان کے حوالے کر دیا جائے۔

رافضی قاضی کی سازش:......اس رافضی کی سازش کا ابن ملاعب کے دو بیٹوں کو پتہ چل گیا انہوں نے اپنے باپ سے اس کا ذکر کر دیا مگر قاضی نے اس کے پاس پہنچ کر حلف اُٹھا لیا اور اس الزام سے انکار کیا چنانچہ اس نے قاضی کو سچا جان کر چھوڑ دیا۔ اس کے بعد یہ قاضی مسلسل ابوطاہر اور رضوان سے مل کر سازش کرتا رہا آخر کار انہوں نے ''سرمین'' نامی جگہ کے مسلح سواروں کو اس بہانے سے بھیجا کہ وہ ابن ملاعب کے پاس ملازمت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ابن ملاعب نے انہیں افامیہ کے باہر ٹھہرا دیا۔

ابن ملاعب کا قتل:......پھر جب سازش مکمل ہونے کا وقت آیا تو قاضی نے انہیں فصیل سے اوپر چڑھا کر قلعہ میں اتار دیا انہوں نے ابن ملاعب کو قتل کر کے قلعہ پر قبضہ کر لیا ابن ملاعب کے دونوں بیٹے بھاگ گئے ان میں سے ایک تو شیراز کے حکمران ابوالحسن بن منقذ کے پاس جا پہنچا مگر دوسرا مارا گیا، ابوطاہر صائغ قاضی کے پاس اس یقین کے ساتھ آیا کہ وہ اسے حکومت حوالہ کر دے گا مگر قاضی نے اسے حکومت نہیں دی مگر وہ اسی کے ساتھ مقیم رہا۔

افامیہ پر صلیبی قبضہ:......خلف بن ملاعب کا ایک بیٹا اپنے باپ سے ناراض ہو کر طغرکین کے پاس چلا گیا تھا اس نے اسے کسی قلعہ کا حکمران مقرر کر دیا مگر اس نے وہاں فتنہ وفساد برپا کر دیا چنانچہ طغرکین نے اسے بلوایا تو وہ انگریزوں کے پاس چلا گیا اور انہیں یہ ترغیب دیتا رہا کہ وہ افامیہ پر قبضہ کر لیں۔ چنانچہ انگریزوں نے افامیہ کا محاصرہ کر لیا، اور جب لوگ بھوک کے مرنے لگے تو انہوں نے ابوطاہر صائغ اور غدار رافضی قاضی کو قتل کر کے قلعہ انگریزوں کے حوالے کر دیا۔ یہ واقعہ ۴۹۹ھ میں رونما ہوا۔

طرابلس کا محاصرہ:......انگریز حکمران صنجیل طرابلس کا محاصرہ کرتا رہتا تھا اس نے ابن صلیحہ سے جبلہ بھی چھین لیا تھا۔ اس نے طرابلس کے باہر ایک قلعہ بنوایا اور اس میں رہا جب مر گیا تو اسے اسی قلعے میں دفن کیا گیا۔ ادھر شاہ روم نے اہل لاذقیہ کو یہ حکم دیا کہ وہ ان انگریز فوجوں کو غلہ وغیرہ فراہم کریں جو طرابلس کے محاصرہ پر ہیں چنانچہ وہ غلہ وغیرہ کشتیوں میں لے کر گئے مگر ابن عمار کے ساتھیوں نے کشتیاں پکڑ لیں اور کچھ کو قتل کر دیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا۔ یہ محاصرہ پانچ سال تک جاری رہا اس دوران خوراک کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ دولت مندوں کی ساری کمائی ختم ہو گئی اور ان کی حالت خراب ہو گئی مگر ایک سال پانچ سو کشتیاں جزیرہ قبرص، انطاکیہ، جزائر وینس سے غلہ لے کر پہنچیں جن سے غلہ کی کمی پوری ہو گئی۔

ابن عمار بغداد میں:......پھر ابن عمار کو یہ اطلاع ملی کہ سلطان محمد بن ملک شاہ اپنے بھائی برکیاروق کے مرنے کے بعد بادشاہ بن گیا ہے تو اس نے اس کے پاس فریادی کی حیثیت سے جانے کا ارادہ کیا اس نے اپنا جانشین طرابلس میں اپنے چچازاد بھائی ذوالمناقب کو مقرر کر دیا۔ اور راستے میں طغرکین کے پاس رُکا جہاں سے اس نے استقبال کیا اور اس کے بعد یہ بغداد پہنچا جہاں سلطان محمد نے گرم جوشی سے اس کا خیر مقدم کیا اور اسے فوجی کمک دینے کا وعدہ کیا۔

سلطان محمد کی فوجی امداد:......جب ابن عمار بغداد سے روانہ ہوا تو سلطان اس سے نہروان کے مقام پر آ کر ملا پھر اس نے حکم دیا کہ امیر حسین بن اتابک قطلغ تکین اس کے ساتھ جائے اور ان فوجوں کے ساتھ رہے جو اس امیر مودود کی کمان میں جاولی سے جنگ کرنے موصل روانہ کی ہیں۔ اس

نے جاولی کا دماغ درست کرنے کا حکم بھی دیا اور یہ بھی کہ وہ ابن عمار کے ساتھ جائے۔

اس کے بعد سلطان محمد اور صدقہ بن مزید کی جنگ ہوگئی اور بعد میں صلح ہوگئی۔ ابن عمار خلعت حاصل کرنے کے بعد وہاں سے رُخصت ہوا، اس کے ساتھ امیر حسین بھی تھا مگر وہ امیر مودود کے لشکر کے ساتھ موصل نہیں گیا بلکہ بغاوت کردی۔ لہٰذا ابن عمار ماہ محرم ۵۰۲ھ میں دمشق پہنچا اور وہاں سے ایک دوسرے علاقے میں پہنچ کر قبضہ کرلیا۔

طرابلس کا نیا حکمران:.....ادھر طرابلس والوں نے مصر کے سالار اعلیٰ افضل کو پیغام دیا کہ وہ ان کی ہر قسم کی امداد کرے اور ان کا کوئی حاکم بھی مقرر کرے چنانچہ اس نے اشرف الدولہ بن ابوطیب کو حکمران بنا کر فوجی کمک، خوراک، ہتھیار اور محاصرے کے تمام اسباب کے ساتھ روانہ کردیا۔ جس نے پہنچتے ہی ابن عمار کے سارے ذخیروں پر قبضہ کرکے اس کے گھر والوں کو گرفتار کرلیا اور ان سب چیزوں کو سمندر کے راستے مصر بھیج دیا۔

جاولی کا فرار:.....جاولی نے چکرمش کے ساتھیوں سے موصل چھین لیا تھا اور پھر باغی ہوگیا تھا اس لئے سلطان محمد نے امیر مودود کی کمان میں اس کے مقابلے پر فوج بھیجی۔ چنانچہ جاولی موصل سے بھاگ گیا اور اپنے ساتھ رہا کے حاکم بردویل کو بھی لے گیا جسے سقمان نے گرفتار کیا تھا اور پھر چکرمش نے اس سے لے لیا تھا۔

انگریز حکمران سے معاہدہ اور رہائی:.....موصل چھوڑنے کے بعد جاولی نے بردویل کو ۵۰۳ھ میں اس کی پانچ سال کی قید کے بعد رہا کردیا اور اس کے معاوضے میں اس نے اس سے بھاری رقم وصول کی اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ ایک سو ساٹھ مسلمانوں کو اپنی قید سے رہا کرے گا اور جب جاولی کی ضرورت پڑی تو وہ جانی و مالی مدد بھی کرے گا۔ جب یہ معاہدہ مکمل ہوگیا تو اس نے قمص بردویل کو والی سالم بن مالک کے ساتھ قلعہ جعفر بھیجا وہاں اس کا ماموں زاد بھائی جوسکین ''تل ناشر'' آیا اس نے خود کو اپنے بھائی کی جگہ یرغمال بنوا دیا اس کے بعد جاولی نے اسے تو رہا کردیا مگر اس کے سالے اور بیوی کو یرغمال کے طور پر روک لیا۔ پھر جب جوسکین ''فتح'' پہنچا تو اس نے اس پر حملہ کیا اور غارت مچا کر جاولی کے چند ساتھیوں کو گرفتار کرلیا جو کہ معاہدے کی خلاف ورزی تھی مگر اس نے اس کا یہ عذر پیش کیا کہ یہ شہر اس کے نہیں تھے۔

قمص بردویل کی رہائی:.....جب انگریز حاکم بردویل قمص رہا ہوا تو انطاکیہ گیا تا کہ ایک دوسرے انگریز حکمران سکری کے قبضے سے شہر ''رہا'' کو آزاد کرالے، کیونکہ اس کی قید کے دوران رہا پر سکری قابض ہوگیا تھا مگر اس نے یہ شہر اس کے حوالے نہیں کیا، بلکہ اس کے بدلے اسے تیس ہزار دینار پیش کردیئے۔ اس کے بعد قمص ''تل ناشر'' پہنچا جہاں اس کا بھائی جوسکین جو اس کے بدلے یرغمال تھا اس سے آ کر ملا۔ ادھر انطاکیہ کا حاکم سکری ان دونوں بھائیوں سے جنگ لڑنے آیا تا کہ وہ ان کے طاقتور ہونے سے پہلے ان کو شکست دے سکے، چنانچہ دونوں گروپوں میں لڑائی ہوئی اور پھر وہ دوبارہ انطاکیہ چلا گیا۔ پھر معاہدے کے مطابق اس نے ایک سو ساٹھ مسلمان قیدی رہا کردیئے پھر یہ دونوں بھائی انطاکیہ کے قلعوں پر حملے کرتے رہے۔ چنانچہ شمالی حلب کے قلعے السبان اور کیسوم کے حکمران نے جو کہ ارمنی قوم سے تھا، ان کی ایک ہزار سوار اور دو ہزار پیدل فوج سے امداد کی۔

''رہا'' پر قبضہ:.....سکری دوبارہ ان کے مقابلے پر آیا اور جنگ ہوتی رہی پھر ترکوں نے انہیں صلح کرنے پر تیار کردیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ ''رہا'' کا شہر اس کے حاکم قمص بردویل کے حوالے کردیا جائے، اور پھر عیسائیوں کے مذہبی رہنماؤں اور پادریوں نے بھی اس بات کی گواہی دی کہ سکری کا ماموں اسمند جب اپنے ملک واپس جانے لگا تھا تو اس نے یہ کہا تھا کہ جب اس کا حاکم قمص قید سے واپس آجائے تو اسے اس کا شہر واپس کردینا۔ لہٰذا قمص کو سکری شہر ''رہا'' ماہ صفر ۵۰۳ھ میں لوٹا دیا اور قمص نے بھی جاولی کی شرائط کی پابندی کی۔

جاولی کی کوششیں:.....اس کے بعد جاولی شام کو فتح کرنے کے ارادے سے وہاں گیا اور اس کے مضافات میں گھومتا رہا۔ یہ حالت دیکھ کر حلب کے حکمران رضوان انطاکیہ کے حکمران سکری کو لکھا کہ وہ جاولی کے حملوں سے چوکنا رہے اس نے اس سے فوجی مدد بھی مانگی۔ چنانچہ سکری نے اس کی بات تسلیم کرلی اور انطاکیہ سے روانہ ہوگیا جاولی کے مقابلے کے لئے مدد کے طور پر رضوان نے فوج بھیجی اور جاولی نے قمص سے مدد مانگی تو وہ خود فوج

لے کر بنج پہنچا، وہاں یہ خبر ملی کہ سلطان محمد کی فوج نے اس کے شہر موصل پر قبضہ کر لیا ہے اور وہاں کے خزانوں پر بھی اس نے قبضہ کر لیا ہے یہ سُن کر اس کے اکثر ساتھی اسے چھوڑ کر چلے گئے جن میں زنگی بن آقسنقر بھی شامل تھا۔

پھر جاولی ''تل ناشر'' پہنچا جہاں اس کا مقابلہ سکری سے ہوا دونوں کی سخت لڑائی ہوئی جس میں انطا کیہ کی فوج تو ثابت قدم رہی مگر جاولی کی فوج ہمت ہار گئی اور شکست سے دوچار ہو گئی اس کے بعد انگریز فوج اپنے علاقے چلی گئیں اور قمص اور جوسکین تل ناشر آ گئے۔

طغرکین کا صلیبی افواج کے خلاف جہاد:...... طغرکین ۵۱۲ھ میں طبریہ کی طرف روانہ ہوا اس کا مقابلہ بغدوین کے بھانجے سے ہوا ابتداء میں تو مسلمان فوج کا نقصان ہوا مگر پھر وہ بہادری سے لڑے اور انگریزوں کو شکست دے دی، مسلمانوں نے بغدوین کے بھانجے کو گرفتار کر لیا، اس نے تاوان کے طور پر تیس ہزار دینار دینے اور پانچ سو مسلمان قیدی چھوڑنے کا وعدہ کیا مگر طغرکین نے نہیں مانا اور اسے صاف صاف کہہ دیا کہ ''یا تو مسلمان ہو جاؤ ورنہ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ'' چنانچہ طغرکین نے اسے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ پھر انگریز حکمران بغدوین اور طغرکین کے مابین چار سال کے لئے صلح ہو گئی۔

مختلف قلعوں پر قبضہ:...... قلعہ غربیہ طرابلس کے ماتحت تھا اور ابن عمار کا آزاد کردہ غلام اس کا حاکم تھا، وہ باغی ہو گیا، اس دوران وہاں خوراک کا ذخیرہ انگریزوں کی بدمعاشیوں کے باعث ختم ہو گیا تھا اس لئے اس نے طغرکین کو اطاعت قبول کرنے کا پیغام بھیجا تو اس نے اپنے ایک ساتھی اسرائیل کو بھیجا، جب ابن عمار کا غلام اس کے استقبال کے لئے اترا تو اسرائیل نے بھیڑ بھاڑ کا فائدہ اُٹھا کر اسے تیر مار کر قتل کر دیا تا کہ اتالیق کو اس واقعے کی خبر نہ ہو سکے۔

اس کے بعد طغرکین قلعہ کے حالات معلوم کرنے روانہ ہوا مگر برف باری کی وجہ سے جا نہیں سکا۔ برف باری کے اختتام پر وہ چار ہزار سوار فوج لے کر چلا اور راستے میں انگریزوں کے کئی قلعے فتح کرتا گیا جن میں قلعہ ''الاکہ'' بھی شامل تھا آگے چلا تو انگریزوں کا کمانڈر سردانی جو طرابلس کے محاصرے پر تھا وہ اس کے مقابلے پر آیا اور طغرکین کو شکست دے دی اور وہ حمص چلا گیا مگر سردانی نے قلعہ غربیہ کے رہنے والوں کو جان کی امان دے کر اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد طغرکین ماہ شعبان ۵۰۲ھ میں بیت المقدس پہنچا مگر بغدوین نے اسے پیغام دیا کہ وہ پرانی صلح پر قائم رہے۔

صلیبیوں کی کامیابیاں:...... طرابلس ابن عمار کے ہاتھ سے نکل چکا تھا اور مصر کے حکمران نے وہاں اپنا نمائندہ مقرر کر دیا تھا مگر انگریزوں کا محاصرہ مسلسل جاری تھا اور ان کا سالار اعلیٰ صنجیل کا بھانجا سردانی تھا، چنانچہ ۵۰۳ھ کے ماہ شعبان میں انگریز اور اور صلیبیوں کے مذہبی رہنما بے شمار اسلحہ اور خوراک کشتیوں کے ذریعے لے کر آئے۔ ان کی سردانی سے جھڑپ ہو گئی حتیٰ کہ جنگ شروع ہو گئی۔ انطاکیہ سے سکری، سردانی کی مدد کے لئے آیا مگر بیت المقدس کے حکمران بغدوین نے ان دونوں کی صلح کرا دی اور وہ سب مل کر طرابلس کے محاصرے کے لئے آ گئے۔ انہوں نے وہاں برجیاں لگا دی تھیں جن کی وجہ سے محاصرہ بہت سخت ہو گیا۔ طرابلس والوں کے پاس خوراک کا ذخیرہ ختم ہو گیا اور مصر کا بیڑہ خوراک لے کر ابھی تک نہیں آیا تھا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انگریز فوج نے قبضہ کر کے بہت قتل وغارت مچائی۔

فخرالدین بن عمار شیراز میں:...... طرابلس کے حاکم نے بہت پہلے مانگ لی تھی اور جبیل نامی شہر چلا گیا تھا جہاں فخرالدین ابن عمار تھا وہاں کے لوگوں نے بھی حاکم انطاکیہ سے جان کی امان مانگ کر شہر کا قبضہ اسے دے دیا تھا اس لئے فخرالدین، سلطان علی بن منقذ کے پاس گیا اور وہاں سے دمشق چلا گیا جہاں طغرکین حاکم دمشق نے اس کا خیر مقدم کیا اور اسے دمشق کے ایک علاقے زبدانی کا ماہ محرم ۵۰۴ھ میں حکمران مقرر کر دیا۔

صیدا پر صلیبی قبضہ:...... مصری بحری بیڑہ طرابلس پر قبضے کے آٹھ دن بعد پہنچا اور صور کے ساحل پر لنگر انداز ہوا اور اس کا غلہ بیروت، صور اور صیدا میں تقسیم کر دیا گیا۔ ادھر صیدا پر بھی ربیع الآخر ۵۰۴ھ میں انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ واقعہ یوں ہوا کہ انگریزوں کا ساٹھ کشتیوں پر مشتمل بحری بیڑہ خوراک وغیرہ لے کر وہاں پہنچا ان میں بہت سے سردار بھی تھے یہ لوگ زیارت کرنے اور جنگوں میں حصہ لینے آئے تھے۔ اس لئے بغدوین سے ملے اور پھر سمندری اور خشکی کے راستوں سے صیدا کا گھیراؤ کر لیا اس طرح مصر کا بحری بیڑہ ان کی مدد کے لئے نہیں پہنچ سکا۔

صور کی فتح:.....اس کے بعد انہوں نے صور پر چڑھائی کر دی۔ یہاں انہوں نے قلعہ توڑنے والے آلات استعمال کئے اس سے شہر والے ڈر گئے کہ کہیں ان کا بھی وہی حشر نہ ہو جو بیروت والوں کا ہوا تھا اس لئے انہوں نے انگریزوں سے جان کی امان مانگ لی چنانچہ وہ جمادی الاولیٰ میں انہیں پناہ دے کر شہر پر قابض ہو گئے۔ شہر والوں کا ایک گروپ سینتالیس دن تک ایک جگہ محصور ہو گیا اور پھر دمشق چلا گیا مگر ان کی اکثریت انگریزوں کی پناہ ہی میں شہر میں رہتی رہی اور پھر بغدوین واپس چلا گیا۔

عسقلان کے واقعات:.....عسقلان، مصر کی فاطمی حکومت کے زیر کنٹرول تھا ان کی فوجیں انگریز فوجوں سے ٹکراتی رہتی تھیں آخر کار ایک امیر جمال الملک ان کے مقابلے میں جان بحق ہو گیا۔ اس کے بعد شمس الخلافہ وہاں کا امیر بنا، تو اس نے بغدوین سے خط و کتابت کر کے صلح کر لی تا کہ فاطمی خلیفہ کے شر سے محفوظ رہ سکے۔

شمس الخلافہ حاکم عسقلان:.....۵۰۴ھ میں مصری چیف کمانڈر نے ایک کمانڈر کو جہاد کے لئے بھیجا اور اسے خفیہ حکم دیا کہ شمس الخلافہ کو گرفتار کر کے خود عسقلان کا حکمران بن جائے، مگر شمس الخلافہ کو اس کا علم ہو گیا اس لئے اس نے کھلم کھلا بغاوت کر دی۔ ایسے میں مصری خلیفہ کو خطرہ ہوا کہ کہیں عسقلان صلیبیوں کے ہاتھ میں نہ چلا جائے اس لئے اس نے خط لکھ کر شمس الخلافہ کو بحال رکھا۔

اس کے بعد شمس الخلافہ نے عسقلان کی ساری فوج کو معزول کر کے ایک ارمنی گروپ سے مدد مانگی۔ اس کی اس حرکت پر شہری ناراض ہو گئے اور انہوں نے حملہ کر کے اسے مار ڈالا اور مصر کے حاکم افضل کو اطاعت کے اظہار کا خط بھیجا، اس نے ایک حاکم بھیج دیا جس کی وجہ سے عسقلان کے تمام معاملات سدھر گئے۔

مسلمانوں پر ٹیکس کا اجراء:.....انگریز فوجوں کے نہ رکنے والے سیلاب کے پیش نظر چھوٹی چھوٹی مسلم مملکتوں نے ان سے خط و کتابت کر کے صلح کی درخواست کی مگر انگریزوں نے ان پر ٹیکس عائد کرنے پر اصرار کیا۔ چنانچہ حاکم حلب رضوان نے بتیس ہزار دینار سالانہ، اور ایک مقررہ تعداد میں گھوڑے اور کپڑے دینا منظور کر لیا۔ حاکم صور نے سات ہزار دینار سالانہ اور حاکم شیراز نے چار ہزار دینار سالانہ، حماۃ کے حاکم نے دو ہزار دینار سالانہ دینا منظور کر لیا۔ صلح کی مدت جو کی فصل کی کٹائی تک طے پائی۔

خلیفہ بغداد کے ہاں فریاد:.....اس کے بعد مصر کی تجارتی کشتیاں انگریز لٹیرے فوجیوں کے سامنے آ گئیں تو ان پر قبضہ کر لیا گیا اور تاجر قیدی بنا لئے گئے۔ شام کی یہ بُری حالت دیکھ کر حلب کے علماء اور عوام کا ایک وفد خلیفہ بغداد کی خدمت میں فریاد لے کر پہنچا۔ خلیفہ جمعہ کے دن شاہی جامع مسجد میں آیا تو ان لوگوں کی چیخ و پکار نے نماز پڑھانے نہ دی بلکہ جوش و خروش اور ہڑبونگ میں مسجد کا منبر بھی ٹوٹ گیا۔ بہرحال خلیفہ نے فوجی مدد بھیجنے کا وعدہ کیا اور دارالخلافہ سے مسجد کا منبر بنا کر بھجوایا گیا۔

سلطان محمد کی تیاری برائے جہاد:.....اس سے اگلے جمعے جامع مسجد میں ایک بڑا ہجوم پہنچا دربان نے انہیں آنے سے روکا مگر وہ زبردستی جامع مسجد میں گھس گئے اور اتنا ہلڑ مچایا کہ محراب کی کھڑکیاں ٹوٹ گئیں اور ہلڑ کی وجہ سے جمعہ کی نماز نہیں ہو سکی آخر کار خلیفہ نے سلطان کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ مسلمانوں کے ان دردناک حالات پر نظر کرے، چنانچہ سلطان نے تمام مسلمانوں کے لئے حکم جاری کیا کہ جہاد کی تیاریاں کریں۔ اس نے اپنے بیٹے مسعود کو امیر مودود کے ساتھ بھیجا تا کہ تمام مسلمان حکمران اپنے اپنے لشکر لے کر اس کے ساتھ جہاد میں شریک ہو جائیں اور تمام اسلامی فوجیں متحد ہو کر صلیبیوں کا مقابلہ کر سکیں۔

مسلمانوں کی متحدہ افواج:.....سلطان کا بیٹا مسعود، موصل کے حاکم امیر مودود کے ساتھ جہاد کے لئے روانہ ہوا تو قریبی مسلم ریاستوں کے بہت سے حکمران اپنی فوجوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) سقمان قطبی حاکم دیار بکر (۲) ایلبکی اور زنگی بن برسق ہمدان سے (۳) مراغہ کا حاکم امیر احمد بیگ (۴) حاکم اربل ابوالہیجاء (۵) ماردین کے

حاکم کی طرف اس کا بھائی ایاز بن ابوالغازی شریک ہوا۔

یہ مسلم افواج سنجار پہنچیں اور عیسائیوں کے کئی قلعے فتح کئے اس کے بعد یہ سب ''رہا'' پہنچے اور اس کا محاصرہ کرلیا، اسلامی فوج کا ٹکراؤ انگریز فوج سے دریائے فرات کے قریب ہوا دونوں فوجوں نے جنگ شروع کرنے میں تذبذب کا اظہار کیا۔ مسلمان فوجیں پیچھے ہٹ کر حران کی طرف آ گئیں تا کہ انگریز دریائے فرات عبور کرلیں مگر انگریز فوج توقع کے خلاف ''رہا'' چلی گئیں۔ وہاں انہوں نے خوراک کا ذخیرہ اور جنگ کا سامان جمع کرلیا اور کمزور شہریوں کو وہاں سے بھگا دیا۔

گھمسان کی جنگیں:......اس کے بعد انگریز افواج دریائے فرات عبور کر کے حلب کے علاقے میں داخل ہوگئیں اس سے پہلے جب انگریز افواج الجزیرہ کی طرف چلی گئی تھیں تو رضوان نے ان سے وہ قلعے چھین لئے تھے جن پر انہوں نے قبضہ کیا تھا اس لئے انگریز افواج اب دوبارہ قبضے کے لئے وہاں پہنچ گئیں۔ انہوں نے وہاں پہنچتے ہی خوب تباہی مچائی۔ اسی دوران سلطان کی متحدہ افواج ''رہا'' پہنچیں وہاں انہوں نے انگریز افواج سے جنگ کی مگر ناکام رہے۔ اس کے بعد یہ لوگ حلب پہنچے مگر حاکم حلب نے ان سے ملاقات نہیں کی۔

سقمان بن ارتق کی وفات:......اس دوران حاکم دیار بکر سقمان قطبی بیمار پڑ گیا اس لئے اس کا لشکر واپس ہوگیا اور سقمان قطبی بالس کے مقام پر انتقال کر گیا اور اس کی لاش شہر پہنچائی گئی۔

مسلم افواج میں انتشار:......سلطان کی متحدہ فوج نے معرۃ النعمان کے قریب پڑاؤ کیا۔ اس وقت دمشق کا حاکم طغرکین، امیر مودود کے پاس آیا، پھر اسے ان مسلم حکمرانوں کے بارے میں کچھ شبہ ہوا تو اس نے خفیہ طور پر انگریزوں کو صلح کا پیغام بھیج دیا۔ پھر یہ متحدہ افواج منتشر ہوگئیں صرف طغرکین اور امیر مودود دریائے عاصی پر باقی رہ گئے۔ انگریزوں نے ان کی نااتفاقی سے فائدہ اُٹھایا اور افامیہ کی جانب روانہ ہوگئے۔

اس کے بعد حاکم شیراز سلطان بن منقذ، مودود اور طغرکین کے پاس آیا اور انہیں اپنے علاقے شیراز کی طرف لے گیا اس سے انگریزوں کا کام آسان ہوگیا ان کی رسد وغیرہ ختم ہوچکی تھی اس لئے وہ وہاں سے چل دیئے اور مسلمانوں نے بھی ان کا پیچھا کر کے انہیں دور بھگا دیا۔

صور کا صلیبی محاصرہ:......شاہی افواج کے منتشر ہونے کے بعد بیت المقدس کے صلیبی حاکم بغدوین نے اپنی فوجیں اکٹھی کیں اور ماہ جمادی الاولیٰ ۵۰۵ھ میں شہر صور کا محاصرہ کرلیا، یہ مصر کی فاطمی حکومت کے زیر کنٹرول تھا وہاں اس کا نمائندہ حاکم عزالملک تھا، انہوں نے وہاں برجوں اور منجنیقوں کی مدد سے محاصرہ سخت کردیا۔ عزالملک نے طرابلس کے ایک ہزار بہادر نوجوانوں کو بلایا جنہوں نے سخت حملہ کیا اور فصیل کے بالکل قریب برج تک پہنچ کر اسے جلا دیا اور دوسرے برجوں پر آتش گیر روغن چھڑک کر اسے آگ لگا دی اور گھمسان کی جنگ چھڑ گئی۔

طغرکین کی فوجی امداد:......صور کے باشندوں نے دمشق کے حکمران طغرکین کو مدد کے لئے پیغام بھجوایا اور کہا کہ وہ اس کے بدلے میں شہر اس کے حوالے کردیں گے چنانچہ بانیاس پہنچا اور انہیں دو سو گھوڑے بھیجے مگر صور میں شدید جنگ جاری تھی، شہر کے حکمران نے طغرکین کو جلد آنے کا پیغام دیا۔ ادھر طغرکین نے انگریزوں کے زیر کنٹرول علاقوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کردیا اور ایک قلعے پر قابض ہوگیا اس نے ان کی خوراک اور رسد کی آمد کا راستہ بند کردیا چنانچہ انگریز سمندری راستے سے رسد منگانے لگے۔

پھر طغرکین نے صیدا پر حملہ کر کے اسے بہت نقصان پہنچایا۔ اور جب میوہ پکنے کا موسم آیا تو انگریزوں کو خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں طغرکین ان کے شہروں پر قبضہ نہ کرلے لہٰذا وہ صور کا محاصرہ اُٹھا کر عکا چلے گئے اس کے بعد طغرکین شہر صور پہنچا اور ان کی مالی امداد کی اور اہل شہر اپنی فصیل اور خندق کی مرمت کرنے میں لگ گئے۔

سکمری کا انتقال:......پھر موصل کا حاکم امیر مودود نے ۵۰۶ھ میں سروج پر حملہ کر کے اس کے گردونواح میں تباہی پھیلا دی، ان کے مقابلے کے لئے تل ناشر کا حکمران چکرمش نکلا، اس نے لشکر کے مال مویشی حملہ کر کے چھین لئے اور بہت سے سپاہی مار دیئے اور واپس چلا گیا۔ اس کے بعد ارمنی

امیر کادبن کادر کے علاقے میں انتقال ہوگیا۔ یہ اطلاع پا کر انطاکیہ کا صلیبی حکمران اپنے علاقے سے اس کے علاقے پر قبضہ کرنے نکلا مگر راستے میں بیمار ہوگیا اور ۵۰۶ھ کے درمیانی عرصے میں انتقال کر گیا اس کے بعد اس کا بھانجا سرجان انطاکیہ حاکم بنا اور اس کے معاملات درست ہوگئے۔

امیر مودود کے حملے:......اس کے بعد امیر مودود نے مختلف علاقوں سے فوجیں اکٹھی کیں چنانچہ ۵۰۷ھ میں سنجار، ماردین اور دمشق کے حکمران ایاز، طغرکین وغیرہ اپنی افواج لے کر صلیبی علاقوں میں داخل ہوگئے ان کے مقابلے کے لئے بیت المقدس کا حکمران اور جوسکین اپنے علاقوں سے نکلے مسلمان فوج دریائے فرات عبور کر کے بیت المقدس فتح کرنے کے ارادے سے اردن پہنچ گئی، صلیبی فوج اس کے سامنے تھی چنانچہ پندرھویں محرم کو زبردست جنگ ہوئی جس میں صلیبی شکست کھا کر بھاگے اور ان میں سے بہت سے سپاہی بحیرہ طبریہ اور دریائے اردن میں غرق ہوگئے مسلمانوں کو بہت مال غنیمت ملا۔

صلیبی علاقے کا صفایا:......انگریز افواج جب شکست کھا کر واپس گئیں تو راستے میں طرابلس اور انطاکیہ کی فوج بھی ملی یہ بھی ان کے ساتھ منتشر ہوکر طبریہ پہاڑوں پر مورچہ زن ہوگئے مسلمانوں نے ایک ماہ تک ان کا محاصرہ کیا مگر کامیاب نہ ہوسکے اس لئے انہیں چھوڑ کر چلے گئے لیکن مسلمانوں نے عکا اور بیت المقدس کے درمیان صلیبی علاقے کا صفایا کر دیا۔ مسلمان فوج علاقے سے دور ہونے اور خوراک ختم ہوجانے کی وجہ سے مرج الصفر لوٹ گئی خیال یہ تھا کہ موسم بہار میں جہاد دوبارہ شروع کریں گی اس لئے انہوں نے فوج کو چھٹی دے دی اور امیر مودود چھٹیاں گزارنے دمشق چلا گیا۔

امیر مودود کی شہادت:......اسی سال ربیع الاول میں جمعے کی نماز پڑھ کر واپس آتے ہوئے امیر مودود کو فرقہ باطنیہ کے ایک شخص نے نیزے سے حملہ کر کے شہید کر دیا اس کے بعد دمشق کے حاکم طغرکین پر یہ الزام لگا کہ امیر مودود کو اس نے قتل کرایا تھا۔ مودود کی شہادت کے بعد سلطان محمد نے آقسنقر برسقی کو لشکر کا سالار اعلیٰ مقرر کیا اور صلیبیوں سے جہاد کرنے کے لئے اس کے ساتھ اپنے بیٹے مسعود کو بھی روانہ کیا، سلطان نے دوسرے علماء اور امراء کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ اس کی اطاعت کریں۔

چنانچہ عماد الدین زنگی، حاکم سنجار غبرک جہاد میں شریک ہوئے اور یہ فوج جزیرہ ابن عمر کی طرف روانہ ہوئی اور اسے مودود کے نائب کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اس کے بعد ماردین کا محاصرہ کیا چنانچہ اس کا حاکم ایلغازی ان کا مطیع ہوگیا اور اس نے اپنے بیٹے ایاز کو اس لشکر کے ساتھ روانہ کیا پھر یہ فوج "رہا" گئی اور ذوالحجہ ۵۰۸ھ میں ستر دن تک محاصرہ کیا مگر ناکام رہی۔ ان کے پاس خوراک کا ذخیرہ ختم ہوگیا تھا اس لئے وہ شمشاط اور سروج کی جانب روانہ ہوگئے اور انہیں خوب تباہ کیا۔ اتنے میں مرعش، کیسوم اور رغبان نامی علاقوں کا انگریز حکمران مر گیا اس کے بعد اس کی بیوی حکمران بنی، لیکن اس نے انگریزوں کے برخلاف برسقی کی اطاعت کرنے کا عندیہ ظاہر کیا چنانچہ برسقی نے خابور کے حاکم کو اس خاتون کے پاس بھیجا جواباً اس خاتون نے اس کے ہاتھ مال ودولت اور تحفے بھیجے اور مسلمانوں کی اطاعت کا وعدہ کیا۔ لہٰذا اس کے پاس جو صلیبی موجود تھے وہ انطاکیہ بھاگ گئے۔

سلطان کی فوج کی تیاری:......سلطان محمد، طغرکین سے ناراض تھا کیونکہ اس پر مودود کے قتل کا الزام تھا، اس لئے طغرکین باغی ہوگیا اور کھلم کھلا بغاوت کی، ماردین کے ایلغازی نے بھی اس کا ساتھ دیا کیونکہ اس کی برسقی سے رنجش تھی لہٰذا سلطان کو ان دونوں کی بغاوت اور انگریزوں سے جنگ کی وجہ سے بہت پریشانی ہوئی کیونکہ ان کی طاقت بہت بڑھ گئی تھی۔ لہٰذا اس نے امیر برسق حاکم ہمدان سے مل کر فوج تیار کی، اس کے ساتھ امیر جیوس بیگ، امیر کسقری اور موصل اور الجزیرہ کی فوج بھی تھی، سلطان نے انہیں حکم دیا کہ ایلغازی اور طغرکین سے نمٹ لیں اور اس کے بعد انگریزوں کی خبر لیں۔

سلطانی متحدہ لشکر کی فتوحات:......یہ لشکر ماہ رمضان ۵۰۸ھ میں جہاد کے لئے روانہ ہوا اور رملہ کے مقام سے دریائے فرات عبور کر کے حلب پہنچ گیا جہاں رضوان کے بعد لولو الخادم حکمران تھا۔ وہاں فوج کا سالار اعلیٰ شمس الخواص تھا۔ سلطانی لشکر نے ان دونوں کے سامنے سلطان کا وہ خط پیش کیا جس میں شہر حلب ان کے حوالے کرنے کا حکم تھا۔ مگر ان دونوں نے جواب کو ٹال دیا اور ایلغازی اور طغرکین سے فوجی مدد مانگی چنانچہ وہ

دونوں دو ہزار سواروں کو لے کر وہاں پہنچے اور اس کے ذریعے سلطانی لشکر سے جنگ کی۔

یہ حالت دیکھ کر امیر برسق طغرکین کے علاقے حماۃ چلا گیا اور اسے فتح کر کے تین دن تک لوٹ مار کی۔ اور پھر اسے حمص کے حاکم امیر قرجان کے حوالے کر دیا۔ اس طرح وہ سلطان کے حکم کے مطابق ہر شہر فتح کرنے لگے۔ یہ بات دیگر حاکموں کو بری لگی اور ان کی نیت خراب ہوگئی۔

لمبی جنگ کا فیصلہ:......ادھر ایلغازی، شمس الخواص اور طغرکین انطاکیہ پہنچے اور اس انگریز حکمران اربیل سے حماۃ کو بچانے کے لئے فوج مانگی مگر وہاں پہنچ کر اس پر قبضہ ہو جانے کی خبر ملی انطاکیہ میں ان کے پاس بیت المقدس اور طرابلس سے شیطان کی ذریت دوسرے انگریز حاکم بھی پہنچ گئے، وہ سب افامیہ کے مقام پر جمع ہوئے اور فیصلہ کیا کہ مسلمانوں سے ایک لمبی جنگ لڑی جائے تا کہ وہ سردی کے موسم میں بکھر جائیں۔

مسلمانوں کے حملے:......جب سردی کا موسم آیا اور مسلمانوں کا لشکر وہیں موجود تھا تو ایلغازی ماردین چلا گیا اور طغرکین دمشق واپس آ گیا۔ انگریز افواج بھی اپنے علاقوں میں چلی گئیں۔ ایسے میں مسلمانوں نے کفرطاب کا رُخ کیا جو افامیہ کی طرح انگریزوں کے قبضے میں تھا انہوں نے اس کو فتح کیا اور انگریزوں پر حملہ کر کے اس کے حاکم کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد قلعہ افامیہ پر حملہ کیا جو ناقابل تسخیر رہا تو مسلم فوج معرہ کی طرف لوٹی اس وقت معرہ انگریزوں کے قبضے میں تھا۔

مسلمان لشکر میں سے امیر جیوس بیگ نے علیحدہ ہو کر مراغہ پر حملہ کیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ باقی لشکر مع ساز وسامان اور مال مویشی کے آگے روانہ ہو گیا اور شام پہنچ کر صلیبی علاقوں پر چڑھائی کر دی۔

انطاکیہ کا حکمران پانچ سو سوار سپاہی اور دو ہزار پیدل فوج لیکر مقابلے کے لئے چلا اور راستے میں مسلمانوں کے پڑاؤ پر حملہ کر دیا۔ وہ ابھی منزل پر نہیں پہنچے تھے کہ انگریزوں نے ان غلاموں اور ملازموں کو قتل کرنا شروع کر دیا اور مسلمانوں کے خیموں میں گھس گئے جو ملا اسے قتل کر دیا اتنے میں امیر برسق اور اس کا بھائی زنگی لشکر لے کر پہنچے اور ان مصیبت زدہ مسلمانوں کو گھیرے میں لے کر ان کی حفاظت کی، امیر برسق تو صلیبیوں سے مقابلے کا ارادہ کر رہا تھا مگر اس کے بھائی نے بھاگ جانے کا فیصلہ کیا اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت بھاگ گیا انگریزوں نے کچھ دور تک پیچھا کیا اور پھر واپس آ گئے۔

اس واقعہ میں مسلمان فوج شکست کھا کر اپنے علاقوں میں چلی گئی اور حلب اور شام کے علاقوں میں انگریزوں کی دہشت پھیل گئی۔

رملیہ پر قبضہ کی جنگ:......اس کے بعد انگریز افواج نے دمشق کے ماتحت علاقے رملیہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی بڑی مضبوط قلعہ بندی کر لی۔ ادھر دمشق کا حاکم طغرکین انگریزوں کے زیر کنٹرول علاقوں کو تباہ کرنا چاہ رہا تھا تو اسے اپنے ہی علاقے رملیہ پر قبضے کی اطلاع ملی تو وہ بھاگم بھاگ وہاں پہنچا اور اسے دوبارہ فتح کر لیا، بہت سے انگریز گرفتار ہوئے، مال غنیمت ملا اور وہ دمشق واپس آ گیا۔ پھر رملیہ ۵۲۰ھ تک مسلمانوں کے پاس رہا اس کے بعد پھر انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔

بغدوین کی ہلاکت:......۵۱۱ھ میں بیت المقدس کا صلیبی حکمران بغدوین ہلاک ہو گیا اس نے دیار بکر پر حملہ کیا تھا، مگر جب تینس پہنچا تو زخمی ہو گیا اس لئے بیت المقدس واپس آ گیا اور اسی زخم سے ہلاک ہو گیا اس وقت یہاں قمص بردویل بھی موجود تھا مگر وہ واپس چلا گیا۔

طغرکین کے حملے:......دمشق کا حکمران طغرکین صلیبیوں سے لڑنے کے لئے روانہ ہو کر یرموک پہنچا، جہاں انگریز حکمران نے صلح کا پیغام بھیجا تو طغرکین نے یہ شرط عائد کی کہ وہ فوراً جبل عروہ سے لے کر الغور تک کا علاقہ چھوڑ دے مگر اس نے شرط نہ مانی لہٰذا وہ طبریہ پہنچا وہاں تباہی مچائی اور وہاں سے عسقلان پہنچا تو مصر کی فوجوں سے اس کا سامنا ہو گیا یہ فوجیں بغدوین کے تعاقب میں آئی تھیں، انہوں نے طغرکین کو بتایا کہ ہمارے حکمران نے آپ سے جنگ کرنے سے منع کیا ہے اس پر اس نے ان کا شکریہ ادا کیا اور دمشق واپس چلا گیا۔

اذرعات پر صلیبی حملہ:......طغرکین کو اطلاع ملی کہ انگریز فوج نے اذرعات پہنچ کر ایک قلعہ پر قبضہ کر کے وہاں لوٹ مار کی، لہٰذا اس نے تاج

الملک بوری کو ان سے لڑنے بھیجا، اس نے وہاں پہنچ کر انگریزوں کو ایک درے میں محصور کر دیا حتیٰ کہ انگریزوں کو بچنے کی امید نہ رہی تو انہوں نے جان پر کھیل کر زوردار حملہ کیا اور مسلمانوں کو شکست دے دی اور خوب قتل وغارت گری کی۔ مسلمان شکست کھا کر واپس دمشق آ گئے۔

حوران پر صلیبی قبضہ:......اس کے بعد طغرکین، ایلغازی کے پاس فوجی امداد لینے کے لئے حلب پہنچا، اس نے مدد کرنے کا وعدہ کیا مگر اچانک اطلاع ملی کہ انگریزوں نے دمشق کے زیر کنٹرول حوران پر حملہ کر کے اس میں لوٹ مار کی ہے اس لئے طغرکین فوراً دمشق چلا گیا اور ایلغازی فوج اکٹھی کرنے کے لئے ماردین روانہ ہو گیا تاکہ وہ لوگ مل جل کر انگریزوں کا مقابلہ کریں۔ پھر ۵۱۳ھ میں انگریز افواج نے حلب کا محاصرہ کر لیا اور بزاعہ پر قبضہ کر لیا حلب والوں نے انہیں اپنی جائیداد میں شریک کر کے ان کے ساتھ صلح کر لی۔

ایلغازی کی فوجی کمک:......اس کے بعد ایلغازی ماردین سے فوج نظامی اور رضا کار مجاہدین پر مشتمل بیس ہزار کا لشکر لئے آ پہنچا اس کے ساتھ اسامہ بن مالک بن شرز کنانی، اردن کا حکمران امیر طغان ارسلان بن المکرّ بن جناح بھی جنگ میں شریک تھے۔ انگریز افواج نے اثارب کے قریب تل عفریک کے قریب ایسی جگہ پڑاؤ کیا جہاں راستے معدوم تھے انہوں نے لمبی جنگ کرنے کا سوچا مگر ابوالغازی ان کے سر پر پہنچ کر اچانک حملہ آور ہو گیا اور ان صفوں میں گھس کر انہیں تہس نہس کر دیا انگریزوں نے خوب مقابلہ کیا مگر دم نہ مار سکے اور اس نے ان کی خوب پٹائی کی۔ انطا کیہ کا حکمران سیر جان مارا گیا اور ستر انگریز فوجی افسر گرفتار ہو گئے۔

جوسکین کی شکست:......اس کے بعد تل ناشر کا صلیبی حکمران جوسلین [1] دوسو انگریز سپاہیوں کو لے کر قبیلہ طے کی ایک شاخ بنوخالد پر حملہ آور ہوا، اور لوٹ مار کر کے گیا۔ انہی لوگوں نے اپنی قوم بنی ربیعہ کے علاقے کا پتہ انہیں بتا دیا جو کہ دمشق اور طبریہ کے درمیان رہتی تھی لہٰذا جوسلین نے وہاں اپنے ساتھی بھیجے اور خود دوسرے راستے سے روانہ ہوا مگر راہ بھٹک کر پیچھے رہ گیا اس کے ساتھی وہاں پہنچے اور وہاں کے لوگوں پر حملہ کر کے ان میں سے ستر افراد قتل کیے اور بارہ گرفتار کر لئے جنھیں خطیر رقم لے کر چھوڑا۔ اس واقعے کی اطلاع جوسلین کو ملی تو وہ طرابلس جا کر فوج لایا اور عسقلان پر حملہ آور ہوا مگر مسلمانوں نے اسے شکست دے دی اور یہ اپنا سامنہ لے کر لوٹ گیا۔

انگریزوں سے رہا کی آزادی کی کوشش:......بہرام یعنی ایلغازی کا بھائی شہر رہا کی طرف بڑھا اور اس نے کافی عرصے تک اس کا محاصرہ کئے رکھا لیکن کامیاب نہ ہوا اس لئے وہاں سے چل دیا۔ راستے میں اسے کسی نے بتایا کہ جوسلین اس کے مقابلے پر آ رہا ہے۔ اس کا بیٹا مالک بن بہرام اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا تھا اس لئے وہ خود انگریزوں کے سامنے جا پہنچا اور انہیں دلدل میں دھکیل دیا۔ دلدل کے باعث وہ بھاگ نہ سکے اور جوسلین بھی گرفتار ہو گیا اس نے بڑی رقم دے کر خود کو چھڑانا چاہا مگر مالک نے انکار کر دیا اور یہ شرط رکھی کہ وہ ''رہا'' کا قلعہ مسلمانوں کے حوالے کر دے مگر وہ نہ مانا اس لئے اسے خرت برت میں قید کر دیا اس کے ساتھ بہت بڑا شیطان اس کا خالہ زاد بھائی اور دوسرے صلیبی افسران بھی قید کئے گئے۔

قلعہ خرت برت پر جنگ:......مالک بن بہرام قلعہ خرت برت کا حکمران تھا اس کے نزدیک قلعہ کرکر میں انگریز آباد تھے اس لئے اس نے ان کے قلعے کا محاصرہ کر لیا تو دوسرا صلیبی حکمران بغدوین اس کے مقابلے کے لئے ۵۱۷ھ ماہ صفر میں فوج لے کر آیا۔ مگر مالک بن بہرام نے ان انگریزوں کو شکست دے دی اور ان کے حکمران بغدوین اور دوسرے افسروں کو گرفتار کر لیا۔ مالک بن بہرام نے ان کو بھی خرت برت کے قلعے میں جوسلین وغیرہ کے ساتھ بند کر دیا۔ اس کے بعد مالک نے ربیع الاول کے مہینے میں حران فتح کر لیا۔

صلیبی افسروں کا فرار:......جس وقت مالک بن بہرام خرت برت سے باہر گیا ہوا تھا تو جیل کے بعض اہل کاروں سے ساز باز کر کے انگریز قیدی افسران قلعہ سے بھاگ گئے۔ بغدوین تو اپنے شہر چلا گیا اور باقی افسروں نے قلعے پر قبضہ کر لیا۔ پھر جب مالک واپس آیا تو اس نے قلعے کا محاصرہ کر کے اسے ان سے چھڑا لیا اور وہاں ایک دوسرا فوجی دستہ مقرر کر دیا۔

---

[1]......متعدد نسخوں میں اس کا نام جوسکین ہے اور بعض نسخوں میں جوسلین لکھا گیا ہے۔

شہر صور:......شہر صور فاطمی خلافت کے زیر کنٹرول تھا وہاں کے سربراہ افضل کی جانب سے عز الملک یہاں کا حاکم تھا۔ ۵۰۶ھ میں انگریزوں نے اس پر قبضے کا پروگرام بنایا اور ادھر شہریوں نے طغرکین سے مدد مانگی تو اس نے وہاں ایک حاکم ''مسعود'' نامی بھیجا اور مال اور فوجی مدد بھی فراہم کی مسعود نے وہاں خطبہ یا سکہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی اور نہ فاطمی حکومت کے خلاف کوئی دعویٰ کیا بلکہ اس کی اطلاع فاطمی خلیفہ کو دی اور مدد کے لئے بیڑہ بھیجنے کی درخواست کی۔

صور پر فاطمی حکومت کے حالات:......چنانچہ افضل نے اس کے خط کا جواب دیا اور شکریہ بھی ادا کیا اس کے بعد افضل شہید ہو گیا اور بحری بیڑہ وہاں پہنچ گیا۔ بحری بیڑے کے آفیسر کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ وہاں کے حکمران مسعود کو گرفتار کر لے کیونکہ اہل مصر کو اس سے کچھ شکایات تھیں چنانچہ بیڑے کا مقدمۃ الجیش مسعود کو گرفتار کر کے مصر لے گیا اور اسے واپس دمشق بھیج دیا۔ پھر صور کا حکمران فاطمی حکومت کی طرف سے مقرر کیا گیا اور مسعود کی گرفتاری پر باقاعدہ معذرت نامہ بھیجا گیا۔ یہ واقعہ ۵۱۶ھ کا ہے۔

صور پر صلیبیوں کا حملہ:......جب انگریزوں کو معلوم ہوا کہ مسعود صور سے واپس چلا گیا ہے تو انہوں نے صور پر قبضہ کرنے کا پروگرام بنایا اور محاصرے کی تیاری کر لی، چنانچہ وہاں کے حاکم نے امیر کو اطلاع دی اور یہ عرض کر دیا کہ مجھ میں مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ ادھر طغرکین بھی بانیاس پہنچ گیا تھا تاکہ وہ کسی بھی وقت مدد کر سکے اور اہل مصر سے بھی مدد مانگ لی۔

صور پر صلیبی قبضہ:......انگریزوں نے صور کے باشندوں کو خط لکھا کہ وہ شہر ان کے حوالے کر کے شہر سے نکل جائیں۔ آخر کار اسی سال جمادی الاول میں انگریز نے شہر صور پر قبضہ کر لیا۔ شہر والے بھی جتنا سامان لے جا سکتے تھے وہ لے گئے باقی وہیں چھوڑ دیا۔

امیر برسقی کی کوششیں:......برسقی نے اپنی فوجیں اکٹھی کیں اور ۵۱۹ھ میں لشکر کے ساتھ کفر طاب کی طرف چلا اور محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد حلب کے شمال میں قلعہ عزر پہنچا وہاں جوسلین نامی انگریز حاکم موجود تھا اس نے قلعہ کا محاصرہ کیا تو صلیبی افواج جمع ہو گئیں اور انہوں نے مل جل کر برسقی کو شکست دے دی اس جنگ میں مسلمانوں کا سخت نقصان ہوا۔ پھر برسقی حلب گیا اور اپنے بیٹے مسعود کو اپنا جانشین مقرر کیا اور خود دریائے فرات عبور کر کے موصل پہنچا تاکہ فوجی کمک حاصل کر سکے مگر اس دوران کسی نے اسے قتل کر دیا اور اس کے بجائے اس کا بیٹا عز الدین کچھ عرصے حکمران رہا مگر ۵۲۱ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔

زنگی خاندان کی حکومت:......اس کے بعد سلطان محمود عماد الدین زنگی بن آقسنقر، موصل، الجزیرہ اور دیار بکر کا حکمران بنا۔ پھر اس کی شام پر بھی حکومت قائم ہو گئی پھر اس کے بعد اس کے بیٹے سلطنت پر قابض ہوئے یہ سلطنت اپنے کارناموں کی بناء پر ایک عظیم سلطنت بن گئی، جس کا ذکر عنقریب آئے گا۔

زنگی خاندان سے ہی ایوبی سلطنت قائم ہوئی چنانچہ انگریزوں کی ان صلیبی جنگوں کے حالات اسی سلطنت کے ساتھ ہی بیان کریں گے تاکہ مکرر بیان نہ ہو جائیں۔ ہم یہاں صرف وہ حالات بیان کریں گے جن کا تعلق مذکورہ دونوں سلطنتوں سے نہیں ہے۔

دمشق پر صلیبی حملہ:......اس کے بعد صلیبی افواج ۵۲۰ھ میں جمع ہوئیں اور دمشق پر قبضے کے لئے روانہ ہوئیں اور مرج الصفر میں جا کر ٹھہریں۔ دمشق کے حکمران طغرکین نے دیار بکر وغیرہ کے ترکمانی سرداروں سے فوجی مدد مانگی چنانچہ وہ لوگ اس کی مدد کے لئے آ گئے۔ طغرکین خود ۵۲۰ھ کے آخر میں صلیبیوں سے مقابلے کے لئے پہنچا اور خود ان سے جنگ لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ میدان جنگ میں گھوڑے سے گر پڑا اس کے ساتھی یہ سمجھے کہ یہ مر چکا ہے اس لئے وہ سب بھاگ گئے پھر طغرکین بھی گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی بھگوڑی فوج میں شامل ہو گیا۔

صلیبیوں کا فرار:......اس بھاگ دوڑ میں انگریزوں نے مسلمانوں کا پیچھا کیا، انہوں نے ترکمانوں کی پیدل فوج کا بہت نقصان کیا، لہٰذا جب صلیبی افواج تعاقب میں روانہ ہوئیں تو ترکمانوں کی پیدل فوج صلیبیوں کے خیموں کی طرف پلٹی اور وہاں ان کا تمام ساز و سامان لوٹ لیا اور وہاں جو صلیبی

موجود تھے انہیں قتل کر کے دمشق جا پہنچے۔ انگریز فوج شکست خوردہ لشکر اسلام کا تعاقب کر کے واپس پہنچا تو دیکھا کہ ان کے خیمے لُٹ چکے ہیں لہٰذا وہ خود بھی اُلٹے پاؤں بھاگ لئے۔

صلیبیوں کا اتحادی لشکر:......صلیبی حکام ۵۲۳ھ میں جب دمشق کو فتح کرنے کا پروگرام بنا رہے تھے تو اس دوران دمشق میں مزدغانی اور اسماعیلیہ کا واقعہ رونما ہوا اور اس کا صلیبیوں کو بہت افسوس ہوا۔ پھر بیت المقدس، انطاکیہ اور طرابلس کے انگریز حکام اور وہ صلیبی جو سمندر کے راستے زیارت اور تجارت کے مقاصد سے آئے تھے سب اکٹھے ہوئے اور ایک بہت بڑی فوج لے کر دمشق روانہ ہوئے اس بڑے اتحادی لشکر میں دو ہزار سوار تھے اور پیدل فوج تو بے حساب تھی۔ ادھر طغرکین کے عربوں اور ترکمانوں کی فوج میں سے آٹھ ہزار سوار فوج اکٹھی کر لی تھی۔ صلیبی لشکر سال کے آخر میں دمشق پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

صلیبیوں کی شکست:......صلیبیوں نے دمشق کے گرد و نواح میں لوٹ مار اور قتل و غارت کے لئے دستے تیار کر لئے اور خوب رسد و خوراک جمع کر لی۔ اس سلسلے میں تاج الملک کو یہ اطلاع ملی کہ صلیبیوں کا ایک دستہ حوران میں موجود ہے چنانچہ اس نے شمس الخواص کو ایک لشکر دے کر اس دستہ سے مقابلے کے لئے بھیجا، چنانچہ اس نے صلیبیوں پر فتح حاصل کر لی اور ان کے سامان پر قبضہ کر کے دمشق لوٹ آیا۔ انگریزوں کو جب ان کی شکست کی اطلاع ملی تو اپنا بھاری سامان جلا کر دمشق سے بھاگ گئے مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور بے شمار کو قتل کیا اور کئی لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد انطاکیہ کے حکمران بیمند ❶ نے قلعہ قدموس پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

طرابلس میں لڑائی:......۵۲۷ھ میں الجزیرہ کی ترکمانی فوج جمع ہوئی اور طرابلس کے شہروں پر حملہ کیا تو بے شمار صلیبی مارے گئے اور مال غنیمت حاصل ہوا، یہ صورت حال دیکھ کر طرابلس کا صلیبی حکمران مقابلے پر آیا مسلمانوں نے اسے آگے آنے دیا اور پھر پلٹ کر اس پر حملہ کر کے شکست دے دی اور اسے بہت نقصان پہنچایا۔ صلیبی حاکم بقوین کے قلعے کی طرف بھاگ گیا اور وہاں قلعہ بندی کر لی۔ پھر جب ترکمانوں نے اس کا محاصرہ کیا تو وہ رات کے وقت اپنے بیس اہم ساتھیوں کے ساتھ طرابلس نکل گیا۔ پھر چاروں طرف سے صلیبی اکٹھے کر کے ترکمانوں کے مقابلے کے لئے پہنچا اور جنگ لڑتا رہا حتیٰ کہ جب صلیبیوں کو شکست ہونے لگی تو وہ آرمینیہ کی طرف بھاگ نکلے۔ چونکہ ترکمان فوج ان کا پیچھا نہیں کر سکی تھی، اس لئے وہ واپس آ گئے۔

بانیاس مسلمانوں کے قبضے میں:......۵۲۶ھ میں دمشق کے حاکم بوری بن طغرکین کا انتقال ہو گیا اور اس کا بیٹا شمس الملوک اسماعیل اس کا جانشین بنا۔ انگریزوں نے اسے کمزور سمجھ کر صلح نامے کی خلاف ورزی شروع کی اور اس طرح کیا کہ کچھ مسلمان تاجر ''سروب'' پہنچے تو صلیبیوں نے اس کا سب سامان چھین لیا، شمس الملوک نے انہیں خط لکھا کہ وہ تاجروں کا مال واپس کر دیں، مگر انہوں نے نہیں کیا، لہٰذا شمس الملوک نے تیاری کی اور ماہ صفر ۵۲۷ھ میں بانیاس کے قریب پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا مسلمانوں نے اس کی فصیل پر نقب لگا کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے صلیبیوں کا صفایا کر دیا، ان کی شکست خوردہ فوج قلعے میں محصور ہو گئی اور دو دن بعد اس نے بھی ہتھیار ڈال دیئے۔ ادھر دوسرے علاقوں سے صلیبی مقابلے کے لئے جمع ہو گئے تھے مگر جب انہیں بانیاس پر قبضے کی خبر ملی تو واپس چلے گئے۔

شمس الملوک اسماعیل کی فتوحات:......اس کے بعد دمشق کا حکمران شمس الملوک اسماعیل شقیف کی طرف فوج لے کر گیا، یہ علاقہ بیروت اور صیدا کے سامنے پہاڑ میں واقع تھا، یہ علاقہ وادی تیم کے رئیس ضحاک بن جندل کے زیر کنٹرول تھا وہ محفوظ جگہ میں تھا۔ مسلمان اور صلیبی دونوں اس سے الگ رہتے تھے اور وہ بھی ان دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے کے مخالف اپنے ساتھ رکھ کر اپنی حفاظت کا کام لیتا تھا۔ ۵۲۸ھ میں شمس الملوک نے یہ علاقہ فتح کر لیا اور اس کی فتح کا صلیبیوں پر گہرا اثر ہوا اور وہ اس سے ڈرنے لگے۔

حوران پر حملہ:......چنانچہ وہ حوران پہنچے اور چاروں طرف تباہی مچادی، شمس الملوک اپنی فوج کے کچھ حصے کو لے کر صلیبیوں سے مقابلے کے لئے

❶......گذشتہ صفحات میں جس شخص کا نام اسمند لکھا ہے وہ یہی بیمند ہے نسخوں کی فرق کی وجہ سے ناموں میں فرق ہو گیا ہے۔

گیا، اس نے طبریہ، ناصرہ اور عکا کا رخ کیا اور اس کے آس پاس موجود صلیبیوں کا صفایا کر دیا۔ جب انگریز حکام کو یہ اطلاع ملی تو وہ اپنے شہروں کی جانب بھاگ گئے۔ انہیں ان علاقوں کی تباہی کا بڑا صدمہ تھا لہٰذا انہوں نے شمس الملوک سے دوبارہ صلح کرنے کی کوشش کی اور از سرنو جنگ بندی کا معاہدہ کر لیا۔

صلیبی افریقہ میں:......جربہ نامی جزیرہ افریقہ کے زیر کنٹرول تھا یہ طرابلس اور قابس کے درمیان واقع تھا۔ اس میں بربری قبائل آباد تھے جو کہ ہلالی قبیلہ کے عربوں کے افریقہ میں داخل ہونے کے وقت سے آباد تھے انہوں نے اس وقت صنہاجی کی سلطنت کا وہاں سے خاتمہ کر دیا تھا۔ اس زمانے میں روم اور شمالی علاقوں میں انگریزوں کی سلطنتیں طاقتور ہونے لگی تھیں اور انہوں نے مسلمانوں کے ممالک کی طرف دست درازی شروع کر دی تھی چنانچہ صلیبیوں کا حکمران بردویل اپنے ساتھ بڑے افسران اور پادریوں کے ایک گروپ اور فوج لے کر شام پہنچا اور وہاں کے شہروں اور قلعوں کو فتح کر لیا۔

راجر بن نیغر:......انہی انگریزوں میں ایک حاکم راجر بن نیغر بن خمیرہ بھی تھا اور اس کا دارالحکومت میلکو اشہر میں تھا جو کہ جزیرہ سسلی کے سامنے تھا۔ جب مسلمان حکومت زوال پذیر ہوئی اور بنوالحسین کلبی کی سلطنت کا سسلی سے خاتمہ ہو گیا تو انگریز حاکم راجر نے مسلمانوں کے جزیرے پر قبضہ کرنے کا پروگرام بنا لیا۔

سسلی پر صلیبی قبضہ:......جزیرہ سسلی کے کچھ علاقوں پر کچھ لوگ قابض ہو گئے تھے انہوں نے راجر کو یہ علاقہ فتح کرنے پر اکسایا، چنانچہ اس نے مسلمانوں کی خانہ جنگی میں انہیں ایک دوسرے کے خلاف لڑانے کے لئے بحری بیڑے میں اپنے سپاہی بھیجے، پھر اس نے ایک ایک کر کے مسلمانوں سے قلعے چھین لئے۔ حتیٰ کہ آخری علاقہ جو اس نے باغی عبداللہ بن جواس سے چھینا تھا (وہ طبرانیہ اور مازرعہ کا علاقہ تھا) وہ بذریعہ صلح اس نے ۴۶۴ھ میں حاصل کر لئے تھے اس کے بعد وہاں سے مسلمانوں کی داستان ختم ہو گئی۔

راجر دوئم:......حکمران راجر ۴۹۴ھ میں مر گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا راجر دوئم تخت نشین ہوا اس نے بھی ایک لمبے عرصے حکومت کی اور سلطنت بھی اس کی وسیع ہو گئی۔ اس کی حکومت اس دور میں قائم ہوئی جب کہ شام میں صلیبی اثر رسوخ بہت ہو گیا تھا وہ اندرون ملک میں گھس چکے تھے اور جس علاقے پر چاہتے قبضہ کر لیتے تھے۔ اس زمانے میں راجر دوم افریقہ کے ساحلوں پر حملے کر رہا تھا۔

راجر دوم کی پیش قدمی:......۵۵۳ھ میں راجر دوم نے سسلی سے ایک بیڑہ جربہ کی جانب بھیجا۔ اس وقت صنہاجی سلطنت کا خاتمہ ہو چکا تھا اس لئے اس کی صلیبی افواج نے اس جزیرے کا محاصرہ کر لیا، پھر شدید جنگ کے بعد وہ جزیرے میں داخل ہو گئے اور خوب مال غنیمت حاصل کیا۔ بہت سے مسلمان گرفتار کئے اور باقی لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور صلیبیوں نے انہیں اپنا ٹیکس گذار بنا کر انہیں وہاں برقرار رکھا اور خود ان کے حاکم بن گئے۔

صلیبی قلعوں پر اسماعیل کا قبضہ:......اس کے بعد دمشق کے حکمران شمس الملوک اسماعیل نے ۵۳۱ھ میں امیر خرواش کی کمان میں لشکر کو طرابلس الشام کی طرف روانہ کیا اس میں ترکمانی رضا کار اور باقاعدہ فوج بھی تھی طرابلس کا صلیبی حاکم مقابلے پر آیا مگر اسے شکست دے کر اس کی فوج کا صفایا کر دیا گیا اور اسے طرابلس میں محصور کر دیا گیا، اس کے علاوہ اس کے بیرونی علاقے کو تباہ اور وادی احمر کے قلعے کو فتح کر کے وہاں موجود صلیبیوں کو واصل جہنم کر دیا۔

عسقلان میں صلیبیوں کی پٹائی:......۵۳۵ھ میں صلیبی افواج عسقلان گئیں اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں تباہی مچا دی، چنانچہ وہاں سے مصری فوجیں ان پر حملہ آور ہوئیں اور انہوں نے انگریزوں کو شکست دے دی چنانچہ وہاں سے بھاگ گئے اس طرح مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کے شر سے بچا لیا۔

مغربی طرابلس کی حکومت:......جب افریقہ میں صنہاجہ کی حکومت زوال پذیر ہوئی اور طرابلس میں ان کا اقتدار ختم ہو گیا تو یہاں کے باشندے

خودمختار ہو گئے۔ بنو بادلیس کا آخری حاکم حسن بن علی بن یحییٰ، مہدیہ میں حاکم تھا مگر مغربی طرابلس میں ابویحییٰ بن مطروح خودمختار حاکم بن گیا تھا یہاں کے لوگوں نے حسن بن علی اور بنو بادلیس نامی خاندان کی ماتحتی قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ انگریز چاروں طرف اقتدار حاصل کرنے کے لئے کوشاں تھے۔

صلیبیوں کی شکست:......چنانچہ راجر دوم نے اس پر قبضہ کرنے کا پروگرام بنایا اور بحری بیڑہ بھیج دیا جس نے ۵۳۷ھ کے آخر میں وہاں جنگ کی اور اس کی فصیل میں نقب لگائی۔ اس دوران یہاں کے باشندوں نے عربوں سے فوجی مدد مانگی چنانچہ ان کی مدد کے لئے پہنچے اور صلیبیوں کو شکست دے کر ان کے ہتھیار اور مویشی چھین لئے، باقی صلیبی سسلی بھاگ گئے۔

جیجیل پر حملہ:......اس کے بعد صلیبی مغرب روانہ ہوئے اور بجایہ کے ساحلی علاقے جیجیل پر حملہ کیا، یہاں کے رہنے والے پہاڑوں میں بھاگ گئے اور صلیبی فوج نے جیجیل کو لوٹ لیا اور وہ محل تباہ کر دیا جسے یحییٰ بن عزیز بن حماد نے تعمیر کرایا تھا اور اس کا نام النزھہ رکھا تھا اس کے بعد وہ اپنے علاقے واپس چلے گئے اس کے بعد ۵۴۱ھ میں راجر نے دوبارہ بحری بیڑہ بھیجا جو مغربی طرابلس پر لنگر انداز ہوا اور فوج وہیں مقیم ہو گئی۔ انہوں نے خشکی اور سمندر کے راستے سے شہر کا محاصرہ کر لیا جنگ تین دن جاری رہی۔

خانہ جنگی کا بُرا انجام:......انگریزوں کی آمد سے پہلے مسلمان آپس کے اختلافات میں پڑے ہوئے تھے انہوں نے بنو مطروح کو وہاں سے نکال کر غتونہ کے امراء میں سے کسی کو اپنا حکمران بنا لیا تھا وہ اپنی قوم کے ساتھ حج کے لئے نکلا تھا انہوں نے حاکم بنا لیا۔ چنانچہ جب اہل شہر صلیبیوں سے جنگ میں مشغول تھے تو اس وقت بنو مطروح کے حامیوں نے موقع غنیمت جان کر اسے فوج سمیت شہر میں داخل کرا دیا یوں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔

صلیبیوں کو جب خانہ جنگی کا پتہ چلا تو انہوں نے فوراً فصیلوں پر سیڑھیاں لگوا دیں اور ان کے ذریعے فصیلوں پر چڑھ کر شہر میں داخل ہو کر اسے فتح کر لیا اور خوب لوٹا، بہت سے شہری گرفتار کر لئے، چنانچہ وہاں کے بے شمار باشندے عرب اور بربر کی بستیوں کی طرف بھاگ گئے۔

طرابلس صلیبی قبضے کے بعد:......جب صلیبیوں نے جنگ بند کر دی تو عام معافی کا اعلان کر دیا چنانچہ مسلمان واپس آ گئے اور انہیں خراج دینا منظور کر لیا اور چھ ماہ کے عرصے میں ٹوٹ پھوٹ کی درستگی کی۔ ابن مطروح کو اپنا حاکم بنا لیا۔ اس کے بعد سسلی میں یہ اعلان کیا گیا کہ جو شخص طرابلس جانا چاہے وہ جا سکتا ہے چنانچہ لوگ وہاں آ کر آباد ہو گئے اور اس کی آبادی بڑھ گئی۔

افریقہ میں مسلمانوں کا زوال:......ادھر جب صنہاجہ میں نظام سلطنت خراب ہوا تو قابس کے شہر پر بھی کچھ لوگوں نے قبضہ کر لیا اور دوسرے لوگ بھی خودمختار ہو گئے انہی میں ایک امیر ابن کامل بن جامع تھا جو قبیلہ ہلال کی ایک شاخ ریاح سے تعلق رکھتا تھا یہ وہ قبیلہ ہے جسے مصر کے فاطمی خلیفہ المستنصر کے وزیر جرجرائی نے معز بن بادلیس اور اس کی قوم کے خلاف بھیجا تھا انہوں نے سلطنت کمزور کر کے اس کا نظام بگاڑ دیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض علاقے ان کے اور بعض دوسروں کے قبضے میں آ گئے۔

قابس کا حکمران:......بنو دہمان کے قبضے میں قابس کا علاقہ بھی تھا یہاں کے حکمران کا نام رشید تھا جس کا انتقال ہو گیا اس کے بعد اس کے بیٹے محمد بن رشید نے اقتدار سنبھالا اور بڑے بیٹے معمر کو نکال دیا، چھوٹے بیٹے محمد کو، غلام یوسف نے اپنے اثر میں رکھا ہوا تھا یہ خفیہ طور پر ان کے زنان خانے میں آتا جاتا رہتا تھا جہاں رشید کی بیوہ بھی ہوتی تھی ان لوگوں نے مہدیہ کے حاکم سے اس کی شکایت کی تو حاکم حسن بن علی نے یوسف کو اس بارے میں خط لکھا مگر وہ نہ مانا بلکہ دھمکی دی کہ وہ قابس میں صلیبیوں کو بلا لے گا اس لئے مہدیہ کے حاکم نے اس کے خلاف فوجیں بھیجنے کا پروگرام بنا لیا۔

یوسف کا قتل اور افریقہ کا قحط:......ادھر یوسف نے مغربی طرابلس کے صلیبی حکمران سے اپنی اطاعت کا اظہار کیا اور درخواست کی کہ وہ اسے قابس کا حکمران بنا دے جیسا کہ ابن مطروح کو طرابلس میں بنایا ہے۔ مگر شہر والوں کو اس کی اس سازش کی خبر لگ گئی لہٰذا جب حسن بن علی حاکم مہدیہ کی فوج وہاں پہنچیں تو شہر والوں نے ان کے ساتھ مل کر بغاوت کر دی چنانچہ یوسف محل میں محصور ہو گیا مگر شہریوں نے محل پر قبضہ کر لیا اور یوسف

کو گرفتار کر کے محمد کو معزول کر کے معمر کو حکمران بنا دیا، یوسف پر بہت تشدد کیا گیا جس سے وہ مرگیا یوسف کا بھائی عیسیٰ اور بیٹا سسلی کے حاکم راجر کے پاس چلے گئے اور پناہ لے لی۔ ادھر افریقہ سخت مہنگائی اور قحط سالی کا شکار ہو گیا تھا اس لئے وہاں کے اکثر باشندے سسلی چلے گئے بھوک کی شدت سے لوگ ایک دوسرے کا گوشت کھانے لگے اور موت کے حادثات کی کثرت ہوگئی۔

راجر کا راستہ آسان:......اس صورت حال نے راجر کو موقع دے دیا چنانچہ اس نے وہ صلح کا معاہدہ توڑ دیا جو اس کے اور مہدیہ کے حکمران حسن کے درمیان کئی سال سے قائم تھا، لہٰذا اس نے ڈھائی سو کشتیوں کا ایک بحری بیڑہ تیار کیا اور انہیں جنگجو جوانوں اور ہتھیاروں سے لیس کر کے جرجی بن میخائیل کی کمان میں قوصرہ کی طرف روانہ کیا۔ یہ جرجی وہ ہے جو عیسائی بن گیا تھا اور اس کے حالات ہم صنہاجہ اور موحدین کے تذکرے میں بیان کر چکے ہیں۔

بحری بیڑہ:......قوصرہ میں اس نے ایک مہدیہ کی ایک کشتی دیکھی تو اس نے اسے لوٹ لیا اور وہاں ایک ڈاک کا کبوتر پکڑا گیا تو اس نے کبوتر کے پروں سے ایک خط باندھ دیا جس میں لکھا تھا کہ انگریزوں کا بحری بیڑہ قسطنطنیہ سے روانہ ہو کر ۸ صفر کو بندرگاہ کے قریب پہنچے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایسی ہوا چلائی کہ وہ بندرگاہ میں داخل نہیں ہوسکا اس طرح اس کا پروگرام ناکام ہو گیا اس لئے اس نے حسن بن علی کو لکھا کہ ''میں صلح پر قائم ہوں اور میں اس لئے آیا تھا کہ محمد بن رشید کے انتقام کا مطالبہ کروں اور اس کا شہر قابس واپس ہو جائے''۔

مہدیہ کی فتح:......یہ خط پڑھ کر حسن بن علی نے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے مشورہ کیا تو لوگوں نے جنگ کرنے کی رائے دی مگر اس نے خوراک کی کمی کا عذر پیش کر کے جنگ سے گریز کیا، اور اس کے بعد ہلکے پھلکے سامان اُٹھا کر شہر سے بھاگ گیا دوسرے لوگ بھی اپنے اہل وعیال اور سامان سمیت شہر سے نکل گئے اور کچھ لوگ گرجوں میں چھپ گئے۔ اس کے بعد ہوا معتدل ہوگئی اور صلیبی بندرگاہ پہنچ گئے اور بغیر کسی مزاحمت کے شہر میں داخل ہو گئے۔

بحری بیڑے کا افسر جرجی جب محل میں داخل ہوا تو وہاں قیمتی اسباب اور ایسی نایاب چیزیں نظر آئیں جو کہیں نہیں ملتی تھیں پھر اس نے وہاں سے چلے جانے والے باشندوں کے لئے معافی کا اعلان کر دیا چنانچہ جب لوگ آ گئے تو ان پر ٹیکس عائد کر دیا۔

حسن بن علی کا حال:......مہدیہ کا حکمران حسن بن علی اپنے اہل وعیال کے ساتھ ''معلقہ'' نامی جگہ پہنچا وہاں کا حاکم محرز بن زیاد تھا جو قبیلہ ہلالیون کا ایک امیر تھا، راستے میں اسی قبیلہ کا حاکم حسن بن ثعلب ملا، جب وہ محرز بن زیاد کے ہاں پہنچا تو زبردست خیر مقدم کیا گیا اور محرز نے اس سے اچھا سلوک کیا کیونکہ وہ اسے عربوں پر ترجیح دیتا اور اس کی بہت عزت کرتا تھا۔ حسن اس کے پاس ایک مہینے تک رہا پھر اس نے مصر جانے کا پروگرام بنایا مگر جرجی کے بیڑے نے اس کا راستہ روکا ہوا تھا اس لئے اس نے یہ پروگرام ختم کر دیا پھر اس نے مغرب میں موحدین کے خاندان کے بادشاہ عبدالمومن کے پاس جانے کا ارادہ کیا راستے میں اس کا چچازاد بھائی یحییٰ بن عبدالعزیز بجایہ میں رہتا تھا لہٰذا اس نے اپنے تینوں بیٹوں یحییٰ، تمیم اور علی کو وہاں بھیج کر اپنے آنے کی اجازت مانگی جو اس نے دے دی۔ اور ایک شخص کو بھیجا جو اسے جزائر بنی مذعنہ پہنچا دے۔ یحییٰ نے اس کی اور اس کی اولاد کی کفالت کی ذمہ داری لے لی۔ پھر عبدالمومن نے ۵۴۴ھ میں بجایہ فتح کر لیا۔

شمالی افریقہ میں مزید صلیبی قبضے:......اس کے بعد جرجی نے ایک دوسرا بحری بیڑہ تیار کر کے صنعاقس بھیجا عرب والے ان کی مدد کے لئے آئے اور جنگ کے لئے بالکل تیار ہو گئے تو صلیبی پیچھے ہٹ گئے اور پھر آگے بڑھ کر انہیں شکست دے دی اور اہل عرب بھی وہاں سے چلے گئے چنانچہ صلیبیوں نے ۱۳ صفر کو شہر فتح کر لیا پہلے تو انہوں نے قتل عام کیا پھر ان کو پناہ دے دی اور ان کے قیدیوں سے تاوان وصول کیا اور ٹیکس بھی عائد کر دیا۔ سوسہ کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ پھر سسلی کے حاکم راجر نے افریقہ کے ساحل کے باشندوں کے لئے امن وامان کا اعلان کیا اور ان کے ساتھ مختلف وعدے کئے گئے۔

اقلیبیہ میں ناکامی:......اس کے بعد جرجی تیونس کے ساحلی علاقے اقلیبیہ تک پہنچ گیا وہاں بھی اہل عرب کا لشکر جمع ہو گیا انہوں نے صلیبیوں سے

لڑ کر انہیں شکست دی اور وہ ناکام ہو کر مہدیہ واپس چلے گئے۔

صلیبیوں کے اختلافات:......سسلی کے حاکم راجر اور قسطنطنیہ میں روم کے بادشاہ کے درمیان کوئی جھگڑا پڑ گیا جس کی وجہ سے راجر کی افریقہ میں مہم رُک گئی اس فتنہ وفساد کا بانی مہدیہ کا حکمران جرجی تھا مگر جب وہ ۵۴۶ھ میں مر گیا تو فتنہ فساد ختم ہو گیا اور پھر راجر کا کوئی مخالف باقی نہیں رہا۔

بونہ کی فتح:......پھر ۵۴۸ھ میں بونہ شہر کی طرف راجر نے بحری بیڑہ بھیجا جس کا کمانڈر وقتات المہدوی تھا اس نے شہر کا محاصرہ کیا اور اس کے لئے عربوں سے مدد مانگی چنانچہ یہ شہر فتح ہو گیا اس کے بعد اس نے خوب قتل عام کیا مگر علماء اور مذہبی رہنماؤں کو چھوڑ دیا تو وہ اہل وعیال اور اسباب سمیت دیہاتوں کی طرف نکل گئے۔ وہاں وقتات دس دن مقیم رہا پھر وہ مہدیہ ہوتے ہوئے سسلی واپس آ گیا۔

راجر کی ہلاکت:......اس نرمی کو راجر نے بہت ناپسند کیا چنانچہ اس نے کمانڈر وقتات کو قید کر دیا اور اس پر مذہب کے خلاف الزامات بھی لگائے چنانچہ بڑے بڑے پادریوں نے جمع ہو کر اسے زندہ جلا دیا۔ اس کے بعد راجر دوم بیس سال حکومت کر کے بعد وفات پا گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ولیم حکمران بنا وہ خود نیک انسان تھا مگر اس کا وزیر مائق البرقیانی کا انتظام بُرا تھا اس لئے قلعہ سسلی اور قلوریہ کے باشندے اس کے مخالف بن گئے اور اس کے امراء افریقیوں پر ظلم کرنے لگے۔

عسقلان پر قبضہ:......عسقلان فاطمی حکمران ظافر علوی کے زیر کنٹرول تھا، صلیبی فوجیں بار بار اس کا محاصرہ کر لیتی تھیں۔ مصر کے وزراء مال، فوج اور ہتھیاروں سے اس کا دفاع کرتے تھے کیونکہ یہی لوگ حکمرانوں پر حاوی تھے، جب ۵۴۸ھ میں ابن السلار کا قتل ہوا تو مصر کے سیاسی حالات خراب ہو گئے اور پھر عباس وہاں وزیر بنا، اس دور خرابی میں صلیبی افواج شام سے روانہ ہوئیں اور انہوں نے عسقلان کا محاصرہ کر لیا مگر انہیں ناکامی ہوئی۔ اس کے بعد شہر کے باشندے اختلافات کا شکار ہو گئے حتیٰ کہ آپس میں تلواریں چل گئیں، یہ موقع غنیمت جان کر شہر پر قبضہ کر کے اسے اچھی طرح لوٹا۔

ابوالحسین غریانی:......راجر دوم کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ولیم بادشاہ بنا تھا مگر اس کے وزیر کا انتظام خراب تھا اس لئے لوگ مخالف ہو گئے اس مخالفت کی اطلاع افریقہ کے ان مسلمانوں کو بھی ملی جو ان کے ماتحت تھے۔ اس سے پہلے راجر نے شہر صنعاقس فتح کر کے ابوالحسین غریانی نامی مسلمان کو ان کا حاکم بنا دیا تھا وہ بڑا عالم اور دین دار انسان تھا، جب حکومت اس سے نہ سنبھلی تو اس نے اپنے بیٹے عمر کو حاکم بنانے کا ارادہ کیا تو راجر نے اسے حاکم مقرر کر دیا اور ابوالحسین کو سسلی بلوا کر یرغمال بنا کر رکھ لیا۔

ابوالحسین کی وصیت:......ابوالحسین نے اپنے بیٹے عمر کو یہ وصیت کی کہ ''میرے پیارے بیٹے، میں تو بوڑھا ہو چکا اور موت قریب آ گئی ہے اس لئے تمہیں جب موقع ملے مسلمانوں کو دشمن کے چنگل سے آزاد کرا لینا اور میرے بارے میں کوئی فکر مت کرو۔

مسلمان علاقوں کی بازیابی:......چنانچہ سسلی کے اس بادشاہ کے نظام میں خرابی واقع ہوئی تو عمر نے صنعاقس کے باشندوں کو بلا کر انہیں صلیبیوں کے خلاف بغاوت پر تیار کیا چنانچہ انہوں نے بغاوت کر دی اور ۵۵۱ھ میں انگریزوں کو مار ڈالا۔ اس کے بعد ابویحییٰ بن مطروح طرابلس میں اور محمد بن رشید قابس پہنچ گئے اور حکومت سنبھال لی۔ ادھر عبدالمومن کا لشکر بونہ پہنچا اور قبضہ کر لیا اسی طرح مہدیہ، سوسہ اور مکمل افریقہ سے صلیبی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

ابوالحسین کی شہادت:......عمر غریانی نے مہدیہ کے قریب رہنے والے اہل زویلہ کو یہ پیغام دیا کہ اپنے ساتھ موجود صلیبیوں پر حملہ کر دیں چنانچہ آس پاس کے لوگوں کی مدد سے انہوں نے ان صلیبیوں پر حملہ کر دیا پھر انہوں نے مہدیہ کے انگریزوں سے بھی جنگ لڑی اور ان کی خوراک کی رسد بند کر دی۔ سسلی کے حکمران کو جب یہ پتہ چلا تو اس نے عمر غریانی کو پیغام بھیجا اور اس کے باپ کے قتل کی دھمکی دی مگر عمر نے قاصد کو نقلی جنازہ دکھا کر کہا کہ میں نے اپنے باپ کو دفن کر دیا ہے چنانچہ قاصد سے یہ حالات سن کر سسلی کے حاکم نے ابوالحسین کو سولی دے دی چنانچہ وہ شہید ہو گیا۔

اہل زویلہ پر ظلم:......صنعاقس سے مجاہدین اور عرب مجاہدین زویلہ پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے مل کر مہدیہ کا محاصرہ کر لیا۔ سسلی کے بادشاہ نے

مہدیہ کے لوگوں کو خوراک اور اسلحہ فراہم کر دیا اور عربوں کو مال و دولت دے کر ساتھیوں کو چھوڑنے کی لالچ دینے کی کوشش کی۔ پھر جنگ ہوئی تو اہل عرب شکست کھا گئے اور صنعاقس والے بھی بحری راستے سے اپنے شہر چلے گئے۔ انگریزوں نے ان کا پیچھا کر کے انہیں زویلہ کے قریب پکڑ لیا اور قتل کر کے زویلہ میں گھس گئے اور وہاں موجود لوگوں کا بھی قتل عام کیا۔

اہل زویلہ کی فریاد:......صلیبیوں کے ان مظالم کی فریاد کرنے کے لئے وہ لوگ مغرب کے بادشاہ عبدالمومن کی خدمت میں پہنچے اور مدد کی درخواست کی عبدالمومن نے فریادرسی کرتے ہوئے مدد کرنے کا وعدہ کر لیا۔ یہ لوگ ان کی مہمان نوازی سے بہرہ مند ہوتے رہے پھر عبدالمومن نے تیاری کی اور حکام کو احکامات جاری کئے کہ وہ پیداوار وصول کریں اور زراعت کو ترقی دینے کے لئے کنویں کھدوائیں۔ اس کے بعد ماہ صفر ۵۵۴ھ کو ایک لاکھ فوج لے کر روانہ ہو گیا۔

سلطان عبدالمومن میدان میں:......عبدالمؤمن کی اگلی فوج حسن بن علی (حاکم مہدیہ) کی کمان میں تھی۔ اس نے اس سال کے درمیان میں تیونس کا محاصرہ کر لیا وہاں صنہاجہ سلطنت کا بچا ہوا ایک حاکم احمد بن خُراسان تھا۔ مسلمان بحری بیڑہ سمندر کے دوسری طرف سے اس کا گھیراؤ کرنے پہنچ گیا۔ چنانچہ شہر کے دس اہم افراد شہر پناہ سے اتر کر آئے اور اپنے اور تمام اہل شہر کے لئے جان کی امان مانگی لہٰذا عبدالمومن نے اس شرط پہ امان دے دی کہ وہ اپنے مال میں انہیں شریک کریں گے اور احمد بن خُراسان کو پکڑ کر ان کے حوالے کریں گے۔ چنانچہ جب یہ معاہدہ مکمل ہو گیا تو عبدالمومن فوج لے کر مہدیہ روانہ ہو گیا۔

مہدیہ کا طویل محاصرہ:......شاہ عبدالمؤمن کا بحری بیڑہ سمندر میں اس کے آگے تھا وہاں یہ لشکر اسی سال پندرہ رجب کو پہنچ گیا وہاں انگریزوں کے شہزادے اور کمانڈر موجود تھے، انگریزوں نے مہدیہ سے تھوڑی دور ''زویلہ'' کو تباہ کر دیا تھا لہٰذا شاہ عبدالمؤمن نے اسے اسی وقت آباد کرا دیا۔ مہدیہ سے باہر میدان مسلمان فوج سے پُر ہو گیا اس نے چند دن تک شہر کا محاصرہ کئے رکھا۔ چونکہ خشکی کے راستے سے جنگ کا میدان بہت تنگ تھا اور سمندر اس کو محیط کئے ہوئے تھا اس لئے سمندر میں یہ شہر ایک ایسے ہاتھ کی مانند تھا جس کا بازو خشک زمین پر ہو۔ بہرحال شاہ عبدالمؤمن نے بحری بیڑے سے سمندر میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ شاہ عبدالمؤمن خود حسن بن علی کے ساتھ بحری بیڑے میں سوار ہو کر سمندر میں چاروں طرف سے شہر کا معائنہ کرتا رہا تو پتہ چلا کہ شہر سمندری راستے سے تو بہت ہی محفوظ ہے۔ اس لئے اس نے محاصرہ لمبا کر کے خوراک اور رسد جمع کر لی۔

صلیبی بحری بیڑے کی شکست:......محاصرے کے دوران ہی، صنعاقس، طرابلس اور حیال تفوسہ کے لوگوں نے عبدالمؤمن سے اس کی اطاعت قبول کرنے کا اظہار کیا، ادھر اس نے قابس کو لشکر بھیج کر فتح کر لیا اور اپنے بیٹے عبداللہ کو آس پاس کے علاقوں میں بھیجا چنانچہ اس نے کئی علاقے فتح کر لئے۔ جب ماہ شعبان کی آخری تاریخ تھی تو سسلی سے ایک مسلح بیڑہ جو دو سو کشتیوں پر مشتمل تھا، آیا اور ایک جزیرہ تباہ کر دیا۔

اس کے بعد سسلی کے حکمران نے پیغام دیا کہ اس کا بحری بیڑہ مہدیہ کی طرف بڑھ رہا ہے، جب وہ بندرگاہ کے قریب پہنچا تو عبدالمؤمن کی فوج نے اس پر حملہ کر دیا اس وقت اس کی فوج خشکی پر تھی۔ یہ حالت دیکھ کر عبدالمؤمن اللہ کے سامنے سجدے میں گر گیا اور چہرے پر مٹی مل کر اللہ سے فتح کی دُعا کی، اور دُعا قبول ہوئی، چنانچہ صلیبی شکست کھا کر بھاگ گئے۔

مہدیہ کی فتح:......اس کے بعد مہدیہ کے باشندوں نے فوجی مدد سے مایوس ہو کر محاصرے کو ایک سال مزید برداشت کیا اور جب بہت ہی زیادہ تنگ ہو گئے تو انہوں نے شاہ عبدالمؤمن کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ عبدالمؤمن نے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی مگر انہوں نے انکار کر دیا مگر زبانی طور پر اطاعت کا اقرار کرتے رہے آخر کار بادشاہ نے انہیں جان کی امان دے کر وہاں سے چلے جانے کے لئے کشتیاں دے دیں اور وہ ان کشتیوں میں سوار ہو گئے اور چونکہ ان دنوں سردی تھی اس لئے سمندر میں طوفان آ گیا اور اکثر صلیبی ڈوب کر مر گئے کچھ لوگ ہی زندہ بچ سکے۔

آخر کار شاہ عبدالمؤمن نے مہدیہ پر ماہ محرم ۵۵۵ھ میں قبضہ کر کے وہاں سے بارہ سال پر محیط صلیبی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

مہدیہ میں حسن کی پھر حکمرانی:......شاہ عبدالمؤمن بیس دن تک وہاں رہا، ان دنوں میں اس نے شہر کے حالات درست کئے، فوج کے حفاظتی دستے مقرر کئے اور خوراک کا سامان مہیا کیا اور اپنے ایک ساتھی کو وہاں کا حکمران مقرر کر کے اس کے ساتھ حسن بن علی (سابق حکمران) کو بھی رکھا اور حاکم کو اس کی ہدایات اور مشوروں پر چلنے کی ہدایت کی۔ حسن اور اس کے لئے جاگیریں مقرر کر دیں۔

شیر کوہ کا مصر پر حملہ:......۵۰۹ھ میں سلطان نورالدین عادل زنگی نے سلطان صلاح الدین ایوبی کے چچا اسد الدین شیر کوہ کو فاطمی خلیفہ عاضد کے وزیر شاور کی مدد کرنے کے لئے بھیجا جو کہ ضرغام نامی حریف سے لڑ رہا تھا۔ پھر نورالدین خود بھی دمشق سے اپنی فوج لے کر صلیبیوں کی طرف چل دیا تا کہ صلیبی شیر کوہ کے خلاف نہ لڑ سکیں۔ جب شیر کوہ مصر پہنچا تو ضرغام کا بھائی ناصر الدین مصری فوجیں لے کر اس سے لڑنے آیا مگر شیر کوہ نے انہے تنیس کے مقام پر شکست دے دی اور قاہرہ تک پیچھا بھی کیا۔

پھر اسی سال قاہرہ پہنچ کر شاور کو مصر کا وزیر بنا دیا مگر شاور نے جلد ہی معاہدے کی خلاف ورزی کر دی کیونکہ وہ شیر کوہ سے خوفزدہ تھا اس لئے خفیہ طور پر انگریزوں کو شیر کوہ کے خلاف جنگ کرنے بلوایا۔ اور انہیں بہت مال ودولت دینے کی لالچ دی چنانچہ صلیبیوں نے مصری علاقے قبضہ کرنے کا پروگرام بنالیا۔ بیت المقدس کا صلیبی حاکم انگریز فوجوں کو لے کر روانہ ہوا اس کے ساتھ مسلمانوں کی فوجیں بھی شامل ہو گئیں اور سب کے سب شیر کوہ سے لڑنے کے لئے روانہ ہو گئے۔ چنانچہ بلبیس نامی جگہ پر اس کا محاصرہ کیا جو تین دن جاری رہا مگر وہ اس میں ناکام رہے۔

صلح کی کوشش:......پھر انہیں یہ اطلاع ملی کہ نورالدین عادل نے ان کے ساتھی صلیبیوں کو خارد کے مقام پر شکست دی ہے اور خارد کی فتح کے بعد بانیاس روانہ ہو گیا ہے تو یہ خبر سن کر ان کے ہوش اُڑ گئے لہٰذا انہوں نے شیر کوہ سے صلح کی درخواست کی لہٰذا وہ بھی صلح کر کے بلبیس سے شام کی طرف روانہ ہو گیا۔

دوبارہ جنگ:......۵۶۲ھ میں سلطان اسد الدین شیر کوہ دوبارہ مصر آیا اور اس نے دریائے نیل فطیح کے مقام سے عبور کر لیا اور جزیرے میں اتر گیا۔ یہ اطلاع پا کر مصر کے وزیر شاور نے صلیبیوں سے مدد مانگی تو وہ مدد کے لئے روانہ ہو گئے اس وقت تک شیر کوہ مصر کے بالائی حصے میں پہنچ گیا تھا اس لئے مصری اور صلیبی افواج اس کے پیچھے روانہ ہوئیں اور اسے جالیا۔ شیر کوہ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا۔ وہ سب جنگ بندی پر متفق تھے۔

شیر کوہ کی کامیاب حکمت عملی:......چنانچہ صلیبی اور مصری افواج وہاں پہنچیں تو وہ صف بندی کر رہا تھا۔ لہٰذا اس نے فوج کے قلب میں صلیبی افواج کے حملے کے خوف سے راشد کو اپنا نائب بنایا اور خود اپنے معتبر اور دلیر ساتھیوں کے ساتھ میمنہ میں شامل ہو گیا۔

لہٰذا صلیبیوں نے اس لشکر کے قلب پر حملہ کیا اور فوج کے اس حصے کو شکست دے کر ان کا پیچھا کرنے لگے۔ ادھر شیر کوہ نے یہ حکمت عملی اختیار کی کہ ان کی فوج کے پچھلے حصے پر حملہ کر کے اسے بھگا دیا اور ان کا خوب قتل عام کیا۔ پھر جب صلیبی فوج قلب لشکر کے تعاقب سے واپس آئی تو اسے یہ حال دیکھ کر اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت بھاگنا پڑا لہٰذا وہ سب مصر چلے گئے۔

صلح اور اس کی شرائط:......اس کے بعد اسد الدین نے اسکندریہ پہنچ کر صلح وامان کے ساتھ اسے فتح کر لیا اور اپنے بھتیجے صلاح الدین ایوبی کو وہاں کا گورنر بنا دیا۔ پھر جب صلیبیوں نے اس کا محاصرہ کیا تو شیر کوہ بالائی مصر سے فوج لے کر پہنچا۔ چنانچہ صلیبیوں نے صلح کا پیغام دیا تو شیر کوہ نے صلح کی چند شرائط پیش کیں۔

(۱) پچاس ہزار تاوان جنگ دیا جائے (۲) کوئی انگریز اس شہر میں نہیں رہے گا (۳) وہ شہر کی کسی چیز پر قبضہ نہیں کریں گے۔ چنانچہ انگریزوں نے یہ شرائط قبول کر لیں اور شام واپس چلے گئے۔

قاہرہ میں صلیبی معاہدہ:......پھر مصریوں نے اسکندریہ پر قبضہ کر لیا اور پھر مصریوں اور صلیبیوں کے درمیان یہ معاہدہ ہوا کہ قاہرہ میں ان کی نگران فوج رہے گی اور اس کو قاہرہ کے دروازے کھولنے اور بند کرنے کا اختیار ہو گا۔ انہوں نے یہ شرط بھی رکھی کہ مصر کے خراج میں سے انگریزوں کو ایک

لاکھ دینار سالانہ دیئے جائیں گے پھر اس معاہدے کے بعد انگریز فوج شام کے ساحل پر اپنے شہروں کی طرف واپس چلی گئی۔

قاہرہ کا صلیبی محاصرہ: ......اس کے بعد قاہرہ میں موجود انگریزوں کے حامیوں نے انہیں پیغام دیا کہ قاہرہ پر قبضہ کرنے میں ہم آپ کی مدد کریں گے۔ اس وقت شام کا انگریز حکمران ''مری'' تھا اس جیسا عقلمند اور دلیر انگریز حاکم پہلے کوئی نہیں آیا تھا۔ اس نے مشورہ دیا کہ مصر سے خراج وصول کرنا اسے فتح کرنے سے زیادہ آسان ہے۔ کیونکہ یہ بھی ممکن ہے وہ مجبور ہو کر اپنا ملک نورالدین کو دے دیں۔ لیکن بہر حال ان کے بادشاہ کو ہم سے پہلے ہی ہم سے صلح کرنے کی ضرورت پڑی تھی۔ مگر صلیبی نہ مانے اور بولے کہ مصر کو فتح کر کے ہماری طاقت بڑھ جائے گی۔ چنانچہ مجبور ہو کر بادشاہ نے ان کی رائے مان لی اور وہ سب مل کر مصر روانہ ہو گئے۔

چنانچہ یہ فوجیں صفر ۵۶۴ھ میں تنیس پہنچ گئیں اور اسے فتح کر کے وہاں لوٹ مار مچادی اور پھر قاہرہ کا محاصرہ کر لیا۔

مصر میں آگ: ......مصری وزیر مختار شاور نے مصر میں آگ لگا دینے کا حکم دیا اور یہ بھی کہ اس کے باسی قاہرہ ہجرت کر جائیں چنانچہ وہ شہر اور اس کے باشندوں کا مال خوب لوٹا گیا اور اسے آگ لگا دی گئی۔ یہ آگ انگریزوں کی آمد سے دو دن پہلے لگی تھی مگر دو مہینے بعد بھی نہ بجھ سکی۔

مصری، صلیبی صلح: ......مصر کے فاطمی خلیفہ عاضد نے مدد کے لئے نورالدین زنگی سے فریاد کی مگر جب محاصرہ سخت ہوتا چلا گیا تو مصر کے وزیر شاور نے صلیبی حکمران کو دس لاکھ دینار پر صلح کرنے کی تجویز دی اور اس کے ساتھ ساتھ یہ دھمکی بھی دی کہ ورنہ سلطان زنگی کی افواج یہاں پہنچ جائیں گی۔ چنانچہ انگریز صلیبیوں نے اس کی تجویز تسلیم کر لی اور مصری حکومت کی طرف سے ایک لاکھ دینار انہیں دے دیئے گئے اور بقایا رقم مال کی وصولی کے بعد دینے کا وعدہ کیا مگر مال ہی وصول نہ ہو سکا اس لئے صلیبی بقایا رقم کا مطالبہ کرتے رہے۔

شیر کوہ کی مصر طلبی: ......اس درمیانی عرصے میں مصریوں نے سلطان زنگی سے پھر مدد کی درخواست کی اور لکھا کہ شیر کوہ کو ان کے ہاں فوج دے کر بھیجا جائے ان کا لشکر مصر ہی میں قیام کرے گا اور اس کے بدلے مصر والے مصر کی آمدنی کا تہائی حصہ ادا کریں گے اور اسد شیر کوہ کو جاگیریں دیں گے اور ان کی فوج کو تمام اخراجات بھی دیں گے۔ چنانچہ سلطان نورالدین زنگی نے اسد شیر کوہ کو اس کی جاگیر حمص سے بلوا کر مصر کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا۔

شیر کوہ کی روانگی: ......سلطان نے مال مویشی، سواری کے گھوڑوں، اور ہتھیاروں کے علاوہ دو لاکھ دینار بھی دیئے اور شیر کوہ کو فوج اور خزانے کا خود مختار کمانڈر اعلیٰ بنا دیا چنانچہ شیر کوہ چھ ہزار سپاہ کے ساتھ روانہ ہوا اس نے فوج کی خامیاں دور کیں اور ہر فوجی سوار کے لئے بیس دینار مقرر کئے۔ اس کے ساتھ دوسرے امراء اور دیگر حکام بھی شامل تھے جن میں اس کا آزاد کردہ غلام خرد یک، عزالدین قلیج، شرف الدین بن بخش، عین الدولہ یاروتی، قطب الدین نیال بن حسان اور اس کے بھائی ایوب کا ہونہار بیٹا یوسف صلاح الدین (ایوبی) اہم لوگ تھے۔

مصر سے صلیبیوں کا فرار: ......اسد شیر کوہ جب مصر کے قریب پہنچا تو وہاں سے صلیبی افواج بھاگ گئیں اور اپنے شہروں کو لوٹ گئیں۔ اور شیر کوہ سال کے وسط میں مصر میں داخل ہو گیا۔ جہاں فاطمی خلیفہ عاضد نے اس کا خیر مقدم کیا اور اسے خلعت فاخر عطا کی اور اس کی فوج کے وظائف بھی مقرر کر دیئے۔

غدار وزیر کا قتل: ......مصر کے وزیر شاور نے اس مرتبہ بھی متفقہ معاہدے کو پورا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیا اور شیر کوہ کو گرفتار کر کے اس کی فوجوں کو صلیبیوں کے مقابلے میں استعمال کرنے کی سازش بنالی، مگر سازش ناکام ہو گئی کیونکہ شیر کوہ نے اس کے بُرے ارادے بھانپ لئے تھے لہٰذا شیر کوہ کے بھتیجے صلاح الدین اور غلام خرد یک نے غدار وزیر کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب واصل جہنم کر دیا۔

شیر کوہ مالک مصر: ......اس کے بعد عاضد نے اپنی سلطنت کا انتظام شیر کوہ کے حوالے کر دیا اس کی صلیبی فوج وہاں پہنچ نہ سکی۔ پھر شیر کوہ کی وفات کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی نے مصر کی سلطنت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا پھر یہ اسلامی ملک انگریزوں کی یلغار سے محفوظ ہو گیا جیسا کہ ہم

سلطان کے حالات میں بیان کریں گے۔

دمیاط کا محاصرہ: ...... جب اسد شیر کوہ نے مصر فتح کیا تو انگریزوں کو یہ خطرہ ہوا کہ کہیں وہ شام اور شام کے ساحل پر صلیبی مقبوضات پر قبضہ نہ کر لے اس لئے انہوں نے اپنی قوم اور خاندان کے ان باشندوں کو خطوط لکھے جو جزائر سسلی اور فرانس میں تھے، کہ وہ مصر فتح کرنے میں ان کی مدد کریں۔ پھر انہوں نے بیت المقدس سے اپنے مذہبی رہنماؤں اور پادریوں کو بھی ان علاقوں میں بھیجا تاکہ وہ انہیں مذہبی جوش دلا کر اپنی حمایت پر تیار کریں۔ انہوں نے ان نئے انگریز باشندوں سے مصر کے شہر دمیاط آنے کا وعدہ لیا تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ وہ اس شہر پر قبضہ کر کے پورے مصر کو فتح کرنے کا ذریعہ بنائیں گے لہٰذا وہ سب کے سب دمیاط کے قریب جمع ہو گئے اور سلطان صلاح الدین کے ابتدائی عہد حکومت میں اس کا محاصرہ کر لیا۔

محاصرے میں ناکامی: ...... چنانچہ سلطان صلاح الدین نے شہریوں کی مالی اور فوجی مدد کی اور خود بھی وہاں پہنچ گیا، اس نے سلطان نور الدین کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ بہت جلد مصر کے لئے فوجی کمک بھیج دے کیونکہ مصر خطرے میں ہے چنانچہ سلطان زنگی نے اس پیغام کے بعد لگاتار فوجی کمک بھیجی اور خود بھی فوج لے کر صلیبی کنٹرول والے علاقوں کی طرف بڑھا اور ان علاقوں کو تباہ کر کے رکھ دیا ادھر انگریز افواج نے پچاس دن تک دمیاط کا محاصرہ کیا اور اس کے بعد انہوں نے محاصرہ ختم کر دیا۔

صلیبیوں نے شام میں زنگی خاندان کے دور حکومت اور ایوبی خاندان کے دور میں جو حملے کئے تھے ان کے حالات ان دونوں حکومتوں کے حالات میں بیان کئے جائیں گے۔ ادھر صرف وہ واقعات بیان کئے جا رہے ہیں جن کا تعلق صرف قسطنطنیہ کو روم کے قبضے سے چھین لینے سے ہے۔

قسطنطنیہ کی فتح: ...... جب ان انگریزوں نے اسلامی علاقوں پر قبضہ کر لیا تو انکے تعلقات قسطنطنیہ کی رومی حکومت کے ساتھ بھی بدلتے رہے چنانچہ کبھی جنگ چھڑ جاتی اور کبھی صلح ہو جاتی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان صلیبیوں نے پہلے مسلمانوں کے ان علاقوں پر قبضہ کیا جو رومی سرحدوں کے قریب تھے یہ علاقے پہلے مسلمانوں نے رومیوں سے چھینے تھے اس لئے رومیوں نے مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کی مدد کی۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر کار صلیبیوں نے رومیوں سے قسطنطنیہ بھی چھین لیا اور دار الحکومت رومیوں کے ہاتھ سے نکل گیا اور ایک عرصے تک صلیبیوں کے ہاتھ میں رہا۔ آخر کار ایک مذہبی رہنما شکری نے صلیبیوں سے قسطنطنیہ دوبارہ چھین لیا۔

صلیبی فتح کے اسباب: ...... اس فتح کا سبب یہ واقعات تھے کہ روم کے بادشاہوں نے انگریز حکمرانوں کے ہاں شادیاں کر لی تھیں یعنی ان کی ایک بیٹی کی شادی روم کے بادشاہ سے ہوگئی اس کے بطن سے ایک بیٹا پیدا ہوا اس کے بچے کا ماموں افرنسیس تھا۔ اس کا چچا اس پر حملہ آور ہوا اور ملک اس کے باپ کے قبضے سے چھین لیا۔ تو یہ لڑکا بھاگ کر اپنے ماموں شاہ افرنسیس کے پاس چلا گیا، یہ اس وقت وہاں پہنچا جب صلیبی افواج صلاح الدین ایوبی سے بیت المقدس چھڑانے کی کوشش کر رہی تھیں کیونکہ صلاح الدین اسے فتح کر چکا تھا لہٰذا اسے چھڑانے کے لئے یورپ سے تین حکمران آئے ہوئے تھے۔

ان میں سے ایک تو وینس کا حاکم دموس تھا جو اس بحری بیڑے کا مالک تھا جس میں سوار ہو کر وہ اور اس کی فوج آئی ہوئی تھی یہ نابینا اور بوڑھا شخص تھا اور گائیڈ کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ دوسرا شاہ افرنسیس کا نمائندہ تھا جو مارکویس کے نام سے مشہور تھا، تیسرا حاکم کبد اقلید کے نام سے مشہور تھا اس کی فوج کی تعداد سب سے زیادہ تھی چنانچہ شاہ افرنسیس نے اپنے بھانجے کو ان کے ساتھ بھیجا اور فوج کو ہدایت کی کہ وہ قسطنطنیہ میں اس کی بادشاہت کی حمایت کریں۔

انگریز کا بھانجہ بادشاہ: ...... ماہ ذوالقعدہ ۵۹۹ھ میں یہ لشکر قسطنطنیہ پہنچا چنانچہ اس لڑکے کا چچا لشکر لے آیا اور لڑتا رہا۔ ادھر لڑکے کے حامیوں نے شہر میں آگ لگا دی جس کی وجہ سے اس کا لشکر پریشان ہو کر بھاگ نکلا اور اس کا چچا بھی فرار ہو گیا ان صلیبی گماشتوں نے اس لڑکے کو بادشاہ بنا دیا اور اس لڑکے کے والد کو قید سے رہا کرا دیا۔

انگریزوں کی لوٹ مار اور قبضہ:......مگر اس کے بعد حکومت پر خود قابض ہو گئے، عوام کا مال ضبط کر لیا اور فروخت کے مال پر بھی ہاتھ صاف کر دیا وہاں کے گرجوں میں صلیبوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں کے بتوں پر جو سونا چڑھا ہوا تھا وہ بھی نکال لیا ایک انجیل سونے سے مرصع تھی اس میں سے بھی سونا غائب کر دیا۔

شہریوں کی بغاوت اور ان کا محاصرہ:......رومیوں کو یہ حرکت بہت ناگوار گذری چنانچہ انہوں نے اس لڑکے کو قتل کر دیا اور شہر سے تمام صلیبی انگریزوں کو نکال دیا۔ یہ واقعہ ۶۰۰ھ کے درمیانی عرصے میں ہوا، پھر انگریزوں نے شہر کے باہر پڑاؤ کر کے شہر والوں کا محاصرہ کر لیا چنانچہ رومیوں نے قونیہ کے حکمران رکن الدین سلیمان بن قلیچ ارسلان سے اس کی فریاد کی مگر اس نے ان کی کوئی مدد نہیں کی شہر میں ان انگریزوں میں سے بہت سے لوگ رہ گئے جن کی تعداد تین ہزار بتائی جاتی ہے۔

صلیبی انگریزوں کے ہاتھوں صلیبی رومیوں کا قتل:......پھر جب رومی افواج شہر سے باہر ان انگریزوں سے لڑ رہی تھیں تو اندر ان انگریزوں نے بغاوت کر دی اور شہر میں دوبارہ آگ لگا دی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہر کے باہر موجود انگریز افواج شہر میں گھس گئیں اور لوٹ مار کرنے لگیں۔ اس دوران بہت سے رومی گرجوں میں جا کر چھپ گئے ان کا بڑا گرجا ,,سولیا,,تھا مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا قتل وغارت روکنے کے لئے شہر کے بڑے پادری انجیل اور صلیب لے کر نکلے انگریزوں نے انہیں بھی قتل کر دیا۔

بادشاہت کا جھگڑا:......اس کے بعد اب تینوں انگریز حاکموں کے درمیان قسطنطنیہ کی ملکیت کے بارے میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ آخر میں قرعہ ڈالا گیا جس میں نام ,,کبد اقلید,,کا نکلا چنانچہ قسطنطنیہ کا بادشاہ وہ بنا، مگر شرط یہ رکھی گئی کہ سمندری جزیرے یعنی امریطش اور روڈس وغیرہ وینس کے حاکم دموس کے زیر کنٹرول رہیں گے اور افرنسیس کے نمائندہ مارکویس کے ہاتھ میں خلیج کا مشرقی حصہ ہو گا مگر کسی کو کچھ نہ ملا البتہ کبد اقلید قسطنطنیہ کا حاکم بن گیا اور تا حیات بادشاہ رہا۔

خلیج کے مشرقی حصے پر روم کے ایک بڑے پادری نے قبضہ کر لیا تھا اس کا نام شکری تھا۔ اور وہ انگریز بادشاہ کے مرنے کے بعد قسطنطنیہ پر بھی قابض ہو گیا اور اس نے یہ شہر یورپی انگریز صلیبیوں کے ہاتھ سے چھین لیا۔

دیار بکر میں بنوارتق کی سلطنت

ارتق بن اکسک:...... ارتق بن اکسک جسے اکست بھی کہا جاتا ہے سلجوقی حکمران الپ ارسلان کا غلام تھا، اس نے اس کی حکومت میں اہم کارنامے انجام دیئے تھے اور یہ حلوان اور اس کے نزدیکی عراقی قلعوں کا حکمران تھا،

۴۷۷ھ میں جب سلطان ملک شاہ نے موصل کے محاصرہ کیلئے فخر الدولہ بن جہیر کی کمان میں فوجیں روانہ کیں تھیں تو اس نے ان کے بعد ارتق کی کمان میں بھی ایک اور لشکر اس کے محاصرہ پر بھیجا، مگر اسے مسلم بن قریش نے شکست دیدی۔

پھر اس نے آمد کا محاصرہ کیا اور خفیہ طور پر محاصرہ توڑنے کا سمجھوتہ بھی کر لیا اور شرط لگائی کہ مال ودولت دیا جائے چنانچہ اس کے بعد وہ رقہ بھاگ گیا اپنی اس حرکت کی وجہ سے اسے اپنی جان کا خوف لاحق ہوا تو سلطان تتش سے ملنے کی کوشش کی اور حلب کا حکمران بننے کے چکر میں حلب گیا مگر سلطان تتش نے اس سے مقابلہ کر کے اسے شکست دی مگر ارتق نے جنگ میں اپنی بہادری کا سکہ ضرور جما دیا۔ اس کے بعد تتش حلب پہنچا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کا نگران حاکم ابن الحسین جان بچا کر ارتق کے پاس پہنچ گیا ارتق نے اسے تتش کے چنگل سے بچا لیا۔

ارتق کی موت:......۴۸۳ھ میں بیت المقدس میں ارتق کا انتقال ہو گیا اور اس کے دونوں بیٹے اس کے جانشین بنے ان کے پاس رہا اور سروج کے شہر تھے بیٹوں کے نام ایلغازی اور سقمان تھے۔

یہی سقمان اس محاصرہ میں شامل تھا جو ۴۶۱ھ میں انطا کیہ پر انگریزوں کے قبضے کے بعد، شام، الجزیرہ اور دیار بکر کے حکمرانوں نے انطا کیہ کا کیا تھا اور اس میں سقمان نے اہم کارنامے سرانجام دیئے تھے۔ پھر ان مسلمان حکام میں اختلافات ہوگئے اور وہ سب واپس چلے گئے۔

اہل مصر اور سقمان:...... مصری حاکم ملک افضل نے سقمان کے زیر کنٹرول بیت المقدس پر فوج کشی کی اور چالیس دن کے محاصرہ کے بعد جان کی امان دے کر قبضہ کرلیا ارتق کے دونوں بیٹے سقمان اور ایلغازی اس کے استقبال کے لئے نکلے چنانچہ ملک افضل نے ان سے اچھا سلوک کیا اور قبضے کے بعد مصر چلا گیا۔ اس کے بعد بیت المقدس پر صلیبیوں نے قبضہ کرلیا جیسا کہ سلجوقی سلطنت کے تذکرے میں آچکا ہے۔

بنوارتق کے احوال:...... ارتق کا بیٹا ایلغازی تو عراق چلا گیا اور بغداد کا کوتوال بن گیا اس کا بھائی سقمان رہا چلا گیا۔ جہاں اس کی موصل کے حکمران کربوقا سے جنگیں ہوتی رہیں ایک جنگ میں اس کا بھتیجا یاقوتی گرفتار ہوگیا تھا۔ پھر ۴۹۵ھ میں کربوقا کا انتقال ہوگیا اور پھر موسیٰ ترکمانی موصل کا حاکم بنا وہ قلعہ کیفا میں کربوقا کا نائب تھا۔

قلعہ کیفا کی فتح:...... چنانچہ جزیرہ ابن عمر کے حکمران چکرمش نے اس کے خلاف فوج کشی کی اور موصل میں اس کا محاصرہ کرلیا موقع پر موسیٰ ترکمانی نے سقمان سے مدد مانگی اور مدد کے بدلے کیفا کا قلعہ دینے کا وعدہ کیا، لہٰذا سقمان فوج لے کر پہنچا اور چکرمش کو وہاں سے بھگا دیا پھر جب موسیٰ سقمان سے ملاقات کے لئے شہر سے باہر نکلا تو اس کے ہی ایک غدار ساتھی نے اسے مار دیا مگر سقمان نے کیفا پر حملہ کر کے اسے فتح کرلیا۔

کوتوالی پر جنگ:...... اس کے بعد ایلغازی بن ارتق اور گمشتگین قیصری کا جھگڑا ہوا کیونکہ قیصری کو بغداد کا کوتوال بنا کر برکیاروق نے بھیج دیا مگر ایلغازی پہلے سے ہی کوتوال تھا اس لئے اس نے اسے بغداد نہ آنے دیا اور اپنے بھائی سقمان سے مدد مانگ لی چنانچہ وہ فوج لے آیا اور ترکیت میں خوب دند مچادی پھر ایلغازی بھی اس کے پاس آگیا اور اس کے ساتھ حلہ کا حکمران صدقہ بن مزید بھی شامل ہوگیا، ان سب نے مل کر بغداد کے آس پاس ہنگامہ برپا کردیا اور شہر پر بھی حملے کئے چنانچہ خلیفہ نے انہیں صلح کا پیغام بھیج کر وعدہ کیا کہ قیصری واپس چلا جائیگا چنانچہ وہ واسط اور ایلغازی بغداد اور سقمان اپنے علاقے واپس چلا گیا (جیسا کہ گذر چکا ہے)

مالک بن بہرام:...... اس کے بعد سقمان کے بھتیجے مالک بن بہرام نے ۴۹۷ھ میں خرمیہ کے پورے علاقے میں قبضہ کرلیا پہلے سروج اس کے قبضہ میں تھا جسے صلیبیوں نے چھین لیا تھا اس لئے وہ نمانہ گیا اور اسے بنو یعیش بن عیسیٰ کے ہاتھ سے چھین لیا اس کے مقابلہ میں صدقہ بن مزید کو بلوایا گیا تو اس نے نمانہ کو چھین کر انہیں واپس دلایا اور خود حلہ واپس چلا گیا۔ مگر اس کے واپس جاتے ہی مالک بن بہرام نے دوبارہ اس پر قبضہ کرلیا جو مستقل اس کے پاس ہی رہا۔

اتحاد واختلاف:...... پھر ۴۹۷ھ سقمان اور چکرمش (حاکم موصل) دونوں انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے پر متفق ہوگئے وہ حران کا محاصرہ کیا ہوا تھا لہٰذا ایسی حالت میں وہ آپس کے تنازع کو موقوف کر کے صلیبیوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے نکلے سقمان سات ہزار ترکمانی فوج کی قیادت کر رہا تھا لہٰذا ان دونوں فوجوں نے صلیبیوں کو شکست دیدی اور ہار (اڈیسا) کے حاکم بردویل کو گرفتار کرلیا اس کو گرفتار کرنے والے سقمان کے فوجی تھے مگر چکر مش کے ساتھیوں نے زبردستی کر کے اس انگریز حاکم کو اپنا قیدی بنالیا اور اس جھگڑے کی وجہ سے دونوں فوجیں ایک دوسرے سے الگ ہوگئیں۔ اور دوبارہ ان میں جھگڑے اور اختلاف شروع ہوگئے۔

قلعہ ماردین کی فتح:...... ماردین کا قلعہ دیار بکر کے علاقے میں تھا سلطان برکیاروق نے اس کے تمام اضلاع سمیت اس کو اپنے ایک مغنی (گلوکار) کو جاگیر میں دیدیا تھا۔ یہ موصل کے صوبے سے متعلق تھا اور یہاں کردوں کی قوم آکر راستہ میں فتنہ وفساد برپا کرتی رہتی تھی۔

یاقوتی کی گرفتاری:...... موصل کا حاکم کربوقا ایک دفعہ شہر آمد کا محاصرہ کرنے کے لئے روانہ ہوا جو کسی ترکمانی سردار کے قبضے میں تھا اس کے حاکم نے سقمان سے فوجی کمک طلب کی تو وہ اس کی مدد کے لئے گیا۔ اور کربوقا سے سخت جنگ کے بعد اسے شکست دی۔ اس کا بھتیجا یاقوتی بن ارتق گرفتار ہوگیا تھا

اور اسے مغنی کے پاس قلعہ ماردین میں قید کر دیا گیا چنانچہ وہ ایک طویل مدت کے لئے وہاں قید رہا اس دوران کردوں کی لوٹ مار میں اضافہ ہوتا رہا۔

کردوں سے مقابلہ:......ایسے حالات میں یاقوتی نے قلعہ کے حاکم مغنی کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے رہا کر دے۔ تاکہ وہ شہر سے باہر رہ کر کردوں کا مقابلہ کرے، حاکم نے اسے رہا کر دیا اور وہ کردوں کی بستیوں پر خلاط کے علاقے تک حملہ کرتا تھا۔ قلعہ کے کچھ سپاہی بھی اس کے ساتھ مل کر ان حملوں میں شریک ہوئے تھے اس قسم کے حملوں کا عادی بننے کے بعد اس نے قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ کردوں پر اچانک حملہ کرنے کے بعد جب وہ واپس آیا تو اس نے قلعہ کے سپاہیوں کو بھی پکڑ لیا اور قلعہ کے قریب آ کر اس نے یہ اعلان کیا کہ اگر قلعہ کا دروازہ نہ کھولا گیا تو وہ ان کے سپاہیوں کو قتل کر دیگا۔ لہذا قلعہ والوں نے دروازہ کھول دیا تو اس نے داخل ہو کر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس نے لشکر اکٹھا کر کے نصیبین کی طرف کوچ کیا اور جزیرہ ابن عمر پر حملہ کر دیا جو چکرمش کے زیر کنٹرول تھا۔

یاقوتی کا قتل:......چکرمش اور اس کے ساتھیوں نے جنگ میں اسے شکست دی اور اسے قتل کر ڈالا پھر خود چکرمش بھی اس کے مرنے پر رو دیا۔

یاقوتی کی بیوی اس کے چچا سقمان کی بیٹی تھی وہ اس کے قتل کے بعد اپنے باپ کے پاس چلی گئی۔ اور اس نے ترکمانی فوج کو اکٹھا کرنا شروع کیا سقمان ان ترکمانی فوج کو لے کر نصیبین پہنچا۔ وہاں پہنچ کر اس نے اپنے بھتیجے کا انتقام لینے کا ارادہ ترک کر دیا کیونکہ چکرمش نے اس کے خون بہا (دیت) کے طور پر اتنی زیادہ مال و دولت دی کہ وہ خوش ہو گیا اور اپنے وطن واپس چلا گیا۔

سقمان کی حکومت:......یاقوتی کے مرنے کے بعد اس کا بھائی علی چکرمش کے ماتحت ماردین کا حاکم بن گیا مگر سقمان نے وہاں پہنچ کر اپنے بھتیجے کو جبل جود کا حاکم بنا دیا اور ماردین کے قلعہ کو خود اپنی ملکیت میں شامل کر لیا۔ اس کے بعد کیفا کے علاوہ اس نے نصیبین کو بھی اپنی مملکت میں شامل کر لیا۔

سقمان کی وفات:......پھر فخر الدین بن عمار حاکم طرابلس نے سقمان بن ارتق سے فرنگیوں کے خلاف فوجی امداد طلب کی۔ وہ مصر کے فاطمی خلفاء سے باغی ہو کر طرابلس کا خود مختار حاکم ہو گیا تھا۔ اور جب صلیبیوں نے شام کے ساحلی شہروں پر قبضہ کیا تو انہوں نے اس کے ساتھ بھی جنگ شروع کی تو اس نے ۴۹۸ھ میں سقمان سے امداد طلب کی سقمان نے اسے فوجی امداد دینے کا وعدہ کیا۔ ابھی وہ جنگی تیاریاں کر رہا تھا کہ دمشق کے خود مختار حاکم طغرکین کی طرف سے اسے ایک خط موصول ہوا جس میں اسے دمشق بلوایا گیا تھا۔ کیونکہ اسے انگریزوں کی طرف سے دمشق پر حملہ کا خطرہ تھا لہذا سقمان فوج لے کر فوراً روانہ ہوا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ طرابلس کے بعد دمشق جائیگا جب وہ قرشیین کے مقام پر پہنچا تو طغرکین کو اسے بلوانے پر ندامت ہوئی اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہ مشورہ کرنے لگا کہ کسی طرح اسے دمشق آنے سے روکا جائے۔ اتنے میں سقمان بیت المقدس پہنچ کر انتقال کر گیا۔ یوں دمشق والے اس کے خطرے سے محفوظ ہو گئے۔

سقمان کے ساتھیوں نے اسے مرنے سے پہلے مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنے قلعہ کیفا میں واپس چلا جائے مگر اس نے واپس جانے سے انکار کر دیا اور یہ کہا،، یہ جہاد ہے اگر میں جہاد کے راستے میں مر گیا تو شہید ہونگا،،۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کا بیٹا ابراہیم اس کی میت لے کر قلعہ کیفا گیا اور اسے وہاں دفن کیا۔

ایلغازی کا حال:......سقمان کا بھائی ایلغازی بغداد کا کوتوال تھا سلطان محمد سلجوقی نے اسے اس وقت کوتوال مقرر کیا تھا جب کہ اس کے اور اس کے بھائی برکیاروق کے درمیان خانہ جنگی ہو رہی تھی۔ ۴۹۹ھ میں برکیارق اور اس کے بھائی کے درمیان ان شرائط پر صلح ہو گئی کہ بغداد اور دوسرے اسلامی ممالک اس کے زیر کنٹرول ہونگے۔ ان میں حلوان کا علاقہ بھی شامل تھا جو ایلغازی کی جاگیر تھا اس لئے ایلغازی نے بہت مستعدی کے ساتھ بغداد میں برکیاروق کی سلطنت کا خطبہ پڑھوا دیا۔

ایلغازی کی معزولی:......صدقہ بن مزید جو سلطان محمد کا حامی تھا، اس کو یہ بات ناگوار گذری چنانچہ وہ بغداد آیا تا کہ وہ ایلغازی کو اس کے عہدے سے الگ کر دے اس لئے وہ یعقوب کے پاس چلا گیا۔ اور صدقہ بن مزید کو یہ معذرت نامہ بھجوایا کہ وہ برکیاروق کے ماتحت ہو گیا تھا اس لئے اسے

امن اور صلح کا کوئی اور راستہ اس کے سوا نظر نہیں آیا تھا اس کے بعد جب برکیاروق کی وفات ہوئی تو ایلغازی نے اس کے بیٹے ملک شاہ کی سلطنت کا خطبہ پڑھوایا سلطان محمد نے اس بات کو بھی ناپسند کیا لہٰذا جب وہ مکمل بادشاہ بن گیا اور پورا اقتدار سنبھال لیا تو اس نے ایلغازی کو بغداد کے انتظام سے معزول کر دیا

ماردین پر قبضہ: ...... اس کے بعد ایلغازی شام چلا گیا۔ اس نے وہاں پہنچ کر حلب کے حاکم رضوان بن تتش کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ چکرمش کے مقبوضہ شہر نصیبین کا محاصرہ کرے۔ چنانچہ وہ دونوں فوج لے کر وہاں پہنچے اور شہر نصیبین کا محاصرہ کر لیا اس وقت چکرمش نے رضوان کو ایک پیغام بھیجا جس میں رضوان کو ایلغازی کے خلاف بھڑکایا گیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں کے تعلقات خراب ہو گئے اور نصیبین کا محاصرہ ختم کر کے وہ دونوں وہاں سے جدا ہو کر اپنے اپنے علاقوں کی طرف کوچ کر گئے۔ ایلغازی قلعہ ماردین چلا گیا چونکہ اس کا بھائی سقمان مر چکا تھا اس لئے اس نے آسانی کے ساتھ وہاں کا اقتدار سنبھال لیا۔

چکرمش کی حمایت: ...... سلطان محمد نے ۵۰۲ھ میں مودود بن التونتکین کو جاولی سکاوا کے بجائے موصل، الجزیرہ اور دیار بکر کا حاکم بنا دیا جاولی سکاوا نے ان علاقوں کو چکرمش سے ہتھیا لیا تھا۔ پھر جب مودود موصل پہنچا، جاولی نصیبین چلا گیا۔ جو ان دنوں ایلغازی کے ماتحت تھا۔ وہاں پہنچ کر اس نے تعاون اور فوجی امداد کے لئے ایلغازی کو لکھا۔ پھر وہ اچانک ماردین ایلغازی کے پاس پہنچ گیا۔ اور اس سے فوجی امداد کے لئے درخواست کی لہٰذا وہ اسے فوجی کمک پہنچانے پر مجبور ہو گیا بلکہ وہ خود اس کے ساتھ فوج لے کر روانہ ہوا اور اس نے سنجار اور رحبہ کے مقامات کا سخت محاصرہ کر لیا۔

جب وہ خابور پہنچا تو ایلغازی وہاں سے بھاگ گیا اور وہاں سے نصیبین گیا پھر وہ اپنے شہر واپس آ گیا۔ اور جنگ کے معاملے میں پس و پیش کرتا رہا اور سخت اضطراب کا شکار ہو گیا۔

ایلغازی کی جہاد میں عدم شرکت: ...... سلطان محمد نے ۵۰۵ھ میں امیر مودود کو صلیبیوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے بھیجا اور یہ حکم بھی دیا کہ ہر علاقے کے حکام اس کے ساتھ جہاد میں شامل ہوں۔ ان میں دیار بکر کے حاکم سقمان القطبی، مراغہ کے حاکم احمد بک، اربل کے حاکم ابوالہیجا اور ماردین کے حاکم ایلغازی کے نام شامل تھے۔ ایلغازی کے علاوہ سارے حکام اس جہاد میں شریک ہوئے۔ تاہم ایلغازی نے اپنے بیٹے ایاز کو لشکر دے کر وہاں بھیجا تھا۔ یہ تمام اسلامی فوجیں رہا کے مقام پر پہنچیں اور اس کا محاصرہ کر لیا مگر انہیں کامیابی نہیں ہوئی۔ پھر وہ سروج کی طرف بڑھے مگر وہاں بھی یہی حال رہا۔

مودود کا قتل: ...... ۵۰۷ھ میں اسلامی لشکر انگریزوں کے مخصوص شہروں کی طرف روانہ ہوا اور طبریہ کے مقام پر انہیں شکست دی اور فرنگیوں کے شہروں کو تباہ کر دیا۔ اس کے بعد مودود دمشق واپس آ گئے اور مختلف علاقوں کی فوجیں منتشر ہو گئیں۔ امیر مودود موسم سرما گزارنے کے لیے حاکم دمشق طغرکین کے پاس مقیم ہوا مگر اچانک اسے قتل کر دیا گیا اور طغرکین پر قتل کی سازش کا الزام لگایا گیا۔

آقسنقر کی تقرری: ...... اس کے بعد سلطان محمد نے موصل کا حاکم اور مجاہدین کے لشکر کا سپہ سالار آقسنقر برسقی کو مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ صلیب پرستوں کے ساتھ جنگ کرے۔ سلطان نے دیگر حکام کو اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیا۔ اور اپنے فرزند ملک مسعود کو بڑا لشکر دے کر بھیجا تاکہ وہ بھی اس جہاد میں شریک ہو۔

ایلغازی کا فرار: ...... آقسنقر جہاد کے لئے ۵۰۸ھ میں روانہ ہوا مگر ایلغازی بھاگ گیا۔ اس لئے آقسنقر نے اس کا قلعہ ماردین میں محاصرہ کیا۔ آخر کار ایلغازی ٹھیک ہو گیا۔ اور اس نے اپنے بیٹے ایاز کو فوج دے کر بھیجا۔ اس کے متحدہ اسلامی لشکر نے رہا کا محاصرہ کر کے اس کے مضافات کو تباہ کیا۔ پھر سروج اور شمشاط کا بھی یہی حال کیا۔ مرعش اور کیسوم کے علاقوں کے حاکم نے اطاعت قبول کر لی۔

ایلغازی کے بیٹے کی گرفتاری: ...... آقسنقر نے واپس آ کر ایلغازی کے بیٹے کو قید کر لیا۔ اور ماردین کے مضافات کو لوٹ لیا۔ اس وقت ایلغازی

فوراً اپنے بھتیجے رکن الدولہ داؤد کے پاس گیا جو اس کے بھائی سقمان کا بیٹا تھا اور قلعہ کیفا کا حاکم تھا اس نے اس سے فوجی امداد طلب کی چنانچہ اس نے فوجی امداد دی اور دونوں نے مل کر ۵۰۸ھ کے آخر میں برسقی (اسلامی لشکر کے سپہ سالار) سے جنگ کرنے آئے۔ اور اسے شکست دے کر اس کے فرزند ایاز کو قید سے چھڑا لائے۔

انگریزوں سے ساز باز:.....سلطان محمد نے ایلغازی کو جنگ کی دھمکی بھجوائی تو وہ دمشق کے حاکم طغرکین کے پاس فریادی کے حیثیت سے پہنچا چونکہ اس پر بھی امیر مودود کے قتل کا الزام لگ چکا تھا اس لئے طغرکین سلطان محمد سے ناراض تھا اس لئے دونوں نے انگریزوں سے فوجی امداد حاصل کرنے کا فیصلہ کیا اور اس مقصد کے لئے انہوں نے انطاکیہ کے انگریز حاکم کو پیغام بھجوایا چنانچہ وہ ان دونوں سے ملنے کے لئے حمص کے قریب پہنچا اور ان سے باہمی امداد کا معاہدہ کر کے انطاکیہ واپس چلا گیا۔

ایلغازی کی گرفتاری:.....اس کے بعد ایلغازی اپنے ساتھیوں کے ساتھ دیار بکر جا رہا تھا کہ حمص کا حاکم قیرجان راستے میں ملا۔ اس نے ایلغازی کو گرفتار کر کے اسے قید کر لیا۔ اور سلطان محمد کو اس کی اطلاع بھیج دی مگر وہاں سے جواب میں کوئی تاخیر ہوگئی کہ اتنے میں طغرکین (حاکم دمشق) حمص پہنچا اور قیرجان کے پاس آیا اور اس کی رہائی کا مطالبہ کیا مگر قیرجان نے اسے قتل کرنے پر اصرار کیا تو طغرکین چلا گیا، بعد میں قیرجان نے (سلطان کی طرف سے کوئی جواب نہ آنے کی وجہ سے) ایلغازی کو چھوڑ دیا، اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ آئندہ ایسی حرکت نہیں کریگا۔

ایلغازی کے خلاف جنگ:.....وہاں سے ایلغازی حلب چلا گیا۔ پھر سلطان نے ہمدان کے حاکم یوسف بن برسق اور دیگر حکام کی زیر قیادت کی ایلغازی سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں بھیجیں۔ سلطان نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ صلیبیوں سے جہاد کریں چنانچہ یہ فوجیں حلب پہنچیں۔ وہاں کا حاکم لؤلؤ خادم تھا جو تتش کا آزاد کردہ غلام تھا۔ اس نے رضوان کی حکومت کے بعد اس کے بیٹے الپ ارسلان کو اپنی کفالت میں لے لیا تھا۔ اس کے بعد سپہ سالار شمس الخواص (شریک حکومت) تھا اس لئے اس اسلامی لشکر نے ان دونوں سے مطالبہ کیا کہ وہ دونوں سلطان محمد کی تحریری حکم کے مطابق حلب کا شہر ان کے حوالے کر دیں۔

حماۃ کی تباہی:.....مگر ایلغازی اور طغرکین بہت جلد ان دونوں کی مدد کے لئے فوج لے کر وہاں آ پہنچے۔ اس وجہ سے حلب فتح نہیں ہو سکا لہذا یہ لشکر حماۃ پہنچا جو طغرکین کے کنٹرول میں تھا۔ اور وہیں اس کے ذخائر جمع تھے۔ اسلامی لشکر نے اس شہر کو فتح کر کے اسے تباہ کر دیا اور اس شہر کو حاکم حمص امیر قیرجان کے حوالے کر دیا۔ اس کے بدلے میں اس نے ایلغازی کے بیٹے ایاز کو (جو اس کے پاس یرغمالی کے طور پر تھا) ان کے حوالے کر دیا۔

امداد کی درخواست:.....اس دوران ایلغازی، طغرکین اور شمس الخواص، انطاکیہ کے انگریز حاکم روجیل کے پاس پہنچے تاکہ وہ شہر حماۃ کے دفاع کے لئے ان کی امداد کرے اس وقت ان کے پاس بیت المقدس کا حاکم بغدوین اور طرابلس کا حاکم القمص وغیرہ بھی آئے ہوئے تھے ان سب کا متفقہ فیصلہ یہ تھا کہ وہ جنگ کو طول دیں تاکہ موسم سرما آنے پر یہ لشکر بھاگ جائے۔

فوجوں کی واپسی:..... انگریزوں کا لشکر قلعہ افامیہ میں موجود رہا اور وہاں سے منتشر نہیں ہوا آخر کار فوجیں واپس چلیں گئیں طغرکین بھی اپنی فوج کے ساتھ دمشق واپس چلا گیا اور ایلغازی قلعہ ماردین واپس آ گیا۔ اور صلیبی فوجیں بھی اپنے شہروں کو واپس چلی گئیں۔

مسلمانوں کو شکست:..... اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں نے کفرطاب فتح کر لیا۔ انہوں نے حلب جانے کا ارادہ بھی کیا تھا۔ مگر راستے میں انہیں انطاکیہ کا حاکم روجیل ملا جو پانچ سو سوار لے کر کفرطاب کی صلیبی افواج کی مدد کے لئے آیا تھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور سپہ سالار برسق اور اس کا بھائی شکست کھا کر اپنے شہروں کو لوٹ گئے۔

ایاز کا قتل:.....ایلغازی کا بیٹا ان کے پاس قید تھا۔ لہذا جن کی زیر نگرانی ایاز تھا انہوں نے جنگ کے موقع پر ۵۰۹ھ میں اسے قتل کر دیا ادھر حلب کا حاکم ۵۰۷ھ میں فوت ہو گیا اس کے بعد اس کی سلطنت کا انتظام لؤلؤ الخادم نے سنبھالا اور رضوان کے فرزند الپ ارسلان کو اس کا بادشاہ مقرر کیا پھر وہ

اس سے ناراض ہوگیا۔اوراس کے بجائے اس کے بھائی سلطان شاہ کو بادشاہ مقرر کے خوداس نے حکومت کے اختیارات سنبھالے۔

لؤلؤ الخادم کا قتل:......۵۱۱ھ میں وہ قلعہ جعبر گیا تا کہ وہ مالک بن سالم بن بدران سے ملاقات کرے۔اس وقت ترکی غلاموں نے اسے سازش کر کے قتل دیا۔اس کا قتل خرت برت کے مقام پر ہوا۔اورانہوں نے اس کے خزانوں پر قبضہ کرلیا۔مگر اہل حلب نے ان کا مقابلہ کر کے ان سے خزانے اوردوسری چیزیں جوانہوں نے چھینی تھیں وہ واپس لے لیں۔

لؤلؤ الخادم کی بجائے شمس الخواص اتا بک سربراہ ملک مقرر ہوا مگر ایک ماہ بعدوہ معزول ہوگیا۔اس کے بجائے ابوالمعالی الدمشقی حکمران مقرر ہوا مگر وہ بھی معزول ہوگیااوراس کی جائیداد ضبط کرلی گئی۔

ایلغازی کی حکومت حلب:......جب حلب کی سلطنت متزلزل ہونے لگی اوراہل حلب کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں انگریز حلب کو فتح نہ کرلیں،اس لئے انہوں نے ایلغازی بن ارتق کو قلعہ ماردین سے بلوایااورشہر کی حکومت اس کے حوالے کردی یوں رضوان بن تتش کے خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔اوراس کے بعداس خاندان کے کسی شخص نے حکومت نہیں کی۔جب ایلغازی حاکم بنا تو وہاں کا خزانہ خالی تھااس نے سابق بادشاہ کے خادموں کا مال(جو بہت مال دار ہوگئے تھے)ضبط کیااوران کا مال دے کر صلیبیوں سے صلح کرلی۔پھر وہ قلعہ ماردین کی حفاظت کے لئے وہاں گیااورحلب میں اپنا جانشین اپنے بیٹے حسام الدین تمرتاش کو بنایا۔

فرنگیوں سے جنگ:......جب ایلغازی حلب کا حاکم بن گیااوراس کے بعدوہاں سے چلا گیا تو صلیبیوں کو(حلب پر حملہ کرنے کے لئے)موقع نظر آیا۔چنانچہ انہوں نے اس طرف پیش قدمی کی اورحلب کے ماتحت علاقوں یعنی مراغہ وغیرہ فتح کرلیا پھر حلب کے شہر کا محاصرہ کرلیا۔ایسے موقع پر حلب والوں کے لئے یہ ضروری ہوگیا کہ وہ ہرصورت میں اپنے شہر کا دفاع کریں:خواہ وہ جنگ کریں یا مال دے کر صلح کرنے کی کوشش کریں۔

ایسی حالت میں(جب کہ ان کے اندر بھرپور جنگ کرنے کی صلاحیت نہ تھی)انہوں نے صلیبیوں کو اپنی جائیداداوراراضی تقسیم کردیں جوشہر سے باہر تھیں تا کہ وہ صلح کے ساتھ رہیں۔

ایلغازی کی پیش قدمی:......پھر انہوں نے بغداد سے فوجی امداد حاصل کرنے کی کوشش کی مگر وہاں سے کوئی امداد نہیں مل سکی۔اس لئے ایلغازی نے مختلف مقامات سے فوجیں اوررضا کارا کٹھے کئے جن کی تعداد تقریباً بیس ہزار تھی وہ انہیں لے کر شام کی طرف ۵۱۳ھ میں روانہ ہوا۔اس کے لشکر کے ساتھ اسامہ بن مبارک بن منقذ الکنانی اورحاکم ارزن الروم،طغان ارسلان ابن رسکین جناح بھی تھے۔

صلیبیوں کو شکست:......صلیبی فوج نے اماری کے قلعہ کے قریب پڑاؤ ڈالا ان کے تین ہزار سوار تھے اورنو ہزار پیدل فوج تھی وہ تل عفرین کے مقام پر صف آراء ہوئے۔جہاں مسلم بن قریش کو قتل کیا گیا تھا۔وہ چاروں طرف سے پہاڑوں میں گھرے ہوئے تھے۔البتہ تین سرنگوں سے ان کی طرف راستہ جاتا تھا۔جب ان صلیبیوں کی ایلغازی کے ساتھ جنگ ہوئی تو ایلغازی ان سرنگوں میں سے اندر گھس گیا تھا۔صلیبی ان حملوں سے غافل تھے۔تاہم انہوں نے بہادری سے مقابلہ کیااورمسلمانوں کے لگاتار حملوں کا مقابلہ کرتے رہے۔مگر آخر میں شکست کھا کر بھاگ گئے مگر ہرطرف سے مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت کم صلیبی جان بچا سکے،ان کے ستر فوجی افسر گرفتار ہوئے۔جن کا زرفدیہ اہل حلب نے تین لاکھ دینار وصول کیا مگر انطاکیہ کا حاکم سرجان مارا گیا۔

دوبارہ شکست:......جو صلیبی افواج معرکے سے بچ نکلی تھیں وہ صلیبیوں کی دوسری فوج کے ساتھ مل کر دوبارہ حملہ آور ہوئیں مگر ایلغازی نے انہیں شکست دیدی اوراثاب کا علاقہ فتح کرلیااورازونا کا قلعہ بھی فتح کرلیا۔

سلطان سے مصالحت:......اس کے بعدوہ حلب واپس آگیااورشہر کے حالات درست کرنے کے بعدوہ دریائے فرات عبور کر کے ماردین آگیا۔اس نے حلب پراپنے بیٹے سلیمان کو حکمران مقرر کیا۔پھر دبیس بن صدقہ،ایلغازی کے پاس پناہ لینے کے لئے پہنچا تو خلیفہ المسترشد باللہ نے

سدیدالدولہ کے ہاتھ ایلغازی کو پیغام بھیجا کہ وہ دبیس کو نکال دے۔ پھر ایلغازی اور سلطان محمود کے درمیان ایک معاہدۂ صلح ہوا اور اطاعت کے ثبوت میں ایلغازی نے اپنے بیٹے کو اس کے پاس یرغمالی کے طور پر بھیج دیا۔ صلح کا یہ معاہدہ کرنے کے بعد ایلغازی لوٹ آیا۔ اور اس کے بعد ۵۱۴ھ میں وہ پھر انگریزوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے روانہ ہوا اور حلب کے اضلاع میں ان سے جنگ کی اور کامیابی حاصل کی۔

صلیبیوں کا محاصرہ:...... پھر وہ اور حاکم دمشق طغرکین نے صلیبی فوجوں کا مشیرہ کے مقام پر محاصرہ کرلیا۔ پھر اس خیال سے کہ وہ سب کے سب فناہ ہو جائیں گے انہیں قلعہ سے نکلنے کا راستہ دیدیا کہ وہ اس قلعہ سے نکل کر چلے جائیں۔

طریقۂ جنگ:...... ایلغازی کا طریقہ یہ تھا کہ وہ جنگی مقامات پر طویل عرصے تک نہیں رہتا تھا۔ کیونکہ اس کی فوج میں ترکمانی سپاہیوں کی اکثریت تھی۔ وہ آٹے کی تھیلی اور خشک گوشت لے کر آتے تھے۔ اس لئے وہ زادِ راہ اور خوراک کے ختم ہونے کے اندیشے سے جلد واپس جانے کی کوشش کرتا تھا۔

بیٹے کی بغاوت:...... ایلغازی نے اپنے بیٹے سلیمان کو حلب کا حاکم مقرر کیا تھا۔ مگر اس کے گہرے دوستوں نے اسے اپنے والد کے خلاف بھڑکا دیا۔ یہ خبر سن کر ایلغازی اس کے پاس پہنچا تو اس کے بیٹے نے معذرت پیش کی اس لئے اس نے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی البتہ اس نے اس کے گہرے دوستوں کو گرفتار کرلیا جنہوں نے اس کے خلاف سازش کرانے میں حصہ لیا تھا۔ اس سازش کا سرغنہ ایک افسر تھا جسے اس کے والد نے کہیں سے اٹھا کر پال لیا تھا اور وہ اس کے گھر میں پل کر جوان ہوا تھا ایلغازی نے اس کی آنکھ پھوڑ دی اور اس کی زبان کاٹ دی۔

سازش کا دوسرا سرغنہ حماۃ کا باشندہ تھا جسے لا کر ایلغازی نے اہل حلب کے سامنے پیش کیا پھر اس کی بھی زبان کاٹ دی اور آنکھ پھوڑ دی جس کے بعد وہ مرگیا۔

ایلغازی نے اپنے بیٹے کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر شفقت پدری غالب آئی (اور اسے چھوڑ دیا) سلیمان دمشق بھاگ گیا اور حاکم دمشق طغرکین نے اس کے حق میں سفارش کی مگر اس نے اس کی سفارش قبول نہیں کی۔

نیا حاکم حلب:...... پھر ایلغازی نے اپنے بھائی عبدالجبار کے بیٹے سلیمان کو حلب کا حاکم مقرر کیا اور اس کا لقب بدرالدولہ رکھا پھر وہ ماردین واپس آگیا یہ تمام واقعات ۵۱۵ھ میں رونما ہوئے۔

دبیس کی سفارش:...... پھر ایلغازی نے اپنے فرزند حسام الدین تمرتاش کو قاضی بہاء الدولہ ابوالحسن شہرزوری کے ساتھ (سلطان کے پاس) بھیجا تاکہ وہ دبیس کے بارے میں سفارش کریں اور اس کے مطیع وفرمانبردار رہنے کی ضمانت دے سکیں۔ مگر اس میں کامیابی نہیں ہوسکی۔ جب تمرتاش اپنے والد کی طرف واپس آنے لگا تو سلطان نے اس کے والد کو میافارقین کا شہر جاگیر میں عطاء کیا۔ یہ شہر پہلے سقمان قطبی حاکم خلاط کے زیر حکومت تھا۔ لہٰذا ایلغازی نے اس شہر پر قبضہ کرلیا اور یہ اسی کے ماتحت رہا یہاں تک کہ سلطان صلاح الدین بن ایوب نے ۵۸۰ھ میں اسے فتح کرلیا۔

صلیبی حاکم کی گرفتاری:...... (اڈیسا) رہا اور سروج کے علاقوں کا حاکم جوسلین (فرنگی) تھا۔ مالک بن بہرام نے عانہ کا شہر فتح کرلیا تھا اس لئے وہ ۵۱۵ھ میں رہا کی طرف روانہ ہوا۔ اور کئی دن تک اس شہر کا محاصرہ کرتا رہا مگر کامیاب نہیں ہوسکا۔ (اس لئے وہاں سے واپس چلا گیا) مگر شہر کے صلیبی حاکم نے فرنگی فوجوں کو اکٹھا کرلیا تھا، اس لئے وہ مالک فوجوں کا تعاقب کرنے لگا۔ اس وقت مالک بن بہرام کی فوجیں منتشر ہوگئیں تھیں اور اس کے ساتھ صرف چار سو سپاہی باقی رہ گئے تھے۔ فرنگی فوجیں اس کا تعاقب کرتے ہوئے نرم اور دلدلی زمین تک پہنچ گئیں جہاں زمین کے اندر جذب ہو چکا تھا اس لئے فرنگی فوجوں کے گھوڑے دلدل میں پھنس گئے اور وہاں سے نکل نہیں سکے، ایسی حالت میں مالک بن بہرام کی فوجوں نے انہیں جا دبوچا اور انہیں گرفتار کرلیا انہوں نے صلیبی حاکم جوسکین کو بھی گرفتار کر کے اونٹ کی کھال میں بند کردیا۔ پھر اس سے مطالبہ کیا کہ وہ رہا کا شہر مسلمانوں کے حوالے کردے۔ مگر وہ اس پر رضامند نہیں ہوا، اس نے اپنی رہائی کے لئے بہت سا مال زرفدیہ کے طور پر دینا چاہا، مگر مسلمانوں نے زرفدیہ قبول نہیں کیا اور اسے خرت برت کے مقام پر قید کردیا۔

ایلغازی کی وفات: ...... ماردین کا حاکم ایلغازی ماہ رمضان ۵۱۶ھ میں فوت ہوگیا اس کے بعد اس کا بیٹا حسام الدین تمرتاش ماردین کا حاکم بنا حلب میں اس کے بھائی عبدالجبار کا بیٹا سلیمان حاکم تھا لہٰذا وہ حلب پر مستقل طور پر قابض ہوگیا۔

مالک بن بہرام کی فتوحات: ...... مالک بن بہرام بن ارتق نے شہر حران کی طرف فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ پھر اسے یہ اطلاع ملی کہ اس کا چچا عبدالجبار کا بیٹا سلیمان صلیبیوں کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہوگیا ہے اور اس نے صلیبیوں کو اماری قلعہ دیدیا ہے۔ اس لئے اس نے ارادہ کیا کہ وہ خود اس علاقہ پر قبضہ کرلے۔ چنانچہ ۵۱۷ھ میں بہار کے موسم میں اس نے حلب کی طرف پیش قدمی کی اور شہر والوں کو پناہ دے کر حلب فتح کرلیا۔

فتح منبج: ...... پھر مالک بن بہرام نے ۵۱۸ھ میں شہر کی طرف کوچ کیا۔ اور محاصرہ کے بعد شہر کو فتح کرلیا۔ اور اس کے حاکم حسان تغلبی کو مقید کردیا۔ البتہ قلعہ کے باشندے قلعہ بند ہوگئے اس لئے اس نے ان کا محاصرہ کرلیا۔ جب صلیبیوں نے اس کے فتوحات کا حال سنا تو وہ اس کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ اس نے قلعہ کا محاصرہ کرنے کے لئے ایک فوجی دستہ مقرر کیا۔ اور خود صلیبیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے چلا گیا۔ جنگ میں اس نے صلیبیوں کو شکست دیدی اور ان کا قتل عام کیا۔ پھر منبج کے قلعہ کا محاصرہ کرنے کیلئے واپس چلا گیا۔ اس محاصرہ میں ایک دن اسے تیر لگا جو مہلک ثابت ہوا اس واقعہ سے اس کے لشکر میں ہلچل پیدا ہوگئی اور وہ منتشر ہوگئے حاکم شہر حسان بھی قید سے چھوٹ گیا۔

مالک کی شہادت: ...... ماردین کا حاکم تمرتاش ابن ایلغازی اس کے ساتھ منبج کے محاصرہ میں شریک تھا۔ چنانچہ جب مالک بن بہرام شہید ہوا تو وہ اس کی لاش حلب لے گیا اور وہاں اسے دفن کیا پھر اس شہر پر قبضہ کرلیا بعد میں وہاں اپنا جانشین مقرر کر کے ماردین لوٹ گیا۔

حلب کا طویل محاصرہ: ...... ادھر صلیبیوں نے شہر صور کی طرف فوج کشی کی اور اسے فتح کرلیا۔ اس کے بعد انہوں نے مسلمانوں کے دوسرے شہروں کو فتح کرنے کا قصد کیا۔ اتنے میں دبیس بن صدقہ خلیفہ مسترشد باللہ کے واقعہ کے بعد بھاگ کر فرنگیوں کے پاس پہنچ گیا تھا۔ اس نے انہیں حلب کے فتح کرنے پر آمادہ کیا۔ لہٰذا فرنگی حکام اسے لے کر روانہ ہوئے اور انہوں نے حلب کا محاصرہ کرلیا۔ محاصرہ کو طول دینے کے لئے انہوں نے شہر کے باہر مکانات تعمیر کر لئے تھے۔ اس طرح محاصرہ طویل ہوتا گیا۔ اور خوراک کی قلت ہوگئی جس سے شہر والوں میں بے چینی پھیل گئی۔ اور ان کا حاکم ان حالات کا مقابلہ کرنے میں ناکام ثابت ہورہا تھا۔ ایسے موقع پر انہیں موصل کے حاکم برسقی سے بہتر کوئی شخص نظر نہیں آیا۔ کیونکہ وہ (اسلامی ریاستوں میں) سب سے زیادہ طاقتور تھا۔ اور اس کے پاس فوج بھی سب سے زیادہ تھی۔ اس لئے اہل حلب نے اپنی مدافعت کے لئے اسے بلایا اور اسے حکومت کرنے کی دعوت دی۔

برسقی کی حکومت: ...... برسقی نے اس کے جواب میں یہ شرط رکھی کہ اس کے پہنچنے سے پہلے قلعہ پر قبضہ مل جائے۔ تاکہ وہاں وہ اپنا دربار مقرر کر سکے۔ اس کے بعد وہ فوج لے کر روانہ ہوا جب وہ صلیبیوں کی حدود کے قریب پہنچا تو وہ (اس کا مقابلہ کئے بغیر) اپنے شہروں کی طرف واپس ہوگئے۔ جب برسقی حلب پہنچا تو اہل حلب نے اس کا گرمجوشی کے ساتھ استقبال کیا۔ چنانچہ وہ شہر میں داخل ہوکر شہر اور اس کے متعلقہ اضلاع پر قابض ہوگیا۔ وہ اپنی وفات تک وہاں حکومت کرتا رہا اس کے بعد اس کا بیٹا عزیز الدین حلب کا حاکم مقرر رہا۔ جب وہ بھی فوت ہوگیا تو سلطان محمود نے اتابک زنگی کو وہاں کا حاکم مقرر کیا جیسا کہ ہم آگے چل کر حال بیان کریں گے۔

دیار بکر کے قلعوں کی تسخیر: ...... حسام الدین تمرتاش ماردین واپس آگیا اور وہاں اس کی سلطنت قائم رہی۔ اس نے دیار بکر کے بہت سے قلعوں کو فتح کرلیا تھا۔ یہاں تک ۵۳۲ھ میں اس نے دیار بکر کا قلعہ ساج بھی فتح کرلیا جو گذشتہ سلاطین بنو مروان کے قبضہ میں تھا اور یہ انکا آخری قلعہ تھا۔

طویل عہد حکومت: ...... حسام الدین تمرتاش نے اپنے بھائی سلیمان سے میافارقین کا علاقہ بھی چھین لیا تھا اور یہ بھی اس کی مملکت میں شامل ہوگیا تھا تمرتاش نے ماردین پر اکتیس سال تک حکومت کی یہاں تک وہ ۵۴۷ھ میں فوت ہوگیا۔

تمرتاش کے جانشین:......تمرتاش کی وفات کے بعد اس کا فرزند البی بن تمرتاش ماردین کا حاکم مقرر ہوا۔اور وہ اپنی وفات تک وہاں کا حاکم رہا اس کے بعد اس کا بیٹا ایلغازی بن البی ماردین کا حاکم بنا۔وہ بھی اپنی وفات تک وہاں کا حاکم رہا۔مؤرخ ابن الاثیر نے ان دونوں کی تاریخ وفات تحریر نہیں کی ہے۔مؤرخ حماۃ نے بھی یہ لکھا ہے کہ اسے بھی ان دونوں کی تاریخ وفات کا علم نہیں ہے،جب ایلغازی بن البی بھی فوت ہوگیا تو نظام الملک البقش نے انتظام سلطنت سنبھالا۔اس نے اس کا جانشین حکمران (برائے نام) اس کے فرزند حسام الدین بوطق،ارسلان بن ایلغازی بن البی کو مقرر کیا وہ بچہ تھا۔اس لئے خود مختار حاکم نظام الملک البقش ہی رہا۔وہ اپنی مرضی کے مطابق حکومت کرتا رہا کیونکہ نوعمر حاکم کے سارے اختیارات اس کے ہاتھ میں تھے اور یہ حالت اس وقت تک باقی رہی جب تک کہ حسام الدین ۵۹۵ھ میں فوت ہوا،اس وقت تک بوطق حکومت کرتا تھا۔مؤرخ ابن الاثیر نے اس شخص کا لقب حسام الدین ناصر الملک بیان کیا ہے۔

ماردین کا محاصرہ:......اس زمانے میں سلطان العادل ابوبکر ابن ایوب نے ماردین کا قصد کیا۔الجزیرہ کے تمام حکام اس سے خائف تھے۔اور وہ اسے نہیں روک سکتے تھے پھر مصر کا حاکم عزیز بن صلاح الدین بھی فوت ہوگیا۔اور اس کا بھائی الفضل حاکم ہوا۔لہٰذا سلطان العادل نے اہل مصر و دمشق اور اہل سنجار کے ساتھ اپنے فرزند الکامل کو بھیجا انہوں نے ماردین کا محاصرہ کرلیا۔اور محاصرہ بہت طویل مدت تک جاری رہا۔ایسی حالت میں البقش نے جو بوطق کا نگران تھا۔اطاعت کرنے اور قلعہ کو مقررہ مدت کے اندر حوالے کرنے کا پیغام بھیجا بشرطیکہ وہ انہیں خوراک کا سامان فراہم کردیں۔سلطان العادل نے اپنے فرزند کو اس کے دروازہ پر مقرر کردیا تاکہ قلعہ کے اندر ضرورت سے زائد خوراک نہ داخل ہونے پائے مگر اہل قلعہ نے اس کو مال دے کر رضامند کرلیا اور قلعہ کو خوراک سے بھرلیا۔

اس اثناء میں سلطان نورالدین حاکم موصل ان کی مدد کے لئے پہنچ گیا اور مدد کرتا رہا یہاں تک کہ سلطان العادل کا لشکر شکست کھا گیا۔اہل قلعہ نے بھی نکل کر اس کے فرزند الکامل کے لشکر پر زبردست حملہ کیا چنانچہ دونوں لشکر شکست کھا کر بھاگ گئے۔اس کے بعد حاکم ماردین حسام الدین بوطق،سلطان نورالدین کے پاس گیا۔اور اس سے ملاقات کرکے اس کا شکریہ ادا کیا۔اور پھر اپنے قلعہ کی طرف واپس آگیا۔نورالدین دنیس کے پاس ٹھہرا ہوا تھا اور پھر وہ وہاں سے حوران جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا جیسا کہ ہم اس کی سلطنت میں انشاء اللہ بیان کریں گے۔

ارتق کی حکومت:......جب بوطق ارسلان فوت ہوگیا تو لولوٴ الخادم نے اس کے بعد اس کے چھوٹے بھائی ناصر الدین ارتق ارسلان بن قطب الدین ایلغازی کو حاکم مقرر کیا۔مؤرخ ابن الاثیر نے اس کا سن وفات بھی تحریر نہیں کیا ہے۔وہ بھی البقش کی نگرانی میں ۶۰۱ھ تک کام کرتا رہا آخر کار ارتق اس کی نگرانی سے تنگ آگیا جب البقش ۶۰۱ھ میں بیمار ہوا تو ارتق اس کی عیادت کے لئے آیا اس وقت اس نے اس کے خادم لولوٴ کو اس کے گھر کے کسی گوشے کے اندر مار ڈالا پھر البقش کو بھی اس کے بستر مرگ پر قتل کردیا اس کے بعد وہ ماردین کا خود مختار بادشاہ بن گیا اور المنصور کا لقب اختیار کیا وہ ۶۳۶ھ میں فوت ہوگیا۔

ارتق کے جانشین:......اس کے بعد اس کا بیٹا سعید نجم الدین غازی بن ارتق حاکم مقرر ہوا وہ ۶۵۸ھ یا ۶۵۳ھ میں فوت ہوگیا۔اس کے بعد اس کا بھائی مظفر قرار ارسلان بن ارتق کو حکومت ملی۔اس نے ایک سال یا اس سے کم عرصے تک حکومت کی۔پھر اس کے بعد اس کا بھائی منصور نجم الدین غازی بن قرار ارسلان ماردین کا حاکم بنا۔وہ چون برس تک حکومت کرتا رہا اور ۷۱۲ھ میں فوت ہوا۔اس کے بعد اس کا فرزند المنصور احمد حاکم ہوا اس نے تین سال تک حکومت کی۔اس کے بعد اس کا بیٹا الصالح محمود صرف چار مہینے تک حکمران رہا یہاں تک کہ اس کا چچا المظفر فخر الدین داؤد المنصور نے اسے تخت سے اتار دیا اور خود حکومت کرنے لگا،اس کا ۷۷۸ھ میں انتقال ہوا۔اس کے بعد اس کا بیٹا مجد الدین عیسیٰ ماردین کا حاکم بنا اور ابھی تک وہی ماردین کا بادشاہ ہے۔

ہلاکو خان کی اطاعت:......جب ہلاکو خان بن تلو خان بن چنگیز خان شہر بغداد اور اس سے متعلقہ علاقوں کا حاکم بنا تو مظفر قرار ارسلان (حاکم ماردین) نے اس کی اطاعت قبول کی۔اور عملداری میں اس کا نام خطبہ (مساجد میں) پڑھوایا۔اس کے جانشین بھی ہلاکو خان کی اولاد کی اطاعت کرتے

رہے۔ جب بغداد میں تاتاری بادشاہوں کا آخری تاجدار ہلاک ہوگیا جس کا نام ابوسعید بن خسر بھر ہے تو سلاطین ماردین نے تاتاریوں کا نام خطبہ سے خارج کر دیا۔ اوران کا بادشاہ احمد المنصور بالکل خودمختار ہوگیا وہ ابوالغازی بانی سلطنت کے بعد بارہواں سلطان ماردین ہے۔

قلعہ کیفا کے حکام:......داؤد بن سقمان اپنے والد سقمان اوراپنے بھائی ابراہیم کے بعد قلعہ کیفا کا حاکم ہوااس کی فات کی تاریخ کا ہمیں علم نہیں ہے۔

نورالدین محمد:......اس کے بعد نورالدین محمد ولی عہد ہونے کی وجہ سے قلعہ کیفا کا حاکم مقرر ہوا۔ اس کے اور غازی صلاح الدین کے درمیان تعاون واتحاد تھا۔ اس نے سلطان صلاح الدین کو موصل کی جنگ میں فوجی امداد پہنچائی۔ اس کی شرط یہ تھی کہ سلطان صلاح الدین آمد کی لڑائی میں اس کی مدد کرے۔ چنانچہ صلاح الدین نے اس جنگ میں اس کی مدد کی اور ۵۷۹ھ میں اس کے حاکم ابن سنان کا محاصرہ کیا پھر یہ شہر نورالدین محمد حاکم ماردین کے عملداری میں شامل ہوگیا جیسا کہ ہم سلطان صلاح الدین کے عہد کے واقعات میں اس کا ذکر کریں گے۔

قطب الدین سقمان:......نورالدین محمد ۵۸۱ھ میں فوت ہوااس کے دو بیٹے تھے چنانچہ اس کا بڑا فرزند قطب الدین سقمان بادشاہ ہوااس کی سلطنت کا انتظام اس کے والد کے وزیر عوام ابن اسحاق الاسد کے سپرد ہوااس سے پہلے نورالدین محمد کا بھائی عمادالدین حکومت کا دعویدار تھا مگر وہ اس وقت فوج لے کر موصل کے محاصرے میں سلطان صلاح الدین کی مدد کے لئے گیا ہوا تھا جب اسے اپنے بھائی کی وفات کی خبر ملی تو وہ یہ سمجھتے ہوئے اس کے بھائی نورالدین کی اولاد کم عمر ہیں شہر پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوا مگر کامیاب نہیں ہوسکا۔ اس لئے وہ خرت برت کے مقام پر حملہ آور ہوااور اسے فتح کر کے اس کا حاکم بن بیٹھا اوراس کے بعد یہ حکومت اس کے بیٹوں کو وراثت میں ملی۔

صلاح الدین کی حمایت:......جب سلطان صلاح الدین موصل کی جنگ سے فارغ ہوا تو قطب الدین سقمان (حاکم کیفا) اس سے ملا سلطان صلاح الدین نے قلعہ کیفا میں اسے اس کی والد کی حکومت میں برقرار رکھا اور آمد کے شہر پر بھی اس کا تسلط برقرار رکھا جو اس نے اس کے والد کو فتح کر کے دیا تھا۔ مگر یہ شرط رکھی کہ وہ اس کے معاملات سے سلطان صلاح الدین ایوبی کو مطلع کیا کرے اوراس کے احکام کی تعمیل کرے اس نے اس کے فرزند قرارارسلان کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو جس کا نام صلاح الدین تھا گو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ اوراس نے وہاں کی سلطنت کے انتظامات سنبھال لئے، یوں قطب الدین سقمان قلعہ کیفا اور آمد اوراس کے مضافات پر حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ وہ ۵۹۷ھ میں فوت ہوااس کی موت قلعہ کیفا کے اوپر سے گرنے سے ہوئی۔

ولی عہد کا تقرر:......اس کا بھائی محمود اس کے بعد حاکم بننے کا امیدوار تھا مگر اس کا بھائی قطب الدین سقمان اس سے بہت نفرت کرتا تھا اس لئے اس نے اس کو اپنی آخری عملداری قلعہ منصور کی طرف بھیج دیا تھا۔ اوراس کے بجائے اپنا ایک غلام جس کا نام ایاس تھا کا انتخاب کر کے اس کا نکاح اپنی بہن کے ساتھ کر دیا اوراسے اپنا ولی عہد بنالیا تھا۔

ناصرالدین محمود:......لہٰذا جب قطب الدین سقمان فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا غلام ایاس اس کا جانشین ہوا۔ اس وقت کچھ ارکان سلطنت خفیہ طور پر محمود کے پاس چلے گئے۔ وہ فوج لے کر آمد پہنچا۔ اس سے پہلے آمد کی مدافعت کے لئے ایاس پہنچ چکا تھا مگر وہ مقابلہ نہیں کرسکا۔ محمود نے آمد فتح کرلیا۔ اوروہ تمام شہر پر مسلط ہوگیا۔ اس نے ایاس کو مقید کرلیا تا آنکہ اس نے شاہ روم کی سفارش سے اسے چھوڑ دیا اوروہ روم چلا گیا اور وہاں کے امراء میں شامل ہوگیا۔

مسعود کی جانشینی:......اب محمود کیفا، آمد اوراس کے مضافات کا خودمختار حاکم ہوگیا تھا۔ اس نے اپنا لقب ناصرالدین رکھا، وہ ظالم اور بدسیرت تھا، نیز وہ فلسفیانہ علوم جاننے کا دعویٰ کرتا تھا۔ اس کی وفات ۶۱۹ھ میں ہوئی، اس کے بعد مسعود حاکم ہوا۔

مسعود کا محاصرہ:......مسعود اور سلطان افضل بن عادل کے درمیان ناچاقی ہوگئی اور جنگ چھڑ گئی تو اس نے اس کے برخلاف اپنے بھائی الکامل سے فوجی امداد حاصل کی اوروہ مصر فوجیں لے کر روانہ ہوا۔ اس کا ساتھ کرک کا حاکم داؤد اور حماۃ کا حاکم المظفر بھی تھا۔ انہوں نے آمد کے مقام پر اس کا

محاصرہ کر لیا۔ آخر کار وہ نکل کر الکامل کے پاس آیا تو اس نے اسے قید کر لیا وہ الکامل کی وفات تک اس کی قید میں رہا اس کے بعد وہ تاتاریوں کے پاس چلا گیا اور وہیں فوت ہو گیا۔

قلعہ خرت برت کے حکام:...... عماد الدین بن قرا ارسلان نے اپنے بھائی نور الدین کے فرزند قطب الدین سقمان سے خرت برت کے علاقہ کو چھین لیا تھا۔ یہ علاقہ اس کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ وہ ۶۰۱ھ میں فوت ہوا۔ اس نے وہاں بیس سال تک حکومت کی اس کے بعد اس کا بیٹا نظام الدین حاکم ہوا، اس کی اپنے چچازاد بھائی ناصر الدین محمود حاکم کیفا سے دشمنی تھی اس لئے ناصر الدین محمود نے سلطان عادل بن ایوب کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ اور اس کے فرزند اشرف کے ساتھ موصل کے محاصرہ میں شریک ہوا تھا۔ تاکہ وہ اس کے بعد فوج لے کر خرت برت کے مقام پر روانہ ہوا اور یہ قلعہ فتح کر کے اسے دیدے۔ یہ حالت دیکھ کر نظام الدین ابو بکر نے غیاث الدین قلیج ارسلان حاکم روم سے فوجی امداد طلب کی۔

خرت برت کا محاصرہ:...... ماہ شعبان ۶۱۵ھ میں اشرف اور محمود فوجیں لے کر روانہ ہوئے اور انہوں نے خرت برت کا محاصرہ کر لیا اور اس کے بیرونی علاقے پر قبضہ کر لیا۔ ان کے مقابلے کے لئے رومی علاقے کا حاکم غیاث الدین نے نظام الدین کی مدد کے لئے سمیساط کے حاکم افضل بن صلاح الدین کی زیر قیادت فوجیں روانہ کیں۔ جب یہ لشکر ملطیہ کے مقام پر پہنچا تو اشرف اور محمود خرت برت سے نکل کر نظام الدین کے صحرائی قلعوں کی طرف بحیرہ مہنین کے قریب پہنچے اور ماہ ذوالحجہ ۶۱۵ھ میں انہیں فتح کر لیا۔

جب افضل، سلطان غیاث الدین کے لشکر کو لے کر قلعہ کی طرف پہنچا تو اشرف بحیرہ سے لوٹ آیا۔ اس وقت نظام الدین بھی لشکر کو لے کر قلعہ کی طرف پہنچا مگر فتح کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا وہ قلعہ آمد کے پاس ہی رہا۔ پھر رومی علاقہ کے بادشاہ کیقباد نے خرت برت کا قلعہ اس خاندان سے چھین لیا اور اس طرح اس علاقے سے بنو سقمان کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

خاندان بنو ارتق کا شجرہ
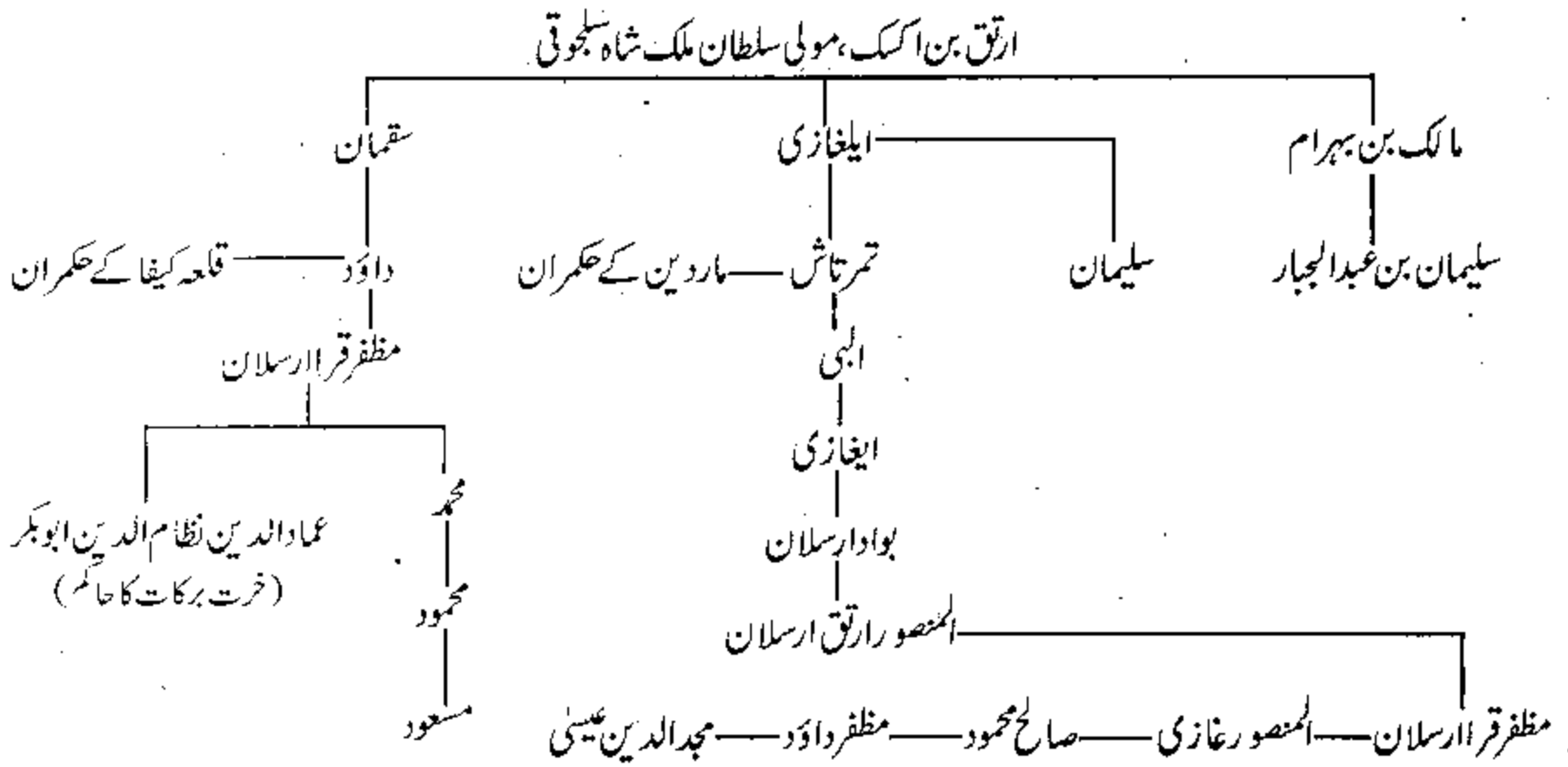
الجزیرہ و شام کی زنگی سلطنت:...... زنگی خاندان کا بانی آقسنقر سلطان ملک شاہ سلجوقی کا آزاد کردہ غلام تھا اس کا لقب قسیم الدولہ تھا سلطان ملک شاہ نے وزیر فخر الدولہ بن جہیر کو ۴۷۷ھ میں دیار بکر کو فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا تاکہ وہ اس علاقہ کو ابن مروان کے قبضہ سے چھڑا لے۔ ابن مروان نے موصل کے حاکم شرف الدولہ مسلم بن عقیل سے فوجی امداد حاصل کی مگر شاہی لشکر نے اسے شکست دیدی اور وہ آمد میں محصور ہو گیا۔

اس کے بعد سلطان عمید الدولہ بن فخر الدولہ بن جہیر کو شرف الدولہ کے خلاف فوج دیکر بھیجا وہ اسے رحبہ کے مقام پر ملا اور سلطان کے لئے تحفے پیش کئے تو سلطان اس سے خوش ہو گیا اور اسے اس کے شہر موصل کی طرف روانہ کر دیا اس کے بنو جہیر دیار بکر پر قابض ہو گئے جیسا کہ ہم نے بنو مروان کی سلطنت کے احوال میں بیان کیا تھا۔

حلب کی حکومت:...... جب حلب میں صالح بن مرداس الکلابی کے بیٹوں کی حکومت ختم ہو گئی تو اہل حلب خود مختار ہو گئے۔ اس وقت اس کی حکومت کے تین دعوے دار تھے۔ (۱) شرف الدولہ مسلم بن قریش (۲) سلیمان بن قطلمش حاکم بلاد روم (۳) تتش ابن سلطان الپ ارسلان۔

قسیم الدولہ آقسنقر سے جنگ کرنے کے لئے حلب پر حملہ آور ہوا سلطان برکیاروق نے آقسنقر کی مدد کے لئے کربوقا کو فوج دے کر بھیجا، اور وہ مقابلہ کے لئے نکلے۔ فریقین نے حلب سے چھ فرسخ کے فاصلے پر جنگ شروع کی۔ اس وقت آقسنقر کی کچھ فوجیں تتش کے لشکر میں چلی گئی جس سے آقسنقر کی صفوں میں خلل واقع ہوا اور اسے شکست ہو گئی شکست کے بعد آقسنقر کو قیدی بنا کر تتش کے پاس لا گیا تو اس نے اسے قتل کر دیا۔

کربوقا اور بوزان حلب کے شہر کے اندر چلے گئے تتش نے ان کا تعاقب کیا اور محاصرہ کر کے شہر پر قبضہ کر لیا اور ان دونوں سپہ سالاروں کو قیدی بنا لیا جیسا کہ اس کی سلطنت کے حالات میں تحریر کیا جا چکا ہے۔

عماد الدین زنگی کے ابتدائی حالات:...... قسیم الدولہ آقسنقر بہت بڑا سیاستدان اور انصاف پسند حاکم تھا۔ اس کے علاقے میں امن وامان رہا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کا فرزند سلجوقی سلطنت کے زیر سایہ پرورش پاتا رہا، زنگی اس کا سب سے بڑا فرزند تھا وہ محبت واحترام سے پرورش پاتا رہا۔ سلطان برکیاروق اور اس کے بھائی محمد کے زمانے میں جب سلطان برکیاروق کی طرف کربوقا موصل کا حاکم ہوا تو زنگی اس کے پاس تھا۔ کیونکہ وہ اس کے والد کا دوست تھا۔ کربوقا اپنی حکومت کے زمانے میں آمد شہر کا محاصرہ کرنے گیا تھا، اس وقت آمد کا ایک ترکمانی امیر تھا اور اسے سقمان بن ارتق نے فوجی امداد دی تھی۔ اس زمانے میں زنگی بن آقسنقر بچہ تھا۔ تاہم وہ اس کے لشکر میں شامل تھا۔ اس کے والد کے ساتھیوں کی ایک بڑی جماعت بھی اس میں شامل تھی اور اس جنگ میں زنگی نے بھی حصہ لیا تھا۔

کربوقا کی فتح:...... اس جنگ میں سقمان کو شکست ہوئی تھی اور کربوقا غالب آیا تھا۔ اسی جنگ میں ابن یاقوتی ابن ارتق گرفتار ہو گیا تھا اور کربوقا نے اسے ماردین کے قلعہ میں مقید کر دیا تھا۔ اور یہی واقعہ ماردین میں بنو ارتق کی حکومت کا ذریعہ بنا جیسا کہ ہم ان کی سلطنت کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔

حکام موصل کی تبدیلی:...... پھر موصل کے حکام تبدیل ہوتے رہے۔ چنانچہ کربوقا کے بعد چکرمش حاکم ہوا اور اس کے بعد جاولی سکاوا اور اس کے بعد مودود ابن اتیکین نے حکومت کی اور اس کے بعد آقسنقر برسقی موصل کا حاکم ہوا جیسا کہ سلجوقی سلطنت کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ اسے سلطان محمد بن ملک شاہ نے ۵۵۸ھ میں حاکم مقرر کیا تھا۔ اور اس کے ساتھ اپنے فرزند مسعود کو بھیجا تھا اور وہاں کے تمام امراء کو یہ تحریر کیا تھا کہ وہ اس کی قیادت میں فرنگیوں کے خلاف (جہاد کرنے کے لئے) اس کی اطاعت کریں۔ اور ان میں سے عماد الدین زنگی بھی تھا جو اس کا خاص ساتھی بن گیا۔ جب سلطان محمود اپنے والد محمد کے بعد ۵۱۱ھ تخت نشین ہوا تو اس کا بھائی مسعود موصل میں تھا۔ اور اس کا اتابک جیوس بک بھی وہیں تھا چنانچہ برسقی کو موصل سے بلوا کر بغداد کا کوتوال بنا دیا گیا۔

دبیس کی بغاوت:...... حلب کے حاکم دبیس بن صدقہ نے خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کے خلاف بغاوت کی تو برسقی نے لشکر اکٹھا کیا اور سلیمان بن قطلمش نے مسلم بن قریش کو قتل کر دیا۔ پھر تتش نے سلیمان بن قطلمش کو قتل کر کے حلب پر قبضہ کر لیا۔ مگر اس کے قلعہ کو فتح نہیں کر سکا چنانچہ وہ اس کا محاصرہ کرتا رہا۔

آقسنقر کا تقرر:...... اہل حلب نے سلطان ملک کو پیغام بھجوایا اور اس سے درخواست کی کہ وہ حلب کی حکومت سنبھال لے چنانچہ سلطان خود ۴۷۹ھ

میں وہاں پہنچا۔اس وقت تتش نے قلعہ کا محاصرہ ترک کر کے جنگل کا رخ کیا اور سلطان نے حلب کا اقتدار سنبھال لیا اور قسیم الدولہ آقسنقر کو حلب کا حاکم مقرر کیا اس کے بعد وہ عراق واپس چلا گیا۔

آقسنقر نے حلب کو آباد کیا اور اس کے لئے مفید کام انجام دیئے۔سلطان ملک شاہ نے اپنے بھائی تتش کو ہدایت کی کہ وہ آقسنقر کے ساتھ جا کر فاطمی خلفاء کے مصر وشام کے علاقے فتح کرنے میں مدد کرے۔چنانچہ آقسنقر نے اس کی ہمراہی میں بہت سے علاقے فتح کئے۔اس سے پہلے ۴۸۰ھ میں اس نے شیرز کے مقام پر بنومنقذ کے خلاف فوج کشی کی تھی اور اس کا محاصرہ کر کے اسے بہت تنگ کیا تھا اور آخر میں ان سے صلح کر کے واپس آ گیا تھا آقسنقر سلطان ملک کی وفات تک یعنی ۴۸۵ھ تک حلب کا حاکم رہا۔

تتش کی سلطنت: ......سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد اس کی اولاد میں اختلاف برپا ہوا اس کا بھائی تتش ۴۷۱ھ سے شام کا حکمران ہو گیا تھا جب اس کا بھائی ملک شاہ فوت ہو گیا تو تتش نے تمام سلجوقی سلطنت کا بادشاہ بننے کا ارادہ کیا۔اور اس مقصد کے لئے اس نے فوجیں جمع کیں اور شام کے تمام امراء کو اپنا مطیع بنانے کے لئے اس نے دورہ کیا۔وہ جب حلب گیا تو قسیم الدولہ آقسنقر نے اس کی اطاعت قبول کی اور انطاکیہ کا حاکم باغیسان اور رہا وحران کا حاکم قیران بھی اس کی اطاعت پر اس وقت آمادہ ہوئے جب تک کہ سلطان ملک شاہ کی اولاد کے حالات انجام تک نہ پہنچ جائیں۔

تتش کی فتوحات: ......یہ امراء سلطان تتش کے ساتھ رحبہ گئے اس نے اسے فتح کر کے وہاں اپنے نام کا خطبہ (مساجد میں) پڑھوایا پھر وہ نصیبین کو فتح کر کے موصل پہنچا۔اور اس کے حاکم ابراہیم بن قریش بن بدران کو شکست دی۔اس کے شکست دینے کا سہرا آقسنقر کے سر پر تھا اس نے ابراہیم بن قریش کو قتل کر کے اس سے موصل کا علاقہ چھین لیا اور سلطان نے اس کے پھوپی زاد بھائی علی بن مسلم بن قریش کو وہاں کا حاکم بنا دیا۔

وہاں سے وہ دیار بکر گیا اور اسے فتح بھی کر لیا پھر وہ آذربائیجان گیا ادھر سلطان ملک شاہ کا فرزند برکیاروق رے، ہمدان اور آس پاس کے شہروں پر قابض ہو گیا تھا اس لئے وہ ان کی حفاظت کے لئے آیا۔

آقسنقر اور حاکم رہا، بوران، برکیاروق کے طرف دار ہو گئے جو ان کے آقا کے فرزند تھا اور وہ اس کی فوج میں شامل ہو گئے انہوں نے سلطان تتش کو چھوڑ دیا تھا۔

آقسنقر کا قتل: ......ان کی اس حرکت پر تتش بہت ناراض ہوا چنانچہ جب وہ واپس شام آیا تو وہ فوجیں جمع کر کے ۴۸۸ھ میں قسیم کے ساتھ حلب کا قصد کیا۔دبیس نے سلطان مسعود اور اس کے اتابک جیوس بک کے ساتھ خط وکتابت کی اور ان دونوں کو بغداد جانے پر آمادہ کیا۔چنانچہ اس مقصد کے لئے سلطان مسعود کے ساتھ اس کا وزیر فخر الملک، طرابلس کا حاکم ابوعلی بن عمار، زنگی بن قسیم الدولہ آقسنقر اور الجزیرہ کے امراء کی ایک جماعت روانہ ہوئی جب وہ بغداد پہنچے تو برسقی نے اس کے ساتھ مصالحت کی اور ان کے ہمراہ آیا۔

بغداد کے قریب جنگ: ......سلطان مسعود بغداد پہنچ گیا منکبرس بھی بغداد آیا تو اس کے پاس دبیس بن صدقہ آیا اور ان دونوں کے درمیان بغداد کے قریب جنگ ہوئی۔جیسا کہ اس کی سلطنت کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔منکبرس بغداد میں مقیم ہوا اس نے سلطان محمود کی اپنے بھائی مسعود کے ساتھ خانہ جنگی میں (مصالحت کے لئے) عمدہ خدمات انجام دیں اور سلطان اپنے بھائی مسعود پر غالب آ گیا اور اسے اپنے پاس رکھا اور اس کے اتابک جیوس بک کو موصل سے بلوا لیا۔

زنگی حکومت کا آغاز: ......۵۱۵ھ میں وہاں برسقی کو بھیجا گیا تو زنگی کو اس کے ساتھ خصوصیت حاصل ہو گئی۔سلطان سلجوقی نے برسقی کو موصل کی حکومت کے علاوہ بغداد کا کوتوال بنایا اور ۵۱۲ھ میں موصل کے ساتھ واصل کی حکومت بھی اس کے سپرد کر دی اس نے وہاں کا حاکم زنگی کو بنایا۔اس طرح زنگی نے دونوں علاقوں پر اپنا اچھا اثر قائم کر لیا۔

زنگی کی بہادری: ......جب دبیس بن صدقہ اور خلیفہ مسترشد باللہ کے درمیان جنگ چھڑی تو خلیفہ مسترشد باللہ اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے

بغداد سے روانہ ہوا۔ موصل سے برسقی اور عماد الدین زنگی بھی آئے دبیس کو شکست ہوئی اور عماد الدین نے اس موقع پر بہادری کے کارنامے دکھائے پھر دبیس بصرہ گیا اور بنوعقیل کی باقی ماندہ فوج کو اکھٹا کیا انہوں نے بصرہ جا کر اس شہر کو لوٹ لیا اور حاکم شہر کو قتل کر دیا۔

بصریٰ کی حکومت:......اس نے بصریٰ پر عماد الدین زنگی کو مقرر کیا تو اس نے اس کی عملداری سے مدافعت کی اور مضافات کے عربوں کو مغلوب کیا اور باغی عرب وہاں سے بھاگ گئے۔ ۵۱۸ھ میں برسقی کو بغداد کے عہدے سے معزول کر دیا گیا اور وہ موصل واپس آ گیا وہاں پہنچ کر اس نے عماد الدین زنگی کو بلوایا تو وہ اس بات سے پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ موصل کے لئے ہر دن نیا ہوتا ہے اور وہ ہمیں مدد کے لئے بلوا رہا ہے۔ اس کے بعد وہ سلطان کے پاس گیا تا کہ وہ اسے اپنے ملازمین میں شامل کر لے، زنگی سلطان کے پاس اصفہان کے مقام پر پہنچا تو اس نے اپنی طرف سے اپنے بصریٰ کا حاکم مقرر کیا اور وہاں اسے جاگیر دی۔

برسقی کا قتل:......برسقی نے ۵۱۸ھ میں شہر حلب کو فتح کر لیا۔ پھر وہ ۵۱۹ھ میں مارا گیا۔ اس کا فرزند عز الدین مسعود حلب میں تھا اس لئے وہ یہ خبر سن کر جلد موصل پہنچا اور وہاں کا حاکم بن گیا۔

عفیف کو شکست:......ادھر خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود سلجوقی کے درمیان مخالفت ہو گئی تو خلیفہ نے خادم عفیف کو واسط بھیجا تا کہ وہاں سے سلطان محمود کے نائب کو پیش قدمی سے روک دے۔ یہ سن کر عماد الدین زنگی بصریٰ سے اس کے مقابلہ کے لئے گیا اور اس کے ساتھ جنگ کرنے کے بعد اسے شکست دی، عفیف خلیفہ مسترشد کے پاس چلا گیا۔

عماد الدین زنگی نے واسط میں قیام کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ کشتیوں میں فوج سوار کرا کر دریائی راستے سے اور خشکی کے راستے سے بھی (بغداد) فوجوں کو لے کر پہنچے۔ چنانچہ عماد الدین زنگی نے بصریٰ سے کشتیاں اکٹھی کیں اور انہیں مسلح افواج سے بھر دیا پھر وہ خشکی کے راستے سے سلطان کے پاس آیا تمام فوجیں مسلح تھیں یہ بہت خوفناک منظر تھا اسے دیکھ کر خلیفہ مسترشد گھبرا گیا اور صلح کا پیغام دینے لگا۔

عراق کا کوتوال مقرر:......چونکہ عماد الدین زنگی نے بصرہ اور واسط کے حاکم کی حیثیت سے نہایت عمدہ انتظامی صلاحیت اور تدبر کا ثبوت دیا تھا اور بغداد میں اس نے اچھا فوجی مظاہرہ کیا تھا اس لئے سلطان محمود نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کے بعد ۵۲۱ھ میں عماد الدین زنگی کو بغداد اور عراق کا کوتوال بنا دیا۔ سلطان کا خیال تھا کہ عماد الدین زنگی خلیفہ کے امور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دے سکے گا۔ لہٰذا اس کے بعد سلطان اپنے پایۂ تخت اصفہان روانہ ہو گیا۔

موصل کی نئی حکومت:......جب فرقۂ باطنیہ کے لوگوں نے برسقی کو قتل کر دیا تو اس وقت اس کا فرزند عز الدین مسعود حلب میں اس کی نائب کی حیثیت سے کام کر رہا تھا لہٰذا وہ جلد موصل پہنچا۔ اور وہاں کا انتظام حکومت سنبھال لیا۔ پھر اس نے سلطان محمود سے تقرری کی منظوری حاصل کی تو اس نے اسے اس کی والد کی جگہ پر مقرر کیا وہ بہت بہادر انسان تھا اس لئے اس نے شام کو بھی فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ اور اس مقصد کے لئے وہ رحبہ پہنچا اور وہاں کا محاصرہ کر لیا پھر اہل قلعہ نے اس سے پناہ طلب کی مگر اس اثناء میں وہ بیمار ہو گیا اور اس کی یہ بیماری جان لیوا ثابت ہوئی اور وہ مر گیا۔

موصل میں بدنظمی:......مرنے کی خبر سنتے ہی فوج میں ابتری اور انتشار پیدا ہو گیا اور وہ ایک دوسرے کو لوٹنے لگے یہاں تک کہ وہ اس کی لاش کو دفن کرنے کی طرف بھی متوجہ نہیں ہو سکے۔ آخر کار جاولی نے جو اس کے والد کا آزاد کردہ غلام تھا اور فوج کا افسر تھا اس کے بجائے اس کے چھوٹے بھائی کو حاکم مقرر کیا پھر اس نے تقرری کے بارے میں سلطان کو لکھا۔ اور اس مقصد کے لئے حاجب صلاح الدین محمود باغیسانی اور قاضی ابوالحسن ابن القاسم شہرزوری کو بھیجا۔

زنگی کی حمایت:......صلاح الدین حاجب نے اپنے سمدھی ہقری سے اس بارے میں مشورہ کیا، ہقری عماد الدین زنگی کا طرفدار تھا اس لئے اس نے صلاح الدین حاجب کو جاولی کے انجام سے ڈرایا اور قاضی کو اور اسے مشورہ دیا کہ وہ دونوں عماد الدین زنگی کو بھیجنے کا مشورہ دیں اور (ان خدمات کے

صلہ میں) اس نے جاگیریں اور حکومت کا عہدہ دلوانے کا وعدہ کیا۔

وزیر سے گفتگو:......(اس مشورہ کے بعد) قاضی اور حاجب دونوں وزیر شرف الدین نوشیرواں بن خالد کے پاس پہنچے۔ اور وزیر موصوف سے الجزیرہ اور شام کے حالت زار سے آگاہ کیا اور یہ بھی بتایا کہ فرنگی صلیب پرست ان علاقوں کے اکثر حصوں پر یعنی ماردین سے العریش تک قابض ہو چکے ہیں۔ اس لئے موصل کو ایسے حاکم کی ضرورت ہے جو ان فرنگیوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے قابل نہیں ہے اور نہ وہ اپنے علاقے کی حفاظت کر سکتا ہے اس کے بعد اس وفد نے وزیر مذکور سے خطاب کرتے ہوئے آخر میں یہ کہا کہ ہم نے آپ کو تمام حالات سے آگاہ کر دیا ہے اس لئے ہم اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے ہیں۔

زنگی کا انتخاب:......اس کے وزیر نے ان دونوں کی گفتگو سلطان تک پہنچائی سلطان نے ان دونوں کا شکریہ ادا کیا اور موصل کے ان دونوں معزز افراد کو بلوایا۔ اور ان سے مشورہ لیا کہ موصل کا حاکم بننے کے لائق کون ہو سکتا ہے۔ ان دونوں نے کچھ نام لئے، جن میں عماد الدین زنگی بھی شامل تھا۔ اس کے ساتھ انہوں نے زنگی کی طرفداری سے مال و دولت کا نذرانہ بھی سلطان کے خزانے کے لئے پیش کیا۔

حاکم موصل کی حیثیت سے سلطان نے ان کے مشورہ کو قبول کیا کیونکہ وہ زنگی کے انتظامی صلاحیت سے واقف تھا چنانچہ اس نے موصل کے تمام صوبوں پر زنگی کو حاکم مقرر کیا اور اس بارے میں اس نے تحریری بیان بھی لکھا اور زبانی بھی اسے حاکم بننے کا حکم سنایا۔ لہذا سلطان عماد الدین زنگی اپنے علاقے کی طرف روانہ ہوا راستے میں اس نے فوارع کے مقام کو فتح کیا اس کے بعد وہ موصل پہنچا۔ جاولی اور اس کے لشکر نے باہر نکل کر اس کا استقبال کیا۔

زنگی کے ماتحت حکام:......اس کے بعد زنگی فوج لے کر جزیرۂ ابن عمر کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں برسقی کے آزاد کردہ غلام برسر اقتدار تھے انہوں نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا، زنگی نے انکا محاصرہ کر لیا۔ اس کی فوجوں اور اس کے شہر کے درمیان دریائے دجلہ حائل تھا۔ اس لئے اس نے دریائے دجلہ کو عبور کر کے اس سے آگے کے وسیع میدان میں ان سے جنگ کی جب شہر والوں کو شکست ہوئی تو وہ فصیل میں قلعہ بند ہو گئے پھر انہوں نے پناہ مانگی تو زنگی نے شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔

فتح نصیبین:......اس کے بعد زنگی نصیبین کو فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ یہ شہر حسام الدین تمرتاش بن ایلغازی حاکم ماردین کے زیر اقتدار تھا۔ اس نے قلعہ کیفا کے حاکم اور اپنے چچازاد بھائی رکن الدولہ داؤد بن سقمان سے فوجی کمک طلب کی چنانچہ اس نے کمک بھیجنے کا وعدہ کیا (اور اس کے وعدہ کے مطابق) حسام الدین نے اہل نصیبین کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ بیس دن تک ثابت قدمی سے ڈٹے رہیں چونکہ یہ پیغام شہر والوں تک نہیں پہنچ سکتا تھا اس لئے یہ پیغام زنگی کی فوجوں کے ہاتھ لگ گیا چنانچہ انہوں نے شہر فتح کر لیا۔

فتح سنجار وخابور:......وہاں سے زنگی سنجار گیا وہاں کے لوگوں نے پہلے مقابلہ کیا پھر انہوں نے بھی ہتھیار ڈال دیئے اور اسے بھی فتح کر لیا، وہاں سے زنگی نے ایک لشکر خابور کی طرف روانہ کیا وہ بھی فتح ہو گیا اور اس کے تمام علاقے پر اس کا قبضہ ہو گیا۔

فتح حران:......پھر زنگی حران پہنچا، اس کے قریب رہا، سروج، اور البیرہ کے علاقے صلیبیوں کے قبضے میں تھے۔ اور ان کی وجہ سے حران کے باشندے پریشان تھے۔ اس لئے انہوں نے بہت جلد اسکی اطاعت قبول کر لی۔ پھر زنگی نے صلیبی حاکم جوسلین کو صلح کا پیغام بھیجا، تا کہ وہ اس کی طرف سے حملہ کے اندیشہ سے مطمئن ہو جائے لہذا ان دونوں کے درمیان صلح ہو گئی۔

حلب کے حکام:......۵۱۹ھ میں برسقی نے شہر حلب اور اس کے علاقے کو فتح کر لیا تھا اور وہاں اپنا جانشین اپنے بیٹے مسعود کو بنایا تھا جب فرقہ باطنیہ نے برسقی کو موصل میں قتل کر دیا۔ تو اس کا فرزند بہت جلد موصل پہنچا اور حلب پر اپنا جانشین امیر قربان کو مطلع کیا۔ اس کے بعد اسے معزول کر دیا اور اس کے بجائے امیر قطلغابہ کو حلب کا حاکم مقرر کیا۔ مگر قربان یہ کہہ کر حکومت اس کے حوالے نہیں کی؛ میرے اور امیر مسعود کے درمیان (اصلی فرمان کو ثابت کرنے کے لئے) ایک نشانی ہوتی ہے جو اس فرمان میں موجود نہیں۔

قطلغابہ مسعود کے پاس گیا۔اس نے بتایا کہ وہ اس وقت الرحبہ کا قصد کر رہا ہے۔اس لئے وہ جلدی سے حلب کی طرف لوٹ گیا۔شہر والے مضال بن ربیع کی قیادت میں اس کے طرفدار ہو گئے۔چنانچہ انہوں نے اسے شہر میں داخل کر کے اسے اپنا حاکم بنالیا۔اور قربان کو قلعہ سے نکال کر اور ایک ہزار دینار دے کر محفوظ مقام تک پہنچا دیا۔

اہل حلب کی بغاوت:......قطلغابہ نے ۵۲۱ھ کے درمیانی عرصے میں قلعہ اور شہر پر قبضہ کر لیا۔مگر حکومت حاصل کرنے کے بعد اس کی عادتیں خراب ہو گئیں۔اور اس نے بے حد ظلم و ستم کرنا شروع کر دیا۔برے لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے تھے۔اس لئے رعایا اس سے نفرت کرنے لگیں اور اسی سال عید الفطر کے دن عوام نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔اور اس کے بجائے انہوں نے اپنے سابق حکمران بدرالدولہ سلیمان بن عبدالجبار بن ارتق کو اپنا حاکم بنالیا اور انہوں نے قطلغابہ کو جو قلعہ میں تھا محاصرہ کر لیا۔

صلیبیوں کی فوج کشی:......منبج کا حاکم حسان اور مراغہ کا حاکم حسن دونوں حاکموں کے درمیان صلح کرانے کے لئے پہنچے مگر صلح نہیں ہو سکی پھر رہا(اڈیسا) کا فرنگی حاکم جوسلین لشکر لے کر حلب پہنچا تو اہل حلب نے مال و دولت دے کر اس کے ساتھ صلح کر لی اور وہ واپس لوٹ گیا۔پھر انطاکیہ کے حاکم نے فوج کشی کی اور شہر کا محاصرہ کر لیا اور اسی سال کے ماہ ذوالقعدہ کے نصف تک صلیبی قلعہ کا بھی محاصرہ کرتے رہے۔

زنگی کی اطاعت:......جب عمادالدین زنگی حران کے حاکم کے پاس پہنچا تو اس نے اپنے ساتھیوں میں سے دو امیروں کو سلطان کا یہ فرمان دے کر حلب بھیجا کہ موصل، الجزیرہ اور شام زنگی کے حوالے کر دیا جائے۔جب اہل حلب نے یہ فرمان سنا تو انہوں نے جلد اطاعت قبول کر لی۔اور ان دونوں امیروں میں سے ایک امیر حلب میں مقیم ہو گیا۔اور حلب کے دونوں حکام بدرالدولہ سلیمان بن عبدالجبار اور قطلغابہ، عمادالدین زنگی کے پاس پہنچے اور عمادالدین زنگی نے ان دونوں کے درمیان صلح کرا دی۔اور وہ دونوں زنگی کے پاس مقیم ہو گئے۔پھر زنگی نے صلاح الدین محمد باغیسانی کی قیادت میں لشکر بھیج کر قبضہ حاصل کر لیا۔اس نے انتظامات درست کئے اور وہاں حکومت کرنے لگا۔اس کے بعد زنگی خود ماہ محرم ۵۲۲ھ میں حلب کی طرف روانہ ہوا۔راستے میں زنگی نے حسان سے منبج کا قلعہ چھینا اور حسن کے قبضہ سے مراغہ کو حاصل کیا۔

زنگی کی آمد حلب:......اہل حلب نے زنگی کا استقبال کیا اس نے حلب کے مختلف علاقے اپنے امراء اور فوج میں تقسیم کئے۔اس کے بعد قطلغابہ کو گرفتار کر کے اسے ابن بدیع کے حوالے کیا اس نے اس کی آنکھ پھوڑ دی جس کے بعد وہ مر گیا۔

نئے حاکم کا تقرر:......پھر ابن بدیع بھی باغی ہو گیا۔اور قلعہ جعبر کے حاکم سے امداد حاصل کرنے کے لئے وہاں چلا گیا۔عمادالدین زنگی نے اس کے بجائے حلب کا سربراہ اور حاکم علی بن عبدالرزاق کو مقرر کیا اور خود موصل لوٹ آیا۔

فتح حماۃ:......پھر عمادالدین زنگی فرنگیوں سے جہاد کرنے کے لئے روانہ ہوا اور دریائے فرات کو عبور کر کے شام پہنچا۔اسنے دمشق کے حاکم تاج الملوک بوری بن طغرکین سے فوجی کمک طلب کی۔اس نے جانشین کے بارے میں پورا اطمینان کرنے کے بعد اپنی فوجوں کو اپنے بیٹے سونج کی طرف بھیجا۔اور اسے یہ حکم دیا کہ وہ فوج لے کر زنگی کی مدد کے لئے پہنچے جب یہ شامی فوجیں زنگی کے پاس پہنچیں تو اس نے ان کی تعظیم و تکریم کی۔چند دنوں کے بعد اس نے ان کے ساتھ بے وفائی کی اور سونج اور اس کے سپہ سالاروں کو جو اس کے ساتھ آئے تھے گرفتار کر کے انہیں حلب میں نظر بند کر دیا اور ان کے خیموں کو لوٹ لیا پھر جلد وہ شہر حماۃ پہنچا، جو محافظوں سے خالی تھا۔اس لئے اس نے اسے آسانی کے ساتھ فتح کر لیا۔

وہاں سے وہ حمص کی طرف روانہ ہوا۔اس کا حاکم قیر جان قراجا بن کے ساتھ اس کے لشکر میں موجود تھا یہ وہی شخص تھا جس نے سونج اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرنے کا مشورہ دیا تھا۔لہٰذا زنگی نے اسے اس خیال کے تحت گرفتار کر لیا کہ اہل حمص اپنا علاقہ اس کے سپرد کر دیں گے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔پھر زنگی نے قیر جان کو اس کے پاس بھیجا تو وہ بھی اس کے ساتھ مل گیا۔(اور واپس نہیں آیا) اس لئے عمادالدین زنگی نے کچھ عرصے میں حمص کا محاصرہ کیا مگر کامیاب نہیں ہو سکا۔اس لئے زنگی سونج بن بوری کو لے کر موصل واپس آ گیا۔

صلیبیوں کے خلاف جہاد:......جب عمادالدین زنگی موصل آیا تو اس کی فوجوں نے چند دن آرام کیا۔پھر زنگی نے جہاد کے لئے تیاری کی اور

۵۲۴ھ میں شام وحلب کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے سب سے پہلے اثارب کے قلعہ کو (جو شام میں ہے) فتح کرنے کا قصد کیا۔ یہ قلعہ حلب سے تین فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ یہاں صلیب پرست رہتے تھے۔ جو اہل حلب کو بہت پریشان کرتے تھے۔ اس لئے زنگی نے فوج کشی کر کے اس قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ انطاکیہ سے فرنگیوں کی فوجیں اس کی حفاظت کرنے کے لئے آئیں اور جنگ کرنے کے لئے تیار ہوگئیں۔ مسلمان اپنی جان پر کھیل کر جنگ کرتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صلیبیوں کو شکست فاش ہوئی۔ اور ان کے بہت سے سپہ سالار قیدی بنالئے گئے۔ اور بہت سے صلیبیوں کو مار ڈالا گیا ان کی لاشوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ ان کی ہڈیاں ساٹھ سال تک وہیں پڑی رہیں

صلیبی قلعوں کی فتح:..... (صلیبیوں کو تباہ کن شکست دینے کے بعد) زنگی قلعہ اثارب کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اسے فتح کر کے اسے تباہ و ویران کر دیا۔ وہاں جو صلیبی اشخاص تھے انہیں یا تو قتل کر دیا گیا یا قیدی بنالیا گیا۔ پھر وہ انطاکیہ کے قریب قلعہ حارم کو فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ یہ بھی فرنگیوں کا قلعہ تھا اس لئے زنگی نے اس کا محاصرہ کرلیا۔ آخر کار صلیبی نے نصف خراج اداء کرنے کی شرط پر زنگی سے صلح کر لی۔ اس لئے وہ واپس چلا گیا ان حملوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ صلیبیوں کے دلوں میں زنگی اور مسلمانوں کا رعب قائم ہوگیا اور ان کی ہوس ملک گیری کا خاتمہ ہوگیا۔

بنو ارتق کو شکست:..... جب زنگی اثاب اور حارم کے قلعوں کو فتح اور صلیبیوں کے ساتھ جہاد کرنے سے فارغ ہوا تو وہ الجزیرہ کی طرف لوٹ آیا اور اس نے شہر سرخس کا محاصرہ کرلیا۔ جو ماردین کے حاکم کے ماتحت تھا۔ یہ شہر ماردین اور نصیبین کے درمیان تھا اور یہ دونوں ماردین کے حاکم ایلغازی بن حسام الدین تمرتاش بن ایلغازی کے ماتحت تھے۔ کیفا کا حاکم رکن الدولہ داؤد بن سقمان تمرتاش بن ارتق حسام الدین حاکم ماردین اور رکن الدولہ حاکم آمد مقابلہ کے لئے اکٹھے ہوئے انہوں نے ترکمانوں کی تقریباً بیس ہزار فوج اکٹھی کرلی تھی۔ اور یہ سب زنگی کی فوج کے مقابلے کے لئے روانہ ہوئے زنگی نے ان سب کو شکست دی اور سرخس کے شہر کو فتح کرلیا اس کے بعد رکن الدولہ جزیرۂ ابن عمر کو لوٹنے کے لئے روانہ ہوا۔ مگر زنگی نے تعاقب کر کے اسے اپنے شہر کی طرف بھگا دیا۔ پھر زنگی قلعہ ہمر دکو فتح کرنے کے لئے موصل روانہ ہوگیا کیونکہ راستوں کی تنگی اور دشواریوں کی وجہ سے مزید پیش قدمی ممکن نہ تھی۔

دبیس کی گرفتاری:..... پہلے یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ دبیس بن صدقہ نے جب بصرہ چھوڑا تھا تو وہ ۵۲۵ھ میں شام کا قلعہ سرخس کی طرف روانہ ہوگیا تھا وہاں اسے ایک لونڈی نے بلوایا تھا جسے حسن نے اس لئے چھوڑ رکھا تھا کہ وہ اس سے نکاح کرے جب دبیس اس مقصد کے لئے غوطۂ دمشق میں قبیلۂ کلب کی ایک بستی میں سے گذرا تو قبیلۂ کلب کے افراد نے اسے گرفتار کرلیا۔ اور اسے دمشق کے حاکم تاج الملوک کے پاس لے گئے۔ یہ خبر اتابک زنگی تک بھی پہنچی، وہ اس کا دشمن تھا۔ اس لئے اس نے تاج الملوک بوری حاکم دمشق کو اس بارے میں لکھا۔ اور اس کے بیٹے سوغ اور ان امراء کے ساتھ اس کا تبادلہ کرنے کی پیشکش کی جو اس کے ساتھ تھے۔ چنانچہ (قیدیوں کی اس تبادلہ کی تجویز کے مطابق) اس نے ان کو رہا کر دیا۔ اور ان کے بدلے میں بوری نے دبیس کو زنگی کے پاس بھیج دیا۔ دبیس کو اپنی ہلاکت کا یقین تھا مگر جب وہ وہاں پہنچا زنگی نے اس کی تعظیم کی اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اس کی شکایات دور کیں۔

قاصدوں کی گرفتاری:..... ادھر خلیفہ مسترشد نے بھی بوری ابن طغرکین حاکم دمشق کو دبیس کے بارے میں لکھا۔ مگر جب ایلچی اس کے پاس پہنچے تو وہ دبیس کو زنگی کے سپرد کرچکا تھا۔ قاصدوں نے اس فعل پر زنگی کی برائی کی تو زنگی نے راستے ہی میں ان کو گرفتار کرادیا۔ وہ دونوں قاصد یہ تھے۔ (۱) سدید الدولہ بن الانباری، (۲) ابوبکر ابن البشر الجزری۔ زنگی نے ان دونوں کو قید کرلیا اور اس وقت چھوڑا جب خلیفہ مسترشد نے ان کے بارے میں سفارش کی۔ دبیس زنگی کے پاس ہی رہا یہاں تک کہ وہ اس کے ساتھ عراق آیا۔

محاصرۂ بغداد:..... جب سلطان محمود ۵۲۵ھ میں فوت ہوگیا تو (بادشاہ بننے میں) اس کے بیٹے داؤد اور اس کا بھائی مسعود کے درمیان جھگڑا ہوگیا۔ اس کے نتیجے میں داؤد نے مسعود کے علاقے کی طرف پیش قدمی کی اور ماہ محرم ۵۲۶ھ میں تبریز کا محاصرہ کرلیا۔ پھر دونوں کے درمیان صلح ہوگئی اور مسعود تبریز سے نکل کر ہمدان چلا گیا اس نے خلیفہ مسترشد کو پیغام بھیجا کہ خطبہ میں اس کا نام شامل کیا جائے مگر خلیفہ نے انکار کر دیا۔ سلطان مسعود نے

اتا بک عماد الدین زنگی سے بھی فوجی کمک طلب کی۔اس کے بعد سلطان مسعود نے بغداد کی طرف پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کرلیا۔

فریقین میں جنگ:......مسعود سے پہلے اس کا بھائی سلجوق شاہ، حاکم فارس وخوزستان، اتا بک قراجا شامی کے ساتھ بہت بڑا لشکر لے کر بغداد پہنچ چکا تھا۔اور خلیفہ مسترشد نے اسے دار الخلافہ میں ٹھہرایا تھا۔مسعود کا لشکر عباسیہ میں ٹھہرا تھا۔جب خلیفہ مسترشد کا لشکر، اور سلجوق شاہ وقراجا شامی کا لشکر مسعود کے لشکر کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے نکلا تو انہیں یہ خبر موصول ہوئی کہ عماد الدین زنگی کی فوجیں اس کے پیچھے آ رہی ہیں اور یہ بھی اطلاع ملی کہ زنگی معشوب کے مقام پر پہنچ گیا ہے اس لئے قراجا شامی زنگی کے مقابلہ کیلئے پیچھے کی طرف لوٹا۔اور سلجوق شاہ اپنا لشکر لے کر اپنے بھائی مسعود کی فوجو ں سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔

زنگی کو شکست:......قراجا کا لشکر تیز رفتاری کے ساتھ روانہ ہوا اور ایک دن ایک رات کا فاصلہ طے کرنے کے بعد صبح سویرے معشوب پہنچ گیا۔اس نے جنگ کرکے زنگی کو شکست دی اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو قید کرلیا۔زنگی شکست کھا کر تکریت پہنچا جہاں اس کا نائب سلطان صلاح الدین کا والد نجم الدین ایوب بن شادی تھا (وہاں سے اس نے دریائے دجلہ کو عبور کیا)۔

صلح نامہ:......پھر خلیفہ مسترشد کے ساتھ ان شرائط پر صلح ہوئی کہ عراق ان کے پاس رہیگا۔اور بادشاہت مسعود کی ہوگی۔اور سلجوق شاہ ولی عہد ہونگے یہ معاہدۂ صلح ۵۲۶ھ کے درمیانی عرصے میں ہوا۔

سلطان سنجر کی پیش قدمی:......اس صلح نامہ کے بعد سلطان سنجر اپنے بھتیجے سلطان طغرل بن محمود کی بادشاہت کا مطالبہ کیا۔طغرل اس کے پاس رہتا تھا لہٰذا (اس مطالبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے) سلطان سنجر خراسان روانہ ہوا اور ہمدان پہنچ گیا۔سلطان مسعود اور سلجوق شاہ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوئے اور مقابلہ کے لئے نکلے مگر جنگ کرنے میں اس لئے تاخیر کر رہے تھے کہ وہ خلیفہ مسترشد کے شامل ہونے کا انتظار کر رہے تھے خلیفہ مسترشد مغربی جانب سے آیا۔اسے اطلاع ملی کہ اتا بک زنگی اور دبیس بن صدقہ بغداد پہنچ رہے ہیں۔دبیس نے دعویٰ کیا کہ سلطان سنجر نے اسے بغداد کا کوتوال مقرر کیا تھا۔اس عرصے میں سلطان مسعود اور اس کے بھائی سلجوق نے سلطان سنجر سے جنگ کی جس میں مسعود کو شکست ہوئی جیسا کہ گذشتہ ابواب میں بیان کیا جاچکا ہے۔دوسری طرف مسترشد بغداد لوٹ گیا۔اور مغربی جانب عباسیہ میں مقیم ہوا اس کی فوجوں کا مقابلہ زنگی اور دبیس سے قلعہ برائلہ پر ہوا۔جس میں ان دونوں کو ماہ رجب کے آخر ۵۲۶ھ میں شکست ہوئی اس کے بعد اتا بک زنگی موصل چلا گیا۔

فرنگیوں کا حملہ:......اتا بک زنگی کی غیر حاضری میں فرنگیوں کا بادشاہ بیت المقدس سے حلب کی طرف روانہ ہوا۔اتا بک زنگی کا نائب امیر اسوار مقابلہ کے لئے نکلا اس نے اپنے لشکر کے ساتھ ترکمانی فوجوں کو بھی شامل کیا۔اور قنسرین کے مقام پر اس کے لشکر نے صلیبیوں سے جنگ کی۔اس نے جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کیا تاہم مسلمانوں کو شکست ہوئی ۔ [illegible] ب واپس چلے گئے۔فرنگیوں کا بادشاہ حلب کی عملداری میں کامیاب ہوکر گھس گیا اس کے بعد رہا سے صلیبی فوجیوں کا ایک دستہ حلب کے علاقے میں غارت گری کے لئے آیا۔تو نائب امیر اسوار نے منبج کے ساتھ مل کر ان کا مقابلہ کیا اور صلیبیوں کو تباہ وبرباد کردیا اور جو باقی بچے انہیں قید کرلیا اور مسلمان جنگ میں کامیاب ہوکر واپس آئے۔

خلیفہ کا عتاب نامہ:......جب زنگی خلیفہ مسترشد سے شکست کھا کر لوٹا تو اس وقت سے خلیفہ مسترشد کے ساتھ اس کے تعلقات ناگوار ہوگئے اور خلیفہ موقع کا منتظر رہا۔اس کے بعد سلاطین سلجوقیہ کے درمیان بہت اختلاف رونما ہوئے۔اور امراء کی ایک بڑی جماعت فتنہ وفساد سے بچنے کے لئے بھاگ کر خلیفہ کے پاس پہنچ گئی۔اور اس کے زیر سایہ رہنے لگی۔ایسی صورت میں خلیفہ مسترشد نے ارادہ کیا کہ وہ اتا بک زنگی کے ذریعے ان امراء کا فیصلہ کرائے۔چنانچہ اس مقصد کے لئے خلیفہ نے مشہور واعظ بہاء الدین ابوالفتوح اسفرائینی کو بھیجا اور اس کے ہاتھ سخت عتاب نامہ بھیجا، جس میں زنگی کے خلاف سخت لہجہ استعمال کیا گیا تھا۔نیز واعظ موصوف نے خلافت کی عزت وناموس کی خاطر اپنے خیالات کے مطابق مزید سخت الفاظ استعمال کئے۔

اتا بک زنگی اس پر سخت ناراض ہوا کیونکہ اس کے روبرو اس کی سخت توہین کی گئی تھی اس لئے اس نے واعظ مذکور کو قید کرلیا۔

محاصرۂ موصل:......خلیفہ مسترشد نے سلطان مسعود کو پیغام بھیجا:......کہ وہ موصل کا قصد کر رہا ہے اور اس کا محاصرہ کر رہا ہے کیونکہ زنگی نے (اس

کے ساتھ) بدسلوکی کی ہے۔ پھر خلیفہ موصوف ماہ شعبان ۵۲۷ھ میں تیس ہزار جنگجو سپاہی لے کر موصل کی طرف پیش قدمی کی۔ جب وہ موصل کے قریب پہنچا تو اتابک زنگی وہاں سے سنجار چلا گیا۔ اور موصل پر اپنا نائب نصر الدین جقری کو مقرر کیا۔ خلیفہ مسترشد نے وہاں پہنچ کر موصل کا محاصرہ کر لیا۔ اتابک زنگی نے خلیفہ مسترشد کے لشکر کی طرف خوراک کی رسد کی فراہمی بند کرا دی تھی۔ اس وجہ سے خوراک کی قلت ہوگئی۔ اور خلیفہ کا لشکر پریشانی میں مبتلاء ہو گیا۔ اہل شہر کی ایک جماعت نے ان پر حملہ کرنا چاہا مگر اس کا پتا چل گیا۔ چنانچہ وہ گرفتار کر لئے گئے اور انہیں سولی پر چڑھا دیا گیا۔ یہ محاصرہ تین مہینے تک رہا مگر شہر فتح نہیں ہوسکا اس لئے محاصرہ ختم کر دیا گیا اور خلیفہ بغداد واپس چلا گیا کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا خادم مطر بغداد سے آیا تھا اور اس نے خلیفہ مذکور کو یہ اطلاع دی تھی کہ سلطان مسعود عراق آنے کا قصد کر رہا ہے اس لئے خلیفہ جلد واپس آ گیا۔

شہر حماۃ کا محاصرہ:......اتابک زنگی نے ۵۲۳ھ میں حماۃ کا شہر تاج الملوک بوری بن طغرکین حاکم دمشق سے چھین لیا تھا۔ اور یہ شہر چار سال تک اس کی عملداری میں شامل رہا۔ تاج الملوک بوری نے ۵۲۶ھ میں وفات پائی۔ اور اس کا بیٹا شمس الملوک اسماعیل دمشق کا حکمران ہوا۔ اس نے فرنگیوں سے بانیاس کے مقام کو ماہ صفر ۵۲۷ھ میں چھین لیا تھا۔ اس کے بعد اسے اطلاع ملی کہ خلیفہ مسترشد باللہ نے موصل کا محاصرہ کر لیا ہے۔ اس لئے اس نے شہر حماۃ کی طرف فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اور پھر عید الفطر اور اس کے بعد کے دنوں میں جنگ کر کے اسے فتح کر لیا۔ شہر کے باشندوں نے پناہ طلب کی تو اس نے انہیں پناہ دیدی۔ پھر اس نے حماۃ کے قلعہ کا محاصرہ کیا جہاں حاکم شہر اور اس کے ساتھی محصور تھے۔ انہوں نے بھی ہتھیار ڈال دئے۔ اس کے بعد شمس الملوک نے وہاں کے ذخیروں اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا۔ وہاں سے اس نے قلعہ شیزر کی طرف پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں کے حاکم ابن منقذ نے اسے کچھ مال و دولت پیش کر کے اس کے ساتھ صلح کر لی اور وہ اسی سال ماہ ذوالحجہ میں دمشق واپس آ گیا۔

اہم قلعوں کی تسخیر:......۵۲۸ھ میں اتابک زنگی حاکم موصل، اور حاکم ماردین دونوں نے مشترکہ طور پر شہر آمد کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے حاکم نے کیفا کے حاکم داؤد بن سقمان سے فوجی کمک طلب کی۔ چنانچہ وہ لشکر لے کر دونوں کے مقابلہ کے لئے پہنچا۔ ان دونوں حاکموں نے اس کے ساتھ جنگ کر کے اسے شکست دی اور اس کے لشکر کے بہت سے سپاہی مارے گئے۔ جب آمد کا محاصرہ بہت طویل ہو گیا تو ان دونوں حکام کے مشترکہ لشکر نے اس کے باہر درخت اور انگور کی بیلیں سب کاٹ دیں اس پر بھی شہر والوں نے ہتھیار نہیں ڈالے تو وہ دونوں فوج لے کر وہاں سے کوچ کر گئیں۔ اس کے بعد زنگی نے دیار بکر کے قلعہ نسور کی طرف پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کر کے اسی سال کے ماہ رجب کی پندرہ تاریخ کو یہ قلعہ فتح کر لیا۔

زنگی کا وزیر:......اس اثناء میں ضیاء الدین ابوسعید ابن الکفز ٹوٹی زنگی کے پاس آیا تو اتابک زنگی نے اسے اپنا وزیر مقرر کیا وہ بہت اچھا سیاستدان اور شریف ثابت ہوا فوج بھی اس سے محبت کرتی تھی بعد میں اس کا ۵۳۶ھ میں انتقال ہو گیا۔

مفسدوں کی سرکوبی:......پھر زنگی نے کردوں کے تمام حمیدیہ قلعوں کو فتح کر لیا جس میں قلعہ العقر اور قلعہ سوس وغیرہ شامل ہیں۔ جب زنگی موصل کا حاکم ہوا تھا تو اس نے ان تمام قلعوں پر عیسیٰ الحمیری کو ان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اس نے خلیفہ مسترشد کے محاصرہ موصل کے موقع پر عمدہ خدمات انجام دی تھیں اور زنگی کے لئے کردوں کی فوج تیار کی تھی۔

تاہم جب خلیفہ مسترشد زنگی سے جنگ کر کے بغداد واپس چلا گیا تو زنگی اور اس کے لشکر نے ان قلعوں کا محاصرہ کیا اور شدید جنگ کے بعد اسی سال ان قلعوں کو فتح کر لیا۔ ان فتوحات کے بعد اس علاقے کے دیہات ان کی تباہ کاریوں سے محفوظ ہو گئے کیونکہ ان قلعوں کی فوجیں دیہاتوں میں لوٹ مار کر کے انہیں تباہ و برباد کر رہی تھیں۔

ہکاریہ اور کواشی کے قلعوں کی تسخیر:......مؤرخ ابن الاثیر جنیبی کی روایت سے بیان کرتا ہے کہ اتابک زنگی نے جب حمیدیہ کے قلعے فتح کئے۔ اور وہاں کے لوگوں کو وہاں سے جلاوطن کر دیا ابوالہیجاء بن عبداللہ کو قلعہ اشب، الجزیرہ اور کواشی کے نکل جانے کا اندیشہ ہوا۔ اس لئے اس نے اتابک زنگی سے پناہ طلب کی اور اس کا حلیف بن گیا۔ اور اس کی خدمت میں مال و دولت کا نذرانہ پیش کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے فرزند احمد کو قلعہ اشب سے نکال کر اسے کواشی کا قلعہ دیدیا۔ اور قلعہ اشب پر ایک کرد حاکم مقرر کیا جس کا نام بادارمنی تھا۔ اس کا فرزند وہی ہے جو بعد میں ابوعلی ابن احمد المشطوب

کے نام سے مشہور ہو کر سلطان صلاح الدین کے امراء میں شامل ہو گیا تھا۔

جب ابوالہیجاء جس کا اصلی نام موسیٰ تھا، فوت ہو گیا تو اس کا فرزند قلعہ اشب پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوا مگر کرد حاکم بادار منی نے مقابلہ کیا۔ کیونکہ وہ اس قلعہ کو ابوالہیجاء کے صغیر سن فرزند علی کے لئے محفوظ کرنا چاہتا تھا۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے اتابک زنگی نے اپنے لشکر کو لے کر قلعہ اشب کی طرف کوچ کیا۔ وہاں کے باشندے اس سے جنگ کرنے کے لئے نکلے تو زنگی انہیں باہر دور تک لے آیا۔ اس کے بعد اس نے پلٹ کر حملہ کیا تو انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ بہت سے مارے گئے اور جو باقی بچے وہ گرفتار ہو گئے اور قلعہ پر فوراً قبضہ کر لیا۔ جب قلعہ کا حاکم بادار منی کرد سرداروں کے ساتھ اس کے پاس لایا گیا تو اس نے ان سب کو قتل کرا دیا اور پھر موصل واپس آ گیا۔

جنگی قلعوں پر قبضہ:...... پھر اتابک زنگی جہاد کے لئے روانہ ہوا تو اس نے اپنے نائب نصیر الدین جقری کو فوج دے کر بھیجا۔ اس نے کیجا کو خالی کر کے قلعہ عمادیہ میں قیام کیا۔ انہوں قلعہ الشعبان، فرح، کواشی، زعفرانی، الفی، سرف، اور سفردہ کا محاصرہ کیا یہ سب ہکاریہ کے قلعے ہیں اس نے جنگ کر کے ان سب قلعوں کو فتح کر لیا اسطرح کوہستان (الجبل) اور زوزن کے علاقوں میں امن و امان قائم ہو گیا اور یہاں کی رعایا کردوں کی لوٹ مار سے محفوظ ہو گئی۔

ہکاریہ کے غیر مفتوحہ قلعے:...... ہکاریہ کے وہ قلعے جو فتح نہیں ہو سکے تھے وہ یہ ہیں۔ (۱) حلا (۲) صورا (۳) ہزور (۴) الملاسی (۵) یاسرما (۶) مانرجا (۷) باکرا (۸) نسر، ان قلعوں کو سلطان زنگی کی شہادت کے بہت عرصے کے بعد عمادیہ کے حاکم قراجہ نے فتح کیا۔ ابن الاثیر کے قول کے مطابق وہ زین الدین علی کی طرف سے ان ہکاریہ قلعوں کا حاکم مقرر ہوا تھا مجھے ان قلعوں کی فتح کی تاریخ معلوم نہیں ہے اس لئے میں نے ان کا صرف تذکرہ یہاں کیا ہے۔

قلعوں کے بارے میں دوسری روایت:...... مؤرخ ابن الاثیر مزید تحریر کرتا ہے اس خبر کے برخلاف مجھے چند کردی عالموں نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر زنگی نے قلعہ اشب وخراسانی اور قلعہ عمادیہ کو فتح کر لیا تھا۔ اور ہکاریہ کے قلعہ داروں میں سے صرف جبل صورا اور ہزور کے قلعہ دار باقی رہ گئے۔ مگر ان کی قوت شوکت ایسی نہیں تھی کہ ان سے خوف کھایا جائے۔ اس کے بعد وہ موصل واپس آ گیا اور کوہستانی قلعوں کے لوگ اس سے ڈرنے لگے۔

ایک قلعہ دار کی بحالی:...... جب ابیہ، الفی اور فرح کے قلعوں کا حاکم فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا ان قلعوں کا حاکم ہوا۔ اس کی والدہ خدیجہ بنت الحسن، ابراہیم اور عیسیٰ کی ہمشیرہ تھی۔ جو موصل میں زنگی امراء میں سے تھے۔ اس لئے اس کی والدہ نے اپنے فرزند علی کو اپنے مذکورہ بالا دونوں بھائیوں کے پاس بھیجا جو اس کے ماموں تھے۔ مقصد یہ تھا کہ وہ دونوں ماموں اسے امن و امان کی ضمانت دلوائیں چنانچہ وہ زنگی کے پاس گیا تو اس نے اسے ان قلعوں کی حکمرانی پر برقرار رکھا۔ اس طرح ہکاریہ کے قلعہ مستقل طور پر فتح ہو گئے قلعہ شعبان کا حاکم مہرانیہ میں سے تھا اس کا نام حسن بن عمر تھا اس نے اسے حاصل کر کے تباہ و برباد کر دیا کیونکہ اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

شکایت کا نتیجہ:...... نصیر الدین جقری (زنگی کا نائب) ابیہ، الفی اور فرح کے قلعوں کے حاکم علی کو ناپسند کرتا تھا۔ اس لئے اتابک زنگی سے اس کے خلاف شکایت کر کے اسے قید کرنے کا مشورہ دیا تو اس نے علی کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ پھر اسے اس فعل پر پشیمانی ہوئی اس لئے اس کی رہائی کا حکم دیا مگر معلوم ہوا کہ وہ قید خانے میں مر گیا ہے لہٰذا اس نے نصیر الدین کو اس کے قتل کا ملزم قرار دیا۔

دیگر قلعوں کی فتح:...... پھر اس نے قلعہ رحبہ کی طرف فوج بھیجی چنانچہ فوج نے جا کر وہاں اچانک حملہ کیا اور اس قلعہ کو فتح کر لیا انہوں نے علی کے بیٹے اور بھائی کو قید کر لیا۔ مگر چونکہ اس کی والدہ خدیجہ وہاں نہیں تھی اس لئے وہ بچ گئی۔ قاصد نے زنگی کے پاس جا کر اسے رحبہ کے قلعہ کی فتح کی خوشخبری سنائی تو وہ بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد اس نے علی کو باقی ماندہ قلعوں کی تسخیر کے لئے بھیجا مگر کواشی کا قلعہ ان سے فتح نہیں ہو سکا۔ اس لئے علی کی والدہ خدیجہ کواشی کے حاکم کے پاس گئی جو مہرانیہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اور اس کا نام جرک زہزا تھا۔ خدیجہ نے اس سے درخواست کی کہ وہ کواشی کا قلعہ فوجوں

کے حوالے کر دے تا کہ ان کے قیدی چھوڑ ے جا سکیں۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور قلعے زنگی کے حوالے کر دیئے اور قیدی بھی چھوڑ دیئے گئے اس کے بعد کردوں کے کوہستانی علاقوں کا نظم و نسق درست ہو گیا۔

دمشق کے حاکم کا قتل:...... دمشق کے حاکم شمس الملوک اسماعیل بن بوری کی سلطنت کا نظم و نسق خراب ہو گیا تھا۔ اور اس کی طاقت کمزور ہو گئی تھی۔ اس لئے فرنگی (صلیب پرست) فوجیں اس پر دست درازی کرنے لگی تھیں اسے اپنا انجام خراب نظر آیا تو اس نے اتا بک زنگی کو پوشیدہ طور پر بلوایا تا کہ وہ اسے دمشق کی حکومت حوالے کر کے خود سبکدوش ہو جائے۔ اس کے ارکان سلطنت کو اس بات کا پتا چل گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے اس کی والدہ کے پاس اس کی شکایت کی اس کی والدہ نے وعدہ کیا کہ وہ جلد ہی اس سے نجات حاصل کر لیں گے۔ چنانچہ اس کی والدہ نے اچانک اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

زنگی کا محاصرۂ دمشق:...... اتنے میں اتا بک زنگی بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس نے دریائے فرات کے کنارے سے اپنے قاصد بھیجے تو انہیں معلوم ہوا کہ شمس الملوک فوت ہو گیا ہے۔ اور اس کے بجائے اس کے بھائی محمود حاکم بن گیا ہے۔ اور تمام ارکان سلطنت نے اس کی حمایت کی ہے۔ یہ خبر لے کر وہ اتا بک زنگی کے پاس پہنچے۔ یہ خبر سن کر وہ متاثر نہیں ہوا اور پیش قدمی کرتا ہوا دمشق کے باہر صف آرا ہوا دمشق کے ارباب حکومت نے زنگی کا سخت مقابلہ کیا ان کا سپہ سالار معین الدین ار بوہ تھا، جو طغر کین کا حاکم تھا۔

حاکم دمشق سے مصالحت:...... پھر خلیفہ مسترشد نے ابوبکر بن بشر جندی کو اتا بک زنگی کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ حاکم دمشق سے صلح کر لے چنانچہ زنگی نے مصالحت کر لی اور سال کے درمیان میں وہاں سے کوچ کر گیا۔

مسعود کے خلاف متحدہ بغاوت:...... بہت سے امرائے سلجوقیہ سلطان مسعود کے خلاف بغاوت پر متحدہ طور پر آمادہ ہو گئے اور اس کے خلاف جنگ کرنے کیلئے تیاریاں کرنے لگے۔ چنانچہ داؤد بن سلطان محمود آذر بائیجان سے ماہ صفر ۵۳۲ھ میں بغداد آیا اور پایۂ تخت میں مقیم ہوا باغی امراء اس سے خط و کتابت کرنے لگے اور بعض امراء اس کے پاس آئے جن میں قزدین، اصفہان اہواز، اور اُبلہ کے حکام اور اتا بک زنگی حاکم موصل بھی شامل تھے۔ بغداد سے فوجیں ان کی طرف نکلیں۔ داؤد بن سلطان محمود بغداد کا کوتوال مقرر ہوا۔ اور خلیفہ کا شاہی جلوس وزیر جمال الدین الرضی کے ساتھ نکلا کیونکہ خلیفہ اس سے اور قاضی القضاۃ زینبی سے ناراض ہو گیا تھا۔

پھر خلیفہ راشد، سلطان داؤد اور اتا بک زنگی نے مل کر ایک معاہدہ کیا۔ اور ہر ایک نے ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حلف اٹھایا۔ اور خلیفہ راشد نے اتا بک زنگی کو دو لاکھ دینار بھیجے۔ اتنے میں سلجوق شاہ واسط پہنچ گیا تھا۔ اس نے امیر بک ابہ کو گرفتار کر کے اس کا مال لوٹ لیا تھا۔ اتا بک زنگی اس کی مدافعت کے لئے گیا۔ اس کے بعد دونوں میں صلح ہو گئی اور زنگی بغداد واپس آ گیا۔ اس نے ان تمام فوجوں کا معائنہ کیا جو سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لئے تیار کی گئی تھیں۔ وہ خراسان کے راستے پر روانہ ہوا مگر جب اسے یہ اطلاع ملی کہ سلطان مسعود بغداد کیطرف روانہ ہو گیا ہے تو وہ لوٹ آیا اور شاہ داؤد بھی لوٹ آیا۔

محاصرۂ بغداد:...... آخر کار سلطان مسعود بغداد کے قریب پہنچا اور اس کا پچاس دن سے زیادہ عرصے تک محاصرہ کرتا رہا۔ پھر وہ نہروان کی طرف کوچ کر گیا۔ جب حاکم واسط طرنطائی کشتیاں لے کر اس کے پاس آیا تو وہ بغداد پہنچا اور دریا کو عبور کر کے مغربی جانب آیا۔

خلیفہ راشد موصل میں:...... پھر خلیفہ کی حامی فوجوں نے جو بغداد میں تھیں ان میں اختلاف پیدا ہوا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شاہ داؤد لشکر لے کر اپنی سلطنت آذر بائیجان واپس چلا گیا۔ اس کے ساتھ جو امراء تھے وہ بھی منتشر ہو گئے۔ لہذا خلیفہ راشد اپنے ساتھیوں کو لے کر اتا بک زنگی کے پاس چلا گیا جو کہ مغربی جانب تھا وہاں سے خلیفہ زنگی کے ساتھ موصل چلا گیا۔

خلیفہ کی معزولی:...... ان تمام اختلافات کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان مسعود پندرہ ذوالقعدہ ۵۳۰ھ میں بغداد میں داخل ہو گیا۔ وہاں وہ خود بھی مقیم ہوا اور

اس کے ساتھ اس کا لشکر بھی رہنے لگا۔ اس نے تمام قاضیوں اور علماء کو جمع کیا اور ان کے سامنے خلیفہ راشد کا اس کے اپنے دستخطوں سے یہ حلف نامہ پیش کیا گیا کہ اگر وہ سلطان مسعود کے لئے فوج جمع کریگا اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے نکلے گا تو اپنے آپ کو خلافت سے معزول کردے گا۔ یہ حلف نامہ دیکھ کر سب علماء نے اس کی معزولی کا فتویٰ دیا۔ پھر خلیفہ راشد کی معزولی کے بارے میں ارکان سلطنت کی شہادتیں پیش ہوئیں اور انہیں تحریر کیا گیا۔ اس کی پشت پر علماء نے اس کی معزولی کا فتویٰ تحریر کیا۔ چونکہ قاضی القضاۃ، خلیفہ راشد کے ساتھ موصل چلا گیا تھا اس لئے قاضی المعین نے (معزولی کا) فیصلہ سنایا اور خلافت کے لئے ابن المستظہر کا نام پیش کیا۔

زنگی کی طرف سے تصدیق:......اتابک زنگی کی طرف سے قاضی کمال الدین محمد بن عبداللہ شہرزوری ایلچی بن کر بغداد گئے۔ اور انہوں نے اس وقت بیعت کی جب کہ سابقہ خلیفہ کی معزولی ثابت ہوگئی تھی۔ قاضی موصوف اتابک زنگی کے لئے خلیفہ کی طرف سے خاص جاگیر کا حکم لے کر آئے، جو اس سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی تھی۔

اس کے ساتھ ساتھ وہ خلیفہ کی معزولی کی مستند دستاویزات لے کر آئے تھے۔ چنانچہ موصل میں جو قاضی القضاۃ تھے، انہوں نے ان کے مطابق اپنا فیصلہ بھی ان کی تصدیق میں نافذ کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ خلیفہ راشد (معزول) موصل سے آذربائیجان کی طرف چلے گئے جیسا کہ ہم خلفاء اور سلجوقی سلاطین کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔

عساکر حلب کا جہاد:......ماہ شعبان ۵۳۰ھ میں حلب کی فوجیں (جو زنگی کے ماتحت تھیں زنگی کی انہیں فوجوں کے ساتھ مل کر) اتابک زنگی کے حلب میں نائب امیر اسوار کی قیادت میں جہاد کے لئے روانہ ہوئیں۔ انہوں نے صلیبیوں کے شہروں کی طرف پیش قدمی کی اور ان کے علاقے کو تباہ و برباد کر دیا مجاہدین نے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ انہوں نے شہر اذقیہ اور اس کے آس پاس کے علاقوں کو ویران کر دیا۔ وہاں سے وہ شیزر کی طرف گئے۔ شام کے علاقے میں ترکی فوجیں اس قدر تیزی سے پھیل گئی تھیں کہ صلیبیوں پر ان کی دہشت طاری ہوگئی اور ان کے حوصلے پست ہو گئے۔

حمص کا محاصرہ:......اتابک زنگی ماہ شعبان ۵۳۱ھ میں فوج لے کر حمص روانہ ہوا۔ وہاں حاکم دمشق کی طرف سے معین الدین بن القائم حاکم تھا حمص اس کی جاگیر تھی۔ اس نے اپنے ساتھی صلاح الدین باغیسانی کو اس کی طرف بھیجا تا کہ وہ حمص کا شہر اس کے سپرد کر دے۔ اس نے معذرت کی اور کہا کہ شہر کو حوالے کرنا درست نہیں ہے اس لئے زنگی نے اس کا محاصرہ کر لیا تاہم ایلچی ایک دوسرے کے پاس آتے رہے۔ اس کے بعد انہوں نے ہتھیار نہیں ڈالے تو زنگی نے وہاں سے کوچ کیا اور اسی سال شوال کے مہینے میں زنگی قلعہ بقدرین کو فتح کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا یہ قلعہ صلیبیوں کے ماتحت تھا۔

صلیبیوں کو شکست:......صلیبیوں نے فوجوں کو اکٹھا کیا اور مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ آخر کار اللہ نے دشمن کو شکست دی اور مسلمانوں کو ان سے نجات ملی۔ صلیبیوں کے حکام بقدرین کے قلعہ کے اندر گھس کر محصور ہو گئے۔ اتابک زنگی نے محاصرہ سخت کر دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا عیسائی پادری اور راہب روم اور یورپ کے عیسائی ممالک کی طرف گئے اور ان سے فوجی کمک طلب کی۔ انہوں نے رومیوں کو اس بات سے ڈرایا کہ اتابک زنگی بقدرین کے قلعہ پر قبضہ کر لے گا۔ اس کے بعد اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ مسلمان ان سے بیت المقدس بھی واپس لے لیں۔

قلعہ بقدرین کی تسخیر:......اس کے بعد اتابک زنگی نے محاصرہ مزید سخت کر دیا اور انہیں اس قدر تنگ کیا کہ وہ محاصرہ کی سختیاں برداشت نہیں کر سکے۔ آخر کار انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور پچاس ہزار دینار ادا کرنا منظور کیا۔ زنگی نے یہ معاہدہ تسلیم کر لیا اور قلعہ فتح کر لیا، قلعہ کی تسخیر کے بعد انہوں نے سنا کہ روم اور فرنگی فوجیں لے کر ان کی مدد کرنے کے لئے آرہے ہیں۔

دیگر فتوحات:......اتابک زنگی نے اس قلعہ کے محاصرہ کے دوران معرہ اور کفر طاب بھی فتح کر لیا تھا۔ یہ علاقہ حلب اور حماۃ کے درمیان تھے ان کی فتح کے بعد صلیبیوں کے حوصلے پست ہو گئے پھر اتابک زنگی ماہ محرم ۵۳۲ھ میں بعلبک کی طرف روانہ ہوا اور دمشق کی عملداری کے ایک قلعہ المعدل کو فتح کر لیا۔ پھر بانیاس کے نائب نے بھی اطاعت قبول کر لی۔

فتح حمص:..... جب شاہ روم کا حلب پر حملہ ہوا تو زنگی سلمیہ کی طرف چلا گیا۔ جب رومیوں کا حملہ ختم ہو گیا تو زنگی نے واپس آ کر حمص کا محاصرہ کر لیا اس اثناء میں زنگی نے دمشق کے حاکم محمود کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنی والدہ سردخان بنت جاولی سے جس نے اپنے بیٹے کو قتل کر دیا تھا، اس کا نکاح کرا دے چنانچہ وہ اس کے رشتۂ ازدواج میں آ گئی اور ماہ رمضان میں زنگی کے پاس پہنچا دی گئی۔ اس عرصے میں زنگی نے شہر حمص اور اس کے قلعہ کو فتح کر لیا تھا زنگی کا خیال تھا کہ اس سے نکاح کرنے کے بعد دمشق کی حکومت اس کے قبضہ میں آ جائیگی مگر ایسا نہیں ہو سکا۔

شاہ روم کے حملے:..... جب بقدرین کے صلیبیوں نے عیسائی قوموں کے بادشاہ، شاہ روم اور قسطنطنیہ سے فوجی امداد کی درخواست کی تو اس نے فوج جمع کی اور ۵۳۱ھ میں سمندر کے سفر پر روانہ ہوا، اور اس کے بحری بیڑے بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے پھر وہ قیلیقیہ کے شہر کی طرف روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ شہر والوں نے مال دے کر اس کے ساتھ صلح کر لی۔ وہاں سے وہ ادنہ اور مصیصہ پہنچا جو ابن لیون ارمنی کے ماتحت تھے۔ شاہ روم نے دونوں شہروں کا محاصرہ کرنے کے بعد انہیں فتح کر لیا۔ اس کے بعد اس نے عین زابہ کی طرف پیش قدمی کی اور اسے بھی فتح کر لیا۔ اس نے تل حمدون پر بھی قبضہ کر لیا اور اس کے باشندوں کو جزیرۂ قبرص کی طرف منتقل کر دیا۔ اس نے اسی سال ماہ ذوالقعدہ میں شہر انطاکیہ کو بھی فتح کر لیا وہاں کا حاکم ریمنہ تھا جو صلیبیوں کا بادشاہ تھا۔ اس نے شاہ روم کے ساتھ صلح کر لی تھی۔ وہاں سے شاہ روم نبراس کی طرف لوٹا اور وہاں سے ابن لیون کے علاقے میں داخل ہوا اس نے مال دے کر صلح کر لی اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔

فتح مراغہ:..... شاہ روم شام میں ۵۳۲ھ کے آغاز میں داخل ہوا اس نے مراغہ کا محاصرہ کر لیا۔ جو شہر حلب سے چھ فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ اہل مراغہ نے اتابک زنگی سے فریاد کی تو اس نے حلب کی مدافعت کے لئے فوجیں بھیجیں، تاہم شاہ روم نے مراغہ پر حملہ کر کے اور وہاں کے لوگوں کو پناہ دے کر اسی سال کے درمیانی زمانے میں اسے فتح کر لیا۔ مگر فتح کے بعد غداری کر کے انہیں تباہ کر دیا پھر اس نے حلب کی طرف کوچ کیا اور رواق کے مقام پر پڑاؤ ڈالا اس کے ساتھ صلیبی فوجیں بھی تھیں۔

دوسرے دن یہ فوجیں حلب پہنچ گئیں اور تین دن تک اس کا محاصرہ کیا مگر فتح نہیں کر سکے۔ ان کا ایک بہت بڑا پادری بھی وہاں قتل ہوا۔ وہاں سے وہ ماہ شعبان میں قلعہ اثارب کی طرف روانہ ہوا۔ جب شاہ روم وہاں پہنچا تو اس کے باشندے وہاں سے بھاگ گئے۔ رومیوں نے وہاں اپنے قیدیوں کو رکھا۔ اور ان پر محافظ فوجی دستے مقرر کئے (جب حلب کا نائب امیر اسوار کو اس بات کا علم ہوا تو) اس نے فوج بھیج کر وہاں کے محافظ دستوں کو قتل کر دیا اور وہ قیدیوں کو چھڑا لائے۔

اتابک زنگی اثارب قلعہ کی فتح کے بعد سلمیہ چلا گیا اور دریائے فرات کو عبور کر کے رقہ پہنچا۔ اس نے رومیوں کا تعاقب کر کے ان کی خوراک کی رسد منقطع کر دی۔

زنگی کی فوجی سیاست:..... رومیوں نے قلعہ شیزر کی طرف پیش قدمی کی وہاں کا حاکم سلطان بن علی الکنانی تھا۔ انہوں نے اس قلعہ کا محاصرہ کر کے اس پر (قلعہ شکن) منجنیقیں نصب کر دیں۔ وہاں کے حاکم نے اتابک زنگی سے کمک طلب کی تو وہ فوج لے کر وہاں پہنچا۔ اس نے نہر العاصی کے قریب شیزر اور حماۃ کے درمیان قیام کیا اور وہاں سے فوجی دستے بھیجے تا کہ وہ رومیوں کی فوجی خیموں پر چھاپے مارتے رہیں۔ زنگی نے رومیوں کو چیلنج دیا ہے کہ وہ کھلے میدان میں آ کر جنگ کریں مگر انہوں نے اس کا یہ چیلنج قبول نہیں کیا۔ پھر زنگی نے رومیوں کو صلیبیوں سے آپس میں لڑوانے کی کوشش کی اور ہر ایک کو دوسرے کے خطرات سے آگاہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومیوں اور صلیبیوں میں سے ہر ایک دوسرے کو مشتبہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ آخر کار اسی سال کے ماہ رمضان میں چالیس دن تک قلعہ شیزر کے محاصرہ کے بعد شاہ روم وہاں سے کوچ کر گیا زنگی نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں تباہ و برباد کر دیا۔

رومیوں کے خطرات:..... اتابک زنگی نے سلطان مسعود کے پاس قاضی کمال الدین محمد بن عبداللہ شہرزوری کو بھیجا تا کہ وہ اس سے دشمن کے بر خلاف فوجی کمک طلب کرے۔ اور سلطان کو رومیوں کے خطرات سے آگاہ کرے کہ اگر انہوں نے حلب پر قبضہ کر لیا تو وہ دریائے فرات کے راستے بغداد پہنچ جائیں گے۔

بغداد میں عوامی احتجاج:......چنانچہ قاضی کمال الدین نے بغداد پہنچ کر یہ انتظام کیا کہ محل کی جامع مسجد میں جا کر مسلمان فریاد کریں اور منبر پر خطیب ان رومی حملوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں اور فریاد کریں اسی طرح سلطان کی شاہی مسجد میں چیخ و پکار اور نوحہ و بکاء کی آوازیں بلند ہوئیں اور ہر طرف سے عوام کا سیل رواں اکٹھا ہو گیا اور وہ سب فریاد وفغاں کرتے ہوئے سلطان کے محل تک پہنچ گئے چنانچہ سلطان مسعود پر اس فریاد وفغاں کا بہت اثر ہوا اور اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا یہاں تک کہ قاضی کمال الدین کو اس کے برے اثرات محسوس ہوئے۔ پھر سلطان روم کے جانے کی خبر محسوس ہوئی چنانچہ قاضی موصوف نے سلطان مسعود کو اس کی خبر دی۔

بعلبک کی فتح:......دمشق کے حاکم سلطان محمود کو قتل کر دیا گیا تھا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے یہ واقعہ ماہ شوال ۵۳۳ھ میں رونما ہوا تھا۔ اس کی والدہ زمرد خان (سرد خان؟) کا اتابک زنگی سے نکاح ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے زنگی کو جب کہ وہ الجزیرہ میں تھا قتل کی اطلاع دی اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ دمشق جا کر اس کے بیٹے کا انتقام وہاں کے ارکان سلطنت سے لیں۔ زنگی اس مقصد کے لئے روانہ ہوا اور اہل دمشق نے بھی محاصرہ کے لئے تیاری کر لی۔ مگر پھر زنگی نے شہر بعلبک کا قصد کیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ دمشق کا قائم مقام سربراہ نے کمال الدین محمد بن بوری کو دمشق کا بادشاہ مقرر کر دیا تھا۔ اور اس کی والدہ سے نکاح کر لیا تھا۔ اس نے اپنی لونڈی بعلبک بھیج دی تھی۔ جب زنگی دمشق کی طرف روانہ ہوا تو اس نے اپنے ایلچیوں کو آگے انز کے پاس بھیج دیا تھا۔ تا کہ وہ شہر زنگی کے حوالے کر دے، جس کے بدلے میں وہ اس کے حسب پسند علاقے عطاء کر دیگا۔ مگر اس نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا۔ لہذا زنگی نے بعلبک کی طرف پیش قدمی کی اور اسی سال کے ماہ ذوالحجہ کے آخر میں اس کا محاصرہ سخت کر دیا اور شہر کے فصیلوں پر (قلعہ شکن آلات) مجانیق نصب کر دیں۔ پھر اس کا محاصرہ سخت کر دیا۔ یہاں تک کہ اہل شہر نے ہتھیار ڈال دیئے مگر قلعہ کی محافظ فوجیں ڈٹی رہیں۔ مگر جب وہ انز کی طرف سے فوجی کمک سے مایوس ہو گئیں تو انہوں نے پناہ طلب کی۔ مگر جب زنگی نے اس پر قبضہ کیا تو انہیں گرفتار کر کے انہیں سولی پر چڑھا دیا گیا۔ اس نے انز کی لونڈی سے نکاح کر لیا اور اسے حلب لے گیا۔ جب زنگی کا انتقال ہوا تو اس کے فرزند نورالدین محمود نے اس کی موت کے بعد اس لونڈی کو اس کے آقا کے پاس واپس پہنچا دیا۔

محاصرۂ دمشق:......اتابک زنگی بعلبک کی فتح سے فارغ ہونے کے بعد ماہ ربیع الاول ۵۳۴ھ میں دمشق کا محاصرہ کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ بقاع کے مقام پر مقیم ہوا اور وہاں سے حاکم دمشق جمال الدین محمد کو یہ پیغام بھجوایا کہ وہ دمشق کا شہر اس کے سپرد کر دے اور اس کے بدلے میں وہ جو علاقہ چاہے گا وہ اسے مل جائیگا۔ اس نے اس پیغام کا کوئی جواب نہیں دیا اس لئے وہ فوج کشی کرتا ہوا داریا کے مقام پر پہنچ گیا۔ فریقین کی ہراول فوجوں میں مقابلہ ہوا جس میں فتح اتابک زنگی کی فوجوں کو حاصل ہوئی۔ انہوں نے مخالف فوجوں کا صفایا کیا پھر زنگی نے دس دن کے لئے جنگ بندی کر دی۔ اس عرصے میں وہ حاکم دمشق سے گفت وشنید کرتا رہا زنگی نے اسے (دمشق کے بدلے) بعلبک اور حمص دینے کا وعدہ کیا اور جو شہر وہ پسند کرے اسے دیدیئے جائیں گے۔ حاکم دمشق ان باتوں کے لئے تیار ہو گیا تھا مگر اس کے ساتھیوں نے انہیں قبول نہیں کیا اس لئے جنگ پھر شروع ہو گئی اس اثناء میں اس سال کے ماہ شعبان میں دمشق کا حاکم جمال الدین محمد فوت ہو گیا لہذا معین الدین انز نے اس کے بجائے اس کے فرزند مجی الدین انز کو حاکم بنایا اور خود اس کی طرف سے حکومت کرتا رہا۔

فرنگیوں کی امداد:......اتابک زنگی نے اب پھر شہر کو فتح کرنا چاہا مگر کامیاب نہیں ہو سکا۔ اس اثناء میں معین الدین انز نے فرنگیوں سے یہ درخواست کی کہ وہ اتابک زنگی کے مقابلہ میں اس کی فوجی مدد کریں۔ اس نے ان فرنگیوں کو زنگی کے خطرناک ارادوں سے آگاہ کر کے انہیں ڈرایا اور انہیں اس کے بدلے یقین دلایا کہ وہ بانیاس کو فتح کرانے میں ان کی اعانت کریگا صلیبیوں نے اس کی درخواست قبول کر لی۔

(جب زنگی کو صلیبیوں کے حملے کی اطلاع ملی تو) وہ اس سال کی پندرہ تاریخ کو حوران پہنچا تا کہ وہ صلیبیوں کا مقابلہ کرے مگر وہ وہاں نہیں پہنچے اس لئے وہ دمشق کا محاصرہ کرنے کے لئے واپس آ گیا۔ وہ وہاں کے دیہات کو نذر آتش کر کے اپنے ملک واپس چلا گیا۔

بانیاس پر صلیب پرستوں کا قبضہ:......اس کے بعد صلیبی فوجیں آ گئیں تو معین الدین انز دمشق کی فوجوں کو لے کر بانیاس کی طرف روانہ

ہوا۔ یہ مقام اتابک زنگی کی عملداری میں تھا۔ تاہم اسکا مقصد یہ تھا کہ وہ صلیبیوں کے ساتھ اپنے معاہدہ کو پورا کرے۔ بانیاس کا نائب حاکم شہر صور پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا۔ اسے راستے میں انطاکیہ کا حاکم ملا جو فوجی کمک لے کر دمشق جا رہا تھا (جب اس سے مڈبھیڑ ہوئی تو) بانیاس کے لشکر کو شکست ہوئی اور وہ مارے گئے۔ ان کی شکست خوردہ فوج شہر پہنچ گئی تھی مگر اس کے حوصلے پست ہو گئے تھے اس لئے معین الدین انز اور فرنگی فوج نے شہر کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا پھر وہ فرنگی فوج کے حوالے کر دیا گیا۔

اہل دمشق سے مقابلہ:..... اس واقعہ سے زنگی بہت ناراض ہوا اور اس نے حوران اور دمشق کی عملداری میں اپنی فوجیں منتشر کر دیں اور خود وہ اچانک فوج لے کر دمشق پہنچ گیا۔ اہل دمشق کو اس کی آمد کی خبر نہیں ہو سکی تھی تاہم وہ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلے اور جنگ کرتے رہے۔ اہل دمشق کی ایک بڑی جماعت ماری گئی مگر چونکہ زنگی کی فوج کی تعداد کم تھی اس لئے وہ پیچھے ہٹ کر اپنی منتشر فوجوں کے انتظار میں مرج راہط آیا۔ جب سب فوجیں آ گئیں تو انہیں لے کر اپنے ملک واپس آ گیا۔

شہر زور کی فتح:..... شہر زور کا علاقہ ایک ترکمانی حاکم قفجاق بن ارسلان شاہ کے ماتحت تھا۔ آس پاس کے حکام اس کی عملداری میں داخل ہونے سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ یہ علاقہ دشوار گذار تھا اور اس میں بہت تنگ درے تھے اس وجہ سے اس حاکم کی طاقت بڑھ گئی اور بہت سے ترکمانی اس کی فوج میں داخل ہو گئے تھے۔

اتابک زنگی ۵۳۴ھ میں اس علاقہ کو فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ شہر زور کے حاکم نے بھی اپنی فوج کو اکٹھا کیا اور زنگی کا مقابلہ کیا مگر اتابک زنگی کو فتح حاصل ہوئی۔ اور اس نے دشمن کے جنگی خیموں کا صفایا کر دیا۔ پھر اس نے دشمن کا تعاقب کیا اور اس کے قلعوں کا محاصرہ کر کے ان سب کو فتح کر لیا۔ آخر میں قفجاق نے ہتھیار ڈال دیئے اور اسے پناہ دی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قفجاق اس کا اور اس کے فرزندوں کا صدی کے آخر تک وفادار رہا اور ان کی خدمت کرتا رہا۔

دیگر جنگی قلعوں کی فتح:..... ۵۳۵ھ میں زنگی اور کیفا کے حاکم داؤد بن سقمان کے درمیان جنگیں شروع ہوئیں، جس میں داؤد کو شکست ہوئی اور اتابک زنگی نے اس کا قلعہ بہرد کو فتح کر لیا اور پھر شہر موصل واپس آ گیا۔

۵۳۶ھ میں زنگی نے شہر الحرمیہ کو فتح کر لیا اور آل مہارش کو جو وہاں مقیم تھے موصل منتقل کر دیا۔ اور ان کے بجائے اپنے ساتھیوں کو وہاں بسایا پھر آمد کے حاکم نے اس کے نام کا خطبہ (مساجد میں) پڑھوایا اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اس سے پہلے وہ زنگی کے خلاف تھا اور داؤد بن سقمان حاکم کیفا کا حامی تھا۔

۵۳۷ھ میں زنگی نے قلعہ اشہب کی طرف لشکر بھیجا۔ یہ ہکاریہ کے علاقے میں کردوں کا سب سے بڑا قلعہ تھا اور یہاں ان کے اہل وعیال اور عمدہ ذخیرے محفوظ رہتے تھے۔ اس لشکر نے اس قلعہ کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا اتابک زنگی نے اس قلعہ کو تباہ و برباد اور ویران کرنے کا حکم دیا۔ اور اس قلعہ کے بجائے (جنگی اہمیت کے پیش نظر) قلعہ عمادیہ تعمیر کر لیا۔ چونکہ یہ قلعہ بہت بڑا تھا اور اس کی مناسب حفاظت نہیں ہو سکتی تھی اس لئے یہ قلعہ عمادیہ ویران ہو گیا تھا مگر اب اس کی دوبارہ تعمیر کرائی گئی۔ موصل کے نائب حاکم نصیر الدین نے بھی اکثر جنگی قلعے فتح کئے تھے۔

سلطان مسعود سے مصالحت:..... سلجوقی خاندان کا بادشاہ مسعود، اتابک زنگی سے باغیوں کی طرح نفرت رکھتا تھا۔ زنگی بھی سلطان موصوف سے اس وجہ سے چھیڑ چھاڑ رکھتا تھا کہ اسے اپنی طرف سے دور رکھے۔ تاہم جب ۵۳۸ھ میں سلطان مسعود اپنے سب کاموں سے فارغ ہو گیا تو وہ اتابک زنگی کی سرکوبی اور موصل کا محاصرہ کرنے کے لئے بغداد آیا (زنگی کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو) اس نے اسے اپنی طرف مائل کرنے اور اسے اپنا طرفدار بنانے کے لئے پیغام بھیجا اور یہ وعدہ کیا کہ اگر وہ واپس چلا جائے وہ اس کو ایک لاکھ دینار پیش کریگا۔ چنانچہ اس نے رقم کی ادائیگی بھی پیش کر دی تھی اور اس میں سے بیس ہزار دینار ادا کئے۔ پھر خود سلطان ایسی مصیبت میں مبتلاء ہوا کہ اسے اتابک زنگی کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنے کی ضرورت ہوئی۔ اس لئے اس نے باقی رقم کا مطالبہ ترک کر دیا۔

زنگی نے بھی سلطان سے مخلصانہ سلوک کیا۔ اس کا ثبوت یہ تھا کہ زنگی کا بیٹا غازی سلطان کے پاس رہتا تھا جب وہ بھاگ کر موصل آیا تو زنگی نے اپنے نائب حاکم نصیر الدین جقری کو ہدایت کی کہ وہ اس کے فرزند کو موصل میں داخل ہونے سے روک دے۔ اس نے اپنے بیٹے کو بھی پیغام بھیجا کہ وہ سلطان کی خدمت میں واپس چلا جائے۔ زنگی نے سلطان کو یہ خط لکھا کہ میرا بیٹا سلطان کی ناراضگی کے خوف سے آیا ہے۔ میں نے اسے آپ کی خدمت کے لئے تیار کیا ہے اس لئے میں نے اس سے ملاقات نہیں کی میں بھی آپ کا غلام ہوں اور یہ ملک بھی آپ کا ہے زنگی کی اس تحریر سے سلطان بہت متاثر ہوا۔

دیار بکر کی فتوحات:...... پھر اتابک زنگی نے دیار بکر کی طرف پیش قدمی کی اور وہاں کے مندرجہ ذیل قلعے اور شہر فتح کر لئے۔ طرہ، اسعرد، حران قلعہ الرزق، قلعہ نطلیت، قلعہ یاسنہ، قلعہ ذوالقرنین وغیرہ۔ اس نے ماردین کے قریب فرنگی قلعے حملین، المودن، تل موزر اور اس کے علاوہ سجستان کے علاقے فتح کر لئے۔ اور وہاں محافظ فوجیں مقرر کیں وہ شہر آمد بھی پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے شہر عانہ کی طرف بھی لشکر بھیجا جو دریائے فرات کی عملداری میں تھا اور اسے فتح کر لیا۔

نصیر الدین جقری کا قتل:...... موصل میں اتابک زنگی کے پاس ملک الپ ارسلان بن سلطان محمد مقیم تھا اس کا لقب خفاجی تھا۔ وہ سلطان کے مشابہ تھا اس نے سلطان کو یہ فریب دے رکھا تھا کہ ملک اس کا ہے اور وہ اس کا نائب ہے۔ اس لئے وہ سلطان مسعود کی وفات کا انتظار کر رہا ہے۔ اس کے بعد (مساجد میں) اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائیگا۔ اور وہ اپنے نام سے ملک پر حکومت کریگا۔ تاہم اس کی آمد و رفت وہاں تھی اور وہ اس کی خدمت کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتا تھا۔

بعض فتنہ پردازوں نے اتابک زنگی کی غیر حاضری میں شہزادہ موصوف کے ساتھ سازش کی اور اسے آمادہ کیا کہ وہ نائب حاکم کو قتل کر دے اور موصل پر قبضہ کر لے، چنانچہ جب وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اتابک کے بعض فوجیوں اور موالی کو اشارہ کیا۔ انہوں نے نصیر الدین پر حملہ کر کے ماہ ذوالقعدہ ۵۳۹ھ میں قتل کر دیا اور اس کا سر اس کے ساتھیوں کی طرف پھینک دیا۔

قاتلوں کی سرکوبی:...... اتنے میں قاضی تاج الدین بن یحییٰ شہرزوری اس کے پاس آیا اور بظاہر اس کی اطاعت کا اظہار کیا اور اسے مشورہ دیا کہ وہ قلعہ پہنچ کر مال و دولت اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لے، ادھر قاضی موصوف نے پہلے قلعے کے محافظ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ ان لوگوں کو داخل ہونے دے اس کے بعد ان سب کو گرفتار کر لے جب شہزادہ مذکور نصیر الدین کے قاتلوں کے ساتھ سوار ہو کر قلعہ پہنچا تو قلعہ کے حاکم نے ان سب کو قلعہ میں مقید کر لیا اس کے بعد قاضی شہر واپس آ گیا۔

اتابک زنگی جب البیرہ کا محاصرہ کر رہا تھا تو اسے یہ اطلاع ملی اس لئے شہر میں اختلاف کے اندیشہ سے وہ موصل آ گیا۔ جب زین الدین علی ابن کوجک آیا تو زنگی نے اس کو نصیر الدین کے بجائے قلعہ کا حاکم مقرر کیا۔ پھر موصل میں رہ کر محاذ جنگ کی خبر کا انتظار کرتا رہا۔ اسے یہ اندیشہ تھا کہ وہ صلیبی جو البیرہ میں تھے کہیں دوبارہ نہ آ جائیں اس لئے ماردین کے حاکم کو پیغام بھیجا گیا اور وہ قلعہ اس کے سپرد کر دیا گیا یوں وہ مسلمانوں کے قبضہ میں رہا۔

قلعہ جعبر اور فنک کا محاصرہ:...... اتالیق زنگی نے ماہ محرم ۵۴۱ھ میں جعبر کے قلعہ میں چڑھائی کر دی اس قلعہ کا نام درس بھی تھا اور یہ دریائے فرات پر واقع تھا۔ اس کا حکمران سالم ابن مالک العقیلی تھا۔ سلطان ملک شاہ نے جب اس کے والد سے حلب لیا تھا تو اس کے بدلے میں اس کے والد کو جاگیر کے طور پر یہ قلعہ عطا کر دیا تھا۔ اتالیق زنگی نے جزیرہ ابن عمر سے دو فرسخ دور واقع قلعہ فنک پر بھی فوج بھیجی جس نے اس کا محاصرہ کر لیا ان دنوں فنک کا حاکم حسام الدین کردی تھا، اتالیق زنگی نے جعبر قلعہ کا محاصرہ جاری رکھا، حتیٰ کہ حسان منبجی نے بیچ میں پڑ کر صلح کرانے کی کوشش بھی کی مگر محاصرہ ختم نہیں ہوا۔

اتالیق زنگی کا قاتل:...... قلعہ جعبر کا محاصرہ جاری تھا کہ اچانک زنگی کے ہی آزاد کردہ غلاموں نے ایک پروگرام بنا کر اسے قتل کر دیا اور بھاگ کر جعبر قلعہ میں پناہ لے لی اور وہاں کے رہنے والوں کو اس کے قتل کی اطلاع دی، چنانچہ انہوں نے قلعہ کی فصیل پر کھڑے ہو کر اعلان کر دیا۔ اعلان سن کر

زنگی کے ساتھی وہاں پہنچے تو وہ آخری سانسیں لے رہا تھا۔ اتالیق زنگی کی شہادت کا واقعہ ۵ ربیع الآخر ۵۴۱ھ میں رونما ہوا۔ اس وقت اس کی عمر ساٹھ سال تھی اور یہ رقہ میں مدفون ہوا۔

اتالیق زنگی کا کردار:......اتالیق زنگی ایک باکردار سیاستدان اور انصاف پسند حکمران تھا اس کا اپنی فوج پر بڑا رعب ودبدبہ تھا۔ اس نے بہت شہر آباد کئے اور وہاں امن وامان بھی قائم کیا۔ مظلوموں کی دادرسی کرنے والا، دلیر، غیور، اور بڑا مجاہد شخص تھا۔ اس کی شہادت کے بعد اس کا لشکر فنک سے واپس چلا گیا۔

ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ میں نے ان کے بارے میں سنا کہ تین سوسال سے اُن میں نواز نے کا طریقہ رائج ہے اور جو کوئی اس کے پاس پناہ لینے آتا ہے اسے پناہ ملتی ہے اور ان میں قومیت اور اتحاد کا بڑا جذبہ ہے۔

زنگی کی جانشینی کا اختلاف:......زنگی کی شہادت کے بعد اس کا بیٹا اس کے ہاتھ سے انگوٹھی اتار کر اسے لیے حلب پہنچا اور اس پر قبضہ کرلیا ادھر موصل میں ملک الپ ارسلان بن سلطان محمود نے حاکم بننے کا دعویٰ کیا۔ فوج کے بڑے گروپ نے اس کی حمایت کی چنانچہ اس نے خود مختار بادشاہ بننا چاہا، اس دوران جمال الدین محمد بن علی بن متولی الدیوان اور صلاح الدین بن محمد باغیسانی حاجب اس بات پر متفق ہوگئے کہ سلطنت اصل مالک کے لئے محفوظ رکھی جائے۔ اس لئے وہ امرائے سلطنت سے یہ معاہدہ کرتے رہے کہ وہ سیف الدین غازی بن اتالیق زنگی کو حکمران تسلیم کرلیں۔ اور اس مقصد سے وہ آس پاس کے امیروں کو موصل بھیجتے رہے۔

الپ ارسلان:......یہ دونوں ارکان الپ ارسلان کو ورغلاتے رہے کہ عیش وعشرت اور لذت پسندی میں لگا رہے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس دوران سیف الدین غازی شہرزور نامی شہر میں تھا یہ اسکی جاگیر تھی۔ اس نے زین الدین علی کو جک قلعہ کے نائب کو بلوایا ہوا تھا تا کہ وہ اس کے ساتھ رہے۔

ادھر الپ ارسلان سنجار روانہ ہوا، اس کے ساتھ حاجب اور اس کے دوست بھی تھے۔ انہوں نے وہاں کے حاکم سے خفیہ طور پر یہ ہدایت کی کہ وہ الپ ارسلان سے تاخیر کی معذرت کرے تا کہ وہ موصل پر قبضہ کرسکے، پھر جب وہ موصل کی جانب روانہ ہوئے تو سنجار کے قریب سے گذرے، وہاں لشکر کھڑا تھا۔ چنانچہ انہوں نے الپ ارسلان کو یہ مشورہ دیا کہ وہ دریائے دجلہ مشرق کی جانب سے پار کرے۔ اور ساتھ ساتھ سیف الدین غازی کو بھی یہ اطلاع کردی کہ اس کے پاس فوج کم ہے اس لئے سیف الدین نے فوج بھیج کر الپ ارسلان کو گرفتار کرلیا اور موصل میں قید کردیا۔

سیف الدین کی حکمرانی:......اب سیف الدین موصل اور الجزیرہ کا حکمران بن گیا، اس کا بھائی نورالدین محمود حلب کا حاکم بن گیا تھا، صلاح الدین باغیسانی بھی اس کے پاس پہنچ گیا تھا اور اس کی سلطنت کا انتظام سنبھالتا رہا۔

رہا پر صلیبی قبضہ:......اتالیق زنگی کی شہادت کے بعد انگریز حکمران جوسلین نے ۵۴۱ھ میں رہا پر قبضہ کرلیا تھا۔ ہوا یوں کہ جوسلین اپنے زیر کنٹرول تل باشر میں رہ رہا تھا اس نے رہا کے باشندوں سے خط وکتابت کی، وہاں عام طور پر ارمنی آباد تھے اس لئے اس نے انکو مسلمانوں کے خلاف ابھار دیا تا کہ وہ شہر صلیبی حکمران کے حوالے کردیں چنانچہ انہوں نے غداری کرتے ہوئے ایک مقررہ دن کا وعدہ کرلیا۔ جوسلین وقت مقررہ پر پہنچ گیا اور اس پر قبضہ کرلیا مگر اس کا قلعہ اس کی دسترس سے محفوظ رہا۔

رہا کی واپسی:......یہ خبر نورالدین کو حلب میں ملی چنانچہ وہ تیزی سے پیش قدمی کرتا ہوا رہا پہنچ گیا اس وقت تک جوسلین تل باشر جا چکا تھا۔ تاہم نورالدین نے غداروں سے مال ودولت چھین کر انہیں گرفتار کرلیا اور وہاں سے واپس آگیا۔ ادھر سیف الدین نے بھی فوج بھیجی مگر انہیں راستے ہی میں نورالدین کے اس شاندار کارنامے کی اطلاع ملی لہٰذا وہ الٹے پاؤں ہی واپس ہوگئیں۔

بعلبک پر حاکم دمشق کا قبضہ:......زنگی کی شہادت کے بعد دمشق کے حاکم نے بعلبک پر قبضہ کرنے کا پروگرام بنایا، بعلبک میں زنگی کا نائب نجم الدین بن ایوب بن شادی کی حکومت تھی۔ چونکہ فوجی کمک نہیں پہنچ سکی اس لئے اس نے صلح کرلی اور بعلبک کو حاکم دمشق کے حوالے کردیا۔ اس کے

بدلے اسے دولت اور جاگیریں دی گئیں اور دمشق کے دس گاؤں بھی دیئے گئے چنانچہ وہ حاکم دمشق کے ساتھ ہی دمشق چلا گیا اور وہیں مقیم ہو گیا۔

فرزندانِ زنگی کے حملے:......۵۴۲ھ میں نورالدین محمود حلب سے جہاد کے لئے انگریزوں کے علاقے کی طرف روانہ ہوا اور صلیبی شہر ارتاح پر قبضہ کر لیا پھر دوسرے قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ زنگی کی شہادت کے بعد صلیبیوں کا یہ خیال تھا کہ وہ شاید اپنے چھینے گئے علاقے واپس لے سکیں مگر ان کا یہ خیال غلط تھا۔ اسی طرح ماردین اور کیفا کے حاکم کو بھی یہی آرزو تھی کہ وہ اپنے علاقے واپس لے لیں، مگر جب سیف الدین غازی کی حکومت آئی تو وہ دیار بکر میں گھس گیا اور اس نے دارا اور دوسرے علاقے فتح کر لئے پھر آگے بڑھ کر ماردین کا محاصرہ کر کے اس کے گردونواح کو اتنا تباہ کیا کہ حاکم حسام الدین کو اس کے مقابلہ میں اتالیق زنگی کے ہاتھوں ہونے والی تباہی کم معلوم ہونے لگی۔

بہر حال اس تباہی کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے سیف الدین غازی سے صلح کر لی اور بیٹی اس کے نکاح میں دیدی مگر وہ رخصتی سے پہلے ہی موصل چلا گیا۔ اور رخصتی سے پہلے ہی اس کا انتقال بھی ہو گیا اس کے بعد سیف الدین کے بھائی قطب الدین نے اس لڑکی سے عقد کر لیا۔

دمشق کے محاصرے پر مقابلہ:......ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ (دقاق بن تتش کے آزاد غلام بنوطغر کین کے حالات میں) یورپ کے علاقے جرمنی کا حاکم ۵۴۳ھ میں شام آیا تھا اور اس نے صلیبی افواج کے ساتھ مل کر دمشق کا محاصرہ کر لیا تھا، اس وقت وہاں کا حاکم مجیدالدین بن ارتق تھا، جو کہ معین الدین انز مولیٰ کے زیر تربیت تھا۔ ادھر معین الدین نے سیف الدین غازی کو پیغام بھیجا کہ وہ مسلمانوں کی مدد کرے، لہٰذا غازی نے فوج تیار کر کے شام کی طرف پیش قدمی کی۔

غازی نے نورالدین محمود کو بھی بلوا لیا چنانچہ انہوں نے حمص میں قیام کیا اور صلیبی افواج سے محاصرہ ختم کرانے چلے۔ چنانچہ دمشق کے مسلمانوں کو ان کے آنے سے بڑی مدد ملی۔ ادھر معین الدین نے شام میں رہنے والی انگریز افواج اور نئی آنے والی جرمنی افواج کو الگ الگ پیغام بھیج کر ان میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی اس نے شام کی صلیبی افواج کو قلعہ بانیاس دینے کی پیشکش کی مگر شرط یہ تھی کہ وہ یہاں سے چلے جائیں۔

آخر کار اس کی سیاسی چال کامیاب ہو گئی۔ اور جرمنی کا حاکم دمشق سے چلا گیا اور قسطنطنیہ سے آگے شمالی سمت میں واقع اپنے ملک چلا گیا سیف الدین اور اس کے بھائی نے مسلمانوں کی حمایت میں اہم اور نمایاں کام انجام دیئے۔

صلیبیوں کے خلاف جہاد:......جرمنی کے ساتھ ساتھ ہسپانیہ (اسپین) کا عیسائی بادشاہ جو کہ جلاقہ میں سے تھا یعنی اذفونش کا بیٹا بھی تھا اس کے دادا نے طرابلس الشام پر قبضہ کیا تھا جب کہ صلیبی شام پہنچے تھے۔ اب اس کا پوتا جرمنی کے بادشاہ کے ساتھ آیا تھا اس نے قلعہ عریمہ فتح کیا اور اس کے بعد طرابلس الشام کو انگریز حاکم قمص سے چھیننے کی کوشش کی اور اس کے لئے نورالدین محمود اور معین الدین انز کو بھی پیغام بھیجا یہ دونوں جرمن بادشاہ کے جانے کے بعد بعلبک میں اکٹھے ہوئے تھے۔ اس نے ان دونوں مسلمان حاکموں کو اذفونش کے بیٹے کے خلاف بھڑکایا اور اس پر تیار کر لیا کہ وہ اس سے قلعہ عریمہ چھین لیں چنانچہ یہ دونوں ۵۴۳ھ میں لشکر لے کر روانہ ہوئے۔

عریمہ پر قبضہ:......ادھر اس نے سیف الدین کو بھی اسی قسم کا پیغام بھیجا، وہ حمص میں تھا اس نے ان دونوں مسلمان حاکموں کی مدد کے لئے جزیرہ ابن عمر کے گورنر عزالدین ابوبکر دبیسی کی کمان میں فوج بھیجی۔ چنانچہ انہوں نے عریمہ کا چند دن تک محاصرہ کیا پھر اس کی فصیل توڑ کر قلعہ پر قبضہ کر لیا اس میں اذفونش کا شہزادہ بھی شامل تھا اس لئے سیف الدین کی فوج واپس چلی گئی۔

صلیبی فوج کی ہزیمت:......پھر نورالدین محمود کو یہ اطلاع ملی کہ انگریز فوج شام کے علاقے یبقو میں اکھٹی ہو رہی ہے تاکہ وہ حلب پر حملہ کر دے لہٰذا وہ وہاں پہلے ہی پہنچ گیا اور انہیں شکست دے کر ان کا صفایا کر دیا اور باقی لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ اس نے وہاں کے مال غنیمت اور قیدی اپنے بھائی سیف الدین اور خلیفہ مقتفی کو بھی دیئے۔

سیف الدین غازی کی وفات:......۵۴۴ھ میں حاکم موصل سیف الدین غازی کا انتقال ہو گیا اس نے تین سال دو مہینے تک حکومت کی۔ اس

کا صرف ایک ہی کم سن بیٹا تھا جو نورالدین محمود کے پاس پرورش پاتا رہا مگر نوعمری میں ہی مر گیا اس طرح غازی کی نسل آگے نہیں چل سکی۔

سیف الدین بہت سخی اور بہادر حکمران تھا وہ صبح وشام غریبوں کو کھانا کھلاتا اور ہر کھانے کے لئے سو بکریاں ذبح کی جاتی تھی۔ یہ پہلا حکمران تھا جو اپنے سر پر جھنڈا بلند کرتا تھا۔ اس نے یہ حکم بھی جاری کیا کہ تلواریں گلے میں لٹکانے کے بجائے پٹکے میں (نیام) لٹکائی جائیں۔ اس نے فقہاء اور علماء کے لئے مدارس تعمیر کروائے اور غریبوں کے لئے دارالامان بنوائے۔ جب مشہور شاعر حیص بیص نے اس کی تعریف میں قصیدہ پڑھا تو اس نے اسے خلعت کے ساتھ ایک ہزار مثقال سونا بھی انعام میں دیا۔

قطب الدین کی جانشینی:......سیف الدین کے انتقال کے بعد وزیر جمال الدین اور سپہ سالار زین الدین علی نے بہت ہی جلدی اسکے بھائی قطب الدین کو لاکر اس کی جانشینی کا اعلان کر دیا اور اس کی اطاعت کی قسم کھائی۔ پھر وہ دارالحکومت پہنچا اس وقت زین الدین اس کے ساتھ تھا۔ یہاں لوگوں نے اس کی بیعت کرلی اور موصل اور الجزیرہ میں اس کے بھائی کے سب ماتحت رہنے والوں نے اس کی اطاعت قبول کرلی۔ قطب الدین نے حسام الدین تمرتاش کی بیٹی سے شادی کی تھی جیسا کہ گذر چکا ہے۔ پہلے اس لڑکی سے غازی سیف الدین کا نکاح ہوا تھا مگر رخصتی سے پہلے ہی غازی کی وفات ہوگئی تھی چنانچہ اس خاتون کے بطن سے ہی قطب الدین کی ساری اولاد تھی۔ قطب الدین مودود موصل کا بادشاہ بن گیا تھا اس کا بھائی نورالدین محمود شام میں تھا اور اس کا بڑا بھائی حلب اور حماۃ اس کے زیر کنٹرول تھے، لہٰذا اس کے بھائی نے غازی کے مرنے کے بعد امراء کے ایک گروپ سے خط وکتابت شروع کی۔

سنجار اور کیفا نورالدین کے قبضے میں:......انہی امیروں میں سنجار کا نائب عبدالملک بھی تھا اس نے بھی اسے اطاعت کے اظہار کا خط لکھا لہٰذا وہ اپنے ستر بہادروں کو لے کر اس کے پاس روانہ ہوا اور اپنے ساتھیوں کے پہنچنے سے پہلے ہی شہر میں داخل ہو گیا۔ اس وقت بارش ہو رہی تھی لوگ اسے پہچان نہیں سکے کہ وہ ترکمانی فوج کا سردار ہے۔ پھر نورالدین کوتوال کے گھر پہنچا جہاں اس نے ہاتھ چوما اور اطاعت کا اظہار کیا پھر اس کے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔ اس کے بعد یہ سب مل کر سنجار کی طرف روانہ ہوئے۔ مگر اس کی تیز رفتاری کے باعث اس کے ساتھی پھر پیچھے رہ گئے اور یہ صرف دو ساتھیوں کے ہمراہ سنجار پہنچا اور شہر کے باہر ہی رک گیا پھر اس نے وہاں کے نائب حاکم کو بلوایا مگر وہ موصل جانے کے لئے نکلا ہوا تھا اور اس کا بیٹا اس کا نائب تھا لہٰذا اس نے اسے کہا کہ وہ اپنے باپ کو بلالائے وہ لڑکا تیزی سے گیا اور راستے سے ہی اسے بلا کر لے آیا چنانچہ عبدالملک نے سنجار شہر نورالدین محمود کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد کیفا کے حکمران فخرالدین قری ارسلان کو تعلقات کے بناء پر بلوالیا چنانچہ وہ بھی اپنی فوج لے کر پہنچا۔

اس دوران سنجار پر قبضے کی اطلاع قطب الدین کو ملی تو وہ اپنے وزیر اور کمانڈر اعلیٰ کے ساتھ مل کر نورالدین سے جنگ کرنے سنجار روانہ ہوئے ابھی وہ تل عفرین تک پہنچے تھے کہ انہوں نے جنگ نہ کرنے کا فیصلہ کرلیا اور وزیر جمال الدین نے اسے صلح کرنے کا مشورہ دیا تھا اور پھر نورالدین صلح کا معاہدہ کرنے خود جا پہنچا اور سنجار قطب الدین کو واپس کر دیا اور اس کے بدلے میں قطب الدین نے حمص، رحبہ اور شام کا علاقہ نورالدین کو دیدیا۔ اس طرح نورالدین شام کا اکیلا حکمران بن گیا اور اس کا بھائی قطب الدین الجزیرہ کے تمام علاقوں کا خودمختار حاکم بن گیا اس معاہدہ پر دونوں متفق ہو گئے اور نورالدین سنجار میں موجود اپنے والد کے خزانے لے کر حلب واپس چلا گیا۔

انطاکیہ پر نورالدین کا حملہ:......۵۴۴ھ میں نورالدین نے انطاکیہ پر حملہ کیا اور اس کے بہت سے قلعے تباہ وبرباد کر دیئے جب وہ ایک قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا تو صلیبی افواج نے اس پر حملہ کر دیا نورالدین نے ان کا مقابلہ کیا اور اس موقع پر بہادری کے جوہر دکھائے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انگریزوں کو شکست ہوگئی اور انطاکیہ کا حکمران برنس واصل جہنم ہو گیا۔ یہ بہت ہی ٹیڑھا حکمران تھا۔ اس کے بعد اس کے نابالغ بیٹے سمند کو حکمران بنایا گیا اس کی ماں نے ایک دوسرے حاکم برنس دوم سے نکاح کرلیا تاکہ وہ اس کی نگرانی کر سکے اور ملک کا نظام بھی چلا سکے۔ مگر نورالدین نے اس پر حملہ کر کے اسے شکست دیدی اور برنس دوم کو بھی گرفتار کر لیا اس طرح نابالغ لڑکا سمند کو حکومت کرنے کا موقع ملا۔

افامیہ کی فتح اور صلیبیوں سے صلح:......۵۴۵ھ میں نورالدین نے شیزر اور حماۃ کے درمیان واقع بہترین قلعہ افامیہ کا محاصرہ کیا اور اسے فتح کرلیا

اور اس پر محافظ دستے مقرر کئے اور ان کے لئے ہتھیاروں اور خوراک کے ذخائر جمع کر لئے۔ ابھی وہ اس کام سے مکمل طور پر فارغ نہیں ہوا تھا کہ شام میں موجود صلیبی اکٹھے ہو کر مقابلہ کے لئے جمع ہو گئے مگر جب انہیں ان فتوحات کی اطلاع ملی تو انہیں مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی اس لئے وہ صلح پر تیار ہو گئے اور نورالدین سے صلح کر لی۔

صلیبی قلعوں پر چڑھائی:......اس کے بعد نورالدین نے صلیبیوں کے سربراہ کے قلعوں کی طرف پیش قدمی شروع کی اور حلب کے شمال میں تل باشر، عنتاب اور عذار وغیرہ جیسے قلعوں پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ انگریز حکمران جوسلین نے بھی فوج جمع کر کے اس کا مقابلہ کیا۔ اور پھر اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آزمائش میں ڈال دیا چنانچہ بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور بہت سے گرفتار ہو گئے۔

جوسلین کی گرفتاری:......اس فتح پر جوسلین نے اترا کر ملک مسعود جو کہ نورالدین کا سسر تھا کو خط لکھا اور نورالدین کی شکست پر اسے شرم دلائی اس پر ملک مسعود نے اس کو گرفتار کرنے کی تدبیر سوچی اور آس پاس کے ترکمانی قبائل کو مال و دولت دے کر اسے گرفتار کرنے پر تیار کر لیا چنانچہ انہوں نے کوشش کر کے اسے پکڑ لیا پھر جوسلین سے مال لے کر اسے چھوڑنا چاہا مگر حلب کے ایک امیر ابوبکر الرامہ نے ایک لشکر بھیجا جو اس قبیلہ کا نہیں تھا چنانچہ وہ لشکر جوسلین کو اپنے ساتھ لے آیا۔

اس کے بعد نورالدین کے ہاتھ سے مندرجہ ذیل قلعے فتح ہوئے۔ تل باشر، عنتاب، عذار، تل خالد، فورص داوندار، مرج الرصاص، قلعہ الناذہ، کفر شود، کفرلات، دلوکا، مرعش، نہر الجود، کل تیرہ قلعے تھے۔ نورالدین نے ان قلعوں میں خوراک کا ذخیرہ جمع کیا پھر انگریزوں نے پیش قدمی کی چنانچہ قلعہ جلاک پر ان سے مقابلہ ہوا جس میں صلیبی شکست کھا کر بھاگے مسلمانوں نے ان میں اکثر قتل کر دیئے جو باقی بچے وہ گرفتار کر لئے، پھر نورالدین نے دلوکا قلعہ فتح کیا۔ اس سے وہاں کے لوگوں نے جان کی امان مانگی تو اس نے ان کے پاس حسان المنجی کو بھیجا چنانچہ انہوں نے قلعہ ۵۴۹ھ میں اس کے حوالے کر دیا اور پھر قلعہ کو ہر طرح مضبوط کر لیا گیا۔

دمشق کے حالات:......۵۴۸ھ میں صلیبیوں نے فاطمیوں سے عسقلان کا علاقہ چھین لیا تھا۔ ان دونوں حکومتوں تک پہنچنے کیلئے نورالدین کے راستے میں دمشق رکاوٹ تھا اس پر قبضہ کرنا ضروری تھا۔ عسقلان کی فتح کے بعد صلیبیوں نے دمشق کی طرف بھی ہاتھ بڑھائے اور دمشق والوں پر ٹیکس عائد کر دیا۔ اور ان سے یہ معاہدہ بھی کر لیا کہ وہ ان کے قبضے میں موجود قیدیوں کو ان کے وطن جانے کی اجازت دے دیں۔ ان دنوں دمشق کا حکمران مجیدالدین انز بن محمد تھا جو اتابک طغرکین کا پڑپوتا تھا وہ بہت کمزور طبیعت کا انسان تھا اس لئے نورالدین کو یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں صلیبی دمشق کو فتح نہ کر لیں۔ مجیدالدین اکثر اپنے ہمسایہ حکمرانوں سے چھیڑ خانی کرتا رہتا تھا اس کے نتیجہ میں وہ صلیبیوں سے مدد مانگتے اور وہاں غالب ہو جاتے تھے اس لئے نورالدین دمشق کے سیاسی حالات پر غور کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ بہت غور وفکر کے بعد اس نے مجیدالدین سے تعلقات بڑھانا شروع کر دیئے اور پھر دونوں کے دوستانہ تعلقات مضبوط ہو گئے۔

سیاسی حکمت عملی:......اس کے بعد اس نے ارکان سلطنت کے بارے میں مداخلت کرنی شروع کر دی اور ان پر یہ الزام لگانے لگا کہ وہ اس سے رابطہ کر کے سازش کرنا چاہتے ہیں اس طرح اس نے ان کو ایک دوسرے سے لڑوانا شروع کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ارکان سلطنت آہستہ آہستہ قتل ہوتے گئے اور پھر خادم عطاء بن حفاظ کے علاوہ کوئی زندہ نہیں رہا۔ وہی اس وقت سلطنت کا منتظم تھا اور وہ نورالدین کے لئے پریشان کن تھا، اس کی وجہ سے نورالدین دمشق کو فتح نہیں کر سکا تھا اس لئے اس نے مجید کو اس کے خلاف بھڑکایا چنانچہ اس نے عطاء بن حفاظ کو بھی قتل کر دیا۔

دمشق پر نورالدین کا قبضہ:......اس طرح کے انتشار کی وجہ سے دمشق اپنے محافظوں سے خالی ہو گیا ایسے میں نورالدین نے کھلم کھلا دشمنی کا اظہار کر دیا اور اسے تنگ کرنے لگا تو اس نے صلیبیوں سے مدد مانگ لی اور اس کے بدلے میں مال و دولت کے ساتھ شہر بعلبک بھی انہیں دینے کا وعدہ کیا چنانچہ صلیبی افواج اس مقصد کے لئے تیار ہو گئیں۔ ۵۴۹ھ میں نورالدین دمشق روانہ ہوا اور اس نے دمشق کے نوجوانوں سے رابطہ کر کے انہیں کچھ دینے کا وعدہ کر لیا تھا لہٰذا جب سلطان نورالدین وہاں پہنچا تو نوجوانوں نے مجید کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ قلعہ پر پناہ لینے پر مجبور ہو گیا اس طرح

سلطان نورالدین نے دمشق فتح کرلیا۔

مجیدالدین کے احوال:......پھراس نے قلعہ کا محاصرہ کر کے مجیدالدین کو جاگیریں دینے کا وعدہ کیا جس میں حمص کا شہر بھی شامل تھا چنانچہ مجید الدین وہاں چلا گیا اور سلطان نے وہ قلعہ بھی فتح کرلیا۔ بعد میں نورالدین نے اسے حمص کے بجائے بالس کا علاقہ دینا چاہا مگر وہ اس بات پر رضامند نہ ہوا اور وہیں مکان تعمیر کروا کر رہنے لگا اور وہیں اس کا انتقال ہوگیا۔

تل باشر، حارم کے قلعوں کی فتح:......جب سلطان نورالدین دمشق کی مہم سے فارغ ہوا تو حلب کے شمال میں صلیبی افواج تل باشر میں تھیں انہوں نے اس سے پناہ مانگی اور اپنا قلعہ اس کے حوالے کردیا، چنانچہ سلطان کے ایک بڑے امیر حسان المنجی نے اس قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ پھر ۵۵۱ھ میں انطاکیہ کے حاکم اسمند کے زیر کنٹرول قلعے بہرام کا محاصرہ کیا تو انگریز افواج اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوگئیں۔ پھر انہوں نے اس کا مقابلہ کرنے کا ارادہ تبدیل کردیا اور سلطان نورالدین سے اس شرط پر صلح کرلی کہ وہ قلعہ حارم کا آدھا علاقہ اسے دے دیں گے چنانچہ وہ ان سے صلح کر کے واپس چلا گیا۔

شیزر کا تعارف:......شیزر کا قلعہ، حماۃ سے آدھے مرحلے کے فاصلے پر ایک اونچے پہاڑ پر قائم تھا، اور وہاں تک پہنچنے کا صرف ایک ہی راستہ تھا اور اس پر بنومنقذ کنانیوں کی حکومت تھی جو صالح بن مرداس (جو حلب کا حکمران تھا) کے زمانے میں ۴۲۰ھ سے اس قلعہ کے وارثاً حاکم چلے آرہے تھے۔

ابوالحسن بن نصیر بن منقذ کے بعد اس کا بیٹا نصر بن علی حاکم بنا، جب ۴۹۰ھ میں مرنے لگا تو اس نے بھائی ابوسلم بن مرشد کو حکمران بنایا۔ ان دونوں بھائیوں میں اتنا اتحاد واتفاق تھا جو کسی دو افراد میں نہیں ہوسکتا تھا، مرشد کے بہت سے بیٹے تھے جو کہ بڑے ہو کر سردار بنے۔ ان میں عزالدولہ ابوالحسن علی، مؤیدالدولہ اسامہ اور اس کا بیٹا علی بن اسامہ زیادہ مشہور ہوئے پھر ان کی اپنے چچازاد بھائیوں سے رقابت ہوگئی اور آپس میں شکایت ہونے لگی مگر مرشد اور اس کے بھائی کی اتحاد واتفاق کی وجہ سے ان میں نااتفاقی نہیں ہوسکی پھر ۵۳۱ھ میں مرشد کا انتقال ہوگیا تو اس کے بھائی سلطان نے اس کی اولاد کے ساتھ بدسلوکی کی اور اسے قلعہ شیزر سے نکال دیا چنانچہ وہ منتشر ہوگئے ان میں سے کچھ سلطان نورالدین کے پاس پہنچے۔ سلطان کو ان کی حالت دیکھ کر بہت افسوس ہوا مگر وہ صلیبیوں سے جنگ میں مصروف تھا اس لئے ان کے لئے کچھ نہ کرسکا۔ پھر جب سلطان کا بھی انتقال ہوگیا اور قلعہ کی حکومت اس کی اولاد کے پاس آئی تو انہوں نے صلیبیوں سے رابطے کرنا شروع کردیئے ان کی اس حرکت پر سلطان نورالدین بہت ناراض ہوا۔

شام میں زلزلہ:......پھر ۵۵۲ھ میں بڑا زبردست زلزلہ آیا جس کی وجہ سے شام کے اکثر شہر تباہ و برباد ہوگئے۔ بالخصوص حماۃ، حمص، کفرطاب، معرہ، افامیہ، حصن الاکراد، عرقہ، لاذقیہ، طرابلس اور انطاکیہ کی ساری عمارتیں گر گئیں، شام کے وہ شہر جن کی عمارتوں کا حصہ گرا تھا اور فصلیں تباہ ہوگئی تھیں ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ان فصیلوں کے گرنے سے سلطان نورالدین کو صلیبیوں کے حملہ کا خطرہ ہوا تو وہ اپنی فوجیں لے کر تمام شہروں کے چاروں طرف گشت کرنے نکلا اور جن شہروں کی فصیلیں ٹوٹ گئی تھیں ان کی مرمت کرائی۔

شیزر میں زلزلہ اور فتح:......ابن اثیر کہتا ہے کہ انہی زلزلوں کے دنوں میں شیزر کے قلعے میں ایک دعوت میں حاکم شیزر کے ساتھ دوسرے امراء بیٹھے تھے کہ زلزلہ آیا اور قلعہ کی دیواریں ان پر گر گئیں اور شیزر کے حکمران سمیت کوئی امیر زندہ نہیں بچ سکا چنانچہ قلعہ کے قریب نورالدین کا ایک حاکم تھا اس نے فوراً اس کے نام سے اس قلعہ پر قبضہ کرلیا اور اس کی عمارتیں دوبارہ بنوائیں اور قلعہ کی فصیلوں کی مرمت کرائی چنانچہ یہ قلعہ دوبارہ اپنی آب و تاب پر آگیا۔

ابن خلکان کا موقف:......مؤرخ ابن خلکان یہ کہتے ہیں کہ ۴۷۴ھ میں بنومنقذ نے رومیوں کے قبضے سے قلعہ شیزر چھینا، جس شخص نے اسے فتح کیا وہ علی بن منقذ بن نصر بن سعد تھا اس نے قلعہ کے احوال بغداد لکھ کر بھیجے تھے خط کی عبارت یوں تھی۔

حاکم شیزر کا خط:......میں یہ خط قلعہ شیزر سے لکھ رہا ہوں اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس عظیم قلعہ کو فتح کرنے کی توفیق عطاء

فرمائی ہے۔ جو اس سے پہلے کسی کو حاصل نہیں ہوئی ہے۔ اگر اس کی حقیقت جاننے کی کوشش کی جائے تو یہ پتہ چلے گا کہ میں اس امت کا ہر شیر ہوں اور جنات اور سرکش مخلوقات کے لئے حضرت سلیمان کی طرح ہوں میں شوہر اور بیوی کے درمیان علیحدگی کرا سکتا ہوں اور چاند کو اس کی جگہ سے نیچے اتار سکتا ہوں میں ستاروں کا باپ ہوں میں ہی سب کچھ جانتا ہوں۔ جب میں نے اس کے قلعہ پر نظر ڈالی تو مجھے حیرت انگیز باتیں نظر آئیں کہ اس قلعہ پر تین ہزار افراد اپنے اہل و عیال سمیت رہ سکتے ہیں اس میں کوئی بھی انسان پانچ عورتیں اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے۔

میں نے اس کے قلعۂ روم کے درمیان ایک ٹیلہ کا انتخاب کیا جو کہ حواص کے نام سے مشہور ہے اس ٹیلہ کو قلعہ بھی کہا جاتا ہے میں نے اس قلعہ کو آباد کیا اور اپنا خاندان اس میں آباد کیا۔ میں نے تلوار کے بل بوتے پر اسے رومیوں سے چھینا اور تیزی سے اس پر قبضہ کر لیا۔

اس کے باوجود میں نے یہاں کے لوگوں سے اچھا سلوک کیا اور ان سے عزت و احترام کا رویہ اختیار کیا میں نے ان رومیوں کو اپنے اہل و عیال اور خاندان میں شامل کر لیا تھا۔ اس کے سوا میری بکریوں کے ساتھ پلتے تھے اور اذان کی آواز کی طرح ان کے ناقوس بھی بجتے تھے۔ جب شیزر کے اصل باشندوں نے میرا یہ سلوک دیکھا تو وہ مجھ سے مانوس ہو گئے۔ اور ان کی تقریباً آدھی آبادی میرے پاس آ گئی۔ میں نے ان سے بھی اچھا سلوک کیا۔ پھر جب مسلم بن قریش عقیلی ان کے ہاں آیا تو ان کے بیس ہزار افراد قتل کر دیئے اور جب مسلم بن قریش یہاں سے چلا گیا تو انہوں نے قلعہ میرے حوالے کر دیا۔

دونوں روایات کی حیثیت:......ابن خلکان اور ابن اثیر کی روایات میں تقریباً پچاس سال کا فرق نظر آتا ہے مگر ابن اثیر کی روایت زیادہ صحیح ہے کیونکہ صلیبیوں نے پانچویں صدی کے شروع میں شام کا کوئی علاقہ فتح نہیں کیا تھا۔

بعلبک کی فتح:......بعلبک ضحاک بقاعی کے زیر کنٹرول تھا بقاعی ❶ ''بقاع بعلبک'' کی نسبت ہے۔ اب یہ شہر حاکم دمشق کے زیر کنٹرول ہے۔ جب سلطان نور الدین نے دمشق فتح کیا تو ضحاک نے بعلبک میں اپنا کنٹرول قائم رکھا۔ ادھر سلطان نور الدین صلیبیوں سے جنگ کے باعث اس طرف توجہ نہیں دے سکا تھا لیکن ۵۵۲ھ میں اس نے بعلبک کو فتح کر لیا تھا ۵۵۴ھ میں نور الدین حلب میں اقامت کے دوران بیمار ہو گیا اور اسی بیماری میں مرض کی شدت بڑھ گئی۔

بھائی کی بغاوت اور انسداد:......اس کے ساتھ اس کا بھائی امیر امیران بھی موجود تھا اس نے اسکی بیماری سے فائدہ اٹھا کر فوج جمع کر کے حلب کا محاصرہ کر لیا۔ نور الدین کا سب سے اہم امیر شیر کوہ ابن شادی حمص کا گورنر تھا جب اسے بغاوت کی اطلاع ملی تو وہ دمشق پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوا، اس وقت دمشق پر صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے والد نجم الدین کی حکومت تھی اسے اپنے بھائی کی یہ حرکت پسند نہیں آئی اور اسے حکم دیا کہ پہلے وہ حلب جا کر سلطان کی موت اور زندگی کے بارے میں یقینی اطلاع حاصل کرے چنانچہ وہ تیزی کے ساتھ حلب پہنچا اور قلعہ پر چڑھ کر وہاں کی چھت سے لوگوں کو سلطان نور الدین زندہ حالت میں دکھا دیا جس کی وجہ سے لوگ امیران سے الگ ہو گئے پھر اس کا بھائی حران چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

حران کی واپسی:......پھر جب نور الدین تندرست ہوا تو اس نے اپنے بھائی سے حران کا علاقہ چھین کر زین الدین علی کو جک کے حوالے کر دیا جو کہ نور الدین کا بھائی قطب الدین کا نائب تھا اس کے بعد اس نے رقہ کا محاصرہ کر لیا۔

سلیمان شاہ ابن سلطان محمد بن ملک شاہ:......سلیمان شاہ بن سلطان محمد بن ملک شاہ اپنے چچا سنجر کے ساتھ خراسان کے قریب رہتا تھا اس نے اسے اپنا ولی عہد بنایا تھا۔ خراسان کے منبروں پر اس کا نام خطبہ میں لیا جاتا تھا پھر جب سلطان سنجر ۵۴۸ھ میں دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا اور سلیمان شاہ کے خلاف دشمن کی فوجیں آ گئیں تو وہ مقابلہ کی ہمت نہ کر سکا اور بھاگ کر خوارزم شاہ کے یہاں چلا گیا۔ اور رشتہ مضبوط کرنے کے لئے اپنی بھتیجی اس کے نکاح میں دیدی۔ مگر خوارزم شاہ کو سلیمان شاہ کے بارے میں ایسی خبریں ملی جن سے وہ مشکوک ہو گیا۔ اور اس کو خوارزم سے باہر نکال دیا گیا۔ چنانچہ سلیمان شاہ وہاں سے اصفہان آیا مگر شہر کے کوتوال نے شہر میں داخل نہیں ہونے دیا۔ اس لئے وہ قاشان چلا گیا مگر راستے میں ہی اس کے

❶......بقاع بعلبک ابن اثیر سے لے کر درست کیا گیا ہے، دیکھئے صفحہ ۲۲۷ جلد ۱۱

بھائی محمود کے بھیجے ہوئے لشکر نے روک دیا۔اس لئے وہ خراسان کی طرف چلا گیا مگر وہاں بھی اسے ملک شاہ نے آنے نہیں دیا اس لئے وہ نجف چلا گیا اور بندنجین ❶ میں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔

سلیمان کی خلیفہ کے پاس حاضری:..... یہاں سے اس نے خلیفہ بغداد کی خدمت میں اطاعت کا پیغام بھیجا اور اطاعت کے ثبوت کے طور پر وہاں اپنے اہل وعیال کو وہاں بھیج دیا اور خود بھی آنے کی اجازت مانگی چنانچہ خلیفہ نے اس کے اہل واعیال کا خیر مقدم کیا اور اسے بھی بغداد آنے دیا چنانچہ یہ تین سو افراد کے ساتھ وہاں پہنچا جہاں خلیفہ کے وزیر نے اس کا استقبال کیا اور جلوس کی شکل میں خلیفہ کے پاس لایا اس جلوس میں قاضی القضاۃ بھی شامل تھا۔۵۵۰ھ کے آخر میں سلیمان شاہ کو خلعت فاخرہ سے نوازا گیا۔

سلیمان شاہ کی پیش قدمی:..... کچھ دن کے بعد سلیمان شاہ محل خلافت میں حاضر کیا گیا اور قاضی القضاۃ اور ارکان سلطنت کے سامنے اسے اطاعت کا حلف اٹھایا اور پھر بغداد کی مساجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اسے اس کے باپ کے القاب عطا کئے گئے پھر حکم دیا گیا کہ اس کو تین ہزار مسلم سوار دیئے جائیں لہٰذا وہ ان کے ساتھ ۵۵۱ھ کے ماہ ربیع الاول میں کوہستان عجم کی جانب روانہ ہو گیا سلیمان تو حلوان میں ٹھہرا اور اپنے بھتیجے ملک شاہ سے (جو محمدان کا حاکم تھا) فوجی مدد مانگی، چنانچہ اس نے دو ہزار سپاہی بھیجے، جس کے صلے میں سلیمان شاہ نے اسے اپنا ولی عہد بنالیا۔خلیفہ نے ان دونوں حکام کی مال ودولت اور ہتھیاروں سے مدد کی پھر رے کا حکمران ایلدکز ان کے گروپ میں مل گیا اس طرح ایک بڑا لشکر بن گیا۔

سلیمان شاہ کی ناکامی اور گرفتاری:.....سلطان محمد نے سلیمان شاہ کے خلاف موصل کا حاکم قطب الدین مودود اور اس کے نائب زین الدین علی بن کوجک سے مدد مانگی چنانچہ انہوں نے فوجی کمک بھیج دی، پھر سلطان محمد سلیمان شاہ سے لڑنے کے لئے روانہ ہو گیا، مگر اس لڑائی میں سلیمان شاہ کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا فوج منتشر ہو گئی اور ایلدکز بھی اسے چھوڑ کر چل دیا۔پھر سلیمان شاہ شہرزور سے ہوتا ہوا بغداد کے لئے روانہ ہو گیا زین الدین کوجک کو اس کی اطلاع ملی تو وہ موصل سے فوج لے کر چلا اور شہرزور میں گھات لگا کر بیٹھ گیا اس کے ساتھ امیر ایراق بھی تھا۔چنانچہ جب سلیمان کا گذر وہاں سے ہوا تو اس نے اسے گرفتار کرلیا اور موصل لے جا کر احترام کے ساتھ اسے نظر بند کر دیا اور اس کی اطلاع سلطان محمد کو بھیج دی۔

سلیمان شاہ کی تخت نشینی:.....مگر ۵۵۵ھ میں سلطان محمود بن محمد کا انتقال ہو گیا تو ہمدان کے معززین نے اتالیق قطب الدین کو پیغام بھیجا کہ ہم سلیمان شاہ کی بادشاہت چاہتے ہیں انہوں نے اس قسم کا معاہدہ بھی کیا تھا اس لئے قطب الدین نے اسے شاہوں کے انداز سے رخصت کیا اور زین الدین کوجک کی کمان میں موصل کی فوج کو ہمدان تک چھوڑ کر آنے کا حکم دیا بلاد الجبل کے نزدیک وہاں کی فوج اس کے استقبال کو پہنچی اور اپنے نئے بادشاہ کو لے گئی۔اس حالت میں زین الدین کو اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوا تو وہاں سے اپنی فوج لے کر موصل واپس آ گیا اور سلیمان شاہ ہمدان چلا گیا۔

نورالدین محمود کی جہادی سرگرمیاں:.....نورالدین محمود نے حلب کی فوج لے کر قلعہ حارم کے انگریزوں کا محاصرہ کرلیا پہلے تو انگریز اس کا مقابلہ کرنے کے لئے جمع ہوئے مگر بعد میں مقابلہ کرنے سے ڈر گئے اور لڑ نہ سکے جس سے محاصرہ طول پکڑ گیا اور نورالدین واپس آ گیا۔اس کے بعد اس نے ۵۵۸ھ میں طرابلس پر قبضے کے لئے پیش قدمی کی مگر جب حصن الاکراد کے نیچے بقیعہ نامی میدان میں پہنچا تو یہاں انگریزوں کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑ گیا۔

پھر سلطان نورالدین اپنی فوج کے ساتھ بحیرۂ قطینہ پہنچ گیا جو کہ حمص کے قریب ہے وہیں اس کی ہزیمت یافتہ فوجیں بھی پہنچ گئی تھیں۔اس کے بعد نورالدین نے حلب سے رقم، خیمے اور دیگر فوجی ساز وسامان جمع کیا اور فوج میں موجود خامیاں دور کیں۔اتنے میں انگریزوں کو یہ علم ہو گیا کہ وہ حمص میں موجود ہے مگر وہ اس کے مقابلہ پر نہیں آئے اور صلح کی درخواست کی مگر سلطان نے یہ درخواست رد کر دی، اس لئے انگریز قلعہ حصن الاکراد میں محافظ فوج مقرر کر کے وہاں سے نکل گئے۔

غریب اور مذہبی طبقے کے جہادی کردار کا اعتراف:.....اس جنگ میں ایک شخص ابن نصری کو نورالدین نے معزول کر دیا کیونکہ جہاد کے

❶..... یہاں کتاب میں خالی جگہ ہے یہ جگہ ابن اثیر سے پُر کی گئی ہے دیکھئے ابن اثیر صفحہ ۴۸ جلد ۹

اخراجات زیادہ ہونے کی وجہ سے اس نے غرباء،علماء اور قراء اور خانقاہی بزرگوں کو زیادہ انعام دینے سے انکار کر دیا تھا اس پر سلطان نور الدین بہت غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم مجھے صرف انہی لوگوں کی وجہ سے نصرت اور فتح کی امید ہے کیونکہ یہ لوگ بھی میرے ساتھ جہاد کرتے ہیں دن میں میدان میں آ کر لڑتے ہیں اور رات کو میری حمایت میں دعاؤں کے تیر چلاتے ہیں اس لئے میں یہ اخراجات بند نہیں کر سکتا بیت المال میں ان کا حق ہے اس لئے حق تلفی کرنا میرے بس میں نہیں۔

مسلم متحدہ محاذ:......اس کے بعد نور الدین نے صلیبیوں سے انتقام لینے کی تیاری کی کچھ انگریز افواج مصر کی جانب روانہ ہوئی تھیں۔لہٰذا اس نے موقع غنیمت جانا کہ ان کے شہروں پر حملہ کر دیا جائے چنانچہ جہاد میں مدد کے لئے اس نے کچھ مسلم حکام کے پاس پیغام بھیجا۔ان میں یہ لوگ شامل تھے (۱) قطب الدین مودود امیر موصل،(۲) فخر الدین قرار گورنر کیفا،(۳) نجم الدین ولی امیر ماردین۔

چنانچہ یہ سب امراء مل کر اس ترتیب سے روانہ ہوئے کہ درمیان میں اس کا بھائی قطب الدین اور اگلے حصے میں سپہ سالار زین الدین کو جک اور اس کے پیچھے کیفا کا گورنر تھا۔نجم الدین نے بھی ماردین سے فوج بھیجی تھی۔جب ساری امدادی فوجیں آ گئیں تو سلطان نور الدین نے ۵۵۹ھ میں قلعہ حارم کی طرف پیش قدمی کی اور اس کے قلعہ پر منجنیقیں لگا دیں۔

صلیبیوں کی اتحادی افواج:......اس جنگ کے لئے شام کے ساحلی علاقوں میں جو صلیبی حکام باقی تھے،وہ سب اکٹھے ہو گئے ان میں سب سے آگے،انطاکیہ کا حکمران اسمند بن برنس،طرابلس کا حاکم قمص،اور جوسلین کا بیٹا بھی تھا ان کے علاوہ دوسرے عیسائی اقوام سے بھی مدد مانگی گئی اور وہ شامل ہو گئے تھے اس لئے نور الدین قلعہ حارم کا محاصرہ چھوڑ کر ارتاج کی طرف چلا گیا۔

اتحادی افواج کی ناکامی:......یہ دیکھ کر صلیبی افواج نے جنگ کا خیال چھوڑ دیا اور قلعہ حارم کی طرف لوٹے مگر سلطان کی فوج نے ان کا پیچھا کیا اور ان سے جنگ چھیڑ دی اس لئے انہوں نے حلب کی فوج پر حملہ کر دیا۔کیفا کا گورنر میمنہ میں تھا اسے شکست ہوگئی چنانچہ صلیبی اس کا تعاقب کرنے لگے ایسے میں زین الدین کو جک نے موصل کی فوج لے کر صلیبی صفوں پر حملہ کیا اور ان کا زبردست نقصان ہونے لگا تو صلیبیوں نے میمنہ کا پیچھا چھوڑ دیا اور جب وہ اپنی صفوں تک آئے تو جنگ کا رخ ان کی سمت پلٹ گیا اور انہیں زبردست شکست ہوگئی۔

کفر کے سرداروں کی گرفتاری:......سلطان جنگ سے فارغ ہو کر صلیبی سرغنوں کو گرفتار کرنے میں مصروف ہو گیا،گرفتار ہونے والوں میں برنس سمند اور القمص بھی شامل تھے چونکہ انطاکیہ فوج سے خالی تھا اس لئے مسلمان حکمرانوں نے اس پر قبضے کے لئے دستے بھیجنا چاہے مگر نور الدین نے انہیں روک دیا۔

صاحب بصیرت نور الدین (نور الدین کی یہ ممانعت اس کی سیاسی بصیرت کی غمازی کرتی ہے) کہ اس نے یہ کہا کہ انطاکیہ پر حملہ کرنے کی صورت میں مجھے خطرہ اس بات کا ہے کہ انطاکیہ والے شہر کو شاہ روم کے حوالے نہ کر دیں کیونکہ سمندان کا بھانجہ ہے اور ہمارے لئے سمند کے پڑوس میں رہنا بہتر ہے شاہ روم کا پڑوس اچھا نہیں اس کے بعد اس نے حارم کو فتح کر لیا۔

قلعہ بانیاس کی فتح:......سلطان نور الدین نے جب حارم کا قلعہ فتح کیا تو اس نے موصل اور کیفا کی افواج کو اپنے اپنے علاقوں پر واپس جانے کی اجازت دے دی اور خود بانیاس فتح کرنے کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔یہ علاقہ ۵۴۳ھ سے صلیبیوں کے زیر کنٹرول تھا پھر اس نے طبریہ کی طرف راستہ تبدیل کر دیا اس لئے صلیبیوں نے اس سے اپنا بچاؤ شروع کر دیا۔یہ صورتحال دیکھ کر نور الدین نے ان کی مخالف سمت سے بانیاس کی طرف پیش قدمی کی کیونکہ اس وقت اس کی محافظ افواج کی تعداد کم ہو چکی تھی۔پھر سلطان نے ذوالحجہ میں اس کا محاصرہ اور تنگ کر دیا اس کے ساتھ اس کا بھائی نصیر الدین امیران بھی جنگ میں شریک تھا دوران جنگ اس کی آنکھ میں تیر لگ گیا۔

یہ حالت دیکھ کر انہوں (صلیبیوں) نے جنگ کی تیاری شروع کر دی ابھی فوجیں بھی جمع نہیں ہونے پائی تھیں کہ سلطان نے یہ قلعہ فتح کر لیا اور وہاں سپاہی مقرر کر دیئے اور ہتھیار بھی اکٹھے کر لئے۔صلیبیوں پر اتنا زیادہ خوف طاری ہو گیا کہ انہوں نے طبریہ کی حکومت میں اسے آدھے کا مالک بنا

دیا اور اس نے باقی آدھے پر ٹیکس عائد کردیا۔

منیطرہ پر صلیبی قبضہ:..... مصر جانے والے صلیبی حکمرانوں کے پاس حارم اور بانیاس پر قبضے کی اطلاعات پہنچیں مگر وہ اس سے پہلے یہ علاقے فتح کر چکا تھا اس لئے نورالدین دمشق واپس چلا گیا۔ اس کے بعد صلیبیوں نے اچانک قلعہ منیطرہ پر حملہ کر کے اسے ۵۶۱ھ میں فتح کرلیا۔ پھر جب وہ اس قلعہ کو فتح کر چکا تھا تو صلیبی اپنی فوجیں جمع کر کے پہنچے مگر اب ان کے لئے یہ قلعہ واپس لینا ناممکن تھا لہٰذا بے نیل ومرام لوٹ گئے۔

فاطمی حکومت کا زوال:..... اس زمانے میں مصر کی فاطمی خلافت کو زوال آ گیا تھا اس کے وزیروں نے اپنے خلیفہ پر غلبہ حاصل کرلیا تھا آخری وزیر شاور سعدی تھا۔ اسے صالح بن رزیک نے قوص ❶ کا حکمران بنایا تھا مگر بعد میں اسے شرمندگی ہوئی۔ جب صالح بن رزیک جو مصر کا خود مختار حکمران تھا انتقال کر گیا تو اس کا بیٹا رزیک اس کا جانشین بنا اور اس نے قوص کی حکومت سے معزول کردیا مگر وہ اس پر راضی نہ تھا لہٰذا اس نے فوج اکٹھی کر کے قاہرہ پر کنٹرول کرلیا۔ اور رزیک کو قتل کردیا پھر خلیفہ عاضد پر حاوی ہو کر خود مختار حکمران بن گیا۔ اور امیر الجیوش کا لقب اختیار کرلیا۔ یہ واقعات ۵۵۸ھ کے ہیں۔ اس کے وزارت کے سات ماہ کے بعد ہی دربان ضرغام نے اس کے خلاف بغاوت کردی اور اسے قاہرہ سے بھگا دیا۔

مصر پر زنگی کا حملہ:..... شاور یہاں سے شام گیا اور نورالدین زنگی کے پاس اپنی فریاد لے کر پہنچا اور مدد مانگی، مدد کے بدلے مصری محصول کا تیس فیصد دینے کا وعدہ کیا اور کہا کہ زنگی کی فوج بھی مستقل وہاں رہے گی۔

لہٰذا سلطان زنگی نے اپنے امیر شیر کوہ کو منتخب کیا اور اس نے لشکر تیار کر کے ۵۵۹ھ میں مصر کی طرف کوچ کردیا نورالدین اس کے بعد صلیبی علاقوں کی جانب روانہ ہو گیا تاکہ وہ شیر کوہ سے نہ لڑ سکیں۔ اسد شیر کوہ شاور کے ساتھ روانہ ہوا اس کے ساتھ اس کا بھتیجا صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھا جب یہ لشکر بلبیس تک پہنچا تو ضرغام کا بھائی ناصر الدین فوج لے کر حملہ آور ہوا مگر شکست کھا کر قاہرہ چلا گیا اسد شیر کوہ نے اس کا پیچھا کر کے اسے سیدہ نفیسہ کے مزار کے پاس قتل کردیا اور اس کا بھائی بھی مارا گیا۔

شاور کی بدعہدی:..... اس کے ساتھ شاور کو وزارت پر بحال کرادیا اور اسد شیر کوہ نے شہر کے باہر قیام کیا اور شاور کے وعدہ پورا کرنے کا انتظار کرتا رہا مگر شاور نے بدعہدی کی اسے کہا کہ وہ حمص واپس چلا جائے مگر شیر کوہ نے اپنی مقرر شدہ ٹیکس کی رقم لینے پر اصرار کیا پھر بلبیس اور مشرقی علاقوں پر قبضہ کرلیا چنانچہ شاور نے صلیبی افواج سے مدد مانگ لی لہٰذا وہ فوراً روانہ ہو گئے۔

نورالدین کا خروج:..... صلیبی نورالدین سے خائف تھے اس لئے مصر فتح کرنا چاہتے تھے۔ ادھر سلطان نورالدین دمشق سے روانہ ہوا تاکہ صلیبیوں کی پیش قدمی کو روکے مگر وہ نہیں روک سکے اور اپنے شہروں پر محافظ دستے چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ جب صلیبی مصر کے قریب پہنچے تو اسد شیر کوہ مصری علاقے سے روانہ ہو گیا اور مصری اور صلیبی افواج نے ان کا محاصرہ کرلیا۔

صلیبیوں سے شیر کوہ کی صلح:..... ان افواج نے تین ماہ تک محاصرہ جاری رکھا اور صبح و شام جنگ لڑتے رہے۔ جب صلیبیوں کو یہ اطلاع ملی کہ قلعہ حارم اور دوسرے علاقوں میں انہیں شکست ہوئی ہے تو انہوں نے اسد شیر کوہ سے صلح کی بات چیت شروع کردی مگر اپنی شکست کی خبریں چھپائے رکھیں لہٰذا شیر کوہ نے صلح کرلی اور مصری علاقہ چھوڑ کر شام چلا گیا راستے میں صلیبی افواج گھات میں بیٹھی رہیں مگر وہ راستہ بدلتا ہوا اللہ کے فضل وکرم سے اپنے علاقے میں پہنچ گیا۔

مصر پر شیر کوہ کا دوبارہ حملہ:..... سلطان نورالدین نے ۵۶۲ھ میں شیر کوہ کو دوبارہ مصر بھیجا اور وہ لشکر کے ساتھ قاہرہ کے مغربی جانب سے آیا اور نیل کے ساحل پر جیزہ کے مقام پر اترا اور قاہرہ کا پچاس دن تک محاصرہ کئے رکھا، شاور نے صلیبیوں سے مدد مانگ لی اور خود اس کے مقابلہ کے لئے مصر کے بالائی علاقے میں پہنچا دونوں فریق کی جنگ ہوئی تو اسد شیر کوہ نے مصریوں کو شکست دیدی اور اسکندریہ کی سرحد پر جا کر اسکندریہ کو فتح کر کے وہاں

---

❶..... اس سے پہلے اسے ,صعید, کا حکمران بنایا تھا۔ دیکھئے ابن اثیر ۲۹۰ جلد ۱۱

صلاح الدین کو گورنر مقرر کیا اور دوبارہ واپس آ کر مصر کے بالائی علاقہ صعید میں تباہی مچادی۔

فریقین کی پھر صلح:......ادھر مصری اور انگریز افواج نے پیش قدمی کر کے اسکندریہ میں صلاح الدین کا محاصرہ کر لیا مگر جب اسد شیر کوہ اپنی فوج لے کر وہاں پہنچا تو فرنگی افواج صلح کرنے پر تیار ہو گئیں۔ چنانچہ صلح کے بعد شیر کوہ شام واپس آ گیا اور ان کے لئے اسکندریہ چھوڑ دیا۔

مصر پر صلیبی قبضہ:......شاور کے بیٹے شجاع نے نورالدین کو لکھا کہ اس نے دوسرے امراء مصر کے ساتھ اس کی اطاعت قبول کر لی ہے پھر مصر پر صلیبی افواج کا تسلط قائم ہو گیا اور انہوں نے باقاعدہ اپنا ''شحنۂ'' (انسپکٹر جنرل پولیس) بھی مقرر دیا قاہرہ کے دروازے بھی ان کے کنٹرول میں تھے لہٰذا انہوں نے شام میں اپنے حکمران کو مصر فتح کرنے پر تیار کر لیا انہوں نے اہل مصر پر ٹیکس بھی لگا دیا تھا یہ صورتحال دیکھ کر سلطان نورالدین نے فوری اقدامات کئے اور ۵۶۴ھ کے موسم بہار میں اسد شیر کوہ کو دوبارہ حملہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس نے مصر پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور شاور کو قتل کر کے صلیبیوں کو مصر سے نکال دیا خلیفہ عاضد نے پہلے کی طرح اس کو خودمختار وزارت پیش کر دی پھر کچھ عرصے کے بعد اسد شیر کوہ کا انتقال ہو گیا۔

صلاح الدین حاکم مصر:......شیر کوہ کی وفات کے بعد اس کا بھتیجا صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ مصر میں اس کا جانشین بنا، مگر وہ بدستور سلطان نورالدین کا مطیع وفرمانبردار رہا، اور پھر جب خلیفہ عاضد کا انتقال ہوا تو سلطان نورالدین نے صلاح الدین ایوبی کو یہ حکم بھیجا کہ مصر میں عباسی خلافت کا سلسلہ شروع کیا جائے اور خلیفہ مستضی کے نام کا خطبہ پڑھوایا جائے، ایک دوسری روایت یہ ہے کہ فاطمی خلیفہ عاضد کی زندگی میں ہی یہ حکم بھیج دیا تھا اور پچاس دن کے بعد خلیفہ عاضد مر گیا تو اس کے بعد خلافت عباسیہ کا خطبہ وہاں پڑھوایا گیا اس طرح مصر میں سلطنت فاطمیہ اور خلافت کا خاتمہ ہو گیا یہ واقعہ ۵۶۷ھ میں پیش آیا۔

اس سے پہلے سلطان نورالدین اور قونیہ کے حکمران قلیچ ارسلان بن مسعود کا جھگڑا ہو گیا تھا مگر صالح بن رزیک نے قلیچ ارسلان کو فتنہ سے روک دیا تھا۔

نورالدین زنگی کے کارنامے:......سلطان نورالدین نے ۵۶۲ھ میں جہاد کے لئے لشکر مرتب کیا اور اپنے بھائی قطب الدین کو موصل سے بلوایا تو وہ اس کے پاس حمص میں پہنچا پھر وہ دونوں بھائی فوج لے کر صلیبی علاقوں میں داخل ہوئے جب وہ حصن الاکراد سے گذرے تو اس کے آس پاس کا علاقہ تباہ کر دیا پھر انہوں نے عرقہ کا محاصرہ کیا اور ''حلبہ'' کو ویران کر کے رکھ دیا مسلمانوں نے عریمہ اور صافیتا بھی فتح کر لئے۔ کچھ سرایا بھی اس نے بھیجے جو صلیبیوں کو نقصان پہنچا کر حمص لوٹ آئے اور وہاں ماہ رمضان تک رکے رہے، پھر قلعہ بانیاس منتقل ہو گئے اس کے بعد انہوں نے قلعہ ہونین پر حملہ کیا تو وہاں انگریز بھاگ گئے۔ سلطان نے اس قلعہ کی فصیل توڑ کر اس میں آگ لگا دی۔ پھر اس نے بیروت کا رخ کیا تو اس کا بھائی قطب الدین موصل چلا گیا۔ لہٰذا سلطان نے اسے ''رقہ'' کا علاقہ دیدیا۔ پھر شہر منبج میں غازی بن حسان باغی ہو گیا تو سلطان نے فوج بھیج کر اس پر قبضہ کر لیا اور علاقہ اس کے بھائی قطب الدین نیال بن حسان کو دیدیا۔ چنانچہ یہ شہر اسی کے زیر کنٹرول رہا حتی کہ اسے صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے گرفتار کر لیا۔

قلعہ جعبر کے احوال:......قبیلہ بنو کلاب نے قلعہ جعبر کے حکمران شہاب الدین ملک بن علی عقیلی کو گرفتار کر لیا۔ جعبر کا نام پہلے دوس تھا مگر بعد میں قلعہ کے بانی کے نام پر اس کا نام جعبر رکھ دیا گیا۔ جب سلطان ملک شاہ نے حلب فتح کیا تو اس نے یہ قلعہ اپنے جدامجد کو ہدیہ کے طور پر دیدیا تھا اور یہ قلعہ اس کی اولاد کے قبضے میں رہا۔ پھر جب حاکم جعبر ۵۶۳ھ میں شکار کے لئے نکلا تو بنو کلاب والے گھات میں تھے انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے دمشق کے حاکم فخر الدین محمود کے پاس لے گئے اس نے اسے عزت واحترام کے ساتھ نظر بند رکھا اور یہ کوشش کرتا رہا کہ وہ اپنی خوشی سے قلعہ جعبر سے کنارہ کش ہو جائے مگر وہ کسی طرح رضامند نہیں ہوا۔

چنانچہ سلطان نے امیر فخر الدین مسعود بن ابی علی زعفرانی کی کمان میں لشکر بھیجا اس نے ایک عرصے تک محاصرہ کئے رکھا مگر کامیاب نہیں ہو سکا پھر دوسرا لشکر بھی آیا اور پورے لشکر کا امیر اپنے رضاعی بھائی امیر فخر الدین ابوبکر الدایہ کو مقرر کیا جو اس کے بڑے امراء میں سے تھا اس کا محاصرہ بھی کامیاب نہیں رہا اس لئے دوبارہ اس کے حاکم کے ساتھ اچھا سلوک کیا گیا چنانچہ اس مرتبہ وہ رضامند ہو گیا تو سلطان نورالدین نے سروج اور اس کے

کچھ علاقے اسے دیدیئے۔ ان کے ساتھ ساتھ حلب کا میدان، شہر مراغہ اور بیس ہزار دینار بھی دیئے اس طرح قلعہ جعبر فتح ہوا اور ۵۶۴ھ میں یہاں سے بنو مالک کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

موصل کے اہم واقعات:...... پہلے گذر چکا ہے اتابق زنگی کا موصل میں نائب نصیر الدین جقری تھا، جس وقت عماد الدین زنگی موصل سے باہر تھا تو سلطان محمود کے بیٹے الپ ارسلان نے ۵۳۹ھ میں موصل کی سلطنت کے حصول کے لئے اسے قتل کر دیا تھا پھر جب سلطان زنگی البیرہ کے محاصرے سے واپس آیا تو اس نے اس کے بھائی زین الدین علی بن کشتکین کو موصل کے قلعے میں نائب بنا دیا تھا، یہ اتابق زنگی اس کے بیٹے غازی اور قطب الدین کے زمانے میں ۵۵۸ھ تک ان کے وزیر جمال الدین محمد بن علی اصفہانی کے ساتھ اپنے عہدے پر برقرار رہا۔ اس نے اسے نظر بند کر دیا تھا اور وہ وزیر نظر بندی کے دوران ہلاک ہو گیا تھا، اس کی لاش مدینہ منورہ لائی گئی، اسے وہاں ایک خانقاہ میں دفن کیا گیا جو اس نے اس مقصد کے لئے تیار کرائی تھی اس کی وفات قطب الدین کے بیٹے سیف الدین کے زمانے میں ہوئی اور اس نے اس کی جگہ اس کے بیٹے جلال الدین ابوالحسن کا اس عہدے پر تقرر کر دیا۔

زین کی خود مختاری:...... زین الدین بن علی کمشتکین جو کہ اس جگہ میں مشہور تھا قطب الدین کے دور میں خود مختار ہو گیا تھا اور مستقل طور پر سلطنت کا منتظم تھا اس کے قبضے میں اکثر شہر جاگیر کے طور پر آ گئے تھے جن میں یہ شہر اور قلعے شامل تھے اربل شہرزور ہکاریہ کے قلعے مثلاً عمادیہ جمد یہ تکریت سنجار وغیرہ زین الدین نے اپنے اہل وعیال اور مال و دولت کے ذخائر اربل منتقل کر دیئے تھے اور خود نائب کی حیثیت سے قلعہ موصل میں رہتا تھا ضعیف العمری اور سماعت و بصارت سے محروم ہونے کے باعث اس نے موصل چھوڑ کر اربل جانے کا پروگرام بنایا اور اپنے تمام زیر کنٹرول علاقے قطب الدین کے حوالے کر دیئے اور ۵۶۴ھ میں اربل چلا گیا۔

فخر الدین عبدالمسیح کی تقرری:...... قطب الدین نے اس کے بجائے فخر الدین عبدالمسیح کو متعین کیا جو اس کے دادا اتابک زنگی کا آزاد کردہ غلام تھا اس نے اسے اپنی سلطنت کا حکمران بنایا، چنانچہ وہ قلعہ میں مقیم ہو گیا اور اسے دوبارہ تعمیر کیا کیونکہ زین الدین نے اسے تعمیر نہیں کیا تھا۔

نجم الدین ایوب کی روانگی:...... ۵۶۵ھ میں غازی صلاح الدین نے سلطان نور الدین محمود کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ اس کے والد نجم الدین ایوب کو اس کے پاس بھیج دے، چنانچہ نور الدین نے اس کے والد کو ایک فوجی دستہ کی نگرانی میں بھیج دیا اس قافلے میں بہت سے تاجر اور سلطان صلاح الدین کے ساتھی بھی شامل ہو گئے۔

قلعہ کرک کا محاصرہ:...... سلطان نور الدین کو خیال آیا کہ اس قافلہ کا وہ راستہ جو صلیبی انگریزوں کے علاقے سے گذرتا ہے وہ خطرناک ہے اس لئے اس کی فوجیں قلعہ کرک کی طرف بڑھیں اس قلعہ کی بنیاد پرنس ارقاط نے رکھی تھی،

اور اسے نہایت اہم جنگی نوعیت کا قلعہ بنا دیا تھا اس لئے سلطان نور الدین نے اس کا محاصرہ کر لیا صلیبیوں نے بھی اس کے مقابلے کے لئے فوجیں جمع کرنا شروع کیں مگر سلطان نور الدین نے ان کی فوجوں کے جمع ہونے سے پہلے ہی ان کے ہراول دستے کی فوج پر حملہ کر دیا، فرنگی فوجوں نے مقابلہ نہیں کیا اور وہ الٹے پاؤں بھاگ گئیں لہٰذا سلطان نے ان کے شہروں پر حملہ کر کے انہیں تباہ کر دیا، راستے میں جو قلعے نظر آئے انہیں بھی تباہ اور ویران کر دیا، اس کے بعد مسلمانوں کے علاقے میں پہنچ کر حوشب نامی جگہ پر مقیم ہوا، یہاں سے سلطان نے نجم الدین ایوب کو مصر روانہ کیا، چنانچہ وہ ۵۶۵ھ کے درمیانی عرصے میں مصر پہنچ گیا جہاں فاطمی خلیفہ عاضد سوار ہو کر اس کے استقبال کے لئے باہر آیا ہوا تھا۔

صلیبی سردار کا قتل:...... جب سلطان نور الدین عشیرا میں تھا تو وہ قلعہ اکبرہ کے گورنر شہاب الدین محمد بن الیاس ابن ابی الغازی بن ارتق سے ملنے کے لئے روانہ ہوا، چنانچہ جب وہ ''بعلبک'' کے قریب پہنچا تو اسے صلیبی فوجوں کا ایک دستہ ملا جسے اس نے جنگ کر کے شکست دیدی اور انہیں تباہ کر دیا، پھر جنگی قیدی اور مقتولوں کے سر سلطان نور الدین کے پاس لائے گئے تو اس نے ان کٹے ہوئے سروں میں حصن الاکبراد کے صلیبی حکمران استبان (استبار کے سردار) کا سر پہچان لیا جو مسلمانوں کے لئے بہت خطرناک تھا۔

قیامت خیز زلزلے:......ابھی سلطان نورالدین اسی جگہ تھا کہ اسے ان زبردست زلزلوں کی خبر ملی جو شام، موصل، الجزیرہ، اور عراق کے تمام علاقوں میں آئے تھے اور ان کی وجہ سے ان علاقوں کے اکثر شہر تباہ اور ویران ہو گئے تھے نورالدین نے ان تمام تباہ شدہ علاقوں کا گشت کیا اور کئے بعد دیگرے تمام علاقوں کی تعمیر ومرمت کا کام کرایا، یہاں تک کہ اس کی انتھک کوششوں کی بدولت تمام تباہ شدہ علاقے ٹھیک ہو گئے، صلیب پرست انگریزوں نے بھی اپنے شہروں کی تعمیر ومرمت کر لی کیونکہ انھیں سلطان نورالدین کے حملوں کا خوف تھا۔

موصل میں غازی کی حکومت:......موصل کا حکمران قطب الدین کا بیٹا مودود کا ماہ ذوالحجہ ۵۶۵ھ میں انتقال ہو گیا اس نے ساڑھے اکیس سال حکومت کی تھی، اس نے اپنا ولی عہد اپنے بڑے بیٹے عمادالدین کو بنایا تھا، اس وقت حکومت کا منتظم فخرالدین عبدالمسیح تھا، وہ نورالدین محمود کا بہت فرمانبردار تھا اور عمادالدین سے اس کی ناراضگی کا اسے علم تھا، اس لئے اس نے اس کی جگہ اس کے بھائی سیف الدین غازی کو اس کی والدہ خاتون بنت حسام الدین بن ایلغازی کے مشورے اور حمایت سے موصل کا گورنر بنا دیا، عمادالدین مدد مانگنے کے لئے اپنے چچا کے پاس چلا گیا، اس طرح فخرالدین عبدالمسیح موصل کا خود مختار حکمران بن گیا اور وہی اس کے سیاہ وسفید کا مالک بن گیا۔

نورالدین کے حملے:......جب سیف الدین غازی بن قطب الدین غازی موصل کا برائے نام بادشاہ رہ گیا اور فخرالدین عبدالمسیح اس پر حاوی ہو گیا تو اس کی خود مختاری کی اطلاع پا کر نورالدین محمود کو بہت غصہ آیا، اس لئے وہ اس کے خلاف لشکر لے کر موصل کی طرف روانہ ہوا، اس نے ۵۶۶ھ کے شروع میں قلعہ جعبر کے قریب دریائے فرات کو عبور کیا اور شہر رقہ پر حملہ کر کے اسے فتح کیا اس کے بعد شہر نصیبین کو فتح کیا، یہ سب موصل کے ماتحت تھے۔

کیفا کا گورنر نورالدین محمد بن قرا ارسلان بھی اسکی مدد کے لئے آ گیا پھر اس نے سنجار کی طرف پیش قدمی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کو فتح کر کے اپنے بھتیجے عمادالدین بن قطب الدین کے حوالے کر دیا، اس دوران اسے موصل کے امراء کے خطوط ملے جس میں اس کی حمایت کی گئی تھی، اس لئے وہ تیز رفتاری کے ساتھ شہر ''کلک'' پہنچا، پھر اس نے دریائے دجلہ عبور کر کے موصل کی مشرقی سمت قلعہ ''نینوا'' میں قیام کیا اب اس کے اور موصل کے درمیان صرف دریائے دجلہ رکاوٹ تھا ان ہی دنوں موصل کی فصیل میں بھی بڑا سوراخ ہو گیا تھا۔

موصل کا محاصرہ:......ادھر موصل میں سیف الدین غازی نے اپنے بھائی عزالدین مسعود کو ان بلاد الجبل، آذربائیجان، اصفہان اور رے کے حکمران اتابک شمس الدین کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس کے چچا نورالدین کے خلاف اس کی مدد کرے، اس لئے اس نے اپنے مشیر ایلدکز کو نورالدین کے پاس بھیجا تاکہ وہ اسے موصل پر حملہ کرنے سے روکے، نورالدین نے اس کا سخت جواب دیا اور موصل کا محاصرہ کر لیا، ادھر موصل کے تمام امراء سلطان نورالدین کی اطاعت پر متفق ہو گئے۔ چنانچہ فخرالدین عبدالمسیح بھی اس شرط پر ہتھیار ڈالنے پر تیار ہو گیا کہ اس کا بھتیجا سیف الدین اپنے عہدے پر برقرار رہے گا۔

نورالدین کا موصل پر قبضہ:......نورالدین نے اس کی یہ شرط قبول کر لی مگر یہ حکم دیا کہ وہ خود موصل چھوڑ کر اس کے ساتھ شام چلے، جب یہ معاہدہ فریقین میں ہو گیا تو نورالدین نے ۵۶۶ھ کے ماہ جمادی الاول میں موصل پر قبضہ کر لیا اور شہر میں داخل ہو گیا پھر اس نے قلعہ کا غلام ایک خصی غلام کو مقرر کیا جس کا نام گمشتکین تھا اسے سعدالدین کا لقب دیا گیا۔

موصل کی جامع مسجد کی تعمیر:......سلطان نے اس کے بھتیجے سیف الدین کو اس کے عہدے پر برقرار رکھا جب سلطان موصل کا محاصرہ کئے ہوئے تھا تو عباسی خلیفہ المستضی کی طرف سے اس کے پاس خلعت شاہی پہنچی پھر اس نے موصل میں جامع مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا جو اس کے نام سے مشہور ہوئی۔

دیگر انتظامات:......سلطان نے سیف الدین (عبدالمسیح فخرالملک کے بھتیجے) کو حکم دیا کہ وہ گمشتکین کو تمام امور سلطنت میں مشورہ دیا کرے، اس نے اپنے بھائی قطب الدین کے (بڑے) بیٹے عمادالدین کو سنجار کا علاقہ جاگیر میں دیدیا اس کے بعد وہ شام واپس چلا گیا۔

جہاد کے لئے پیش قدمی:......غازی صلاح الدین ماہ صفر ۵۶۹ھ میں مصر سے صلیبی علاقوں میں جہاد کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا اور قلعہ

شوبک پر حملہ کیا وہاں کے باشندوں نے ہتھیار ڈالنے کے لئے دس دن کی مہلت مانگی جو دیدی گئی، سلطان نورالدین کو بھی (اس کے جہاد کی) اطلاع مل گئی تھی اس نے بھی دمشق کے دوسرے راستے سے صلیبیوں کے خلاف جہاد کرنے کے لئے پیش قدمی کی۔

صلاح الدین کا اندیشہ:......سلطان صلاح الدین کو جب یہ اطلاع ملی تو اس کے ساتھیوں نے اسے یہ مشورہ دیا کہ ''اگر آپ سلطان نورالدین کی صلیبیوں کے خلاف مدد کریں گے تو جب صلیبی کمزور ہو جائیں گے تو اس کے بعد سلطان نورالدین آپ کے خلاف بڑھے گا، اس صورت میں آپ اس کا مقابلہ نہیں کرسکیں گے، چنانچہ صلاح الدین نے قلعہ شوبک کا محاصرہ ملتوی کر کے مصر واپس چلا گیا، اس نے سلطان نورالدین کو یہ معذرت نامہ بھیجا کہ اسے اطلاع ملی تھی کہ بعض شرارتی امراء اس کے خلاف بغاوت کرنا چاہتے ہیں (اس لئے وہ مصر واپس چلا گیا) مگر سلطان نورالدین نے اس کا یہ معذرت نامہ قبول نہیں کیا، اور اسے مصر کی حکومت سے معزول کرنے کا ارادہ کرلیا، چنانچہ اسی دوران غازی صلاح الدین نے اپنے والد، اپنے ماموں شہاب الحارمی اور دوسرے رشتہ داروں سے بھی مشورے کئے۔

تقی الدین کا مشورہ:......اس کے بھتیجے تقی الدین عمر نے اسے مشورہ دیا کہ وہ بغاوت اور نافرمانی کا اعلان کردے، مگر اس کے والد نجم الدین نے اس کا مشورہ پسند نہیں کیا اور اس سے کہا کہ ''ہم میں سے کوئی نہیں جو سلطان نورالدین کا مقابلہ کرسکے'' اس کے والد نے اسے یہ ہی مشورہ دیا کہ وہ اسے فرمانبرداری کے اظہار کا خط لکھے اور اگر وہ تم سے یہ علاقہ لینا چاہے تو تم بغیر حیل وحجت کے اسے یہ علاقہ حوالے کردینا۔

رنجش کا خاتمہ:......جب مجلس اختتام پذیر ہوئی تو اس کے والد نے تنہائی میں یہ بات کہی کہ تم اس گفتگو سے دوسرے امراء کے لئے دست درازی کی راہ کیوں ہموار کر رہے ہو، اگر تم یہ ہی کام کرنا چاہتے ہو تو میں پہلا وہ شخص ہوں گا جو اس کا مقابلہ کروں گا، مگر اس کے ساتھ نرمی اختیار کرنا بہتر ہے، چنانچہ سلطان صلاح الدین نے اپنے والد کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے اسے نرم لہجے میں خط لکھا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان نورالدین نے اس سے درگزر کیا اور اس سے لڑنے کا خیال چھوڑ دیا، لہٰذا مصر میں سلطان صلاح الدین کی حکومت برقرار رہی۔

صلیب پرستوں کی سرکوبی:......اس کے بعد سلطان نورالدین نے فوجیں اکٹھی کیں اور صلیبیوں سے جہاد کے لئے پیش قدمی کی کیونکہ انہوں نے اس کے ملک کے باشندوں کی تجارتی کشتیاں لوٹ لی تھیں اور یہ مغالطہ دے کر عہد شکنی کی کہ وہ کشتیاں ٹوٹ گئی تھیں، سلطان نے اس کا یہ مغالطہ تسلیم نہیں کیا اور ان کے خلاف فوج کشی کردی اور ان کے شہر انطاکیہ اور طرابلس وغیرہ کے لئے دستے روانہ کردیئے خود اس نے عرقہ کے قلعے کا محاصرہ کرلیا اور اس کے بیرونی حصے کو ویران کردیا، اس نے قلعہ صاحیا اور عرقہ کی طرف فوجی دستے بھیجے اور ان دونوں قلعوں کو فتح کر کے تباہ اور ویران کردیا، پھر سلطان عرقہ سے طرابلس کی طرف روانہ ہوگیا، اور راستے میں جو صلیبی علاقے دکھائی دیئے ان کو تباہ و برباد کردیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صلیبی خود بخود ٹھیک ہونے لگے۔ اور انھوں نے شہریوں سے لوٹا ہوا مال واپس کردیا جو انھوں نے معزز شہریوں سے چھینا تھا اس کے بعد سلطان نورالدین ان کے شہروں کو تباہ کرنے اور ان کے مردوں کو قتل کرنے اور ان کا مال غنیمت واپس کرنے کے بعد ان سے صلح کرلی۔

فوری خبر رسانی کا انتظام:......سلطان نورالدین نے اس سال فوری خبر رسانی کے لئے کبوتروں کے ذریعے شام میں خبریں بھیجنے کا انتظام کیا کیونکہ اس کی سلطنت وسیع ہوگئی تھی اس لئے خبر رسانی کا انتظام کرنا ضروری تھا اس نے ایسے پرندوں کے ذریعے انتظام کرنے والوں کے لئے معقول تنخواہ مقرر کی، تاکہ یہ پرندے اپنے بازوؤں میں تیز رفتاری کے ساتھ جلد خطوط لاسکیں اور لے جاسکیں۔

صلیبیوں کے ساتھ جھڑپیں:......اس کے بعد صلیبی دمشق کے ماتحت حوران کے علاقے پر حملہ آور ہوئے جب سلطان نورالدین ان کے مقابلے کے لئے گیا تو وہ دیہاتوں کی طرف بھاگ گئے، چنانچہ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے انہیں خوب پامال کیا، سلطان نے ـــــــ کے مقام پر پڑاؤ کیا اور وہاں سے فوجی دستے بریہ کے علاقے کی طرف بھیجے، چنانچہ انھوں نے اسے تباہ و برباد کردیا، جب صلیبی افواج اس کو بچانے کے لئے پہنچیں تو اس وقت تک مسلمان فوجیں واپس جاچکی تھیں چنانچہ صلیبیوں نے مسلمان فوجیوں کا تعاقب کرنے کے لئے دریا عبور کیا اور اپنا چھینا ہوا مال واپس لینے کی کوشش کی تو مسلمانوں نے ان سے سخت جنگ لڑی آخر کار صلیبی ناکام ہوکر واپس چلے گئے۔

آرمینی سردار ابن لیون کے حالات:...... آرمینی سردار مطیع بن لیون جو حلب کے راستوں کا انتظام سنبھالتا تھا سلطان نورالدین کا مطیع وفرمانبردار ہوگیا، سلطان نے اسے بار برداری اور نقل وحرکت کا منتظم بنادیا اور شام کے علاقے میں جاگیر دیدی، وہ سلطان کی فوجوں کے ساتھ جاتا اور اپنے ہم مذہب صلیبیوں کے خلاف مسلمانوں کی جنگوں میں ان کا ہاتھ بٹاتا تھا، اور جب کبھی اسے اپنے دشمنوں کے خلاف امداد کی ضرورت پڑتی تو مسلمان ان کی امداد کیا کرتے۔

رومی علاقے پر قبضہ:...... ابن لیون کے علاقے (آرمینیہ) کے قریب ادنہ، مصیصہ اور طرسوس کے شہر تھے یہ شہر قسطنطنیہ کے بادشاہ روم کے قبضے میں تھے ابن لیون نے ان پر قبضہ کرلیا تھا اس لئے قسطنطنیہ کے بادشاہ نے ۵۶۷ھ کے درمیانی عرصے میں اپنے مذہبی رہنماؤں کی کمان میں ایک بہت بڑا لشکر بھیجا، ابن لیون نے سلطان نورالدین سے فوجی امداد مانگی چنانچہ سلطان نے اس کی مدد کے لئے فوج بھیج دی، اس کے بعد ابن لیون نے رومی فوجوں کے ساتھ جنگ کر کے انہیں شکست دیدی اور جنگ میں جو مال غنیمت اور قیدی ملے وہ اس نے سلطان نورالدین کے پاس بھیج دیئے اس طرح ابن لیون کی شان وشوکت اور ملکی طاقت بڑھ گئی اور شہنشاہ روم کو اپنا علاقہ واپس لینے کی امید نہیں رہی۔

رومی علاقے کی طرف یلغار:...... رومی علاقے (موجودہ ترکی) ملطیہ، سیواس، احضری اور قیساریہ کا حکمران ذوالنون بن محمد بن دانشمندان علاقوں کا اپنے چچا باغی ارسلان اور اس کے بھائی ابراہیم بن محمد کے بعد حکمران بنا تھا اس لئے قلیچ ارسلان بن محمد کا اس کے شہروں میں خوف وہراس پھیلاتا رہا، حتی کہ اس نے ان تمام علاقوں کو فتح کرلیا، اور ذوالنون وہاں سے بھاگ کر نورالدین کے پاس پہنچ گیا اور اس سے فریاد کی سلطان قلیچ ارسلان کو اس کے حق میں ایک سفارشی خط لکھا کہ وہ اس کے علاقے واپس کردے مگر اس نے سلطان نورالدین کی سفارش قبول نہیں کی۔ اسلئے سلطان نے اس کے خلاف پیش قدمی کی اور ۵۶۸ھ کے ماہ ذوالقعدہ میں قلیچ ارسلان کے کچھ شہر اور اس کے درمیان کے علاقے فتح کئے ان کے نام بکسور، مہنسا، مرعش اور مرزبان تھے پھر اس نے سیواس کی طرف افواج کو روانہ کیا اور اس کو بھی فتح کرلیا۔

مشروط صلح:...... آخر مجبور ہوکر قلیچ ارسلان نے سلطان نورالدین سے رحم کی اپیل کی لہٰذا سلطان نورالدین ان شرائط پر اس کے ساتھ صلح کرلی کہ وہ صلیبی افواج کے خلاف اس کی مدد کرے گا سیواس کا علاقہ ذوالنون کے پاس رہے گا، اور وہاں سلطان نورالدین کی فوج اس کے ساتھ رہے گی، صلح کے بعد سلطان نورالدین اپنے ملک واپس چلا گیا اور اس کی وفات تک سیواس کا علاقہ ذوالنون کے قبضہ میں رہا۔

نورالدین کی بادشاہت:...... اس کے بعد سلطان نورالدین کا قاصد بغداد سے آیا جس کا نام کمال الدین ابوالفضل محمد بن عبداللہ شہرزوری تھا، وہ اپنے ساتھ خلیفہ المستضی کا یہ پیغام لایا تھا، سلطان نورالدین موصل، جزیرہ، اربل، خلاط، شام، بلاد روم اور دیار مصر کا بادشاہ تسلیم کرلیا گیا۔

الکرک میں ملاقات کی تجویز:...... ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ سلطان نورالدین اور صلاح الدین کے درمیان ناچاقی پیدا ہوگئی تھی اور سلطان نورالدین نے صلاح الدین ایوبی کو مصر کی حکومت سے ہٹانے کا پروگرام بنالیا تھا مگر سلطان صلاح الدین نے نرم رویہ اختیار کیا تھا اس لئے یہ فیصلہ ہوا کہ دونوں بادشاہ آئندہ ''الکرک'' کے مقام پر اکٹھے ہوں گے اور ان دونوں میں سے جو بھی پہلے پہنچے وہ دوسرے کا انتظار کرے، چنانچہ سلطان صلاح الدین ماہ شوال ۵۶۸ھ میں مصر روانہ ہوا اور الکرک پہنچ کر اس کا محاصرہ کرلیا۔

صلاح الدین کا ملاقات سے گریز:...... جب سلطان نورالدین کو سلطان صلاح الدین کی مصر سے روانگی کی اطلاع ملی تو اس نے اپنی فوجوں کی خامیاں دور کیں اور فوج لے کر الکرک سے دو منزلوں کے فاصلے پر الرقیم کے مقام پر پڑاؤ ڈالا اس خبر سے سلطان صلاح الدین کو خوف لاحق ہوگیا اور اسے خطرہ ہوا کہ ملاقات کے وقت نورالدین اسے فوراً معزول کردے گا، اس نے اپنے والد نجم الدین ایوب کو مصر میں اپنا نائب بنایا تھا اچانک اسے یہ اطلاع ملی کہ اس کے والد کی طبیعت بہت خراب ہے لہٰذا اس موقع پر سلطان صلاح الدین کو سلطان نورالدین کی ملاقات سے جان چھڑانے کا اچھا موقع ہاتھ میں آگیا اور وہ فوراً مصر واپس چلا گیا پھر اس نے فقیہ عیسیٰ کے ہاتھ پر سلطان نورالدین کو خط بھیجا اور معذرت کی اور یہ بھی پیغام دیا کہ مصر کی حکومت اس کے لئے زیادہ اہم ہے۔

نجم الدین ایوب کی وفات:......جب سلطان صلاح الدین مصر پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس کے والد کا انتقال ہو چکا ہے نجم الدین سواری سے گر کر زخمی ہو گیا تھا اسے گھر لے جایا گیا، چند دنوں کے بعد ماہ ذوالحجہ کے آخر میں اس کا انتقال ہو گیا۔

نورالدین کے مطالبات:......سلطان نورالدین بھی دمشق چلا گیا اس نے اپنے ملک کے قاضی کمال الدین شہرزوری کو بغداد بھیجا کہ وہ خلیفہ سے اپنے زیر کنٹرول علاقوں کی بادشاہت کا پروانہ حاصل کر سکے اس کے زیر کنٹرول علاقے مصر شام الجزیرہ اور موصل تھے اور دیار بکر خلاط اور بلاد روم نے اس کی اطاعت کو قبول کیا تھا نورالدین نے یہ درخواست بھی کی تھی کہ اس کے والد زنگی کی جو جاگیریں عراق میں تھیں وہ بھی اس سے واپس کر دی جائیں یہ جاگیریں صریفین درے صارب میں تھیں۔ اس نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ دریاء دجلہ کے کنارے موصل سے باہر اس کو کچھ زمین دے دی جائے جہاں وہ فقہ شافعیہ کے لئے ایک دارالعلوم تعمیر کرائے گا چنانچہ اس کے یہ تمام مطالبات منظور کر لئے گئے۔

سلطان نورالدین کی وفات:......سلطان نورالدین محمود بن اتابک زنگی کا ۱۱رشوال ۵۸۹ھ میں انتقال ہو گیا اس نے سترہ سال حکومت کی اس نے سلطان صلاح الدین بن ایوب سے مصر کی حکومت چھیننے کی تیاری شروع کر دی تھی اور اپنے بھتیجے سیف الدین کی کمان میں صلیبیوں سے جہاد کے نام پر اس نے ایک بڑا لشکر بنالیا تھا اس کی سلطنت بہت وسیع ہو گئی تھی حتیٰ کہ جب سیف الدین بن ایوب حاکم بنا تو اس کے نام کا خطبہ حرمین اور یمن کی مساجد میں بھی پڑھا جاتا تھا۔

نورالدین کی سیرت:......سلطان نورالدین مسلمانوں کے مفادات کا خاص طور پر خیال رکھتا تھا اور نماز اور جہاد کا پابند تھا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی مسلک سے بھی اچھی طرح واقف تھا نہایت عادل اور انصاف پسند حکمران تھا اور اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں جنگی ٹیکس نہیں لیتا تھا۔

تعمیری کام:......سلطان نورالدین نے (شام کے زلزلوں کے بعد) شام کے قلعوں کو مضبوط کیا اور اس کے شہروں پر فصلیں تعمیر کرائیں ان میں دمشق حمص حماۃ شیزر، بعلبک شامل ہیں۔

رفاہ عامہ کے کام:......اس نے موصل میں (عظیم الشان) جامع مسجد نوری تعمیر کرائی اس نے ہسپتال بھی تعمیر کرائے اور راستے میں سرائے اور صوفیائے کرام کے لئے خانقاہیں پورے ملک میں بنوائے اور ان کے لئے بہت سے اوقات مقرر کر دیئے چنانچہ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس کے اوقاف کی ماہانہ آمدنی نو ہزار شامی دینار تھی۔

سلطان نورالدین علماء اور دیندار لوگوں کا بے حد احترام کرتا تھا اور ان کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جاتا تھا اور مجالس میں ان کے لئے بے حد محبت کا اظہار کرتا اور ان کی کوئی بات رد نہیں کرتا تھا سلطان نورالدین نہایت متواضع اور باوقار حکمران تھا۔

ملک صالح کی جانشینی:......جب سلطان نورالدین کا انتقال ہوا تو دمشق میں تمام امراء سپہ سالار اور ارکان سلطنت نے اکٹھے ہو کر نورالدین کے بیٹے ملک صالح اسماعیل کے ہاتھ پر بیعت کر لی وہ اس وقت گیارہ سال کا کم عمر لڑکا تھا انھوں نے اس کی اطاعت کا حلف اٹھایا شام کی عوام نے اور سلطان صلاح الدین نے مصر میں اس کی اطاعت قبول کی اور تمام ملک کی مساجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا گیا، ملک صالح کا نگران اور اس کی سلطنت کا منتظم و سربراہ امیر شمس الدین محمد بن عبدالملک المقدم بنا قاضی کمال الدین شہرزوری نے اسے یہ مشورہ دیا کہ وہ تمام معاملات میں سلطان صلاح الدین سے رجوع کیا کرے تا کہ وہ ان کی اطاعت سے روگردانی نہ کرے مگر ان لوگوں نے اس مشورہ پر توجہ نہ دی۔

حاکم موصل کی خودمختاری:......یہ بیان ہو چکا ہے کہ سلطان نے الجزیرہ فتح کر کے اپنے بھائی قطب الدین کے بیٹے سیف الدین غازی کو موصل کا گورنر بنایا تھا مگر وہ خودمختار ہو گیا تھا، سلطان نے قلعہ موصل کا گورنر سعدالدین کمشتکین کو بنایا تھا سلطان نے مرنے سے پہلے ان دونوں کو بلوایا تھا چنانچہ سیف الدین غازی اور کمشتکین دونوں لشکر لے کر روانہ ہوئے راستہ میں انہیں سلطان نورالدین کی وفات کی اطلاع ملی تو اس وقت فوج کے اگلے حصے پر کمشتکین فائز تھا وہ یہ خبر سن کر حلب بھاگ گیا۔

سیف الدین کی فتوحات:......لہٰذا سیف الدین غازی نے اس کے علاقے پر قبضہ کرلیا اور وہ نصیبین واپس چلا گیا اور اس کو فتح کرکے اپنی افواج کو خابور کی طرف بھیجا جنہوں نے یہ علاقہ بھی فتح کرلیا اس کے بعد وہ حران گیا وہاں کا حکمران سلطان نورالدین کا آزاد کردہ غلام تھا اس شہر کا چند دنوں تک محاصرہ کیا گیا پھر سیف الدین غازی نے اس شرط پر اس سے صلح کی کہ وہ (اطاعت کرنے کے بعد) اسے حران کا مالک بنا دے گا مگر جب اس نے اطاعت قبول کرلی اسے گرفتار کرکے حران پر قبضہ کرلیا، جب سیف الدین غازی رہا پہنچا تو وہاں کا حکمران سلطان نورالدین کا ایک خادم تھا اس نے بھی شہر اس کے حوالے کردیا اور اس کے معاوضہ میں اسے جزیرہ ابن عمر کا قلعہ الزعفرانی دیا گیا اس کے بعد وہ بھی اس سے چھین لیا گیا۔

الجزیرہ پر قبضہ:......پھر وہاں سے سیف الدین رقہ اور پھر سروج پہنچا اور انھیں بھی فتح کرلیا، یوں الجزیرہ کے سارے علاقے اس نے فتح کرلئے تھے، البتہ قلعہ جعبر فتح نہیں ہوسکا تھا، کیوں کہ وہ بڑا مضبوط قلعہ تھا اور اسی طرح ''رأس عین'' بھی فتح نہیں ہوسکا تھا، کیونکہ وہ اس کے ماموں زاد بھائی قطب الدین (حاکم ماردین) کے قبضے میں تھا، شمس الدین علی بن الدایۃ حلب میں تھا وہ سلطان نورالدین کا سب سے بڑا امیر تھا اور اس کے پاس فوج بھی تھی مگر وہ سیف الدین اور فخر الدین عبدالمسیح کا مقابلہ نہیں کرسکا۔

فتح دمشق کا منصوبہ:......سلطان نورالدین نے فخر الدین عبدالمسیح کو اپنے انتقال سے قبل سیواس میں ذوالنون بن دانشمند کے پاس بھیج دیا تھا، جب نورالدین کا انتقال ہوگیا تو وہ اپنے دوست سیف الدین غازی کے پاس چلا گیا، کیونکہ اس نے اس کو بادشاہ بنایا تھا، سیف الدین اس وقت الجزیرہ کو فتح کرچکا تھا، اس لئے فخر الدین نے اسے مشورہ دیا کہ وہ شام کا رخ کرے اس کے ایک دوسرے بڑے امیر نے اس سے اختلاف کیا مگر سیف الدین نے اسی کا مشورہ قبول کیا اور موصل واپس آگیا۔

صلاح الدین کا پیغام:......غازی صلاح الدین نے ملک صالح اور اس کے ارکان سلطنت کو یہ پیغام دیا کہ انھوں نے سیف الدین کے مقابلے پر اس کو کیوں دعوت نہیں دی؟ صلاح الدین نے انھیں ان خطرات کے بارے میں بتایا جو اس کی مدد کے بغیر سیف الدین کا مقابلہ کرنے سے پیدا ہوسکتے تھے، اس کے بعد شمس الدین الدایۃ نے ملک صالح کو دمشق سے حلب آنے کا پیغام بھیجا تھا کہ وہ دونوں مل کر الجزیرہ واپس لے سکیں، مگر ملک صالح کے امراء نے اس کو وہاں جانے سے منع کردیا کیوں کہ انھیں خطرہ تھا کہ ابن الدایۃ کہیں اس پر مسلط نہ ہوجائے۔

صلیبیوں سے فتح:......سلطان نورالدین کے انتقال کے بعد صلیبیوں نے پیش قدمی کرکے قلعہ بانیاس کا محاصرہ کرلیا جو دمشق کے زیر کنٹرول تھا، شمس الدین المقدم نے بھی فوجیں اکٹھی کیں اور دمشق سے روانہ ہوگیا اس نے صلیبیوں سے رابطہ کرکے انھیں سیف الدین اور صلاح الدین کے حملوں کے خطرات سے آگاہ کیا، اس لئے صلیبیوں سے اس نے دولت لے کر صلح کرلی۔

صلیب پرستوں کا خطرہ:......سلطان صلاح الدین کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس نے اس صلح کو بہت ناپسند کیا، اس نے ملک صالح اور اس کے ارکان سلطنت کو لکھا کہ یہ بہت بری حرکت کی ہے، اس سے صلیبی حملوں کا خطرہ کم نہیں بلکہ بڑھ جائیگا۔

حلب پر حملے کا خطرہ:......چونکہ سیف الدین الغازی نے الجزیرہ کے سب علاقے فتح کرلئے تھے اس لئے شمس الدین ابن الدایہ کو یہ خطرہ ہوا کہ وہ حلب پر بھی قبضہ کرلے گا اس لئے اس نے سعدالدین کمشتکین کو جو سیف الدین غازی کے پاس سے بھاگ کر وہاں آیا تھا، دمشق بھیجا تاکہ وہ ملک صالح سے اس کے دفاع کے لئے درخواست کرے، جب کمشتکین دمشق کے قریب پہنچا تو ابن المقدم نے اس کے خلاف فوج کا دستہ بھیجا جس نے اسے لوٹ لیا اور وہ ناکام حلب سے واپس آگیا۔

کمشتکین کی حکومت حلب:......اس کے بعد ابن المقدم اور دمشق کے دیگر ارکان سلطنت نے یہ فیصلہ کیا کہ ملک صالح کا حلب جانا زیادہ مناسب ہے، چنانچہ انہوں نے کمشتکین کو بلوایا اور اس کے ساتھ ملک صالح کو بھیجا جب کمشتکین حلب پہنچا تو اس نے ابن الدایۃ اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کرلیا اور رئیس حلب ابن الخشاب اور ایک اعلیٰ افسر کو بھی گرفتار کرلیا اور پھر ملک صالح کے حکم سے حلب کا خود مختار حاکم بن گیا۔

سیف الدین سے مصالحت:......ابن المقدم اور دمشق کے امراء کو جب (اس کی خودمختاری) کی اطلاع ملی تو انھیں اس سے خطرہ محسوس ہوا، اس لئے انھوں نے سیف الدین غازی کو لکھا کہ وہ اسے دمشق کا حکمران بنانا چاہتے ہیں، مگر سیف الدین نے وہاں جانے میں تامل کیا اور وہ سمجھا کہ شاید دھوکے کی چال ہے، اس لئے اس نے اس کی اطلاع کمشتکین کو دیدی، اور اس نے اسے وہ مال و دولت دے کر جو اس نے اس کے شہروں سے چھینا تھا، صلح کر لی، اس سے دمشق والوں کے دلوں میں اور بھی شکوک و شبہات پیدا ہو گئے اس لئے انھوں نے سلطان صلاح الدین ایوبی سے رابطہ کیا، اسے آنے کی دعوت دی۔

سلطان صلاح الدین کی فتح دمشق:......سلطان صلاح الدین مصر سے برق رفتاری کے ساتھ روانہ ہوا اور راستے میں صلیبیوں کو شکست دیتا ہوا بصرہ پہنچا اس کے گورنر نے اس کی اطاعت قبول کی پھر وہ وہاں سے دمشق پہنچا تو وہاں کے ارکان سلطنت شمس الدین محمد بن عبدالملک کی زیر کنٹرول سنجار کا علاقہ ۵۴۴ھ میں سلطان نورالدین کے حوالہ کیا تھا لہٰذا پھر سلطان صلاح الدین ۵۷۰ھ ماہ ربیع الاول کے آخر میں دمشق میں فاتحانہ انداز سے داخل ہو گیا دمشق میں وہ اپنے والد کے گھر میں جو ''دار العقیقی'' کے نام سے مشہور تھا، قیام پذیر ہوا۔

قلعہ دمشق کی تسخیر:......قلعہ کا گورنر ریحان تھا جو سلطان نورالدین کا وفادار خادم تھا سلطان صلاح الدین نے قاضی کمال الدین شہرزوری کے ذریعے اسے یہ پیغام بھجوایا کہ وہ (صلاح الدین) ملک صالح کا ہی مطیع و فرمانبردار ہے اور اس نے اپنے ملک میں اسی کی بادشاہت کا خطبہ مساجد میں پڑھوایا ہے وہ تو یہاں محض اس لئے آیا ہے کہ جو چھین لئے گئے ہیں وہ علاقے بازیاب کرائیں۔

اس طرح سازشی گروپ کا خاتمہ کر دیا اور صلاح الدین مسلسل حلب کا محاصرہ کیے رہا، کمشتکین نے دوسری چال یہ چلی کہ اس نے صلیبی فوج کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ سلطان صلاح الدین کے ملک پر حملہ کریں تاکہ وہ ان کے علاقوں سے روانہ ہو جائے۔

صلیبیوں کی پیش قدمی:......سلطان نورالدین ۵۵۹ھ میں القمص کو جو اس وقت طرابلس کے حاکم سنجل ء کے پاس تھا قلعہ حارم کی جنگ میں گرفتار کر لیا تھا، اس وقت سے لے کر وہ اب تک حلب میں نظر بند تھا، اس لئے کمشتکین نے اس وقت اسے ڈیڑھ لاکھ دینار اور ایک ہزار قیدیوں کے بدلے میں رہا کر دیا اس کا صلیبیوں کے بادشاہ مری کے بیٹے پر بہت بڑا اثر تھا اور وہ اس کی رائے کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا تھا، چنانچہ رجب کی ساتویں تاریخ کو وہ صلیبی افواج کو لے کر قلعہ رستین کی طرف روانہ ہو گیا۔

ایک اور قلعہ کی فتح:......ادھر سلطان صلاح الدین نے دوسرے دن اس سے صلح کر لی اور وہ وہاں سے بھاگ گئے، اس دوران صلاح الدین قلعہ کا محاصرہ کئے رہا اور شعبان کے آخر میں اسے بھی فتح کر لیا اس طرح اس کا شام کے اکثر علاقے پر قبضہ ہو گیا۔

بعلبک کی فتح:......وہاں سے صلاح الدین بعلبک کی طرف روانہ ہوا جہاں کا حکمران سلطان نورالدین کا آزاد کردہ غلام یمن الخادم تھا اور اس شہر کا محاصرہ کر لیا، آخر کار شہر والوں نے ہتھیار ڈال دیے اس طرح صلاح الدین نے بعلبک اسی سال رمضان کی پندرھویں تاریخ کو فتح کر لیا اور اسے شمس الدین محمد بن عبدالملک کے حوالے کر دیا کیونکہ اسے دمشق کی فتح کے موقع پر اطاعت اور وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے شہر اس کے حوالے کر دیا تھا۔

فوجی امداد کی درخواست:......جب سلطان صلاح الدین نے حمص اور حماۃ فتح کر لئے اور حلب کا محاصرہ کیا تو ملک صالح اسماعیل نے حلب سے اپنے چچازاد بھائی سیف الدین غازی سے رابطہ کر کے اس سے فوجی امداد کی درخواست کی چنانچہ اس نے فوجیں اس مقصد کے لئے اکٹھی کر لیں، اس نے دوسرے بھائی عماد الدین زنگی (حاکم سنجار) سے بھی فوجی کمک مانگی تھی، مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ اس کے سلطان صلاح الدین سے گہرے تعلقات تھے، کیونکہ صلاح الدین نے ہی اسے سنجار کا حاکم بنایا تھا، اس لئے اس نے صلاح الدین سے اور بھی توقعات وابستہ کر رکھیں تھیں۔

سیف الدین غازی کی امداد:......لہٰذا سیف الدین غازی نے سلطان صلاح الدین کے مقابلے کے لئے ماہ رمضان ۵۷۰ھ میں اپنے بھائی عزالدین مسعود کے ہمراہ اور سپہ سالار عزالدین زلقندار کی کمان میں فوجیں بھیجیں اور خود سیف الدین غازی فوج لے کر سنجار کی طرف روانہ ہو گیا

اور وہاں اس نے اپنے بھائی عماد الدین کا محاصرہ کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

موصل کی فوج کو شکست:......جب وہ سنجار کا محاصرہ کیئے ہوئے تھا، تو اسے یہ اطلاع ملی کہ سلطان صلاح الدین نے اس کے بھائی عز الدین اور اس کے لشکر کو شکست دیدی ہے اس لئے وہ عماد الدین سے صلح کر کے موصل چلا آیا۔

متحدہ فوج کا دوبارہ مقابلہ:......سیف الدین غازی نے دوبارہ اپنے بھائی عز الدین کو فوجیں دے کر زلقندار کے ساتھ بھیجا اور وہ حلب کی طرف روانہ ہو گئے وہاں اس کا لشکر بھی اس کے ساتھ شامل ہو گیا اور وہ سب کے سب سلطان صلاح الدین کے مقابلے کے لئے روانہ ہو گئے۔

پیغام صلح کی ناکامی:......سلطان صلاح الدین عماد الدین کو موصل میں یہ پیغام بھیجا کہ وہ اس کے اور ملک صالح کے درمیان اس شرط پر صلح کرادے کہ ملک صالح اس کو دمشق پر قبضہ رکھنے کی اجازت دیدے اور اس کے بدلے میں وہ اسے حمص اور حماۃ واپس کردے گا۔ مگر ملک صالح نے یہ شرط رکھی کہ وہ شام کے سارے شہر واپس کردے اور صرف مصر کی حکومت پر اکتفا کرے۔

متحدہ لشکر کی شکست:......لہٰذا صلاح الدین سے ان کی افواج حماۃ کے قریب مقابل ہوئیں اس جنگ میں انھیں شکست ہوئی البتہ عز الدین تھوڑی دیر ثابت قدم رہا مگر سلطان صلاح الدین نے جان توڑ حملہ کر کے اسے بھی شکست دیدی اور خوب مال غنیمت حاصل کیا پھر اس نے حلب کی فوج کا پیچھا کر کے انہیں وہاں سے بھگا دیا اور پھر ان کا محاصرہ کر لیا، جب محاصرہ لمبا ہو گیا تو انہوں نے شام کے زیر کنٹرول علاقوں کا حاکم اسے حاکم تسلیم کر لیا اور اس سے صلح کر لی۔

خطبہ بند:......اس کامیابی کے بعد سلطان صلاح الدین نے اپنے زیر کنٹرول علاقوں کی مساجد میں ملک صالح کے نام کا خطبہ پڑھوانا بند کرادیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنا اپنی پوری سلطنت میں جاری کروادیا۔

قلعہ بغدوین کا محاصرہ اور فتح:......سلطان صلاح الدین اسی سال شوال کی دس تاریخ کو روانہ ہوا اور حماۃ واپس آ گیا اور وہاں سے قلعہ بغدوین کی فتح کے لئے چلا، اس قلعہ کا حکمران فخر الدین مسعود بن زعفرانی تھا، جو سلطان نور الدین کا ایک امیر تھا، اور سلطان صلاح الدین سے بھی وابستہ ہو گیا تھا وہاں اس نے اچھی خدمات انجام دیں مگر جب اسے اپنے مقاصد میں کامیابی نہ ہوئی تو وہ صلاح الدین کو چھوڑ کر بغدوین چلا آیا جہاں اس کا نائب حاکم تھا۔

چنانچہ سلطان صلاح الدین نے بغدوین کا محاصرہ کر لیا یہاں کے رہنے والوں نے ہتھیار ڈال دیئے تو صلاح الدین نے اسے اپنے ماموں شہاب الدین محمود بن تنکش حارمی کے حوالے کر دیا، حمص کا علاقہ اس نے اپنے چچازاد بھائی ناصر الدین بن شیر کوہ کے سپرد کیا اور ۵۷۰ھ کے آخر میں دمشق لوٹ آیا۔

سیف الدین کی تیسری لڑائی:......موصل کا حاکم سیف الدین غازی اپنے بھائی کی شکست کے بعد سنجار کا محاصرہ چھوڑ کر موصل واپس آ گیا تھا اس نے فوج اکٹھی کی اور ان کو خوب مال دیا اور کیفا اور ماردین کے حکام سے بھی کمک مانگی، اس طرح چھ ہزار سوار سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوا اور ۵۷۱ھ میں بہار کے موسم میں نصیبین پہنچا اور وہاں سردی کے موسم کے ختم تک ٹھہرا رہا، اس کے بعد حلب پہنچا تو سعد الدین کمشکین جو کہ حکومت کا سربراہ تھا نے اپنی فوجوں کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا۔

اس ساری صورتحال سے واقف ہو کر سلطان صلاح الدین نے مصر سے اپنی فوجیں بلوالیں اور انھیں روانہ ہونے کا حکم دیا چنانچہ وہ اس کے پاس پہنچ گئیں پھر وہ دمشق سے روانہ ہو کر سیف الدین اور کمشکین کی افواج سے لڑنے پہنچ گیا اور ایھر تل الخول میں فریقین کا مقابلہ ہوا تو آخر کار دشمن کی افواج شکست کھا کر حلب واپس چلی گئیں سیف الدین نے اپنے بھائی عز الدین کو حلب میں اپنی افواج کی کمان کے لئے چھوڑا اور خود دریائے فرات عبور کر کے موصل بھاگ گیا، کیونکہ اس کا خیال یہ تھا کہ سلطان صلاح الدین اس کے تعاقب میں ہے۔

ملک صالح سپہ سالار:...... ملک صالح نے اپنے وزیر جلال الدین اور مجاہد الدین قائمان سے اس بارے میں مشورہ کیا کہ وہ موصل سے قلعہ حمیدیہ چلا جائے گا مگر ان دونوں نے اس رائے کی مخالفت کی آخر کار اس نے زلفندار کو سپہ سالاری سے معزول کر دیا کیونکہ اسی کے مشورے پر عمل کرنے سے یہ شکست ہوئی پھر اس نے اس کی جگہ قائمان کو سپہ سالار مقرر کیا۔

مراغہ اور منبج کی فتح:...... سلطان صلاح الدین لشکر کو شکست دے کر مال غنیمت حاصل کر کے مراغہ روانہ ہوا اور اسے فتح کر کے وہاں اپنا نمائندہ مقرر کر دیا پھر وہ منبج گیا وہاں کا حکمران قطب الدین نیال بن حسان تھا جو سلطان صلاح الدین کا پکا دشمن تھا، لہٰذا صلاح الدین نے اس کے شہر پر قبضہ کر لیا اور اس کے قلعہ کا سخت محاصرہ کیا، اور اس کی فصیلوں میں آگ لگا کر قلعہ فتح کر کے اسے گرفتار کر لیا اور پھر اس کا سامان ضبط کر کے اسے چھوڑ دیا چنانچہ وہ موصل بھاگ گیا جہاں سیف الدین نے اسے رقہ کا علاقہ دیدیا پھر جب صلاح الدین منبج سے فارغ ہوا تو اس نے قلعہ اعزاز کی جانب فوج کشی کی جو ایک مضبوط قلعہ تھا، سلطان نے چالیس دن تک اس کا محاصرہ کیئے رکھا اس کے بعد قلعہ والوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور بقرعید کے دن قلعہ اس کے سپرد کر دیا۔

حلب کا محاصرہ:...... اس کے بعد سلطان صلاح الدین حلب کی طرف روانہ ہوا اور وہاں کا محاصرہ کر لیا ملک صالح بھی وہاں موجود تھا، چنانچہ اہل حلب نے بے جگری سے جنگ لڑی اس لئے سلطان نے جنگ طویل کر دی اور پھر صلح کی کوشش کی بشرطیکہ موصل کا حاکم سیف الدین، کیفا اور مردین کے حکمران بھی اس میں شامل ہوں چنانچہ اس شرط پر معاہدہ طے ہو گیا اور ملک صالح کی بہن سلطان صلاح الدین کے پاس آئی چنانچہ سلطان نے اس کی بہت عزت کی اور اسے خوب عطیات دیئے، ملک صالح کی بہن نے سلطان سے قلعہ اعزاز مانگا جو سلطان نے بڑی خوشی سے دیدیا اس کے بعد سلطان صلاح الدین اسماعیلی علاقوں کی طرف روانہ ہو گیا۔

شہرزور کے حکمران کا مسئلہ:...... مجاہد الدین قائمان ''اربل'' کا منتظم تھا اس کی شہرزور کے حکمران شہاب الدین محمد بن بدران سے دشمنی تھی چنانچہ جب سیف الدین نے مجاہد الدین کو موصل کا نائب بنایا تو شہاب الدین کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا، اس لئے اس نے سیف الدین کی اطاعت سے انکار کر دیا یہ واقعہ ۵۷۲ھ میں ہوا لہٰذا وزیر جلال الدین نے اسے بہت اچھے طریقے سے سمجھایا، اور بغاوت کے انجام سے ڈرایا چنانچہ سمجھانے بجھانے سے اس نے اطاعت قبول کر لی اور موصل حاضر ہو کر اطاعت کرنے کا اعلان کر دیا۔

کمشتکین کا عروج وزوال:...... سعد الدین کمشتکین حلب میں ملک صالح کی حکومت کا نگران تھا ابو صالح عجمی اس کا مخالف تھا جس نے سلطان نور الدین اور ملک صالح کے ہاں بہت اثر ورسوخ حاصل کر رکھا تھا اور وزیر کے مرتبے سے آگے بڑھ گیا تھا، اسے کسی باطنی نے قتل کر دیا تھا اس طرح کمشتکین کے لئے میدان خالی ہو گیا اور وہ ملک صالح پر بھی حاوی ہو کر خود مختار ہو گیا تھا اس کے ظلم واستبداد کی بہت شکایتیں ہونے لگیں اور یہ بھی الزام لگایا گیا کہ وزیر کو بھی اس نے ہی قتل کرایا تھا لہٰذا اس نے گرفتار کر کے قید کر دیا گیا سلطان نے اسے قلعہ حارم دیا ہوا تھا لہٰذا اس کے ساتھ وہاں قلعہ بند ہو گئے ملک صالح نے چاہا کہ وہ قلعہ اس کے حوالے کر دیں مگر انھوں نے انکار کر دیا۔

قلعہ حارم پر قبضہ:...... پھر کمشتکین جیل میں ہی ہلاک ہو گیا تو اس قلعے کا محاصرہ کر لیا گیا آخر کار ملک صالح نے مال ودولت دے کر ان سے قلعہ حاصل کر لیا، کیونکہ اس کے محاصرے پر جو لشکر بھیجا گیا تھا وہ محاصرے سے تنگ آ گیا تھا لہٰذا جب اس کے ساتھیوں نے قلعہ اس کے حوالے کیا تو اس نے اپنی طرف سے ایک حکمران مقرر کر دیا۔

ملک صالح کی موت:...... ۵۷۷ھ میں حلب کے حکمران ملک صالح اسماعیل بن نور الدین کا انتقال ہو گیا اس نے آٹھ سال حکومت کی تھی اس نے اپنا ولی عہد عز الدین مسعود کو بنایا تھا، مگر کچھ ارکان سلطنت عز الدین کے بڑے بھائی، سنجار کے حکمران عماد الدین کے حق میں تھے کیونکہ اس کی ملک صالح کی بہن سے رشتہ داری تھی اور اس کا والد سلطان نور الدین بھی اسے زیادہ پسند کرتا تھا مگر اس نے انکار کر دیا اور عز الدین نے ایک جملہ یہ بھی

کہا کہ ''میں صلاح الدین سے حلب کو بچانے کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہوں''۔

عزالدین کی جانشینی:......ملک صالح کی موت کے بعد حلب کے امراء نے عزالدین کو بلوایا چنانچہ وہ مجاہد الدین قائماز کے ساتھ دریائے فرات پر پہنچا، جہاں حلب کے امراء نے ان کا استقبال کیا اور اپنے ساتھ حلب لے آئے چنانچہ وہ اسی سال کے ماہ شعبان میں حلب پہنچ گیا۔

صلاح الدین کی مخالفت:......سلطان صلاح الدین ان دنوں مصر میں تھا اور ان سے بہت دور تھا اس کا بھتیجا تقی الدین عمر منبج میں تھا، تو جب اس نے خطرہ محسوس کیا تو وہاں سے حماۃ پہنچا، حماۃ والوں نے صلاح الدین کے خلاف اور عزالدین کے حق میں نعرے لگائے۔

عزالدین اور معاہدے کی پاسداری:......حلب والوں نے عزالدین کو ترغیب دی کہ وہ دمشق اور شام کے دوسرے شہروں پر حملہ کرے جس میں فتح کی امید بہت ہے مگر اس نے اس وجہ سے انکار کر دیا کہ اس کا اور صلاح الدین کا صلح کا معاہدہ ہے اس کے بعد عزالدین حلب میں کئی ماہ تک رہا اور پھر وہاں سے رقہ کی طرف روانہ ہو گیا پھر جب عزالدین رقہ پہنچا تو وہاں اس کے پاس اس کے بھائی عمادالدین کے قاصد آئے، پیغام یہ لائے تھے کہ عمادالدین کی خواہش ہے کہ وہ اپنے علاقے سنجار کے بجائے حلب میں حکومت کرے، مگر عزالدین نے انکار کر دیا، اس پر عماد نے دھمکی دی کہ میں سنجار کا علاقہ صلاح الدین کو دیدوں گا، چنانچہ اس کے ارکان نے اسے اس پر راضی کر لیا کہ عماد، عزالدین کا مخالف نہیں ہے اور اس کے پاس لشکر اور علاقے بھی بہت ہیں لہٰذا عماد حلب کا اور عزالدین سنجار کا حکمران بن گیا۔

عزالدین اور صلاح الدین:......سلطان صلاح الدین کے لئے عمادالدین کا حاکم بننا بہت مناسب تھا کیونکہ اسے عزالدین کی طرف سے دمشق پر حملے کا خطرہ لگا رہتا تھا، ادھر عزالدین نے مظفرالدین کوکبری، زین الدین کوجک کو حران کا شہر اور اس کا قلعہ دیدیا تھا، اور جب صلاح الدین بیرہ کے محاصرے کے لئے چلا تو مظفرالدین اس کی طرف مائل ہو گیا اور اس کی مدد کا وعدہ کر لیا، پھر اسے جزیرہ پر حملہ کے لئے تیار کیا چنانچہ صلاح الدین نے دریائے فرات کی جانب پیش قدمی کی اور مشہور یہ کیا کہ وہ حلب کے محاصرے پر جا رہا ہے اور دوسرے طرف مظفرالدین بھی فرات عبور کر کے اس سے مل گیا اور اس کے ساتھ بیرہ تک آیا، بیرہ دریائے فرات کے قریب بڑا مستحکم قلعہ تھا اس کا حکمران خاندان بنوارتق یعنی ماردین کے حکمران خاندان سے تھا اس نے صلاح الدین کی اطاعت قبول کر لی، اور اس کے پل پر سے صلاح الدین کا لشکر دریا پار کر گیا۔

صلاح الدین کی کامیاب چال:......صلاح الدین کی اس چال کے نتیجے میں عزالدین حاکم موصل نے مجاہد الدین کے ہمراہ نصیبین کی طرف پیش قدمی کی تھی تا کہ وہ صلاح الدین کے مقابلے میں حلب کا دفاع کریں مگر وہاں پہنچ کر صلاح الدین کے دریا عبور کرنے کی خبر ملی لہٰذا یہ واپس آ گئے اور پھر ''رہا'' کی جانب لشکر بھیجا، ادھر صلاح الدین نے آس پاس کے بادشاہوں سے امداد کے لئے رابطہ کیا، اور اس سے پہلے اس کا نورالدین محمد بن قری ارسلان (حاکم کیفا) سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ اگر صلاح الدین، شہر ''آمد'' فتح کر لے گا تو اس کے حوالے کرے گا لہٰذا جب اس نے حکمرانوں کو پیغام بھیجے تو کیفا کا حکمران سب سے پہلے اس کی مدد کے لئے آیا۔

رہا کی فتح:......سب سے پہلے صلاح الدین ایوبی نے رہا کی جانب پیش قدمی کی اور جمادی الاولی ۵۷۸ھ میں اس کا محاصرہ کر لیا، ان دنوں وہاں کا حکمران فخرالدین مسعود زعفرانی تھا، پھر جب محاصرہ سخت ہو گیا تو اس نے ہتھیار ڈال دیئے اور پھر صلاح الدین کے ساتھ مل کر قلعہ کا محاصرہ بھی کیا، چنانچہ اس کے نائب نے طے شدہ مال لے کر قلعہ صلاح الدین کے حوالے کر دیا، اور سلطان نے یہ علاقہ مظفرالدین کوکبری کے سپرد کر دیا۔

نصیبین اور رقہ کی فتح:......اس کے بعد سلطان رقہ پہنچا جہاں کا حکمران قطب الدین نیال بن حسان منبجی تھا وہ وہاں سے موصل کی طرف بھاگ گیا اس لئے سلطان صلاح الدین نے اسے آسانی سے فتح کر لیا وہاں سے وہ خابور کے علاقے کی طرف روانہ ہوا جو کہ قرقیسیا، ماکسین اور عرمان کے علاقوں پر مشتمل تھا، سلطان نے یہ سارے علاقے فتح کر لئے اور پھر نصیبین کی جانب پیش قدمی کی اور اسے فوراً فتح کر لیا البتہ قلعہ کا چند دنوں تک محاصرہ کیا گیا اور پھر وہ بھی فتح ہو گیا، سلطان نے اس پر سب سے بڑے امیر ابوالہیجاء سمین کو مقرر کیا اور کیفا کے گورنر کے ساتھ وہاں سے روانہ ہو گیا۔

موصل پر حملہ:......سلطان صلاح الدین کو یہ خبر پہنچی کہ انگریزوں نے دمشق کے زیرِ کنٹرول علاقوں پر حملہ کیا ہے اور وہ دریا تک پہنچ چکے ہیں، مگر سلطان نے اس خبر کو اہمیت نہ دی اور اپنا کام جاری رکھا پھر مظفر الدین کو کبری اور ناصر الدین بن شیر کوہ نے سلطان کو موصل پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا اور ساتھ ہی سنجار اور جزیرہ ابن عمر کی جانب پیش قدمی پر بھی تیار کر لیا، چنانچہ اس نے ان کے مشورے کے مطابق موصل کی جانب قدم بڑھائے۔

موصل کے حکمران عز الدین اور نائب مجاہد الدین نے بڑی فوج جمع کر لی تھی اور خوب دل کھول کر مال و دولت سے نوازا تھا اپنے زیرِ کنٹرول علاقے فوج سے بھر لئے تھے، ان میں الجزیرہ، سنجار موصل اور اربل کے علاقے بھی شامل تھے، سلطان وہاں روانہ ہوا اور جب محاذِ جنگ کے نزدیک پہنچا تو مظفر الدین، ناصر شیر کوہ اور دوسرے ارکانِ سلطنت کے ہمراہ فصیلیں دیکھنے گیا تو بہت مضبوط پایا یہ دیکھ کر سلطان نے ان دونوں سے یہ کہا کہ ''تم نے مجھے دھوکا دیا ہے''۔

موصل کی جنگ:......اس کے بعد وہ علی الصبح شہر پہنچ گیا اور اس کے ساتھیوں نے جنگ کے لئے صف بندی کر لی اس نے منجنیق بھی استعمال کی مگر فائدہ نہ ہوا، اس نے نو منجنیق لگائیں مگر راتوں میں موصل کے لوگ آ کر انھیں لے جاتے اور رات کے وقت مشعلیں لے کر گشت بھی کرتے نظر آتے اس سے صلاح الدین کو شب خوب کا خطرہ محسوس ہوا، چنانچہ اس نے جنگ کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

صلح کی ایک کوشش:......اس دوران شیخ الشیوخ صدر الدین شہرزوری، خلیفہ ناصر کی جانب سے اس کے خادم خاص بشیر کے ساتھ ان دونوں کی صلح کرانے پہنچے، صلح کی شرائط یہ تھیں کہ سلطان الجزیرہ واپس کر دے، جواباً سلطان نے حلب کی واپسی کی شرط لگائی جو انھوں نے نامنظور کر دی، اس کے بعد سلطان حلب کی واپسی کی شرط سے دست بردار ہو گیا اور کہا کہ بس یہ لوگ ایک دوسرے کی امداد کرنا چھوڑ دیں، مگر وہ اس کے لئے بھی رضامند نہیں ہوئے، اس سلسلے میں آذربائیجان کے حکمران، قزل ارسلان کے قاصد بھی پہنچ گئے تھے، اور خلاط کے حکمران شاہ دین کا پیغام بھی آیا تھا، مگر ان دونوں گروپوں میں کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔

سنجار کی فتح:......چنانچہ سلطان صلاح الدین نے موصل سے سنجار کی جانب پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا، وہاں عز الدین کا بھائی امیر امیران اور خود عز الدین بھی لشکر لئے موجود تھے، شرف الدین کا سلطان سے مقابلہ ہوا اور موصل سے بھی اس کے لئے مدد آئی مگر سلطان نے اس کے راستے میں آ کر اسے روک دیا، اور دوادیہ کے بعض کردی امراء نے اس میں مداخلت کی، چنانچہ صلاح الدین نے اسے شکست دیدی اور وہ موصل چلا گیا، پھر سلطان نے سنجار فتح کر لیا جو اس کے جزیرہ کے تمام زیرِ کنٹرول علاقوں کے لئے ڈیفنس لائن ثابت ہوا۔ سلطان نے وہاں سعد الدین ابن معین الدین انز کو حکمران بنایا۔ یہ وہ تھے جو اپنے دادا کے غلام کمشتکین کے دور میں دمشق پر قابض ہو گیا تھا۔

سلطان سنجار سے واپسی کے وقت نصیبین سے ہو کر گذرا تو وہاں کے لوگوں نے اس سے وہاں کے گورنر ابوالھیجاء سمین کی شکایت کی چنانچہ سلطان نے اسے معزول کر دیا، پھر وہاں سے ''حران'' مظفر الدین کو کبری کے پاس پہنچا اور ۵۷۸ھ میں وہاں کے قلعے میں آرام کیا اور اپنی فوجوں کو روانگی کی اجازت دی۔ اس دوران موصل کے حکمران کے پاس معافی تلافی کے لئے کئی قاصد بھیجے اور آخر میں اپنے آزاد کردہ غلام ''سکرجاؤ'' کو بھیجا اس وقت سلطان سنجار کے محاصرے پر تھا، اس نے اس کی طرف توجہ نہ کی چنانچہ وہ غصہ ہو کر وہاں سے چلا گیا۔

فوجوں کا اجتماع اور واپسی:......اس کے بعد ماردین کا حاکم شاہ ارمن یعنی شاہرین قطب الدین کے پاس پہنچا اور اس سے فوجی مدد مانگی، قطب الدین اس کا بھانجا اور عز الدین کا ماموں زاد بھائی تھا، وہ اس کے ساتھ روانہ ہوا، ان کے پاس عز الدین بھی موصل سے فوج لے کر آ گیا تھا پھر ان سب نے جنگ کا پکا ارادہ کر لیا، چنانچہ جب صلاح الدین کو یہ خبر ملی تو اس نے حمص اور حماۃ کے حکمران تقی الدین کو بھیجا، یہ اس کا بھتیجا تھا اور خود ان کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہوا اور راس عین کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔

دشمن یہ اطلاع پا کر بکھر گئے اور اپنے علاقوں میں بھاگ گئے چنانچہ سلطان صلاح الدین بھی ماردین چلا گیا اور وہاں چند دن رہنے کے بعد لوٹ گیا۔

آمد اور دوسرے علاقوں کی فتح:......سلطان جب ماردین سے روانہ ہوا تو آمد پہنچ کر ۵۷۹ھ میں محاصرے کے بعد اسے فتح کر لیا اور معاہدے

کے مطابق اسے قزار سلان کے بیٹے نورالدین محمد کے حوالے کر کے شام روانہ ہوگیا، راستے میں تل خالد کا ''جو حلب کا علاقہ تھا'' محاصرہ کیا چنانچہ ان لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور سلطان نے ماہ محرم ۵۷۹ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔

وہاں سے سلطان عینتاب کی طرف روانہ ہوا وہاں پر نورالدین زنگی مرحوم کے خزانچی اسماعیل کا بھائی ناصر الدین محمد گورنر تھا اسے زنگی نے ہی مقرر کیا تھا اس نے حکومت پر باقی رہنے کی شرط پر ہتھیار ڈال دیئے اور سلطان صلاح الدین کا فرمانبردار ہو کر حکومت کرنے لگا۔

حلب پر سلطان کا قبضہ:...... پھر یہاں سے سلطان صلاح الدین نے حلب کی جانب قدم بڑھائے جہاں کا حکمران عماد الدین بن مودود تھا سلطان نے وہاں چند دن تک میدان اخضر کے نزدیک قیام کیا اور پھر جبل جوشن کی طرف منتقل ہوگیا، ادھر عماد الدین حلب کی فوج کو تنخواہ نہیں دے سکا تھا اس لئے کچھ معاملہ خراب ہو چکا تھا لہٰذا سلطان نے اسے پیغام دیا کہ حلب کے بدلے سنجار نصیبین، خابور، رقہ، اور سروج لے لو' چنانچہ عماد الدین نے یہ بات منظور کر لی، سلطان نے یہ شرط بھی لگائی تھی کہ عماد الدین سے جب بھی فوجی مدد مانگی جائے گی تو وہ حاضر ضرور ہوگا آخر کار ان شرائط کے مطابق یہ شہرا یکدوسرے کے پاس چلے گئے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی ۵۷۹ھ کے آخر میں حلب میں داخل ہوگیا۔

قلعہ حارم کی فتح:...... حلب کی فتح کے بعد سلطان کا چھوٹا بھائی تاج الملک بوری کا انتقال ہوگیا، اس کے گھٹنے میں چوٹ آئی تھی جس کی تکلیف جان لیوا ثابت ہوئی، حلب سے فراغت کے بعد سلطان نے قلعہ حارم کی طرف پیش قدمی کی یہاں سلطان نورالدین زنگی کا آزاد کردہ غلام سرجک گورنر تھا اس کو عماد الدین نے مقرر کیا تھا مگر جب اس نے حلب صلاح الدین کے حوالے کیا تو سرجک نے قلعہ بندی کر لی، اور سلطان کا مطیع نہیں بنا، اس لئے صلاح الدین نے حارم کا محاصرہ کر لیا، دونوں کے درمیان قاصدوں کی آمد و رفت رہی مگر اس دوران سرجک نے خفیہ طور پر صلیبیوں کو آنے کی دعوت دیدی۔

مگر سرجک کے ساتھیوں کو کسی طرح یہ بات پتہ چل گئی انھیں اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ قلعہ وہ صلیبیوں کے حوالے نہ کر دے اس لئے انھوں نے سرجک کو گرفتار کر کے صلاح الدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے، چنانچہ سلطان نے اس پر قبضہ کر کے اپنا ایک خاص معتمد وہاں کا گورنر بنا دیا، پھر سلطان نے تل خالد پر امیر دارم یاروقی کو حکمران مقرر کر دیا جو کہ تل باشر کا گورنر تھا، قلعہ عزانہ امیر سلیمان کو دیدیا اسے عماد الدین نے ویران کر دیا تھا، اس نے دوبارہ آباد کر دیا، سلطان نے حلب کے مختلف علاقے اپنے امراء اور فوج میں تقسیم کر دیئے۔

مجاہد الدین قائمان کا زوال:...... مجاہد الدین قائمان موصل میں بڑی مستحکم اور خود مختار حکومت کا مالک تھا، ادھر عز الدین محمود جو کہ سپہ سالار تھا اور اس کا لقب زلفندار تھا اور شرف الدین احمد بن ابوالخیر بڑے امراء میں سے تھے، یہ دونوں عز الدین مسعود کو اس کے خلاف بھڑکاتے اور اس کی خوب شکایتیں کیا کرتے تھے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عز الدین مسعود نے مجاہد کو موصل سے الگ کرنے کا فیصلہ کر لیا مگر وہ اس کی مجلس میں یہ حرکت نہیں کر سکتا تھا کیونکہ مجاہد الدین ایک خود مختار حاکم تھا اور اس کے اختیارات اور دبدبہ بھی خوب تھا، اس کے لئے اس نے یہ چال چلی کہ بیماری کا ڈھونگ رچالیا اور پھر چونکہ مجاہد خصی تھا اس لئے محل میں اس سے پردہ نہ تھا لہٰذا یہ عیادت کے لئے محل کے اندر چلا گیا، جہاں بادشاہ نے اس کو گرفتار کر لیا، اور پھر خود سوار ہو کر قلعہ میں پہنچا اور اس کے مال و دولت اور ذخائر پر قبضہ کر کے زلفندار کو وہاں کا گورنر بنا دیا اور احمد بن ابوالخیر کو امیر حاجب بنا دیا، یہ عراق کے حکمران کا بیٹا تھا، اور ان دونوں کو ہی سلطنت کے کاموں کا اختیار دیدیا۔

مجاہد الدین کے عہدے اور اختیارات:...... مجاہد الدین کے قبضے میں آربل اور جزیرہ ابن عمر تھے جہاں کے حکمران نو عمر لڑکے تھے جو کہ بالترتیب زین الدین یوسف بن زین الدین علی کوجک اور معز الدین سنجر شاہ بن سیف الدین غازی تھے، اس کے زیر کنٹرول شہرزور کا علاقہ، دقوقا اور قلعہ عقر الحمیدیہ بھی تھے ان علاقوں میں اس کے اپنے نائب مقرر تھے، حقیقی بات یہ تھی جب سلطان صلاح الدین نے الجزیرہ فتح کیا تو عز الدین مسعود کے قبضے میں صرف موصل تھا اور اس کا قلعہ مجاہد الدین کے قبضے میں تھا، حقیقی معنوں میں وہی موصل کا اصل بادشاہ تھا اور پھر جب اسے عز الدین نے

گرفتار کیا تو خود مختار حکمران بن گیا اور جزیرہ ابن عمر کے حکمران نے سلطان کی اطلاع قبول کی۔

صلح کی ایک اور ناکام کوشش:......خلیفہ ناصر نے دوبارہ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین شہرزوری اور خادم بشیر کو عزالدین اور صلاح الدین کے درمیان صلح کرانے بھیجا، انھوں نے یہ تجویز دی کہ اربل اور الجزیرہ سلطان صلاح الدین کے پاس رہیں گے، مگر عزالدین نے یہ کہہ کر کہ ''یہ علاقے میرے کنٹرول میں ہیں'' اس تجویز کو رد کر دیا۔

اس کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی نے موصل فتح کرنے کا ارادہ کرلیا، اس موقع پر شاہ عزالدین زلقندار اور حاکم عراق کے بیٹے پر بہت ناراضگی ظاہر کی کیونکہ ان دونوں نے مجاہد الدین کو الگ کر کے بڑی مشکل پیدا کر دی تھی، چنانچہ اس نے سب سے پہلے آذربائیجان کے گورنر کو معزول کیا اور اسے کہا کہ آذربائیجان کو میں خود کنٹرول کروں گا اور اس کے لئے تین ہزار سواروں کا لشکر تیار کر دیا، چنانچہ وہ لوگ اربل گئے اور اسے تباہ و برباد کر دیا ان کے مقابلے کے لئے زین الدین یوسف پہنچا، دیکھا کہ یہ لوگ الگ الگ لوٹ مار میں مصروف ہیں چنانچہ اس نے شکست دیدی اور وہاں سے چلا گیا اور اہل عجم اپنے علاقوں میں چلے گئے اور مجاہد الدین موصل چلا گیا۔

سلطان کی دمشق سے روانگی:......۵۸۱ھ کے ماہ ذوالقعدہ میں صلاح الدین دمشق سے روانہ ہوا، چنانچہ حران پہنچ کر اس نے مظفر الدین کو کبری کو گرفتار کرلیا کیونکہ اس نے پچاس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا تھا مگر اس کے پہنچنے پر وعدہ نہیں نبھایا، دوسری وجہ یہ تھی کہ الجزیرہ والے اس کے خلاف تھے، اس کے بعد اسے رہا کر کے حران اور رہا کی حکومت پر بحال کر دیا۔ پھر جب سلطان حران سے روانہ ہوا تو ''کیفا داری'' اور جزیرہ ابن عمر کی افواج اس کے ساتھ آ کر مل گئیں ان میں عزالدین (حاکم موصل) کا بھتیجا، جو کہ جزیرہ ابن عمر کا حکمران تھا اور عزالدین سے علیحدہ ہو چکا تھا اور مجاہد الدین کی گرفتاری کے بعد خود مختار ہو گیا تھا، بھی شامل تھا۔

موصل کا وفد اور اس کی واپسی:......یہ سب مل کر صلاح الدین کے ساتھ موصل کی جانب پیش قدمی میں شامل تھے، چنانچہ جب یہ شہر کے نزدیک پہنچے تو عزالدین کی والدہ، اس کا چچازاد نورالدین محمود اور موصل کے ارکان سلطنت کا ایک گروپ اس سے ملنے آئے انکا خیال تھا کہ صلاح الدین ایوبی ملاقات کا موقع ضرور دیگا مگر علی بن احمد مشطوب نے انھیں واپس کر دیا چنانچہ وہ چلے گئے

اس کے بعد صلاح الدین نے موصل پہنچ کر جنگ چھیڑ دی مگر جنگ میں اسے کامیابی نہیں ہوئی اس وقت اسے وفد کے لوٹائے جانے کا افسوس ہوا اور اس دوران قاضی فاضل کا ملامت بھرا خط اس کے پاس پہنچا، ادھر سے زین الدین یوسف (حاکم اربل) بھی پہنچ گیا صلاح الدین نے اسے مظفر الدین کو کبری کے ساتھ ٹھہرایا یہ کو کبری کا بھائی تھا، اس کے بعد سلطان نے علی بن احمد مشطوب کو ہکاریہ کے علاقے میں الجزیرہ کے قلعہ کی طرف روانہ کیا جہاں ''کرد ہکاریہ'' اس کے خلاف جمع ہو گئے مشطوب نے ان کا محاصرہ کرلیا۔

میافارقین کی فتح:......ادھر سلطان صلاح الدین موصل کے اس طویل محاصرے سے تنگ آ گیا، اتنے میں اسے ۵۸۲ھ ماہ ربیع الاول کے آخر میں یہ اطلاع ملی کہ خلاط کے حکمران شاہ رین کا نور ربیع الاول کو انتقال ہو چکا ہے اور اس کا علاقہ اس کے آزاد کردہ غلام بکتمر کے تصرف میں ہے، یہ سن کر وہ موصل سے روانہ ہو کر میافارقین آیا، اور اسے فتح کر کے نصیبین سے ہوتا ہوا ماہ رمضان ۵۸۲ھ میں دوبارہ موصل پہنچ گیا۔

عزالدین سے صلح:......پھر دونوں فریقوں میں صلح کی بات چیت شروع ہوئی اور یہ طے پایا کہ عزالدین، شہرزور کا علاقہ، فرائلی اور ماوراء الزاب کا علاقہ سلطان صلاح الدین کے حوالے کر دے گا، اور منبروں پر سلطان کے نام کا خطبہ پڑھوائے گا، سکہ بھی سلطان کے نام کا ہو گا، اسی دوران سلطان بیمار ہو کر حران چلا گیا اور اس کے نمائندے صلح کی تکمیل کے بعد اس کے پاس حاضر ہوئے، سلطان کے ساتھ اس کا بھائی عادل اور چچازاد بھائی ناصر شیرکوہ بھی تھے، اس صلح کے بعد موصل میں امن وامان ہو گیا۔

ترکمان اور کرد قوم کی خانہ جنگیاں:......اس کے بعد جزیرہ موصل، عماریہ، دیار بکر، خلاط، شام، شہرزور، اور آذربائیجان میں زبردست نسلی

فسادات پیش آ گئے یہ ترکمان قوم اور کردوں کے درمیان ہوئے بے شمار لوگ مارے گئے، اور فسادات کا سلسلہ کئی سال جاری رہا۔

ان فسادات کا سبب یہ تھا کہ ترکمانوں کی ایک بارات دلہن لے کر زوزان اور کردوں کے قلعے کے پاس سے گذری تو وہاں کے لوگوں نے جوانوں کی عادت کے مطابق ولیمہ کی فرمائش کی، جس کا جواب انھوں نے تلخ انداز سے دیا، اس پر حاکم قلعہ نے مشتعل ہو کر دولھے کو مار ڈالا، اور اس کے بدلے میں ترکمانوں نے کردوں پر حملہ کر کے انھیں قتل کر دیا۔

پھر مجاہد الدین نے ان کے درمیان میں پڑ کر صلح کرائی اور دونوں کو خوب تحفے تحائف دیئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں قومیں دوبارہ متحد ہو گئیں اور فساد ختم ہو گیا۔

زین الدین یوسف کی وفات:......اربل کا حکمران زین الدین یوسف بن علی کوچک جو کہ سلطان صلاح الدین کا مطیع بن گیا تھا، اربل کے معاملے میں اس کی عزالدین سے ۵۸۶ھ میں صلح ہو گئی تھی، پھر وہ اپنا لشکر لے کر سلطان کے پاس آیا اور وہیں بیمار ہو گیا اور اسی سال رمضان کے آخر میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کی زندگی میں اس کے بھائی نے اس کے علاقے پر قبضہ کر کے وہاں کے امراء کے ایک گروپ کو گرفتار کر لیا تھا جن میں ''قلعہ ھقبیر کان'' کا گورنر بلداجی بھی شامل تھا اس نے صلاح الدین ایوبی سے گذارش کی وہ اسے اس کے بھائی کے بدلے ''اربل'' کا حکمران بنادے، چنانچہ سلطان نے اسے اربل کا حکمران بنادیا، اور اس کے کنٹرول میں شہرزور، دوقبر قرابلی اور بنی قفجان کے علاقے بھی شامل کر دیئے۔

مجاہد الدین قائمان اور اہل اربل:......اربل والوں نے مجاہد الدین قائمان سے درخواست کی کہ وہ یہاں آجائے اور وہ اسے حکمران بنانا چاہتے ہیں مگر مجاہد نے صلاح الدین کے خوف سے یہ درخواست رد کر دی، یہ اس وقت موصل میں تھا۔

ایک وجہ اس کی یہ بھی تھی کہ عزالدین نے جب اسے رہا کر کے اپنا نائب بنایا تھا تو اس نے اس کو پہلے کی طرح اختیارات نہیں دیئے تھے، جبکہ ایک غلام کو اس کے ساتھ شریک کر دیا تھا جس کا اسے بہت افسوس تھا، لہٰذا اربل والوں کے خط کے جواب میں لکھا کہ ''میں واللہ کوئی ایسا کام نہیں کروں گا جس سے فلاں آدمی بھی میرے ساتھ شریک اقتدار ہو جائے'' اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ زین الدین کے بھائی مظفر الدین نے اربل پر قبضہ کر لیا

سنجر شاہ کا دوغلا پن:......سنجر شاہ بن سیف الدین غازی، اپنے والد کی وصیت کے مطابق جزیرہ ابن عمر کا حکمران بن گیا، اور جب مجاہد الدین کو الگ کیا گیا تو وہ اپنے چچا عزالدین سے باغی ہو گیا اور اس کی صلاح الدین کو مخبری کرنے لگا اور عزالدین کے خلاف اسے بھڑکا تا رہتا تھا تا کہ ان دونوں کے درمیان قطع تعلق ہو جائے۔

محاصرے:......پھر جب ۵۸۶ھ میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے عکا کا محاصرہ کیا تو اس نے اپنے گردونواح کے ان حکمرانوں سے فوجی مدد مانگی جو اس کے زیر کنٹرول تھا چنانچہ عزالدین (شاہ موصل) اور اس کا بھائی عمادالدین ''جو کہ سنجار اور نصیبین کا حکمران تھا'' سنجر شاہ ''جو کہ جزیرہ ابن عمر کا حکمران تھا'' اور قلعہ کیفا کے گورنر مدد کے لئے عکا پہنچے اتنے میں جزیرہ ابن عمر سے سنجر شاہ کی مدد کے لئے ایک گروپ پہنچا، سنجر کو ان سے خطرہ پیدا ہوا لہٰذا اس نے صلاح الدین سے واپس جانے کے لئے اجازت مانگی، مگر سلطان نے یہ عذر پیش کیا کہ اس طرح فوجیں منتشر ہو جائیں گی، لیکن وہ جانے پر اصرار کرتا رہا اور واپس چلا گیا اسی زمانے میں تقی الدین عمر شاہ، حماۃ سے فوج لے کر آ رہا تھا لہٰذا صلاح الدین نے اسے یہ پیغام بھیجا کہ سنجر شاہ کا راستہ روک کے اور اسے واپس لے آئے، چنانچہ راستے میں ہی وہ اس سے ملا اور زبردستی انہیں واپس لے آیا۔

سلطان نے عزالدین کو بھی حکم دیا تھا کہ جزیرہ ابن عمر کا محاصرہ کر لے کیونکہ اس کے خیال میں کوئی سیاسی چال تھی، عزالدین نے واپسی کی اجازت اور جزیرہ ابن عمر پر قبضے کی منظوری لی اور جزیرے کا محاصرہ کر لیا مگر وہ فتح نہ ہو سکا اس لئے وہ آدھا علاقہ لینے کی شرط پر صلح کر کے موصل واپس آ گیا۔

الجزیرہ کے حکمرانوں کی تبدیلی:......سلطان صلاح الدین نے الجزیرہ کے شہر، حران، رہا، سمیاط اور میافارقین کو فتح کر کے ان کا حکمران اپنے

بھتیجے تقی الدین عمر بن شاہ کو مقرر کیا تھا، جب تقی الدین کا انتقال ہوا تو اس نے اپنے بھائی العادل ابوبکر بن ایوب کو وہاں کا گورنر بنادیا، پھر جب سلطان صلاح الدین کا ۵۸۹ھ میں انتقال ہوگیا تو شاہ موصل عزالدین نے یہ علاقے چھیننے کا ارادہ کیا اور اپنے ساتھیوں سے اس بارے میں مشورہ کیا چنانچہ کچھ لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ آس پاس کے حکام سے مدد لی جائے، مثلاً ارزل، سنجار، جزیرہ ابن عمر وغیرہ اور ان میں سے جو ہماری بات نہ مانے اس سے فوراً جنگ چھیڑ دی جائے اور وہاں کے باسیوں کے ہوشیار ہونے سے پہلے ان علاقوں پر قبضہ کرلیا جائے۔

قائمان کا مشورہ:......مجاہد الدین قائمان نے اسے یہ مشورہ دیا کہ ان علاقوں کے حکمرانوں سے مشورہ کیا جائے اور ان کے مشورے کے مطابق عمل کیا جائے چنانچہ اس نے مجاہد الدین کا مشورہ مان لیا کہ ان بادشاہوں سے خط وکتابت کی جائے چنانچہ انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ سلطان صلاح الدین کی اولاد کے رویہ کا انتظار کیا جائے کیونکہ ان کا شہر مطیع وفرمانبردار ہے اور سلطنت کا نظام قائم ہے۔

مختلف اطلاعات:......پھر اسے یہ اطلاع ملی کہ ماردین کے حکمران نے ان کے کسی شہر پر حملہ کردیا ہے لہٰذا وہ بہت بڑا لشکر لے کر ماردین پر حملہ کرنے کے لئے پہنچ گیا چنانچہ انھوں نے نقل وحرکت چھوڑ دی پھر انھیں اطلاع ملی کہ وہ حران کے قریب لشکر لے کر پہنچ گیا ہے تو وہ اس لئے اس کے خلاف نقل وحرکت کے لئے تیار ہوگیا اور جب اس کا حاکم سنجار کے ساتھ معاہدہ ہوگیا تو افضل کے ہاں شام کی افواج ملک عادل کے پاس پہنچ گئیں او راس کو طاقت حاصل ہوگئی۔

ملک عادل کے خلاف پیش قدمی:......ادھر عزالدین بھی اپنی فوجیں لے کر موصل سے نصیبین پہنچ گیا اور اپنے بھائی عمادالدین کو لے کر وہ سب یہاں پہنچ گئے، ملک عادل نے بھی ان کے قریب ''مرج الدیحان'' نامی جگہ پر اپنی فوجیں اکٹھی کرلی تھیں وہ ان سے خوفزدہ تھا چند دنوں تک دونوں اسی حالت میں رہے پھر عزالدین بیمار ہوگیا تو وہ فوجوں کو اپنے بھائی عمادالدین کی کمان میں دے کر موصل واپس چلا گیا۔

موصل میں ارسلان شاہ کی حکومت:......جب عزالدین موصل واپس آیا تو دو مہینے تک زندہ رہا، اس کا مرض بڑھتا گیا اور پھر وہ ماہ رمضان کے آخر میں ۵۸۹ھ میں انتقال کرگیا اور اس کے بجائے اس کا فرزند نورالدین ارسلان شاہ موصل کا حکمران مقرر ہوا اس کی سلطنت کا انتظار مجاہد الدین قائمان کے حوالے ہوا جو اس کے والد کے زمانے میں موصل کی سلطنت کا منتظم تھا۔

عمادالدین کی وفات اور بیٹے کی تخت نشینی:......پھر اس کا بھائی عمادالدین بن مودود، سنجار خابور نصیبین رقہ اور سروج کا حکمران بھی ماہ محرم ۵۹۴ھ میں انتقال کرگیا یہ وہ حکمران تھا جس کو یہ علاقہ دے کر سلطان صلاح الدین نے حلب کا علاقہ لیا تھا اس کے بعد اس کا بیٹا قطب الدین بادشاہ بنا اس کا ناظم سلطنت اس کے والد کا آزاد کردہ غلام مجاہد الدین برتقش تھا قطب الدین ایک دیندار، انصاف پسند نیک اور متواضع انسان تھا وہ علماء اور دیندار لوگوں سے بہت محبت کرتا اور ان کا بے حد ادب واحترام کرتا تھا: البتہ وہ شافعیہ سے تعصب رکھتا تھا اس نے سنجار میں حنفیہ کے لئے ایک مخصوص مدرسہ تعمیر کرایا تھا۔

عمادالدین حاکم سنجار کی طرف سے نصیبین کے علاقے کے نائب نے موصل کے ان دیہات کی طرف ہاتھ بڑھانا شروع کردیا جو اس کے علاقے کے قریب تھے اس بارے میں سلطنت موصل کے نگران سربراہ مجاہد الدین قائمان نے اپنے بادشاہ نورالدین سے خفیہ رکھ کر عمادالدین کو ایک خط لکھا جس میں اس کے نائب کے بارے میں شکایت کی گئی تھی مگر عمادالدین اپنے اس دعوے پر مصر رہا کہ یہ علاقے اس کے زیر کنٹرول علاقوں میں شامل ہیں اس کا جواب بہت سخت انداز میں تھا اس لئے نورالدین نے اس کا وہ خط اپنی سلطنت کے بزرگوں کے ہاتھ واپس بھیج دیا اس وقت وہ بیمار تھا، اس موقع پر بھی اس نے اسی طرح جواب دیا، قاصد نے جو اتابک زنگی کے دور کا شخص تھا اسے نصیحت کی مگر وہ اس کے ساتھ سخت کلامی سے پیش آیا۔

نصیبین پر حملہ:......چنانچہ ایسی حالت میں نورالدین نے نصیبین پر حملہ کرنے کا ارادہ کرلیا مگر تھوڑے عرصہ بعد یہ خبر ملی کہ عمادالدین کا انتقال ہوگیا ہے اور اس کی جگہ اس کا بیٹا قطب الدین حاکم بنا ہے اس موقع پر نورالدین نے نصیبین پر حملہ کرنے کا پکا ارادہ کرلیا اور ماہ جمادی الاولی ۵۹۴ھ میں

اس مقصد کے لئے روانہ ہو گیا۔

قطب الدین بن سنجر بھی فوج لے کر آیا مگر نور الدین اس سے پہلے فوج لے کر پہنچ چکا تھا، چنانچہ جب مقابلہ ہوا تو نور الدین نے اس کو شکست دی اور وہ شکست کھا کر قلعہ بند ہو گیا وہاں سے وہ اپنے نائب مجاہد الدین برتقش کے ہمراہ حران پہنچا، پھر ان لوگوں نے سلطان عادل سے مدد کی درخواست کی۔

اس دوران سلطان نور الدین نصیبین میں تھا پھر سلطان عادل الجزیرہ پہنچا تو وہ وہاں سے چلا گیا اور اسی سال کے ماہ رمضان میں موصل پہنچ گیا، اس کے چلے جانے کے بعد قطب الدین وہاں واپس آ گیا۔

قائماں کی وفات:......اس موقع پر سلطان نور الدین کے لشکر کے بہت سپاہی جاں بحق ہوئے اور موصل کے بہت امراء بھی مر گئے اور سلطنت کا سربراہ مجاہد الدین قائماں بھی فوت ہو گیا۔

ماردین کا محاصرہ:......جب نور الدین موصل اور قطب الدین نصیبین پہنچ گئے تو سلطان عادل نے بھی وہاں سے روانہ ہو کر ماردین کا محاصرہ کیا، اور کچھ دن سخت محاصرہ کرنے کے بعد خود تو واپس چلا گیا مگر اپنے بیٹے کو کابل کی کمان میں محاصرہ کے لئے سپاہی سمیت چھوڑ گیا تھا، یہ بات الجزیرہ اور دیار بکر کے حکمرانوں کو ناگوار گذری اور انھیں خطرہ ہوا کہ وہ اس طرح ان کے سارے علاقوں پر قبضہ کرے گا۔

کامل کے خلاف متحدہ محاذ:......جب سلطان عادل خود نور الدین کے مقابلہ کے لئے آیا تھا تو اس وقت ان علاقوں کا کوئی حکمران اس کے مقابلہ کے لئے نہیں پہنچا تھا کیونکہ اس وقت اس کا لشکر بہت زیادہ تھا مگر جب وہ دمشق چلا گیا اور صرف اس کا بیٹا کامل ماردین میں رہ گیا تو انھوں نے اس لئے اس کا مقابلہ کرنا آسان سمجھا اس کے علاوہ اس جنگ کے لئے سلطان صلاح الدین کے بیٹے ظاہر اور افضل نے بھی انھیں بھڑکایا کیونکہ وہ اپنے چچا عادل کے خلاف تھے۔ چنانچہ موصل کا حکمران نور الدین ارسلان شاہ سب سے پہلے یکم شعبان ۵۹۵ھ میں جنگ کے لئے چلا اور دنیسر پہنچ گیا، وہاں اس کے ساتھ اس کا چچازاد بھائی "حاکم سنجار" قطب الدین محمد بن زنگی اور دوسرا چچازاد بھائی سنجار شاہ ابن غازی جو کہ جزیرہ ابن عمر کا حاکم تھا یہ بھی فوج لے کر آ گئے، عید الفطر گزارنے کے بعد یہ ساری افواج روانہ ہو گئیں اور ماردین کے قریب کامل سے جنگ کرنے کے لئے آگے بڑھیں۔

کامل کو شکست:......اس وقت ماردین کے لوگ محاصرے سے بہت تنگ آ گئے تھے چنانچہ ان کے حکمران نے کامل کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور قلعہ اس کے حوالے کرنے کے لئے مدت اور یہ شرط مقرر کیں کہ وہ انھیں خوراک کی رسد حاصل کرنے کی اجازت دیگا چنانچہ شہزادہ کامل نے یہ مطالبہ تسلیم کر لیا اور وہ اس عرصہ میں مزید کارروائی کر رہے تھے کہ اتنے میں ان کو ان افواج کے آنے کی اطلاع ملی تو ماردین والوں نے صلح سے انکار کر دیا۔ اور کامل شکست کھا کر بیرونی علاقے کی طرف پسپا ہو گیا مگر قلعہ والوں نے باہر نکل کر اس کی فوجوں کا شام تک مقابلہ کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شہزادہ کامل راتوں رات شوال کی پندرھویں تاریخ کو اپنے ملک روانہ ہو گیا اور قلعے والوں نے اس کی فوج کا تمام ساز وسامان لوٹ لیا۔

نور الدین کی واپسی:......اب ماردین کے حکمران لؤلؤ ارسلان ابن ایلغازی نے قلعہ سے نکل کر نور الدین کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ اپنے قلعہ کی طرف واپس چلا گیا نور الدین اور اس کے ساتھی تستر چلے گئے وہاں سے وہ "رأس عین" پہنچے، جہاں انھیں حلب سے ظاہر بن صلاح الدین کا قاصد آ کر ملا، اس نے یہ پیغام پہنچایا کہ سلطان ظاہر کے نام کا اس سلطنت میں خطبہ اور سکہ ہونا چاہیے، اس مطالبہ پر وہ حیران ہو گیا اور اس نے ان کی حمایت کرنے کا ارادہ منسوخ کر دیا پھر وہ بیمار ہو گیا اور اس کا عذر پیش کر دیا اور پھر اسی سال وہ ماہ ذوالحجہ کے آخر میں موصل واپس آ گیا۔

الجزیرہ کی طرف پیش قدمی:......ملک عادل نے ۵۹۶ھ میں اپنے بھتیجے افضل بن صلاح الدین سے مصر کی سلطنت چھین لی، اس سے سلطان حلب ظاہر اور حاکم ماردین کو سخت خطرہ پیدا ہو گیا، انھوں نے موصل کے حکمران نور الدین سے اتحاد کرنے کے لئے اس سے رابطہ کیا انھوں نے اس کو اس بات پر تیار کیا کہ وہ ملک عادل کے زیر کنٹرول علاقوں الجزیرہ، رہا، حران، رقہ اور نجار کی طرف پیش قدمی کرے، چنانچہ سلطان نور الدین یہ علاقے

فتح کرنے کے لئے ماہ شعبان ۵۹۷ھ میں روانہ ہوگیا۔

فریقین کی صلح:......نورالدین کے ساتھ سنجاری کا حاکم اور اس کا چچازاد بھائی قطب الدین اور ماردین کا حاکم حسام الدین بھی شامل ہوگئے، اور وہ سب راس العین پہنچے اس وقت حران میں فائز بن العادل ایک بڑے لشکر کے ساتھ موجود تھا، اس نے نورالدین کو صلح کا پیغام بھیجا، جو اس نے نورا منظور کرلیا، کیونکہ اس کے لشکر میں موت کے بہت واقعات ہوچکے تھے، چنانچہ فریقین نے حلف اٹھایا اور سلطان عادل سے بھی حلف اٹھوایا گیا، اس کے بعد نورالدین اسی سال ماہ ذوالقعدہ میں موصل واپس آ گیا۔

نورالدین کا نصیبین پر حملہ:......اس کے بعد سلطان عادل سنجار کے حکمران قطب الدین سے رابطہ کرتا رہا، اور اس کو اپنی اطاعت پر آمادہ کرتا رہا، چنانچہ وہ اس کا مطیع ہوگیا اور ۶۰۰ھ میں اس نے اپنی سلطنت کی مساجد میں اس کی حکومت کا خطبہ پڑھوانا شروع کردیا، یہ خبر سن کر موصل سے نورالدین لشکر لے کر قطب الدین کے علاقہ نصیبین پہنچ گیا اور اس کا محاصرہ کر کے شہر پر قبضہ کرلیا اس کے بعد اس نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا، قلعہ بھی فتح ہونے والا تھا کہ اچانک اس کے نائب نے موصل سے یہ خبر دی، کہ مظفر الدین کوکبری (حاکم اربل) نے موصل کے علاقوں پر حملہ کردیا ہے اس لئے نورالدین نصیبین سے روانہ ہوگیا، تاکہ وہ اربل پر حملہ کرے وہاں جا کر معلوم ہوا کہ وہ خبر صحیح نہیں تھی اس لئے وہ سنجار کے علاقہ تل خضر پہنچا اور اس کا محاصرہ کر کے اسے فتح کرلیا، اس دوران موسیٰ بن عادل حران سے حاکم سنجار کی مدد کے لئے فوج لے کر راس عین آیا، اس کی حمایت حاکم اربن، مظفر الدین، حاکم کیفا وآمد اور حاکم جزیرۂ ابن عمر نے بھی کی، انھوں خط لکھ کر متحدہ لشکر میں شامل ہونے کا وعدہ کرلیا۔

نورالدین کی شکست:......جب نورالدین نصیبین سے روانہ ہوا تھا تو وہ سب اکٹھے ہوگئے تھے ان کے ساتھ موسیٰ بن عادل کا بھائی نجم الدین یعنی حاکم میافارقین بھی شامل ہوگیا۔

یہ صورت حال دیکھ کر نورالدین تل خضر سے کفر رقان آ گیا، اس کا مقصد جنگ کو طویل کرنا تھا تاکہ دشمن کا لشکر بکھر جائے مگر اس کے ایک مخبر کا خط آیا جس میں دشمن کی تعداد کو کم اور نا قابل توجہ قرار دیا وہ اس کے ایک آزاد کردہ غلام کا خط تھا اس لئے وہ اس پر بھروسہ کرتے ہوئے نوشری کی طرف روانہ ہوگیا، یہ مقام دشمن کے فوجوں کے قریب تھا، اس لئے فریقین صف آرا ہوگئے اور جنگ ہونے لگی، مگر اس میں نورالدین کو شکست ہوئی اور وہ تھوڑی سی شکست خوردہ فوج کے ساتھ بھاگ گیا، دشمن کا لشکر کفر رقان میں قیام پذیر ہوا، اور انھوں نے شہر فید اور اس کے متعلقہ دیہاتوں دونوں طرف سے قاصد صلح کی بات چیت کرتے رہے تاکہ نورالدین تل خضر کا علاقہ قطب الدین کو واپس کردے چنانچہ اس نے وہ علاقہ واپس کردیا اور ۶۰۱ھ میں فریقین میں صلح ہوگئی اور ہر ایک اپنے شہر واپس چلا گیا۔

سنجر شاہ کے مظالم:......سنجر شاہ بن غازی بن مودود اپنے باپ کی وصیت کے مطابق جزیرہ ابن عمر کے علاقہ کا حاکم بنا تھا، وہاں انتہائی بدسیرت اور ظالم وجابر حکمران تھا جو نہ صرف اپنی رعایا اور لشکر پر مظالم کرتا تھا بلکہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ بھی بدسلوکی کیا کرتا تھا حتی کہ اس نے اپنے دونوں بیٹوں محمود اور مودود کو زوزان کے علاقے کے قلعہ فرج کی طرف جلاوطن کردیا تھا اور اس کی وجہ محض غلط فہمی اور شک وشبہ تھا۔

سنجر شاہ نے اپنے دوسرے بیٹے غازی کو نکال کر اسے شہر کے ایک گھر میں قید کردیا تھا جہاں غازی کی حالت بہت خراب ہوگئی، وہ گھر بہت خطرناک تھا اس لئے وہ چپکے سے وہاں سے بھاگ کر شہر میں روپوش ہوگیا اس نے موصل کے حکمران نورالدین کو بھی یہ پیغام بھیجا یہ سمجھا کہ شاید وہ وہاں پہنچ گیا ہے، اس لئے اس نے اس کے والد کے خوف سے اسے راستے کا خرچ اور سامان بھجوادیا (تاکہ وہ اس کے پاس نہ آجائے)

سنجر شاہ کا قتل:......پھر سنجر شاہ نے اسے تلاش کرنا چھوڑ دیا کیونکہ یہ خبر مشہور ہوگئی تھی کہ وہ شام میں ہے مگر غازی (وہیں شہر میں رہ کر) سازشیں کرتا رہا پھر وہ ایک بار چھپ کر اپنے باپ کے گھر میں داخل ہوگیا اور اس کی لونڈیوں کے پاس چھپ گیا، چنانچہ ایک رات جبکہ سنجر شاہ نشے کی حالت میں تھا تو وہ اکیلے میں اس کے پاس پہنچا اور نیزہ سے اس پر چودہ وار کئے اور پھر اسے ذبح کردیا اور زندان خانے میں رہنے لگا۔

محمود بن سنجر کی حکومت: .....محل سے باہر جب استاذ الدولہ کو سنجر کے قتل کی اطلاع ملی تو اس نے ارکان سلطنت [illegible] کو کے سامنے محل کے دروازے بند کرادیئے، اور لوگوں سے محمود بن سنجر شاہ کی حکومت کے لئے بیعت لے لی پھر اس نے محمود اور اس کے بھائی مودود [illegible] کو بلوایا (جب یہ کام مکمل ہوگیا) تو انھوں نے محل میں داخل ہوکر غازی کو قتل کردیا جب محمود وہاں پہنچا تو انھوں نے اسے حکمران بنا کر اسے ان کے باپ کا لقب معین الدین دیا اور پھر ان لونڈیوں کو دجلہ میں ڈبو دیا جنہوں نے قتل کی سازش میں ساتھ دیا تھا۔

عادل اور نور الدین کی رشتہ داری: .....قطب الدین محمود بن زنگی اور اس کے چچازاد بھائی نور الدین ارسلان شاہ بن مسعود کے درمیان بہت سخت دشمنی تھی اس قوم کے کچھ واقعات پہلے تحریر ہوچکے ہیں، اس لئے ۶۰۵ھ میں جب سلطان عادل (حاکم مصر وشام) نے اپنی بیٹی کے رشتہ کی سلطان نور الدین کے لڑکے کے لئے پیش کش کی تو اس نے اپنے بیٹے کا سلطان عادل کی بیٹی سے نکاح کردیا۔

عادل اور نور الدین کا اتحاد: .....سلطان نور الدین کو جزیرہ ابن عمر پر قبضہ کی خواہش تھی، اس لئے اس نے سلطان عادل کو اس بات پر تیار کیا کہ وہ سنجار کے حکمران قطب الدین سنجر کے خلاف اس کی مدد کرے تاکہ قطب الدین کا علاقہ جو سنجار، نصیبین اور خابور پر مشتمل ہے سلطان عادل کو مل جائے اور سنجر شاہ کا علاقہ (جزیرہ ابن عمر) سلطان نور الدین کو مل جائے، چنانچہ سلطان عادل نے اس کا مشورہ مان لیا۔

اس نے نور الدین کو یہ امید دلائی کہ وہ قطب الدین کے علاقے فتح کرنے کے بعد اس کے بیٹے کو دیدے گا جو اس کا داماد بھی تھا۔

چنانچہ ان دونوں نے اس کے لئے حلف اٹھایا اور پھر سلطان عادل ۶۰۶ھ میں دمشق سے خابور فتح کرنے کے ارادے سے روانہ ہوگیا۔

خابور و نصیبین کی فتح: .....ادھر نور الدین نے جب اس معاملے پر دوبارہ غور کیا تو پتہ چلا کہ وہ ایک الجھن میں پھنس گیا ہے کیونکہ وہ اس کے بغیر بھی وہ علاقے فتح کرسکتا تھا، چنانچہ اگر نور الدین الجزیرہ کی طرف روانہ ہوتا تو بنو عادل اس کے اور موصل کے درمیان رکاوٹ بن سکتے ہیں اور اگر نور الدین سرکشی کرے تو وہ وہاں پہنچ سکتے ہیں اس لئے وہ تذبذب میں مبتلا رہا کہ اتنے میں سلطان عادل نے خابور اور نصیبین فتح کرلئے، چنانچہ قطب الدین نے یہ پروگرام بنایا کہ وہ سنجار بدلے میں دیکر وہ علاقے حاصل کرلے مگر اس کے باپ کے آزاد کردہ غلام احمد بن برتقش نے اس سے اختلاف کیا، اس دوران نور الدین نے اپنے بیٹے قاہر کے ساتھ ملکر سلطان عادل کی مدد کرنے کے لئے لشکر تیار کرلیا کیونکہ دونوں میں اس بات کا معاہدہ ہوچکا تھا۔

معاہدے کا اختتام: .....اتنے میں قطب الدین سنجر نے اپنے بیٹے کو اربل کے حکمران مظفر الدین کے پاس فوجی امداد حاصل کرنے بھیجا ادھر مظفر الدین نے سلطان عادل کو پیغام بھیجا کہ وہ جنگ نہ کرے لیکن عادل نے اس کی سفارش قبول نہیں کی کیونکہ نور الدین اس کی مدد کررہا تھا اس پر مظفر الدین اس سے ناراض ہوگیا اور اس نے نور الدین کو کہلوادیا کہ وہ ان کے مشترکہ دشمن (عادل) کا مقابلہ کرنے کے لئے ان کی مدد کرے، چنانچہ نور الدین نے ان کی بات مان لی اور سلطان عادل کی مدد کرنے سے رک گیا۔

طاہر اور سنجر کا اعلان: .....پھر اس نے اور مظفر الدین نے حلب کے حکمران طاہر بن صلاح الدین اور رومی سلطنت کے بادشاہ سنجر بن قلیج ارسلان سے فوجی مدد کی درخواست کی چنانچہ ان دونوں نے ان کی درخواست منظور کرلی اور انھوں نے یہ اعلان کیا کہ اگر سلطان عادل نے سنجار کے علاقے نہ چھوڑے تو وہ اس کے علاقے پر حملہ کردیں گے۔

فریقین میں مصالحت: .....ادھر بغداد سے خلیفہ ناصر نے بھی استاذ الدولہ ابونصر، ہبۃ اللہ بن المبارک بن الضحاک اور اپنے خاص آزاد کردہ غلام امراقتاش کو بھیجا کہ وہ سنجار کے علاقے خالی کرانے کے لئے کوشش کریں ادھر سلطان عادل کے ساتھ بھی سنجار پر سختی کرنے میں تذبذب کا شکار ہوگئے، خاص طور پر حمص اور رحبہ کے حاکم اسد الدین شیرکوہ نے اعلانیہ اس محاصرے کی مخالفت کی اس لئے سلطان عادل نے صلح کی تجویز مان لی اور پھر یہ فیصلہ ہوا کہ سلطان عادل نے نصیبین اور خابور کے جو علاقے فتح کئے ہیں وہ اس کے قبضے میں رہیں گے اور سنجار کا علاقہ قطب الدین کے پاس رہے گا۔

فریقین نے ان شرائط پر حلف اٹھایا پھر اس کے بعد سلطان عادل حران چلا گیا اور سلطان مظفر الدین اربل واپس آگیا۔

ارسلان شاہ کی وفات: نور الدین ارسلان شاہ بن مسعود ۶۰۷ھ کے درمیان انتقال کر گیا اس نے موصل میں اٹھارہ سال حکومت کی تھی، نور الدین نہایت دلیر، بہادر اور بارعب حکمران تھا اور اپنی رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا، اس نے ایسے وقت میں اپنے آباؤ اجداد کی سلطنت کو ترقی دی جبکہ وہ ختم ہو چکی تھی، وفات کے وقت اس نے اپنے بیٹے عز الدین مسعود کو اپنا ولی عہد بنایا، اس کی عمر بیس سال تھی اس نے یہ بھی وصیت کی کہ اس کا آزاد کردہ غلام بدر الدین لؤلؤ سلطنت کا انتظام سنبھالے گا، کیونکہ وہ بہت اچھا سیاست دان تھا، وہ مجاہد الدین قائماز کی وفات کے بعد سے انتظام سلطنت سنبھالے ہوئے تھا اس نے اپنے چھوٹے بیٹے عماد الدین کو قلعہ عقر الحمیدیہ اور قلعہ شوش کا حاکم بنا کر اسے عقر کی طرف بھیج دیا تھا۔

چنانچہ جب نور الدین کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اس کے بیٹے عز الدین مسعود کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کا لقب القاہر رکھا اس طرح وہ موصل اور اس کے علاقہ کا حاکم بن گیا اور بدر الدین لؤلؤ اس کی سلطنت کا انتظام سنبھالنے لگا۔

القاہر کی وفات اور بیٹے کی جانشینی:...... سلطان قاہر عز الدین مسعود ۶۱۵ھ میں ماہ ربیع الاول کے آخر میں وفات ہو گئی، اس نے آٹھ سال حکومت کی اس کا جانشین اس کا بڑا بیٹا نور الدین ارسلان شاہ تھا اس کی وفات کے وقت اس کی عمر بیس سال تھی۔

جب وہ بادشاہ بنا تو اس کا سربراہ مملکت اور سرپرست بھی لؤلؤ کو بنایا گیا، جیسا کہ اس کے والد کے دور میں وہی منتظم سلطنت تھا، اسی کے مطابق رعایا نے بیعت کی اور الدین نے بادشاہت کا انتظام سنبھال لیا۔

دوستانہ تعلقات:...... اس نے بغداد کے خلیفہ کو لکھا کہ وہ حسب معمول حکم نامہ اور خلعت بھجوائے چنانچہ یہ چیزیں بھی پہنچ گئیں اس نے ملک کے آس پاس کے بادشاہوں سے دوستانہ تعلقات قائم کئے جیسا کہ اس کے بزرگوں کے ساتھ ان کے دوستانہ تعلقات قائم تھے، اس کا چچا عماد الدین قلعہ عقر الحمیدیہ میں تھا، اس کو خوانخواہ یقین تھا کہ سلطنت اس کے ہاتھ میں آئے گی مگر یہی یقین خیال ثابت ہوا۔

نیک سیرت بادشاہ:...... نور الدین کا انتظام سلطنت ٹھیک رہا کیونکہ وہ نیک سیرت شخص تھا، وہ فریادیوں اور ضرورت مندوں کی شکایتیں سن کر ان کے ساتھ انصاف کرتا تھا خلیفہ کی طرف سے بھی اس کی بادشاہت کا پروانہ دیا گیا تھا اور بدر الدین لؤلؤ کو بھی نگران مان لیا گیا تھا چنانچہ دونوں کے لئے شاہی خلعت کا تحفہ دیا۔

عماد الدین کی بغاوت:...... اس کے چچا عماد الدین کو اسی کے باپ نے عقر اور مشوش کے دو قلعوں کا حاکم بنایا تھا، جو کہ موصل کے قریب تھے اور اصل حکومت اس نے بڑے بیٹے قاہر کے لئے مقرر کی تھی، چنانچہ جب ''قاہر'' کا انتقال ہو گیا تو عماد الدین بادشاہت کا امیدوار بنا مگر کوشش کے باوجود کامیاب نہیں ہو سکا، البتہ عمادیہ کے نائب حاکم نے جو اس کے دادا کا آزاد کردہ غلام تھا، اس کی اطاعت قبول کر کے اس کے ساتھ سازش کر لی، مگر بدر الدین لؤلؤ کو اس کا پتہ چل گیا، چنانچہ اس نے نائب کو معزول کر کے وہاں دوسرا نائب بھیج دیا اور اس کے بعد اس نے دوسرے حکام کے بھی اختیارات کم کر دیئے۔

عمادیہ پر قبضہ:...... پھر نور الدین بن القاہر کمزوری کی وجہ سے بہت عرصے بیمار رہا، اسے کئی بیماریاں لگ گئیں تھیں ان کی وجہ سے وہ طویل عرصہ تک رعایا کی نظروں سے غائب رہا، اس لئے عماد الدین زنگی نے عمادیہ میں نور الدین کی موت کی خبر اڑا دی، اور یہ اعلان کیا، ''کہ میں اپنے بزرگوں کی سلطنت کا زیادہ حقدار ہوں'' لوگوں نے یہ بات سچ سمجھ کر بدر الدین لؤلؤ کے نائب اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا، پھر انھوں نے عمادیہ کا شہر عماد الدین کے حوالے کر دیا، یہ واقعہ ماہ رمضان ۶۱۵ھ کی پندرھویں تاریخ کو پیش آیا۔

مظفر کی حمایت:...... بدر الدین لؤلؤ کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے فوج تیار کر کے سردی کے موسم میں عمادیہ کا محاصرہ کر لیا، اس وقت سردی بہت پڑ رہی تھی، اور برفباری بھی ہو رہی تھی، اس لئے وہ جنگ نہیں کر سکے، اربل کے حاکم سلطان مظفر الدین نے عماد الدین کی حمایت کی، اور فوجی امداد لے کر پہنچ گیا، اس پر بدر الدین لؤلؤ نے اسے وہ معاہدہ یاد دلایا، جس میں یہ تحریر تھا کہ وہ موصل کے علاقوں پر حملہ نہیں کریگا اس معاہدے میں ہکاریہ اور

زوزان کے قلعے بھی شامل تھے اس لئے اسے ان لوگوں کی فوجی امداد نہیں کرنی چاہیے جو حملہ کرنے آئے ہیں، مگر وہ اس کے باوجود وہ اس کی امداد پر مصر رہا اور عہد شکنی کر دی۔

موصل کے حاکم کو شکست:......لؤلؤ کا لشکر عمادیہ کا محاصرہ کئے رہا، آخر کار وہ ایک رات کو مشکل راستے عبور کرتے ہوئے سوار ہو کر پیش قدمی کرتے ہوئے عمادیہ کے قریب پہنچ گئے، لہٰذا عمادیہ والوں نے نکل کر اس کے لشکر کو دروں اور گھاٹیوں میں لڑ کر شکست دی اور یہ فوج شکست کھا کر موصل واپس آ گئی اس کے بعد عماد الدین نے ہکاریہ زوزان کے اہل قلعہ کو اس کی اطاعت قبول کرنے کا حکم بھیجا تو انھوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور وہ وہاں پر حکومت کرنے لگا۔

اشرف موسیٰ اور بدر الدین جب عماد الدین سے ہکاریہ اور زوزان کے قلعے فتح کر لئے اور اربل سے مظفر الدین نے اس کی مدد کی تو بدر الدین لؤلؤ کو اس سے بہت خطرہ پیدا ہوا اس لئے اس نے سلطان اشرف موسیٰ بن عادل کی اطاعت قبول کر لی وہ الجزیرہ اور خلاط کے اکثر علاقوں کا حاکم بن گیا تھا، اس لئے اس نے اس سے فوجی مدد مانگی چنانچہ اس نے وعدہ کر لیا موسیٰ بن عادل اس وقت حلب میں تھا اور وہ بلاد روم کے حاکم کے کیکاؤس سے لڑ رہا تھا، اس نے مظفر الدین کو کہلوایا کہ وہ اس کی عہد شکنی پر ناراض ہے، اس لئے وہ موصل کے وہ علاقے واپس کر دے جن پر اس نے قبضہ کر لیا ہے اور اگر اس نے زنگی کی حمایت اور امداد پر اصرار کیا تو وہ اس کے علاقے پر حملہ کر دیگا۔

مظفر الدین کی مخالفت:......مظفر الدین نے اس کے پیغام کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ اس نے اپنے ساتھ حاکم ماردین اور کیفا کے حاکم ناصر الدین محمود کو بھی ملا لیا، چنانچہ وہ اشرف موسیٰ بن عادل کے مطیع نہیں ہوئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اشرف موسیٰ نے نصیبین کی طرف اپنی فوجیں بھیج دیں تاکہ جب لؤلؤ کو ضرورت پڑے وہ اس کی مدد کر سکیں۔

عماد الدین کی شکست:......جب موصل کی فوج عمادیہ کا محاصرہ چھوڑ کر واپس چلی گئی تو عماد الدین زنگی قلعہ عقر کی طرف روانہ ہو گیا تاکہ وہ موصل کے صحرائی علاقوں پر قبضہ کر سکے، کیونکہ وہ موصل کے کوہستانی علاقوں پر قبضہ کر چکا تھا، اور اس سلسلے میں اربل کے حاکم مظفر الدین نے اسے فوجی امداد دی تھی۔

جب عماد الدین وہاں پہنچا تو موصل کی فوجیں شہر سے چار فرسخ کے فاصلے پر قلعہ عقر کی سمت صف بندی کر لی پھر یہ متفقہ فیصلہ ہوا کہ موصل کی افواج عماد الدین زنگی کی فوج پر اچانک حملہ کریں گی چنانچہ انھوں نے ماہ محرم کی آخری تاریخ کو ۶۱۶ھ میں صبح کے وقت اچانک حملہ کر کے عماد الدین کے لشکر کو شکست دیدی، اور وہ بھاگ کر اربل پہنچ گیا اور موصل کا لشکر اپنی جگہ واپس آ گیا۔

نور الدین کی وفات:......اس کے بعد خلیفہ ناصر اور اشرف موسیٰ بن عادل کے قاصدین وہاں پہنچے اور صلح کرنے لگے، چنانچہ فریقین میں صلح ہو گئی، اور انہوں نے آپس میں معاہدہ کر لیا، نور الدین تخت نشین ہوتے ہی طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو گیا تھا، اس لئے وہ ایک سال کی حکومت بھی پوری کرنے نہیں پایا تھا کہ انتقال کر گیا۔

سلطنت کے نگران:......لؤلؤ نے اس کی جگہ ناصر الدین محمد بن القاہر کو تین سال کی عمر میں تخت نشین کر دیا اور فوج سے اس کی بادشاہت کی بیعت لے کر ایک شاہانہ جلوس میں اس کو سوار کر کے بٹھایا جسے دیکھ کر لوگ مطمئن ہو گئے۔

وصل پر حملہ:......نور الدین کی وفات کے بعد اس کے بھائی ناصر الدین کی کم سنی کی وجہ سے اس کے چچا عماد الدین اور اربل کے حاکم مظفر الدین نے دوبارہ موصل پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا لیا چنانچہ اس مقصد کے لئے انھوں نے اپنے فوجی دستے موصل کے گرد ونواح کو تباہ کرنے بھیج دیئے ایسے میں لؤلؤ نے اپنے بڑے بیٹے کو فوج دیکر موسیٰ اشرف کی امداد کے لئے بھیج رکھا تھا، جو صلیبیوں کے ساحلی علاقوں پر حملہ کرتا رہتا تھا تاکہ وہ دمیاط پر اپنے ساتھیوں کو کمک نہ بھیج سکیں۔

کمک کی فوج:......ایسے موقع پر (جبکہ موصل پر دشمن کے حملے کا خطرہ تھا) لولو نے فوراً اشرف کی اس فوج کو بلالیا جو نصیبین پر متعین تھی، چنانچہ وہ ۶۱۶ھ کے وسط میں موصل پہنچ گئی اس کا سپہ سالار اشرف کا آزاد کردہ غلام ایبک تھا، لولو نے اس فوج کو نا کافی تصور کیا کیونکہ وہ اس کے اس لشکر کے برابر تھی جو اس نے شام بھیجا ہوا تھا، بلکہ اسے تو وہ اس سے بھی کم لگ رہی تھی۔ ایبک نے اصرار کیا کہ وہ دریائے دجلہ پار کر کے اربل چلا جائے، مگر لولو نے اسے چند دن روکے رکھا جب اس نے بہت اصرار کیا تو لولو بھی اس کے ساتھ دریا پار کر کے چلا گیا اور موصل سے دو فرسخ کے فاصلے پر دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر صف بندی کر لی۔

سخت مقابلہ:......مظفر الدین نے بھی لشکر اکٹھا کیا اور انہوں نے دریا عبور کر کے زاب پر پڑاؤ کیا، ایبک اپنے لشکر اور لولو کی فوج کے ساتھ پیش قدمی کرتا ہوا ماہ رجب میں آدھی رات تک چلتا رہا، لولو کا مشورہ تھا کہ صبح کا انتظار کرے مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ رات کے وقت ہی ان پر حملہ کر دیا ایبک نے عمادالدین زنگی کے لشکر کے بائیں بازو یعنی میسرہ پر حملہ کر کے اسے شکست دیدی اسی طرح لولو کا میسرہ بھی جو بہت تھوڑی تعداد میں تھا، شکست کھا گیا لہٰذا مظفر الدین نے پیش قدمی کر کے اسے شکست دیدی اور دریائے دجلہ عبور کر کے موصل پہنچ گیا اور وہاں تین دن رہا پھر اسے یہ اطلاع پہنچی کہ لولو اس پر شب خون مارنا چاہتا ہے اس لئے وہ واپس چلا گیا، پھر صبح بات چیت شروع ہوئی اور آخر کار اس بات پر صلح ہوگئی کہ جس کے قبضے میں جو علاقہ ہے وہ اس پر قابض رہے گا۔

حاکم سنجار کی وفات:......سنجار کا حکمران قطب الدین محمد بن زنگی بن مودود ۸/صفر ۶۱۶ھ میں انتقال کر گیا، وہ نیک سیرت انسان تھا، اور اپنے امراء کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا، اس کے بعد اس کا بیٹا عمادالدین شاہین شاہ حاکم سنجار بنا اور وہ چند مہینوں تک حکومت کرتا رہا ایک دفعہ وہ تل خضر کے مقام پر گیا تو اس کے بھائی عمر نے ایک گروپ لے کر اس پر حملہ کر دیا، اور اس کو قتل کر کے خود حاکم بن بیٹھا، وہ کچھ عرصے تک حکومت کرتا رہا اور پھر اشرف بن عادل نے ماہ جمادی الاولیٰ ۶۱۷ھ میں شہر سنجار پر قبضہ کر لیا۔

کواشی پر عمادالدین کا قبضہ:......کواشی موصل کا بہترین اور اعلیٰ قلعہ تھا اور نہایت ہی مضبوط تھا، جب عمادیہ کے باشندے خود مختار ہو گئے تو اس قلعے کی فوج نے بھی خود مختاری کا پروگرام بنایا انھوں نے لولو کے نائب حاکم کو وہاں سے بھگا دیا اور صرف دور ہی سے اطاعت کا اظہار کرتے رہے، کیونکہ انھیں ان یرغمالیوں کی ہلاکت کا خطرہ تھا، پھر انھوں نے عمادالدین زنگی کو بلوا کر قلعہ اس کے حوالے کر دیا، اور وہ وہیں مقیم ہو گیا، لولو نے ایسی حالت میں اسے ان معاہدوں کا حوالہ دیا جنہیں توڑ نا مناسب نہیں تھا، مگر اس نے اس کی طرف توجہ نہ کی پھر اس نے حلب میں اشرف کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کی فوجی مدد کرے چنانچہ اس نے پیش قدمی کی اور دریائے فرات کو عبور کر کے حران پہنچ گیا۔

اشرف کے خلاف پروپیگنڈا:......ادھر اربل کا حاکم مظفر الدین اپنے گردونواح کے حکمرانوں سے رابطہ کر کے انہیں اشرف کے خلاف بھڑکاتا رہا اور اس کے حملوں سے ڈراتا رہا، اس دوران کیکاؤس بن کیخسرو اور حاکم روم کے درمیان خانہ جنگی ہوئی، اور کیکاؤس حلب کی طرف روانہ ہوا تو مظفر الدین نے اپنے گردونواح کے علاقوں کے بادشاہوں کو جن میں کیفا، آمد اور ماردین وغیرہ جیسے علاقوں کے حکام شامل تھے کیکاؤس کی حمایت کرنے کی دعوت دی چنانچہ انھوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اپنے علاقوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگے۔

اشرف کے خلاف سازش:......اتنے میں کیکاؤس کا انتقال ہو گیا مگر اشرف کے دل میں اس کے اور مظفر الدین کے بارے میں کدورت باقی تھی، اس لئے اشرف حران پہنچ گیا تا کہ وہ لولو کی مدد کرے، مگر مظفر الدین نے اس کے ایک امیر احمد بن علی المشطوب اور عز الدین محمد الحمیدی وغیرہ کو اس کے خلاف بھڑکایا، چنانچہ وہ اشرف کو چھوڑ کر ماردین کے ماتحت علاقہ دبیس میں پہنچے تا کہ وہ دیگر اطراف کے بادشاہوں سے مل کر اشرف کا مقابلہ کر سکیں۔

سازش کی ناکامی:......ادھر اشرف نے آمد کے حکمران کو اپنا حمایتی بنالیا اور اسے شہر جالی اور جبل جودی کے علاقے دیکر دارا کا علاقہ فتح ہونے پر وہ بھی دینے کا وعدہ کیا اس لئے وہ اس کا حمایتی بن گیا اور مخالف جماعت سے الگ ہو گیا، اس کے علاوہ دوسرے امراء بھی اس کی اطاعت قبول کرنے پر

مجبور ہو گئے اس طرح مخالف گروپ کا شیرازہ بکھر گیا اور صرف ابن المشطوب اشرف کے مقابلے پر باقی رہ گیا تھا اس لئے اس نے اربل جانے کا ارادہ کرلیا چنانچہ جب وہ نصیبین کے علاقے سے گزرا تو وہاں ایک سردار نے اسے شکست دیدی اور وہ شکست کھا کر سنجار بھاگ گیا جہاں اس کے حاکم نے اسے گرفتار کرلیا مگر پھر اسے چھوڑ دیا لہٰذا اس نے فسادیوں کو اکٹھا کر کے موصل کے ماتحت علاقے بقعا کا رخ کیا اور وہاں تباہی مچا کر واپس آ گیا۔

ابن المشطوب کی شکست:...... پھر وہ سنجار سے دوبارہ موصل کے علاقے کی طرف روانہ ہوا ادھر لولو نے گھات لگانے کے لئے ایک لشکر بھیج دیا انھوں نے اس کا راستہ روک کر اسے پھر شکست دیدی۔

تل اخضر کی فتح:...... وہ سنجار کے علاقہ تل اخضر کے پاس سے گزرا تو لوگوں نے اسے وہاں روک لیا اور لولو کو پیغام بھیجا کہ وہاں آئے اور پھر اس کا محاصرہ کر کے ماہ ربیع الاول ۶۱۷ھ میں تل اخضر کو فتح کرلیا ابن المشطوب کو گرفتار کر کے موصل بھیجا اور پھر اسے اشرف کے پاس بھیجا، چنانچہ اس نے اسے حران میں قید کر دیا جہاں وہ کئی سال تک قید رہا اور جیل ہی میں مر گیا۔

ماردین کے حکمران سے صلح:...... جب آمد کے حکمران نے اشرف کی اطاعت کرلی تو وہ حران سے ماردین کی طرف روانہ ہوا اور دبیس میں قیام کر کے ماردین کا محاصرہ کرلیا اشرف کے ساتھ آمد کا حاکم بھی اس محاصرے میں شریک تھا، اشرف اور حاکم ماردین کے درمیان بات چیت ہوتی رہی ماردین کے حاکم کی یہ شرط تھی کہ وہ اسے "راس العین" کا علاقہ واپس کردے، اشرف نے یہ علاقہ اس شرط پر دیا کہ وہ اسے تیس ہزار دینار اور آمد کے حکمران کو الموز کا علاقہ دیگا (جو شہر شختان کے قریب ہے) آخر کار فریقین میں صلح ہوگئی۔

علاقوں کی تبدیلی:...... پھر اشرف دبیس سے نصیبین روانہ ہوا تا کہ وہ وہاں سے موصل چلا جائے، راستے میں حاکم سنجار کے ایلچی اسے ملے اور اس کا پیغام دیا کہ وہ سنجار کا علاقہ اس شرط پر حوالے کرنے کے لئے تیار ہے کہ وہ اسے اس کے بدلے میں رقہ کا علاقہ دے، کیونکہ لولو نے تل خضر پر قبضہ کرلیا ہے اس لئے اسے اب اس کی طرف سے بہت خطرہ رہتا ہے اور چونکہ اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تھا اس لئے اس کے ارکان سلطنت اس سے نفرت کرتے ہیں چنانچہ اشرف نے اس کی بات مان لی اور اسے رقہ کا علاقہ دیدیا اور خود ماہ جمادی الاولیٰ ۶۱۷ھ سنجار پر قبضہ کرلیا اور حاکم سنجار اپنے اہل وعیال کے ساتھ وہاں سے چلا گیا، یوں زنگی خاندان کی حکومت چورانوے سال کے بعد اس کے علاقے سے ختم ہوگئی۔

مظفر سے صلح:...... جب اشرف نے سنجار پر قبضہ کیا تو وہ موصل روانہ ہو گیا جہاں صلح کرانے کے لئے خلیفہ عباسی الناصر اور حاکم اربل مظفر الدین کے قاصد پہنچے ہوئے تھے، مظفر الدین موصل کے ماتحت قلعے حاکم موصل، لولو کو واپس کرنے کے لئے تیار تھا تاہم اس کا اصرار تھا کہ عمادیہ کا علاقہ زنگی کے قبضہ میں رہے گا اس معاملہ پر دو مہینے تک بات جاری رہی مگر کامیابی نہ ہوسکی، لہٰذا اشرف اربل پر حملہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا اور وہ دریائے زاب کے قریب پہنچ گیا، چونکہ لشکر مظفر الدین کے ساتھ حاکم کی بدسلوکی سے تنگ آ گیا تھا اس لئے اس نے اس کی درخواست قبول کرنے کا مشورہ دیا اور اشرف کے ساتھیوں نے بھی اس کی تائید کی لہٰذا صلح ہوگئی، العقر اور شوش کے قلعے اشرف کے نائبین کے حوالے کر دیئے گئے، یہ دونوں قلعے زنگی کے تھے اور رہن کے طور پر تھے۔

اشرف ماہ رمضان ۶۱۷ھ میں سنجار واپس گیا مگر جب قلعوں پر قبضہ کرنے کے لئے سپاہی گئے وہاں کی فوج نے قلعے ان کے حوالے نہیں کئے بلکہ مزاحمت کی، چنانچہ عماد الدین زنگی نے شہاب ابن العادل کی پناہ حاصل کی اور اس نے اپنے بھائی اشرف سے اس کی سفارش کی تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور العقر اور شوش کے دونوں قلعے اس کو واپس دیئے اور اپنے حکام کو وہاں سے واپس بلا لیا۔

جب لولو کو پتا چلا کہ اشرف قلعہ تل اخضر بھی لینا چاہتا ہے کیونکہ یہ پرانے زمانے سے سنجار کا ایک حصہ رہا ہے تو اس نے اشرف کو پیغام پہنچایا کہ وہ یہ قلعہ اس کے حوالے کر دینا چاہتا ہے۔

موصل کے قلعوں پر قبضہ:...... جب زنگی کا ہکاریہ، زوزان اور سادو کے قلعوں پر قبضہ ہوگیا تو وہاں کی عوام نے اسے ویسا نیک سیرت نہیں پایا

جیسا کہ لؤلؤ تھا اس لئے انھوں نے اسے ان قلعوں پر قبضہ کرنے کے لئے لکھا چنانچہ اس نے ان کی بات مان لی مگر جب اشرف سے اجازت مانگی تو اس نے اجازت نہیں دی۔ جب زنگی اشرف کے ہاں سے واپس آیا تو اس نے عمادیہ کا محاصرہ کرلیا مگر کامیاب نہ ہوسکا چنانچہ انہوں نے پھر لؤلؤ سے رابطہ کیا تو اس نے دوبارہ اشرف سے اجازت مانگی تو اس نے اسے ایک نیا قلعہ نصیبین کا علاقہ اور دونوں دریاؤں کے درمیان کی حکومت عطا کی اور وہ قلعہ فتح کرنے کی اجازت دیدی اور اپنے حکام وہاں بھیجے چنانچہ اس نے معاہدے کی پوری پابندی کی اور موصل کے ماتحت باقی قلعوں نے بھی یہ ہی طریقہ اختیار کیا اور ان سب نے لؤلؤ کی اطاعت قبول کرلی یوں حکومت منظم ہوگئی۔

قلعہ شوش کی فتح:......شوش اور العقر کے قلعے موصل سے بارہ فرسخ کے فاصلے پر تھے اور ایک دوسرے کے قریب تھے، یہ دونوں عمادالدین زنگی ابن نورالدین کی والدہ کی وصیت کے مطابق اس کے قبضہ میں تھے اس کے مقابلے میں ان دونوں قلعوں کے ساتھ ساتھ ہکاریہ اور زوزان کے قلعے بھی تھے جو موصل میں شامل ہوگئے تھے۔

وہ خود ۶۱۹ھ سلجوقی خاندان کی یادگار ازبک ابن بھلوان (حاکم آذربائیجان) کی طرف روانہ ہوا اور اس کے ساتھ سفر کرنے لگا، اس نے بھی اسے جاگیر دی اور وہ اس کے پاس رہنے لگا۔

اشرف کا موصل پر قبضہ:......پھر اشرف بن عادل نے موصل پر بھی قبضہ کرلیا تھا اور لؤلؤ نے اس کی اطاعت قبول کرلی تھی اس نے خلاط اور آرمینیہ کے سارے علاقے فتح کرلئے تھے اور اپنے بھائی شہاب الدین غازی کے کنٹرول میں دے دیئے پھر اس نے اسے اپنی پوری سلطنت کا ولی عہد بنادیا اور اس کے بعد دونوں بھائیوں کے درمیان خانہ جنگی ہونے لگی تو غازی نے اپنے بھائی معظم (حاکم دمشق) اور مظفرالدین کوکبری سے مدد مانگی اور ایک دوسرے کو موصل کا محاصرہ کرنے کی دعوت دی چنانچہ ان دونوں کے بھائی الکامل نے اپنی افواج کو اکٹھا کیا اور خلاط کی جانب روانہ ہوگیا اور اس کا محاصرہ کرلیا اس سے پہلے اس نے حاکم دمشق المعظم کو جو پیغام بھیجا تھا اس میں اسے سخت دھمکی دی تھی اس لئے وہ اپنے بھائی کی مدد نہیں کرسکا۔

شہاب الدین غازی نے مظفرالدین کوکبری سے مدد مانگی تو وہ موصل کی طرف روانہ ہوگیا اور اس کا محاصرہ کرلیا تاکہ اشرف کو خلاط کی طرف سے روک سکے، دمشق کا حکمران المعظم بھی اپنے بھائی غازی کی مدد کے لئے روانہ ہوگیا۔ موصل کا حاکم لؤلؤ محاصرے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوگیا تھا چنانچہ مظفرالدین دس دن تک اس کا محاصرہ کئے رہا مگر کامیاب نہیں ہوسکا اس لئے وہ ۶۲۱ھ کے درمیانی عرصے میں وہاں سے چلا گیا پھر اسے یہ اطلاع ملی کہ اشرف نے اپنے بھائی کے ہاتھ سے خلاط چھین لیا ہے تو وہ اپنے کئے پر سخت نادم ہوا۔

اہل عمادیہ کی بغاوت:......قلعہ عمادیہ موصل کے ماتحت تھا ۶۱۵ھ میں وہاں کے باشندوں نے بغاوت کی اور عمادالدین زنگی کے حامی بن گئے، پھر دوبارہ لؤلؤ حاکم موصل کے مطیع وفرمانبردار بن گئے اور کچھ عرصے تک یہ مطیع رہے پھر وہ اپنی عادت سے مجبور ہوکر سرکش ہوگئے اور لؤلؤ کو مجبور کیا کہ وہ اپنے نائب حاکم کو معزول کرے چنانچہ یکے بعد دیگرے وہ اپنے نائبوں کو معزول کرتا رہا، پھر خواجہ ابراہیم اور اس کا بھائی اپنے حامیوں کے ساتھ خود مختار بن گئے اور انھوں نے اپنے مخالفوں کو قلعہ سے باہر نکال دیا اور لؤلؤ کے خلاف علم بغاوت بلند کردیا۔

بغاوت کی سرکوبی:......لؤلؤ ان کی سرکوبی کے لئے ۶۲۲ھ میں روانہ ہوا اور ان کے قلعے کا محاصرہ کرکے ان کی خوراک کی فراہمی کا راستہ بند کردیا اس نے قلعہ ہزوان کی جانب بھی فوج کو بھیجا کیوں کہ عمادیہ والوں کی طرح انھوں نے بھی بغاوت کردی تھی چنانچہ جب ان کا محاصرہ کیا گیا تو وہ مطیع ہوگئے اور یہ قلعہ فتح کرلیا گیا۔

عمادیہ کی فتح:......اس کے بعد لؤلؤ نے اپنے نائب امین الدین کی کمان میں عمادیہ کی طرف فوج بھیجی اور خود موصل واپس آگیا، یہ محاصرہ اس سال کے ماہ ذوالقعدہ تک جاری رہا آخرکار عمادیہ والوں نے امین الدین سے مال وجاگیر اور قلعہ کا معاوضہ دینے اور صلح کرنے کے لئے رابطہ کیا اور لؤلؤ (حاکم موصل) نے اسے تسلیم کرلیا، امین الدین اس سے پہلے یہاں کا حاکم رہ چکا تھا، اس لئے یہاں اس کے خفیہ حامیوں کا ایک گروپ تھا جو اس کی امداد کے لئے تیار تھا اور اس سے رابطے میں رہتے تھے اس دوران اکثر اہل شہر خواجہ ابراہیم کی اولاد کی حرکتوں سے ناراض ہوگئے تھے کیونکہ ان کا یہ خیال

تھا کہ انھوں نے صلح کرنے میں اپنا مفاد پہلے رکھا ہے اور انھیں نظر انداز کر دیا ہے لہٰذا امین الدین کے خفیہ حمایتیوں کو ان پر حاوی ہونے کا موقع مل گیا چنانچہ انھوں نے خفیہ طور پر امین الدین کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ شہر پر رات کے وقت حملہ کرکے شہر والوں سے صلح کر لے چنانچہ اس نے ان سے صلح کر لی تو شہر والوں نے خواجہ ابراہیم کے بیٹوں پر حملہ کر دیا اور لولو کی حمایت میں نعرے بلند کئے یہ سن کر لشکر قلعہ پر چڑھ گیا اور امین الدین نے قلعہ کو فتح کر لیا اور اس سے پہلے کہ لولو خواجہ کے بیٹوں کے وفد سے کوئی معاہدہ صلح کرتا اس نے فتح کی اطلاع اسے بھیج دی۔

جلال الدین کی دوبارہ آمد:...... جلال الدین شکری بن خوارزم شاہ کے ساتھ ۶۱۲ھ میں تاتاریوں کی خوارزم، خراسان اور غزنہ میں جنگ ہوئی تھی ان جنگوں میں جلال الدین کو شکست ہوئی اور وہ ہندوستان چلا گیا پھر وہ وہاں سے ۶۲۲ھ میں واپس آیا اور عراق آذربائیجان کے علاقوں پر قبضہ کر لیا چونکہ وہ اشرف بن عادل کے خلاط اور جزیرہ کے علاقوں کے قریب پہنچ گیا اس لئے ان دونوں کے درمیان فتنے کا دروازہ کھل گیا چنانچہ اشرف کے قریبی علاقوں کے حکام نے اسے بھڑکانا شروع کیا۔

جلال الدین کی پیش قدمی اور واپسی:...... چنانچہ جلال الدین نے خلاط کی طرف اور مظفر الدین نے موصل کی طرف پیش قدمی کی اور وہ زاب کے قریب پہنچ کر جلال الدین کا انتظار کرتا رہا حاکم دمشق المعظم اور حماۃ کی طرف روانہ ہوگیا ادھر لولو نے موصل کے لئے اشرف سے فوجی مدد مانگی، چنانچہ وہ حران پہنچا اور اس کے بعد وہیں پہنچا تو دوسری طرف اس کے نائب حاکم نے بغاوت کر دی تو وہ تیز رفتاری کے ساتھ ادھر روانہ ہوگیا اور خلاط کے علاقے میں تباہی مچا کر وہاں سے چلا گیا۔

مخالفین کی واپسی:......اس کے چلے جانے کے بعد دوسرے مخالف حکام کے بازو کٹ گئے اور ان پر اشرف کا رعب طاری ہوگیا اس سے پہلے خود اس کا بھائی حمص اور حماۃ کے قریب پہنچ گیا اور اس نے حمص اور حماۃ کا محاصرہ کرنے کی دھمکی دی تھی دوسری طرف مظفر الدین بھی موصل کا گھیراؤ کرنے کی دھمکی دے رہا تھا مگر اب دونوں حمص اور حماۃ اور موصل کو چھوڑ کر اپنے اپنے شہروں کی طرف چلے گئے چنانچہ دوسرے حکام بھی اسی طرح اپنے علاقوں کی طرف لوٹ گئے۔

فتنۂ تاتاری:......تاتاری فوجوں نے جب ۶۲۸ھ میں جلال الدین خوارزم شاہ پر آمد میں حملہ کر کے اسے قتل کر دیا تو ان کا پھر مقابلہ کوئی بادشاہ نہ کر سکا لہٰذا وہ ملک عراق کے طول وعرض میں تباہی مچاتے گئے اور پھر وہ الجزیرہ میں داخل ہوگئے اور سب سے پہلے نصیبین کا علاقہ تباہ و برباد کیا پھر وہ نجار گئے اور اسے لوٹ لیا پھر خابور کے علاقہ میں داخل ہو کر وہاں تباہی مچائی۔

تاتاریوں کی واپسی:......تاتاریوں کا ایک گروپ موصل گیا اور اس کے علاقے کا صفایا کر دیا پھر وہ اربل پہنچے اور وہاں فساد برپا کیا تو مظفر الدین اپنا لشکر لے کر ان کے مقابلے لئے نکلا اس نے موصل کے حکمران سے بھی مدد مانگی تو لولو نے اس کی مدد کے لئے اپنی فوج بھیج دی اس کے بعد تاتاری فوج وہاں سے واپس آذربائیجان چلی گئی اس لئے تمام افواج اپنے اپنے شہر واپس چلی گئیں۔

مظفر الدین کی وفات:......اربل کا حاکم مظفر الدین کوکبری بن زین الدین کجک ۶۲۹ھ میں انتقال کر گیا اس کی وفات اس کے بھائی یوسف کے بعد صلاح الدین کے دور میں ہوئی اس نے وہاں چوالیس سال حکومت کی مگر چونکہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی اس لئے اس نے وصیت کی کہ اربل کی حکومت خلیفہ المستنصر کے حوالے کر دی جائے چنانچہ خلیفہ المستنصر نے وہاں اپنا نائب بھیج کر اربل پر قبضہ کر لیا اور یہ علاقہ بھی خلیفہ کی ماتحتی میں شامل ہوگیا۔

خوارزم شاہ کی فوج کا انتشار:......جب جلال الدین خوارزم شاہ آمد کے قریب شہید ہوگیا تو اس کی فوج رومی علاقے کے حکمران کیقباد چلی گئی چنانچہ اس نے اس سے مدد لی، جب ۶۳۴ھ میں اس کا انتقال ہوگیا اس کا فرزند کیخسرو حاکم بنا تو اس نے اس کے چیف کمانڈر کو گرفتار کر لیا اور باقی سپاہی وہاں سے چلے گئے اور ملک کے مختلف علاقوں میں روپوش ہوگئے، صالح نجم الدین ایوب، حران، کیفا اور آمد میں اپنے والد الملک العادل کی طرف سے نائب تھا اس نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ وہ خوارزم شاہ کی فوج کو اپنے ساتھ ملالے چنانچہ اس کے والد نے اس کی اجازت دیدی اور اس

نے اس فوج کو اپنے ہاں ملازم رکھ لیا جب اس کے باپ کا ۶۳۵ھ میں انتقال ہوا تو یہ فوج باغی ہو کر موصل چلی گئی جہاں لولو نے ان کو اپنے ساتھ ملا لیا اور ان کے ساتھ مل کر مختلف جنگیں لڑیں۔

ملک صالح سے معاہدہ:......اس صورت حال میں ملک صالح نے سنجار میں اس فوج کا محاصرہ کر لیا اور انھیں یہ لالچ دیکر اپنے ساتھ ملا لیا کہ وہ انھیں حران اور رہا کا علاقہ دیدے گا تا کہ وہ وہاں آباد ہو سکیں چنانچہ انہوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس نے وعدے کے مطابق انہیں دونوں علاقے دیدیئے اور انہوں نے دونوں علاقوں پر قبضہ کر لیا پھر انہوں نے لولو کے زیر کنٹرول نصیبین پر بھی قبضہ کر لیا اس وقت بنو ایوب کے خاندان میں جو شام کے مختلف علاقوں کے حکمران تھے بہت نا اتفاقی پیدا ہو گئی تھی چنانچہ ان کے انتشار کے احوال آگے چل کر ان کی سلطنت کے بیان میں ذکر کریں گے، اس وقت سنجار کی حکومت جواد یونس ابن مودود بن الہلال کے کنٹرول میں آ گئی تھی اس نے یہ حکومت صالح نجم الدین ایوب سے دمشق کی حکومت کے بدلے میں حاصل کی تھی مگر لولو نے اس سے ۶۳۷ھ میں یہ حکومت چھین لی تھی۔

خوارزم کی فوج سے جنگ:......اس کے بعد حلب کے حکمران اور خوارزمی افواج میں جنگ چھڑ گئی انھوں نے صفیہ خاتون بنت العادل سے مدد طلب کی تو اس نے معظم بوران شاہ بن صلاح الدین کی کمان میں فوجیں بھیجیں مگر انھوں نے اس لشکر کو شکست دے کر اس کے بھتیجے کو گرفتار کر لیا اور حلب میں داخل ہو کر اسے تباہ کر دیا اس کے بعد منبج کو فتح کر کے وہاں فتنہ وفساد برپا کیا اور انھوں نے رقہ سے دریائے فرات کو کاٹ دیا، جب وہ واپس جانے لگے تو دمشق اور حمص کی افواج ان کے تعاقب میں گئیں اور انھیں شکست دے کر ان کا قتل عام کیا چنانچہ وہ بھاگ کر اپنے شہر حران چلے گئے مگر حلب کی فوجیں بھی وہاں پہنچ گئیں اور انھوں نے حران فتح کر لیا، خوارزم کی فوجیں وہاں سے عانہ پہنچ گئیں یہ حالت دیکھ کر حاکم موصل لولو فوراً نصیبین پہنچا اور اس نے وہ شہر ان کے قبضے سے آزاد کرا لیا۔

لولو کی شکست:......صفیہ بنت العادل ۶۴۰ھ میں حلب میں انتقال کر گئی یہ وہاں اپنے والد عزیز محمد بن الظاہر غازی بن صلاح الدین کے بعد حکمران رہی تھی، اس کے بعد اس کا بھائی الناصر یوسف بن العزیز حاکم مقرر ہوا اس کا نگران اس کا آزاد کردہ غلام اجیال خاتونی مقرر ہوا ۶۴۸ھ میں اس کے لشکر اور حاکم موصل بدر الدین لولو کی افواج کے درمیان جنگ ہوئی جس میں لولو کو شکست ہوئی اور الناصر نے نصیبین، دارا، اور قرقیسیا کے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور لولو حلب پہنچ گیا۔

لولو کی ہلاکو خان کی اطاعت:......جب ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کر کے اسے فتح کیا اور خلیفہ مستعصم سمیت بغداد کے تمام معززین کو قتل کر دیا تو وہاں سے وہ آذربائیجان چلا گیا اس وقت لولو فوراً اس کے پاس پہنچا اور اس کی حکومت تسلیم کر کے موصل آ گیا۔

لولو کی وفات:......بدر الدین لولو ۶۵۷ھ میں انتقال کر گیا اس کا لقب الملک الرحیم تھا اس کے بعد اس کا ایک بیٹا صالح اسماعیل موصل کا حاکم بنا اس کا دوسرا بیٹا مظفر علاء الدین علی سنجار کا حاکم بنا اور جزیرۂ ابن عمر کا حاکم اس کا تیسرا بیٹا مجاہد اسحاق تھا ہلاکو خان نے انھیں کچھ عرصہ تک حکومت کرنے دی پھر ان سب سے ان کی حکومتیں چھین لیں اور پھر وہ سب مصر چلے گئے اور وہاں بادشاہ ظاہر بیبرس کے مہمان بن گئے۔

زنگی سلطنت کا خاتمہ:......ہلاکو خان نے شام کی طرف پیش قدمی کی اور اس پر قبضہ کر لیا، یوں خاندان اتابک زنگی کی سلطنت کا شام اور الجزیرہ کے تمام علاقوں سے مکمل خاتمہ ہو گیا

زنگی سلطنت کا شجرۂ نسب
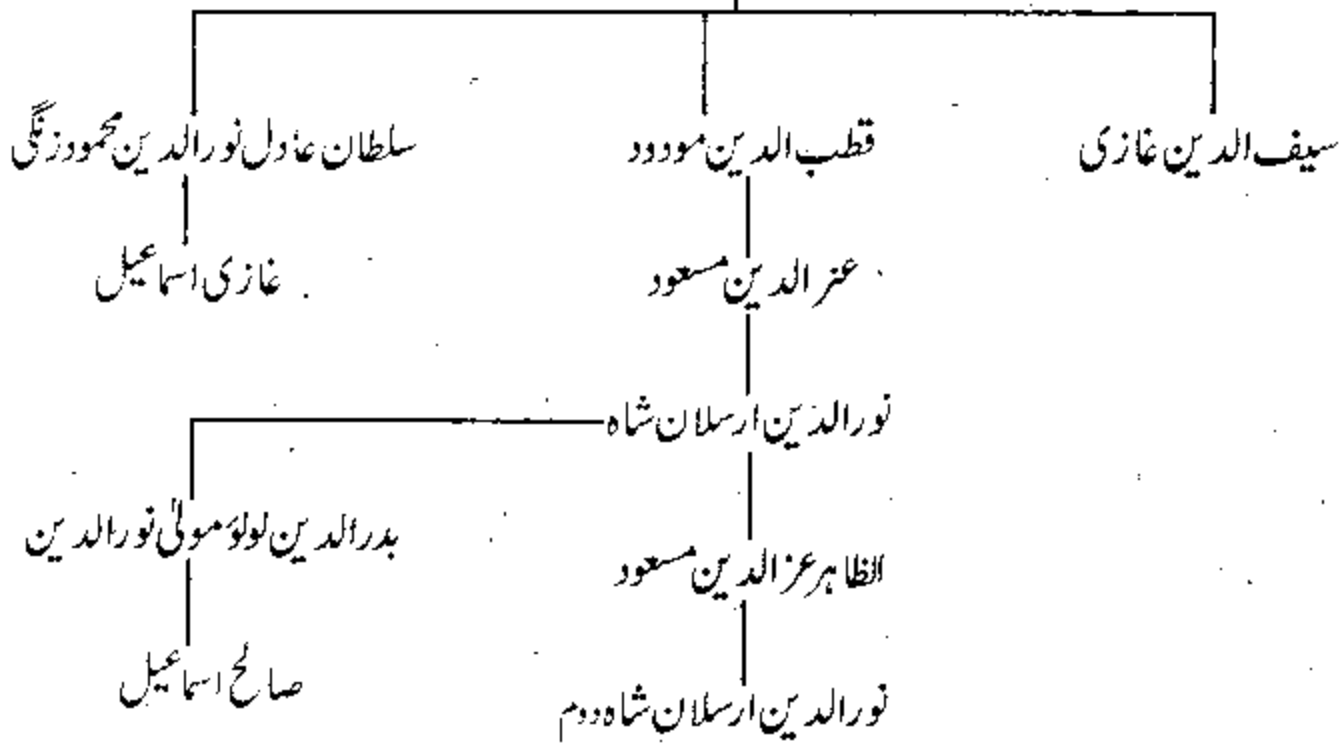
ایوبی خاندان کی سلطنت و حکومت:.....یہ سلطنت بھی زنگی خاندان کی ایک شاخ کی تھی ان کے جد امجد ایوب بن شادی کا نسب نامہ بعض مؤرخین یوں بیان کرتے ہیں ایوب بن شادی بن مروان بن علی بن عشرہ بن الحسن بن علی بن احمد بن علی بن عبد العزیز بن ہدایۃ بن الحصین بن الحارث بن سنان بن عمر بن مرۃ بن عوف الحمیری الدوسی۔

ایوبی خاندان کا بانی:.....مشہور مؤرخ ابن الاثیر کہتے ہیں کہ یہ لوگ روادیہ کرد قوم سے تعلق رکھتے ہیں ابن خلکان کہتے کہ اس خاندان کا جد امجد شادی دربن کا ایک معزز شخص تھا وہاں اس کا دوست بہروز رہتا تھا، جہاں اسے ایک خصی امیر نے قتل کرنے کی کوشش کی تو بہروز بھاگ کر سلطان مسعود بن محمد بن ملک شاہ کے پاس پہنچ گیا اور وہاں وہ اس کے بیٹوں کے خادم کی خدمت کرنے لگا، جب وہ خادم مر گیا تو سلطان نے بہروز کو اس کی جگہ پر اپنے بیٹوں کا خادم مقرر کر دیا جب اس کی صلاحیت اور قابلیت ظاہر ہوئی تو اسے ایک سرکاری عہدہ دیدیا گیا۔ اس وقت اس نے اپنے دوست شادی بن مروان کو بلوالیا کیونکہ ان دونوں میں بے حد محبت اور دوستی تھی لہٰذا شادی بہروز کے پاس پہنچ گیا۔

نجم الدین ایوب کی حکومت:.....پھر سلطان نے بہروز کو بغداد کا کوتوال بنادیا تو جب وہ بغداد گیا تو شادی کو بھی لے گیا پھر سلطان نے اسے قلعہ تکریت، جاگیر میں دیا تو اس نے شادی کو اس کا حاکم مقرر کر دیا جہاں شادی اپنی وفات تک حکومت کرتا رہا پھر اس کی وفات کے بعد بہروز نے اس کے بیٹے نجم الدین ایوب کو اس کی جگہ تکریت کا حکمران بنادیا جو اسد الدین شیر کوہ سے بڑا تھا اور وہ وہاں کافی مدت تک حکومت کرتا رہا۔

ایوب کا کارنامہ:.....موصل کے حکمران عماد الدین زنگی نے سلطان مسعود کی حمایت میں خلیفہ مسترشد کے خلاف ۵۲۰ھ میں حملہ کیا تھا تو اسے شکست ہوگئی تھی، چنانچہ جب وہ موصل جانے کے لئے واپس ہوا تو تکریت کے پاس سے گذرا اس وقت نجم الدین ایوب نے اسے راستے کا خرچ فراہم کیا اور دجلہ دریا کو عبور کرنے کے لئے پل تیار کرایا اور اسے دریا پار کرنے کے لئے ہر ممکن سہولت فراہم کی۔

ایوبی زنگی کے دربار میں:.....اس دوران اسد الدین شیر کوہ نے تکریت میں کسی کو قتل کر دیا اور اس کے بھائی نجم الدین ایوب نے اس کا فدیہ ادا

نہیں کیا تو بہروز نے اسے حکومت سے ہٹا کر ان دونوں بھائیوں کو تکریت سے نکال دیا، چنانچہ دونوں بھائی عمادالدین زنگی کے پاس چلے گئے جہاں زنگی نے ان دونوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور انہیں جاگیریں عطا کیں پھر جب زنگی نے ۵۳۲ھ میں بعلبک فتح کیا تو نجم الدین ایوب کو وہاں اپنا نائب بنادیا چنانچہ وہ اس کے دور میں وہاں کا حاکم رہا۔

دمشق میں قیام:......جب ۵۴۱ھ میں عمادالدین زنگی کی وفات ہوئی تو حاکم دمشق فخر الدین طغر کین نے بعلبک پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کرلیا آخر کار نجم الدین ایوب نے اس شرط پر ہتھیار ڈال دیئے کہ وہ اسے دمشق میں جاگیر دیگا چنانچہ وہ طغر کین کے ساتھ دمشق میں رہا۔

اسدالدین شیر کوہ:......البتہ اسدالدین شیر کوہ، نورالدین محمود بن زنگی کے ساتھ ہی رہا، زنگی نے اس کی انتظامی قابلیت سے متاثر ہو کر اسے حمص اور رحبہ کے شہر دے دیئے تھے اور اسے فوج کا چیف کمانڈر قرار دیا تھا، سلطان زنگی کا دمشق پر قبضہ اور اہل دمشق کی مداخلت اور امداد اسدالدین شیر کوہ کی مرہون محنت تھی، کیونکہ جب اس کا بھائی دمشق میں تھا وہ اس سے رابطے میں رہا، چنانچہ دونوں بھائیوں کی کوششوں اور تعاون سے ۵۴۹ھ میں دمشق فتح ہوگیا۔

فاطمی سلطنت کا زوال:......اس دور میں مصر میں فاطمی سلطنت کا زوال ہو چلا تھا اور اس کی ترقی رک گئی تھی بلکہ اس کے وزراء اپنے خلفاء پر حاوی ہو چکے تھے اور خلفاء کے اختیارات باقی نہیں رہے تھے اور چونکہ اس سلطنت پر زوال آگیا تھا، اس لئے صلیبی افواج مصر کے ساحل اور دیگر شہروں پر حملے کرنے لگی تھیں یہاں تک کہ انہوں نے مصر کے کئی شہروں پر قبضہ کرلیا تھا اور قاہرہ کے دربار خلافت پر بھی ان کا تسلط قائم ہوگیا تھا۔

اور ان پر ٹیکس بھی لگا دیا تھا، اس طرح اہل مصر سخت مصیبت میں مبتلا تھے اور یہ تمام تکالیف برداشت کر رہے تھے کہ آخر کار اتابک زنگی اور اس کی سلجوقی قوم نے ان کی فاطمی خلافت کی تحریک و دعوت کا خاتمہ کردیا اس طرح خلیفہ عاضد ان کا آخری خلیفہ ثابت ہوا۔

خلیفہ عاضد پر پہلے تو صالح ابن زریک وزیر کی حیثیت سے مسلط تھا اس کے بعد شاور سعدی غالب آگیا اس نے زریک بن صالح کو ۵۵۷ھ میں قتل کردیا تھا اور خود عاضد پر مسلط ہوگیا۔ پھر ضرغام اس وزیر پر غالب آگیا اور اس کو قاہرہ سے نکال دیا، نو مہینے تک مصر پر حکومت کرتا رہا۔

چنانچہ شاور شام بھاگ گیا اور ۵۵۹ھ میں نورالدین زنگی کے پاس فریاد لے کر پہنچا اور مصری سلطنت کی ایک تہائی آمدنی اسے دینے کا وعدہ کیا بشرطیکہ وہ اس کے ساتھ ایسی فوج بھیجے جو وہاں مستقل طور پر قیام کر سکے چنانچہ نورالدین نے یہ درخواست قبول کرلی اور اسدالدین شیر کوہ کو فوج دے کر بھیج دیا۔

ایوبی سلطنت کا آغاز:......شیر کوہ نے ضرغام کو قتل کر کے شاور کو اس کا مرتبہ وزارت بحال کردیا آخر کار اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فاطمی سلطنت ختم ہوگئی اور مصر اور اس کا تمام علاقہ ایوبی خاندان کے کنٹرول میں آگیا، ابتداء میں نورالدین محمود زنگی کی حکومت رہی مگر جب نورالدین زنگی کا انتقال ہوا اور سلطان صلاح الدین خود مختار حاکم بن گیا تو یہاں خلفائے عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا سلطان صلاح الدین اس کے بعد سلطان نورالدین محمود کے بیٹوں پر بھی حاوی ہوگیا اور اس نے شام کا علاقہ بھی ان سے چھین لیا، اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان کا چچازاد بھائی مودود بہت تباہی مچا چکا تھا اس طرح صلاح الدین کی سلطنت وسیع ہوتی گئی اور اس کی وفات کے بعد بھی اس خاندان کی سلطنت میں توسیع ہوئی حتی کہ یہ سلطنت بھی ختم ہوگئی۔

وزیر مصر کی فریاد پر روانگی:......پھر جب سلطان نورالدین محمود نے شاور کی فریاد پر اس کے ساتھ اپنا لشکر بھیجنے کا پروگرام بنایا تو اس نے اس لشکر کا کمانڈر اعلیٰ اسدالدین شیر کوہ بن شادی کو منتخب کیا وہ اس وقت اس کے بڑے امراء میں شامل تھا، سلطان نے اسے حمص سے بلوایا جہاں کا وہ حکمران تھا اور وہاں اس کی جاگیر تھی پھر سلطان نے فوج تیار کی اور ان کی خامیوں کی تلافی کی۔

شیر کوہ کی روانگی:......شیر کوہ دمشق سے جمادی الاولیٰ ۵۵۹ھ میں فوج لے کر چلا اس کے ساتھ ساتھ خود سلطان نورالدین بھی اپنی فوجیں لے کر صلیبیوں کے علاقوں کی جانب روانہ ہوا تاکہ وہ انھیں شیر کوہ کے لشکر کو روکنے یا لوٹانے سے روک سکے اور صلیبی حاکم مصر سے دوستانہ تعلقات اور معاہد

کے کی وجہ سے اس کے لشکر کو کوئی گزند نہ پہنچا سکے۔

ضرغام کا قتل:...... جب اسد الدین شیر کوہ اپنی فوج لے بلبیس پہنچا تو وہاں ضرغام کے بھائی ناصر الدین نے اس کا مقابلہ کیا مگر شکست کھا کر قاہرہ بھاگ گیا پھر خود ضرغام ماہ جمادی الاخریٰ کی آخری تاریخ کو مقابلہ کرنے نکلا مگر سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے مزار کے قریب اپنے بھائی سمیت مارا گیا۔

شاور کی غداری:...... پھر شیر کوہ نے شاور کو وزیر کے عہدہ پر بحال کر دیا مگر وزیر بننے کے بعد اس نے شیر کوہ کو واپس جانے کا حکم دیا اور اس معاہدہ سے پھر گیا جو اس نے کیا تھا جب اسد الدین شیر کوہ نے اس سے وعدہ پورا کرنے کا مطالبہ کیا تو اس نے منظور نہیں کیا اس لئے شیر کوہ نے بلبیس اور مصر کے مشرقی شہروں پر قبضہ کر لیا اس صورت حال میں شاور نے صلیبیوں سے فوجی امداد مانگی اور انھیں مراعات دینے کا وعدہ کر لیا چنانچہ انھوں نے اس کی درخواست فوراً منظور کر لی اور ان کا بادشاہ بڑی فوج لے کر روانہ ہو گیا اس نے ان صلیبیوں کو بھی اپنی فوج میں شامل کر لیا جو بیت المقدس کی زیارت کے لئے آئے تھے کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اسد الدین شیر کوہ مصر فتح کر لے گا یہ حالات دیکھ کر سلطان نور الدین فوج لے کر گیا تا کہ انھیں جنگ میں مشغول رکھ کر صلیبیوں کو وہاں جانے سے روکے مگر وہ آگے بڑھ چکے تھے۔

مشترکہ فوج سے مقابلہ:...... اسد الدین شیر کوہ بلبیس پہنچا تو مصری اور صلیبیوں افواج متحد ہو کر مقابلہ کے لئے آ گئیں انھوں نے اس کا تین مہینے محاصرہ کئے رکھا اور شیر کوہ صبح و شام ان سے جنگ کرتا رہا اور ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اس لئے صلیبی فتح حاصل نہ کر سکے البتہ انھوں نے اس کے ذرائع ابلاغ کے راستے بند کر دیئے تھے اس دوران سلطان نور الدین نے جزیرہ، دیار بکر اور مصر حارم کے حکام کو جنگ کرنے پر تیار کر لیا۔ چنانچہ جب صلیبی افواج مقابلہ کے لئے پہنچیں تو سلطان نے انھیں شکست دے کر ان کا صفایا کر دیا اور انطاکیہ و طرابلس کے حکام کو گرفتار کر لیا، حارم جو حلب کے قریب تھا، فتح کر لیا گیا، پھر سلطان بانیاس پہنچا جو دمشق کے قریب تھا اور اسے بھی اس نے فتح کر لیا جیسا کہ سلطان نور الدین کے حالات میں تفصیل سے گذر چکا ہے جب صلیبی افواج بلبیس میں اسد الدین شیر کوہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں تو انھیں اس شکست کی خبر ملی اس خبر سے ان کے حوصلے پست ہو گئے، مگر انھوں یہ خبر اسد الدین شیر کوہ سے صلح کی بات چیت شروع کر دی اور یہ شرط رکھی کہ وہ شام واپس چلا جائے، چنانچہ اس نے ان سے صلح کر لی اور اسی سال کے ماہ ذوالحجہ میں شام واپس چلا گیا۔

دوبارہ حملہ:...... اسد الدین شیر کوہ شام واپس آ گیا مگر چونکہ شاور کی غداری کا بدلہ لینا چاہتا تھا اس لئے وہ دوبارہ حملہ کرنے کے لئے فوج جمع کرتا رہا یہ فوجی تیاری اس نے ۵۶۲ھ تک مکمل کر لی چنانچہ جب اس نے فوج اکٹھی کر لی تو سلطان نور الدین نے اس کے ساتھ کمانڈروں کا ایک گروپ بھیجا اور مسلمان مجاہدوں کی حفاظت کے لئے بڑی تعداد میں فوج بھیجی جو مصر کی طرف روانہ ہو گئی جب شیر کوہ اطفیح کے مقام پر پہنچا تو اس نے وہاں سے مغربی علاقوں کی طرف دریا عبور کیا اور جیزہ کے مقام پر پڑاؤ کر کے پچاس دن تک ٹھہرا رہا۔

صلیبی کمک:...... ادھر شاور نے صلیبیوں سے امداد مانگ لی چونکہ صلیبیوں کو سلطان نور الدین اور شیر کوہ کی سلطنت کی توسیع و استحکام کا خطرہ تھا اس لئے وہ بہت جلد مصر پہنچ گئے اور انھوں نے بھی اپنی فوج کے ساتھ دریا عبور کر کے جیزہ میں پڑاؤ کیا شیر کوہ اس وقت وہاں سے بالائی مصر کی طرف روانہ ہو چکا تھا اور وہاں سے وہ ایک ایسی جگہ پہنچ چکا تھا جو بابمین کے نام سے مشہور تھی۔

دشمن کی تعداد اور مسلمانوں کے مشورے:...... دشمن کی فوجوں نے شیر کوہ کا تعاقب کر کے اسے بابمین پر پالیا یہ واقعہ ۵۶۲ھ کے درمیان کا ہے جب شیر کوہ نے دشمن کی بڑی تعداد کو دیکھا کہ وہ جنگ کے لئے مکمل طور پر تیار بھی تھی چنانچہ اس کے ساتھی ہمت ہار گئے اس لئے اس نے ان سے مشورہ کیا بعض افراد کا یہ کہنا تھا کہ دریائے نیل کو عبور کر کے مشرقی علاقے کی طرف چلے جائیں اور شام واپس چلے جائیں مگر ان کے کمانڈروں کی رائے یہ تھی کہ آخری دم تک جنگ لڑی جائے دوسری صورت میں انھیں سلطان نور الدین کے ناراض ہونے کا اندیشہ تھا۔

صلاح الدین کی پیش قدمی:...... لہٰذا غازی صلاح الدین نے جنگ کے لئے پیش قدمی کی چنانچہ صف بندی کی گئی اور صلاح الدین کو لشکر کے

قلب میں رکھا گیا اور شیر کوہ خود میمنہ میں ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو گیا جن کی وفاداری اور سرفروشی پر اسے اعتماد تھا چنانچہ دشمن نے صلاح الدین پر حملہ کیا تو اس نے صفیں درست کر کے ان کا مقابلہ کیا ادھر اسد الدین شیر کوہ نے اس کی بالکل مخالف سمت میں دشمن کی پچھلی صفوں پر حملہ کیا اور اس کے سورماؤں کو قتل اور بے شمار کو گرفتار کر لیا۔

دشمن کی شکست:...... یہ صورتحال دیکھ کر اگلی صفوں کی وہ افواج جو صلاح الدین سے جنگ کر رہی تھیں پسپا ہونے لگیں ان کا خیال یہ تھا کہ انھیں شکست ہو گئی ہے اس لئے وہ پیچھے کی طرف ہٹ گئیں وہاں انھوں نے دیکھا کہ اسد الدین شیر کوہ ان کی پچھلی صفوں کا صفایا کر رہا ہے لہٰذا وہ سب بھاگ کر مصر واپس چلے گئے۔

صعید اور اسکندریہ کی فتح:...... پھر یہاں سے اسد الدین شیر کوہ اسکندریہ پہنچا تو وہاں کے باشندوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی چنانچہ شیر کوہ نے صلاح الدین کو اپنا جانشین بنا کر مصر کے بالائی حصے صعید کی طرف پیش قدمی کی اور اسے فتح کر لیا اور اپنے کارکنوں کو وہاں ٹیکس وصول کرنے بھیج دیا۔

دشمن سے صلح:...... ادھر مصری اور صلیبی افواج قاہرہ پہنچ چکی تھیں انھوں نے اپنی جنگی کمزوریاں دور کر کے اسکندریہ کی طرف پیش قدمی کی اور صلاح الدین کا محاصرہ کر لیا یہ محاصرہ اس کے لئے بہت نقصان دہ رہا پھر اسد الدین شیر کوہ مصر کے بالائی حصے سے اس کی مدد کرنے کے لئے روانہ ہوا۔

صلح کی شرائط:...... ان کی تجاویز یہ تھیں کہ وہ اسکندریہ اہل مصر کو واپس کر دے، وہ اس کے بدلے اسے پچاس ہزار دینار دیں گے مصر کے بالائی حصے سے شیر کوہ نے جو ٹیکس وصول کیا ہے وہ اس کے علاوہ ہے، شیر کوہ نے ان کی یہ تجاویز اس شرط کے ساتھ منظور کیں کہ صلیبی افواج اپنے علاقوں کی طرف واپس چلی جائیں گی اور مصر کے کسی گاؤں پر بھی ان کا قبضہ نہیں ہوگا یہ معاہدہ اس سال کے ماہ شوال کے درمیان میں مکمل ہوا۔

اہلیان مصر پر صلیبی ٹیکس:...... اسد الدین شیر کوہ اور اس کی افواج ماہ ذوالقعدہ کی پندرہ تاریخ کو شام واپس آ گئیں مگر صلیبیوں نے (مصر کے وزیر) شاور پر یہ شرط عائد کر دی کہ قاہرہ میں ان کے محافظ برقرار رہیں گے اور شہر کے دروازے بھی ان کی حفاظت میں رہیں گے تاکہ وہ نور الدین زنگی کا مقابلہ کر سکیں انھوں نے اس پر ایک لاکھ دینار سالانہ ٹیکس بھی عائد کیا جسے اس نے قبول کیا اس کے بعد صلیبی افواج اپنے شہر کے ساحلی شہروں کی طرف واپس چلی گئیں مگر مصر میں وہ اپنے افسروں کا ایک گروپ چھوڑ گئیں۔

مصر کی فتح کا منصوبہ:...... جب صلیبیوں نے قاہرہ اور مصر پر ٹیکس عائد کیا وہاں محافظ دستے مقرر کئے اور شہر کے دروازے پر ان کا قبضہ ہو گیا تو وہ ملک پر اچھی طرح قابض ہو گئے انھوں نے وہاں اپنے ماہر افسروں کا ایک گروپ بھی برقرار رکھا جنھوں نے اپنی حیثیت وہاں مستحکم کر لی اور وہ سلطنت کی خفیہ جگہوں سے واقف ہو گئے اس کے بعد وہ پورے ملک کو فتح کرنے کے منصوبے بنانے لگے اور اس سلسلے میں انھوں نے شام کے حکمران سے جس کا نام مری تھا رابطہ شروع کیا شام میں اس جیسا کوئی صلیبی بادشاہ نہیں گزرا تھا صلیبیوں نے اسے اس بات پر بہت آمادہ کیا اور اسے سبز باغ دکھائے مگر اس نے ان کی یہ تجویز نہیں مانی تاہم افسروں نے اپنی کوششیں جاری رکھیں اور اسے سمجھایا کہ مصر فتح کرنے کے بعد وہ سلطان نور الدین پر بھی فتح حاصل کر لیں گے ورنہ مصر والے نور الدین کے حامی بن جائیں گے مگر ان تمام کوشش اور یقین دہانیوں کے باوجود وہ اپنی رائے پر قائم رہا آخر کار اس نے ان کی بات مان لی اور جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں، سلطان نور الدین کو جب اس کی جنگی تیاریوں کا علم ہوا تو اس نے بھی اپنی فوج جمع کی اور سرحدوں پر جو فوجیں تھیں انھیں بھی بلا لیا۔

مصر کا صلیبی محاصرہ:...... صلیبی فوج ۵۶۴ھ کے شروع میں مصر روانہ ہوئی اور انھوں نے ماہ صفر میں "بلبیس" فتح کر لیا اور وہاں خوب تباہی پھیلائی گئی پھر شاور کے دشمنوں کے خط ان کے پاس آئے جن میں ان کی حوصلہ افزائی کی گئی تھی چنانچہ انھوں نے مصر کی طرف پیش قدمی کی اور قاہرہ کا محاصرہ کر لیا۔

مصر میں آگ:...... یہ صورت حال دیکھ کر شاور نے مصر کو آگ لگا دینے کا حکم دیدیا تاکہ وہاں کے باشندے قاہرہ منتقل ہو جائیں اور یوں محاصرے

کا صحیح طرح مقابلہ کیا جا سکے، چنانچہ لوگ منتقل ہو گئے بعد میں ان کا شہر نذر آتش ہو گیا اس کے ساتھ ساتھ ان پر بھی ظلم ہوا اور ان کا مال و دولت لوٹ لیا گیا دو مہینے تک شہر میں آگ بھڑکتی رہی۔

صلح کی درخواست:...... ادھر عاضد نے سلطان نورالدین کے پاس اپنی فریاد پہنچائی چنانچہ اس نے اس کی فریاد سن کر لشکر تیار کرنا شروع کر دیا دوسری طرف قاہرہ کا محاصرہ سخت ہو گیا لہٰذا محاصرہ سے تنگ آ کر شاور نے صلیبی حکمران کو صلح کا پیغام بھیجا اور اپنے پرانے تعلقات جتلاتے ہوئے اس نے اعلان کیا کہ وہ صلیبیوں کا حامی ہے عاضد اور سلطان نورالدین کا حامی نہیں ہے اس نے اس سے درخواست کی کہ وہ مال لے کر صلح کر لے، کیونکہ مسلمان اس کے علاوہ ہر چیز سے نفرت کرتے ہیں۔

دس لاکھ پر صلح:...... چنانچہ جب صلیبی حکمران نے یہ دیکھا کہ قاہرہ فتح نہیں ہو سکتا تو اس نے دس لاکھ دینار پر صلح کر لی، شاور نے فوری طور پر ایک لاکھ دینار ان صلیبیوں کو ادا کر دیئے اس کے بعد اس نے انھیں چلے جانے کو کہا چنانچہ وہ چلے گئے اس کے بعد شاور نے باقی رقم جمع کرنی شروع کی مگر عوام اسے نہیں ادا کر سکی۔

فاطمی خلیفہ کا پیغام:...... ادھر خلیفہ عاضد کے قاصد مسلسل نورالدین کے پاس آتے رہے وہ یہ پیغام لاتے کہ اسدالدین شیر کوہ اور اس کی افواج محافظ لشکر کی حیثیت سے اس کے پاس رہیں ان کے تمام اخراجات وہ خود ادا کریگا نیز سلطان نورالدین کو مصر کی زمینوں کے ٹیکس کا تہائی حصہ دیتا رہے گا چنانچہ نورالدین نے اسدالدین شیر کوہ کو حمص سے بلایا اور اسے دو لاکھ دینار ضروری کپڑے مویشی اور اسلحہ فراہم کیا اور اس سے پوری افواج خزانوں اور فوجی نقل و حرکت کے انتظامات کے لئے خود مختار کمانڈر بنا دیا اور ہر سوار کے لئے بیس دینار مقرر کئے اس کے ساتھ اپنے کچھ امراء اور سپہ سالار بھی اس کے ساتھ روانہ کئے جو کہ یہ ہیں (۱) عز الدین خروک جو اس کے آزاد کردہ غلام تھا (۲) عز الدین قلیج (۳) شرف الدین وعش (۴) عز الدولہ الباروقی (۵) قطب الدین نیال بن حسان المنبجی۔

شیر کوہ کی روانگی:...... سلطان نے صلاح الدین ایوبی کو بھی اپنے چچا شیر کوہ کی مدد کے لئے روانہ کر دیا صلاح الدین نے پہلے تو معذرت کی مگر سلطان کی اصرار پر جانے کے لئے تیار ہو گیا پھر اسدالدین شیر کوہ ماہ ربیع الاول کے درمیان میں مصر کی طرف روانہ ہوا جب وہ مصر کے قریب پہنچا تو اس وقت صلیبی افواج اپنے وطن واپس چلی گئی تھیں یہ خبر سن کر سلطان نورالدین بہت خوش ہوا اور اس نے شام میں اس خوشخبری کے بعد خوشی میں تقریب منعقد کی۔

شاور کی غداری:...... اسدالدین شیر کوہ ماہ جمادی الاخریٰ کے نصف میں قاہرہ پہنچ گیا تھا اور شہر سے باہر اس نے پڑاؤ ڈالا تاہم خلیفہ عاضد نے اس سے ملاقات کی اور خلعت عطا کی اور اسے اور اس کے لشکر کو انعامات اور وظائف دیئے اسدالدین شیر کوہ اس بات کا انتظار کرتا رہا کہ معاہدے کے مطابق شرائط پوری کی جائیں، مگر شاور ٹال مٹول کرتا رہا اور وعدوں پر ٹرخاتا رہا پھر شاور نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ اسدالدین شیر کوہ کو گرفتار کر کے لشکر کو خود ملازم رکھ لے مگر اس کے بیٹے الکامل نے اسے اس ارادہ سے باز رکھا اس لئے اس نے یہ ارادہ ملتوی کر دیا ادھر شیر کوہ کے ساتھی شاور کی طرف تقریباً مایوس ہو چکے تھے اس لئے اس کے امراء نے آپس میں مشورہ کیا اس کا بھتیجا صلاح الدین اور عز الدین فردک اس بات پر متفق تھے کہ شاور کو قتل کر دیا جائے مگر شیر کوہ کو اس رائے سے اختلاف تھا۔

شاور کا قتل:...... ایک دن شاور صبح کے وقت شیر کوہ کی خیمہ گاہ میں اس سے ملنے آیا تو معلوم ہوا کہ وہ سوار ہو کر حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کے لئے گیا ہوا ہے اس وقت وہاں صلاح الدین اور عز الدین فردک موجود تھے وہ اس کے ساتھ شیر کوہ سے ملاقات کے لئے چلے مگر راستے میں انھوں نے اسے گرفتار کرایا اور فوراً شیر کوہ کو اس کی اطلاع دی خلیفہ عاضد نے بھی فوراً یہ پیغام بھیجا کہ اسے قتل کر دیا جائے لہٰذا انھوں نے اس کا سر کاٹ کر اس کے پاس بھیج دیا اس کے بعد خلیفہ عاضد نے اس کے گھروں کو لوٹنے کا حکم دیدیا چنانچہ عوام نے اس کے گھروں میں خوب لوٹ مار کی۔

وزارت پر تقرر:...... شیر کوہ خلیفہ عاضد کے محل میں آیا تو خلیفہ نے اسے وزیر بنا کر اس کا لقب الملک المنصور امیر الجیوش (سپہ سالار) رکھ دیا قصر

خلافت میں قاضی فاضل بیسانی کے قلم سے ایک فرمان جاری ہوا جس میں خلیفہ کے دستخط خاص سے یہ بات لکھی ہوئی تھی۔

فاطمی خلیفہ کا فرمان:...... یہ وہ فرمان ہے جو اس سے پہلے کسی وزیر کے لئے نہیں تحریر کیا گیا ہے اس لئے آپ اس عہدے پر فائز رہیں جس کا اللہ تعالیٰ اور امیر المؤمنین آپ کو اہل سمجھتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے آپ پر حجت ہے کہ اس نے آپ کو صحیح راستے کی طرف ہدایت کی ہے (اس لئے) آپ امیر المؤمنین کے فرمان پر اپنی پوری قوت کے ساتھ قائم رہیں آپ کو یہ فخر کرنا چاہیے کہ آپ خاندان نبوت کی خدمت فرما رہے ہیں اور یوں امیر المؤمنین نے اپنی کامیابی کے لئے ایک (صحیح) راستہ اختیار کرلیا ہے تم اپنی قسمیں پکی کرنے کے بعد انھیں ضائع مت کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔

شیر کوہ کی مصر پر حکومت:...... پھر اسد الدین شیر کوہ شاور کے دفتر میں بیٹھ کر وزارت کے کام انجام دینے لگا اور امور سلطنت انجام دینے لگا اس نے فوج کو جاگیریں عطا کیں اس نے امن وامان قائم کرکے اہل مصر کو اپنے شہر واپس آکر اپنے گھروں میں آباد ہونے کی ہدایت بھیجیں پھر اس نے سلطان نورالدین کو بھی تمام واقعات تفصیل سے لکھ کر بھیجے اور اپنا کام بدستور کرتا رہا۔

شیر کوہ کو خراج تحسین:...... جب شیر کوہ خلیفہ عاضد کے پاس گیا تو وہاں مصر کے سب سے بڑے استاذ جوہر الخصی نے اسکے بارے میں یوں بیان کیا کہ "ہمارے آقا خلیفہ عاضد آپ کے بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ "جب سے آپ آئے ہیں اس وقت سے ہم آپ کے عہدے اور مرتبے کو بہت پسند کرتے ہیں، اس واقعہ کا آپ کو بھی علم ہے ہمیں یقین ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے آپ کو ہمارے دشمنوں پر غالب کرنے کے لئے اس عہدے پر فائز فرمایا اس پر اسد الدین شیر کوہ نے خیر خواہی اور سلطنت سے وفاداری کا حلف اٹھایا پھر استاد موصوف نے خلیفہ عاضد کی طرف سے یہ کہا کہ "آج سے تمام اختیارات آپ کے ہاتھ میں ہیں۔

مشیر خاص کا عہدہ:...... اس کے بعد شیر کوہ کو از سر نو خلعت عطا کی گئی، شیر کوہ نے عبدالقوی کو اپنا جانشین اور مشیر مقرر کیا جو مصر کے قاضی القضاۃ اور فاطمی تحریک کے سب سے بڑے مبلغ داعی اعظم، پسند کیا اور اپنا مشیر خاص بنالیا۔

ادھر شاور کا بیٹا کامل اپنے تمام بھائیوں کے ساتھ محل میں بند ہو کر بیٹھ گیا شیر کوہ کو اس پر بہت افسوس ہوا کیونکہ اس نے اپنے والد کو بری حرکات سے روکنے کی بہت کوشش کی تھی۔

شیر کوہ کا انتقال:...... اسد الدین شیر کوہ کا ۵۶۴ھ میں ماہ جمادی الآخری میں انتقال ہو گیا وہ صرف دو مہینے وزیر رہا اپنی وفات کے قریب اس نے اپنے ساتھی بہاء الدین قراقرش کو وصیت کرتے ہوئے لکھا خدا کا شکر ہے کہ ہم اس ملک میں اپنے مقاصد اور ارادوں میں کامیاب ہو گئے اور یہاں کے باشندے ہم سے خوش ہیں اس لئے تم قاہرہ کی فصیل سے باہر مت نکلنا اور بحری بیڑے کے انتظام کے امور میں کبھی کوتاہی نہ کرنا۔

زنگی کے امراء میں اختلاف:...... جب شیر کوہ انتقال کر گیا تو وہ امراء اور حکام جو اس کے ساتھ مصر آئے تھے اس کی جگہ خود وزیر بننے کے امیدوار بن گئے وہ یہ تھے (۱) عزالدولہ الباروتی (۲) شرف الدین المشطوب الہکاری (۳) قطب الدین نبال بن حسان المنبجی (۴) شہاب الدین الحارمی۔ یہ صلاح الدین کے ماموں تھے ان میں سے ہر ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنے لگا۔

جوہ کا مشورہ:...... شاہی محل کے ممبر اور سلطنت کے خاص خاص ارکان نے اس بارے میں مشورہ کیا تو استاذ جوہر نے یہ مشورہ دیا کہ وزارت کا عہدہ خالی رہنے دیا جائے اور غز قوم کی فوج میں سے تین ہزار سپاہی منتخب کرکے ان کا چیف کمانڈر قراقرش کو بنا دیا جائے اور انھیں مشرقی علاقے میں جاگیر دیدی جائے چنانچہ یہ فوج وہاں رہ کر صلیبی حملوں کا دفاع کریگی اس طرح کوئی شخص خلیفہ پر حاوی اور غالب نہیں ہوگا بلکہ وہ خلیفہ اور عوام کے درمیان رابطہ اور وسیلے کا کام کریگا۔

صلاح الدین پر اتفاق رائے:...... مجھے لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ صلاح الدین کو اپنے چچا کا جانشین بنایا جائے چنانچہ سب لوگوں نے اس کی

تائید کی اور قاضی القضاۃ نے بھی جھجک اور تذبذب کے ساتھ صلاح الدین کی حمایت کی اس کی وجہ محض اس کا نوعمر ہونا تھا اور نہ اس میں خومختاری کے وہ جراثیم نہیں تھے جو اس کے دوسرے ساتھیوں میں موجود تھے ان لوگوں کا خیال یہ تھا کہ اس کی حکومت میں لوگوں کو اپنی رائے کی آزادی حاصل ہوگی۔

صلاح الدین بحیثیت وزیر مصر:......لہٰذا خلیفہ عاضد نے اس کو بلوا کر وزارت کا منصب عطا کیا اس کا لقب الملک الناصر رکھا اس تقرری کی وجہ سے صلاح الدین کے دوسرے ساتھی اس کے مخالف ہوگئے اور انھوں نے شروع میں اس کی اطاعت تسلیم نہیں کی مگر عیسیٰ الہکاری اس کا زبردست حامی رہا اور بعد میں اس نے اپنے ساتھیوں کو اس کا طرفدار بنالیا البتہ الیاروقی مخالف بنا رہا اور وہ سلطان نورالدین کے پاس شام چلا گیا اس کے بعد سلطان صلاح الدین نے مصر میں قدم جما لئے۔

صلاح الدین کی مقبولیت:......وہ مصر میں سلطان نورالدین کا نائب تھا اور سلطان نورالدین بھی خط وکتابت میں اسے امیر السفہار لکھتا تھا اور مصر کے تمام امراء کے ساتھ ساتھ اس سے ایک ہی طرح پیش آتا تھا سلطان صلاح الدین اتنی خوش اسلوبی کے ساتھ مصر کی سلطنت کا انتظام سنبھالتا رہا کہ عوام اس سے مطمئن ہوگئے وہ دل کھول کر ان پر بخشش کرتا تھا چنانچہ اس نے رعایا کے دلوں کو اپنا غلام بنالیا اس طرح خلیفہ عاضد کا اثر کم ہوتا چلا گیا پھر اس نے سلطان نورالدین سے یہ درخواست کی کہ وہ اس کے بھائیوں اور اس کے اہل وعیال کو مصر بھجوا دے چنانچہ سلطان نے انھیں شام سے مصر بھیج دیا، اس طرح اس کے تمام کام درست ہوگئے اور اس کی حکومت روز بروز ترقی کرتی رہی۔

موتمن الخلافت کی سازش:......خلیفہ عاضد کے محل میں ایک خصی امیر تھا جو محل کا داروغہ تھا اسے موتمن الخلافت کے نام سے یاد کیا جاتا تھا، چنانچہ جب ارکان سلطنت نے صلاح الدین کو وزیر تسلیم کرلیا تو اس نے کچھ لوگوں کے ساتھ سازش کی اور صلیبیوں سے خفیہ رابطہ کرکے انہیں حملہ کرنے کے لئے بلوایا اس کا مقصد یہ تھا کہ جب صلاح الدین ان کے مقابلے کے لئے نکلے تو وہ پیچھے سے حملہ کردے اور پھر اس کا تعاقب کریں اور اس صورتحال میں صلیبی صلاح الدین کا خاتمہ کردیں گے۔

سازش کا انکشاف:......اس سازشی گروپ نے ایک خط تیز رفتار ایلچی کے ذریعہ بھیجا اس نے وہ خط اپنے جوتوں میں رکھ لیا، راستے میں ایک ترکمانی شخص ملا اس نے نئے جوتے دیکھ کر اس سے چھین لئے مگر کچھ جاسوسوں کو نئے جوتوں پر شک وشبہ ہوا تو اسے صلاح الدین کے پاس لے آئے چنانچہ اس نے انہیں پھاڑا تو اندر سے خفیہ پیغام نکل آیا جسے اس نے پڑھ لیا، جب اس خط کے کاتب کو بلوایا گیا تو اس نے صلاح الدین کو اصل حقیقت بتادی مگر صلاح الدین نے یہ بات چھپائے رکھی اور موقع کا منتظر رہا چنانچہ ایک دن موتمن الخلافت سیر وتفریح کے لئے اپنے کسی گاؤں کی طرف روانہ ہوا تو صلاح الدین نے اس کے تعاقب میں ایک شخص کو بھیجا جو اس کا سر کاٹ کر لے آیا۔

قراقوش کی تقرری:......صلاح الدین نے اب محل کے خصیوں سے محل کی نگرانی وانتظام واپس لے لیا اور اس پر بہاء الدین قراقوش کو جو اس کا سفید فام خصی خادم تھا نگران مقرر کیا اور محل کے انتظامات اس کے سپرد کردیئے۔

مصر کے سیاہ فام افراد کی بغاوت:......مصر کے سیاہ فام لوگ موتمن الخلافت کے قتل پر بہت ناراض تھے چنانچہ پانچ ہزار سیاہ فام سلطان صلاح الدین سے جنگ کرنے پر تیار ہوگئے اور اس سال کے ماہ ذوالقعدہ میں اس کے محل کی محافظ فوج سے ان کا مقابلہ ہوا چنانچہ سلطان نے ان کے مرکز منصورہ میں آگ لگوادی جہاں ان کے اہل وعیال موجود تھے انہوں نے جب یہ خبر سنی تو وہ شکست کھا کر بھاگ گئے مگر گلیوں میں بھی ان کا تلواروں سے استقبال کیا گیا۔

بغاوت کا خاتمہ:......جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور وہ دریا عبور کرکے جیزا پہنچ گئے مگر سلطان صلاح الدین کا بھائی شمس الدولہ وہاں پہنچ گیا اور انہیں تباہ وبرباد کردیا۔

صلیبی جنگی تیاری:......صلیبی حکمران کو صلاح الدین کے حکمران بننے پر بڑا افسوس ہوا وہ اس بات پر بہت پشیمان تھے کہ وہ اسے اور اس کے چچا

شیر کوہ کو مصر جانے سے نہ روک سکے اب انہیں مصر پر سلطان نورالدین کے تسلط کی وجہ سے اپنی ہلاکت کا سخت خطرہ تھا اس لئے اس نے راہبوں اور پادریوں کو عیسائی علاقوں میں بھیجا تا کہ وہ انھیں دعوت دیں کہ وہ بیت المقدس کی حفاظت کریں صقلیہ (سسلی) اور اندلس (اسپین) کے صلیبیوں سے رابطہ کیا تا کہ وہ بھی امدادی فوج بھیجیں چنانچہ یہ سب ان کی مدد کرنے پر رضامند ہو گئے اور ان سب علاقوں کے رضا کار ۵۶۵ھ میں شام کے ساحلی علاقے میں اکٹھے ہو گئے۔ وہ ایک ہزار بحری جہازوں میں سوار تھے یہ سب صلیبی دمیاط کی طرف بھیجے گئے تھے تا کہ وہ اسے فتح کر کے مصر کے قریب پہنچ جائیں۔

حملہ کا مقابلہ:..... سلطان صلاح الدین نے دمیاط میں شمس الخواص منکبرس کو حکمران بنایا تھا اس نے صلاح الدین کو ان کے آنے کی اطلاع دی تو سلطان نے بہاالدین قراقوش کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور غز قوم کے امیروں کو حکم دیا کہ وہ آگے بڑھیں اس سے پہلے اس نے کشتیوں میں ہتھیار اور سامان خوراک اچھی طرح فراہم کر دیا تھا۔

سلطان صلاح الدین نے نورالدین سے بھی فوجی مدد مانگی، امداد کے طور پر اس نے اسے یہ بھی لکھا کہ مصری ارکان سلطنت کی شورش کی وجہ سے وہ خود وہاں نہیں جا سکتا۔

صلیبی علاقوں کی بربادی:..... لہٰذا سلطان نورالدین زنگی نے امدادی فوج بھیج دی اور خود بھی ایک لشکر لے کر روانہ ہوا، مگر صلیبی افواج راستے کی مخالف سمت سے لشکر لے کر سواحل شام پر ان کے علاقوں پر حملہ آور ہوئی اور ان میں خوب تباہی مچائی۔

دمیاط کا محاصرہ:..... صلیبی افواج نے دمیاط کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو انھیں اسوقت اس تباہی کی اطلاع ملی اس وقت وہ دمیاط کے شہروں پر قبضہ نہیں کر سکے تھے اور اس دوران ان کے بہت سے آدمی مارے گئے تھے اس لئے پچاس دن کے بعد انہوں نے محاصرہ کر دیا پھر سواحل شام کے صلیبی اپنے شہر واپس گئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے شہر ویران ہو چکے ہیں۔

نورالدین زنگی کی امداد:..... دمیاط کی جنگ میں سلطان نورالدین نے جو فوج سلطان صلاح الدین کی مدد کے لئے بھیجی تھی اس کے ساتھ کپڑوں اور اسلحے کے علاوہ دس لاکھ دینار بھی بھیجے تھے۔

نجم الدین کی مصر روانگی:..... سلطان صلاح الدین نے اس سال کے درمیان میں سلطان نورالدین سے یہ درخواست کی کہ وہ اس کے والد نجم الدین ایوب کو اس کے پاس بھجوا دے لہٰذا سلطان نورالدین نے اس کے والد کو ایک لشکر کے ساتھ بھیجا اس کے ساتھ تاجروں کا ایک گروپ بھی تھا سلطان نورالدین کو راستے میں کرک کے صلیبیوں کے حملے کا خطرہ تھا اس لئے وہ خود کرک گیا اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ کچھ کو اپنے ساتھیوں میں بخشش کے طور پر تقسیم کر دیا اور کچھ کو آزاد کر دیا۔

فاطمی خلیفہ عاضد کا کردار:..... خلیفہ عاضد جب بیمار ہوا تو اس نے سلطان صلاح الدین کو بلوایا مگر وہ نہیں گیا، کیونکہ اس نے اسے کوئی مکر و فریب کی چال سمجھا مگر جب اس کا انتقال ہو گیا تو اسے بہت ندامت ہوئی کیونکہ سلطان اسے شریف الطبع، نرم دل اور نیک سیرت انسان سمجھتا تھا۔

فاطمی سلطنت کا خاتمہ:..... پھر جب خلیفہ المستضی کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی خبر بغداد میں ہوئی تو مختلف خوشی کی تقریبات منعقد کی گئی اور سابق خلیفہ المستضی کے خاص خادم صندل کے ہاتھوں سلطان نورالدین اور سلطان صلاح الدین کو خلعت بھیجی گئیں صندل سلطان نورالدین کے پاس پہنچا، وہاں سے صلاح الدین اور مصر کے خطباء کے لئے خلعت بھیجی گئیں اور کالے جھنڈے بھی بھیجے گئے۔

نورالدین سے ناچاقی کی وجہ:..... ہم سلطان نورالدین کے تذکرے میں یہ لکھ چکے ہیں کہ سلطان نورالدین اور سلطان صلاح الدین کی ناچاقی ہو گئی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ سلطان صلاح الدین نے ۵۶۷ھ میں صلیبیوں کے شہروں پر حملہ کیا تھا اور کرک کے قریب قلعہ شوبک کا محاصرہ کر لیا تھا اور انھوں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے جب یہ اطلاع سلطان نورالدین کو ملی تو اسنے دوسری سمت سے صلیبی شہروں پر حملہ کرنے کا قصد کیا اور اسے ملاقات

کے لئے بلایا مگر سلطان صلاح الدین کو اس بارے میں شک ہوگیا کہ اگر اس نے سلطان نورالدین سے ملاقات کرکے اطاعت کا اظہار کیا تو اس کے بعد وہ اسے کہیں معزول نہ کردے اس لئے وہ فوراً مصر واپس چلا گیا اس نے یہ عذر پیش کیا کہ فاطمی امراء کی بغاوت کے بارے میں کچھ اطلاع ملی تھی، اس لئے وہ فوراً واپس چلا گیا۔

نورالدین اور صلاح الدین کی صلح:......سلطان نورالدین کو یہ حرکت پسند نہیں آئی اس لئے اس نے صلاح الدین کو معزول کرنے کا پروگرام بنالیا ادھر سلطان صلاح الدین کو بھی اس کی اطلاع مل گئی تھی اس لئے وہ مقابلے کے لئے تیار ہوگیا مگر اس کے والد نجم الدین ایوب نے اسے روکا اور اسے مشورہ دیا کہ وہ سلطان نورالدین سے نرم رویہ اختیار کرکے اس سے رابطہ کرلے کیونکہ اگر اسے مخالفانہ باتوں کی اطلاع ملے گی تو وہ معزولی کا پکا پروگرام بنالے گا اس لئے سلطان صلاح الدین نے ایسا ہی کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سلطان نورالدین نے اس کے ساتھ صلح کرلی اور ان دونوں کے پرانے تعلقات بحال ہوگئے مشترکہ طور پر دونوں بادشاہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ دونوں مل کر کرک پر حملہ کریں گے۔

چنانچہ سلطان صلاح الدین نے ۵۶۸ھ میں اس مقصد کے لئے پیش قدمی کی سلطان نورالدین بھی جنگی تیاری کے بعد دمشق سے روانہ ہوگیا جب وہ کرک سے دو منزلوں کے فاصلے پر الرقیم کے مقام پر پہنچا اور سلطان صلاح الدین کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو صلاح الدین کو دوبارہ اپنی معزولی کا شک ہوگیا اتنے میں اس کے والد نجم الدین ایوب کی بیماری کی اطلاع آئی تو فوراً واپس چلا گیا واپسی پر اس نے نورالدین الفقیہ الہکاری کو اس کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس کے والد کی بیماری کی اطلاع دے کر معذرت پیش کرے اور بتائے کہ صلاح الدین ایوبی اس وجہ سے واپس چلا گیا ہے چنانچہ سلطان نورالدین نے اس کا یہ عذر تسلیم کرلیا اور خود بھی دمشق واپس چلا گیا۔

نجم الدین ایوب کا انتقال:......جس وقت سلطان صلاح الدین مصر گیا تھا تو اس وقت اس کا والد نجم الدین ایوب سلطان نورالدین کے پاس کچھ عرصہ تک دمشق میں رہا مگر جب سلطان صلاح الدین کی حکومت مصر میں مضبوط ہوگئی تو سلطان نورالدین نے ۵۶۵ھ میں اپنے لشکر کے ساتھ اسے مصر بھیجا اور خود لشکر کے ساتھ کرک کا محاصرہ کرنے کے لئے روانہ ہوگیا تاکہ صلیبی افواج اس کا راستہ نہ روک سکیں، جب نجم الدین مصر پہنچا تو خلیفہ عاضد نے شہر سے نکل کر اس کا استقبال کیا پھر وہ مصر میں عزت واحترام کے ساتھ رہا، جب سلطان صلاح الدین ۵۶۸ھ میں دوسری مرتبہ سلطان نورالدین سے کیا ہوا وعدہ پورا کرنے کے لئے کرک روانہ ہوا، تو نجم الدین مصر ہی میں مقیم رہا اس زمانے میں وہ ایک مرتبہ گھوڑے پر سوار ہوکر شہر سے باہر نکلا اس وقت گھوڑے نے سرکشی اور اٹھکیلیاں کرتے ہوئے اسے گرادیا اور وہ زخمی ہوکر گھر واپس آیا پھر اس کے بعد چند دن بیمار رہنے کے بعد اسی سال کے ماہ ذوالحجہ میں اس کا انتقال ہوگیا۔ نجم الدین نہایت نیک سیرت، انسان فیاض تھا وہ علماء اور فقراء سے اچھا سلوک کرتا تھا۔

طرابلس الغرب میں ایوبی حکومت کا قیام:......قراقوش، تقی الدین عمر بن شاہ بن نجم الدین ایوب کا آزاد کردہ غلام تھا جو سلطان صلاح الدین کا بھتیجا تھا، ایک دفعہ اس کے آقا نے کسی وجہ سے اس پر غصہ کیا تو وہ ناراض ہوکر مغرب شمالی افریقہ کی طرف چلا گیا اور طرابلس الغرب کے قریب جبل نفوسہ میں مقیم ہوگیا اور وہاں کے لوگوں کو اپنے آقاؤں یعنی خاندان ایوبی کی اطاعت کی دعوت دیتا رہا۔

مسعود ابن زمام کا اثر:......ان پہاڑ کی وادیوں میں مسعود ابن زمام جو بلطہ کے نام سے مشہور تھا اپنے قبیلہ رباح کے ساتھ جو بلال بن عامر کے عربوں سے متعلق تھا مقیم تھا اس نے سلطان عبدالمؤمن کی جو موحدین کا حکمران اور مہدی کا جانشین تھا اطاعت قبول نہیں کی تھی اس لئے وہ مغرب اور افریقہ سے اپنے قبیلے کو لیکر اس دور افتادہ علاقے میں رہنے لگا تھا۔

طرابلس الغرب کی فتح:......قراقوش نے اسے اپنے آقاؤں کو ایوبی خاندان کی اطاعت قبول کرنے پر تیار کرلیا، چنانچہ اس نے اس کی دعوت قبول کرلی، اور اپنے قبائل سمیت قراقوش کے ساتھ طرابلس کی طرف روانہ ہوگیا، قراقوش نے طرابلس الغرب کا محاصرہ کرکے اس شہر کو فتح کرلیا اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ یہاں کے محل میں رہنے لگا۔

دیگر فتوحات:......پھر قراقوش سے ایک شہر قابس، توزر، نفطہ اور بلاد نفزادہ پر جو افریقہ کے شہر تھے قابض ہوگیا، اس طرح سے اس نے بہت سا مال

ودولت جمع کر لیا اور اس کا ذخیرہ شہر قابس میں رکھا، یہ شہر ان عرب قبائل کے حملوں کی وجہ سے ویران ہو گئے تھے کیونکہ یہاں کے باشندے اپنے شہروں کا دفاع نہیں کر سکتے تھے۔

ابن غانیہ اور صلاح الدین: ...... پھر قراقوش کے حوصلے بڑھ گئے اور وہ اب افریقہ کا سارا علاقہ فتح کرنے کا خواب دیکھنے لگا اس نے یحییٰ بن غانم متوفی سے تعلقات قائم کر لیے، جو اس علاقے کی سابق سلطنت کا ایک باغی امیر تھا چنانچہ ان دونوں کے مشترکہ کارنامے موحدین کی سلطنت میں قابل ذکر ہیں مگر آخر کار ابن غانیہ قراقوش کے مفتوحہ علاقوں پر مسلط ہو گیا اور اس نے قراقوش کو قتل کر دیا جیسا کہ موحدین کی سلطنت کے حالات میں لکھا گیا۔

نوبہ کے قلعہ کی فتح: ...... جب وہ نوبہ یا یمن کو فتح کر لیا چنانچہ سلطان صلاح الدین کے بڑے بھائی شمس الدولہ توران شاہ ابن ایوب نے نوبہ کی طرف پیش قدمی کی اور ۵۶۸ھ میں وہ لشکر لے کر وہاں پہنچ گیا وہاں پہنچ کر اس نے ایک سرحدی قلعے کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا مگر جب اس نے اس علاقہ کا جائزہ لیا تو اسے وہاں آمدنی کے ذرائع نظر نہیں آئے اور نہ ہی وہاں ٹیکس وصول کرنے کا کوئی امکان تھا کیونکہ وہاں کے باشندوں کی غذا صرف باجرہ تھی اور وہاں کے لوگ تنگدستی کے ساتھ گذارا کر رہے تھے اس لئے کہ ہر وقت وہاں فتنہ وفساد ہوتا رہتا تھا اس لئے اس نے انہی سرحدی فتوحات پر اکتفا کیا اور آگے نہیں بڑھا اور غلاموں اور لونڈیوں کو لے کر واپس آ گیا۔

یمن کی طرف پیش قدمی: ...... جب وہ مصر واپس آیا تو وہاں تھوڑے عرصہ تک رہا پھر سلطان صلاح الدین نے اسے یمن بھیج دیا، یمن پر ۵۵۴ھ میں علی بن مہدی خارجی قابض ہو گیا اور اب یہاں کا حاکم اس کا بیٹا عبدالنبی تھا اور اس کا دارالحکومت زبید تھا اور وہاں کے کچھ حصے پر یاسر بن ہلالی حکمران تھا جو بنوالزریع کے حکمران کے خاندان سے تھا۔

عمارۃ الیمنی العبیدی جو مشہور شاعر اور بنوزریک (سابق وزیر مصر) کا مصاحب تھا ان کا امیر تھا اس کا خاندان یمن سے تعلق رکھتا تھا وہ شمس الدولہ کا ملازم تھا اور اسے یمن فتح کرنے کی ترغیب دیتا رہتا تھا۔

لہٰذا شمس الدولہ نے جنگی تیاریاں مکمل کرنے اور فوجی خامیاں دور کرنے اور مال واعیال کا سامان فراہم کرنے کے بعد یمن کی طرف پیش قدمی کی اور ۵۶۹ھ کے درمیانی عرصے میں مصر سے روانہ ہو گیا، وہ مکہ معظمہ سے گذرتا ہوا زبید پہنچا وہاں یمن کا حکمران عبدالنبی بن علی بن مہدی تھا وہ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلا اور جنگ کرتا رہا مگر آخر کار اسے شکست ہوئی اور وہ شہر میں محصور ہو گیا اب شمس الدولہ کے سپاہی اس کے فصیلوں پر چڑھ کر شہر میں گھس گئے اور شہر کو فتح کر لیا انہوں نے شہر کے حاکم عبدالنبی اور اس کی بیوی کو گرفتار کر لیا، شمس الدولہ نے شہر کے امراء میں سے مبارک بن کامل ابن منقذ کو زبید کا حکمران بنایا جو کہ اس کی فوج میں شامل تھا۔

عبدالنبی کی گرفتاری: ...... اس نے عبدالنبی کو مبارک کے حوالے کر دیا تا کہ وہ اس سے مال ودولت نکال سکے چنانچہ اس کے پاس سے بہت سے خفیہ خزانے ملے، جہاں بہت سا مال ودولت جمع تھی پھر اس کی بیوی نے بھی کچھ خزانوں کا پتہ بتایا یہاں سے بھی خوب مال ودولت نکلی پھر زبید کی مساجد میں عباسی خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

فتح عدن: ...... وہاں سے شمس الدولہ توران شاہ عدن گیا جہاں کا حکمران یاسر بن بلال تھا اس کے والد بلال بن جریر نے اپنے موالی بنوالزریع سے یہ سلطنت چھین لی تھی اور اس کے بعد اس کا بیٹا یاسر حکمران بنا، یاسر مقابلہ کرنے آیا مگر شمس الدولہ نے اسے شکست دیدی اور اس کے لشکر نے شہر پر قبضہ کر لیا اور یاسر کو گرفتار کر کے شمس الدولہ کے پاس لے آئے، جب وہ عدن میں داخل ہوا تو یمن کا حاکم عبدالنبی بھی اس کے ساتھ موجود تھا، شمس الدولہ نے اس کے گردونواح کا علاقہ بھی فتح کر کے زبید واپس آ گیا، پھر وہ کوہستانی علاقوں کو فتح کرنے روانہ ہوا چنانچہ اس نے سب سے مضبوط قلعہ تعبر، قلعہ تعکر، جند اور دوسرے قلعے فتح کر لئے۔

یمن کے مرکز کی تبدیلی: ...... اس نے عدن کا حاکم عزالدولہ عثمان بن زنجیلی کو مقرر کیا اور زبید کو اپنا دارالحکومت قرار دیا مگر یہ (مرکز) مضر صحت ثابت ہوا تو وہ طبیبوں کو لے کر کوہستانی علاقوں میں گھومتا رہا تا کہ وہ رہائش کے لئے عمدہ آب وہوا کی جگہ کا انتخاب کریں چنانچہ طبیبوں نے تعز کا علاقہ

پسند کیا تو اس نے وہاں ایک شہر تعمیر کرایا اور اسے اپنا دارالحکومت بنایا پھر اس کی سلطنت اس کی اولاد اور اس کی موالی (آزاد کردہ غلام خاندان) بنو رسول میں قائم رہی جن کا حال ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

فاطمیوں کی سازش:......مصر میں فاطمی گروہ کے کچھ لوگ موجود تھے جن میں عمار بن ابوالحسین یمنی (جو کہ مشہور شاعر تھا) عبدالصمد الکاتب، قاضی عویدس، ابن کامل، داعی الدعاۃ، فوج کے کچھ افراد اور شاہی محل کے ملازمین شامل تھے انہوں نے یہ سازش کی کہ صقلیہ اور سواحل شام کے ساحلی علاقوں سے صلیبی افواج کو بلوایا جائے انہوں نے صلیبیوں کو مصر بلوانے میں مال و دولت بھی خرچ کی ان کا منصوبہ یہ تھا کہ اگر سلطان صلاح الدین خود فوج لے کر ان کے مقابلہ کے لئے نکلے تو یہ لوگ قاہرہ میں بغاوت کر دیں گے۔

اور اگر وہ خود قاہرہ میں مقیم رہے اور صلیبیوں کے مقابلہ کے لیے اپنی فوج بھیجے تو وہ اس کی تنہائی سے فائدہ اٹھا کر اسے گرفتار کر لیں گے اس سازش میں ان کے ساتھ سلطان صلاح الدین کے امراء کا ایک گروپ بھی شامل ہو گیا تھا انہوں نے یمن میں اس کے بھائی توران شاہ کی موجودگی کو غنیمت سمجھ لیا، انہیں اپنے اس منصوبہ کی کامیابی کا اتنا یقین تھا کہ انہوں نے آپس میں سلطنت کے تمام عہدے بھی تقسیم کر لیے تھے اور وزارت کے عہدے کے لئے بنوزریک اور بنوشاور کا ایک شخص امیدوار تھے۔

مخبروں کی اطلاع:......علی بن یحییٰ الواعظ بھی اس سازش میں ان کے ساتھ مل گیا تھا اس نے صلاح الدین کو اس سازش کی اطلاع دے دی چنانچہ صلاح الدین نے صلیبیوں کے علاقے میں بھی اپنے جاسوس بھیج دیئے تھے جو ان کے ایلچی کے پیچھے لگے ہوئے تھے چنانچہ جب انہوں نے اصلی واقعات بتائے تو صلاح الدین نے انہیں گرفتار کر لیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ علی بن یحییٰ نے اس سازش کی اطلاع قاضی کو دی اور اس نے یہ اطلاع سلطان صلاح الدین تک پہنچائی تھی گرفتاری کے بعد سلطان نے حکم دیا کہ ان سازشیوں کو پھانسی دے دی جائے۔

عمارہ شاعر قاضی کے گھر کے پاس سے گزرا تو اس نے قاضی سے ملنا چاہا مگر ملاقات نہ ہو سکی اس موقع پر اس نے یہ مشہور شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے: عبدالرحیم روپوش ہو گیا ہے اس کا صحیح سلامت ہونا عجیب بات ہے، پھر ان سب سازشیوں کو پھانسی دے دی گئی اور اعلان کیا گیا کہ فاطمی فرقہ کے تمام لوگوں کو مصر کے بالائی حصے (صعید) میں بھیج دیا جائے سلطان عاضد کے اولاد کا بھی محل میں محاصرہ کر لیا گیا اس کارروائی کے بعد صلیبی افواج صقلیہ سے اسکندریہ آ گئیں۔

مصر پر صلیبیوں کا حملہ:......جب فاطمی گروہ کے ایلچی صقلیہ کے پاس پہنچے تو وہ جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور انہوں نے جنگجو صلیبیوں کے دوسو بحری جہاز روانہ کئے جن میں پچاس ہزار پیدل اور پانچ سو سوار سپاہی تھے ان میں تیس گاڑیاں گھوڑوں کی تھی اور چھ گاڑیاں سامان جنگ کی تھیں اور چالیس گاڑیاں کھانے پینے کے سامان کی تھیں، ان کی کمان حاکم صقلیہ کے چچازاد بھائی کے پاس تھی چنانچہ جب یہ لوگ ۵۷۰ھ میں اسکندریہ کے ساحل پر اترے تو شہر والے فصیلوں پر چڑھ کر ان کا مقابلہ کرنے لگے اور فصیلوں پر منجنیقیں نصب کر دیں۔

فرنگیوں کو شکست:......اس جنگ کی اطلاع جب صلاح الدین ایوبی کے پاس پہنچی تو ہر طرف سے کمانڈر صاحبان اسکندریہ پہنچ گئے یہ سب تیسرے دن ہی نکلے اور صلیبیوں سے لڑتے رہے اور آخر کار ان پر غالب آ گئے، دن کے آخری حصہ میں فوج کو یہ خوشخبری ملی کہ سلطان صلاح الدین وہاں پہنچ رہے ہیں لہٰذا وہ جنگ کا فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور رات کا اندھیرا ہو جانے کے بعد انہوں نے صلیبیوں کے خیموں پر جو ساحل سمندر پر لگے ہوئے تھے، حملہ کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صلیبی بھاگ کر کشتیوں میں سوار ہو گئے جس کا انجام یہ ہوا کہ بے شمار افراد مارے گئے اور کچھ ڈوب کر مر گئے، صلیبی فوج کی بہت تھوڑی تعداد بچ سکی، ان میں سے تقریباً تین سو افراد نے رات کے وقت ایک ٹیلے کی چوٹی پر پناہ لی مگر صبح کے وقت وہاں سے اترے تو ان میں سے ایک گروپ مارا گیا اور باقی کو گرفتار کر لیا گیا آخر کار وہ اپنے بحری بیڑے کو واپس لے گئے۔

کنز الدولہ کی بغاوت:......اسوان کے علاقے میں ایک عرب سردار تھا جس کا لقب کنز الدولہ تھا وہ مصر میں فاطمی فرقہ کا حامی تھا اس بارے میں

اس کے کارنامے بھی مشہور تھے جب سلطان صلاح الدین مصر کا حاکم بنا تو اس نے اپنے امراء کے درمیان مصر کا بالائی حصہ تقسیم کر دیا تھا چنانچہ ۵۷۰ھ میں کنز الدولہ نے بغاوت کا اعلان کر دیا عرب اور حبشی اس کے ساتھ مل گئے اور انہوں نے ابوالھیجاء السمین کے بھائی کے علاقے میں گھس کر اسے مار ڈالا، ابوالھیجاء السمین سلطان صلاح الدین کا بڑا امیر تھا اس لئے سلطان نے کنز الدولہ سے جنگ لڑنے کے لئے اسے بھیجا اس کے ساتھ دیگر کمانڈروں اور ایک بڑا لشکر بھی روانہ کیا چنانچہ وہ سب اسوان روانہ ہو گئے۔

بغاوت کی سرکوبی:......یہ فوج دارالحکومت کے قریب پہنچی تو فوج نے باغیوں کے ایک گروپ کا محاصرہ کر لیا اور انہیں شکست دے کر ان کا صفایا کر دیا پھر یہ فوج کنز الدولہ کی طرف بڑھی اور اس سے جنگ کر کے اسے شکست دے دی، اس جنگ میں کنز الدولہ مارا گیا اور اس کے ساتھیوں کا بھی صفایا کر دیا گیا اور اس کے بعد اسوان اور مصر کے بالائی حصہ صعید میں امن وامان کا دور دورہ ہو گیا۔

نورالدین زنگی کی وفات:......سلطان صلاح الدین مصر میں سلطان نورالدین کے زیر اثر حکومت کر رہا تھا، سلطان نورالدین کا ۵۶۹ھ میں انتقال ہو گیا تو اس کا بیٹا صالح اسماعیل، شمس الدین محمد بن عبدالملک المقدم کی زیر نگرانی سلطان بن گیا، سلطان صلاح الدین نے اس کی اطاعت قبول کر لی مگر اس بات پر ملامت کا اظہار بھی کیا کہ اس سے اس بارے میں مشورہ کیوں نہیں کیا گیا۔

الجزیرہ پر غازی کا تسلط:......اس کے بعد موصل کا حاکم غازی بن قطب الدین نے نورالدین کے زیر کنٹرول الجزیرہ کے علاقوں میں سے نصیبین، خابور، حران، رہا اور رقہ پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا، جب صلاح الدین کو ان واقعات کی خبر ملی تو وہ نورالدین کی حکومت سے سخت ناراض ہوا کہ انہوں نے اس کی اطلاع نہیں دی ورنہ وہ ان علاقوں کا دفاع کرتا۔

حلب کی خود مختاری:......سلطان نورالدین نے سعد الدین کمشتکین کو قلعہ موصل کا حکمران مقرر کیا اور سیف الدین غازی کو حکم دیا کہ وہ اپنے امور سلطنت میں اس سے مشورہ لیا کرے چنانچہ جب نورالدین کا انتقال ہوا تو وہ حلب چلا گیا اور وہاں شمس الدین علی بن الدایہ کے پاس رہنے لگا جو نورالدین کے انتقال کے بعد وہاں کا خود مختار حاکم بن گیا تھا ابن الدایہ نے اسے ایک لشکر کے ساتھ دمشق بھیجا تا کہ وہ سیف الدین غازی کے مقابلہ پر ملک صالح کو حلب لے کر آئے، وہاں کے ارکان سلطنت نے پہلے اس کی تجویز کی مخالفت کی اور اسے وہاں سے نکال دیا مگر غور وفکر کے بعد وہ اس تجویز کے حامی ہو گئے اور کمشتکین کو بلوالیا چنانچہ وہ ملک صالح کو لے کر آ گیا، حلب میں داخل ہوتے ہی اس نے الدایہ اور حلب کے دوسرے ارکان سلطنت کو گرفتار کر لیا اور ملک صالح کے زیر نگرانی خود وہاں کا مختار حاکم ہو گیا، اس کے اس اقدام سے دمشق کے امراء کو خوف لاحق ہو گیا اور انہوں نے سیف الدین غازی کو پیغام بھیجا کہ وہ اس شہر پر قبضہ کر لے مگر غازی نے اس پیغام کو اپنے چچازاد بھائی کی طرف سے سیاسی فریب سمجھ کر اس تجویز پر عمل نہیں کیا بلکہ اس کے زیر کنٹرول شہروں کے بارے میں اس نے اپنے چچازاد بھائی سے صلح کر لی۔

فتح دمشق:......اس کے بعد امرائے دمشق نے یہی تجویز سلطان صلاح الدین کو بھیجی، اس تجویز کا سب سے بڑا شخص ابن المقدم تھا سلطان صلاح الدین نے اس تجویز پر فوری کاروائی کی اور فوراً شام کی طرف پیش قدمی کر کے بصرہ فتح کر لیا پھر وہ دمشق کی طرف روانہ ہو گیا اور ماہ ربیع الاول کے آخر میں ۵۷۰ھ میں دمشق میں داخل ہو گیا اور وہاں اپنے والد کے گھر میں ٹھہرا جو عقیقی کے نام سے مشہور تھا، سلطان نے قاضی کمال الدین ابن شہرزوری کے ذریعہ قلعۂ دمشق کے حاکم ریحان الخادم کو یہ پیغام بھیجا کہ صلاح الدین ملک صالح کا ہی مطیع وفرمانبردار ہے وہ صرف اس کی مدد کرنے کے لئے ہی آیا ہے، اس پیغام کے بعد ریحان نے قلعہ سلطان کے حوالہ کر دیا لہذا اس نے دمشق پر اپنا جانشین اپنے بھائی سیف الاسلام طغرتگین کو مقرر کیا اور خود حمص کی طرف چلا گیا۔

حمص کی فتح:......وہاں پر امیر مسعود زعفرانی کی طرف سے ایک حاکم مقرر تھا کیونکہ یہ شہر اس کے ماتحت تھا سلطان نے جنگ کر کے شہر فتح کر لیا اور قلعہ پر جنگ کے لئے لشکر چھوڑ کر وہاں سے حماۃ روانہ ہوا، وہاں بھی سلطان نے اس بات کا اظہار کیا کہ وہ ملک صالح کا وفادار ہے اور وہ اس لئے جنگ لڑ رہا ہے کہ وہ ملک صالح کے الجزیرہ میں چھینے ہوئے علاقے واپس کر سکے اس نے یہ پیغام حاکم قلعہ خرد یک کو بھجوایا اور پھر اسے اپنا جانشین بنایا۔

محاصرۂ حلب:......پھر سلطان صلاح الدین، ملک صالح سے ملنے روانہ ہوا تا کہ وہ اس سے اتحاد کر کے دایہ کی اولاد کو رہا کرائے، دایہ نے حماۃ کے قلعہ پر اس کے بھائی کو اپنا جانشین بنایا تھا جب وہ حلب پہنچا تو کمشتگین خادم نے اسے قید کر لیا چنانچہ جب یہ خبر قلعہ حماۃ میں اس کے بھائی کو ملی تو اس نے قلعہ سلطان صلاح الدین کے حوالہ کر دیا چنانچہ وہ حلب کی طرف روانہ ہوا اور جمادی الآخر کی تین تاریخ کو حلب کا محاصرہ کر لیا وہاں کے باشندوں نے ملک صالح کی حمایت میں بڑی بہادری کے ساتھ صلاح الدین کا مقابلہ کیا۔

فرنگی حاکم کی رہائی:......حلب میں اس سے پہلے طرابلس کا حکمران اسمند قید تھا جسے سلطان نورالدین نے حارم کی جنگ میں ۵۵۹ھ میں گرفتار کیا تھا، کمشتگین نے اس سے تاوان وصول کر کے اپنے شہر کے قیدیوں سے تبادلہ میں اسے رہا کر دیا تھا اسی سال کے شروع میں نورالدین کا انتقال ہو گیا تھا اور ایک مجذومی بیٹا چھوڑا تھا جس کی کفالت اسمند کر رہا تھا اور ان علاقوں پر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔

قلعہ حمص کی تسخیر:......جب سلطان صلاح الدین نے حلب کا محاصرہ کیا تو کمشتگین نے اسمند سے مدد مانگی تو وہ حمص کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کر لیا، یہ دیکھ کر سلطان صلاح الدین حلب کا محاصرہ کر کے اس کے مقابلہ پر روانہ ہو گیا جب صلیبی فوج نے سلطان کی روانگی کی خبر سنی تو وہ حمص سے بھاگ کھڑی ہوئی مگر سلطان نے خود وہاں ۱۰ رجب کو پہنچ کر اس کے قلعہ کا محاصرہ کرنے کے بعد اس سال کے ماہ شعبان کے آخر میں اس پر قبضہ کر لیا۔

فتح بعلبک:......صلاح الدین وہاں سے بعلبک گیا وہاں کا حکمران نورالدین کے زمانہ سے یمن کا خادم تھا اس شہر کا بھی محاصرہ کیا چنانچہ اس نے ہتھیار ڈال دیئے اور اسی سال ماہ رمضان کی چار تاریخ کو یہ شہر بھی فتح ہو گیا یوں سلطان صلاح الدین کے قبضہ میں شام کے مشہور شہر دمشق، حماۃ اور بعلبک آ گئے، ان شہروں پر قبضہ ہونے کے بعد ملک صالح نے اپنے چچازاد بھائی اور موصل کے حکمران سیف الدین غازی سے فوجی امداد طلب کی چنانچہ اس نے اپنے بھائی عزالدین مسعود کی کمان میں لشکر بھیجا جس کا چیف کمانڈر عزالدین زلفندار تھا اس لشکر کے ساتھ مل کر حلب کی افواج سلطان صلاح الدین سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہو گئیں۔

متحدہ فوجوں کی شکست:......اس وقت سلطان صلاح الدین نے سیف الدین غازی کو یہ پیغام دیا کہ وہ حمص اور حماۃ کے علاقے ان کے حوالے کرنے کے لئے تیار ہے مگر دمشق کو وہ ملک صالح کے نائب کی حیثیت سے خود اپنے پاس رکھے گا، مگر غازی نے اصرار کیا کہ تمام علاقے واپس کئے جائیں لہٰذا سلطان صلاح الدین نے ان کی افواج کا مقابلہ کرنے کے لئے پیش قدمی کی اور ماہ رمضان المبارک کے آخر میں دونوں فوجوں کی حماۃ کے گرد و نواح میں جنگ ہوئی چنانچہ سلطان صلاح الدین نے انہیں شکست دی اور ان کے سارے مال پر قبضہ کر لیا بلکہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے انہیں حلب کی طرف بھگا دیا اور شہر کا محاصرہ کر کے ملک صالح کے نام کا خطبہ بند کر دیا۔

آخر کار یہ لوگ مجبور ہو گئے کہ وہ شام کے شہروں پر صلاح الدین کا قبضہ تسلیم کر کے اس کے ساتھ صلح کر لیں چنانچہ سلطان صلاح الدین نے ان کے ساتھ صلح کر لی۔

ابن زعفران کی غداری:......پھر سلطان صلاح الدین حلب سے ۲۰ شوال کو روانہ ہوا اور حماۃ واپس آیا وہاں فخر الدین مسعود ابن زعفرانی (نورالدین کا امیر) تھا وہ حمص وحماۃ، سلمیہ، تل خالد اور رہا کے علاوہ ماردین کا بھی حکمران تھا جب سلطان نے اس کے زیر کنٹرول علاقوں پر قبضہ کر لیا تو وہ مسلمانوں کے ساتھ مل گیا مگر جب اس کے ساتھ رہنے سے ان کی توقعات پوری نہیں ہو سکیں تو وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا۔

زیر کنٹرول علاقوں پر گورنروں کا تقرر:......جب سلطان صلاح الدین حلب کے محاصرہ کے بعد حماۃ آیا تو وہ وہاں سے بعوص کی طرف روانہ ہوا چنانچہ وہاں کے حکمران نے ہتھیار ڈال دیئے اس کے بعد سلطان حماۃ واپس آ گیا اور وہاں پر اپنے ماموں شہاب الدین محمود کو گورنر بنایا اور حمص میں ناصر الدولہ بن شیرکوہ کو گورنر مقرر کیا اور بعلبک کا گورنر شمس الدین ابن المقدم کو بنایا اور دمشق کی حکومت عمادالدین کے حوالے کی۔

صلاح الدین کی مزید فتوحات:......جب سیف الدین غازی کے بھائی کی فوج شکست کھا گئی تو سیف الدین غازی نے ۵۷۱ھ میں دوبارہ

پیش قدمی کی اور کیفا اور ماردین کے حکمرانوں کو بھی اپنے ساتھ ملا کر چھ ہزار فوج کے ساتھ کوچ کیا وہ اسی سال کے ماہ ربیع الاول میں نصیبین پہنچا وہاں اس نے سردی کا موسم گذارا، جب غازی کا لشکر زیادہ عرصہ تک وہاں رہنے سے تنگ آ گیا تو وہ حلب کی طرف روانہ ہو گیا وہاں اس کے ساتھ کمشتکین خادم کی قیادت میں ملک حاکم کا لشکر بھی شامل ہو گیا، سلطان صلاح الدین دمشق سے ان کے مقابلہ کے لئے پہنچا اور سلطان کے لشکر کے آنے سے پہلے جنگ چھیڑ دی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ غازی کی فوج کو شکست ہوئی اور وہ لوگ بھاگ گئے مگر حلب تک ان کا تعاقب کیا گیا آخر کار سیف الدین غازی شکست کھا کر موصل روانہ ہو گیا اس نے اپنے بھائی عزالدین کو حلب میں چھوڑا پھر سلطان صلاح الدین نے ان کے علاقہ پر قبضہ کرنے کے بعد مراغہ کی طرف پیش قدمی کی اور اسے فتح کر لیا اور اس پر اپنا گورنر مقرر کرنے کے بعد وہ منبج کی طرف روانہ ہوا وہاں کا حکمران قطب الدین نیال بن حسان المنبجی تھا، سلطان اس کی دشمنی کے برے نتائج کی وجہ سے اس سے بہت ناراض تھا اس لئے قطب الدین موصل بھاگ گیا تو سیف الدین غازی نے شہر رقہ کا حاکم بنا دیا۔

قلعہ عزاز کی فتح:..... پھر سلطان صلاح الدین قلعہ عزاز کی طرف روانہ ہوا اور اسی سال ماہ ذوالقعدہ کے شروع میں اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا، یہ سخت محاصرہ چالیس دن تک جاری رہا آخر کار وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے چنانچہ سلطان نے اسی سال عیدالاضحیٰ کے دوسرے دن اس پر قبضہ کر لیا۔

سلطان پر حملہ:..... جب سلطان نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو ایک دن فرقہ باطنیہ کے ایک مسلح شخص نے سلطان پر حملہ کر دیا مگر سلطان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے قتل کر دیا اور اس سازش کے جرم میں اس کے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا گیا۔

حلب کا محاصرہ:..... سلطان نے قلعہ عزاز کے فتح کے بعد حلب پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا ملک صالح حلب ہی میں تھا اس لئے شہر والوں نے جانثاری کے ساتھ مقابلہ کیا پھر دونوں کی صلح کرانے کے لئے ایک دوسرے کے سفیر بن کر ہر ایک کے پاس پہنچ گئے، صلح کی اس گفتگو میں موصل، کیفا اور ماردین کے حکام بھی شریک تھے اور آخر کار ماہ محرم ۵۹۲ھ میں مصالحت ہو گئی، ملک صالح کی چھوٹی بہن سلطان صلاح الدین کے پاس آئی اور اس نے اپنے لئے قلعہ عزاز مانگا تو سلطان صلاح الدین نے اُسے یہ قلعہ عطا کر دیا اور پھر وہ دمشق واپس آ گیا۔

اسماعیلیہ فرقوں کے شہروں پر حملے:..... جب سلطان صلاح الدین حلب سے روانہ ہوا تو اس نے فرقہ اسماعیلیہ کے پیروکاروں کے حملے کی وجہ سے ان کی سرکوبی کا ارادہ کر لیا چنانچہ ماہ محرم ۵۹۲ھ میں اس نے اسماعیلیہ کی شہروں کا رخ کیا اور ان کا صفایا کر کے ویران کر دیا اس نے قلعہ بامیان کا بھی محاصرہ کر لیا اور اس کے فصیلوں پر منجنیقیں نصب کرا دیں، یہ صورت حال دیکھ کر فرقہ اسماعیلیہ کے سردار ستان نے سلطان صلاح الدین کے ماموں شہاب الدین مارمی کو حماۃ میں ایک پیغام بھیجا کہ وہ سلطان سے ان کی جان بخشی کی سفارش کرے، چنانچہ سلطان نے اپنے ماموں کی سفارش پر وہاں سے اپنی فوجیں ہٹا لیں اور یوں ان کی جان بخشی ہو گئی۔

توران شاہ کا تقرر:..... سلطان کے بھائی توران شاہ نے یمن کا علاقہ فتح کر لیا تھا اور وہاں کے شہروں پر مکمل تسلط اور حکومت قائم کرنے کے بعد جب وہ سلطان کے پاس آیا تو سلطان نے اسے دمشق کا گورنر مقرر کر دیا اور خود مصر روانہ ہوا کیونکہ اسے مصر سے نکلے ہوئے بہت عرصہ ہو گیا تھا وہاں اس نے ابن سنان بن لقمان بن محمد کو اپنے نائب کی حیثیت سے حکمران بنایا ہوا تھا۔

فصیل کی تعمیر:..... جب سلطان مصر پہنچا تو اس نے حکم دیا کہ قاہرہ کے چاروں طرف ایک مضبوط فصیل قائم کی جائے اور اس قلعہ کے چاروں طرف بھی فصیل قائم کی جائے جو پہاڑ پر تھا اس فصیل کا احاطہ انتیس ہزار تین سو گز تھا چنانچہ یہ کام سلطان صلاح الدین کی وفات تک مسلسل جاری رہا، اس فصیل کی تعمیر کا نگران اس کا آزاد کردہ غلام قراقوش تھا۔

صلیبیوں پر اچانک حملے:..... صلیبیوں کے ایک گروپ نے حلب کے علاقے پر حملہ کیا چنانچہ بعلبک کا گورنر شمس الدین محمد بن المقدم ان کا مقابلہ کرنے گیا وہ ان پر حملہ کرنے کے لئے دلدلی علاقوں میں چھپ گیا تھا اور اچانک ان پر حملہ کر کے انکو بہت نقصان پہنچایا اور اس نے دو سو صلیبی گرفتار کر

کے سلطان صلاح الدین کے پاس بھیج دیئے، اسی زمانہ میں سلطان کا بھائی توران شاہ بن ایوب یمن سے واپس آیا ہوا تھا اور دمشق کا حکمران بن گیا تھا اسے یہ اطلاع ملی کہ صلیبیوں کے ایک فوجی دستے نے دمشق کے علاقے پر حملہ کیا ہے تو وہ فوراً روانہ ہو گیا اور مروج کے قریب ان سے جنگ لڑی۔

توران شاہ کی شکست: ..... جنگ میں وہ ثابت قدم نہیں رہ سکا چنانچہ صلیبیوں نے اسے شکست دی اس جنگ میں دمشق کا ایک سپہ سالار سیف الدین ابوبکر بن السلار صلیبیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا اس سے صلیبیوں کی جرأت بڑھ گئی کہ وہ اس علاقے پر حملہ کرے مگر جب سلطان صلاح الدین نے صلیبیوں کے علاقے پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے صلح کی تجویز پیش کر دیں چنانچہ سلطان نے صلح کر لی۔

صلاح الدین پر مشکل وقت: ..... سلطان صلاح الدین ماہ جمادی الاولیٰ ۵۷۳ھ میں صلیبیوں کے ان شہروں پر جو شام کے ساحل پر تھے حملہ کرنے کے لئے مصر سے روانہ ہوا جب عسقلان پہنچا تو اس کے پورے علاقے کا صفایا کر دیا مگر اسے وہاں صلیبیوں کا نام ونشان نہیں ملا لہٰذا سلطان کی افواج ان کے شہروں میں گھس گئیں اور رملہ کی طرف پلٹیں تو اچانک دیکھا کہ صلیبی لشکر اپنی افواج کے ساتھ انکی طرف بڑھ رہا ہے اس وقت سلطان صلاح الدین کی فوجیں چھوٹے فوجی دستوں کی صورت میں ادھر ادھر منتشر ہو گئی تھیں اور اس کے ساتھ مختصر فوج تھی۔

دلیرانہ کارنامے: ..... تاہم سلطان صلاح الدین اپنے محاذ پر ثابت قدم رہا اور گھمسان کی جنگ ہوئی اس وقت سلطان کے بھتیجے محمد نے سلطان کی حفاظت نہایت بہادری اور جانثاری سے کی، تقی الدین کا ایک بیٹا جس کا نام احمد تھا، ابھی تک اس کی مونچھیں بھی نہیں نکلی تھی مگر وہ بڑا دلیر اور بہادر تھا اس نے بھی اس جنگ میں نہایت دلیرانہ کارنامے انجام دیکر جام شہادت نوش کیا، مسلمانوں کو مکمل شکست ہو گئی اس دوران کچھ صلیبی سپاہیوں نے سلطان صلاح الدین کی طرف بڑھنے کی کوشش کی مگر مارے گئے اس جنگ میں فقیہ عیسیٰ ہکاری نے بھی جانثاری کے ساتھ مقابلہ کیا پھر وہ گرفتار ہو گیا۔

مصر کی طرف واپسی: ..... جب سلطان صلاح الدین اس جنگ میں ناکام ہو کر واپس آیا تو رات ہو چکی تھی وہ اپنی مختصر بچی کچھی فوج کے ساتھ جنگل میں مصر جانے کے لئے گھس پڑا، راستے میں وہ بھوک و پیاس اور دیگر تکلیفوں میں مبتلا رہا، آخر کار ماہ جمادی الآخر کی پندرہویں تاریخ کو وہ قاہرہ پہنچ گیا۔

سلطان صلاح الدین کا خط: ..... مورخ ابن الاثیر لکھتے ہیں کہ میں نے خود سلطان صلاح الدین کا ایک خط دیکھا ہے اس نے اپنے بھائی توران شاہ کو دمشق بھیجا تھا وہ اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے پہلے تو اس نے دیوان حماسہ کے ایک شاعر کا شعر لکھا کہ میں نے تمہیں اس وقت یاد کیا جب ہمارے درمیان نیزوں کی بوچھاڑ تھی اور گندم گوں سیدھے نیزے ہم پر حملہ کر رہے تھے، آگے چل کر سلطان تحریر کرتا ہے کہ ہم کئی مرتبہ ہلاکت اور تباہی کے کنارے تک پہنچ گئے مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان خطروں سے بچایا وہ یقیناً ہم سے کوئی کام لینا چاہتا ہے اور اسی کے حکم کے مطابق ہیں اور ہم ثابت قدم اور صحیح سلامت رہیں، سلطان صلاح الدین کے جو فوجی دستے صلیبیوں کے شہروں میں داخل ہو گئے تھے ان میں سے کچھ تو شہید ہو گئے اور باقی گرفتار ہو گئے، فقیہ عیسیٰ ہکاری کا قصہ یہ تھا کہ جب وہ شکست کھا کر بھاگا تو اس کے ساتھ اس کا بھائی ظہیر اور اس کے دیگر ساتھی بھی تھے یہ لوگ راستہ بھول گئے یوں وہ گرفتار ہو گئے، سلطان صلاح الدین نے فقیہ عیسیٰ ہکاری کی رہائی کے لئے ساٹھ ہزار دینار تاوان ادا کیا۔

حماۃ پر صلیبی حملے: ..... جب سلطان صلاح الدین کو شکست ہوئی تھی تو اسی زمانہ میں صلیبی انگریزوں کا ایک افسر ساحل شام پہنچا، اس زمانہ میں سلطان صلاح الدین کا بھائی توران شاہ بن ایوب بھی اپنے مختصر لشکر کے ساتھ دمشق واپس آ گیا، ان حالات کے باوجود وہ عیش پرستی میں لگا رہا، لہٰذا اس موقع سے فائدہ اٹھا کر نئے صلیبی کمانڈر نے شام کی صلیبی افواج کو جمع کر کے انہیں خوب دولت دیکر مالا مال کیا اور پھر ان کے ساتھ شہر حماۃ کا محاصرہ کر لیا، وہاں کا حکمران شہاب الدین محمود الحارمی تھا جو سلطان صلاح الدین کا ماموں تھا اور اس وقت بیمار تھا صلیبیوں نے سخت جنگ کی اور سخت محاصرہ کیا انہوں نے شہر کے ایک حصے پر حملہ کر کے اس پر قبضہ بھی کر لیا تھا مگر مسلمانوں نے انکا مقابلہ کر کے اس علاقے سے نکال دیا اور حماۃ میں انہیں بالکل گھسنے نہیں دیا آخر کار چار دن کے بعد وہ یہ محاصرہ ختم کر کے شہر حارم کی طرف چلے گئے اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

جب صلیبی شہر حماۃ سے گئے تھے تو اس وقت شہاب الدین حارمی کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے صلیبیوں نے حارم کا محاصرہ جاری رکھا انہیں اس بات سے بھی تقویت ملی کہ ملک صالح، حاکم حلب اور اس کی سلطنت کے نگران کمشکین الخادم کے درمیان ناچاقی ہوگئی ہے آخرکار صلیبیوں کو مال و دولت دے کر رخصت کیا گیا۔

فرنگیوں کی پسپائی: ...... صلیبی افواج ۵۷۳ھ میں شہر حماۃ پر دوبارہ حملہ آور ہوئیں اور اس کے آس پاس تباہی مچائی اور وہاں کے علاقوں کا صفایا کر دیا آخرکار شہر کی محافظ فوجیں مقابلہ کے لئے نکلیں اور انہوں نے صلیبی افواج کو شکست دے کر ان سے چھینا ہوا علاقہ واپس لے لیا انہوں نے مقتولوں کے سرداراور قیدیوں کو سلطان صلاح الدین کے پاس بھیجا جو شام سے واپس آتے ہوئے حمص کے باہر اس وقت موجود تھا چنانچہ اس نے تمام قیدیوں کو اس وقت قتل کرادیا۔

بعلبک کی حکومت کے لئے جنگ: ...... جب سلطان صلاح الدین نے شہر بعلبک فتح کیا تھا تو اس نے وہاں شمس الدین محمد بن عبدالملک المقدم کو اپنا نائب حکمران مقرر کیا تھا اسے دمشق کا شہر سلطان کے حوالے کرنے کے بدلے میں اس شہر کا حکمران بنایا گیا تھا مگر سلطان کا بھائی شمس الدین محمد جو اپنے بھائی کے پاس پرورش پارہا تھا اس شہر کی حکومت چاہتا تھا چنانچہ اس نے بعلبک کا حکمران بننے کا مطالبہ پیش کردیا لہذا سلطان صلاح الدین نے ابن المقدم کو حکم دیا کہ وہ اس شہر کی حکومت اس کے بھائی کے حوالہ کردے مگر اس نے یہ بات منظور نہیں کی اور سلطان کو دمشق کے بارے میں اس کا معاہدہ یاد دلایا، اس کے بعد ابن المقدم بعلبک جاکر قلعہ بند ہوگیا آخرکار سلطان کا لشکر آیا تو اس نے مقابلہ کیا، جب انہوں نے طویل محاصرہ جاری رکھا تو اس نے صلاح الدین سے معاوضہ مانگا تو سلطان نے اس کے بدلے میں دوسرا شہر اس کو دے دیا اس کے بعد سلطان کے بھائی شمس الدولہ نے جاکر بعلبک پر قبضہ کرلیا۔

مسلمانوں کی فتح: ...... ۵۷۳ھ میں صلیبی بادشاہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر روانہ ہوا اس نے دمشق کے علاقہ پر حملہ کرکے اس کا صفایا کردیا صلیبیوں نے وہاں بہت قتل عام کیا اور بے شمار مسلمانوں کو گرفتار کرلیا، ان کا مقابلہ کرنے کے لئے سلطان صلاح الدین نے اپنے بھتیجے فرخ شاہ کو لشکر دے کر بھیجا اس نے ان کا پیچھا کیا اور ایک جگہ انہیں اچانک گھیرلیا جبکہ وہ لوگ جنگ کے لئے تیار نہیں تھے، بہت گھمسان کی جنگ ہوئی، آخرکار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا کی اور صلیبیوں کے بہت سے کمانڈر مارے گئے جن میں ہنفری بھی شامل تھا اس کی بہادری کی مثال دی جاتی تھی۔

فرنگیوں کا مزید حملہ: ...... اس کے بعد انطاکیہ اور لاذقیہ کے شہزادے نے شیزر کے مقام پر مسلمانوں پر حملہ کیا اس وقت سلطان صلاح الدین بانیاس کے نزدیک مخاضۃ الاضرار کے ایک صلیبی قلعے پر حملے کے لئے آیا ہوا تھا چنانچہ اس نے اپنے بھائی شہنشاہ کے بیٹے تقی الدین عمر اور ناصرالدین کو لشکر دے کر حمص بھیجا تاکہ وہ دشمن کے مقابلہ میں شہر کی حفاظت کریں۔

مستحکم قلعہ کا محاصرہ: ...... صلیبیوں نے بانیاس کے قریب حضرت یعقوب علیہ السلام کے گھر کے قریب ایک مضبوط قلعہ بنالیا تھا اس مقام کا نام ,,مخاضۃ الاضرار,, تھا لہذا سلطان صلاح الدین نے دمشق سے ۵۷۵ھ میں بانیاس کی طرف پیش قدمی کی اور وہاں قیام کیا اور وہیں سے اس نے فوجی دستے صلیبی شہروں پر حملہ کرنے کے لئے بھیجے پھر اس نے مذکورہ بالا قلعہ کی طرف پیش قدمی کی اور اس کو آزمانے کے لئے اس قلعہ کا محاصرہ کرلیا پھر وہاں سے وہ اپنے مرکزی فوجی کیمپ کی طرف واپس آیا اور صلیبی بستیوں پر غارت گری کرنے کے لئے اس نے فوجی دستے بھیجے صلیبی بادشاہ نے اپنی افواج لے کر اس کے ایک دستے پر حملہ کیا انہوں نے سلطان صلاح الدین کو اس حملہ کی اطلاع بھیجی۔

صلیبی امراء کی گرفتاری: ...... جب دونوں فوجوں کی جنگ ہو رہی تھی تو سلطان صلاح الدین فوج لے کر آیا اور صلیبیوں کو شکست دے کر خوب تباہ کیا صلیبی بادشاہ بڑی مشکل سے شکست خوردہ فوج کے ساتھ بچ کر نکلا، البتہ رملہ اور نابلس کا حکمران جو صلیبی بادشاہ کا ساتھی تھا گرفتار ہوگیا اور اس کا بھائی بھی جو جبیل اور طبریہ کا حکمران تھا گرفتار ہوگیا نیز فرنگیوں، صلیبیوں کے مددگار فرقہ فداویہ داساتاریہ کے امراء بھی گرفتار ہوگئے، رملہ کے حکمران اور

تیزران نے ڈیڑھ لاکھ دینار کا زر تاوان دے کر اور مسلمانوں کے ایک ہزار قیدی رہا کر کے اپنے کو چھڑایا، اس جنگ میں سلطان صلاح الدین کے بھتیجے عزالدین فرخ شاہ نے بہت مجاہدانہ کارنامے انجام دیئے۔

ایک مستحکم قلعے کی فتح:......اس کے بعد سلطان صلاح الدین بانیاس واپس آ گیا اور صلیبی شہروں پر حملہ کرنے کے لئے فوجی دستے بھیجے اور خود اس قلعہ کا محاصرہ کرنے کے لئے فوج لے کر روانہ ہو گیا، یہاں زبردست لڑائی ہوئی آخر کار مسلمانوں نے اسکی فصیل پر چڑھ کر اس کے ایک برج پر قبضہ کر لیا، صلیبیوں کی فوجی کمک طبریہ سے آنے والی تھی اور مسلمانوں کو ان کی آمد کا انتظار تھا اس لئے دوسرے دن انہوں نے فصیل میں سوراخ کر کے وہاں آگ لگا دی، جس سے فصیل گر گئی اور مسلمانوں نے قلعہ پر تلوار کے زور پر قبضہ کر لیا، یہ فتح ربیع الاول کے آخر ۵۷۵ھ میں حاصل ہوئی، مسلمانوں نے قلعہ میں موجود سب لوگوں کو گرفتار کر لیا، پھر سلطان صلاح الدین نے حکم دیا کہ قلعہ کو گرا کے اسے زمین کے برابر کر دیا جائے ادھر صلیبی امدادی فوجیں طبریہ میں اکٹھی ہو گئی تھیں جب انہیں شکست کی اطلاع ملی تو وہ منتشر ہو گئیں اس طرح صلیبیوں کو زبردست شکست ہوئی۔

قلیج ارسلان سے جنگ:......حلب کے شمال میں قلعہ رعیان کو نورالدین عادل بن قلیج ارسلان نے فتح کیا پہلے وہ بلاد روم کے حکمران شمس الدین ابن المقدم کے قبضہ میں تھا لہذا جب یہ قلعہ سلطان صلاح الدین کی سلطنت سے الگ ہو گیا تو قلیج ارسلان نے اسے واپس لینے کا پروگرام بنایا چنانچہ اس نے اس کا محاصرہ کرنے کے لئے ایک لشکر بھیجا سلطان صلاح الدین نے بھی اپنے بھتیجے تقی الدین کی کمان میں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے فوج بھیجی چنانچہ سلطان کے لشکر نے جنگ لڑ کر انہیں شکست دے دی، تقی الدین چونکہ اس مہم میں گیا ہوا تھا اس لئے وہ حصن الاضرار کی جنگ میں سلطان کے ساتھ شریک نہیں ہو سکا تھا وہ جنگ کے بعد اپنے چچا صلاح الدین کے پاس آیا۔

حاکم آمد سے ناچاقی:......قلعہ کیفا و آمد کے حکمران نورالدین محمود بن قلیج ارسلان اور بلاد روم کے حکمران قلیج ارسلان کے تعلقات خراب ہو گئے تھے کیونکہ اس نے داماد بن جانے کے بعد اسکی بیٹی کو تکلیف پہنچائی تھی اور دوسری شادی کر لی تھی اس لئے قلیج ارسلان نے اس سے جنگ لڑنے اور اس کے شہروں پر قبضہ کرنے کا پکا ارادہ کر لیا تھا۔

صلاح الدین کی مداخلت:......اس صورتحال میں نورالدین نے سلطان صلاح الدین سے فوجی مدد مانگی تو سلطان نے قلیج ارسلان کو اس کے بارے میں سفارشی خط لکھا تو قلیج ارسلان نے مطالبہ کیا کہ اسنے اپنی بیٹی کی اس کے ساتھ شادی کے وقت جو قلعے اسے دیئے تھے وہ قلعے اسے واپس دلوائے مگر سلطان صلاح الدین نے پھر نورالدین کی حمایت پر اصرار کیا بلکہ قلعہ رعبان کی طرف پیش قدمی کی اور حلب کے راستے سے گذر کر اسے بائیں طرف چھوڑ کر تل باشر سے ہوتا ہوا قلعہ رعبان پہنچ گیا وہاں نورالدین محمود، سلطان صلاح الدین کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے ساتھ رہنے لگا۔

قاصد کی نصیحت:......ادھر قلیج ارسلان نے اپنے پیغام میں نورالدین کی حرکتوں کا پورا کچا چٹھا بیان کر دیا کہ کس طرح اس نے اس کی بیٹی کو تکلیف پہنچائی، جب قاصد نے اسے یہ پیغام پہنچایا تو سلطان کو بہت غصہ آیا اور اس کے شہر پر حملہ کرنے کی دھمکی دی قاصد نے اس وقت تو اسے جواب نہیں دیا مگر جب سلطان کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تو وہ دوسرے دن اس سے آ کر تنہائی میں ملا اور گفتگو کر کے اسے سمجھایا کہ وہ حملہ کرنے کے ارادے سے باز رہے کیونکہ اسکی ایک معمولی سے بات پر بہت مال و دولت خرچ ہو گی، جانوں کا نقصان اس کے علاوہ ہو گا اس نے کہا کہ آپ کو تو قلیج ارسلان کی بیٹی کی حمایت کرنا چاہیئے تاکہ اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

دونوں حکام میں مصالحت:......اس طرح سلطان صلاح الدین کو یہ معلوم ہو گیا کہ ایلچی صحیح کہہ رہا ہے لہذا اس نے ایلچی سے کہا کہ نورالدین نے اپنا معاملہ میرے حوالہ کیا ہے لہذا تم ان دونوں کے درمیان صلح کرا دو، میں تمہاری مدد کروں گا جس سے تم مطمئن ہو جاؤ گے، چنانچہ سلطان صلاح الدین کی ہدایت کے مطابق قاصد نے ان دونوں کے درمیان صلح کرا دی اس کے بعد سلطان واپس شام چلا گیا اور نورالدین دیار بکر چلا گیا اور اس نے اس طے شدہ مدت کے اندر جس کا اس نے ایلچی سے وعدہ کیا تھا قلیج ارسلان کی بیٹی کی سوکن یعنی اپنی دوسری بیوی کو طلاق دے دی۔

قلیج بن الہون کی اہمیت:...... قلیج بن الہون کے علاقے سے حلب کے راستے گذرتے تھے اس لئے اس کے علاقے کی بڑی اہمیت تھی، سلطان نورالدین محمود زنگی نے اس کی خدمات حاصل کر لی تھیں اور شام کا کچھ علاقہ بھی اسے دے دیا تھا اور وہ فوجی مہمات میں اس کے ساتھ فوج لے کر جاتا تھا اس نے حاکم قسطنطنیہ کے علاقوں پر حملہ کر کے رصیصہ اور طرسوس کے علاقے رومی سلطنت سے چھین لئے تھے اس لئے دونوں حکمرانوں کے درمیان جنگ ہوتی رہتی تھی۔

ابن الہون کا ترکمان قوم پر ظلم:...... جب سلطان نورالدین کا انتقال ہو گیا اور اس کی سلطنت تقسیم ہو گئی تو قلیج ابن الہون اپنے علاقے کا مستقل اور آزاد حاکم بن گیا اس علاقے میں ترکمان قوم اپنے جانور چرایا کرتی تھی کیونکہ وہ علاقہ بے حد محفوظ اور مضبوط تھا اور اس کے درے دشوار گذار تھے، ابن الہون نے ترکمانی قوم کو وہاں جانور چرانے کی اجازت دے رکھی تھی مگر ایک سال کے بعد اس نے ان لوگوں کے ساتھ وعدہ خلافی کی اور انہیں قتل کر کے ان کے جانور چھین لئے۔

مظلوموں کی دادرسی:...... جب سلطان صلاح الدین قلعہ سے واپس آ رہا تھا تو اسے اس حادثہ کی اطلاع ملی چنانچہ سلطان نے اس کے شہر کی طرف قدم بڑھائے اور خود سلطان نے بحر اسود کے قریب پڑاؤ ڈالا اور اپنے فوجی دستے اس کے علاقے میں بھیج دیئے انہوں نے وہاں جا کر ان علاقوں کا صفایا کر دیا، ابن الہون نے اپنے ایک قلعے میں مال و دولت کا ذخیرہ جمع کر رکھا تھا اور اسے وہ ذخیرہ لٹ جانے کا خطرہ ہوا تو اس نے وہ قلعہ ویران کرنا چاہا مگر سلطان صلاح الدین اس سے پہلے وہاں پہنچ گیا اور اس نے اس پورے ذخیرہ پر قبضہ کر لیا، آخر کار ابن الہون مجبور ہو گیا کہ وہ ترکمانی قوم کے تمام مال مویشی واپس کر دے، اگر سلطان صلح کے ساتھ وہاں سے چلا جائے تو وہ ترکمان قوم کے قیدیوں کو بھی چھوڑنے پر تیار ہو گیا چنانچہ سلطان صلاح الدین نے اس کی سب باتیں منظور کر لیں اور وہ ۵۷۵ھ کے درمیانی عرصے میں وہاں سے واپس چلا گیا۔

الکرک کی تباہی:...... شہر الکرک کا حکمران پرنس ارناط نہایت ہی سرکش اور بدطینت اور متعصب حکمران تھا اس نے شہر الکرک اور اس کا قلعہ تعمیر کرایا تھا ورنہ اس سے پہلے اس کا نام و نشان بھی نہ تھا اس کا پروگرام (نعوذ باللہ) مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا تھا، عزالدین فرخ شاہ کو اس پروگرام کا علم اس وقت ہو گیا تھا جبکہ وہ دمشق میں تھا اس لئے اس نے فوج اکٹھی کی اور ۵۷۷ھ میں الکرک کی طرف پیش قدمی کی اور وہاں پہنچ کر اس کے گرد و نواح میں تباہی مچا دی، اور وہ وہاں کچھ عرصہ تک مقیم رہا تاکہ اگر وہ دوبارہ حملہ کرنے کے لئے آئے تو اس کا مقابلہ کرے مگر جب اس کی امید دم توڑ گئی تو فرخ شاہ دمشق واپس چلا گیا۔

توران شاہ کی یمن سے واپسی:...... ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ شمس الدولہ توران شاہ نے ۵۶۸ھ میں یمن پر قبضہ کر کے شیرز کے ایک امیر مبارک بن کامل کو زبید کا حکمران بنا دیا تھا اور عدن کا حاکم عزالدولہ عثمان الزنجیلی کو مقرر کیا تھا اس نے شہر تعز کو تعمیر کرا کے اسے اپنی سلطنت کا دارالحکومت قرار دیا تھا ۵۷۴ھ میں اپنے بھائی صلاح الدین کے پاس آ گیا اس وقت صلاح الدین حلب کے محاصرے سے واپس آ رہا تھا کہ اسکی ملاقات توران شاہ سے ہوئی چنانچہ اس نے اسے دمشق کا حکمران مقرر کر دیا اور خود مصر چلا گیا۔

توران شاہ کا انتقال:...... پھر اس کے بھائی سلطان صلاح الدین نے اسے شہر اسکندریہ کا حاکم بنا دیا، یمن کی حکومت تو اسے پہلے ہی سے ملی ہوئی تھی، اور یمن کے دیگر صوبوں کی آمدنی صرف ملا کرتی تھی اس کے باوجود وہ دو لاکھ مصری دینار کا مقروض تھا پھر ۵۷۶ھ میں اس کا انتقال ہو گیا تھا اور اس کی وفات کے بعد اس کا سارا قرضہ اس کے بھائی صلاح الدین نے ادا کیا جب اسے اس کی وفات کی اطلاع ملی تو وہ مصر روانہ ہو گیا اور اس نے دمشق پر عزالدین فرخ شاہ ابن شہنشاہ کو اپنا نائب مقرر کر دیا۔

یمن کے مزید حالات

حاکم زبید کی گرفتاری:......زبید (یمن) کا نائب گورنر مبارک بن کامل اپنے صوبے میں خود مختار ہو گیا تھا اور وہاں کے مال و دولت پر بھی اس کا مکمل کنٹرول تھا، آخر کار اسے وطن کی یاد نے ستایا تو اس نے شمس الدولہ سے وطن واپس جانے کی اجازت مانگی تو اس نے اجازت دے دی، پھر اس نے اس کے بھائی عاطف زبید سے اجازت مانگی اور شمس الدولہ کے ساتھ رہنے لگا جب اس کا انتقال ہو گیا تو وہ سلطان صلاح الدین کے ساتھ رہنے لگا اس دوران اس نے بہت مال و دولت جمع کر لیا تھا چنانچہ سلطان کے پاس اس کی شکایت کی گئی کہ اس نے یمن کا سرکاری مال دبا رکھا ہے اور سلطان کو پیش نہیں کیا ہے، اس کام کے لئے اس کے دشمن اس کے خلاف منصوبے بناتے رہے، مبارک مصر کے عدویہ نامی جگہ میں رہتا تھا ایک دن اس نے ایک تقریب میں ارکان سلطنت کو بلوایا اس کے نوکر اور غلام خریداری کے لئے مصر گئے ہوئے تھے تو دشمنوں نے یہ اطلاع صلاح الدین کو پہنچائی کہ وہ یمن بھاگ رہا ہے یوں انکی سازش کامیاب ہو گئی اور سلطان نے اسے گرفتار کر لیا، اس لئے اس کی حالت اتنی بری ہو گئی کہ اسی ہزار مصری دینار ادا کرنے پڑے، اس کے علاوہ اس نے ایک معقول رقم ارکان سلطنت کو بھی دی اس کے بعد اس کو رہا کر کے اس کو اس کے عہدے پر بحال کر دیا گیا۔

یمن کے حکمرانوں میں اختلافات:......جب شمس الدین یمن پہنچا تو اس وقت یمن کے نائبین خطان بن منقذ اور عثمان بن الزنجیلی میں سخت اختلافات ہو چکے تھے اس صورت میں سلطان صلاح الدین کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ یمن کا علاقہ اس کے کنٹرول میں نہیں رہے گا اس لئے اس نے اپنے امراء کے ایک گروپ کو حاکم مصر صارم الدین قطلغ ابیہ کے ساتھ بھیجا چنانچہ یہ ۵۷۷ھ کو یمن روانہ ہو گئے قطلغ ابیہ نے وہاں پہنچ کر خطان بن منقذ سے زبید کا علاقہ حاصل کر لیا مگر وہ جلد ہی انتقال کر گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خطان دوبارہ زبید پہنچ گیا اور وہاں کے باشندوں نے اسکی اطاعت قبول کر لی اور اس نے عثمان الزنجیلی پر فتح حاصل کر لی۔

سیف الاسلام کی حکومت:......اس موقع پر سلطان صلاح الدین کو یہ لکھا کہ وہ اپنے کسی رشتہ دار کو حاکم بنا کر بھیجے لہذا سلطان صلاح الدین نے اپنے بھائی سیف الاسلام طغر کین کو گورنر بنا کر بھیجا جب وہ وہاں پہنچا تو خطان بن منقذ زبید سے نکل کر ایک قلعہ میں محصور ہو گیا اور سیف الاسلام زبید میں مقیم ہو گیا اور اس نے خطان کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے پناہ دینے کے لئے تیار ہے، چنانچہ وہ پناہ لے کر اس کے پاس آ گیا چنانچہ سیف الاسلام نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔

خطان کی گرفتاری:......کچھ عرصہ کے بعد شام جانے کی اجازت مانگی مگر سیف الاسلام نے اجازت نہیں دی مگر جب بہت ضد کرنے لگا تو اس نے اجازت دے دی مگر پھر جب اس نے تمام سامان باندھ لیا اور جانے کے لئے اس سے ملنے اس کے پاس آیا تو سیف الاسلام نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے تمام سامان، مال و متاع پر قبضہ کر لیا پھر اسے کسی قلعہ میں قید کر لیا، یہی اس کا آخری انجام تھا، کہا جاتا ہے کہ اس کے جس مال و متاع پر قبضہ کیا تھا ان میں سونے کے ستر صندوق تھے۔

یمن میں امن وامان:......جب عثمان زنجیلی کو خطان کے حالات کا علم ہوا تو اسے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا لہذا اس نے اپنا سارا مال کشتیوں کے ذریعے بحری راستے سے روانہ کر دیا اور خود شام بھاگ گیا مگر اس کے سامان کی کشتیوں کو سیف الاسلام نے پکڑ کر قبضہ کر لیا اس کا صرف وہ سامان بچ سکا جو وہ اپنے ساتھ لے گیا تھا اس کے بعد یمن کی حکومت سیف الاسلام کے لئے بالکل محفوظ ہو گئی۔

قلعہ البیرہ کی حکومت:......قلعہ البیرہ عراق کے قلعوں میں سے ایک تھا اس کا حکمران شہاب الدین ابن ارتق تھا جو حاکم ماردین قطب الدین ابوالغازی بن ارتق کا چچازاد بھائی تھا اس نے سلطان نورالدین محمود زنگی حاکم شام کی اطاعت قبول کی ہوئی تھی اس کے بعد اس کا بیٹا قلعہ البیرہ کا حکمران مقرر ہوا، جب سلطان نورالدین کا انتقال ہوا تو اس نے عزالدین مسعود (حاکم موصل) کی اطاعت قبول کر لی اس کے بعد ماردین اور موصل کے

حکمرانوں میں گھرے اور مخلصانہ تعلقات قائم ہوگئے تو قطب الدین (حاکم ماردین) نے عزالدین سے قلعہ البیرہ فتح کرنے کی اجازت مانگی چنانچہ اس نے اجازت دے دی۔

قلعہ البیرہ کا محاصرہ:...... چنانچہ قطب الدین لشکر لے کر قلعہ شمشاط چلا گیا وہاں وہ خود مقیم رہا اور لشکر قلعہ البیرہ کی طرف بھیج دیا جس نے قلعہ البیرہ کا محاصرہ کرلیا۔

سلطان کی سفارش:...... ادھر قلعہ البیرہ کے گورنر نے سلطان صلاح الدین سے فوجی مدد مانگی اور اس نے وعدہ کیا کہ وہ اس کا اسی طرح مطیع وفرمانبردار رہے گا جس طرح اس کا باپ سلطان نورالدین کا فرمانبردار تھا لہٰذا سلطان صلاح الدین نے ماردین کے حکمران قطب الدین کو سفارشی خط لکھا مگر اس نے سفارش قبول نہیں کی تاہم وہ صلیبیوں سے جنگ کرنے کی وجہ سے اس طرف توجہ نہیں کرسکا اور قطب الدین کی افواج اس قلعہ سے چلی گئیں۔

البیرہ کی فتح:...... اس کے بعد قلعہ البیرہ کا حکمران سلطان صلاح الدین کے پاس آیا اور اس نے اپنی وفاداری اور اطاعت کا اظہار کیا اس طرح یہ قلعہ بھی سلطان صلاح الدین کے زیرانتظام علاقوں میں شامل ہوگیا۔

صلیبی فوج کی بربادی:...... اس کے بعد سلطان صلاح الدین ماہ محرم ۵۷۸ھ میں مصر سے روانہ ہوا اور وہ شام جارہا تھا چنانچہ جب وہ ایلہ نامی جگہ سے گذرا، صلیبی افواج نے اس کا راستہ روک لیا لہٰذا سلطان نے اپنا سامان اپنے بھائی تاج الملوک کے ذریعے دمشق بھجوادیا اور خود لشکر لے کر صلیبیوں کے شہروں کا رخ کیا اور کرک اور شوبک کو تباہ کردیا اور وہاں سے ماہ صفر کی پندرھویں تاریخ کو دمشق پہنچ گیا۔

قلعہ شقیف کی فتح:...... فرنگی فوجیں جب کرک کے مقام پر جمع ہوئی تھیں تو وہ شام کے راستے سے اپنے شہروں میں داخل ہوئی تھیں لہٰذا دمشق کے نائب گورنر عزالدین فرخ شاہ نے ان کا مقابلہ کیا اس نے اس کے علاقوں کو تباہ کرکے ان کے دیہاتوں کو ویران کردیا اور اس نے بہت سے صلیبیوں کو قتل کردیا اور بہت سے لوگوں کو گرفتار کرلیا، اس کے علاوہ اس نے ایک قلعہ شقیف کو بزور شمشیر فتح کرلیا، مسلمانوں کے لئے یہ قلعہ بہت خطرناک تھا اس قلعہ شقیف کے فتح ہونے کے بعد اس کی اطلاع سلطان صلاح الدین کو بھیجی تو وہ اس سے بہت خوش ہوا۔

بیسان کی فتح:...... سلطان صلاح الدین نے چند دن دمشق میں آرام کیا پھر وہ اس سال ربیع الاول میں فوج لے کر روانہ ہوا اس کا ارادہ طبریہ کی طرف پیش قدمی کرنے کا تھا اس لئے اس نے اردن میں خیمے لگائے ادھر صلیبی فوجیں طبریہ میں اکٹھی ہوگئیں تھیں اس لئے صلاح الدین نے اپنے بھتیجے فرخ شاہ کو بیسان کی جانب روانہ کردیا، چنانچہ اس نے بیسان کو تلوار کے زور پر فتح کرکے اس کو تباہ وبرباد کردیا اس نے غرر پر بھی حملہ کیا اور وہاں کے صلیبیوں کو قتل کردیا اور جو بچ گئے انہیں گرفتار کرلیا۔

صلیبی افواج سے جنگ:...... جب صلیبی افواج طبریہ سے جبل کوکب چلی گئیں تو سلطان صلاح الدین نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کے خلاف پیش قدمی کی، چنانچہ صلیبی افواج پہاڑ میں محصور ہوگئیں اس صورت حال میں سلطان نے اپنے دونوں بھتیجوں تقی الدین عمر اور عزالدین فرخ شاہ کو دستے دے کر بھیجا جنہوں نے صلیبیوں سے سخت جنگ لڑی مگر پھر انہوں نے جنگ بند کردی اور سلطان صلاح الدین دمشق چلا گیا۔

بیروت کا محاصرہ:...... پھر سلطان بیروت کی طرف روانہ ہوا اور اس کے آس پاس علاقوں میں خوب تباہی مچادی، سلطان نے مصر سے بیروت کے محاصرے کے لئے بحری بیڑہ بلوالیا تھا چنانچہ بحری بیڑہ وہاں پہنچ گیا اور اس کی مدد سے اس نے چند دن اس کا محاصرہ کئے رکھا۔

فرنگی جہاز کی تباہی:...... اس دوران اسے اطلاع ملی کہ دمیاط کے مقام پر صلیبی مسافروں سے بھری ہوئی ایک بڑی کشتی سمندری طوفان سے ڈوب گئی ہے اس میں صلیبی زائروں کی ایک جماعت کا گروپ سوار تھا جو بیت المقدس کی زیارت کے لئے آرہا تھا کہ دمیاط کے قریب ہواؤں کا طوفان آیا اور وہ کشتی تباہ ہوگئی اور پھر بچنے والے ایک ہزار چھ سو صلیبی گرفتار کرلیے گئے آخرکار سلطان بیروت سے الجزیرہ روانہ ہوگیا جس کی وجہ ہم آگے جاکر

بیان کریں گے۔

مظفر الدین کا رابطہ:......مظفر الدین کوکبری بن زین الدین کجک کا والد، موصل کے قلعہ کا نائب حاکم تھا خود مظفر الدین کوکبری سلطان مودود اور اس کے بیٹوں کے دور حکومت میں بہت اثر ورسوخ رکھتا تھا آخر میں اربل کا حکمران بن گیا اور وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔

پھر موصل کے حکمران عز الدین نے مظفر الدین کو یہ علاقہ دے دیا اس کی ہمدردیاں سلطان صلاح الدین کے ساتھ تھیں اور وہ اسے الجزیرہ کے علاقوں کا حکمران بنانا چاہتا تھا اس لئے جس وقت سلطان صلاح الدین نے بیروت کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو اس نے اس سے رابطہ کیا اور اسے ان علاقوں کی فتح ہونے کی امید دلائی اور اس سے درخواست کی کہ وہ فوراً وہاں پہنچ جائے۔

الجزیرہ کی طرف پیش قدمی:......چنانچہ سلطان بیروت سے روانہ ہو گیا اور اس نے یہ مشہور کیا کہ وہ حلب کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے مگر اس نے دریائے فرات کا رخ کر لیا جہاں مظفر الدین اس کے ساتھ مل گیا اور وہ سب قلعہ البیرہ کی طرف روانہ ہو گئے جس کے حکمران نے عز الدین کی اطاعت قبول کر لی تھی۔

موصل کے حکمران عز الدین اور مجاہد الدین کو جب یہ اطلاع ملی کہ سلطان صلاح الدین شام کی طرف بڑھ رہے ہیں تو انہیں یہ مغالطہ ہوا کہ اس کا حلب پر حملہ کرنے کا ارادہ ہے اس لئے وہ اس سے مقابلے کے لئے روانہ ہو گئے مگر جب سلطان نے دریائے فرات عبور کیا تو وہ موصل واپس آ گئے انہوں نے رہا کی طرف فوجی دستہ بھیجا۔

رہا اور حران کی فتح:......ادھر سلطان صلاح الدین نے دیار بکر وغیرہ کے حکام سے رابطہ کر کے انہیں علاقے دینے کا وعدہ کر لیا، کیفا کے حکمران نور الدین محمود سے اس نے یہ وعدہ کیا کہ وہ اسے آمد کی حکومت دیدیگا چنانچہ وہ اس کے پاس لشکر لے کر پہنچ گیا اور سلطان کے ساتھ مل کر رُہا کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کر لیا اس زمانے میں رُہا کے حاکم امیر فخر الدین بن مسعود زعفرانی تھا جب اس نے جنگ میں شدت محسوس کی تو اس نے ہتھیار ڈال کر شہر صلاح الدین کے حوالہ کر دیا بلکہ اس کے ساتھ قلعہ کے محاصرہ میں بھی شریک ہوا اور پھر قلعہ کے نائب حاکم نے بھی مال و دولت حاصل کر کے قلعہ سلطان کے حوالہ کر دیا، سلطان نے رُہا اور حران دونوں شہروں کی حکومت مظفر الدین کو عطا کر دی۔

رقہ اور بلاد خابور کی فتح:......پھر وہ سب لوگ فوج کے ساتھ رقہ کی طرف روانہ ہوئے، وہاں کا حکمران قطب الدین نیال بن حسان منبجی تھا وہ شہر چھوڑ کر موصل چلا گیا اسی طرح صلاح الدین نے رقہ آسانی سے فتح کر لیا اس کے بعد سلطان قرقیسیا، ماسکین اور عربان کی طرف بڑھا جو خابور کے شہر تھے، وہاں اس نے ان شہروں کو بھی فتح کر لیا۔

فتح نصیبین:......وہاں سے اس نے نصیبین پر حملہ کیا چنانچہ اس نے شہر کو فوراً فتح کر لیا البتہ قلعہ کا محاصرہ چند دنوں تک جاری رہا پھر وہ بھی تسخیر ہو گیا اور سلطان نے اس پر ابوالہیجاء السمین کو اس کا حکمران بنایا۔

فرنگیوں کے اچانک حملے:......ان شہروں کو فتح کر کے فارغ ہونے کے بعد سلطان صلاح الدین نے حاکم کیفا نور الدین کے ساتھ مل کر موصل پر حملہ کرنے کا پروگرام بنایا، مگر راستے میں یہ خبر ملی کہ صلیبیوں نے دمشق کے مضافات پر حملہ کر کے وہاں کے دیہات کو تباہ کر دیا ہے، ان کا ارادہ تھا کہ داریا کی جامع مسجد کو تباہ کریں مگر دمشق کے نائب حاکم نے انہیں دھمکی دی کہ اگر انہوں نے جامع مسجد پر حملہ کیا تو وہ اس کے بدلہ میں ان کے گرجوں اور خانقاہوں کو تباہ و برباد کر دے گا، لہٰذا وہ اپنے اس ناپاک عزائم سے باز آ گئے۔

جنگی تیاریاں:......ان تمام اطلاعات کے باوجود سلطان صلاح الدین نے موصل پر حملہ کرنے کا پروگرام ملتوی نہیں کیا اور موصل کی طرف پیش قدمی کی، موصل کے حکمران نے بہت بڑا لشکر اکٹھا کر کے محاصرے کے لئے مکمل تیاری کر لی تھی اور اپنے نائب کو جنگی تیاری کے لئے مخصوص کر دیا تھا چنانچہ سنجار، اربل اور جزیرہ ابن عمر میں فوجی کمک، اسلحہ اور ضروری مال و دولت جمع کر لئے گئے۔

ناقابلِ تسخیر شہر موصل: ...... جب سلطان صلاح الدین، مظفر الدین اور شیر کوہ کے بیٹے کے ساتھ موصل کے قریب پہنچا تو حاکم شہر کی جنگی تیاریوں کو دیکھ کر وہ سب حیران ہو گئے اور شہر فتح نہ ہونے کا یقین ہو گیا، لہٰذا سلطان نے اپنے ان دونوں مشیروں کو بُرا بھلا کہا کیونکہ ان دونوں نے ہی اسے موصل پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا تھا۔

موصل کی جنگ کا آغاز: ...... بہر حال سلطان نے دوسرے دن یکم رجب کو جنگ کی تیاری شروع کر دی اور وہ خود باب کندہ کی طرف لشکر لے کر گیا اور اپنے قلعہ دار کو باب الجسر پر متعین کیا اور اپنے بھائی تاج الملوک کو باب العماری پر متعین کر کے موصل والوں سے جنگ چھیڑ دی مگر اسے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکی تاہم کچھ لوگ نکلے اور انہوں نے مقابلہ کیا، سلطان نے فصیل پر ایک منجنیق نصب کرائی تو دشمن نے شہر کی سمت سے ایسی نو منجنیقیں نصب کرا دیں، پھر شہر سے کچھ فوج نکلی اور اس نے سخت جنگ کے بعد اس پر قبضہ کر لیا، سلطان کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں وہ رات کے وقت شب خون نہ ماردیں اس لئے وہ پیچھے ہٹ گیا کیونکہ اس نے شہر والوں کو رات کے وقت مشعلیں لے کر باب الجسر سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا پھر وہ واپس چلے گئے۔

صلح کی کوشش: ...... اس دوران خلیفہ الناصر کی طرف سے حضرت صدر الدین شیخ الشیوخ اور مشیر الخادم ایک دوسرے کے پاس سفیر آتے گئے مگر عز الدین نے سلطان صلاح الدین سے صلح کی شرائط کے سلسلہ میں یہ مطالبہ کیا کہ وہ ان کے چھینے گئے علاقے واپس کر دے مگر سلطان نے اس کے جواب میں کہا کہ وہ اس شرط پر واپس کرنے کو تیار ہے کہ وہ اسے حلب دیدیں مگر وہ اس کے لئے تیار نہ ہوئے چنانچہ پھر سلطان نے یہ شرط رکھی کہ وہ اس کے حاکم کی مدد سے ہاتھ اٹھالے مگر وہ اس کے لئے بھی تیار نہ ہوئے، اس کے بعد حاکم آذر بائیجان اور شاہرین (حاکم خلاط) کے قاصد بھی صلح کرانے کے لئے آئے مگر وہ بھی کامیاب نہ ہو سکے۔

سنجار کا محاصرہ: ...... اسی زمانہ میں سنجار والوں نے سلطان کے ساتھیوں کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی، لہٰذا سلطان نے موصل کا محاصرہ چھوڑ کر سنجار کا رخ کر لیا وہاں کا حاکم شرف الدین امیر امیران ہندو تھا وہ حاکم موصل عز الدین کا بھائی تھا وہ اپنا لشکر لئے مقابلے پر موجود تھا اور اس کی کمک کے لئے مجاہد الدین نے بھی فوج بھیج دی تھی سلطان صلاح الدین نے پیش قدمی کر کے سنجار کا محاصرہ کر لیا، یہ محاصرہ بہت سخت تھا چنانچہ اس کی مدد سے سلطان نے ان کی جانب کے برج پر قبضہ کر لیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے حکمران امیر امیران نے ہتھیار ڈال دیئے اور پھر جب وہ اپنا لشکر لے کر موصل چلا گیا تو سلطان نے سنجار پر قبضہ کر لیا، سعد الدین ابن معین الدین کو گورنر مقرر کیا جس کا باپ کامل بن طغرکین دمشق میں تھا اسی طرح سنجار بھی سلطان کے زیر کنٹرول الجزیرہ کے علاقوں میں شامل ہو گیا۔

اس کے بعد سلطان صلاح الدین نصیبین گیا اور وہاں کے باشندوں نے اس کے حاکم ابو الہیجاء السمین کی شکایت کی تو اس نے اس کو وہاں سے ہٹا کر اپنے ساتھ رکھ لیا اور وہاں سے ۵۷۸ھ میں حران پہنچ گیا، یہاں آ کر اس نے اپنی فوج کو منتشر کر دیا تاکہ وہ آرام کرے اور خود اپنے خاص معتمدین اور مخصوص دوستوں کے ساتھ وہاں قیام پذیر ہو گیا۔

شاہرین کا پیغام صلح: ...... عز الدین نے حاکم خلاط شاہرین سے سلطان صلاح الدین کے مقابلہ کے لئے فوجی امداد مانگی تھی لہٰذا اس نے سلطان کے پاس کئی ایلچی بھیجے تاکہ وہ عز الدین کے حق میں اس کی سفارش مان لیں مگر وہ نہ مانا اور اسے مغالطہ ہوتا رہا اس لئے اس نے اپنے ایک دوسرے آزاد کردہ غلام سیف الدین بکتمر کو اس وقت بھیجا جب سلطان نے سنجار کا محاصرہ کر لیا تھا اس نے اس قاصد کے ذریعے سے یہ ہدایت کی تھی کہ سلطان محاصرہ ختم کر دے مگر سلطان نے اس کے پیغام کا کوئی جواب نہیں دیا اور ٹال مٹول کرتا رہا، کیونکہ اسے امید تھی کہ وہ سنجار پر قبضہ کر لے گا آخر کار بکتمر (قاصد) نے اپنے آقا کی طرف سے اسے دھمکی دی اور ناراض ہو کر چلا گیا اور اس نے سلطان کا انعام و اکرام بھی قبول نہیں کیا۔

سلطان اور مخالف افواج کا اجتماع: ...... قاصد نے شاہرین کو، وہاں سے آ کر سلطان کے خلاف خوب بھڑکایا چنانچہ شاہرین جو خلاط کے بیرونی حصے میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا فوراً ماردین کی طرف روانہ ہو گیا اس زمانے میں ماردین کا حکمران اس کا بھانجا اور عز الدین کا ماموں زاد بھائی اور

اس کا داماد، قطب الدین سنجار واپسی میں حران میں ٹھہرا ہوا تھا اور اس نے تمام فوجوں کو ادھر ادھر کر دیا تھا۔

دشمن کا فرار:...... جب اس نے سنا کہ یہ سب اس کے خلاف اکٹھے ہو رہے ہیں تو اس نے اپنے بھتیجے تقی الدین ابن شاہ نشاہ کو حماۃ سے بلوایا اور اس وقت روانہ ہو گیا یہ اطلاع پا کر فوجیں منتشر ہو گئیں اور ہر فوج اپنے اپنے علاقے کی طرف چلی گئیں مگر سلطان صلاح الدین نے ماردین کا رخ کیا اور وہاں چند دن ٹھہرنے کے بعد واپس چلا گیا۔

صلیبیوں کے بحری حملے:...... پرنس ارناط الکرک کے صلیبی حکمران نے ایک بحری جہاز کئی ٹکڑوں میں بنوایا اور اس کے اجزاء لے کر ایلہ کے حکمران کے پاس گیا اور مرضی کے مطابق اس کے اجزاء جوڑ کر اسے نہر سوئز میں لنگر انداز کر دیا، پھر اس بحری بیڑہ کو صلیبی جنگجوؤں سے بھر کر اسے بحری حملوں کے لئے روانہ کر دیا ان میں سے ایک گروپ کو قلعہ ایلہ کے چاروں طرف متعین کیا گیا تا کہ وہ چاروں طرف سے اس کی حفاظت کرے، ایک عیذاب کی طرف روانہ ہوا انہوں نے حجاز کے سمندری ساحلوں پر حملے شروع کر دیئے اور وہاں جو تجارتی جہاز اور کشتیاں نظر آئیں ان پر قبضہ کرنے لگے، ان کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کو ایسی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا جس سے پہلے نہیں پڑا تھا کیونکہ بحر قلزم میں اس سے پہلے کوئی صلیبی تاجر یا سپاہی داخل نہیں ہوا تھا۔

صلیبی بیڑے کی تباہی:...... اس زمانے میں سلطان صلاح الدین کے نائب کی حیثیت سے اس کا بھائی الملک العادل ابوبکر بن ایوب مصر کا گورنر تھا اس نے صلیبی بحری حملے روکنے کے لئے ایک بحری بیڑہ بنوایا اور اس میں جنگجو سپاہیوں کو سوار کرایا جو مصر کے امیر البحر حسام الدین لؤلؤ الحاجب کی کمان میں سمندری جنگ کے لئے روانہ ہوئے سب سے پہلے وہ قائد اس صلیبی بیڑہ کا مقابلہ کرنے کے لئے پہنچا جو چاروں طرف سے ایلہ کی حفاظت کر رہا تھا چنانچہ مسلمانوں کے بحری بیڑہ نے ان کے بحری بیڑے کو بالکل تباہ و برباد کر دیا۔

صلیبی بیڑوں کی تلاش:...... کامیابی حاصل کرنے کے بعد یہ اسلامی بیڑہ دوسرے صلیبی بیڑوں کی تلاش میں روانہ ہو گیا چنانچہ جب وہ عیذاب پہنچا تو وہاں انہیں ان کا بیڑہ نظر نہیں آیا اس لئے کہ وہ بندرگاہ کی طرف جانے والا تھا اور اس کا ارادہ حاجیوں پر حملہ کرنے کا تھا مگر جب انہوں نے لؤلؤ کو مسلمانوں کے بیڑے کی قیادت کرتے ہوئے دیکھا تو انہیں اپنی شکست کا یقین ہو گیا اس لئے صلیبی سمندر سے نکل کر حوراء کی گھاٹیوں میں چھپ گئے۔

امیر البحر لؤلؤ نے بھی اپنی کشتیوں سے اتر کر بدوؤں کو جو سوار تھے جمع کیا اور ان کی مدد سے جنگ لڑ کر انہیں شکست دے دی ان میں سے اکثر مارے گئے اور جو باقی بچے انہیں گرفتار کر لیا گیا ان میں سے کچھ توحج کے موقع پر منیٰ بھیج دیئے گئے جہاں انہیں قربانی کے دن قتل کر دیا گیا باقی قیدیوں کو لے کر وہ مصر لوٹ آیا۔

فرخ شاہ کی وفات:...... اس زمانہ میں سلطان صلاح الدین کا بھتیجا عز الدین فرخ شاہ بن شہنشاہ، جو دمشق کا حکمران تھا صلیبیوں سے جہاد کرنے کے لئے فوج لے کر روانہ ہوا مگر راستے میں وہ بیمار ہو گیا لہذا واپس لوٹ آیا اور اسی بیماری میں وہ ماہ جمادی الاولیٰ ۵۷۸ھ میں انتقال کر گیا وہ سلطان کے اہل و اعیال کا نگران تھا اور سلطان اپنے تمام ساتھیوں سے زیادہ اس پر بھروسہ کرتا تھا اسے اس کے انتقال کی خبر اس وقت ملی جب کہ وہ دریائے فرات عبور کر کے الجزیرہ اور موصل کی طرف جا رہا تھا لہذا سلطان نے شمس الدین محمد المقدم کو دمشق کا گورنر بنا کر وہاں اسے اپنا نائب بنایا اور پھر اپنی مہم پر روانہ ہو گیا۔

آمد کی فتح:...... پہلے لکھ چکے ہیں کہ صلاح الدین ماردین کی طرف جا کر وہاں اس کے گرد و نواح میں چند دن ٹھہرا رہا تھا پھر وہاں سے روانہ ہو کر آمد کی طرف پہنچا اس نے نور الدین حاکم کیفا سے آمد فتح کر کے اسے دینے کا معاہدہ کیا ہوا تھا اسلئے سلطان نے ماہ ذوالحجہ کی پندرہویں تاریخ کو شہر آمد کا محاصرہ کر لیا وہاں کا حاکم بہاء الدین بن بیسان تھا یہ شہر بہت محفوظ و مستحکم تھا مگر ابن بیسان کا انتظام سلطنت بہت ہی خراب تھا اس نے عوام کے ساتھ کنجوسی اختیار کر رکھی تھی، اس لئے یہاں کے باشندے اسکی بددیانتی اور مظالم سے تنگ آئے ہوئے تھے اس نے ان کے لئے روزگار کے دروازے بھی

بند کر دیئے تھے۔

تین دن کی مہلت: ......سلطان صلاح الدین نے اہل آمد کو پیغام بھیجا جس میں ترغیب بھی تھی اور دھمکی بھی، لہذا ابن بیسان کی مخالفت پر تیار ہو گئے اور اس کی حمایت میں جنگ کرنے سے انکار کر دیا اس لئے ابن بیسان نے اپنے گھر کے باہر نقب لگا کر اپنی خواتین کو قاضی الفاضل کے ہمراہ سلطان کے پاس بھیجا تا کہ وہ رحم کھا کر اسے وہاں سے جانے کے لئے تین دن کی مہلت دیں چنانچہ سلطان نے اس کی درخواست منظور کر لی۔

سامان کی منتقلی: ......ابن بیسان نے شہر کے باہر ایک خیمہ لگایا جہاں وہ اپنا سامان اور دولت کا ذخیرہ منتقل کرنے لگا لوگوں نے اس کی کوئی مدد نہیں کی لہذا سامان کی منتقلی کا کام مشکل ہو گیا اس لئے اس نے سلطان صلاح الدین سے اس بارے میں مدد مانگی چنانچہ سلطان نے بار برداری کے جانور اور آدمی بھجوائے اسی طرح اس نے تین دن میں اپنا سامان منتقل کر لیا، جب یہ مدت گذر گئی تو اسے باقی سامان لے جانے سے منع کر دیا گیا۔

معاہدہ کی پابندی: ......اسی طرح سلطان صلاح الدین نے عاشورہ محرم ۵۷۹ھ میں آمد کے شہر کو فتح کر لیا فتح کرنے کے بعد سلطان نے معاہدہ کے مطابق یہ شہر حاکم کیفا نورالدین کے حوالے کر دیا اس نے سلطان کو یہ اطلاع دی کہ اس شہر میں دولت کے بہت سے ذخیرے موجود ہیں جنہیں وہ اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں مگر سلطان نے لے جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میری یہ عادت نہیں ہے کہ میں اصل چیز دے دوں اور اس کی فروع نہ دوں۔

جب نورالدین حاکم کیفا شہر میں داخل ہوا تو اس نے سلطان صلاح الدین اور اس کے امراء کو جشن فتح میں بلوایا جو اس نے ان کے اعزاز میں منعقد کیا تھا، اس جشن میں اس نے ان سب کو شایان شان تحائف پیش کیے اس کے بعد سلطان وہاں سے واپس چلا گیا۔

تل خالد اور عنتاب کی فتح: ......جب سلطان صلاح الدین آمد کی فتح سے فارغ ہوا تو وہ حلب کے علاقوں میں داخل ہو گیا چنانچہ اس نے تل خالد کا محاصرہ کر کے اس کی فصیلوں پر منجنیقیں نصب کر دیں جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور اس نے انہیں پناہ دیکر اسے ماہ محرم ۵۷۹ھ میں فتح کر لیا۔

اس کے بعد اس نے عنتاب کا رخ کر کے اس کا محاصرہ کر لیا وہاں کا حاکم ناصر الدین محمد تھا جو شیخ اسماعیل کا بھائی تھا وہ سلطان نورالدین عادل کا خزانچی اور اس کا دوست تھا اور اسی نے اسکو وہاں کا گورنر بنایا تھا۔

اس نے سلطان سے اپیل کی اسے اسکی اطاعت قبول ہے لہذا سلطان اسے حکومت پر بحال رکھے، چنانچہ سلطان نے حلف لے کر اس کی یہ بات مان لی اور وہ سلطان کی خدمت میں رہنے لگا، اس موقع پر مسلمانوں کو بہت مال غنیمت حاصل ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی مدد کے واقعات: ......ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ مصر کے بحری بیڑے کا سمندر میں ایک صلیبی بیڑے سے مقابلہ ہوا جس میں چھ سو مسلح صلیبی سپاہی سوار تھے اور ان کے ساتھ بہت مال بھی تھا یہ لوگ شام کے صلیبیوں کے پاس جا رہے تھے کہ مسلمان ان پر غالب آ گئے اور جو کچھ ان کے پاس تھا اس پر قبضہ کر لیا پھر وہ مصر صحیح سلامت آ گئے۔

باران رحمت کا نزول: ......دوسرا واقعہ خشکی جنگ کا ہے وہ یہ ہے کہ صلیبیوں کے ایک فوجی دستے نے داروں کے مقام پر حملہ کیا مسلمانوں نے ایلہ کے مقام پر انہیں جا لیا اور عیلیۃ تک ان کا تعاقب کیا اس دوران مسلمانوں کو سخت پیاس لگی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بارش برسا دی، جس کی وجہ سے وہ خوب سیراب ہو گئے اور پھر انہوں نے صلیبیوں سے جنگ لڑ کر انہیں شکست فاش دے کر ان کا صفایا کر دیا اس کے بعد وہ مطیع ہو گئے اور مسلمان بخیر و عافیت مصر واپس آ گئے۔

ملک صالح کی وفات: ......ملک صالح اسماعیل بن نورالدین صرف حلب کا حاکم رہ گیا تھا اس کے علاوہ شام کا کوئی علاقہ اس کے قبضہ میں نہ تھا اس نے اپنی زندگی میں حلب سلطان صلاح الدین سے بچائے رکھا وہ ۵۷۷ھ کے درمیان انتقال کر گئے اس نے اپنے چچا زاد عزالدین حاکم موصل کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا لہذا اس کی وفات کے بعد عزالدین اپنے نائب مجاہد الدین قائماں کو لے کر حلب پہنچا اور اسے اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں

شامل کرلیا۔

حکومتوں کا تبادلہ:......اس کے بعد اس کے بھائی عماد الدین نے جو سنجار کا حاکم تھا حلب سے سنجار کی حکومت بدلنا چاہی چنانچہ عز الدین نے تبادلے کی تجویز منظور کرلی اس نے اپنے بھائی سے سنجار کا علاقہ حاصل کرلیا اس کے بعد وہ موصل واپس آ گیا پھر عماد الدین نے حلب کی طرف جا کر اس پر قبضہ کرلیا، ادھر سلطان صلاح الدین کو سلطنتوں کا یہ تبادلہ پسند نہیں آیا اسے اندیشہ ہوا کہ عماد الدین حلب پر قبضہ کرنے کے بعد شام کی طرف پیش قدمی کرے گا۔

حلب کا محاصرہ:......اس وقت سلطان مصر میں تھا لہٰذا وہ فوراً شام پہنچا اور وہاں سے الجزیرہ گیا اور وہاں کے کئی علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد اس نے موصل کا محاصرہ کرلیا، اس کے بعد آمد کا محاصرہ کرنے کے بعد اسے بھی فتح کرلیا پھر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ حلب کے زیر کنٹرول علاقوں میں داخل ہو گیا اور اس نے تل خالد اور عنتاب کے علاقے فتح کرلئے پھر اس نے حلب کی طرف پیش قدمی کر کے ماہ محرم ۵۷۹ھ میں اس کا محاصرہ کر لیا وہ چند دنوں تک میدان اخضر میں حاضر رہا پھر وہ جبل جوشق کی طرف چلا گیا اور وہاں سے صبح و شام جنگ لڑتا رہا۔

حلب کی فتح:......ادھر عماد الدین کے لشکر نے اس سے تنخواہ کا مطالبہ کیا اور اسے یہ کہکر تنگ کرتے رہے کہ وہ حلب کا شہر صلاح الدین کے حوالہ کر دیں گے لہٰذا اس نے اس مقصد کے لئے طومان الباروقی کو بھیجا جو صلاح الدین کا حمایتی تھا اس نے یہ شرائط پیش کیں کہ اسے سنجار، نصیبین، رقہ اور خابور کے علاقے دے دیئے جائیں ان کے بدلے میں وہ حلب کی حکومت سے ہاتھ کھینچ لے گا چنانچہ ان شرائط پر حلف نامہ تیار ہو گیا پھر اسی سال ماہ صفر کی اٹھارہ تاریخ کو عماد الدین ان شہروں کی طرف روانہ ہو گئے اور سلطان صلاح الدین حلب میں داخل ہو گیا سلطان نے عماد الدین کے سامنے یہ شرط بھی رکھی تھی کہ جب وہ واپس آئے تو وہ اس کے ساتھ اس کی فوج میں شامل رہے گا چنانچہ عماد الدین حکومت سے جب دست کش ہوا تو اس موقع پر جشن منایا گیا اس کے بعد عماد الدین اپنے نئے علاقوں کی طرف چلا گیا۔

تاج الملوک کی وفات:......حلب کے محاصرہ کے موقع پر جو لوگ مارے گئے ان میں سلطان صلاح الدین کا چھوٹا بھائی بھی شامل تھا جس کا نام تاج الملوک نورالدین تھا وہ اس محاصرے میں زخمی ہو گیا تھا اور وہ ان زخموں کی وجہ سے صلح کے بعد اور سلطان کا شہر میں داخل ہونے سے پہلے انتقال کر گیا۔

قلعہ حارم کی تسخیر:......حلب کے فتح کے بعد سلطان صلاح الدین نے قلعہ حارم کی جانب سے پیش قدمی کی وہاں کا حاکم سلطان نورالدین زنگی کا آزاد کردہ غلام طرخک تھا یہ قلعہ اب ملک صالح کے کنٹرول میں تھا سلطان نے اس کا محاصرہ کرلیا پھر فریقین میں قاصدوں کے ذریعے مذاکرات ہوئے مگر قلعہ کے حاکم نے صلح نہیں کی بلکہ اس نے صلیبیوں سے فوجی امداد مانگ لی، جب یہ بات اس کی فوج کو پتہ چلی تو انہوں نے اپنے حاکم پر حملہ کر کے اسے گرفتار کرلیا پھر انہوں نے سلطان صلاح الدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اس طرح سلطان کا اس قلعہ پر قبضہ ہو گیا اور اپنے ایک خاص آدمی کو اس کا گورنر بنا دیا۔

نئے حکام کا تقرر:......سلطان نے تل خالد کا علاقہ تل باشر کے حکمران باروقی کو دے دیا، قلعہ عزاز کو عماد الدین اسماعیل نے ویران کر دیا تھا اس کا گورنر سلطان نے سلیمان بن جبار کو بنا دیا سلطان حلب میں اس وقت تک ٹھہرا رہا جب تک کہ سارے کام پورے نہیں ہو گئے پھر وہ سب علاقوں کے گورنر مقرر کر کے دمشق واپس چلا گیا۔

حلب کا نیا حکمران:......جب صلاح الدین حلب کے معاملہ سے فارغ ہوا تو اس نے وہاں کا حکمران اپنے بیٹے الظاہر غازی کو بنا دیا اس کی کمسنی کی وجہ سے سلطان نے امیر سیف الدین تادیج کو اس کا نگران بنا دیا جو امرائے اسدیہ میں سب سے معمر شخص تھا

دوبارہ جہاد کی تیاری:......جب سلطان دمشق پہنچا تو اس نے جہاد کی تیاری شروع کر دی اور شام اور الجزائر اور دیار بکر کی فوجوں کو اکٹھا کر کے صلیبی علاقوں کی طرف پیش قدمی کی، سلطان نے ۵۷۹ھ کے درمیانی عرصے میں دریائے اردن عبور کیا چنانچہ اسے دیکھ کر ان علاقوں کے لوگ بھاگ گئے اس

لئے سلطان نے بیسان کی طرف پیش قدمی کی چنانچہ اسے ویران کر کے اسے جلا دیا، اس کے بعد سلطان نے اس کے گردونواح پر حملہ کر دیا جہاں صلیبی فوجیں اکٹھا ہو گئیں تھیں مگر سلطان کو دیکھ کر انہوں نے جنگ سے گریز کیا اور پہاڑی پر چڑھ کر ان میں چھپ گئے اور چاروں طرف خندق کھود لی۔

صلیبی علاقوں کی تباہی:......سلطان نے پانچ دن تک ان کا محاصرہ کیا اور آہستہ آہستہ انہیں نیچے اترنے پر تیار کرنا چاہا مگر وہ مقابلے کیلئے نہیں آئے آخر کار سلطان وہاں سے لوٹ گیا اور اس کے گردونواح پر حملہ کر کے بہت سامال غنیمت حاصل کیا پھر وہ اپنے شہروں کو واپس چلے گئے۔

الکرک کا محاصرہ:......جب سلطان بیسان کی جنگ سے لوٹا تو اس نے کرک پر حملہ کرنے کی تیاری کی اور لشکر لے کر روانہ ہو گیا سلطان نے اپنے بھائی ابو بکر الملک العادل بن ایوب کو جو مصر میں اس کا نائب تھا بلوایا تا کہ وہ کرک کے قریب آ کر اس کے ساتھ شامل ہو جائے، سلطان نے اسے حلب اور اس کے قلعہ کی حکومت بھی پیش کی تھی جو اس نے منظور کر لی، سلطان نے اسے یہ بھی حکم دیا تھا کہ وہ وہاں سے اپنے اہل و اعیال اور مال و دولت بھی لے کر آئے چنانچہ وہ سلطان کے ساتھ الکرک کے مقام پر آ کر شامل ہو گیا اسلامی لشکر نے چند دنوں تک اس کا محاصرہ کیا اور اس کے کچھ بیرونی علاقے فتح کر لئے تھے انہوں نے شہر پناہ پر منجنیقیں لگا دیں۔

مگر سلطان نے اس کے محاصرے کی مکمل تیاری نہیں کی تھی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ صلیبی افواج اس کا زبردست مقابلہ کریں گے چنانچہ اس نے ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو اس کا محاصرہ ختم کر دیا۔

حکام کے تبادلے:......سلطان صلاح الدین نے اپنے بھائی الملک العادل کی جگہ اپنے بھتیجے تقی الدین ابن شاہ کو مصر کا گورنر بنایا اور الملک العادل کو اپنے ساتھ دمشق لے گیا اور اسے حلب منبج اور ان سے متعلقہ علاقوں کا گورنر مقرر کیا اس نے اسی سال ماہ رمضان المبارک میں اسے حلب بھیج دیا تھا اور اپنے بیٹے الظاہر غازی کو حلب سے واپس بلا لیا۔

الکرک کا دوبارہ محاصرہ:......سلطان، ۵۸۰ھ کے ماہ ربیع الآخر میں کرک کے محاصرہ کے لئے دوبارہ روانہ ہوا اس سے پہلے اس نے فوجیں اکٹھی کر کے کیفا کے حاکم نور الدین اور مصر کی افواج کو بھی بلوا لیا تھا اور الکرک کے محاصرے کی مکمل تیاریاں کر لی تھیں اس نے اس کے بیرونی علاقے پر منجنیقیں لگا کے اسے فتح کر لیا تھا اب قلعہ کے خندق کے پیچھے کا حصہ باقی رہ گیا تھا یہ خندق بیرونی علاقے اور قلعہ کے درمیان رکاوٹ تھی اس کی گہرائی ساٹھ گز تھی اس مقصد کے حصول کے لئے تیروں اور پتھروں سے مقابلہ ہوا قلعہ والوں نے اپنے بادشاہ سے مزید فوجی کمک مانگی اور اپنی حالت بیان کی لہذا صلیبیوں نے فوج اکٹھی کی اور پھر اس قلعہ کی طرف کوچ کیا۔

سلطان بھی ان سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہوا اور ایک سخت زمین پر پہنچ کر ان سے مقابلہ کا انتظار کرتا رہا مگر صلیبی افواج نے میدان جنگ میں نکلنے سے گریز کیا تو سلطان اپنی فوج لے کر چند فرسخ پیچھے ہٹ گیا اور صلیبی فوجیں الکرک کی طرف چلی گئیں۔

فرنگی بستیوں کی تباہی:......پھر جب سلطان نے دیکھا کہ الکرک کا قلعہ مزید فوجی امداد کی وجہ سے زیادہ مضبوط ہو گیا ہے تو اس نے یہ محاصرہ بھی ختم کر دیا اور نابلس پر حملہ کر کے اسے ویران کر دیا اور وہاں آگ لگا دی اس کے بعد وہ سبطیہ کی طرف روانہ ہو گیا جہاں حضرت زکریا علیہ السلام کا مزار مبارک تھا، سلطان نے وہاں سے مسلمان قیدیوں کو آزاد کرایا پھر وہاں سے موضع جنین کی طرف روانہ ہوا اور اسے لوٹ کر ویران کر دیا۔

سلطان نے وہاں سے ہر طرف فوجی دستے بھیجے اور راستہ میں جہاں سے گذرا اسے تباہ کر دیا یوں اسلامی لشکر نے بہت سامال غنیمت بھی حاصل کیا پھر سلطان کامیابی کے ساتھ دمشق واپس پہنچ گیا۔

الجزیرہ کی طرف پیش قدمی:......پھر سلطان صلاح الدین نے دمشق سے الجزیرہ کی طرف ماہ ذوالقعدہ ۵۸۰ھ میں پیش قدمی کی اور دریائے فرات عبور کر لیا، اس سے پہلے مظفر الدین کو کبری، علی کوچک اسے بار بار تیار کرتے رہے کہ وہ موصل پر حملہ کر دے اس نے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ جب سلطان وہاں آئے گا تو وہ پچاس ہزار دینار اسے پیش کریگا چنانچہ جب سلطان حران پہنچا تو اس نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا اس لئے سلطان نے اسے

گرفتار کرلیا مگر اہل جزیرہ کو تکلیف پہنچنے کے اندیشے کی وجہ سے اسے رہا کر دیا اور انہیں حران اور رُہا کا علاقہ بھی واپس دے دیا۔

موصل پر حملہ کی تیاری:......جب سلطان ماہ ربیع الاول میں روانہ ہوا تو اس کے لشکر میں کیفا کا حکمران نور الدین اور جزیرہ ابن عمر کا حکمران معز الدین سنجار شاہ بھی شامل ہو گئے معز الدین سنجار شاہ نے مجاہد الدین کے زوال کے بعد اپنے چچا عز الدین حاکم موصل کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

خواتین کی درخواست:......یہ سب حکام سلطان صلاح الدین کے ساتھ موصل پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہو گئے چنانچہ جب یہ شہر بلد پہنچے تو وہاں سلطان سے عز الدین کی والدہ اور اس کے چچا نور الدین کی بیٹی اور شاہی خاندان کے دیگر افراد ملنے آئے انہوں نے سلطان سے صلح کرنے کی درخواست کی، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ سلطان ان خواتین کی درخواست نہیں ٹھکرائے گا بالخصوص سلطان نور الدین کی بیٹی کی بات ضرور مان لے گا۔

موصل والوں سے جنگ:......سلطان صلاح الدین نے اس بارے میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تو فقیہ عیسیٰ اور علی بن احمد المشطوب کے مشورہ سے خواتین کی درخواست نامنظور کر دی، اس کے بعد یہ لشکر موصل کی طرف روانہ ہوا اور اہل موصل سے انہوں نے جنگ شروع کر دی اہل موصل نے جان پر کھیل کر مقابلہ کیا کیونکہ وہ خواتین کی درخواست کو رد کر دینے پر بہت ناراض تھا اسلئے شہر فتح نہیں ہو سکا چنانچہ سلطان نے غلط مشورہ دینے پر اپنے ہمراہیوں کو بہت برا بھلا کہا۔

جنگ میں ناکامی:......اتنے میں اربل کا گورنر زین الدین یوسف اور اس کا بھائی مظفر الدین کوکبری پہنچ گئے سلطان نے ان دونوں کو مشرقی جانب متعین کیا اور علی بن احمد المشطوب الہکاری کو الجزیرہ کے ایک قلعہ کی طرف اس کا محاصرہ کرنے بھیجا، ہکاریہ کرد قوم اس کے خلاف اس وقت تک لڑتی رہیں جب تک کہ سلطان صلاح الدین ایوبی موصل سے واپس نہیں آ گیا، موصل کے حاکم عز الدین کو یہ اطلاع ملی کہ اس کا نائب زلقندار جو قلعہ کا گورنر ہے سلطان صلاح الدین سے رابطہ کر رہا ہے لہذا اس نے اسے اس سے رابطہ کرنے سے منع کیا۔

خلاط کے حاکم کی وفات:......اس دوران سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ خلاط کا حکمران شاہرین انتقال کر گیا ہے لہذا سلطان نے یہ موقع غنیمت سمجھا کہ وہ اس کے علاقوں کو فتح کر لے تاکہ آگے چل کر اس کی سلطنت کے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہو، پھر اسے وہاں کے باشندوں کے خطوط بھی ملے جن میں اسے وہاں بلایا گیا تھا اس لئے وہ موصل چھوڑ کر اس طرف روانہ ہو گیا۔

اہل خلاط کی سیاسی چال:......حقیقت یہ تھی کہ خلاط والوں نے اسے فریب دینے کے لئے بلوایا تھا کیونکہ اس زمانہ میں آذربائیجان کے حکمران شمس الدین بہلوان بن ایلدکر نے بھی اس علاقے کو فتح کرنے کا پروگرام بنایا تھا اور اس نے بوڑھا ہونے کے باوجود اپنی بیٹی کا نکاح شاہرین سے کر دیا تھا تاکہ اس کے رشتہ کے بہانے وہ خلاط پر قبضہ کر سکے لہذا جب وہ اس مقصد کے لئے روانہ ہوا تو انہوں نے سلطان صلاح الدین سے رابطہ کر لیا، ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ ایک دوسرے سے لڑوا کر اپنے علاقے کا دفاع کر سکیں۔

اہل خلاط اور بہلوان:......چنانچہ سلطان صلاح الدین خلاط کی طرف روانہ ہوا اس کے ہراول فوجی دستوں کی کمان ناصر الدین محمد بن شیر کوہ اور مظفر الدین وغیرہ کر رہے تھے جس زمانے میں ان لوگوں نے پیش قدمی کی تھی اسی زمانے میں آذربائیجان کا حکمران بھی وہاں پہنچا اور وہ خلاط کے قریب مقیم ہو گیا، خلاط والوں کے قاصدوں نے بیک وقت سلطان صلاح الدین اور بہلوان (حاکم آذربائیجان) دونوں سے بات چیت کی، آخر کار خلاط والوں نے بہلوان کی اطاعت قبول کر کے اس کے نام کا خطبہ پڑھوا دیا۔

قطب الدین کی وفات:......جب خلاط والوں نے بہلوان کے نام کا خطبہ پڑھوایا تو اس وقت صلاح الدین شہر میافارقین کے قریب تھا یہ شہر حاکم ماردین قطب الدین کے زیر کنٹرول تھا اس کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کے بعد اس کا ایک کم سن لڑکا رہ گیا تھا اسلئے اس نے اس کی حکومت خلاط کے حکمران شاہرین کے حوالہ کر دینے کی وصیت کی تھی اور اس نے وہاں اپنی فوج متعین کر دی تھی۔

میافارقین کا محاصرہ:......چنانچہ جب شاہرین کا انتقال ہو گیا تو سلطان نے میافارقین پر قبضہ کرنے کا پروگرام بنایا چنانچہ اس نے ۵۸۱ھ میں

یکم ماہ جمادی الاولیٰ کو اس شہر کا محاصرہ کر لیا، میافارقین کا سپہ سالار اسدالدین برنقش تھا اس نے شہر کا بڑے اچھے طریقے سے دفاع کیا، اس شہر میں قطب الدین (مرحوم حاکم) کی بیوہ اپنی بیٹیوں کے ساتھ رہتی تھی وہ حاکم کیفا نورالدین کی ہمشیرہ تھی، سلطان صلاح الدین نے اس سے کہلوایا کہ وہ برنقش شہر اس کے حوالے کر دینا چاہتا ہے اور میں تمہارے بھائی نورالدین کے حق کی اس لئے حمایت کر رہا ہوں کہ میں تمہاری بیٹیوں کا نکاح اپنے بیٹوں سے کردوں گا اسی طرح شہر ہمارے قبضہ میں رہیگا۔

شہر پر قبضہ:......ادھر برنقش کو کسی نے یہ اطلاع دی کہ قطب الدین کی بیوہ سلطان صلاح الدین کی حمایت کر رہی ہے اور اہل خلاط نے بھی اس کے ساتھ رابطہ کیا ہے چونکہ خلاط والوں کی خط وکتابت کی خبر صحیح تھی اسلئے وہ گھبرا گیا اور اس نے جاگیر اور مال کی شرائط کے ساتھ شہر حوالہ کر دینے کا پیغام بھیج دیا اور پھر اس نے شہر سلطان کے حوالہ کر دیا، سلطان نے شہر پر قبضہ کر کے اپنے ایک بیٹے کا نکاح خاتون کی ایک بیٹی سے کر دیا اور اسے اس کی بیٹیوں کو قلعہ دھقناج میں ٹھہرایا۔

موصل کی طرف روانگی:......پھر یہاں سے سلطان موصل کی طرف روانہ ہوا اور نصیبین سے گذرتا ہوا کفرزامان پہنچا اس نے پروگرام بنایا کہ وہ یہاں سردی کا موسم گذارے اور موصل کے تمام اضلاع کا ٹیکس وصول کر کے اسے استعمال کرے اور موصل کی ساری زمین مختلف لوگوں میں تقسیم کر دے۔

صلح کی شرط:......مجاہد الدین صلح پر آمادہ ہو گیا اور ایلچیوں کی آمد ورفت شروع ہو گئی اور یہ شرط رکھی گئی کہ عزالدین اسے شہرزور اور اسکا ملحقہ علاقہ، غرابلی کا علاقہ اور زاب کے پیچھے کی اضلاع اسے دیدے۔

صلح کی تکمیل:......سلطان صلاح الدین اس دوران بیمار ہو گیا لہذا حران واپس آ گیا اور اس کے ایلچی یہ خبر لے کر آئے کہ اس کی شرائط منظور ہو گئی ہیں لہذا صلح ہو گئی اور حلف ووعدہ کے مطابق شہر حوالے کر دیئے گئے۔

ایوبی سلطنت کی تقسیم:......سلطان صلاح الدین حران میں کافی عرصہ تک بیمار رہا اس کے پاس اسکا بھائی ملک عادل، حاکم حلب اور اس کا بیٹا الملک العزیز عثمان بن صلاح الدین موجود تھے، جب سلطان کی بیماری نے خطرناک صورت اختیار کر لی تو اس نے اپنی سلطنت اپنی اولاد کی درمیان تقسیم کر دی اور سارے ملک کا نگران اپنے بھائی ملک عادل کو بنایا، پھر سلطان ماہ محرم ۵۸۲ھ میں دمشق واپس چلا گیا۔

ناصر الدین کی وفات:......جب سلطان حران میں تھا تو اس کا چچازاد بھائی ناصر الدین محمود بن شیرکوہ بھی وہاں موجود تھا جس کی جاگیر میں حمص اور رحبہ کا علاقہ شامل تھا، وہ سلطان سے پہلے حمص واپس چلا گیا تھا چنانچہ جب وہ حلب پہنچا تو اس نے وہاں کے امراء کو اس بات پر تیار کر لیا کہ اگر سلطان صلاح الدین کا انتقال ہو جائے تو وہ اس کے بادشاہ بننے کی حمایت کریں اس کے بعد وہ حمص پہنچ گیا، اس نے اہل دمشق کو بھی اس قسم کا پیغام بھیجوایا مگر قدرت کی ستم ظریفی دیکھئے کہ سلطان صلاح الدین تو اپنی خطرناک بیماری سے شفایاب ہو گیا اور ناصر الدین عیدالاضحیٰ کی رات کو انتقال کر گیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ اسے زہر دے کر خفیہ طور پر ہلاک کیا گیا اس کے بعد اس کا بارہ سالہ بیٹا شیرکوہ اس کے ماتحت علاقوں کا حاکم اور جانشین مقرر ہوا۔

تقسیم سلطنت کی تفصیل:......سلطان صلاح الدین کا ایک بیٹا الملک العزیز عثمان حلب میں اس کے بھائی ملک عادل کی نگرانی میں تھا اور اس کا بڑا بیٹا افضل علی مصر میں اس کے بھتیجے تقی الدین عمر بن شہنشاہ کی نگرانی میں تھا اسے سلطان نے اس وقت مصر بھیجا تھا کہ جب اس نے ملک عادل کو وہاں سے بلوالیا تھا پھر جب سلطان حران میں بیمار ہوا تو اسے اس بات پر افسوس ہوا کہ اس نے اپنے کسی بیٹے کو کسی علاقے کا مستقل اور آزاد حکمران نہیں بنوایا اور اس کے بعض گہرے دوستوں نے بھی اسے اس طرف توجہ نہیں دلائی لہذا اس نے اپنے ایک بیٹے کو اپنے بھائی ملک عادل کی سرپرستی میں حلب کی طرح مصر کا حکمران بنا کر بھیجا پھر اس نے الجزیرہ کے علاقے میں سے حران، رہا اور میافارقین کا علاقہ ملک عادل کو دے دیا اور اپنے بیٹے عثمان کو مصر

کا خود مختار حکمران بنادیا۔

تقی الدین کی مخالفت:...... پھر اس نے اپنے بیٹے افضل اور اپنے بھتیجے تقی الدین کو بلوایا مگر تقی الدین سلطان کے پاس نہیں گیا اور اس نے یہ پروگرام بنالیا کہ وہ اپنے آزاد کردہ غلام قراقوش کے پاس مغرب (شمالی افریقہ) میں ان علاقوں کی طرف چلا جائے، کیونکہ اس نے طرابلس اور افریقہ کے علاقہ جرید پر قبضہ کرلیا تھا۔

شامی علاقوں پر تقرر:...... مگر جب سلطان صلاح الدین کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے نرمی اور خوش اخلاقی کے ذریعہ خط لکھ کر اسے بلوالیا جب وہ وہاں پہنچا تو سلطان نے حماۃ، منبج، معرہ، کفر طاب، جبل جوز اور اس کے پورے علاقے کی حکومت دیدی ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب تقی الدین کو سلطان صلاح الدین کی بیماری اور اس کے انتقال کی غلط خبر پہنچی تو اس نے خود بادشاہ بننا چاہا، یہ خبر سلطان صلاح الدین کو مل گئی تھی لہٰذا اس نے فقیہ عیسیٰ الہکاری کو وہاں بھیجا کیونکہ اس کا حکم سب مانتے تھے سلطان نے اسے یہ ہدایت دی تھی کہ وہ تقی الدین کو مصر سے نکال کر خود وہاں ٹھہرے چنانچہ وہ اطلاع دیئے بغیر وہاں پہنچ گیا اور اس نے تقی الدین کو نکل جانے کا حکم دیا چنانچہ وہ شہر کے باہر ہی رک گیا اس کے بعد اس نے شمالی افریقہ جانے کی تیاری کرنے لگا مگر سلطان نے خط لکھ کر اسے اپنے پاس بلالیا۔

صلیبی حکام کے حالات:...... طرابلس کے صلیبی حاکم ایمنڈ بن سنجیل نے طبریہ کی صلیبی انگریز ملکہ سے نکاح کرلیا تھا اور اس کے پاس ہی رہ رہا تھا اس دوران شام کا صلیبی بادشاہ جو جذامی تھا انتقال کر گیا اس نے اپنے کم سن بھتیجے کو ولی عہد بنایا تھا اور طرابلس کا یہ صلیبی حاکم اس کا نگران بنا اور چونکہ وہ صلیبی حکمرانوں میں سے سب سے بڑا اور معمر تھا اس لئے وہ اس کی مملکت کا انتظام سنبھالتا رہا، اس کا مقصد یہ تھا کہ نگرانی کے پردے میں وہ اس کے علاقے پر قبضہ کرلے مگر اتفاق سے وہ کم سن حاکم مر گیا تو سلطنت اس کی باپ کی طرف منتقل ہوگئی اس طرح حاکم طرابلس کی آرزوئیں خاک میں مل گئیں۔

صلیبی بادشاہ کی تاج پوشی:...... اس کے بعد اس صلیبی ملکہ نے مغرب سے آنے والے ایک صلیبی سے نکاح کرلیا اور ایک جشن میں اسے تاج پہنا کر اپنی حکومت سے دست بردار ہونے کا اعلان کیا، اس جشن تاج پوشی میں سارے بشپ، مذہبی پیشوا، راہبوں اور استباریہ، دادیہ اور باروبیہ نامی فرقوں نے شرکت کی۔

صلیبی حکمرانوں کی بغاوت:...... اس کے بعد حاکم طرابلس سے یہ مطالبہ کیا گیا کیونکہ وہ جب کم سن بچہ کی کفالت کررہا تھا کہ وہ اس زمانہ کے محصولات کا حساب پیش کریں اس پر وہ سخت غصہ ہوا چنانچہ اس نے کھلم کھلا بغاوت اور نافرمانی کا اعلان کردیا اس کے بعد اس نے سلطان صلاح الدین سے رابطہ کیا اور اس کے پاس چلا گیا سلطان نے اسے اپنے شہر میں جو اس کے ہم مذہب (عیسائی) افراد کا حاکم بنادیا اور اس کی حمایت کے لئے سلطان نے ان عیسائی سرداروں کو بھی رہا کردیا جو اس کے قید میں تھے اس اقدام سے وہ بہت خوش ہوا اور سلطان کا یہی اقدام صلیبی شہروں کو فتح کرنے اور بیت المقدس کو ان سے واپس چھیننے کا ذریعہ بنا۔

صلیبی علاقوں پر حملے:...... سلطان صلاح الدین نے طبریہ کے سمت سے ساری صلیبی بستیوں میں اپنے فوجی دستے بھیجے چنانچہ انہوں نے ان علاقوں کو تباہ کرکے مال غنیمت حاصل کیا۔ یہ تمام واقعات ۵۸۲ھ میں پیش آئے۔

حاکم الکرک سے صلح:...... ان صلیبی حکام میں شہزادہ ارناط جو الکرک کا حکمران تھا سب سے زیادہ چال باز اور خطرناک شخص تھا سلطان نے اس پر زبردست حملہ کرکے اس شہر کا محاصرہ کرلیا چنانچہ وہ صلح کرنے پر مجبور ہوا، اس سے صلح کرنے کے بعد دونوں قوموں کے درمیان کے راستوں پر امن وامان قائم ہوگیا۔

صلیبی حاکم کی غداری:...... مگر اسی سال (مسلمان) تاجروں اور فوجیوں کا ایک قافلہ (اس کے علاقہ سے) گذرا تو اس صلیبی حاکم نے غداری کر کے انہیں گرفتار کرلیا اور ان کے پاس جو سامان تھا اسے لوٹ لیا سلطان صلاح الدین نے پیغام بھیج کر اس سے باز پرس کی مگر اس صلیبی حاکم نے غداری

پر اصرار کیا اس پر سلطان نے عہد کر لیا کہ اگر وہ کامیاب ہو گیا تو وہ اسے قتل کر دیگا چنانچہ سلطان نے اس مقصد کے لئے موصل، الجزیرہ، اربل، مصر وشام اور راس الماعہ تک پہنچ گیا۔

حج کے قافلے کی حفاظت:......اس دوران سلطان کو یہ خبر ملی کہ پرنس ارناط نے شام کے حاجیوں کے قافلے پر حملہ کرنے کا پروگرام بنایا ہے اس وقت سلطان کے ساتھ اس کا بھتیجا محمد بن لاجیل وغیرہ بھی شامل تھے لہذا سلطان نے کچھ فوج اپنے بیٹے افضل علی کی قیادت میں چھوڑی اور خود اس نے بصریٰ کی طرف پیش قدمی کی چنانچہ جب پرنس ارناط نے سلطان کی فوج کی آمد کی خبر سنی تو وہ حملہ کرنے سے رک گیا یوں حاجیوں کا قافلہ صحیح سلامت وہاں سے گذر گیا۔

صلیبی علاقوں کی تباہی:......اس کے بعد سلطان صلاح الدین الکرک کی طرف روانہ ہوا اور اپنے فوجی دستے الکرک کے علاقے اور شوبک کے علاقے میں بھیجے چنانچہ انہوں نے وہ دونوں علاقے تباہ کر دیئے، پرنس ارناط الکرک میں قلعہ بند ہو گیا کیونکہ دیگر صلیبی افواج اس کی امداد کے لئے نہیں پہنچ سکیں کیونکہ یہ افواج سلطان کے بیٹے افضل کی افواج سے جنگ لڑ رہی تھیں اس دوران سلطان نے اپنے بیٹے افضل کو حکم دیا کہ وہ ایک فوجی مہم عکا بھیجے، تاکہ وہ اس کے گردونواح کے علاقے تباہ کر سکے۔

مسلمانوں کی عظیم فتح:......چنانچہ افضل نے مظفر الدین کو کبری حاکم خران ورہا اور قائمان النجمی اور داروم الباروقی کو بھیجا یہ لوگ ماہ صفر کے آخر میں فوج کے ساتھ روانہ ہو گئے اور انہوں نے صبح سویرے صفوریہ پر حملہ کیا جہاں صلیبی جانثار رضا کار اور استباریہ گروپ کے فوجی دستے موجود تھے، یہ سب مسلمانوں کے مقابلہ پر آئے اور فریقین میں گھمسان کی جنگ ہوئی، آخر کار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا کی اور صلیبیوں کو شکست سے دوچار کر دیا اور اس جنگ میں ان کا امیر مارا گیا اور مسلمانوں کو بہت مال غنیمت حاصل ہوا اور وہ کامیاب ہو کر واپس آئے پھر مسلمانوں کی فوجیں طبریہ کے پاس سے گذریں وہاں صلیبی حکمران موجود تھا مگر اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی کیونکہ اس کے اور سلطان صلاح الدین کے درمیان معاہدہ تھا۔ چونکہ یہ عظیم فتح تھی اس لئے پورے ملک میں اس کی خوشخبری پہنچادی گئی۔

سلطان کی نئی مہم:......جب صفوریہ کے مقام پر صلیبی فدائی فداویہ اور استباریہ کو شکست ہوگئی تو مسلمان مال غنیمت کے ساتھ صلیبی حکمران ایمنڈ کے پاس طبریہ کے قریب سے ہو کر گذرے، نمائندہ فتح کی خوشخبری لے کر سلطان کے پاس پہنچا جو کہ اپنی فوجی کیمپ میں پہنچا ہوا تھا اور یہ کیمپ اس کے بیٹے کی کمان میں تھا سلطان قلعہ کرک کے پاس سے بھی گذرے اور اس نے ان صلیبی علاقوں پر جہاد کرنے کا پروگرام سوچ لیا تھا چنانچہ ان کا لشکر مقابلے کے لئے تیار ہو گیا۔

ایمنڈ کی غداری:......سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ صلیبی حکمران ایمنڈ نے اپنے مذہبی بھائیوں سے مل کر معاہدہ توڑ دیا ہے وجہ یہ تھی کہ تمام عیسائی پادری اور راہب اس کی مسلمان دوستی کی پالیسی کو ناپسند کرتے تھے، کہ مسلمان افواج عیسائیوں کی قیدی اور ان کا مال غنیمت لے کر اس کے شہر میں سے گذرے اور وہ ان سے مزاحمت نہ کرے حالانکہ انہوں نے ان کے فدائیوں اور استباریہ گروپ اور دیگر مذہبی رہنماؤں کو مار دیا تھا انہوں نے اسے یہ دھمکی بھی دی کہ وہ اس کے خلاف کفر کا فتویٰ بھی دے دیں گے لہذا ایمنڈ بہت شرمندہ ہوا اور اس نے اپنا فیصلہ تبدیل کر کے ان سے معافی مانگ لی چنانچہ انہوں نے اسے معاف کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ان کافروں اور صلیب پرستوں کا پھر سے حمایتی بن گیا اور انہوں نے اس سے ازسرنو حلف اٹھوا کر اسے اپنے ساتھ شامل کر لیا اور پھر وہ سب مل کر عکا سے صفوریہ کی طرف روانہ ہوئے۔

جہاد کا پروگرام:......جب یہ اطلاع سلطان صلاح الدین کو پہنچی تو اس نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا، کچھ نے اسے اس وقت تک جنگ نہ کرنے کا مشورہ دیا جب تک کہ وہ کمزور نہ ہو جائیں، کچھ ساتھیوں نے جنگ لڑنے کا مشورہ دیا تاکہ وہ اس کے بعد عکا پہنچ کر الجزیرہ کے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کا بدلہ لے سکیں چنانچہ سلطان صلاح الدین نے جنگ کرنے کا مشورہ پسند کیا اور فوراً ان سے مقابلہ کرنے کی تیاری کر لی۔

طبریہ کی فتح:......پھر سلطان ماہ رمضان المبارک کے آخر میں الاقحوانہ سے روانہ ہوا وہ طبریہ کے پیچھے چلتا رہا اور وہاں سے اس نے صلیبی لشکر کی

طرف پیش قدمی کی مگر اس وقت تک وہ اپنے خیموں سے باہر نہیں نکلے تھے، چنانچہ رات ہوئی تو سلطان نے اپنے لشکر کی ایک جماعت طبریہ بھیجی جس نے اسی رات طبریہ فتح کر کے اس کو آگ لگا دی اور وہاں کے مال غنیمت کو لوٹ لیا وہاں کے باشندے قلعہ بند ہو گئے جن کے ساتھ ملکہ اور اس کے بچے بھی تھے۔

پیش قدمی:......جب صلیبیوں کو یہ اطلاع ملی تو ان کا بادشاہ بہت پریشان ہوا چنانچہ ایمنڈ نے صلح کرنے کا سوچا مگر الکرک کے حاکم ارناط نے اس سے اختلاف کیا اور ایمنڈ پر سلطان صلاح الدین کی حمایت اور اس سے دوستی کا الزام لگایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صلیبی افواج نے مقابلہ کا عزم کر لیا اور وہ جنگ لڑنے کے لئے اپنے فوجی مرکز پہنچ گئے ادھر سلطان صلاح الدین بھی اپنے محاذ پر پہنچ گیا۔

صلیبی افواج سے جنگ:......جب دونوں فریق اپنے اپنے مورچوں میں پہنچ گئے تو صلیبیوں کے مرکز سے پانی کچھ دور ہو گیا جس کی وجہ سے وہ پیاسے مرنے لگے مگر اب پیچھے ہٹنے کا کوئی راستہ نہ تھا کیونکہ سلطان صلاح الدین ان سے پہلے ہی سوار ہو کر میدان میں پہنچ چکا تھا اور گھمسان کی جنگ شروع کر دی تھی سلطان صلاح الدین مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر ان کا حال معلوم کرتا رہتا تھا۔

ایمنڈ کا فرار:......آخر کار صلیبی حکمران نے تقی الدین عمر بن شاہ کے مورچے کی طرف زبردست حملہ کیا چنانچہ اس نے اور اس کی فوج نے نہایت بہادری سے انکا مقابلہ کیا اور اس مورچے سے انہوں نے ایمنڈ کو بھگا دیا اور صلیبی افواج کی صفیں الٹ پلٹ ہو گئیں اور مسلمانوں نے مسلسل حملے کئے اور پھر اچانک زمین کی سوکھی گھاس پر کسی چنگاری سے آگ لگ گئی چنانچہ اس آگ کی لپیٹ بھی انہیں بہت تنگ کرتی رہیں، پیاس کی وجہ سے صلیبیوں کی ایک بڑی تعداد مر گئی اور ان کی افرادی قوت کم ہوتی گئیں، مسلمانوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اس دوران وہ حطین کے قریب ایک ٹیلے پر چڑھ گئے تاکہ وہاں اپنے خیمے لگا سکیں مگر وہ صرف بادشاہ کا خیمہ ہی لگا سکے اس موقع پر مسلمانوں کی تلواریں ان کی زندگیاں چاٹ رہی تھیں حتیٰ کہ صلیبی فوج کا اکثر حصہ تباہ و فنا ہو گیا اور بادشاہ کے علاوہ ان کے منتخب اور چیدہ چیدہ سرداروں کی صرف ایک سو پچاس افراد کا گروپ ہی زندہ بچا۔

فرنگی سرداروں کی گرفتاری:......مسلمان لگاتار ان پر حملے کرتے رہے حتیٰ کہ ان صلیبی سرداروں نے بھی ہتھیار ڈال دیئے مسلمانوں نے ان کے بادشاہ اور ان کے بھائی پرنس ارناط حاکم الکرک، حاکم جبلی، ہنفری کے بیٹے صلیبی فدائیوں کے سردار اور ان کے رضا کاروں اور استباریہ کے ایک بڑے گروپ کو گرفتار کر لیا ۵۹۰ھ میں جب انہوں نے ان علاقوں پر قبضہ کیا تھا اس وقت سے اب تک انہیں ایسا زبردست نقصان نہیں پہنچا تھا۔

ارناط کا قتل:......پھر سلطان صلاح الدین اپنے خیمے میں بیٹھ گیا وہاں اس نے ان صلیبی قیدیوں کو بلوایا سلطان نے صلیبی بادشاہ کے شاہی منصب کا خیال رکھتے ہوئے اسے اپنے پاس بٹھایا اور اسے بہت ڈانٹا اس کے بعد وہ پرنس ارناط کی طرف مڑا اور اپنی منت اور قسم کی وجہ سے اس نے خود اپنے ہاتھ سے اسے قتل کر دیا قتل سے پہلے سلطان نے اسے اس کی غداری یاد دلائی اور اس کی اس بری حرکت کا ذکر بھی کیا جو اس نے حرمین اور حاجیوں پر حملہ کرنے کے سلسلے میں کی تھی۔

ایمنڈ کی ہلاکت:......سلطان نے باقی صلیبی سرداروں کو قید رکھا مگر طرابلس کا حکمران فرار ہو گیا تھا جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں وہ صدمے کی وجہ سے چند دنوں کے بعد مر گیا تھا۔

قلعہ طبریہ کی فتح:......جب سلطان ان معاملات سے فارغ ہوا تو وہ طبریہ روانہ ہو گیا اور دوبارہ جنگ شروع کر دی، صلیبی ملکہ نے سلطان سے پناہ مانگی تو سلطان نے اسے اور اس کی اولاد اور اس کے ساتھیوں کو جان کی امان دی اور ان کی مال و دولت کی حفاظت کا وعدہ بھی کیا چنانچہ جب وہ وہاں سے نکلی تو سلطان نے مزاحمت نہ کر کے اپنا وعدہ پورا کیا۔

صلیبی قیدیوں کا قتل:......سلطان نے صلیبی بادشاہ اور دوسرے قیدی سرداروں کو دمشق بھیج دیا جہاں وہ سب قید رہے پھر اس نے فداویہ اور استباریہ کے رضا کاروں کو جمع کر کے قتل کر دیا۔ مورخ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اس واقعہ کے ایک سال کے بعد جب میں اس جگہ سے گذرا تو مجھے دور

سے ان کی وہ بکریاں نظر آئیں جو سیلاب میں بہہ کر آئی تھیں اور درندے انہیں چبا چکے تھے۔

عکا کی فتح اور پہلا جمعہ:...... جب سلطان صلاح الدین طبریہ کی فتح سے فارغ ہوا تو اس نے عکا کی طرف پیش قدمی کر کے وہاں جنگ کی اس شہر میں جو صلیبی تھے انہوں نے فصیلوں کے اندر جا کر پناہ لی اس کے بعد انہوں نے پناہ مانگی تو سلطان نے انہیں جان کی امان دے کر انہیں وہاں سے جانے کا اختیار بھی دے دیا چنانچہ جتنا ساز وسامان اس کی سواریاں اٹھا سکیں وہ لے گئے۔ سلطان صلاح الدین اس شہر میں یکم جمادی الاولی ۵۸۳ھ کو داخل ہوا، مسلمانوں نے شہر میں داخل ہو کر شہر کی پرانی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی، یہ پہلی جمعہ کی نماز تھی جو صلیبیوں کی ساحل شام پر قبضہ کرنے کے بعد پڑھی گئی۔

مال غنیمت کی تقسیم:...... سلطان نے عکا شہر اور وہاں فداویہ گروپ کی جو جاگیریں اور زمینیں تھی وہ سب اپنے بیٹے افضل کو دے دیں، سلطان نے اکثر وہ سامان جو صلیبی نہیں لے جا سکتے تھے فقیہ عیسیٰ الہکاری کو دے دیا اور جو باقی بچا اسے اپنے ساتھیوں میں بانٹ دیا اس کے بعد سلطان صلاح الدین چند دن وہاں رکا رہا تا کہ وہاں کے حالات درست کر سکے پھر وہاں سے روانہ ہو گیا۔

یافا کی فتح:...... جب سلطان صلاح الدین نے صلیبیوں کو شکست دے دی تو اس نے اپنے بھائی ملک عادل کو مصر سے بلا کر حکم دیا کہ وہ مصر کی جانب سے براہ راست صلیبی علاقوں کی طرف پیش قدمی کرے، اس کے بعد سلطان نے مجدل پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور مال غنیمت حاصل کیا پھر وہ شہر یافا کی طرف روانہ ہوا اور اسے بزور شمشیر فتح کر کے اسے تباہ وبرباد کر دیا۔

نابلس، بعلبک وحیفاء کی فتح:...... جب سلطان عکا میں بیٹھا ہوا تھا تو اس نے کچھ فوجی دستے قیساریہ، حیفاء، اسطوریہ، بعلبک اور شقیف وغیرہ کی طرف روانہ کئے تھے یہ سارے علاقے عکا کے آس پاس واقع تھے انہوں نے انہیں فتح کر کے تباہ کر دیا اور بہت سارا مال غنیمت بھی حاصل کیا پھر سلطان نے حسام عمر بن الاضعن کو لشکر دے کر نابلس بھیجا اس نے سبطیہ نامی شہر کو فتح کر لیا جو حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کا شہر تھا اور یہیں حضرت زکریا علیہ السلام کا مزار بھی واقع ہے پھر وہ شہر نابلس کی طرف روانہ ہوا اور اسے بھی فتح کر لیا، وہاں جو صلیبی موجود تھے وہ قلعہ بند ہو گئے چنانچہ انہیں وہاں ان کے مال ودولت سمیت رہنے کی اجازت دے دی گئی۔

تنسین وصیدا کی فتح:...... سلطان تقی الدین عمر بن شاہ شہنشاہ کو فوج دے کر تنسین کی طرف روانہ کیا تا کہ وہ وہاں سے صلیبی غلہ کی رسد بند کر دے اور صور سے بھی اس رسد کو روک دے چنانچہ اس نے وہاں پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا چنانچہ وہاں کے لوگ اتنے تنگ ہوئے کہ انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے پھر انہیں پناہ دے کر اس پر قبضہ کر لیا گیا۔

صیدا اور بیروت کی فتح:...... اس کے بعد وہ صیدا کی طرف روانہ ہو گیا راستے میں صرخد کا شہر آیا تو اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ پھر سلطان اسی دن بیروت روانہ ہوا اور شہر کی ایک جانب سے ان پر حملہ کر دیا شہر والے تو یہ سمجھے کہ مسلمان دوسری جانب سے شہر میں گھس گئے ہیں اس لئے وہ بہت پریشان ہو گئے۔

چونکہ وہاں دیہاتوں سے مختلف لوگ آ گئے تھے مگر وہ بھی ان کی پریشانی کم نہیں کر سکے۔ چنانچہ انہیں ہتھیار پھینکنے پڑ گئے، اور مسلمانوں نے آٹھ دن کے محاصرے کے بعد جمادی الثانی کے آخری دن بیروت پر قبضہ کر لیا۔

جبیل پر قبضہ:...... جبیل کا حکمران دمشق میں قید تھا اس نے اپنے نائب کو یہ ہدایت کی کہ وہ جبیل کا قلعہ سلطان کے حوالے کر دے تو سلطان اسے آزاد کر دیگا چنانچہ بیروت کے محاصرے کے دوران اسے بلوایا گیا تو اس نے قلعہ سلطان کے حوالے کر کے جان چھڑا لی، وہ بڑا سمجھدار صلیبی سردار تھا۔

ادھر طرابلس کا حکمران جب حطین کی جنگ سے بچ کر بھاگ گیا تو صور کی طرف نکل گیا وہ صور کو بچانا چاہتا تھا اس لئے مسلمانوں کو روکنے کی غرض سے وہیں رہنے لگا مگر جب سلطان نے تنین، صیدا اور بیروت پر قبضہ کر لیا تو اسکی ہمت ٹوٹ گئی اور یہ اپنے شہر طرابلس چلا گیا، اس طرح صور اور صید البغیر صلیبی محافظین کے رہ گئے۔

مارکوئیس کی آمد:...... اس دوران ایک صلیبی تاجر جسے مارکوئیس کہا جاتا تھا مغرب سے بڑا فوجی ساز وسامان لے کر عکا کی بندرگاہ پر اترا اسے شہر فتح ہونے کی اطلاع نہیں ملی تھی، چنانچہ اس کے ہراول دستے کے افسر نے معلومات حاصل کرنے کے بعد اسے اطلاع دی کہ شہر پر سلطان صلاح الدین کا قبضہ ہو چکا ہے اور اسکا بیٹا افضل یہاں موجود ہے، اور یہ کہ صور اور عسقلان پر ابھی تک صلیبی قبضہ ہے مگر سمندری ہوا کے بند ہونے کی وجہ سے وہاں جہاز پہنچ نہیں سکتے۔ لہٰذا اس نے پناہ حاصل کرنے کوشش کی تا کہ وہ بندرگاہ میں داخل ہو سکے مگر ابھی یہ معاملہ طے ہی ہو رہا تھا کہ ہوا چل پڑی اور اسے صور لے گئی امیر افضل نے اسکا تعاقب کروایا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

صور پر مارکوئیس کی حکومت:...... ادھر مارکوئیس صور کی بندرگاہ پر پہنچ گیا تو اس نے دیکھا کہ صلیبی قلعوں کے بھگوڑے اور مختلف لوگ صور میں پناہ لیئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اسے حکومت سنبھالنے کی دعوت دی چنانچہ اس شہر کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کر کے شہر والوں سے اس بات پر حلف لیا کہ یہ شہر اس کے کنٹرول میں رہے گا اور کوئی دوسرا شخص اس میں مداخلت نہیں کریگا۔ ایسی صورت ہو گی تو وہ شہر پر کثیر رقم خرچ کرنے کو تیار ہے۔

اس کے بعد اس نے شہر کا نظام درست کیا اور قلعہ بندی کے لئے مناسب انتظامات کئے، خندقیں کھودیں اور فصیلیں درست کرائیں۔ چنانچہ وہ شہر کا بلا شرکت غیرے حکمران بن گیا۔

عسقلان کا محاصرہ اور جنگ...... سلطان صلاح الدین بیروت جبیل اور اس سے متصل قلعوں پر قبضہ کرنے کے بعد عسقلان اور بیت المقدس کی جانب متوجہ ہوا عسقلان کا شہر شام اور مصر کو جدا کرتا تھا اس لئے وہ بیروت سے سیدھا عسقلان روانہ ہوا جہاں اسے اپنا بھائی عادل بھی مل گیا جو کہ مصر سے ایک بڑا لشکر لے کر آیا ہوا تھا لہٰذا سلطان نے جمادی الاخریٰ کے شروع میں شہر کا محاصرہ کر کے جنگ شروع کر دی۔

پھر سلطان نے دمشق میں قید صلیبی حکمران اور اس کے علمبردار کو دمشق سے بلوا کر حکم دیا کہ وہ صلیبیوں کو حکم دیں کہ وہ شہر سلطان کے حوالے کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے شہریوں کو حکم دیا مگر انہوں نے تعمیل سے انکار کر دیا۔ چنانچہ سلطان صلاح الدین نے ایک زبردست جنگ لڑی اور ان کی فصیلوں پر منجنیقوں سے حملہ کیا۔ ادھر صلیبی حکمران شہر والوں سے مسلسل رابطے میں تھا کہ وہ شہر سلطان کے حوالے کر دیں تا کہ وہ رہا ہو کر مسلمانوں سے انتقام لے سکے مگر شہر والوں نے اس کا مشورہ نہیں مانا۔

عسقلان پر قبضہ...... جب محاصرہ بہت سخت ہو گیا اور شہر والے تنگ آ گئے تو انہوں نے اپنی شرائط کے مطابق سلطان کے سامنے ہتھیار ڈالدیئے، سلطان صلاح الدین نے ان کی ساری شرائط مان لیں۔ اور چودہ دن کے محاصرے کے بعد اسی سال کے درمیان شہر پر قبضہ کر لیا، اور شہر والے اپنے اہل وعیال اور مال ودولت کے ساتھ بیت المقدس چلے گئے۔

سلطان نے اس کے بعد اپنے فوجی دستے آس پاس کے علاقوں میں بھیجے، چنانچہ ان فوجوں نے رملہ، دارالروم غزہ، مدن الجلیل، بیت اللحم اور نظروں کے علاقے فتح کر لئے اور ہر اس علاقے پر قبضہ کیا جو فداویہ (صلیبی فدائیوں) کے زیر کنٹرول تھا۔

سلطان صلاح الدین نے عسقلان کے محاصرے کے دوران مصر سے بحری بیڑہ منگوایا تھا جسے حسام الدین لؤلؤ حاجب لے کر پہنچا، چنانچہ اس نے بیڑے کے ذریعے عسقلان کی بندرگاہ اور القدس پر حملے کئے اور وہاں کی مضافات سے جو حاصل ہوا وہ مال غنیمت کے طور پر کام آیا۔

بیت المقدس پر صلاح الدین کا حملہ:...... پھر جب سلطان صلاح الدین عسقلان اور اس کے آس پاس کے علاقوں پر قبضہ کر کے فارغ ہوا تو اس نے بیت المقدس کا رخ کر لیا۔ اس وقت بیت المقدس میں عیسائیوں کا بطرک اعظم (پوپ) رملہ کا حکمران بالیان بن نیزران اور بادشاہ کی ایک عزیزہ شہزادی ربیسہ موجود تھے ان کے علاوہ وہ صلیبی سردار اور کمانڈر جو حطین کی جنگ اور مقبوضہ علاقوں سے جان بچا کر نکل گئے تھے، وہ بھی موجود تھے یہ سب لوگ اپنے مذہب کی خاطر جان تک لڑانے کا عزم کئے بیٹھے تھے انہوں نے جنگی تیاری کر لی تھی اور شہر پر منجنیقیں نصب کرا دی تھیں۔

حملہ کا آغاز:...... سب سے پہلے ایک مسلمان کمانڈر اپنے دستے کو لے کر آگے بڑھا مگر صلیبیوں نے اسے گھیر کر اس کے ساتھیوں سمیت شہید کر دیا

مسلمانوں کو اس کی شہادت کا بڑا رنج ہوا۔ چنانچہ پندرہ رجب کو وہ بیت المقدس پر قبضہ کرنے کے لئے بڑھے مگر شہر کی محافظ فوج دیکھ کر گھبرا گئے۔

اس دوران صلاح الدین نے پانچ روز تک شہر کی چاروں اطراف کا فوجی نظر سے مطالعہ کیا اور پھر فیصلہ کن جنگ لڑنے کے لئے شمالی سمت میں محاذ بنالیا۔ یہ جگہ باب العمود اور صیہون نامی کنیسہ کے نزدیک تھی، سلطان فوج کے ساتھ اسی جگہ آ گیا اور وہاں کی فصیلوں پر منجنیقیں لگا کر جنگ کا آغاز کر دیا۔ چنانچہ ایک عظیم جنگ شروع ہوگئی اور روزانہ ایک بڑی تعداد اپنی جانیں دینے لگیں۔

صلیبی فوج کی پسپائی:......گھمسان کی اس جنگ میں بنوبدران کا ایک بڑا سردار عز الدین عیسیٰ بن مالک بھی شہید ہوا تھا جو کہ قلعہ جعبر کے حکمران کا بیٹا تھا، مسلمانوں کو اس کی شہادت پر بڑا افسوس ہوا۔ لہٰذا دشمن پر سختی کے ساتھ حملہ آور ہوئے اور زبردست جنگ کے بعد ان کے پاؤں اکھاڑ دیئے اور دشمن بھاگ کر شہر میں محصور ہوگیا، مسلمانوں نے ان کی خندقیں قبضہ کرلیں اور ان کی فصیل پر نقب لگا دی جس سے صلیبی فوج کے حوصلے پست ہو گئے اور انہوں نے صلاح الدین سے جان کی امان مانگ لی مگر صلاح الدین نے جواب دیا کہ ۴۹۲ھ میں جس طرح صلیبی تلوار کے زور پر سے فاتح بنے تھے میں بھی اسی طرح بیت المقدس کو فتح کرونگا۔

صلح کا صلیبی پیغام:......پھر رملہ کا صلیبی حکمران شہر کے دروازے سے باہر آیا اور سلطان کے پاس پہنچ کر اس سے جان کی امان کے بارے میں سلطان سے براہ راست بات چیت کی اور رحم کی درخواست کی مگر سلطان نے شہر کو تلوار کے ذریعے فتح کرنے پر اصرار کیا اس پر اس صلیبی حکمران نے دھمکی دی کہ ''ہم اپنے بیوی بچے قتل کر کے تم سے آخری دم تک لڑیں گے اور ان پانچ ہزار مسلمان قیدیوں کو بھی ماردیں گے جو ہمارے قبضے میں ہیں اور اس کے ساتھ ہی تمام مال مویشی اور دوسرے جانور بھی ختم کردیں گے اس دھمکی کے بعد سلطان صلاح الدین اپنے احباب کے ساتھ مشورہ کرنے پر مجبور ہوگیا۔

صلح کی شرائط:......چنانچہ اس کے سب ساتھیوں نے اتفاق رائے سے انہیں جان کی امان دینے کا مشورہ دیا چنانچہ حسب ذیل شرائط پر صلح ہوگئی۔

(۱) صلیبیوں کا ہر مرد دس اور عورت پانچ اور بچہ دو دینار ادا کریگا۔ (۲) یہ ادائیگی چالیس دن میں ہوجانی چاہئیے ورنہ گرفتار کرلیا جائیگا۔ چنانچہ ان شرائط کے مطابق ہی عمل ہوا اور رملہ کے حکمران نے غریب صلیبیوں کی جانب سے تیس ہزار دینار ادا کئے۔

بیت المقدس کی فتح:......اس کے بعد ۲۹ رجب ۵۸۳ھ میں جمعہ کے دن صلاح الدین ایوبی فاتح بن کر بیت المقدس میں داخل ہوا اور شہر کی فصیلوں پر اسلامی جھنڈا لہرادیا گیا، یہ دن مسلمانوں کے لئے بڑا یادگار دن تھا۔

بیت المقدس کے دروازے پر ایک خزانچی فدیہ وصول کرنے کے لئے مقرر تھا۔ مگر وصولی میں عیسائیوں سے زیادہ سختی نہیں کی گئی اس لئے بہت سے لوگ فدیہ ادا کئے بغیر ہی چلے گئے پھر آخر میں سولہ ہزار صلیبی ایسے رہ گئے جو رقم ادا نہیں کرسکتے تھے لہٰذا انہیں گرفتار کر کے قید کردیا گیا۔

صلیبیوں کی تعداد:......بعد میں تحقیق سے یہ پتہ چلا کہ خواتین اور بچوں کے علاوہ مختلف علاقوں سے آئے ہوئے وہاں ساٹھ ہزار صلیبی جنگجو (فتح کے دن) موجود تھے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ رملہ کے حکمران بلبان نے اٹھارہ ہزار آدمیوں کا فدیہ ادا کیا تھا سولہ ہزار ادا نہ کرسکے تو قید ہوئے۔ اور بہت سے امراء نے ایک بڑی تعداد کو مسلمانوں کے بھیس میں وہاں سے بھگادیا (اور وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے فدیہ ادا کیا اس طرح یہ تعداد تقریباً صحیح ہے۔)

صلاح الدین ایوبی کی رحمدلی:......سلطان صلاح الدین نے رحم کھاتے ہوئے رومی شاہی خاندان کی راہبہ بنی ہوئی خاتون کو رہا کردیا اور انہیں اپنے نوکروں اور خدام کے ساتھ مال و دولت سمیت جانے دیا۔ اسی طرح صلیبی ملکہ کو جس کی وجہ سے اس کے شوہر کو گرفتار کر کے نابلس میں قید کیا تھا، رہا کر کے سامان سمیت جانے کی اجازت دیدی اور کوئی ٹیکس بھی وصول نہیں کیا۔

بطرک اعظم (پوپ) بھی اپنے مال و دولت سمیت وہاں سے چلا گیا۔ پرنس ارناط جو جنگ حطین کے موقع پر مارا گیا تھا اس کی بیوہ اپنے بیٹے کو معافی دلانے آئی چنانچہ سلطان نے اسے الکرک بھیجا تا کہ وہ صلیبیوں کو اجازت دے کہ وہ قلعہ مسلمانوں کے سپرد کردیں۔

صلیبِ اعظم اور شعائر مقدسہ: ...... پھر ایک ہرے گنبد پر سونے کی صلیب اعظم لگی ہوئی تھی مسلمانوں کے ایک گروپ نے اسے چڑھ کر اتار لیا اس موقع پر فضاء نعرۂ تکبیر سے گونج رہی تھی۔ پھر جب بیت المقدس دشمن سے خالی ہو گیا تو صلاح الدین نے حکم دیا کہ اس کے مسلم مقدس شعائر وغیرہ دوبارہ اصلی حالت پر لائے جائیں جنہیں ناپاک صلیبیوں نے تبدیل کر دیا تھا لہٰذا انہیں درست کر دیا گیا۔ اس کے بعد سلطان نے حکم دیا کہ بیت المقدس کی مسجد (مسجد اقصیٰ) اور قبہ صخرہ کو بھی پاک وصاف کیا جائے چنانچہ وہاں صفائی کرا کے اسے پاک وصاف کر دیا گیا۔

قبۃ الصخرہ میں جمعہ کا خطاب: ...... مسلمانوں نے دوسرا جمعہ قبۃ الصخرہ میں ادا کیا، خطبہ جمعہ دمشق کے قاضی محی الدین بن زکی نے سلطان کے حکم پر دیا۔ انہوں نے خطبے میں اس وقت کے موجودہ حالات اور عظمت اسلام کو اس انداز سے بیان کیا کہ مسلمانوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اس خطبے کو مختلف مؤرخین نے نقل کیا ہے۔

صلاح الدین ایوبی امام مسجد: ...... اس کے بعد صلاح الدین ایوبی مسجد اقصیٰ میں پانچوں نمازیں اور جمعہ خود پڑھاتا رہا۔ پھر اس نے یہاں منبر بنانے کا حکم دیا لوگوں نے بتایا کہ حلب میں سلطان نور الدین کے لئے ایک عمدہ منبر بنایا گیا تھا۔ لہٰذا اس کے حکم سے وہ منبر مسجد اقصیٰ میں نصب کر دیا گیا۔ پھر اس نے مسجد اقصیٰ کو آباد کرنے اور مناسب تعمیر کرنے کا حکم دیا۔

قبہ صخرہ کا سنگ مرمر: ...... اس نے حکم دیا کہ قبہ صخرہ کے اندر جو سنگ مرمر ہے اسے اکھاڑ دیا جائے۔ اس سے پہلے عیسائی پادریوں نے صخرہ کا پتھر چوری کر کے بیچنا شروع کر دیا تھا اور اسے وہ تراش کر سونے کے بھاؤ فروخت کرتے اور انگریز اس کے متبرک ہونے کے طور پر اس میں بڑھ چڑھ کر بھاؤ تاؤ کر کے اپنے گرجوں میں رکھنے لگے اس سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہیں یہ چٹان ہی ختم نہ ہو جائے اس لئے اس پر سنگ مرمر بچھا دیا گیا تھا۔ (مگر مسلمانوں سے اس کا اندیشہ نہ تھا) اس لئے سلطان نے اسے اکھڑوا دیا۔

پھر قرآن مجید کے بے شمار نسخے وہاں آ گئے اور تنخواہ پر قاریوں کا تقرر ہوا، سلطان نے وہاں خانقاہیں اور مدارس بھی تعمیر کروائے جو اس کا بہترین کارنامہ تھا۔ انگریز جب وہاں سے نکلے تو انہوں نے اپنی جائیدادیں سستے داموں فروخت کر دیں جو کہ وہاں کے مقامی عیسائیوں نے خرید لیں پھر سلطان نے ان مقامی عیسائیوں پر جزیہ مقرر کر دیا۔

صلیبیوں سے صور پر جنگ: ...... بیت المقدس کی فتح کے بعد ماہ شعبان کے آخر تک سلطان وہیں پر رہا، ادھر صور میں صلیبی بڑی تعداد میں جمع ہو چکے تھے اس لئے سلطان وہاں سے روانہ ہو کر عکا پہنچ گیا۔ ادھر مارکویس نامی حاکم نے بہت تیاری کی ہوئی تھی گہری خندقیں کھود یں فصیلیں درست کرائیں۔ شہر کے تین اطراف میں سمندر تھا۔ لہٰذا اس نے دائیں حصے کو بائیں حصے سے ملا کر جزیرہ نما بنا دیا۔

سلطان ۲۱ رمضان کو وہاں پہنچا اور اپنا مورچہ ومحاذ ایک بلند ٹیلہ پر قائم کیا جہاں سے وہ جنگ کی نگرانی کر سکے اس نے جنگ کے لئے باریاں مقرر کیں اور اپنے بیٹے افضل، ظاہر اور بھائی ملک عادل اور بھتیجے تقی الدین کو کمانڈر مقرر کیا تا کہ یہ باری باری جنگ کی قیادت کر سکیں۔

بحری جنگ کا آغاز: ...... سلطان نے صور کی فصیلوں پر منجنیقیں لگا دیں تھیں۔ صلیبی افواج آگ کا حملہ کرنے والی اور جنگی کشتیوں میں بیٹھ کر مسلمانوں پر پیچھے سے سمندری راستے سے حملہ کرتے اس طرح وہ مسلمانوں کو شہر کی فصیل کے پاس جانے سے روکتے رہے مگر سلطان نے عکا سے مصری بیڑہ منگوا کر ان کا مقابلہ کیا اور یوں فصیل کے قریب بھی پہنچ گیا اور دونوں راستوں سے انگریز صلیبیوں کا محاصرہ کر لیا۔ مگر صلیبی مسلمانوں کے پانچ جہازوں پر حملہ کرنے میں کامیاب ہو گئے اور باقی بچنے والوں کو سلطان نے طاقت کی کمی کی بناء پر بیروت واپس بھیج دیا۔ انگریز ان کے تعاقب میں گئے تو وہ لوگ ساحل پر کود گئے اور بحری بیڑہ خالی ہو گیا جسے سلطان نے اپنے پاس منگوا کر تڑوا دیا۔

فتح میں مشکلات: ...... سلطان نے شہر کا سختی سے محاصرہ کیا مگر فتح نہ کر سکا کیونکہ وہاں عکا، عسقلان اور بیت المقدس کے سارے بھگوڑے جمع تھے وہاں حکمران خوب اپنا مال و دولت خرچ کر رہے تھے۔ اور دور دراز سے صلیبی کمک بھی منگوائی تھی جس کا انتظار تھا۔

چنانچہ جب سلطان نے محسوس کیا کہ یہ شہر فتح نہیں ہو سکے گا تو اس نے وہاں سے روانگی کے بارے میں مشورہ کیا مگر ساتھی جنگ سے گریزاں تھے اس لئے سلطان وہاں سے شوال کے آخر میں عکا روانہ ہو گیا فوجوں کو اپنے وطن جا کر بہار کے موسم تک آرام کرنے کی اجازت دیدی چنانچہ مشرق، شام اور مصر کی افواج چلی گئیں، سلطان اپنے خاص ساتھیوں کے ساتھ عکا میں ٹھہر گیا اور وہاں کا حکمران فردیک کو بنا دیا۔

صور پر قبضہ:......جس وقت سلطان نے عسقلان کا محاصرہ کیا ہوا تھا اس وقت اس نے صور کے محاصرے کے لئے فوج بھیجی تھی جس نے ان کا بڑا سخت محاصرہ کر کے ان کی رسد بند کر دی تھی اس لئے انہوں نے سلطان صلاح الدین کو امان دینے کا پیغام بھجوایا وہ اس وقت عسقلان کے محاصرہ میں تھا چنانچہ سلطان نے امان دے کر شہر پر قبضہ کر لیا۔

کوکب اور صغد کا محاصرہ:......جب سلطان نے عسقلان کی طرف پیش قدمی کی تھی تو اس وقت قلعہ کوکب اور صغد کے محاصرہ کے لئے ایک ایک دستہ فوج بھیجی جنہوں نے ان کا محاصرہ کر لیا، محاصرہ کا مقصد یہ تھا کہ راہ گیروں اور قافلوں کو انگریزوں کے حملوں سے محفوظ کیا جا سکے۔ قلعہ صغد فداویہ فرقہ کے کنٹرول میں طبریہ کے قریب واقع تھا اور کوکب اردن کے نزدیک تھا، وہ صلیبی جو جنگ حطین سے بچ نکلے تھے وہ یہاں مقیم تھے بہر حال سلطان کے لشکروں کی روانگی سے یہاں کے راستے پُرامن ہو گئے اور علاقے فساد سے خالی ہو گئے۔

صلیبیوں کا اچانک حملہ:......ماہ شوال کے آخری رات کو یہ واقعہ ہوا کہ وہ فوج جو قلعہ کوکب کا محاصرہ کرنے پر مقرر تھی وہ سردی کی یخ بستہ رات میں غافل ہو کر سوگئی چنانچہ صلیبیوں نے قلعہ سے اچانک نکل کر حملہ کر دیا اور ان کے ہتھیار اور خوراک لوٹ، سمیٹ کر قلعہ میں گھس گئے۔ جب صلاح الدین کو اس کا پتہ چلا تو وہ اس وقت صور سے روانہ ہونے والا تھا مگر اس نے اس اطلاع کے بعد قلعہ پر حملہ کرنے کا پکا ارادہ کر لیا اور امیر قائماز نجمی کے کمان میں اپنا لشکر صور پر چھوڑا اور خود عکا روانہ ہو گیا چنانچہ جب سردی کا موسم گذر گیا تو وہ عکا سے محرم ۵۸۴ھ کو قلعہ کوکب کی طرف روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کر لیا مگر اسے فتح نہیں کر سکا۔

صلاح الدین کی دمشق واپسی:......اس وقت انگریزوں کے ساحلی علاقوں میں عکا سے جنوب تک قلعہ کوکب قلعہ صغد اور کرک کے علاوہ صلیبی کنٹرول میں کوئی اور قلعہ باقی نہیں رہا تھا، چنانچہ جب یہ قلعہ فتح نہیں ہو سکا تو اس نے محاصرہ کرنے والا لشکر قائماز نجمی کی کمان میں دیدیا اور خود ربیع الاول میں دمشق روانہ ہو گیا۔ چنانچہ دمشق میں اس سے قلیج ارسلان اور قزل ارسلان کے سفیر آکر ملے اور اسے فتوحات پر مبارک باد دی اس کے آنے سے دمشق کے لوگ بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد اس نے جہاد کی تیاری شروع کر دی اور ان کا ارادہ ساحلی علاقوں اور انطاکیہ وغیرہ کا تھا۔

جہاد پر روانگی:......۵۸۴ھ کے موسم بہار میں صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ دمشق سے چلا اور حمص میں ٹھہرا، اور وہاں سے الجزیرہ اور اطراف کے حکمرانوں کو جہاد کی دعوت دی۔ چنانچہ وہ سب وہاں پہنچ گئے۔ چنانچہ صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ حصن الاکراد روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔

اس کے بعد وہ خود انطاکیہ کے نزدیکی قلعوں پر حملہ کرنے گیا اور طرابلس تک ان کے علاقوں پر حملہ کرتا رہا چنانچہ یہ پڑاؤ پر واپس آیا تو مال غنیمت سے زمین بھری ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ کچھ اور دن حصن الاکراد میں ٹھہرا رہا۔

منصور بن نبیل کی آمد:......اسی قیام کے دوران جبلہ کا حکمران منصور بن نبیل اس کے پاس وفد لے کر آیا، اسے انطاکیہ کے صلیبی حاکم نے فتح کے بعد مقرر کیا تھا یہ وہاں کے مسلمانوں کا حکمران تھا اور صلیبی بادشاہ اسمند کی جانب سے اس کے انتظامی امور انجام دیتا تھا۔ اب صلاح الدین کو عروج حاصل ہو گیا تھا اور اسلام کا بول بالا ہو رہا تھا اس لئے وہاں کے خفیہ راز اسے بتانے کیلئے آیا اور لاذقیہ کے بھی فوجی خفیہ راستے بتا دیئے اور اس پر زور ڈالا کہ وہ ان دونوں علاقوں پر قبضہ کر لے۔

قلعہ طرطوس کی فتح:......سلطان پہلی جمادی الاولیٰ کو وہاں سے روانہ ہو کر طرطوس پہنچا اور وہاں کے انگریزوں نے شہر خالی کر کے دو مضبوط قلعوں میں پناہ لے رکھی تھی۔ چنانچہ سلطان نے شہر کو تباہ کر دیا۔ ان دونوں قلعوں میں ایک فداویہ گروپ کا قلعہ بھی تھا۔ وہاں ان کا افسر وہ شخص تھا جسے سلطان

نے ایک جنگ میں گرفتار کر کے بیت المقدس کی فتح کے وقت رہا کر دیا تھا اور دوسرے قلعہ والوں نے پناہ مانگ لی تو سلطان نے پناہ دے کر قلعہ خالی کر وایا اور اسے ڈھا کر اس کے پتھر سمندر میں پھنکوا دیئے۔ مگر قلعہ فداویہ (جبلہ) والوں نے مقابلہ کیا۔

جبلہ کی فتح: ...... چنانچہ سلطان نے دوسرے قلعے (اھل استبار یہ کے قلعے) کے ایک بلند مینار پر چڑھ کر معائنہ کیا، دیکھا کہ ایک پہاڑی راستہ وہاں سے جبلہ جاتا ہے اور وہ راستے سے دائیں طرف ہٹ کر تھا اور سمندر بائیں طرف تھا یہ بہت تنگ درہ تھا جس میں سے صرف ایک آدمی ایک وقت میں گذر سکتا تھا۔

ادھر سسلی کے صلیبی حکمران نے ساٹھ حصے میں شامی صلیبیوں کی امداد کے لئے بحری بیڑہ بھیجا، وہ طرابلس میں لنگر انداز ہوا پھر جب انہوں نے صلاح الدین کے حملوں کا حال سنا تو وہ مغرب کی طرف چل دیئے اور بحری بیڑے کے سپاہی کشتیوں کے اگلے حصے پر کھڑے ہو کر تیر چلاتے، لہٰذا سلطان صلاح الدین نے اس راستے کی سمندری جانب ڈھالوں کی ایک فصیل بنالی اور اس کے پیچھے تیر چلانے والے کھڑے کر دیئے حتیٰ کہ اس کا لشکر اس تنگ درے میں سے گذر کر جبلہ کی جانب پہنچ گیا اور جمادی الاولیٰ کے آخر میں قلعہ میں داخل ہو کر جبلہ فتح کر لیا، سلطان سے پہلے قاضی وہاں پہنچ گیا تھا۔ مسلمانوں نے اس کی فصیلوں پر اسلامی جھنڈے لہرادیئے اور اس کی محافظ فوج کو قلعہ کی جانب جلاوطن کر دیا، قاضی نے جبلہ والوں کو جان کی امان دیدی مگر ایک گروپ یرغمال کے طور پر رکھ لیا تاکہ انطاکیہ میں موجود مسلمان قیدیوں سے ان کا تبادلہ کیا جا سکے۔

جبلہ میں حاکم کا تقرر: ...... پھر اس شہر کے امیر اور سرداران کی اطاعت کے اظہار کے لئے سلطان صلاح الدین کے پاس آئے۔ اس وقت سلطان جبلہ اور حماۃ کے درمیان ایک پہاڑ پر ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا۔ ان کے لئے یہ راستہ بڑا مشکل تھا اس لئے سلطان نے فوراً وہ راستہ کشادہ کروا دیا پھر اس نے شیزر کے حکمران سابق الدین عثمان بن الدایہ کو جبلہ کا حکمران بنایا اور وہاں سے لاذقیہ کی جانب چل پڑا۔

لاذقیہ کی فتح: ...... جب سلطان کو جبلہ کے معاملہ سے فراغت ملی تو اس نے لاذقیہ کی جانب پیش قدمی کی اور جمادی الاولیٰ کے آخر میں وہاں پہنچا، اس شہر کے محافظ صلیبی افواج وہاں ایک اونچے پہاڑ کے دو قلعوں میں محصور ہو گئیں، چنانچہ مسلمانوں نے شہر پر قبضہ کر کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا، مسلمان فصیلوں کو نچلی طرف سے کھودنے لگے جس سے صلیبی فوج کو اپنی بربادی صاف نظر آنے لگی، ایسے میں انہیں قاضی جبلہ نے ہتھیار ڈالنے کو کہا تو انہوں نے جان کی امان مانگی چنانچہ دیدی گئی اور دونوں قلعوں پر اسلامی جھنڈے لہرا دیئے گئے۔ پھر یہ شہر ویران کر دیا گیا تھا مگر اس کی شاندار اور مستحکم عمارتوں کی وجہ سے تقی الدین کے حوالے کر دیا گیا جس نے اسے پہلے سے بھی اچھی حالت میں لوٹا دیا اور نہایت اچھی اور مستحکم قلعہ بندی کر لی تقی الدین بڑا عالی ہمت انسان تھا۔

صلیبی بحری افسر اور سلطان: ...... لاذقیہ کی بندرگاہ میں سسلی کے صلیبی حکمران کا بحری بیڑہ رکھا ہوا تھا یہ لوگ شہریوں کے ہتھیار ڈالنے پر سخت ناراض تھے اور انہیں وہاں سے نکلنے سے روکنے لگے چنانچہ ان کا بحری افسر سلطان کے پاس پہنچا اور ٹیکس مقرر کرنے پر جھگڑنے لگا اور دھمکی دی کہ ابھی صلیبی کمک آنے والی ہے مگر سلطان نے اس کی دھمکی پر بڑا حقارت آمیز جواب دیا اور اسے خوب ڈرایا، چنانچہ وہ وہاں سے چلا گیا۔

صیہون کی فتح: ...... لاذقیہ سے فارغ ہو کر سلطان نے صیہون کی طرف پیش قدمی کی، یہ قلعہ ایک دشوار گذار پہاڑ پر واقع تھا پہاڑ کے چاروں طرف ایک گہری اور تنگ وادی تھی، اور وہ صرف شمال کی جانب سے پہاڑ سے ملی ہوئی تھی اس کی فصیلوں کی تعداد پانچ تھی اور خندق بہت گہری تھی، سلطان نے تنگ راستے کی بناء پر پہاڑ پر ہی پڑاؤ ڈال دیا اور اپنے بیٹے ظاہر کی کمان میں ہراول دستے کو روانہ کیا چنانچہ وہ وادی کے درے پر رک گیا اور وہاں منجنیقیں لگا دیں اور ان کے قلعے پر پتھر پھینکے اور ہر قسم کے تیر بھی چلائے۔ تھوڑی دیر تو دشمن نے جم کر مقابلہ کیا (مگر پھر ہمت ہارنے لگا)۔

مسلمانوں نے دوسرے دن حملہ کیا اور چٹانوں کے درمیان سے گذرتے ہوئے ان کی فصیل فتح کر لی۔ پھر مزید جنگ لڑ کر دو فصیلیں اور فتح کیں اور وہاں شہر میں موجود خوراک کے ذخائر اور چوپائیوں پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد وہاں کی افواج قلعہ بند ہو گئیں مگر مسلمانوں نے اس کے بعد بھی جنگ بند نہ کی حتیٰ کہ صلیبیوں نے جان کی امان مانگ لی، چنانچہ

سلطان نے انہیں بیت المقدس کی شرائط کے مطابق جان کی امان دیدی اور قلعہ پر اسلامی جھنڈا لہرا دیا۔ پھر قلعہ بوفلش کے حکمران ناصر الدین بن کورس کو اس قلعہ کا حکمران بنا دیا گیا جس نے اسے انتہائی مستحکم بنا دیا۔

کچھ اور قلعوں کی فتح:...... پھر جب مسلمان افواج آس پاس کے علاقوں میں گئیں تو پتہ چلا کہ انگریز دوسرے علاقے بھی خالی کر کے بھاگ گئے ہیں لہٰذا مسلمانوں نے ان سب قلعوں کو فتح کر لیا اور ان تک رسائی کے لئے ایک شاندار راستہ بنایا جو آسانی سے صلیبی علاقوں اور اسماعیلیہ کی طرف بھی جاتا تھا۔

بکاس اور شغر کی فتح:...... اس کے بعد سلطان صلاح الدین نے قلعہ صیہون سے جمادی الاخریٰ کی تین تاریخ کو قلعہ بکاس کی جانب پیش قدمی کی، صلیبی یہ قلعہ چھوڑ کر قلعہ شغر میں محصور ہو گئے تھے، اس لئے سلطان نے اسے آسانی سے فتح کر لیا۔ اور قلعہ شغر کا محاصرہ کیا، اس قلعہ سے لاذقیہ، جبلہ اور صیہون کی جانب راستہ نکلتا تھا جہاں سلطان نے ان سے جنگ لڑی اور منجنیقیں لگا دیں مگر پتھر وہاں تک نہیں پہنچ پا رہے تھے اس لئے صلیبی قلعہ کی حفاظت کرتے رہے اس دوران انہوں نے انطاکیہ کے حکمران سے مدد مانگی اور مدد نہ دینے کی صورت میں قلعہ مسلمانوں کو دینے کی دھمکی دی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تھا لہٰذا مدد نہیں پہنچ سکی چنانچہ انہوں نے شکست تسلیم کر لی اور تین دن کی مہلت مانگی جو کہ یرغمالی لے کر دیدی گئی تین دن کے بعد انگریزوں نے یہ قلعہ جمادی الاخریٰ کی پندرہ تاریخ کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا

سرمین کی فتح:...... بکاس اور شغر کی جنگ کے دوران سلطان نے اپنے بیٹے ظاہر کو سرمین کی جانب بھیجا اس نے وہاں جا کر محاصرہ کر لیا اور انگریزوں پر مقررہ ٹیکس وصول کر کے انہیں وہاں سے بھگا دیا اور جمادی الاولیٰ کے آخر میں قلعہ کو تباہ کر دیا یہاں موجود مسلمان قیدی بھی رہا ہو گئے یہ سارے قلعے انطاکیہ کے کنٹرول میں تھے اور محض ایک ماہ میں سب فتح ہو گئے

قلعہ برزیہ:...... شغر کی فتح سے فارغ ہو کر سلطان نے قلعہ برزیہ کی جانب پیش قدمی کی جو کہ افامیہ کے سامنے واقع تھا اور ان دونوں کے درمیان دریائے عاصی کے پانی کی جھیل اور کئی بہنے والے چشمے بھی تھے۔ یہاں کے انگریز مسلمانوں کو بہت تکلیف دیا کرتے تھے۔ لہٰذا سلطان نے ۲۴ رجمادی الاخریٰ کو اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہ قلعہ شمال، جنوب اور مشرق کی سمت سے نہایت محفوظ تھا کیونکہ ان سمتوں سے کوئی راستہ نہ تھا، البتہ مغربی جانب سے ایک راستہ جاتا تھا۔ چنانچہ سلطان نے پڑاؤ وہیں ڈالا اور منجنیقیں لگا دیں مگر قلعہ کی بہت زیادہ اونچائی اور دوری کی وجہ سے ان کے پتھر وہاں تک پہنچ نہیں پا رہے تھے۔

لہٰذا سلطان نے صف بندی کر کے اپنی فوج کو تقسیم کر دیا اور ہر کمانڈر کو حکم دیا کہ وہ یکے بعد دیگرے جنگ لڑیں گے۔ اس لئے سب سے پہلے عماد الدین زنگی بن مودود اور اس کے لشکر نے ان سے جنگ لڑی حتیٰ کہ دشمن اونچے قلعہ کی طرف چڑھ گیا جہاں مسلمانوں کے لئے چڑھنا بہت مشکل تھا۔ البتہ وہ ایسی جگہ پہنچ چکے تھے جہاں سے پتھر با آسانی پھینکے جا سکتے تھے۔ دشمن اوپر سے پتھر لڑھکا کر مسلمانوں پر پھینکتا تھا جو عموماً بیکار جاتا تھا۔

زبردست جنگ:...... جب اس طرح سے فوجیں تھک گئیں تو واپس آ گئیں اور پھر سلطان کا خاص دستہ اوپر چڑھا جس نے انتہائی سخت جنگ لڑی سلطان اور اسکا بھتیجا ان کی ہمت بڑھاتے رہے چنانچہ جب یہ افواج تھک گئیں اور انہوں نے واپس آنے کا ارادہ کیا تو سلطان صلاح الدین نے انہیں اور دوسرے گروپ کو آواز دی چنانچہ وہ بھی پہلے گروپ کے ساتھ مل کر جنگ کرنے لگے۔ اس کے بعد عماد الدین کا دستہ بھی ان کے پیچھے آ گیا اور ایک زبردست جنگ ہونے لگی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریز پسپا ہو کر اپنے قلعہ میں گھس گئے اور ساتھ میں مسلمان فوج بھی داخل ہو گئی۔

قلعہ کی فتح:...... مسلمان فوج کا بقیہ حصہ مشرق کی سمت میں پڑاؤ کی جگہ پر تھا ان پر انگریزوں نے حملہ نہیں کیا تھا اس لئے وہ لوگ بھی آگے بڑھ کر مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو گئے اور انگریزوں کا تعاقب کرتے ہوئے قلعہ میں داخل ہو گئے اور سب نے مل کر قلعہ فتح کر لیا۔

نعرۂ تکبیر کا رعب:...... صلیبی انگریز جب قلعے کے گنبد کے پاس گئے تو زنجیروں میں جکڑے مسلمان قیدی بھی ان کے ساتھ تھے جب انہوں نے

اپنے مسلمان بھائیوں کی نعرۂ تکبیر کو سنا تو انہوں نے بھی ایک فلک شگاف نعرہ لگایا جسے سن کر انگریز صلیبی خوف زدہ ہو گئے وہ یہ سمجھے کہ مسلمان وہاں تک پہنچ گئے۔ لہٰذا ان کے اعصاب ڈھیلے ہو گئے اور مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر کے ختم کر دیا۔ مسلمانوں نے حاکم اور اس کے گھر والوں کو بھی پکڑ لیا پھر سلطان نے قیدی ایک جگہ جمع کئے اور جب انطا کیہ کے قریب پہنچا تو انہیں وہاں بھیج دیا کیونکہ حاکم انطا کیہ کی بیوی سلطان کے لئے مخبری کرتی اور تحفے وغیرہ بھیجتی رہتی تھی اس لئے اس نے بھی یہ رعایت کی۔

قلعہ دربساک کی فتح:......قلعہ بزریہ کی فتح سے فارغ ہو کر سلطان دوسرے دن ہی دریائے عاصی کے نئے پل کے پاس جو کہ انطا کیہ کے قریب تھا پہنچ گیا اس نے کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد فوج کا ایک دستہ وہاں چھوڑ کر بقیہ فوج کے ساتھ قلعہ دربساک کی طرف پیش قدمی کی اور اسی سال کے ماہ رجب میں وہاں پہنچ گیا، صلیبی رضا کار فدائیوں کا مرکزی قلعہ تھا، خطرے کی حالت میں وہ یہاں آ کر چھپ جاتے تھے۔

سلطان نے یہاں منجنیقیں لگا دی تھیں جن کی وجہ سے ان کی فصیل گر گئی پھر ان پر حملہ ہوا اور مسلمان فوج نے فصیل کے نیچے سوراخ کر دیا جس سے برج گر گیا۔ دوسری جنگ پھر چھڑی تو انگریز بڑے جم کر لڑے کیونکہ انہیں انطا کیہ کی جانب سے کمک آنے کی توقع تھی چنانچہ وہ اس طرف سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے شکست تسلیم کر لی سلطان نے صرف ان کو جان کی امان دے کر وہاں سے انطا کیہ کی جانب نکال دیا اور ۲۰ ر رجب کو قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

قلعہ بغراس کی فتح:......اس کے بعد عماد الدین سلطان کے حکم سے دربساک سے قلعہ بغراس روانہ ہوا یہ قلعہ انطا کیہ کے بہت قریب تھا اس لئے اسے انطا کیہ سے بہت جلد کمک مل سکتی تھی۔ بہر حال قلعہ کا محاصرہ کر کے منجنیقیں لگا دی گئیں، مگر چونکہ قلعہ اونچائی پر تھا اس لئے پتھر پھینکنے سے فائدہ نہ ہوا۔ اس کے علاوہ اونچائی پر خود مسلمانوں کو پانی کی پریشانی تھی اس لئے یہ ابھی اس پر غور کر رہے تھے کہ قلعہ والوں کا سفیر صلح کا پیغام لے کر آیا۔ چنانچہ مسلمانوں نے ان کو صرف جان کی امان دے کر قلعہ اور اس کے سامان پر قبضہ کر لیا اور قلعہ کو تباہ کر دیا۔ بعد میں حاکم ارمن بن الیون نے اس کو دوبارہ آباد کیا اور قلعہ کی شکل دے کر اپنے کنٹرول میں لے لیا۔

حاکم انطا کیہ سے صلح:......بغراس کے فتح ہونے کے بعد انطا کیہ کے حکمران اسمند کو خطرہ محسوس ہونے لگا اس نے صلاح الدین کو صلح کا پیغام بھیجا اور یہ بھی وعدہ کیا کہ وہ ان مسلمان قیدیوں کو رہا کر دے گا جو اس کے پاس قید میں ہیں۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اسے صلح پر تیار کر لیا تا کہ لوگ آرام کر کے دوبارہ جنگ کی تیاری کر سکیں، لہٰذا سلطان نے جنگ بندی کی تجویز مان لی اور آٹھ مہینے کے لئے جنگ بندی کا معاہدہ کر لیا۔ سلطان نے اپنا سفیر بھیج کر اسمند سے حلف اٹھوایا اور پھر اس نے مسلمان قیدی رہا کر دیئے۔ اس صلح کے بعد سلطان ۳ر شعبان کو حلب پہنچ گیا اور دوسرے علاقوں کے حکام بھی اپنے اپنے علاقوں کو لوٹ گئے۔

اسمند کا مقام:......اس زمانے میں اسمند انگریزوں کا سب سے بڑا حکمران تھا اس کی سلطنت بہت وسیع تھی طرابلس کا پورا علاقہ بھی اس کے کنٹرول میں آ گیا تھا، وہاں اس نے اپنے بڑے بیٹے کو حاکم بنا دیا تھا۔

امیر مدینہ قاسم بن مہنا:......سلطان صلاح الدین حلب سے دمشق آ گیا۔ ان تمام جنگوں میں سلطان کے ساتھ مدینہ منورہ کے امیر ابوفلیتہ قاسم بن مہنا بھی شریک تھے۔ وہ ہر جنگ اور فتح میں ساتھ ساتھ رہے سلطان بھی ان کے ساتھ کو اچھا شگون سمجھتا اور ان کے دیدار سے برکت حاصل کرتا تھا اسی وجہ سے سلطان نے ان کی تعظیم وتکریم میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی اور وہ اہم کاموں میں ان سے مشورہ کرتا تھا۔

سلطان کا عزم جہاد:......سلطان یکم رمضان کو دمشق آیا تو کچھ لوگوں نے مشورہ دیا کہ فوج کو جانے کی اجازت دیدے مگر سلطان نے اپنے عزم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جب تک کوکب، صفد اور کرک جیسے صلیبی قلعے اسلامی شہروں کے درمیان موجود ہیں انہیں جلد سے جلد فتح کرنے کی ضرورت ہے۔

چنانچہ سلطان نے اپنے بھائی عادل کی کمان میں فوج روانہ کی تو وہ دربساک اور بغراس کی سمت میں بہت آگے تک پہنچ گیا اور پھر اس نے کرک کا ایسا محاصرہ کیا کہ کرک والے تھک گئے اور ان کے خوراک کے ذخائر ختم ہو گئے چنانچہ انہوں نے پناہ مانگ لی۔

قلعہ الکرک اور صفد کی فتح:...... چنانچہ ان کو جان کی امان دیدی گئی پھر انہوں نے قلعہ صلاح الدین کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد آس پاس کے دوسرے قلعوں پر بھی مسلمانوں نے قبضہ کر لیا ان میں سب سے بڑا قلعہ شوبک تھا اس کے بعد اس علاقے میں امن و امان قائم ہو گیا اور مصر سے بیت المقدس تک کے پورے علاقے پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔

پھر سلطان دمشق آیا اور پندرہ رمضان تک وہیں رہا اور پھر صفد کا محاصرہ کرنے کیلئے چل دیا۔ وہاں منجنیقیں وغیرہ لگا کر محاصرہ کرلیا، ان کی رسد پہلے محاصرہ میں ہی کم ہو گئی تھی دوسرے محاصرہ میں انہیں خوراک بالکل ختم ہونے کا خطرہ تھا اس لئے انہوں نے شکست تسلیم کر لی سلطان نے قلعہ پر قبضہ کرلیا اور انگریز صور شہر بھاگ گئے۔

صلیبی کمک کا خاتمہ:...... جس وقت سلطان نے صفد کا محاصرہ کر رکھا تھا اس وقت انگریزوں نے قلعہ کوکب ہاتھ سے نکل جانے کے پیش نظر ان کے لئے فوجی کمک بھیج دی، کوکب کی طرف قائماز نجمی متعین تھا اسے اس کمک کی آمد کی اطلاع مل گئی اس لئے یہ ان کی طرف بڑھا، یہ فوج ایک گھاٹی میں چھپ گئی تھی مگر مسلمان فوج نے ڈھونڈ کر اس کا قلع قمع کر دیا۔ ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچا۔ اس فوج کے دو افسر زندہ ہاتھ لگے انہیں سلطان کے پاس صفد لایا گیا۔ سلطان نے معمول کے مطابق قتل کا حکم دیدیا، مگر ان میں سے ایک نے رحم کی درخواست کی سلطان نے دونوں کو معاف کر کے قیدی بنالیا۔

قلعہ کوکب پر قبضہ:...... اس کے بعد سلطان صلاح الدین قلعہ کوکب پر حملہ کرنے خود روانہ ہوا اور وہاں جا کر اس کا محاصرہ کر لیا، ان کو جان کی امان دینے کا وعدہ کیا مگر وہ لوگ قلعہ کی دفاع پر لڑنے پر مُصر رہے، لہذا سلطان نے منجنیقوں سے سنگ باری کی اور حملہ بھی کرتا رہا مگر بارش ہوگئی اور ایک طویل عرصے تک سلطان کو ٹھہرنا پڑا۔

بارش ختم ہونے کے بعد دوبارہ جنگ شروع ہوئی تو سلطان نے فصیلوں پر سخت حملے کئے اور ایک برج گرادیا جس سے انگریز خوف زدہ ہو گئے اور انہوں نے شکست تسلیم کر لی۔ اس طرح سلطان صلاح الدین ایوبی نے پندرہ ذوالقعدہ کو قلعہ کوکب پر قبضہ کرلیا، اور زندہ بچنے والے انگریز صور شہر بھاگ گئے۔

صلیبی کمک کی آمد:...... صور پہنچنے کے بعد انگریز افسر نے مشورہ کر کے اپنے صلیبی بھائیوں کے پاس مدد کے لئے سفیر بھیجے۔ چنانچہ وہاں سے صلیبی فدائیوں کے کئی گروپ آ پہنچے۔ ادھر مسلمان صلیبیوں کے ایلہ سے لے کر بیروت تک تمام ساحلی علاقے فتح کر چکے تھے۔ ان کے درمیان صرف شہر صور تھا جہاں صلیبی قابض تھے۔ لہذا صلاح الدین کوکب سے فارغ ہو کر بیت المقدس چلا گیا جہاں عید الضحیٰ پر قربانی کی اور پھر عکا جا پہنچا جہاں اس نے پورا سردی کا موسم گذارا۔

قلعہ شقیف کا محاصرہ:...... اس کے بعد ۵۸۵ھ کے موسم بہار میں سلطان قلعہ شقیف کے محاصرہ کے لئے روانہ ہوا۔ یہ قلعہ صیدا کے حاکم ارناط کے کنٹرول میں تھا، یہ شخص، سب صلیبی حکمرانوں میں زیادہ مکار اور چالباز تھا۔ چنانچہ جب سلطان مرج العیون پہنچا تو یہ وہاں آیا اور سلطان سے بڑے خلوص اور محبت کا اظہار کیا اور جمادی الاخریٰ تک کے لئے مہلت مانگی تا کہ اپنے خاندان کو صور کے حکمران مارکیس کے پاس سے نکلوا سکے اور کہا کہ میں اس کے بعد قلعہ آپ کے حوالے کر دونگا۔ چنانچہ سلطان وعدہ کے مطابق وہیں مقیم رہا۔ اس دوران حاکم انطاکیہ سے جنگ بندی کی مدت ختم ہوگئی اس لئے سلطان نے اپنے بھتیجے تقی الدین کی کمان میں انطاکیہ کے قریبی علاقوں پر قبضہ کے لئے فوج بھیجی۔

صور میں صلیبی افواج کا اجتماع:...... اتنے میں اسے یہ اطلاع ملی کہ دوسرے علاقوں سے صلیبی رضا کار مارکیس کے پاس صور میں جمع ہو رہے

ہیں سمندر پار ملکوں سے بھی امداد آ رہی ہے شام کا فرنگی بادشاہ جسے سلطان نے رہا کیا تھا وہ بھی مارکوئیس سے مل گیا ہے ادھر اسے یہ خطرہ بھی تھا کہ اگر شقیف کا محاصرہ چھوڑا تو اس کی رسد، غلہ وغیرہ ختم ہو جائے گا لہذا یہ وہیں رہا اور محاصرہ جاری رکھا

ارناط کی گرفتاری:......ادھر مہلت کی مدت بھی ختم ہوگئی۔اس نے شقیف کی طرف پیش قدمی کی اور حاکم ارناط کو بلا کر پوچھا تو اس نے کہا کہ ابھی تک مارکوئیس نے میرے خاندان کو نہیں چھوڑا ہے اس لئے مزید مہلت چاہیئے۔اس طرح سلطان کو اس کی مکاری کا پتہ چل گیا۔لہذا اس نے اسے گرفتار کر لیا اور مجبور کیا کہ وہ شقیف والوں سے کہدے کہ قلعہ حوالے کر دیں مگر وہ نہ مانا۔لہذا اسے دمشق بھیج کر قید کر دیا گیا اور سلطان نے خود آگے بڑھ کے محاصرہ کر کے سختی شروع کر دی۔

صلیبی فوج کی شکست:......اس سے پہلے سلطان نے صور کی جانب صلیبیوں سے مزاحمت کے لئے فوج روانہ کر دی تھی۔لہذا اس کو معلوم ہوا کہ صلیبی فوج صیدا کا محاصرہ کرنے روانہ ہوئی ہے۔چنانچہ ان کا مسلمانوں سے مقابلہ ہوا جس میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور ان کے بے شمار لوگ قتل کر کے سات بڑے صلیبی جنگجو گرفتار کر لئے۔اس جنگ میں سلطان کا ایک خاص مولی شہید ہوا تھا اس لئے سلطان خود وہاں پہنچا تا کہ اپنے مولی کے قتل کا انتقام لے۔

غلط فہمی سے مسلمانوں کی شہادت:......چنانچہ سلطان ایک دن گھوڑے پر سوار ہو کر صلیبیوں کے محاذ کا پتہ لگانے نکلا ادھر سلطان کی فوج یہ سمجھی کہ سلطان صلیبیوں سے جنگ لڑنا چاہتا ہے لہذا وہ آگے بڑھ گئے اور اندر تک دشمن کے علاقے میں چلے گئے چنانچہ سلطان نے انہیں واپس لانے کے لئے کچھ افسر بھیجے مگر وہ واپس نہیں آئے۔

ادھر انگریز نے جب مسلمان فوجوں کو دیکھا تو وہ سمجھے کہ پیچھے بڑی فوج آ رہی ہے اس لئے جاسوسوں کو بھیجا مگر جاسوسوں نے اطلاع دی کہ یہ فوج اصل فوج سے علیحدہ ہے۔لہذا انہوں نے ان سب کو کم تعداد میں دیکھ کر حملہ کر کے شہید کر دیا، یہ حملہ ۹/ جمادی الاولی کو ہوا۔

سلطان کا انتقام:......یہ خبر سن کر سلطان صلاح الدین پہاڑ کی طرف فوج لے کر گیا اور انہیں شکست دے کر پل کیطرف بھگا دیا ان میں سے بے شمار صلیبی جہنم واصل ہوئے اور ان کے ایک سو زرہ پوش سمندر میں ڈوب گئے، سلطان ان کا محاصرہ کرنا چاہتا تھا اور فوج بھی اس کے پاس جمع ہوگئی تھی مگر انگریز صور کی طرف بھاگ گئے اور سلطان بھی بیس کی جانب لوٹ گیا تا کہ وہ عکا کی حفاظت کا انتظام کر سکے اور اپنے مرکزی محاذ کی طرف لوٹ جائے۔

گھات لگانے کا پروگرام:......سلطان کو مرکزی خیموں میں پہنچ کر اطلاع ملی کہ انگریز اپنی ضروریات کے لئے اپنے راستے سے باہر نکلنے والے ہیں۔چنانچہ اس نے فوج کو عکا کے محاذ پر اطلاع دی اور حکم دیا کہ آٹھ تاریخ کو ان پر اپنے علاقوں سے حملہ کیا جائے اور اس کے لئے اس نے مختلف جگہوں پر گھات لگا دی پھر لشکر کا ایک حصہ اس طرف بھیجا تا کہ وہ انگریزوں سے چھیڑ چھاڑ کر کے انہیں گھیر کر اس طرف لے آئیں چنانچہ انہوں نے ان سے چھیڑ چھاڑ کی مگر انگریز اس طرف نہیں آئے،

پھر کافی دن انتظار کرنے کے بعد گھات میں چھپی فوج باہر نکلی تو انگریزوں نے انہیں گھیر لیا، چنانچہ سخت جنگ کے بعد مسلمانوں کو شکست ہوگئی، ان کمین گاہوں میں ہنوطے کے چار کمانڈر بھی تھے جو بھاگ کر ایک وادی میں گھس گئے سلطان کے بعض غلام بھی ان کے پیچھے چلے گئے مگر انگریز انہیں دیکھ چکے تھے چنانچہ ان کو چن چن کر شہید کر دیا۔

شہر صور:......پہلے گذر چکا ہے کہ صور کا شہر ایک انگریز نواب مارکوئیس نے آباد کیا تھا جو ان انگریز صلیبیوں پر مشتمل تھا جو سمندر پار آئے تھے، چنانچہ سلطان جب کوئی صلیبی علاقہ قبضہ کر لیتا تو صلیبی بھاگ کر یہاں پناہ لے لیتے تھے۔اس طرح صلیبیوں کی ایک بڑی تعداد یہاں آباد ہوگئی تھی اور ان کے پاس بے شمار مال ودولت بھی تھا۔

یورپ میں جنگ کے لئے بھرتی:......جب سلطان نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا تو ان کے بہت سے عیسائی راہب اور پادری اور ان کے

مذہبی پیشوا سیاہ ماتمی لباس پہن کر سمندر پار چلے گئے اور بڑا پادری بطرک بھی وہاں جا کر دوسرے عیسائیوں کے ساتھ مل کر فریاد کرتا رہا اس نے عیسائیوں کو اس پر راضی کر لیا کہ سب عیسائی بیت المقدس پر شکست کا انتقام لیں۔لہذا ہر شہر سے کافی تعداد میں اس صلیبی جنگ کے لئے انگریز مرد تیار ہو گئے تھے حتیٰ کہ خواتین بھی جنگ کے لئے تیار تھیں ان میں سے جو جنگ نہیں لڑ سکتا تھا وہ دوسرے کو اجرت پر وہاں بھیج رہا تھا۔یوں انہوں نے اس مذہبی جنگ کے لئے بے تحاشا مال و دولت خرچ کیا، چنانچہ ہر جگہ سے صلیبی فوج،فدائی تیار ہو کر صور شہر پہنچنے لگے پھر وہاں ہر وقت سپاہیوں،خوراک اور امداد کا سلسلہ جاری رہنے لگا۔

صلیبی لشکر کی فوج کشی:......ان تمام انگریز صلیبیوں نے بالاتفاق عکا کی طرف روانگی اور اس کے محاصرے کا فیصلہ کیا چنانچہ وہ ۵۸۵ھ میں ۸ ررجب کو ساحلی راستے پر روانہ ہوئے۔ان کے محافظ کے طور پر بحری بیڑے ان کے ساتھ ساتھ چلتے رہے مسلمان افواج اپنے اپنے علاقوں سے ان پر اچانک حملے کرتی رہیں مگر پھر بھی یہ عظیم لشکر پندرہ رجب کو عکا پہنچ گیا۔

سلطان صلاح الدین کا پروگرام تھا کہ ان کے سامنے فوج کشی کر کے انہیں نقصان پہنچائے مگر ساتھیوں نے اختلاف کیا ان کی رائے یہ تھی کہ راستہ بہت تنگ اور دشوار گذار ہے اس لئے مسلمانوں نے دوسرا راستہ چن لیا ادھر صلیبی بیڑے نے سمندر کی ناکہ بندی کر لی تھی اس لئے مسلمانوں کو سمندری راستہ نہ مل سکا۔

سلطان کی دعوت جہاد:......چنانچہ سلطان صلاح الدین نے ان کے سامنے محاذ قائم کر لیا اور آس پاس کے مسلمانوں کو جہاد میں شرکت کی دعوت دی۔چنانچہ دیار بکر،موصل،سنجار اور الجزیرہ سے مسلمان امڈ چلے آئے۔سلطان کا بھتیجا حماۃ سے لشکر لے کر آیا اور مظفر الدین کوکبری حران اور رُہا سے فوجیں لے کر آیا،مسلمانوں کو خشکی کے راستے سے کمک پہنچ رہی تھی مگر وہ لوگ صور شہر میں محصور تھے۔ان کے درمیان مشہور واقعات پیش آتے رہے تاہم صلاح الدین نے ماہ رجب کے باقی ایام میں جنگ نہیں چھیڑی۔

عکا کا دفاع:......پھر جب شعبان کا مہینہ شروع ہوا تو سلطان نے پورے دن انگریزوں سے جنگ لڑی اور رات کے وقت بھی مسلمان صفوں میں رہے،صبح ہوتے ہی دوبارہ جنگ چھیڑ دی اور انتہائی صبر کے ساتھ میدان میں اتر گئے۔سلطان کے بھتیجے تقی الدین نے دو پہر کے وقت میمنہ کے ساتھ ایسا زبردست حملہ کیا کہ وہ مورچوں سے پسپا ہو گئے اور مسلمان ان کے مورچوں پر قابض ہو گئے،پھر مسلمان شہر میں داخل ہو گئے۔اور سلطان نے شہر میں مزاحمت کا بھرپور انتظام کر لیا اور انگریزوں سے مقابلہ کے لئے امیر حسام الدین ابوالہیجاء السمین کی کمان میں لشکر بھیجا جو اربل کے کردوں میں سے ان کا سب سے بڑا افسر تھا۔

جنگی تدبیریں:......دوسرے دن مسلمان جب جنگ کے لئے آئے تو دیکھا کہ انگریزوں نے چاروں طرف خندقیں کھود کر ان میں خود کو محصور کر لیا ہے۔لہذا اس دن جنگ نہیں ہو سکی اور وہ مسلمانوں کے حملوں سے محفوظ ہو گئے۔

پھر سلطان کی فوج سے عرب قبائل کے کچھ لوگ انگریزوں کے علاقوں کی طرف سمندر کے ساحل کے کچھ مقامات پر جو کہ دریا کے موڑ پر واقع تھے،جا کر چھپ گئے اور اپنے خفیہ ٹھکانوں سے ان پر حملہ کرتے رہے۔چنانچہ شعبان کی پندرہ تاریخ کو انگریزوں کا صفایا کر دیا اور ان کے سر سلطان کی خدمت میں بھیج دیئے۔چنانچہ سلطان نے ان مجاہدین کی ہمت افزائی کی اور ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔

سلطان کی فوج کے مراکز:......پھر سلطان صلاح الدین نے مصر سے اپنی فوج منگوائی مگر انگریزوں کو یہ اطلاع مل گئی۔لہذا انہوں نے مصری فوج کو وہاں آنے سے روکنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ادھر سلطان کی فوج کئی چھاؤنیوں میں پھیلی ہوئی تھی ایک چھاؤنی حلب کے ماتحت اسمند کا مقابلہ کرنے کے لئے قائم تھی۔دوسری دفاعی فوج حمص میں طرابلس کے صلیبیوں کے مقابلہ کے لئے موجود تھی۔سلطان کی فوج کا بڑا حصہ صور کے محاصرہ پر تھا۔ایک بڑی چھاؤنی دمیاط میں اور دوسری اسکندریہ میں قائم تھی۔

خاص کمانڈروں کی شہادت:......اسی دوران شعبان کی بیس تاریخ کو انگریزوں نے مسلمانوں پر اچانک حملہ کر دیا یہ سن کر سلطان صلاح الدین

سوار ہوا اور لشکر میں آکر صف بندی کرلی۔ پھر انگریزوں نے سلطانی فوج کے میمنہ پر اچانک حملہ کیا جس کی کمان تقی الدین کر رہا تھا۔ چنانچہ یہ حصہ کسی حد تک پیچھے چلا گیا تو سلطان نے اپنے خاص مجاہدین ان کی مدد کے لئے بھیجے جس سے سلطان کے لشکر کا قلب کمزور ہو گیا اور انگریز کے حملہ میں کئی خاص افسر جن میں (۱) امیر علی بن مروان (۲) ظہیر جو کہ فقیہ عیسیٰ کے بھائی تھے اور حاجب خلیل ہکاری، شہید ہو گئے۔

شاہی خیمہ پر حملہ:......انگریزوں نے سلطان صلاح الدین کے خاص خیمہ پر بھی حملہ کر دیا اور بعض وزراء کو شہید کر کے خیمہ لوٹ لیا مشہور عالم جمال الدین بن رواحہ بھی اس واقعہ میں شہید ہوئے خیمہ کے آس پاس جو لوگ تھے وہ شکست کھا گئے اور جو انگریز سپاہی آگے بڑھ کر وہاں تک آپہنچے تھے وہ اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گئے۔

صلیبی دستہ کا خاتمہ:......لہٰذا یہ دیکھ کر مسلمانوں کی میسرہ کی فوج ان آگے آنے والے انگریزوں پر حملہ کر کے انہیں خندق کے پیچھے دھکیل دیا، پھر یہ مسلمان سپاہی آگے بڑھ کر سلطانی خیمہ تک آئے اور وہاں جو انگریز صلیبی سپاہی دیکھا مار ڈالا، اس دوران سلطان بھی واپس آ گیا جو کہ ادھر اُدھر منتشر ہونے والی فوج کو لینے گیا ہوا تھا۔ اس موقع پر مسلمانوں نے انگریز سپاہیوں کو گھیر کر سب کو ختم کر دیا۔

انگریزوں کا قتل عام:......مسلمانوں نے انگریزوں کے گروپ فداویہ کے سردار کو دوبارہ گرفتار کر لیا اور سلطان نے اس کے قتل کا حکم بھی دیدیا۔ اس سے پہلے سلطان دو مرتبہ اس کو رہا کر چکا تھا۔ بہر حال تمام انگریزوں کو قتل کر دیا گیا اور ان کی لاشوں کو دریا میں پھینک دیا گیا۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے بھاگے ہوئے سپاہی بعض طبریہ سے، بعض دریائے اردن کے پیچھے سے اور بعض دمشق سے واپس آئے۔ پھر دوبارہ جنگ شروع ہو گئی لیکن عین معرکے کے دوران مسلمانوں کو لچےلفنگوں کے ہاتھوں اپنا سامان لوٹ جانے کی اطلاع ملی، مسلمان فوج اپنا ساز وسامان بچانے میں مصروف ہو گئی اور انگریزوں کا ٹھیک سے قلع قمع نہیں کر سکی۔ لہٰذا اس مرتبہ وہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے محفوظ رہے۔

سلطان صلاح الدین کی واپسی:......جنگ کے بعد انگریز سپاہیوں کی لاشوں کی کثرت کی وجہ سے وبا پھوٹ نکلی، لہٰذا سلطان صلاح الدین کئی مرتبہ پیٹ کی بیماری میں مبتلاء ہوا، اراکین حکومت نے تبدیلی آب و ہوا کے لئے کسی اور جگہ جانے کا مشورہ دیا، آخر جب اطباء نے بھی یہی مشورہ دیا تو ۴ ررمضان المبارک کو وہاں سے کوچ کر گیا اور عکا پہنچ کر اپنی روانگی کی وجہ بیان کی۔

حفاظتی انتظامات:......عکا سے مسلمانوں کی روانگی کے بعد انگریزوں نے عکا کی حفاظت کے انتظامات شروع کر دیئے، چاروں طرف اپنے بحری بیڑے پھیلا دیئے اور میدان جنگ میں خندق بھی کھود لی، اس کے علاوہ اپنی افواج کے ارد گرد قلعہ کی دیواروں کی طرح مٹی کی فصیل بنائی تاکہ مسلمانوں کے حملوں سے محفوظ رہے۔

ادھر سلطان کو جب ان تیاریوں کا علم ہوا تو اس نے ان کی روک تھام کے لئے ایک لشکر بھیجنا چاہا جو سلطان کی بیماری کی وجہ سے نہ جا سکا جب کہ دشمن نے اپنے منصوبہ کو مکمل کر لیا، اس کے علاوہ اہل عکا روزانہ انگریزوں سے جنگ بھی کرتے تھے۔

مصری فوج کی آمد:......ادھر ۱۵ ارشوال کو مصر سے ملک عادل ابوبکر بن ایوب زبردست لڑاکا فوج لے کر آپہنچا، اس کے پاس محاصرہ توڑنے والے ہر قسم کے آلات بھی تھے، جب کہ اس کے پیچھے پیچھے امیر لولو کا بحری بیڑہ بھی تھا جس نے آتے ہی انگریزوں کی ایک کشتی بھی پکڑ لی تھی اور بطور مال غنیمت ان کا سارا مال بھی لے لیا تھا اور اسے لے کر عکا کی بندرگاہ میں آپہنچا تھا۔ ادھر سلطان بھی صحت یاب ہو چکا تھا لیکن سردیاں ختم ہونے تک وہ الجزیرہ میں ہی ایک جگہ ٹھہرا رہا۔

دوبارہ جنگ:......سلطان صلاح الدین کی حملہ کے لئے روانگی کی اطلاع ملتے ہی صفر ۵۸۶ھ میں انگریز بھی مقابلہ کے لئے نکلے، زبردست جنگ ہوئی، اور دونوں طرف سے خوب جانی نقصان ہوا، اس جنگ کی اطلاع ملتے ہی سلطان نے دمشق حمص اور حماۃ سے فوجیں جمع کیں اور الجزیرہ سے تل کیسان جا پہنچا اور انگریزوں پر حملہ کر دیا، اس حملے کی وجہ سے انگریز دو طرف مصروف ہو گئے اور عکا کے مسلمانوں پر حملہ نہ کر سکے۔

لہٰذا اب انگریزوں نے نئی تدبیر استعمال کی، انہوں نے عکا کے محاصرے کے دوران لکڑی کے تین اونچے اونچے برج تیار کر لئے تھے۔ یہ برج ساٹھ گز لمبے اور پانچ منزلوں پر مشتمل تھے، اس کے علاوہ ان برجوں کو چمڑے سے ڈھانک کر ان پر ایسے کیمیکل مل دیئے گئے تھے جن کی وجہ سے اب ان کو آگ نہیں لگ سکتی تھی، ان میں بہت سے سپاہی بھی تھے، ان برجوں کو انہوں نے فصیلوں کے قریب کر دیا اور ان کی مدد سے مسلمان فوج کے اندرونی معاملات معلوم کرنے لگے، ان کا علاج کرنے کے لئے اہل عکا نے ایک زبردست غوطہ خور فوج کو بھیجا تا کہ ان کا بخوبی سد باب کیا جا سکے، چنانچہ غوطہ خور لشکر روانہ ہوا اور اس نے انگریزوں سے زبردست جنگ شروع کر دی۔ لہٰذا انگریزوں کو دوبارہ دو مختلف محاذوں پر لڑنا پڑا جس کی وجہ سے ان کا دباؤ کم ہو گیا۔ یہ جنگ تین دن جاری رہی۔

برجوں کی تباہی:...... مسلمان فوجیں اب تک ان برجوں کو تباہ نہ کر سکیں تھیں، انہوں نے مٹی کے تیل کے گولے بھی پھینکے لیکن پھر بھی کچھ نہ ہو سکا لیکن اسی وقت دمشق کا ایک باشندہ سامنے آیا اور اس نے مٹی کے تیل اور دوسرے کیمیکل ملا کر ایک محلول تیار کیا اور شہر کے حکمران قراقوش جا پہنچا اور اس سے کہا کہ اس محلول کو شہر کے سامنے کی کسی منجنیق تک پہنچا دو تو اس منجنیق میں آگ لگ جائیگی، چنانچہ اس محلول کو ایک جلتی ہنڈیا میں ڈال کر ان برجوں میں پھینکا گیا تو ان برجوں کو آگ لگ گئی اور وہ جل کر راکھ ہو گئے۔ اہل شہر اس مصیبت سے نجات پا کر بہت خوش ہوئے، سلطان نے اس شخص کو انعام دینا چاہا لیکن اس نے کہا کہ یہ کام میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا ہے لہٰذا اس کا انعام بھی میں اسی سے لونگا۔

جہاد کی دعوت:...... سلطان نے اردہ گرد کے مسلمان بادشاہوں کو بھی انگریزوں سے جہاد کی دعوت دی تھی۔ چنانچہ سلطان کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے سب سے پہلے سنجار کا حکمران عماد الدین زنگی بن مودود اپنی فوج لے کر پہنچا، پھر موصل کا بادشاہ علاء الدین بن طالب، پھر عز الدین بن مسعود بن مودود بھی اپنے باپ کی طرف سے لشکر لے کر آیا، اور پھر اربل کا بادشاہ زین الدین بھی آ پہنچا یہ تمام بادشاہ آتے ہی پہلے انگریزوں سے جنگ کرتے اور پھر اپنے ٹھکانے کا انتظام کرتے تھے۔

دوسری طرف مصر کا بحری بیڑہ بھی آ پہنچا تھا، انگریزوں نے اس سے مقابلہ کے لئے اپنا بیڑہ تیار کیا تھا لیکن سلطان نے جنگ چھیڑ کر ان کو اپنے ساتھ مصروف کر لیا تا کہ مصری بیڑہ صحیح سالم بندرگاہ تک آ پہنچے، انگریزوں نے سلطان کا مقابلہ کیا، بہر حال مصری بیڑہ بخیر وعافیت بندرگاہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔

اہل جرمنی کی آمد:...... دوسری طرف انگریزوں کی مدد کے لئے بڑی تعداد میں المانی (جرمنی) بھی آ پہنچے تھے یہ بہت بہادر اور زبردست جنگجو مشہور تھے اور بحر اوقیانوس کے شمال مغرب میں واقع جزیرہ انگلستان کے رہنے والے تھے، ان کی بڑی تعداد نوجوان عیسائیوں پر مشتمل تھی کیونکہ ان کے پادری بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھوں فتح کی خبر لے کر پہنچے اور عیسائیوں کی مدد کے لئے بلایا تو ان کا بادشاہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ صلیبی جنگ میں شرکت کے لئے روانہ ہو گیا۔ راستے میں موجود تمام عیسائی حکومتوں نے اس کو راستہ دیا البتہ قسطنطنیہ میں روم کے حکمران نے اس کو روکنا چاہا لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی، لیکن پھر بھی اس نے سلطان صلاح الدین کو اس کے بارے میں بتا دیا اور ان کے لئے طعام وقیام کا کوئی انتظام نہ کیا جس کی وجہ سے انہیں کھانے پینے اور خوراک کے معاملہ میں تنگی ہو گئی اور پھر جب یہ خلیج قسطنطنیہ سے ہوتے ہوئے قلیج ارسلان کی حکومت سے گذرتے ہوئے ترکمان ان کے پیچھے لگ گئے، یہ وقفے وقفے سے ان پر حملہ کرتے اور کئی افراد کو قتل کر دیتے، اس کے علاوہ شدید سردیوں نے بھی حملہ کر دیا۔ لہٰذا نوجوان عیسائیوں کی بڑی تعداد راستے میں ہی بھوک اور ٹھنڈ سے ہلاک ہو گئی۔

اہل قونیہ کا تعاون:...... قونیہ میں قلیج ارسلان کی اولاد کی حکومت تھی اور یہاں کا بادشاہ قطب الدین ملک شاہ بن قلیج ارسلان تھا، اس نے عیسائیوں کے اس لشکر کو روکنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا لہٰذا واپس چلا گیا، لیکن عیسائی لشکر اس کے پیچھے قونیہ جا پہنچا، اور اس کو تحائف بھجوائے تا کہ وہ انہیں خوراک وغیرہ خریدنے کی اجازت دیں، اس کے علاوہ اپنے بیس سردار بھی بطور ضمانت قونیہ کے بادشاہ کے پاس بھجوائے لیکن راستے میں فسادیوں نے حملہ کر دیا اور ان لوگوں کو قید کر لیا، تاہم بادشاہ نے خرید وفروخت کی اجازت دیدی تھی۔

عیسائی بادشاہ کی موت:......اس کے علاوہ آرمینیہ کے بادشاہ کا موی بن حطفای بن الیون نے نہ صرف ان کی خاطر خواہ مدد کی بلکہ ان کی اطاعت کا اظہار بھی کیا اوران کے ساتھ انطاکیہ تک بھی گیا، یہاں عیسائیوں کا بادشاہ نہانے کے لئے دریا میں اترا تو ڈوب کر مر گیا، اس کے بعد اس کے بیٹے کو بادشاہ بنایا گیا لیکن انطاکیہ پہنچ کر ان عیسائیوں میں جھگڑا شروع ہوگیا، ایک گروپ آنجہانی بادشاہ کے بھائی کو بادشاہ بنانا چاہتا تھا جب کہ دوسرا گروپ واپس جانے کا خواہشمند تھا، لہٰذا یہ دونوں ہی گروپ واپس چلے گئے۔

جو گروپ بادشاہ کے بیٹے کا حمایتی تھا اس کی تعداد چالیس ہزار تھی لیکن راستے میں بڑی تعداد مرگئی، عکا کے حکمران نے ان کو عکا کے عیسائی کے پاس پہنچانے کا انتظام کیا۔ یہ لوگ براستہ جبلہ اور لاذقیہ روانہ ہوئے لیکن حلب سے گذرتے ہوئے ان میں سے بہت سوں کو اہل حلب نے پکڑ لیا، طرابلس پہنچتے پہنچتے ان کے اور بہت سے افراد مر گئے آخر کار گرتے پڑتے صرف ایک ہزار افراد سمندری راستے سے عکا پہنچے، وہاں عیسائیوں میں کسی بات پہ اختلاف ہورہا تھا یہ دیکھ کر انہوں نے سمندری راستے سے واپس جانا چاہا لیکن ان کی کشتیاں وغیرہ ڈوب گئیں اور اس لشکر میں سے کوئی نہ بچ سکا۔

مسلمانوں کا مشورہ:......قلیچ ارسلان سلطان صلاح الدین کو اس لشکر کے بارے میں اطلاعات فراہم کیا کرتا تھا چونکہ وعدے کے مطابق وہ اس لشکر کو روک نہ سکا تھا اس لئے اس نے سلطان سے معافی مانگی اور عذر بیان کیا کہ اس کی اولاد میں نااتفاقی ہوگئی ہے۔ لہٰذا وہ ٹھیک ٹھیک خدمات انجام نہیں دے سکا، جب کہ سلطان نے اس لشکر کی اطلاع ملتے ہی آپس میں مشورہ شروع کر دیا تھا، بعض اراکین نے اس لشکر کو راستے میں روک کر جنگ کا مشورہ دیا۔ جب کہ بعض دیگر اراکین نے یہ مشورہ دیا کہ سلطان کو یہیں ٹھہرنا چاہیئے کہیں انگریز عکا کو فتح نہ کرلیں، سلطان نے اس مشورہ کو پسند کیا پھر بھی احتیاطاً جبلہ، لاذقیہ، شیزر اور حلب کے باشندوں کے لئے کچھ فوجیں ان علاقوں میں تعینات کر دیں تھیں۔

عکا پر حملہ:......آخر کار ۱۰ ر جمادی الثانی ۵۸۶ھ میں عیسائیوں نے عکا پر حملہ کر دیا، انگریزوں نے سلطان صلاح الدین کے لشکر پر حملہ کیا، ملک عادل ابوبکر بن ایوب مصری لشکر کے ساتھ آئے، زبردست جنگ ہوئی، انگریز مصری لشکر کے خیموں تک جا پہنچے، مصری لشکر نے دوبارہ زبردست حملہ کیا اوران کو اپنے خیموں سے ہٹادیا، دوسری طرف بعض مصری دستے بچتے بچاتے عیسائیوں کی خندقوں کے پاس جا پہنچے اور وہاں سے ہونے والی عیسائی مدد کو روک دیا، چنانچہ انگریزوں کا قتل عام شروع ہوگیا، بیس ہزار سے زیادہ عیسائی مارے گئے۔

کھانے کی تنگی:......مصری فوج کے ساتھ ہی موصل کی فوج کا قیام تھا، انکا حکمران علاء الدین خوارزم شاہ بن عزالدین مسعود تھا ان کے پاس اگرچہ خوراک کا ذخیرہ ختم ہو چکا تھا لیکن سلطان صلاح الدین نے ان کو لڑنے کا حکم دیا، اسی دوران جرمنوں کے بادشاہ کی موت کی خبر سلطان کو ملی اور یہ بھی پتہ چلا کہ ان میں زبردست اختلاف پیدا ہو چکا ہے، اس اطلاع سے مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی کیونکہ اس سے عیسائیوں کی حوصلہ شکنی ہوئی تھی۔

انگریزوں کی کمک:......ادھر دو دن بعد سمندری راستے سے بذریعہ کندھری انگریزوں کی مدد آگئی، یہ اپنے باپ کی طرف سے افرنیس کے بادشاہ کا بھتیجا اور انگلستان کے بادشاہ کا بھانجہ تھا۔ اس نے انگریزوں کو خوب مال و دولت دیا، اور بہت سے دستوں میں تقسیم کرنے کے بعد مزید مددگار فوج بھیجنے کا وعدہ بھی کیا۔ لہٰذا عیسائی نئے سرے سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔

ادھر سلطان صلاح الدین نے میدان جنگ میں لاشوں کی کثرت، بدبو اور وبا کی وجہ سے میدان جنگ چھوڑ کر سخت زمین کی طرف منتقل ہو گیا جب کہ دوسری طرف کندھری نے واپس پہنچتے ہی منجنیقیں اور قلعہ شکن آلات تیار کروائے اور عکا کی طرف نصب کروا دیئے لیکن اہل عکا نے عیسائیوں کو قتل کر کے یہ سارے آلات اپنے ساتھ لے گئے اسی وجہ سے یہ اس کے بعد ایسے آلات نصب نہ کرا سکا، آخر اس نے ایک بہت بڑا مٹی کا ٹیلہ بنوایا اور اس کے پیچھے منجنیقیں اور قلعہ شکن آلات نصب کروائے لیکن اس وقت حالات بہت خراب ہو چکے تھے اور خوراک بھی ختم ہونے والی تھی۔

خوراک ورسد کی فراہمی:......چنانچہ سلطان نے اسکندریہ اور بیروت کو خوراک کی فراہمی کے لئے کہا لہٰذا انہوں نے خوراک اور سامان رسد کے جہاز بھر کر بھجوائے اوران جہازوں پر صلیبیں لگادیں تاکہ عیسائی دھوکہ کھاجائیں، لہٰذا خوراک کے جہاز کامیابی سے بندرگاہ تک پہنچ گئے۔

پوپ کا پیغام:......ادھر عیسائی بھی غافل نہ تھے، ان کی ایک ملکہ ایک ہزار سپاہی اور بہت سے جہاز و کشتیاں لے کر عیسائیوں کی مدد کے لئے

آ پہنچیں، یہ اتنا ساز وسامان لائی تھی کہ اسکندریہ کا سمندر بھر گیا۔

ادھر رومی چرچ کے سب سے بڑے پوپ نے ان عیسائیوں کو پیغام بھجوایا کہ آپ لوگ صبر واستقامت کے ساتھ جنگ کرتے رہیں کیونکہ عنقریب آپ کو مزید مدد پہنچائی جائے گی وہ مختلف عیسائیوں اور بادشاہوں کو بھی ان کی مدد کے لئے تیار کر رہا ہے۔لہٰذا یہ پیغام سن کر عیسائیوں کے حوصلے اور بڑھ گئے۔لہٰذا انہوں نے نئے سرے سے عکا کے محاصرہ کے لئے ایک لشکر تیار کر کے بھیجا اور ۱۱رشوال کو حملہ آور ہوئے۔سلطان اپنا جنگی ساز وسامان لیحون نامی جگہ بھجوا چکا تھا جو عکا سے تین فرسخ دور ہے،اس کے بعد سلطان نے بھی نئے سرے سے جنگ کی صفیں سیدھی کیں۔

سلطانی انتظام:......سلطان کے تینوں بیٹے یعنی الافضل علی،الظاہر غازی اور الظاہر خضر کلب لشکر میں،جب کہ اس کا بھائی ملک عادل اپنی اور مصری فوج کے ساتھ میمنہ میں اور سنجار کا حکمران عمادالدین،حماۃ کا حکمران تقی الدین اور الجزیرہ کا حکمران ابن عمر معزالدین سنجر شاہ میسرہ میں تھے،جب کہ سلطان خود ایک چھوٹے سے خیمہ میں اونچے ٹیلے پر اپنی فوج کی نگرانی کر رہا تھا۔

انگریزوں نے وہاں پہنچ کر مسلمانوں کی بڑی تعداد دیکھ کر خندقیں چھوڑنے پر اظہار ندامت کیا۔لہٰذا رات وہیں گزار کر صبح خیموں کی طرف واپس چلے گئے مسلمانوں کے ہراول دستے نے ان کا تعاقب کر کے انہیں اپنے خندقوں میں محصور رہنے پر مجبور کر دیا۔

آخر کار ۲۳رشوال کو مسلمانوں نے اپنے لشکر کے ایک حصے کو کمین گاہوں میں چھپا دیا اور خود عیسائیوں پر حملہ آور ہوئے،عیسائی چار سو سپاہی لے کر مقابلہ کے لئے آئے،مسلمان پسپا ہوئے،انگریز جوش میں آگے بڑھے یہاں تک کہ مسلمانوں کی کمین گاہیں آ گئیں اچانک مسلمانوں کا لشکر نکل آیا اور ان کا صفایا شروع کر دیا،اس کے بعد ان میں سے ایک بھی جان بر نہیں ہو سکا۔

خوراک کی کمی:......انگریزوں کے پاس خوراک بہت کم رہ گئی تھی لہٰذا مہنگائی بھی بڑھ گئی تھی لہٰذا صور کی کرنسی کے لحاظ سے غلہ کی ایک بوری کی قیمت سو دینار تک ہو گئی تھی اور یہ بھی دور دور سے حاصل کیا جاتا تھا،مثلاً بیروت سے اس کے حکمران اسامہ کے ذریعے،صیدا سے اس کے نائب حکمران سیف الدین علی بن احمد المشطوب کے ذریعے فراہم کیا جاتا تھا،اس کے علاوہ عسقلان وغیرہ بھی اس کے مراکز تھے لیکن سردیوں کے موسم اور سمندری طوفان کی وجہ سے جہازوں کی آمد ورفت رک گئی لہٰذا انگریزوں کی حالت اور خراب ہو گئی،آخر سردیوں میں عیسائیوں نے حسب معمول اپنے جہاز صور ہی میں کھڑے کر دیئے اور پھر عکا کا سمندری راستہ سامنے آ گیا۔

لشکروں کی تبدیلی:......اہل عکا نے صورت حال کی اطلاع سلطان کو دی،وہاں موجود امیر حسام الدین ابوالہیجاء السمین بھی جنگوں سے تنگ آ چکا تھا،لہٰذا سلطان نے وہاں دوسرے امیر کو بھیجا اور اس لشکر کی جگہ دوسرا تازہ دم لشکر بھیجا اور اپنے بھائی ملک عادل کو انتظام سنبھالنے کا کہا لہٰذا وہ سمندر میں کوہ حیفا چلا گیا،وہاں کشتیوں اور جہازوں کو جمع کر کے تھوڑا تھوڑا کر کے ایک دستے کے بدلے دوسرا دستہ بھیجتا رہا،یوں ساٹھ کے بجائے صرف بیس افسران وہاں پہنچے،چونکہ وہ اپنے گھر بار پیچھے چھوڑ گئے تھے۔لہٰذا سلطان کے عیسائی ملازموں کو ان کی دیکھ بھال اور اخراجات کی فراہمی کا حکم ہوا اور یوں فوج کی بڑی تعداد عکا جا پہنچی۔

زین الدین کی وفات:......سردیوں کے بعد انگریز جہاز واپس چلے گئے،لیکن بہر حال عیسائیوں کی طاقت ختم ہو چکی تھی اس لئے وہ عکا کے حالات سے بے خبر تھے جب کہ عکا پہنچنے والے مسلمان حکمرانوں میں (۱) سیف الدین علی بن احمد المشطوب (۲) قبیلہ اسدیہ کے سردار عزالعدن ارسلان (۳) ابن جادلی وغیرہ شامل تھے،یہ حکمران ۵۸۷ھ کے شروع میں عکا پہنچے۔

اربل کے حکمران زین الدین یوسف بن زین الدین نے چونکہ سلطان صلاح الدین کی اطاعت قبول کر لی تھی لہٰذا وہ عکا کی جنگ میں بھی شریک ہوا تھا،اسی دوران یہ بیمار ہو گیا اور آخر کار ۱۸ر رمضان میں اس کی وفات ہو گئی اس کا بھائی مظفر الدین کو کبری،روہا اور حران کا حکمران تھا،زین الدین کی وفات کے بعد اس کے کسی سردار نے اربل وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور سلطان سے درخواست کی کہ اگر اسے باقاعدہ اربل کا حکمران تسلیم کر لیا جائے تو وہ رہا اور حران سے دست بردار ہو جائیگا۔لہٰذا سلطان نے اس کو نہ صرف اربل کا علاقہ دیدیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ پورا شہر زور اور دار بند اسرائیلی

(جسے قفچاق بھی کہتے ہیں) بھی اس کو دیدیئے۔

اہل اربل کی خط و کتابت:......اہل اربل چونکہ سلطان سے خوفزدہ تھے، لہٰذا انہوں نے موصل کے حکمران مجاہد الدین سے خط و کتابت کی جسے عزالدین ایک مرتبہ قید کر کے رہا کر چکا تھا، اس نے مجاہد الدین کے پاس اپنا ایک جاسوس بھی بٹھا رکھا تھا جو نہ صرف مجاہد کی نگرانی کرتا تھا بلکہ اکثر اس کی مخالفت بھی کیا کرتا تھا، لہٰذا اس کی مخالفت کی ڈر سے مجاہد الدین نے کوئی دخل اندازی نہ کی اور زین الدین کا بھائی مظفر الدین اربل حکمران بن گیا اور اس کی حکومت پختہ ہوگئی۔

تقی الدین کی حکومت:......رہا اور حران سے مظفر الدین کی دست بردار ہونے کے بعد سلطان نے ان علاقوں کا حکمران اپنے بھتیجے تقی الدین عمر کو بنادیا، یہ پہلے ہی دیار بکر میں میافارقین، حماۃ اور اس طرف کے شامی علاقوں کا حکمران تھا، لہٰذا اس نے سلطان کی ہدایت کے مطابق ان میں سے کچھ علاقے اپنی فوج کو جاگیر کے طور پر دیدیئے تاکہ عیسائیوں سے جنگ کے دوران مدد مل سکے۔

یہاں پہنچتے ہی تقی الدین نے یہاں کے انتظامات ٹھیک کیئے اور میافارقین چلا گیا، آس پاس کے شہروں کو فتح کرنے کی خواہش میں دیار بکر کے ایک حال نامی شہر پر حملہ کیا، خلاط کے حکمران سیف الدین بکتمر اپنی فوج لے کر اس کے مقابلہ میں آیا لیکن اس کو شکست ہوگئی اور تقی الدین نے اس کے شہروں کو تباہ و برباد کر دیا۔

محاصرے میں ناکامی:......پھر سیف الدین بکتمر نے سلطان شاکرین کے وزیر مجد الدین بن رستق کو گرفتار کر لیا اور ایک قلعہ میں قید کر دیا جنگ میں شکست ہوتے ہی اس نے قلعہ کے نگران کو خط لکھا کہ وزیر کو قتل کر دے، لیکن نگران کو خط اس وقت ملا جب تقی الدین قلعہ کا محاصرہ کر چکا تھا، لہٰذا قلعہ فتح کرتے ہی تقی الدین نے ابن رستق کو رہا کر دیا، رہا ہوتے ہی ابن رستق نے خلاط پہنچ کر محاصرہ کر لیا یہاں سے ناکامی کے بعد ملاز گرد جا کر محاصرہ کر لیا، چونکہ محاصرہ بہت سخت تھا لہٰذا اہل ملاز گرد نے ہتھیار ڈالنے کے لئے ایک وقت مقرر کیا، اس دوران ابن رستق بیمار ہوگیا اور شہر پر قبضہ کا وقت آنے سے دو دن پہلے اس کا انتقال ہوگیا، اس کا بیٹا اسے میافارقین لے آیا اور یہاں اس کی تدفین ہوئی جب کہ خلاط میں بکتمر کی حکومت مضبوط ہوگئی۔

عیسائیوں کی کمک:......انہی دنوں عکا کا محاصرہ کرنے والے عیسائیوں کو کمک ملنا شروع ہوگئی تھی، لہٰذا مدد لے کر سب سے پہلے فرانس کا بادشاہ پہنچا، یہ بہت مشہور اور طاقتور بادشاہ تھا بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ عیسائیوں کا اصل بادشاہ یہی تھا تو غلط نہ ہوگا، یہ ۱۲ ربیع الاول ۵۸۷ھ میں عیسائی سپاہیوں اور ہتھیاروں سے بھرے ہوئے چھ بڑے بحری جہاز لے کر پہنچا تھا اس نے آتے ہی جنگ کی قیادت کو سنبھال لیا، لہٰذا عیسائی نئے سرے سے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے تیار ہوگئے۔

بحری حملہ کی تیاری:......سلطان ان حالات سے غافل نہ تھا، اور اس وقت انگریزوں کے خیموں کے قریب معمر عمر نامی جگہ پر موجود تھا، اور صبح سویرے جنگ کرنے کے خلاف تھا بہر حال عیسائیوں کے بیڑوں کو مصروف رکھنے کے لئے سلطان نے بیروت میں موجود اسامہ کو لکھا کہ وہاں سے اپنا بحری بیڑہ روانہ کرے، لہٰذا اس نے وہاں سے اپنے جہاز بھیجے، راستے میں ان کو انگلستان کے بادشاہ کے پانچ جہاز ملے جو قبرص (SYPRUS) قبضہ کرنے کے لئے اس جزیرہ پر موجود تھا، مسلمان بحری فوج نے ان پانچوں جہازوں پر مال و اسباب سمیت قبضہ کر لیا، اس کے علاوہ دوسرے بادشاہوں کو بھی سلطان نے اسی قسم کی ہدایات دیں لہٰذا عکا کی بندرگاہ مسلمانوں کے بحری اور جنگی جہازوں سے بھر گئی۔

عکا پر حملہ:......عیسائیوں نے عکا پر حملے شروع کر دیئے تھے اس کے علاوہ ۴ رجمادی الاولی کو انہوں نے منجنیقیں اور قلعہ شکن آلات بھی نصب کر دیئے، چونکہ سلطان ان سے جنگ کرنے کیلئے ان کے بہت قریب ہوگیا تھا، لہٰذا اہل شہر پر ان کا دباؤ کچھ کم ہوگیا، لیکن اسی دوران انگلستان کے بادشاہ نے نہ صرف قبرص کو فتح کر لیا بلکہ وہاں کے حکمران کو بھی معزول کر دیا اور وہاں سے مال و اسباب اور سپاہیوں سے بھرے ہوئے پچیس جہاز لے کر ۱۵ رجب کو انگریزوں کی مدد کو آ پہنچا راستے میں آتے ہوئے ان کو مسلمانوں کا ایک جہاز ملا، مسلمان سپاہیوں نے انگریزوں سے جنگ کی، لیکن

کامیابی کی کوئی صورت نہ دیکھ کر جہاز کے کپتان نے جہاز کو آگ لگادی تا کہ انگریز ان کے جہاز اور مال واسباب پر قبضہ نہ کرسکیں لہذا یہ جہاز جل کر تباہ ہو گیا اور ڈوب گیا۔

دوسری طرف انگریزوں نے منجنیقوں وغیرہ کے ساتھ عکا پر حملہ کیا، ان کے بعض آلات تو مسلمانوں نے جلا دیئے اور بعض اپنے ساتھ لے آئے، انگریز واپس بھاگ گئے تا کہ وہاں پہنچ کر مٹی کے ٹیلے بنائیں اور منجنیقوں سے حملے کریں، اسمیں انہیں کامیابی ہوئی جس کی وجہ سے اہل عکا سخت خطرہ میں گھر گئے۔

اہل عکا کی شکست:......ادھر اہل عکا ویسے ہی محاصروں سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ لہذا وہاں کے امیر سیف الدین علی بن احمد الہکاری المشطوب فرانس کے بادشاہ کے پاس گیا اور اہل عکا کے لئے پناہ طلب کی لیکن اس نے انکار کر دیا، ادھر عز الدین ارسل الاسدی، ابن عز الدین جاولی، اور سنقر ار جانی بھی اپنی اپنی فوج لے کر واپس چلے گئے لہذا اہل عکا کے حوصلے بالکل پست ہو گئے۔

دوسری طرف انگریزوں نے صلاح الدین سے کہا کہ شہر ان کے حوالے کر دیا جائے چنانچہ سلطان صلاح الدین (۱) تمام اہل عکا کو امن دینے، (۲) ان کی تعداد کے برابر قیدیوں کو رہا کرنے (۳) بیت المقدس سے چھینی ہوئی ان کی صلیب واپس کرنے کی شرط پر شہر انگریزوں کے حوالے کرنے پر تیار ہو گیا، لیکن انگریزوں نے یہ شرائط قبول نہ کیں چنانچہ سلطان صلاح الدین نے عکا کے رہنے والے مسلمانوں کو ہدایات دیں کہ سب لوگ جمع ہو کر شہر خالی کریں اور ان کے پیچھے سے نکلیں تا کہ دشمن سے محفوظ رہ سکیں۔

عکا پر عیسائیوں کا قبضہ:......اگلے دن صبح کے وقت انگریزوں نے عکا پر حملہ کر دیا، مسلمانوں نے امن کے سفید جھنڈے لہرائے، عکا کے امیر المشطوب نے ان کو پیغام بھجوایا کہ وہ نہ صرف ان کے پانچ سو قیدی رہا کریگا بلکہ ان کو دولاکھ دینار بھی دیگا، اس کے علاوہ ان کی صلیب بھی واپس کی جا ئیگی اور صور کے حکمران کو چودہ ہزار دینار بھی ادا کریگا، انگریزوں نے دو مہینے کی مدت مقرر کر کے یہ شرائط منظور کر لیں، لہذا مسلمانوں نے شہر ان کے حوالے کر دیا، لیکن انگریزوں نے غداری کی اور انہیں مال ودولت، صلیب اور قیدیوں کے عوض گرفتار کر لیا۔

چونکہ سلطان صلاح الدین خزانے کو رفاہ عامہ اور فلاح و بہبود کے کاموں میں کثرت سے خرچ کیا کرتا تھا لہذا اس وقت خزانے میں اتنی رقم نہ تھی کہ انگریزوں کو جنگ کا تاوان ادا کیا جا سکے، چنانچہ اس نے ایک لاکھ دینار ادا کر کے اپنے نائب حکمران کو بھیجا تا کہ عیسائیوں کی فداویہ جماعت وعدہ شکنی اور غداری نہ ہونے کی ضمانت دے لیکن انگریزوں کے بادشاہ نے کہا کہ جب تم مال ودولت، قیدی اور صلیب ہمارے حوالے کرو گے اور ہمارے یرغمالی بھی دیدو گے تو ہم تمہارے قیدیوں کو رہا کر دیں گے۔

عیسائیوں کی وعدہ شکنی:......ادھر سلطان صلاح الدین فداویہ جماعت سے ان کے یرغمالیوں کے بارے میں ضمانت اور حلف اٹھوانے کا خواہشمند تھا لیکن وہ نہ مانے اور قیدیوں، صلیب اور ایک لاکھ دینار کے بدلے اپنے من مانے قیدی چھوڑنے کا کہتے رہے سلطان سمجھ گیا کہ یہ وعدہ شکنی کے درپے ہیں اور اس صورت میں یہ معمولی اور ناکارہ لوگوں کو رہا کریں گے، جب کہ افسروں اور سرداروں کی رہائی مشکل ہے، ان کے بدلے بھاری رقم کا مطالبہ کریں گے، لہذا سلطان ان کے مطالبات کے جواب میں خاموش رہا۔

قیدیوں کا قتل:......رجب کے آخر میں انگریز جشن منانے کے لئے باہر نکلے مسلمانوں نے ان پر حملہ کرنا چاہا، لہذا جب مسلمان میدان جنگ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ عیسائیوں نے قیدیوں میں سے تمام اعوام اور معمولی افراد کو قتل کر دیا ہے اور بھاری رقم کی امید میں سرداروں اور افسروں کو بدستور قید میں رکھا ہوا ہے اس صورت حال سے آگاہ ہو کر سلطان سخت پریشان ہوا لہذا اس مرتبہ سلطان کو وہ خزانہ بھی نکالنا پڑا جو عوام کی فلاح و بہبود کے لئے محفوظ رکھا تھا۔

عسقلان روانگی:......عکا پر قبضے کے بعد صور کا حکمران مارکویس انگلستان کے بادشاہ سے خوف زدہ ہو گیا، اور غداری کے ڈر سے صور واپس چلا گیا جب کہ عیسائی شعبان کے شروع میں عسقلان پر حملہ کے لئے روانہ ہوئے اور ساحل کے ساتھ ساتھ چلتے رہے، یہ راستہ انہوں نے نہ چھوڑا۔

ادھر سلطان صلاح الدین نے اپنے بیٹے افضل ،سیف الدین ابوزکوش اور عزالدین خرد یک کولشکر دے کر عیسائیوں کے تعاقب میں بھیجا۔ مسلمان دستہ وقفہ وقفہ سے ان پر حملہ کرتا رہا اور ان کو گرفتار یا قتل کر دیتا، اسی دوران افضل نے اپنے باپ سلطان صلاح الدین سے مدد مانگی لیکن فوج اس پر تیار نہ تھی۔

جھڑپیں:......عیسائیوں کے اس لشکر نے یافا پہنچ کر پڑاؤ ڈالا، اس کے ساتھ انگلستان کا بادشاہ بھی تھا، یہاں ان کی مدد کے لئے عکا سے فوج آ پہنچی جب کہ اسلامی لشکر بھی ان کے سامنے تھا پھر عیسائی لشکر نے قیساریہ کی طرف کوچ کیا، اسلامی لشکر بدستور پیچھے پیچھے تھا اور موقع ملتے ہی حملہ کرتا اور انہیں نقصان پہنچاتا تاتھارات کے وقت مسلمانوں نے ان پر شب خون مارا اور بہت سوں کو گرفتار کیا اور قتل کر دیا۔

اسلامی لشکر کی شکست اور دوبارہ حملہ:......اگلے دن عیسائی لشکر ارسوف پہنچا، یہاں راستہ تنگ تھا اس لئے اسلامی لشکر ان سے پہلے پہنچ گیا اور عیسائیوں پر حملہ کر کے انہیں سمندر کی طرف بھگا دیا، لیکن پھر عیسائیوں نے پلٹ کر زبردست حملہ کیا مسلمانوں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں کا دستہ لشکر کے قلب کی طرف بھاگ کھڑا ہوا جہاں سلطان خود بھی موجود تھا۔ اس کے بعد عیسائی لشکر یافا پہنچا اور اسے خالی پا کر اس پر قبضہ کر لیا، جب کہ سلطان اپنا ساز وسامان لے کر رملہ پہنچا اور وہاں سے عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے عسقلان جانا چاہا لیکن اراکین نے مخالفت کی اور کہا کہ انگریز وہاں بھی سخت مقابلہ کر کے ہم پر غلبہ نہ حاصل کر لیں اور عسقلان کے اسلحہ اور خوراک کے ذخائر کی وجہ سے مزید طاقتور نہ ہو جائیں۔ لیکن پھر بھی سلطان نے فوج کو عسقلان کی حفاظت کا حکم دیا لیکن فوج نہ مانی، چنانچہ سلطان نے فوج کو اپنے بھائی ملک عادل کی ماتحتی میں چھوڑا اور خود عسقلان کی حفاظت کے لئے روانہ ہوا، وہاں سلطان ۱۹ رشعبان کو پہنچا اور پہنچتے ہی شہر کو تباہ و برباد کر دیا اور فصیلوں کے پتھر سمندر میں پھنکوا دیئے، شہر کے ساتھ ساتھ بے انتہا مال واسباب بھی تباہ ہو گیا، جب عیسائیوں کو عسقلان کی تباہی کا علم ہوا تو انہوں نے عسقلان کا ارادہ ملتوی کر دیا اور یافا ہی میں ٹھہرے رہے۔ جب کہ صور کے حکمران مارکویس نے بذریعہ خط انگلستان کے بادشاہ کو برا بھلا کہا کہ اگر انگلستان کا بادشاہ پہلے ہی سلطان صلاح الدین سے جنگ کر لیتا تو عسقلان کی تباہی کی نوبت نہیں آتی۔

بیت المقدس کی حفاظت:......عسقلان سے فارغ ہو کر سلطان بیت المقدس کی حفاظت کے لئے روانہ ہوا تا کہ وہاں ایسے انتظامات کئے جا سکیں کہ وہ محاصرے کے لئے تیار ہو جائے، جب کہ اپنی فوجوں کو آرام کے غرض سے اپنے وطن واپسی کی اجازت بھی سلطان نے دیدی تھی۔ پھر ۸/ رمضان کو وہ واپس میدان جنگ کی طرف چلا گیا، جب کہ انگریزوں نے یافا میں تعمیرات شروع کر دیں، یہ صورت حال دیکھ کر سلطان نظرون چلا گیا اور ۱۵ ررمضان المبارک کو وہاں جا پہنچا۔

عیسائیوں کے ساتھ رشتہ داری:......اسی دوران ملک عادل اور انگلستان کے بادشاہ کے درمیان سفیروں کی آمد و رفت شروع ہو گئی، انگلستان کا بادشاہ یہ چاہتا تھا کہ اگر عیسائیوں کی فدا و یہ جماعت راضی ہو جائے تو ملک عادل کی شادی اپنی بہن کے ساتھ کر دے اس صورت میں مسلمانوں کے ساحلی شہروں اور بیت المقدس پر ملک عادل کی جب کہ عکا اور عیسائیوں کے ساحلی شہروں پر عیسائیوں اور اس کی بہن کی حکومت سمندر کے پار تک ہوگی سلطان صلاح الدین اس پر راضی ہو گیا لیکن عیسائیوں کے پادریوں نے اس تجویز پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور انگلستان کے بادشاہ کی بہن کو اس عمل سے روک دیا، چنانچہ یہ رشتہ داری قائم نہ ہو سکی، جو کہ دراصل انگلستانی بادشاہ کا ایک دھوکہ تھا۔

بیت المقدس کی طرف روانگی:......پھر ۳ رذی القعدہ کو انگریز بیت المقدس پر حملہ کرنے کے لئے یافا سے رملہ پہنچے، سلطان نے مصری فوجوں کو ابوالہیجا کی نگرانی میں چھوڑا جس سے مسلمانوں کو بہت فائدہ ہوا، اور خود سلطان بیت المقدس چلا گیا، انگریز ۳ رذی الحجہ کو رملہ سے نظرون آ پہنچے، لہذا یہاں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان جھڑپیں شروع ہو گئیں، ایک جھڑپ میں مسلمانوں نے انگریزوں کے پچاس سے زیادہ فوجی گرفتار کر لئے تھے۔

دوسری طرف سلطان نے بیت المقدس پہنچتے ہی فصیل کی تعمیر کروائی اور ٹوٹی ہوئی فصیل کی مرمت کروائی، اور خصوصاً اس جگہ کو اور مضبوط کروایا جہاں سے خود اس نے بیت المقدس کو فتح کیا تھا فصیلوں کے رخنے بند کروائے اور فصیلوں کے باہر خندقیں بھی کھدوائی۔ سلطان کو اس کام کی اتنی فکر تھی

کہ یہ کام اس نے اپنی اولاد اور دوستوں تک میں تقسیم کیے جب فصیلوں کے لئے پتھروں کی کمی ہوئی تو سلطان خود گھوڑے پر جاتا اور پتھر اکٹھا کرتا اس کی دیکھا دیکھی باقی لشکر بھی اس کام میں مصروف رہا۔

برطانوی بادشاہ کا فیصلہ:......عیسائی فوجیں نظروں میں تھیں اور چونکہ مسلمانوں نے ان کی رسد وغیرہ روک رکھی تھی اس لئے عیسائی فوجیں بہت پریشان تھیں کیونکہ یہاں رملہ کی طرح رسد و کمک وغیرہ نہیں پہنچ رہی تھی، اسی دوران انگلستان کے بادشاہ نے بیت المقدس کا نقشہ منگوایا اور غور و فکر کرنا شروع کر دیا، نقشہ دیکھ کر اسے علم ہوا کہ بیت المقدس چاروں طرف سے پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے اور صرف شمالی سمت سے جانا ممکن ہے اور یہ راستہ بھی بہت گہرا ہے، لہٰذا انگلستان کے بادشاہ نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ اس شہر کا محاصرہ ناممکن ہے کیونکہ ہم ایک طرف سے محاصرہ کریں گے تو باقی اطراف سے محاصرہ نہ ہو سکے گا اور اگر دو طرف سے محاصرہ کریں گے تو مسلمان حملہ کر کے ہمارے ایک طرف کے لشکر کو تباہ کر دیں گے اور دوسری طرف کا لشکر اپنے محاذ کی تباہی کے خطرے کے پیش نظر دوسری طرف کے لشکر کی مدد کے لئے نہیں پہنچ سکے گا، اور اگر اپنے محاذ پر حفاظتی لشکر چھوڑ کر خود مدد کو جائیں گے تو فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے دوسرے لشکر کی تباہی سے پہلے پہنچ نہ سکیں گے، اس کے علاوہ سامان، رسد، کمک اور خوراک کی ویسے ہی بہت قلت ہے۔

عیسائی فوج نے اس کی تائید کی، لہٰذا عیسائی لشکر رملہ واپس آ گیا اور وہاں سے پھر محرم ۵۸۵ھ میں عسقلان جا کر وہاں نئی تعمیر شروع کر دی جب کہ انگلستان کا بادشاہ اسلامی چوکیوں پر حملہ کرنے لگا، سلطان بھی بیت المقدس سے مختلف دستے بھیجتا، یہ دستے عیسائیوں پر حملہ آور ہوتے ان کی رسد و کمک کو روکتے اور ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیتے

مارکوئیس کا قتل:......اس کے بعد سلطان صلاح الدین نے عیسائی بادشاہوں کو قتل کروانے کے لئے اسماعیلیوں کے سردار سنان سے رابطہ کیا اور دس ہزار دینار کی پیش کش کی، لیکن چونکہ اسماعیلی کو یہ خطرہ تھا کہ سلطان ان کے خاتمے کے بعد اسماعیلیوں کی طرف متوجہ نہ ہو جائے، لہٰذا انہوں نے انگلستان کے بادشاہ کو قتل کرنے سے انکار کر دیا، البتہ مارکوئیس کو قتل کرنے کی حامی بھری اور دو آدمی راہبوں کے بھیس میں صور پہنچے یہ لوگ رملہ اور صیدا کے حکمران ابن بارزان سے بھی ملے اور چھ مہینے تک صور میں رہے، یہاں تک کہ مارکوئیس ان سے مانوس ہو گیا، ایک صور کے بشپ نے مارکوئیس کو بلایا تو انہوں نے مارکوئیس پر حملہ کر دیا اور اسے شدید زخمی کر دیا، جب کہ دونوں میں سے ایک آدمی چرچ میں جا چھپا، اتفاق سے مارکوئیس کو زخمی حالت میں اسی چرچ میں لے جایا گیا۔ لہٰذا اس اسماعیلی نے موقع ملتے ہی کام تمام کر دیا جب کہ صور میں یہ مشہور ہو گیا کہ اس کو انگلستان کے بادشاہ نے اس لئے قتل کروایا ہے کیونکہ وہ شام پر تنہا حکومت کرنے کا خواہشمند ہے۔

کندھری کی حکومت:......مارکوئیس کے بعد سمندر کی طرف سے آئے ہوئے عیسائیوں میں سے ایک شخص کندھری صور کا بادشاہ بن گیا یہ شخص فرانسیسی بادشاہ کا بھانجا اور برطانوی بادشاہ کا بھتیجا تھا، لہٰذا اس نے اسی رات عیسائی ملکہ سے نکاح بھی کیا اور رخصتی بھی کروالی، اور برطانوی بادشاہ کے جاتے ہی عکا اور آس پاس کے علاقوں کا حکمران بن گیا اور یہ حاکم ۵۹۴ھ میں چھت سے گر کر مرا۔

سلطانی خلعت:......انگلستان کے بادشاہ کے جاتے ہی کندھری نے سلطان کے پاس صلح کا پیغام بھیجا تھا اور حکومت کی سند اور خلعت بھی مانگی تھی لہٰذا سلطان نے اس کی درخواست بخوشی قبول کی اور اس کو خلعت بھیج دی جسے اس نے عکا میں پہنا۔

تقی الدین کی وفات:......بیت المقدس آتے ہی سلطان کو اپنے بھتیجے تقی الدین عمر کی وفات کی اطلاع ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے مقبوضہ علاقوں حران، رہا، دمیاط، میافارقین اور ارزجان کا حکمران اس کا بیٹا ناصر الدین بن گیا۔

افضل کی حکومت:......ناصر الدین نے اپنے باپ کے مقبوضہ علاقوں پر برقرار رہنے اور مزید علاقوں پر حکومت کرنے کی درخواست سلطان کی خدمت میں پیش کی لیکن اس کی کم عمری کی وجہ سے سلطان نے اس کی درخواست منظور نہ کی، اسی دوران سلطان کے بیٹے افضل نے ناصر الدین کے

مقبوضہ علاقوں پر حکومت کی درخواست دی، اور دمشق سے دست برداری کا اظہار کیا چنانچہ سلطان نے اس کی درخواست منظور کر لی۔

عادل کی دخل اندازی:......اس کے بعد سلطان نے مشرقی علاقوں کے حکمرانوں سے جو موصل، سنجار، الجزیرہ اور اربل میں تھے، خط و کتابت شروع کر دی اور خود بھی لشکر لے کر روانہ ہوا، چونکہ ناصر الدین جانتا تھا کہ وہ سلطان سے مقابلہ نہیں کر سکتا لہٰذا اس نے ملک عادل سے درخواست کی کہ سلطان سے کہہ کر اسے شام کی صرف ان علاقوں کی حکومت دی جائے جو اس کے باپ کے قبضے میں تھی اور وہ الجزیرہ کے علاقوں سے دست بردار ہوا چاہتا ہے، چنانچہ سلطان نے الجزیرہ کے علاقے اپنے بھائی العادل کے حوالے کر دیئے اور اسے کہا کہ افضل کو واپس بھیج دے۔ لہٰذا ملک عادل الجزیرہ کے علاقوں کی طرف چلا گیا، جاتے ہوئے حلب میں افضل سے ملا اور ان کو واپس بھیج دیا اور خود دریائے فرات عبور کر کے ناصر الدین کے چھوڑے ہوئے علاقوں پر قبضہ کر لیا، اور وہاں اپنے گورنر مقرر کیئے اور ناصر الدین اور اس کی فوج کو سلطان کے پاس بیت المقدس بھیج دیا۔

عیسائیوں کی پیش قدمی:......انگریز کو جیسے ہی اس بات کا علم ہوا کہ سلطان نے ساری فوج اپنے بھائی اور بیٹے کے درمیان تقسیم کر دی ہے اور اس کے پاس بیت المقدس میں صرف اس کا خصوصی دستہ ہے تو انہوں نے بیت المقدس پر حملہ کا ارادہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے سلطان کے پاس جانے والے مصری لشکر پر حملہ کر دیا، اس لشکر کا سردار ملک عادل کا ماں شریک بھائی سلیمان تھا، عیسائیوں نے قتل عام شروع کر دیا، بڑی مشکل سے اس فوج نے الخلیل کے پہاڑوں میں پہنچ کر جان بچائی۔

بیت المقدس پر حملہ:......پھر یہ فوج داروم نامی علاقہ پر پہنچی اور اسے تباہ و برباد کر دیا، اس کے بعد ۹ر جمادی الاولیٰ ۵۸۸ھ کو بیت المقدس سے دو فرسخ کے فاصلے پر موجود علاقہ بیت موجہ جا پہنچی، سلطان ان سے غافل نہ تھا چنانچہ اس نے فوراً شہر کے مختلف برجوں کو مختلف سرداروں کے حوالے کر دیا دستے تعینات کر دیئے، ادھر انگریز یہ دیکھ کر کہ بیت المقدس پر قبضہ ناممکن ہے واپس یافا پہنچے، ان کا تمام ساز و سامان اور خوراک پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا، دوسری طرف عیسائیوں کو ملک عادل اور افضل کے ماتحت فوجوں کی دمشق آمد کی اطلاع ملی تو عیسائی لشکر عکا آ گیا، یہاں سے انہوں نے بیروت کا محاصرہ کرنے کی کوشش کی، لیکن سلطان نے فوراً افضل کو حکم دیا کہ مشرقی فوجوں کو لے کر پہنچے۔ لہٰذا وہ اپنا لشکر لے کر مرج العیون نامی جگہ جا پہنچا، اور عیسائی فوجیں عکا سے بھی باہر نہ آسکیں۔

یافا کی فتح:......اتنے میں حلب کی فوج بھی سلطان کے پاس پہنچ گئی چنانچہ سلطان نے یافا پر حملہ کر دیا اور محاصرے کے بعد ۱۰ر محرم کو یافا فتح ہو گیا، اس کے بعد قلعہ کا محاصرہ کیا گیا، اہل قلعہ نے عکا سے مدد کی امید میں ایک دن کی مہلت مانگی جو انہیں مل گئی، لیکن اگلے دن انگلستان کا بادشاہ عکا سے مدد لے کر آ گیا اور جنگ کے لئے بڑھا لیکن مسلمانوں کو میدان جنگ میں نہ پا کر کھانا کھانے بیٹھ گیا اسی وقت سلطان نے حملے کا حکم دیا، لیکن احمد المشطوب کے بھائی الجناح نے سلطان سے کہا کہ ہم آگے بڑھ کر جنگ کر رہے ہوتے ہیں اور آپ کے غلام پیچھے سے سارا مال سمیٹ لیتے ہیں، یہ سن کر سلطان ناراض ہو گیا، اور میدان جنگ سے اپنے خیمے میں چلا گیا، اور افضل اور ملک عادل کے آتے ہی رملہ اور جنگ کے نتیجہ کا انتظار کرتا رہا جب کہ عیسائی لشکر یافا کے قریب تھے۔

صلح کی درخواست:......چونکہ برطانوی بادشاہ کافی طویل عرصے سے اپنے ملک سے دور تھا اور پھر وہ ان ساحلی شہروں پر حکومت سے بھی مایوس ہو گیا تھا جن پر مسلمانوں کا قبضہ تھا لہٰذا اس نے سلطان سے صلح کی درخواست کی، سلطان نے اس کو برطانوی بادشاہ کا دھوکہ سمجھ کر خاموش رہا اور کوئی جواب نہ دیا، لیکن دوسری مرتبہ برطانوی بادشاہ نے بہت منت سماجت کی اور اپنی سچائی کے ثبوت میں عسقلان، غزہ، داروم، اور رملہ میں اپنی تعمیرات بھی رکوا دیں اور سلطان کے بھائی ملک عادل کو اپنا سفارشی بنا دیا۔

ملک عادل اور دیگر اراکین کی سفارش:......لہٰذا ملک عادل نے برطانوی بادشاہ کی سفارش کی اور کہا کہ اس وقت صلح کرنا بہتر ہے، کیونکہ ہماری فوج بھی مسلسل جنگ سے تنگ آ چکی ہے اور تمام اخراجات، جانور، اسلحہ، ساز و سامان وغیرہ ختم ہوتے جا رہے ہیں اور اس کے علاوہ برطانوی بادشاہ بھی واپس اپنے ملک واپس جا رہا ہے۔ اگر سردیوں سے پہلے صلح نہ ہوئی تو سمندری سفر ناممکن ہو جائیگا اور اسے ایک سال مزید یہاں گذارنا پڑیگا

،سلطان کے اراکین حکومت نے بھی اس کی تائید کی۔

صلح:...... چنانچہ سلطان نے سفارش منظور کرلی اور ۲۰ رشعبان ۵۸۸ھ میں ۴۴ مہینوں کے لئے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہوا، دونوں طرف سے حلف اٹھایا گیا اور صلح ہوگئی اس کے بعد سلطان نے عیسائیوں کو بیت المقدس کی زیارت کی اجازت دے دی، جب کہ برطانوی بادشاہ بذریعہ بحری جہاز اپنے ملک واپس چلا گیا جب کہ وہاں موجود ساحلی عیسائیوں کا بادشاہ کندھری بن گیا اور ملکہ سے شادی کرلی، سلطان نے بھی اس کی حکومت کو تسلیم کرلیا، جیسا کہ ہم پہلے تحریر کرچکے ہیں۔

نئی تعمیر:......ان معاملات سے فارغ ہوکر سلطان بیت المقدس پہنچا اور یہاں کی تعمیر وترقی میں مصروف ہوگیا، شہر کی فصیلوں کو درست کروایا، فصیلوں سے باہر موجود صیہون کے چرچ کو بھی شہر میں شامل کرلیا، مدرسے، ہسپتال اور مسافر خانے بنوائے اور ان کی آمدنی اور اخراجات کے لئے اوقاف مقرر کئے۔

اس کے بعد سلطان نے حج کا ارادہ کیا لیکن مصروفیت کی وجہ سے ایسا نہ کرسکا۔ لہٰذا ۵ رشوال کو دمشق کی طرف روانہ ہوا، وہاں نورالدین کے آزاد کردہ غلام خردیک کو اپنا نائب مقرر کیا اور اس کے بعد نابلس، طبریہ اور صغد سے ہوتا ہوا بیروت جا پہنچا یہاں اس کے پاس انطاکیہ کے حکمران اسمند آیا اور اطاعت کا اظہار کیا، پھر ۲۵ رشوال کو سلطان دمشق جا پہنچا، دمشق پہنچتے ہی مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

بھائی اور بیٹے سے مشورہ:......عیسائیوں کے ساتھ چونکہ جنگ بندی کا معاہدہ ہو چکا تھا اور ان کے حوصلے ویسے بھی پست ہو چکے تھے۔ لہٰذا سلطان نے دمشق پہنچ کر کچھ عرصہ آرام کیا اور اپنے بھائی عادل اور بیٹے افضل سے دوبارہ مشوروں میں مصروف ہوگیا عادل سے چونکہ سلطان وعدہ کر چکا تھا کہ خلاط فتح ہوتے ہی اس کے حوالے کردیگا۔ لہٰذا ملک عادل نے خلاط کے فتح کا مشورہ دیا، جب کہ افضل نے یہ مشورہ دیا کہ چونکہ رومی علاقوں پر حملہ آسان ہے اور پھر انگریز فوج جب بھی حملہ کرتی ہے تو اسی راستے سے آتی ہے لہٰذا پہلے قلیچ ارسلان کے رومی علاقوں کو فتح کرنا چاہئیے۔

سلطان کا فیصلہ:......دونوں کے مشورے سن کر سلطان نے ملک عادل سے کہا کہ تم میرے بیٹوں اور لشکر کو لے کر خلاط کی طرف روانہ ہو جاؤ جب کہ میں رومی علاقوں کی طرف جاتا ہوں، وہاں سے فراغت کے بعد میں تمہارے پاس آذربائیجان آجاؤنگا اور اس کے بعد ہم عجمی علاقوں کی طرف بڑھیں گے، اس کے علاوہ سلطان نے اس کو اس کے علاقے الکرک جا کر تیاری کا حکم دیا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

سلطان صلاح الدین کی وفات:...... ملک عادل کے روانہ ہوتے ہی سلطان صلاح الدین بیمار ہوگیا اور آخر کار صفر ۵۸۹ھ میں سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا، اگر مصر کی شروع کی حکومت بھی ملائی جائے تو اس نے کل پچیس سال حکومت کی۔

نئے حکمران:......سلطان کی وفات کے بعد چونکہ افضل اور اس کی فوج دمشق ہی میں موجود تھی۔ لہٰذا افضل نے دمشق، شام کے ساحل، بعلبک، صرخد، بصریٰ، بانیاس، شوش اور آس پاس کے علاقوں پر داروم تک قبضہ کرلیا، جب کہ سلطان کا دوسرا بیٹا عثمان العزیز مصر میں تھا لہٰذا اس نے مصر پر قبضہ کرلیا، جب کہ سلطان کا تیسرا بیٹا غازی الظاہر حلب کا حکمران تھا۔ لہٰذا اس نے حلب اور اس کے آس پاس کے علاقوں حارم، تل باشر، اعزاز برزیہ اور دربساک وغیرہ پر قبضہ کرلیا، جب کہ حماۃ کے حکمران ناصر الدین محمد تقی الدین عمر بن شیرکوہ نے اس کی اطاعت کا اظہار کیا، یہ حماۃ کے علاوہ سلمیہ، المعرہ اور منبج کے علاقوں کا حکمران تھا۔

اس کے علاوہ رحبہ، حمص اور تدمر کا حکمران ابن محمد بن شیرکوہ نے بھی اس کی اطاعت کا اظہار کیا، بعلبک کے حکمران کا نام بہرام شاہ بن فرخ شاہ بن شہنشاہ تھا اور بصریٰ کے حکمران کا نام الظاہر بن صلاح الدین تھا، ان دونوں کا لقب الامجد تھا، ظاہر اپنے بھائی افضل کے ساتھ تھا جب کہ شیزر کا حکمران سابق الدین بن عثمان بن الدایہ تھا۔

عزالدین کا حملہ:......ان سب کے علاوہ الکرک اور شوبک کا حکمران سلطان کا بھائی ملک عادل تھا، سلطان کی وفات کی خبر ملتے ہی وہ الکرک میں ہی ٹھہر گیا، افضل نے اسے دمشق بلوایا لیکن ملک عادل خاموش رہا، اسی دوران اس کے بھتیجے اور مصر کے حکمران عثمان العزیز نے اسے اطلاع بھجوائی کہ

موصل کا حکمران عزالدین آپ کے علاقوں پر حملہ کرنے کے لئے الجزیرہ کی طرف روانہ ہوگیا ہے، اس کے علاوہ اس نے امداد کا بھی وعدہ کیا، لیکن قاصد نے ملک عادل سے کہا کہ وہ دمشق جائے اور افضل کے ساتھ معاہدہ کرلے کیونکہ وہ عثمان العزیز کے پاس مصر جانے والا ہے۔

دمشق روانگی :......چونکہ ملک عادل کو اس موقع پر کچھ شبہ تھا لہذا ملک عادل افضل کے پاس دمشق جا پہنچا، افضل بہت اچھے طریقے سے پیش آیا اور موصل کے حکمران عزالدین کے حملے کو روکنے کے لئے نہ صرف خود فوج تیار کر کے دی بلکہ حمص اور حماۃ کے حکمرانوں کو بھی کہا کہ ملک عادل کی مدد کرو، چنانچہ انہوں نے بھی امدادی لشکر بھیجے۔ لہذا ملک عادل یہ تمام افواج لے کر دریائے فرات کو پار کر کے واپس اپنے علاقے میں جا پہنچا اور رہا کے آس پاس پڑاؤ ڈالا۔

نئی اطلاعات:......ادھر موصل کے حکمران عزالدین بن مودود نے سلطان صلاح الدین کی وفات کی اطلاع ملتے ہی ملک عادل کے علاقوں حران اور رہا پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا، لیکن اس کے نائب مجاہدالدین قائماں نے نہ صرف اس کو اس ارادہ سے روکنے کی کوشش کی بلکہ اسے ملامت بھی کی، اسی دوران یہ اطلاع آئی کہ ملک عادل کے تعلقات اپنے بھتیجے سے بہت اچھے ہیں، ابھی اس اطلاع پر غور وفکر جاری تھا کہ یہ اطلاع ملی کہ ملک عادل حران پہنچ چکا ہے اور پھر یہ اطلاع ملی کہ سلطان کے بعد ملک افضل بادشاہ بن گیا ہے اور رعایا نے اس کی اطاعت بھی قبول کرلی ہے۔

نصیبین کے حکمران کی وفات :......چنانچہ عزالدین نے سنجار اور ماردین کے حکمرانوں سے مدد طلب کی، اس کا بھائی نصیبین کا حکمران امدادی لشکر لے کر آیا اور اس کے ساتھ رہا تک گیا لیکن راستے میں بیمار ہوگیا اور واپس موصل آگیا اور یکم رجب کو اس کا وہاں انتقال ہوگیا، جب کہ دوسری طرف الجزیرہ میں ملک عادل کی حکومت جم گئی اور کسی نے بھی مخالفت نہیں کی۔

عثمان العزیز کی دمشق روانگی:......جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ سلطان کا دوسرا بیٹا عثمان العزیز مصر کا حکمران بن گیا تھا، جب کہ سلطان کے آزاد کردہ غلام افضل کے مخالف تھے، اس مخالف گروپ کے سردار جہارکس اور قراجا تھے، چونکہ یہ لوگ افضل کے دشمن اور کردی سردار اور شیرکوہ اس کے حمایتی تھے، لہٰذا یہ مخالف گروپ عثمان العزیز کو نہ صرف افضل کے حمایتیوں کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے بلکہ خود عثمان العزیز کو افضل سے ڈراتے رہتے تھے، اس لئے انہوں نے عثمان کو اس بات پر تیار کیا کہ وہ دمشق پر قبضہ کرلے چنانچہ ۵۹۰ھ میں عثمان دمشق جا پہنچا اور افضل کو للکارا، وہ اس وقت اپنے چچا ملک عادل کی مدد کے لئے الجزیرہ پہنچا ہوا تھا۔

عثمان کی ناکامی:......چونکہ افضل کے ساتھ حلب کا حکمران غازی الظاہر بن صلاح الدین، حماۃ کا حکمران ناصرالدین محمد بن تقی الدین اور حمص کا حکمران شیرکوہ بن محمد بن شیرکوہ بھی تھا جب کہ مقابلہ پر موصل کے حکمران عزالدین بن مودود کا لشکر تھا لیکن جب ان کو عثمان کے حملہ کا علم ہوا تو یہ سب افضل کی مدد کے لئے دمشق پہنچے، یہ صورت حال دیکھ کر عثمان اپنا مقصد پورا نہ کرسکا۔

صلح:......چنانچہ اس کے بعد ان سب بھائیوں میں صلح ہوگئی اور صلح میں یہ طے پایا کہ بیت المقدس اور فلسطین کی حکومت عثمان العزیز کے ہاتھ میں ہو گی، جب کہ جبلہ اور لاذقیہ پر حلب کا حکمران الظاہر کی حکومت ہوگی، افضل کے پاس دمشق طبریہ اور غور کا علاقہ ہوگا اور ملک عادل مصر میں رہیگا اور عثمان العزیز کی حکومت کا انتظام بھی دیکھے گا، اس کے بعد سب لوگ اپنے اپنے علاقوں کی طرف روانہ ہوگئے۔

دوبارہ حملہ:......مصر واپس آنے کے کچھ ہی عرصے بعد مخالف گروپ کے لوگوں نے دوبارہ عثمان العزیز کو بھڑکانا شروع کردیا چنانچہ ۵۹۱ھ میں وہ دوبارہ دمشق کے محاصرے کے لئے روانہ ہوا۔ اس کی آمد کی اطلاع ملتے ہی افضل قلعہ جعبر ملک عادل کے پاس پہنچا اور مدد حاصل کی، پھر حلب میں الظاہر غازی کے پاس گیا اور مدد حاصل کر کے دمشق آیا جہاں ملک عادل پہنچ چکا تھا، یہاں ان دونوں نے یہ فیصلہ کیا کہ دمشق کے بجائے مصری علاقہ افضل کے حوالے کردیا جائے اور دمشق پر عادل کی حکومت ہو۔

افضل کی کامیابی:......عثمان العزیز دمشق کے قریب تو پہنچ چکا تھا لیکن اس کی کرد فوج اور شیرکوہ کے آزاد کردہ غلام افضل کے حامی تھے، اس گروپ کے

سردار ابو رکوش، اور کردوں کا سردار ابوالہیجاء تھے۔ یہ خفیہ طریقہ سے افضل کے پاس پہنچے اور اسے عثمان العزیز کا مقابلہ کرنے پر آمادہ کرنے لگے، لہذا اس طرف سے جب افضل اور عادل اپنا لشکر لے کر نکلے تو کرد اور غلاموں کی فوج اس کے ساتھ مل گئی۔ لہذا عثمان العزیز میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔

ملک عادل کی ناچاقی:...... افضل نے ملک عادل کو بیت المقدس پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا اس کے بعد یہ دونوں عثمان العزیز کے پیچھے پیچھے مصر کی طرف روانہ ہوئے، تمام فوجیں چونکہ افضل کے ساتھ تھیں، لہذا ملک عادل کو شک ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ افضل معاہدہ کی خلاف ورزی کرے اور دمشق کی حکومت مجھے نہ دے لہذا اس نے عثمان کو پیغام بھجوایا کہ وہ ثابت قدم رہے اور کسی فوجی چھاؤنی میں قیام کرے، وہ (یعنی ملک عادل) نہ صرف اس کی حمایت کریگا بلکہ افضل کو جنگ سے بھی روکے گا اور بلبیس میں جنگ نہ کرنے دے گا۔ چنانچہ عثمان نے یہاں سلطان کے غلاموں کی فوج کو فخر الدین چہارکس کی سربراہی میں کیا، افضل ان سے مقابلہ کرنے لگا تو عادل نے اسے منع کر دیا اور کہا کہ اگر تم نے لڑ کر مصر فتح کر لیا تو کافروں کے دل سے مسلمانوں کا رعب ختم ہو جائیگا اور دشمن کو حملہ کرنے کا موقع مل جائے گا، اس لئے بہتر یہ ہے کہ آپس میں ہی جنگ نہ کی جائے۔

قاضی فاضل:...... ادھر ملک عادل نے خفیہ طریقہ سے عثمان العزیز کو پیغام بھجوایا کہ معاہدہ کے لئے قاضی فاضل کو بھیجے چونکہ سلطان خود بھی ان کا بہت احترام کرتا تھا، لہذا کوئی ان کے فیصلے کو رد نہیں کرے گا۔ لہذا قاضی فاضل ان کے پاس پہنچے اور یہ معاہدہ طے پایا کہ افضل کی حکومت میں بیت المقدس، طبریہ، فلسطین اور اردن کے علاقے شامل رہیں گے جب کہ عادل بدستور مصر میں رہ کر عثمان کی حکومت کی دیکھ بھال کریگا، چنانچہ دونوں گروہوں نے اس پر حلف اٹھایا اور افضل واپس دمشق چلا گیا اور عادل مصر میں عثمان کے پاس چلا گیا۔

سہ بارہ حملہ:...... اب عثمان العزیز ملک عادل کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوششیں شروع کر دیں کہ وہ افضل سے دمشق کی حکومت لے کر عثمان کے حوالے کر دے جب کہ حلب کا حکمران الظاہر افضل کو عادل کے پاس رہنے سے منع کرتا تھا بلکہ اسے اپنے سے دور رکھنے پر اصرار بھی کرتا تھا۔

بہر حال ملک عادل اور عثمان العزیز دمشق پر تیسری مرتبہ قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے اور محاصرہ کر لیا اس کے علاوہ انہوں نے افضل کے سردار ابو غالب حمص کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا، یہ افضل کا معتمد بھی تھا اور اس پر افضل کے بہت سارے احسانات بھی تھے لیکن پھر بھی اس نے ۲۷ رجب ۵۹۲ھ کو شام کے وقت مشرقی سمت کا دروازہ ملک عادل اور عثمان کی فوج کے لئے کھول دیا، چنانچہ عادل دمشق میں داخل ہو گیا جب کہ عثمان العزیز میدان اخضر میں رکا رہا۔ افضل نے اس کے ساتھ ملاقات کی اور پھر شیر کوہ کے گھر گیا، انہوں نے فوج کے ڈر سے صلح کر لی، افضل کو واپس بھیج دیا اور خود شہر سے باہر ٹھہرے رہے۔

قلعہ پر قبضہ:...... افضل برابر ان کے پاس آتا جاتا رہا، آخر بات طے ہونے کے بعد انہوں نے افضل کو حکم دیا کہ وہ دمشق سے نکل جائے اور اپنے تمام علاقے ان کے حوالے کر دے دمشق کے بدلے انہوں نے افضل کو صرخد کی حکومت دی۔ ادھر عادل کو عثمان العزیز کے دمشق کے ارادے کی اطلاع ملی، لہذا وہ اس کے پاس آیا اور اس کو سمجھایا کہ وہ دمشق کا قلعہ بھی اس کے حوالے کر دے، لہذا عثمان نے قلعہ کی حکومت بھی ملک عادل کو دیدی، جب کہ افضل کچھ عرصہ شہر سے باہر موجود اپنی جاگیر میں ٹھہرا رہا پھر وہاں سے صرخد چلا گیا، جب کہ عثمان العزیز مصر واپس چلا گیا اور دمشق میں عادل رہنے لگا۔

معاہدہ کی تجدید:...... سلطان کی وفات اور حکومتوں کی تقسیم کے بعد ملک عثمان العزیز نے انگریزوں کے بادشاہ کندھری کے اس معاہدے کی تجدید کی جو سلطان نے اپنی زندگی میں کیا تھا جبکہ ایک اور معاہدہ بھی کیا لیکن پھر بھی بیروت سے امیر اسامہ عیسائیوں پر حملے کیلئے جنگی کشتیاں بھیجا کرتا تھا چنانچہ اس بات کی شکایت عیسائیوں نے دمشق میں ملک عادل اور مصر میں ملک عثمان العزیز سے کی لیکن دونوں نے انکی بات نہ سنی۔

یافا کی تباہی:...... اس کے بعد عیسائیوں نے دوبارہ اپنے سمندر پار ہم مذہبوں سے مدد مانگی۔ لہذا انہوں نے مددگار لشکر بھیجے یہ لشکر زیادہ تر جرمنوں پر مشتمل تھا، ان فوجوں نے عکا میں پڑاؤ ڈالا۔ ادھر ملک عادل نے ملک عثمان سے مدد مانگی، اس نے لشکر بھیجے جب کہ الجزیرہ اور موصل سے بھی مددگار لشکر آ پہنچے اور عین جالوت نامی جگہ پر یہ لشکر جمع ہوئے اور آخر کار رمضان کا مہینہ اور چند دن شوال کے وہاں رکنے کے بعد یافا پر حملہ کر کے اس شہر کو تباہ

وبرباد کردیا، یافا کی حفاظتی فوج قلعہ میں جا چھپی، مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور آخر کار اس کو فتح کر کے تباہ وبرباد کردیا۔

بیروت پر قبضہ:......ادھر عکا سے انگریزی لشکر روانہ ہوئے لیکن قیساریہ میں انہیں کندھری اور مسلمانوں کی صلح کی اطلاع ملی چنانچہ یہ خبر سن کر وہ واپس چلے گئے، اس کے بعد انہوں نے بیروت پر حملہ کا ارادہ کیا۔ لہٰذا ان کے ارادے سے آگاہ ہوتے ہی عادل بیروت کو تباہ کرنے کے لئے روانہ ہو گیا تا کہ انگریز اس شہر پر قبضہ نہ کرسکیں لیکن بیروت کے حکمران اسامہ نے بیروت کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی، لہٰذا عادل واپس آ گیا لیکن عیسائی اسی سال یوم عرفہ کے دن بیروت جا پہنچے اور شہر کو فتح کرلیا جب کہ اسامہ وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔

صیدا اور صور کی تباہی:......چنانچہ اس کے بعد ملک عادل نے اپنی فوج کو مختلف علاقوں کی طرف روانہ کردیا، لہٰذا سلطان صلاح الدین کی تباہی کے بعد صیدا کا جو حصہ بچ رہا تھا، اس فوج نے وہ بھی تباہ کردیا، اس کے بعد یہ لوگ صور جا پہنچے اور اس کو بھی تباہ کردیا چنانچہ عیسائی لشکر صور اور مسلمان لشکر ہونین کی طرف چلا گیا۔

تبنین پر حملہ:......لیکن پھر صفر ۵۹۴ھ میں عیسائی فوجوں نے تبنین نامی قلعہ پر حملہ کردیا، عادل نے قلعہ کی حفاظت کے لئے لشکر بھیجا لیکن عیسائیوں نے اس لشکر کو شکست دیدی اور فصیلوں کو کھودنے لگے، چنانچہ ملک عادل نے مصر کے حکمران عثمان العزیز سے مدد کی درخواست کی، عثمان فوراً فوجیں لے کر نکلا اور اسی سال ربیع الاول میں عسقلان تک جا پہنچا اتنے میں تبنین کے مسلمان عیسائیوں کے حملوں سے تنگ آ کر امان طلب کرچکے تھے، لیکن انہی میں سے کسی نے انہیں بتایا کہ عیسائی تم سے وعدہ خلافی کریں گے چنانچہ مسلمان دوبارہ قلعہ بند ہوگئے، اتنے میں عثمان العزیز اپنا لشکر لے کر آ پہنچا چنانچہ عیسائی لشکر افراتفری اور گھبراہٹ کا شکار ہوگیا۔

نئے بادشاہ کا تقرر:......اور پھر طرہ یہ کہ عیسائیوں کا اس وقت کوئی بادشاہ بھی ساتھ نہ تھا بلکہ حصکیر نامی ایک بڑا پادری تھا جو جرمنی کے بادشاہ کا دوست بھی تھا اور کندھری کی بیوی بھی انہی کے ساتھ موجود تھی، لہٰذا انہوں نے قبرص (SYPRUS) کے بادشاہ ہنری کو بلوا کر اپنی ملکہ کا اس کے ساتھ نکاح کروادیا ہنری اس بادشاہ کا بھائی بھی تھا جو جنگ حطین میں گرفتار ہوگیا تھا۔ بہر حال عثمان عسقلان سے آگے بڑھ کر جبل خلیل تک آ پہنچا اور یہاں اس نے عیسائیوں سے جنگ بھی شروع کردی لیکن انہوں نے جنگ کے بجائے پیچھے ہٹنا شروع کردیا اور پہلے صور پھر وہاں سے عکا آ گئے۔

سازش اور صلح:......سمندری علاقے میں رہنے کی وجہ سے عثمان کے امراء اور سردار تنگ آ گئے اور انہوں نے عثمان اور اس کی حکومت کے ناظم فخر الدین چہارکس کے ساتھ غداری کی کوشش کی، یہ گروپ (۱) میمون القصری (۲) قراسنقر (۳) الحجاب (۴) اور ابن المشطوب پر مشتمل تھا۔
عثمان کو جیسے ہی اس سازش کی اطلاع ملی وہ فوراً واپس روانہ ہوا، جب کہ اس کی غیر موجودگی میں ملک عادل اور انگریزوں نے صلح کی کوششیں کیں، چنانچہ اسی سال شعبان کے مہینے میں مسلمانوں اور عیسائیوں میں صلح ہوگئی، پھر عادل دمشق اور وہاں سے ماردین چلا گیا جیسے کہ ہم آگے تحریر کریں گے۔

سلطان کی حکومت یمن میں:......جیسا کہ ہم پہلے تحریر کرچکے ہیں کہ ۵۵۸ھ میں سیف الاسلام طغتکین بن ایوب یمن چلا گیا تھا جب کہ اس کا بھائی توران شاہ کا انتقال ہوگیا تھا اور اس کے انتقال کے بعد، اس کے نائبوں میں اختلاف پیدا ہوگیا تھا، لہٰذا اس نے یہاں آ کر یمن پر قبضہ کرلیا اور زبید نامی جگہ پر رہائش اختیار کی۔ پھر ۵۹۳ھ میں اس کا انتقال ہوگیا تھا۔

کردار:......اس کا کردار اچھا نہ تھا، عوام پر بہت ظلم وستم کرتا تھا اور مال ودولت جمع کرنے کا شوقین تھا، یمن میں اپنی حکومت قائم ہونے کے بعد اس کا ارادہ مکہ مکرمہ کی فتح کا تھا، لیکن عباسی خلیفہ ناصر نے فوراً اس کے بھائی سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ سے اسے رکوانے کا پیغام بھجوایا اور سلطان نے اسے اس ارادے سے روک دیا۔

اسماعیل بن سیف الاسلام:......اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اسماعیل یمن کا بادشاہ بنا۔ یہ عجیب وغریب شخصیت کا مالک تھا، اپنا سلسلۂ نسب

بنوامیہ سے ملاتا تھا، پھر اس نے خلافت کا دعویٰ بھی کیا اور اپنا لقب الہادی رکھا اور ہرا لباس پہننا شروع کر دیا اس کے چچا ملک عادل نے اس کو برا بھلا کہا اور ڈانٹ بھرا خط بھی لکھا لیکن وہ نہ مانا۔ اس کے علاوہ اس نے عوام پر بھی ظلم وستم شروع کر دیا تھا، آخر کار تنگ آ کر ارا کین حکومت نے مل کر اس کو قتل کر دیا۔ اس حملہ کی رہنمائی اس کے باپ کے آزاد کردہ غلام سیف الدین سنقر نے پوری کی۔

ناصر بن سیف الاسلام:.....اس کے بعد سنقر نے اس کے بھائی ناصر بن سیف الاسلام کو ۵۹۸ھ میں بادشاہ بنایا۔ ابھی اس کی حکومت کو چار ہی سال ہوئے تھے کہ سنقر کا انتقال ہو گیا۔ سنقر کی وفات کے بعد یمن کی حکمرانی کا فریضہ ایک سردار غازی بن جبریل کے ہاتھ آیا، اس نے ناصر کی ماں سے نکاح بھی کر لیا تھا، لیکن جب ناصر کو زہر دے کر قتل کیا گیا تو لوگوں نے اس کے قتل کا انتقام اسی غازی جبریل سے لیا اور اس کو بھی قتل کر دیا۔

سلیمان کی حکومت:.....چونکہ یمن میں کوئی حکمران نہ رہا تھا لہٰذا موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے طغان اور حضر موت کے بعض علاقے پر محمد بن محمد الحمیری نے قبضہ کر لیا، اور چونکہ الناصر کی ماں بھی خود مختار ہو چکی تھی لہٰذا اس نے زبید پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ایک آدمی کو بنوایوب کے گھرانے کے کسی ایسے آدمی کی تلاش کا کام سونپا جسے بادشاہ بنایا جا سکے۔ آخر بڑی دوڑ دھوپ کے بعد یہ معلوم ہوا کہ مظفر تقی الدین عمر بن شہنشاہ کا کوئی بیٹا ہے جسے لوگ اس کے بیٹے سعد الدین شہنشاہ کا بیٹا بھی کہتے ہیں اور اس کا نام سلیمان ہے جس نے راہبانہ زندگی اختیار کر رکھی ہے اور لباس بھی ایسا ہی استعمال کرتا ہے چنانچہ حج کے دنوں میں ناصر کی ماں کا ایک غلام اسے ملا، اور پھر کچھ عرصے بعد اس نے خود آ کر سلیمان سے نکاح کر لیا اور اسے یمن کا بادشاہ بنا دیا۔

نصیبین پر قطب الدین کا قبضہ:.....موصل کے حکمران نورالدین ارسلان شاہ اور اس کے چچا زاد بھائی نصیبین خابور اور رقہ کے حکمران قطب الدین محمد بن عماد الدین زنگی کے درمیان سرحدی معاملات کی وجہ سے اختلافات پیدا ہو رہے تھے، موصل کے حکمران نورالدین کے اپنے چچا عماد الدین زنگی سے بھی ایسے ہی اختلافات تھے چنانچہ نورالدین نے حملہ کیا اور نصیبین پر قبضہ کر لیا جبکہ قطب الدین حران اور رہا کی طرف بھاگ گیا اس نے ملک عادل سے مدد مانگی، وہ ان دنوں دمشق میں تھا۔ چنانچہ ملک عادل اسکی مدد کیلئے دمشق سے روانہ ہو گیا، اس کی اطلاع ملتے ہی نورالدین نصیبین سے موصل کی طرف روانہ ہو گیا اور قطب الدین نے نصیبین پر قبضہ کر لیا۔

ماردین کا محاصرہ:.....پھر اسی سال ملک عادل نے رمضان المبارک میں ماردین کا محاصرہ کر لیا، ماردین کا حکمران ان دنوں حسام الدین لؤلؤ ارسلان بن ابی الغازی نامی ایک کم عمر لڑکا تھا جو نام نہاد حکمران تھا، اس کا نگران اس کے باپ کا آزاد کردہ غلام نظام برنقش تھا اصل حکومت اسکی تھی طویل محاصرہ کے بعد ملک عادل نے ماردین کے خارجی حصے پر قبضہ کر لیا لیکن اگلے سال محاصرہ اٹھا کر واپس چلا گیا جیسا کہ ہم زنگی حکومت کے حالات میں تحریر کر چکے ہیں۔

عثمان کی وفات، افضل کی تقرری:.....ادھر مصر کا حکمران عثمان العزیز کا محرم ۵۹۵ھ میں انتقال ہو گیا، اس کے بعد حکومت کی نگرانی اس کے باپ سلطان صلاح الدین کے آزاد کردہ غلام فخر الدین ایاس چہارکس کے ہاتھ آئی، چنانچہ اس نے ماردین کے محاصرے میں مصروف ملک عادل کو حکومت کرنے کیلئے بلایا۔

جیسا کہ ہم پہلے ہی تحریر کر چکے ہیں کہ چہارکس افضل کا مخالف اور سلطان کے غلاموں کا سردار تھا البتہ کرد اور شیرکوہ کے آزاد کردہ غلام افضل کے حمایتی تھے، بہرحال چہارکس نے سب لوگوں کو جمع کر کے نئے حکمران کے بارے میں مشورہ کیا، اور ملک عثمان العزیز کے بیٹے کو حکمران بنانا چاہا، لیکن شیرکوہ کے آزاد کردہ غلاموں کے سردار سیف الدین ایازکوش نے اعتراض کیا کہ یہ ابھی بہت کم عمر لڑکا ہے اور حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں، آخر کار طے شدہ فیصلے کے مطابق سب لوگوں نے افضل کو مصر کا حکمران بنانے کا فیصلہ کیا، پھر وہ قاضی فاضل کے پاس بھی گئے، انھوں نے بھی یہی مشورہ دیا۔

بغاوت:.....اس فیصلے کے بعد ایازکوش نے افضل کو صرخد کے قلعے سے بلوایا راستے میں آتے ہوئے اس کو اہلِ بیت المقدس کی اطاعت گزاری کی اطلاع ملی، مصری ارکین نے بلبیس پہنچ کر اسکا استقبال کیا، جبکہ اس کے بھائی مسعود المؤید نے مہمان نوازی کی رسم نبھائی، فخر الدین چہارکس بھی

یہاں موجود تھا، چہارکس نے کسی شبہے کی وجہ سے جانے کی اجازت مانگی تا کہ دوعرب گروپوں میں صلح کروائی جا سکے، افضل نے اجازت دیدی چنانچہ وہاں سے نکل کر چہارکس بیت المقدس پہنچا اور قبضہ کرلیا اس کے پیچھے پیچھے آزاد کردہ غلاموں کا ایک گروپ بھی وہاں پہنچا، اس گروپ میں قراجا کرمس اور قراسنقر جیسے بڑے سردار شامل تھے، بعد میں میمون القصری بھی انہی کے ساتھ جاملا لہٰذا انکی طاقت اور بڑھ گئی اور سب نے مل کر افضل کے خلاف بغاوت کا علان کردیا۔

اس کے بعد انہوں نے ملک عادل کو حکومت کیلئے بلوایا لیکن ماردین کی فتح کی امید میں ملک عادل نے انکی دعوت کو مؤخر کردیا۔

افضل کی حکومت:...... چونکہ افضل نے اپنے باپ سلطان مرحوم کے آزاد کردہ غلاموں پر شک کا اظہار کیا تھا لہٰذا وہ سارے غلام بیت المقدس جا پہنچے، لیکن شقیرہ، ابنک مطلیش اور البکی وہیں رہے، افضل بھی قاہرہ میں ٹھہرا رہا، اپنی حکومت کو درست کیا عثمان العزیز کے بیٹے کو بادشاہ بنایا، جبکہ سیف الدین ایاز کوش کو اعلیٰ افسر بنایا اور خود اس کے بیٹے کی کم عمری کی وجہ سے اس کا نگران بن گیا، چنانچہ اس طرح مصری حکومت کا انتظام ٹھیک ہوگیا۔

دمشق کا محاصرہ:...... حکومتی انتظام درست کرنے کے بعد اس کو حلب کے حکمران الظاہر غازی اور حمص کے حکمران شیرکوہ بن محمد بن شیرکوہ کا یہ پیغام ملا کہ ملک عادل کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دمشق فتح کرلے، ملک عادل ماردین کی فتح میں مصروف تھا، شیرکوہ اور ظاہر نے انکی فوجی مدد کا بھی وعدہ کیا، چنانچہ درمیان سال میں افضل فوج لے کر روانہ ہوا اور ۱۵؍ شعبان کو دمشق کے قریب جا پہنچا، ملک عادل ماردین کے محاصرے کو اپنے بیٹے ملک الکامل کی نگرانی میں چھوڑ کر دمشق پہنچ چکا تھا۔

ادھر افضل کے ساتھ عیسیٰ ہکاری کا بھائی امیر مجد الدین بھی تھا، اس نے دمشق کی فوجوں سے باب السلامہ کھولنے کی ساز باز کرلی تھی۔ چنانچہ وہ افضل کو لے کر اس دروازے سے داخل ہوگیا اور باب البریہ تک جا پہنچا، لیکن چونکہ ملک عادل کی فوجیوں کو ان کی فوج کی کمی اور مدد کی غیر موجودگی کا علم تھا لہٰذا انہوں نے انہیں یہاں سے نکال دیا۔

پریشانی:...... یہاں سے افضل دوبارہ محاصرے والے میدان میں آ گیا، اس کی فوجی قوت بہت کم ہوگئی تھی، جب کہ کردلشکر نے بھی سختی شروع کردی تھی، لہٰذا باقی فوج کو شک ہوگیا اور وہ ان سے ہٹ کر میدان جنگ کی طرف چلی گئیں۔ جب کہ حمص کے حکمران شیرکوہ اور حلب کے حکمران ظاہر غازی کے لشکر شعبان کے آخر اور رمضان کے شروع میں پہنچے۔

افضل کی واپسی:...... دوسری طرف ملک عادل نے بیت المقدس میں سے باغی فوجوں کو بھی بلوالیا، اور وہ بھی وہاں پہنچ گئیں تھیں چنانچہ ملک عادل کی طاقت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا جب کہ افضل کو مایوسی نے آ گھیرا، انہی دنوں دمشق کی فوج افضل کی فوج پر شب خون مارنے کے لئے نکلی لیکن ان کی فوج بھی چوکنی تھی لہٰذا یہ لوگ واپس چلے گئے۔

ملک کامل کی مخالفت:...... جیسے کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں ملک عادل نے ماردین کا محاصرہ کرلیا تھا اور اس کے ساتھ موصل، الجزیرہ اور دیار بکر کے حکمران بھی شامل تھے، لیکن درحقیقت ملک عادل کی کامیابیوں اور پھر ماردین پر حملہ کی وجہ سے یہ سب لوگ ملک عادل سے بہت تنگ تھے لہٰذا ملک عادل جیسے ہی دمشق کی حفاظت کے لئے اپنے بیٹے ملک کامل کو چھوڑ کر روانہ ہوا تو ان تمام حکمرانوں نے ماردین کے دفاع کا فیصلہ کرلیا، چنانچہ موصل کا حکمران نور الدین ارسلان شاہ، اس کا چچازاد بھائی قطب الدین محمد بن زنگی سنجار کا حکمران اور اس کا چچازاد بھائی قطب الدین سنجار شاہ بن غازی جو جزیرہ ابن عمر کا حکمران تھا۔ یہ حکمران فوجیں لے کر بدلیس نامی جگہ پر جمع ہوئے اور عید الفطر منائی۔ پھر ۶؍ شوال کو چلے اور ماردین کے پہاڑی علاقے کے قریب جا پہنچے۔

ملک کامل کی شکست:...... دوسری طرف اہل ماردین نے محاصرے کی سختی سے تنگ آ کر چند شرائط کے ساتھ قلعہ ملک کامل کے حوالے کرنا چاہا اور اس کے لئے ایک مخصوص وقت مقرر کرلیا، ملک کامل نے اس مخصوص وقت کے اندر اندر اہل ماردین کو خوراک لینے کی اجازت دے دی تھی۔ اتنے میں

اسے موصل کے حکمران اور اس کے ساتھیوں کے وہاں پہنچنے کی اطلاع ملی تو یہ ان سے ملنے گیا اور اپنا لشکر قلعہ سے باہر ہی چھوڑ دیا، سنجار کے حکمران قطب الدین نے اس کو واپس جانے کا مشورہ دیا لیکن ملک کامل نہ مانا۔ چنانچہ دونوں گروپوں میں جنگ شروع ہوگئی۔ موصل کی فوجوں نے خوب کارنامے انجام دیئے لہٰذا کامل کو شکست ہوئی۔ جب وہ قلعہ کے باہر واقع ایک ٹیلہ پر چڑھا تو اسے معلوم ہوا کہ اس کے لشکر کو شکست ہو چکی ہے اور سارا ساز وسامان لوٹ لیا گیا ہے چنانچہ ملک الکامل میافارقین جا پہنچا، پھر ماردین کا حکمران موصل کے ساتھ مل کر واپس اپنے قلعے میں چلا گیا۔

معذرت:..... پھر موصل کا حکمران حران اور رہا پر قبضہ کے لئے الجزیرہ کی طرف روانہ ہوا، لیکن وہاں اس کو حلب کے حکمران کا نمائندہ ملا جو اس کے اور خطبے میں اس کا نام شامل کرنے کا مطالبہ کر رہا تھا۔ لہٰذا اس کو کچھ شک ہوا۔ لہٰذا یہ موصل واپس چلا گیا حالانکہ وہ ان کی مدد کرنا چاہتا تھا۔ موصل پہنچ کر اس نے افضل اور ظاہر کو اپنی بیماری کی وجہ سے مدد نہ کرنے کا عذر کر دیا وہ دونوں اس وقت دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، دوسری طرف الکامل میافارقین سے ہوتا ہوا اپنا لشکر لے کر دمشق جا پہنچا تو افضل اور ظاہر وہاں سے روانہ ہو گئے۔

مصر پر حملہ:..... افضل اور ظاہر کے واپس جاتے ہی ملک عادل نے مصر پر حملہ کا ارادہ کر لیا سلطان مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے آزاد کردہ غلاموں کی جماعت نے بھی اس کو بہکایا اور اس بات کا حلف بھی اٹھوایا کہ مصر پر قبضہ کے بعد ملک عثمان العزیز کے بیٹے کو بادشاہ بنایا جائیگا اور وہ اس کی نگرانی کرے گا۔ افضل کو بلبیس میں اس بات کی اطلاع مل گئی وہ وہاں سے روانہ ہوا اور ان سے زبردست جنگ کی لیکن ۵۹۶ھ ربیع الاول میں اس کو شکست ہوئی۔ وہاں سے افضل راتوں رات قاہرہ پہنچا جہاں قاضی فاضل بیسانی عبدالرحیم کا انتقال ہو گیا۔ افضل نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

مصر کی فتح:..... ملک عادل، مصر کے محاصرے کے لئے روانہ ہو چکا تھا، اور چونکہ افضل اکیلا رہ گیا تھا لہٰذا اس نے ملک عادل کے سامنے صلح کی درخواست دی، اس کے ساتھ ساتھ دمشق یا الجزیرہ کی حکومت کی شرط پر افضل مصر کی حکومت چھوڑنے پر تیار تھا، جب کہ ملک عادل اس کے بدلے میافارقین اور جبل نور دینے پر تیار ہوا۔ لہٰذا دونوں گروپوں نے حلف اٹھایا چنانچہ اس کے بعد ۱۸/ ربیع الثانی افضل قاہرہ سے چل کر عادل کے پاس پہنچا اور اس سے مل کر صرخد چلا گیا، جب کہ ملک عادل اسی دن مصر پر قابض ہو گیا۔

صرخد پہنچتے ہی افضل نے میافارقین اور جبل نور وغیرہ کا قبضہ لینے کے لئے نمائندہ بھیجا، ان علاقوں کا حکمران ملک عادل کا بیٹا نجم الدین ایوب تھا اس نے میافارقین کے علاوہ سب شہروں کی حکومت اس کے حوالے کر دی۔ لہٰذا افضل نے اپنا نمائندہ ملک عادل کے پاس بھیجا، وہ یہ سمجھتا تھا کہ نجم الدین نے باپ کی مخالفت کی ہے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ ملک عادل کا حکم ہی اس طرح تھا۔

عادل کی حکومت:..... چونکہ ملک عادل کی حکومت مصر میں جم گئی تھی لہٰذا اس نے وہاں سے منصور بن عثمان العزیز کے نام کا خطبہ بند کروا دیا اور عسکری معاملات میں بھی دخل اندازی شروع کر دی، کسی کو برطرف کر دیتا اور کسی کو بحال، چنانچہ ان حرکتوں کی وجہ سے ارا کین اس سے ناراض ہو گئے اس کے علاوہ ملک عادل نے چہارکس کو بانیاس کی فتح کے لئے بھیجا لہٰذا وہ اپنا گروپ لے کر شام کی طرف روانہ ہوا، وہاں کا حکمران ان دنوں امیر بشارت تھا چونکہ ملک عادل اس کی طرف سے بدظن تھا لہٰذا اس نے چہارکس کی سربراہی میں لشکر بھیجا تھا۔

ارا کین کی سازش:..... ملک عادل کی حرکتوں کی وجہ سے ارا کین حکومت اس سے ناراض ہو چکے تھے لہٰذا انہوں نے حلب کے حکمران الظاہر اور صرخد کے حکمران افضل کو دمشق کے محاصرے کا پیغام بھجوایا اور کہا کہ اگر عادل نے ان کا مقابلہ کیا تو مصر میں ان دونوں کی حمایت کریں گے۔ دوسری طرف یہ اطلاع ملک عادل تک بھی پہنچ چکی تھی، اور یہ اطلاع اسے عزالدین اسامہ نے دی تھی یہ حج کر کے صرخد کے راستے سے واپس آ رہا تھا اسی دوران اس کی ملاقات افضل سے ہوئی، افضل نے اسے اپنی حمایت پر اکسایا اور مصری ارا کین کے خطوط دکھائے لہٰذا اس نے آ کر سب باتیں ملک عادل کو بتا دیں۔

الظاہر کی روانگی:..... ملک عادل نے دمشق میں اپنے بیٹے ملک عیسیٰ کو صرخد کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا اس کے علاوہ اس نے چہارکس کو حکم دیا کہ وہ بانیاس پہنچے اور بانیاس کے حکمران میمون القصری کو فوج لے کر چہارکس کا ساتھ دینے کا حکم دیا صورت حال سے آگاہ ہو کر افضل فرار ہو کر حلب جا پہنچا

وہاں ظاہر حملے کی تیاری کر رہا تھا چنانچہ اس نے پہلے ایک افسر کو ملک عادل کے پاس بھیجا لیکن پھر واپس بلا لیا پھر منبج پر حملہ آور ہوا اور اس کو فتح کر لیا اور اس کے بعد ۳۰ رجب ۵۹۷ھ میں قلعہ نجم کو بھی فتح کر لیا۔

آپس کا جھگڑا:..... جب کہ دوسری طرف المعظم لشکر لے کر صرخد کے محاصرے کے لئے روانہ ہوا اور بصرہ جا پہنچا چنانچہ وہاں اس نے چہارکس اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا جو بانیاس کے محاصرے میں مصروف تھے لیکن انہوں نے اسے دھوکہ دیا لہٰذا یہ دمشق واپس آ گیا اور وہاں اسامہ کو بھیجنا چاہا لیکن اس نے نہایت عجیب انداز گفتگو کا اختیار کیا جس سے یہ رو پڑا، وہ اس پر حملہ آور ہوئے لیکن میمون القصری نے اسے بچا لیا۔

حماۃ کی فتح:..... پھر انہوں نے افضل اور ظاہر کو بھی وہاں پہنچنے پر تیار کیا لیکن دیر ہو گئی کیونکہ ظاہر منبج سے پہلے حماۃ کی طرف گیا تھا اور اس کا محاصرہ کر لیا تھا، حماۃ کے حکمران ناصر الدین محمد نے تیس ہزار صوامی دینار دے کر صلح کر لی، پھر وہاں سے ۹ رمضان المبارک کو حمص روانہ ہوا اور پھر بعلبک سے ہوتا ہوا دمشق پہنچا جہاں سلطان مرحوم کے آزاد کردہ غلام اس سے ملے اور انہوں نے یہ طے کر لیا کہ دمشق پر افضل کی حکومت ہو گی لیکن جب وہ مصر فتح کریں گے تو افضل مصر چلا جائیگا اور دمشق ظاہر کے ماتحت ہو جائیگا جب کہ صرخد کو افضل نے اپنے باپ سلطان مرحوم کے آزاد کردہ غلام زین الدین قراجا کے حوالہ کر دیا تھا لہٰذا ان دونوں نے وہاں کے باشندوں کو نکال کر شیرکوہ بن محمد بن شیرکوہ کے پاس بھجوا دیا۔

اختلاف:..... ادھر ملک عادل شام سے نابلس پہنچا اور دمشق کی طرف ایک لشکر روانہ کیا لیکن افضل اور ظاہر پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے لہٰذا ۱۵ ذی القعدہ کو جنگ شروع ہوئی جو دو دن تک جاری رہی، قریب تھا کہ افضل اور ظاہر دمشق فتح کر لیتے لیکن دونوں میں اختلافات پیدا ہو گئے کیونکہ ظاہر نے دمشق پر اپنی حکومت کا پیغام بھجوایا تھا جب کہ افضل نے کہا کہ اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے لہٰذا وہ مصر کی فتح تک دمشق ہی میں ٹھہرے گا جب کہ ظاہر اپنے مطالبہ پر اڑا رہا لیکن چونکہ آزاد کردہ غلاموں کا گروپ افضل کی حمایتوں میں سے تھا لہٰذا انہوں نے اسے اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو ان کے پاس رک سکتے ہیں لیکن اگر یہاں سے جانا چاہیں تو جا بھی سکتے ہیں۔

ناکامی اور معاہدہ:..... دوسری طرف فخر الدین چہارکس اور قراجا اپنی اپنی فوج لے کر دمشق کی حفاظت کے لئے آ پہنچے لہٰذا افضل اور ظاہر کو ناکامی ہوئی لہٰذا انہوں نے ان شرائط پر عادل سے صلح کر لی کہ الظاہر کی حکومت منبج، افامیہ، کفر طاب اور المعرہ کے کچھ دیہاتوں پر ہو گی جب کہ افضل کی حکومت سمیساط، سروج، راس عین اور حملین پر ہو گی لہٰذا یہ معاہدہ مکمل ہوتے ہی سب لوگ محرم ۵۹۸ھ میں اپنے اپنے علاقوں کی طرف چلے گئے، الظاہر تو حلب چلا گیا جبکہ افضل اپنے گھر بار کے ساتھ حمص چلا گیا اور وہاں قیام کیا، عادل کے دمشق پہنچتے ہی افضل نے دمشق سے باہر عادل سے ملاقات کی اور دوبارہ اپنے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

الجزیرہ کی طرف روانگی:..... افضل اور ظاہر نے منبج سے چلتے ہوئے موصل کے حکمران نور الدین کو یہ پیغام بھجوایا تھا کہ وہ الجزیرہ میں عادل کے علاقوں پر حملہ کرے کیونکہ ملک عادل کے مصر فتح کرتے ہی ظاہر، افضل اور نور الدین نے ماردین کے حکمران کے ساتھ مل کر عادل کے خلاف پروگرام بنا رکھا کیونکہ بعد میں انہیں اس بات کا خطرہ تھا کہ کہیں عادل ان علاقوں پر حملہ آور نہ ہو جائے۔

چنانچہ شعبان میں اپنی فوج، سنجار کے حکمران اپنے چچازاد بھائی قطب الدین اور ماردین کا لشکر لے کر راس العین پہنچا، حران میں ان دنوں ملک عادل کے بیٹے فائز کی حکومت تھی وہ نہ صرف یہاں لشکر کی قیادت کر رہا تھا بلکہ الجزیرہ میں موجود اپنے علاقوں کی حفاظت بھی کر رہا تھا لہٰذا اس نے نور الدین کو صلح کا پیغام بھجوایا، ادھر نور الدین کو یہ اطلاع ملی کہ ظاہر اور افضل نے عادل کے ساتھ صلح کر لی ہے لہٰذا اس نے بھی فائز کے ساتھ صلح کر لی اور حلف اٹھایا اور پھر ارسلان کو ملک عادل کے پاس حلف اٹھوانے کے لئے بھیجا، عادل نے بھی حلف اٹھا لیا لہٰذا اس کے بعد امن و امان قائم ہو گیا۔

ماردین روانگی:..... پھر ملک عادل نے اپنے بیٹے اشرف موسیٰ کو ماردین کا محاصرہ کرنے کے لئے بھیجا اس نے اپنے ساتھ موصل اور سنجار کی فوجیں بھی لیں اور یہ سب لوگ ماردین کے قریب جا پہنچے، یہاں بازعیہ نامی قلعے کی طرف سے ایک دستہ اشرف کی رسد و کمک کے لئے پہنچا لیکن اشرف کی

فوج نے اس دستے کو شکست دے دی لیکن دوسری طرف ترکمان قبائل نے فتنہ پھیلا دیا اور راستے وغیرہ بند کر دیئے جس کی وجہ سے اشرف کو بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

ظاہر کی ثالثی:.....اس موقع پر ظاہر نے نمایاں کردار ادا کیا اور دونوں گروپوں میں صلح کرانے کی کوشش شروع کر دیں چنانچہ یہ طے ہوا کہ ماردین کا حکمران گیارہ قیراط فی دینار کے حساب سے ملک عادل کو ڈیڑھ لاکھ دینار ادا کرے گا اس کے علاوہ ماردین میں خطبے میں بھی ملک عادل کا نام شامل ہوگا اور اس کی کرنسی پر بھی اس کا نام کندہ کروایا جائیگا اور ملک عادل جب بھی عسکری مدد مانگے تو ماردین کا حکمران فوراً مدد کو پہنچے گا۔ اس معاہدہ کے بعد صلح ہو گئی اور اشرف ماردین سے محاصرہ اٹھا کر چلا گیا۔

نجم کا تنازع:.....جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ ۵۹۷ھ میں افضل اور ظاہر نے عادل سے صلح کر لی تھی اور اس صلح کے نتیجہ میں افضل کو سمیساط، سروج راس عین، حملین اور قلعہ نجم ملے تھے، قلعہ نجم کو ظاہر صلح سے پہلے فتح کر چکا تھا لیکن ۵۹۹ھ میں ملک عادل نے قلعہ نجم اور سمیساط کے علاوہ افضل سے تمام علاقے واپس چھین لئے تھے، اب ظاہر نے افضل سے قلعہ نجم مانگنا شروع کر دیا اور ملک عادل سے باقی علاقے واپس دلانے کی سفارش کا وعدہ بھی کیا لیکن افضل نہ مانا، ظاہر نے اس کو دھمکیاں دینی شروع کر دیں آخر طویل بحث اور نمائندوں کی آمد و رفت کے بعد اسی سال افضل نے شعبان کے مہینے میں قلعہ نجم ظاہر کے سپرد کر دیا۔

افضل کی بغاوت:.....پھر افضل نے اپنی ماں کو ملک عادل کے پاس سفارش کے لئے بھیجا لیکن اس کی بھی نہ چلی چنانچہ افضل نے روم کے حکمران قلیج ارسلان سے خط و کتابت کی اور اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے علاقوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوانے کی حامی بھری، لہٰذا اس نے افضل کو اپنا نائب بنالیا اور حکومت کی خلعت بھیجی اور افضل نے ۶۰۰ھ میں سمیساط میں قلیج ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھوانا شروع کر دیا۔

محمود کی جلاوطنی:.....دوسری طرف ۵۹۹ھ میں چونکہ محمود بن عثمان العزیز نے مصر میں ملک عادل کے نام کا خطبہ پڑھوانا بند کر دیا تھا لہٰذا ملک عادل نے خطرے کے پیش نظر اس کو دمشق بھجوا دیا پھر وہاں سے ۵۹۹ھ ہی میں اسے لشکر اور اس کے گھر بار کے ساتھ رہا بھجوا دیا۔

نصیبین کا محاصرہ:.....ادھر موصل کے حکمران نورالدین ارسلان شاہ اور اس کے چچازاد بھائی سنجار کے حکمران قطب الدین کے درمیان جھگڑا ہو گیا قطب الدین نے اپنی حکومت میں ملک عادل کے نام کا خطبہ پڑھوانا شروع کر دیا اور اس کے ساتھ مل گیا لہٰذا نورالدین غضبناک ہو گیا اور شعبان ۶۰۰ھ میں نصیبین کا محاصرہ کر لیا، قطب الدین نے حران میں موجود عادل کے بیٹے اشرف سے مدد مانگی، اشرف اربل کے حکمران مظفر الدین اور اس کے علاوہ جزیرہ ابن عمر، کیفا اور آمد کے حکمرانوں کو ساتھ لیکر قطب الدین کی مدد کے لئے پہنچا تو نورالدین وہاں سے محاصرہ اٹھا کر واپس روانہ ہو گیا۔

نوشرا روانگی:.....اتنے میں میافارقین کا حکمران اس کا بھائی نجم الدین، کیفا اور الجزیرہ کے حکمران بھی اپنا لشکر لے کر آ پہنچے اور یہ سب مل کر البتعا نامی شہر کی طرف روانہ ہوئے، جب کہ نورالدین تل خضر کو کفرمان تک ختم کرنے کے بعد واپس آ چکا تھا اب اس کا جنگ کا ارادہ نہ تھا لیکن اس کے ایک آزاد کردہ غلام نے جس کو اس نے ان کی جاسوسی کے لئے بھیجا تھا اسے جنگ پر اکسایا اور ان کی حقارت بیان کی چنانچہ وہ نوشرا کی طرف روانہ ہو گیا۔

آخر کار گھمسان کی جنگ شروع ہوئی جس میں موصل کے حکمران نورالدین کو شکست ہوئی لہٰذا وہ واپس موصل بھاگ گیا جب کہ اشرف اور اس کی متحدہ فوج نے کفرمان پہنچ کر قیام کیا اور اس علاقے کو تباہ و برباد کر دیا اس کے بعد صلح کے لئے گفتگو شروع ہوئی اور یہ طے ہوا کہ نورالدین اپنے مفتوحہ تل خضر کے قلعے کو قطب الدین کو واپس کر دے۔ اس طرح یہ واقعہ ۶۰۱ھ میں یہ صلح ہوئی۔

عیسائیوں سے دوبارہ جنگ:.....دوسری طرف ۶۰۱ھ میں عیسائیوں نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا اور اس کو رومی حکمران سے چھین لیا پھر رفتہ رفتہ باقی شہروں پر بھی ان کا قبضہ ہو گیا ان کا ایک گروپ شام بھی پہنچا اور عکا بھی، چونکہ یہ بیت المقدس پر دوبارہ قبضے کے خواہشمند تھے لہٰذا اس مقصد کے لئے انہوں نے اردن پر حملہ کیا اور اسے تباہ کر دیا۔

ملک عادل سے صلح:......ملک عادل ان دنوں دمشق میں تھا اس نے شام اور مصر سے فوجوں کو جمع کیا اور امطور نامی مقام پر پہنچ کر پڑاؤ ڈالا جو کہ عکا کے قریب ہے، سامنے مرج عکا میں عیسائی موجود تھے لیکن وہ کفر کن پر حملہ آور ہوا اور اسے تباہ و برباد کر دیا، ۶۰۱ھ ختم ہوتے ہی عیسائیوں نے صلح کی درخواست کی آخر کار رملہ اور کچھ اور علاقے عیسائیوں کے حوالہ کرنے کی شرط پر صلح ہوگئی اور عادل مصر واپس آ گیا۔

پھر عیسائیوں نے حماۃ پر حملہ کیا اور وہاں کے حکمران ناصر الدین محمد کو شکست دی، کچھ دن حماۃ میں گذارنے کے بعد عیسائی لشکر واپس چلا گیا۔

ارمن:......جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ ارمنوں کے بادشاہ ابن لیون ۶۰۲ھ میں حلب پر حملہ کیا اور اس کو تباہ و برباد کر دیا اور پھر مسلسل حملہ کرنے لگا چنانچہ حلب کے حکمران ظاہر نے فوج جمع کی اور حلب سے پانچ فرسخ کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالا، اس کے ہراول دستے کی قیادت میمون القصری کر رہا تھا جو سلطان صلاح الدین مرحوم کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھا، اس کے باپ کا چونکہ مصر کے قصر خلفاء سے گہرا تعلق تھا لہذا اس کی نسبت اس قصر کی طرف بھی کی جاتی ہے۔

ارمنوں کی کامیابی:......حلب کی نسبت آرمینیہ کا راستہ بہت دشوار گذار اور تنگ پہاڑی دروں پر مشتمل تھا جبکہ ابن لیون حلب کے قریب اس کے سرحدی قلعے دربساک کے پاس پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا لہذا ظاہر نے اس قلعے کے لئے بھی کمک بھیجی اور میمون القصری کو بھی وہاں فوج بھیجنے کا حکم دیا اور خود تھوڑی سی فوج کے ساتھ اکیلا رہ گیا، صورت حال سے آگاہ ہوتے ہی ابن لیون نے میمون القصری کے لشکر پر حملہ کیا اور مسلمانوں کو زبردست نقصان پہنچایا اور ان کے چھوڑے ہوئے ساز و سامان پر قبضہ کر لیا، واپسی پر قلعہ دربساک کی طرف بھیجی جانے والی کمک بھی دیکھی اور ان پر حملہ کر کے ان کے ساز و سامان پر بھی قبضہ کر کے ارمنوں کی فوج واپس اپنے قلعوں میں جا پہنچی۔

اوحد نجم الدین کی فتوحات:......دوسری طرف عادل نے میافارقین کو فتح کرتے ہی اپنے بیٹے اوحد نجم الدین کو وہاں کا حکمران بنا دیا چنانچہ نجم الدین نے خلاط کے کئی قلعوں کو فتح کر لیا اور پھر ۶۰۳ھ میں خلاط پر حملہ کیا، خلاط کی حکومت اس وقت شاہ ارمن کے آزاد کردہ غلام بلبان کے پاس تھی۔

چنانچہ بلبان کو شکست دے کر نجم الدین میافارقین واپس آیا اور وہاں بھی انہیں شکست دی، ۶۰۴ھ میں اس نے سوس بھی فتح کر لیا انہی دنوں ملک عادل نے اس کے لئے کمک بھیجی لہذا مددگار فوج کو ساتھ لے کر نجم الدین خلاط کی طرف روانہ ہوا، بلبان دوبارہ مقابلہ پر آیا لیکن نجم الدین نے اس کو شکست دے کر خلاط کا محاصرہ کر لیا۔

بلبان کا قتل:......بلبان نے ارزن الروم کے حکمران طغرل شاہ سے مدد طلب کی، لہذا وہ اپنی فوجیں لے کر آیا چنانچہ ان دونوں نے نجم الدین کو شکست دی اس کے بعد تلبوس پہنچے اور محاصرہ کر لیا، لیکن اسی دوران طغرل شاہ نے غداری کا ثبوت دیتے ہوئے بلبان کو قتل کر دیا اور خلاط کی طرف روانہ ہوا لیکن اہل خلاط نے اس کو بھگا دیا پھر وہ ملاذ کرد کی طرف گیا لیکن وہ بھی فتح نہ ہو سکا لہذا وہ واپس چلا گیا۔

خلاط کی فتح:......ادھر اہل خلاط نے نجم الدین کو حکومت کرنے کے لئے بلایا، لہذا اس نے خلاط پر قبضہ کر لیا آس پاس کے حکمران خوف زدہ ہو گئے اور اس پر حملے کرنے لگے لیکن چونکہ خلاط ہاتھ سے نکل جانے کا خطرہ تھا لہذا یہ ان کے مقابلہ کے لئے باہر نہ آیا جبکہ فوج کے ایک حصہ نے وان نامی قلعہ پر قبضہ کر لیا یہ وہاں کا سب سے طاقتور اور بڑا قلعہ تھا اس قلعے کی فتح کے بعد فوج کے اس حصہ نے بغاوت کر دی، ایک اور بڑا گروپ بھی ان کے ساتھ آملا لہذا انہوں نے بڑھ کر ارجیش کو بھی فتح کر لیا۔

نجم الدین نے خلاط کی حفاظت کے لئے فوجی مدد منگوائی جب کہ اس کا بھائی اشرف موسیٰ حران کی طرف چلا گیا پھر ملاذ کرد کے حالات ٹھیک کرنے کے لئے جب نجم الدین ملاذ کرد گیا تو اس کی غیر موجودگی میں اہل خلاط نے اس کی فوجوں کو باہر نکال دیا جب کہ اس کے اراکین کو قلعے میں قید کر دیا اور بنو شاہرین کے لئے نعرے بازی شروع کر دی۔

اہل خلاط کی گوشمالی:......واپسی میں چونکہ اس کو الجزیرہ کی فوج کی مدد بھی حاصل ہو چکی تھی لہذا نجم الدین کی طاقت بڑھ گئی لہذا اس نے دوبارہ

خلاط کا محاصرہ کرلیا ادھر اہل خلاط میں اختلاف ہوگیا لہذا اس نے باآسانی خلاط پر حملہ کردیا اور خوب قتل عام کیا اور ان کے افسران کو گرفتار کیا اس کے بعد اہل خلاط نے اطاعت کا اظہار کیا اور ایوبی گھرانے کی حکومت کے آخر تک اس حکومت کے فرمانبردار رہے۔

انگریزوں کا حملہ:......۶۰۴ھ میں شام کے عیسائیوں نے دوبارہ حملے شروع کردیئے چونکہ عیسائی قسطنطنیہ کو فتح کرکے وہاں اپنی حکومت کا سکہ جما چکے تھے لہذا انہوں نے طرابلس اور حصن الاکراد سے نکل کر حمص اور آس پاس کے علاقوں میں لوٹ مار شروع کردی تھی چونکہ حمص کا حکمران شیر کوہ بن محمد بن شیر کوہ ان علاقوں کی تنہا حفاظت نہ کرسکتا تھا لہذا اس نے حلب کے ظاہر سے مدد مانگی چنانچہ ظاہر نے اپنی فوجیں روانہ کیں۔

جبکہ دوسری طرف قبرص کے عیسائیوں نے مصری بیڑے پر حملہ کیا اور اس کے بعض حصوں پر قبضہ کرلیا اور کچھ لوگوں کو گرفتار کرلیا چنانچہ ملک عادل نے عکا کے حکمران کے پاس احتجاجی خط بھیجا کہ یہ معاہدہ کی خلاف ورزی ہے لیکن اس نے معذرت کی اور کہا کہ چونکہ قبرص کے عیسائی قسطنطنیہ کی حکومت کے ماتحت ہیں لہذا وہ کچھ نہیں کرسکتا۔

ملک عادل کی روانگی:......لہذا ملک عادل اپنا لشکر لے کر عکا پہنچا، عکا کے حکمران نے مسلمان قیدیوں کو رہا کردیا اور ملک عادل سے صلح کرلی، اس کے بعد عادل حمص روانہ ہوگیا وہاں اس نے بحیرہ قدس کے قریب واقعہ القلعتین نامی قلعہ پر حملہ کیا اور اسے فتح کرلیا جب کہ قلعہ کے حکمران کو رہا کردیا اور خوب مال غنیمت حاصل کرنے کے بعد اس علاقہ کو تباہ و برباد کردیا پھر اس نے طرابلس پر حملہ کیا اور بارہ دن مسلسل تباہی پھیلاتا رہا پھر بحیرہ قدس واپس آگیا، انگریزوں نے صلح کی کوشش کی لیکن عادل نہ مانا، اتنے میں سردیوں کا موسم آگیا لہذا عادل نے الجزیرہ کے لشکر کو واپسی کی اجازت دے دی اور حمص کے حکمران کی مدد کے لئے ایک زبردست فوج چھوڑ کر خود دمشق جاکر سردیاں گذاریں۔

اہل خلاط کی دوبارہ گوشمالی:......خلاط کی فتح کے بعد نجم الدین نے کرجوں پر حملہ شروع کردیا، پھر ۶۰۵ھ میں ارجیش کی طرف حملہ آور ہوئے اور اس کا محاصرہ کرلیا اور جنگ کے بعد اس کو فتح کرلیا، نجم الدین اہل خلاط کی بغاوت کے ڈر سے ان کے مقابلے پر آنے سے کتراتا رہا لیکن جب تنگ آکر نجم الدین جیسے ہی خلاط سے باہر نکلا تو فوراً اہل خلاط نے بغاوت کردی جیسا کہ ہم تحریر کرچکے ہیں۔

پھر ۶۰۹ھ میں کرجوں نے خلاط کا محاصرہ کرلیا لیکن نجم الدین نے اس مرتبہ نہ صرف جنگ کی بلکہ انہیں شکست بھی دی اور ان کے بادشاہ کو گرفتار کرلیا لیکن پھر چند شرائط کے ساتھ صلح ہوگئی اور بادشاہ کو رہا کردیا گیا۔

صلح کی شرائط:......بادشاہ کی رہائی کے لئے جو شرائط لگائی گئیں تھیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ایک لاکھ دینار فدیہ ادا کرے ۲۔ مسلمانوں کے پانچ ہزار قیدی رہا کردیئے جائیں ۳۔ جنگ بندی اور صلح کا معاہدہ کیا جائے ۴۔ کرجوں کا بادشاہ اپنی بیٹی کی شادی نجم الدین کے ساتھ کردے۔ چنانچہ ان شرائط کے ساتھ صلح ہوگئی۔

سنجار:......جیسا کہ ہم پہلے تحریر کرچکے ہیں کہ سنجار کے حکمران قطب الدین اور موصل کے حکمران نورالدین کو ایک دوسرے سے سخت نفرت تھی جبکہ ۶۰۵ھ میں موصل کے حکمران نورالدین نے اپنی بیٹی کی شادی ملک عادل کے بیٹے سے کردی تھی لہذا ان کے تعلقات خوشگوار اور مضبوط ہوگئے تھے لہذا اس کے اراکین نے اس کو بہکایا کہ جزیرہ ابن عمر اور اس کی حکومت کے حصول کے لئے ملک عادل کی مدد کرے کیونکہ اس علاقہ پر اس کے چچازاد بھائی سنجار شاہ ابن غازی کی حکومت تھی اور اس کے فتح کے بعد سنجار سارا موصل میں شامل ہوجائیگا اور پھر جیسے ہی عادل سنجار کو فتح کرے گا تو اس کی حکومت بھی اس کے پاس آجائیگی۔

عادل نے اس رائے کو قبول کیا کیونکہ وہ خود بھی سمجھتا تھا کہ یہ موصل پر قبضہ کا بہترین ذریعہ ہے لیکن اس نے نورالدین سے کہا کہ جب قطب الدین اس علاقے پر قبضہ کرے گا تو یہ علاقہ اس کے بیٹے یعنی قطب الدین کے داماد کی حکومت میں شامل ہوگا۔

خابور کی فتح:......پھر ۶۰۶ھ میں عادل روانہ ہوا اور خابور پر حملہ کرکے اسے فتح کرلیا اس فتح کے بعد نورالدین کو اس بات کا احساس ہوا کہ وہ عادل کو

نہیں روک سکتا لہٰذا وہ پچھتایا اور محاصرے اور مقابلے کی تیاریاں کرنے لگا لیکن اس کے اراکین نے اس کو مشورہ دیا کہ اگر اس نے عادل کے خلاف بغاوت کی تو وہ سب سے پہلے اسی پر حملہ کرے گا۔

اس کے بعد عادل نے نصیبین پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر لیا اس کے بعد قطب الدین کے باپ کے آزاد کردہ غلام امیر احمد بن برتقش نے سنجار کی حفاظت کا انتظام شروع کر دیا جبکہ نور الدین اپنے بیٹے القاہر کی سربراہی میں عادل کی کمک پر لشکر بھیجنے کی تیاریاں کرنے لگا۔

عادل سے قریبی تعلق اور اس کے دربار میں رسوخ کی وجہ سے قطب الدین نے اپنے بیٹے مظفر الدین کو اپنی سفارش کے لئے عادل کے پاس بھیجا لیکن عادل نے اس کی سفارش قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

جوابی تیاری:......سفارش ٹھکرائے جانے کے بعد قطب الدین نے نور الدین کو عادل کے خلاف اتحاد کی دعوت دی، نور الدین نے یہ دعوت قبول کر لی لہٰذا وہ اپنے لشکروں کے ساتھ موصل پہنچا اور نور الدین سے ملا، پھر اس نے حلب کے حکمران الظاہر اور اس کے علاوہ روم کے حکمران کیخسرو سے بھی مدد مانگی چنانچہ انہوں نے عادل کو پیغام بھجوایا کہ یا تو عادل صلح کر لے اور سنجار کے حکمران کو برطرف نہ کرے یا پھر وہ سب مل کر اس پر حملہ کریں گے ،اس کے علاوہ انہوں نے عباسی خلیفہ الناصر کے پاس بھی پیغام بھجوایا کہ عادل کو جنگ سے روکیں لہٰذا خلیفہ نے اپنے استاد اور خاص آزاد کردہ غلام قباش کو اس کام کے لئے عادل کے پاس بھیجا، عادل نے بظاہر تو اس تجویز کو مان لیا لیکن شرائط کے بارے میں ٹال مٹول کرتا رہا۔

صلح:......لیکن پھر اس نے صرف اس شرط پر جنگ روکی کہ وہ سنجار پر حملہ نہیں کریگا لیکن اس کے علاوہ جتنے علاقے وہ فتح کر چکا ہے وہ سب اس کی حکومت میں باقی رہیں گے چنانچہ صلح ہوگئی حلف اٹھایا گیا اور سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس چلے گئے۔

اسامہ کی گرفتاری:......پھر ۶۱۰ھ میں معظم عیسیٰ نے اپنے باپ ملک عادل کے حکم پر امیر اسامہ کو گرفتار کر لیا اور اس کے ماتحت قلعوں کوکب اور عجلون پر قبضہ کر لیا ان دونوں اور ان کے علاوہ ایک اردن نامی قلعے کو بھی اس نے تباہ کر دیا اور ان کے بدلے عکا کے قریب جبل الطور پر ایک قلعہ بنوا کر اس میں ساز وسامان اور افواج کو بھر دیا۔

غازی الظاہر کی وفات:......پھر جمادی الثانی ۶۱۳ھ میں حلب، منبج اور شام کے بہت سے علاقوں کا حکمران سلطان صلاح الدین ایوبی کا بیٹا غازی الظاہر وفات پا گیا، یہ انتظامی معاملات میں بہت مہارت رکھتا تھا، قاضیوں سے بہت اچھا سلوک کرتا اور مال و دولت جمع کرنے کا بہت شوقین تھا دشمن سے سخت انتقام لیا کرتا تھا اپنے چھوٹے بیٹے محمد بن الظاہر کو تین سال کی عمر میں اپنا ولی عہد بنا لیا تھا اس کا بڑا بیٹا چونکہ ملک عادل کی بیٹی کو پسند کرتا تھا لہٰذا اس نے اپنے بیٹے کو ولی عہد نہ بنایا۔

اس کے علاوہ اس نے اپنے چھوٹے بیٹے اور ولی عہد محمد کا لقب غیاث الدین العزیز رکھا، اس کے نگران کے طور پر طغرل کا تقرر ہوا اور اس کا لقب شہاب الدین رکھا گیا چونکہ شہاب الدین بہت شریف النفس اور نیک آدمی تھا لہٰذا اس نے ظاہر کے بیٹے کی بہت اچھی طرح تربیت کی اور بہترین طریقے سے ملک کا انتظام سنبھالا۔

یمن:......جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں کہ ۵۹۹ھ میں یمن کا حکمران سلیمان بن المظفر نامی ایک شخص بنا تھا اور ناصر کی ماں نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا تھا لہٰذا یہ اپنی بیوی سے بہت برے طریقے سے پیش آیا اور خود مختار حکمران بن گیا اور رعایا پر ظلم وستم شروع کر دیئے اسی طرح یہ تیرہ سال تک حکومت کرتا رہا لیکن پھر ملک عادل کے ساتھ اس کے تعلقات خراب ہو گئے لہٰذا یہ اس کا مخالف ہو گیا، یہ اپنے خطوں کی ابتدا اس طرح کیا کرتا تھا جیسا کہ قرآن کریم کی آیت ہے: انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، (ترجمہ) یہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اللہ کے نام سے شروع ہو رہا ہے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

سلیمان کی گرفتاری:......صورتحال سے آگاہ ہو کر عادل نے اپنے بیٹے کامل کو یمن پر حملہ کرنے کا حکم دیا لہٰذا اس نے اپنے بیٹے مسعود یوسف کی زیر

نگرانی ۶۱۲ھ میں ایک لشکر یمن کی طرف بھیجا، مسعود نے پہنچتے ہی یمن پر قبضہ کرلیا اور اس حکمران سلیمان شاہ کو گرفتار کر کے مصر بھیج دیا اس کے بعد سلیمان وہیں رہا حتیٰ کے عیسائیوں کے خلاف لڑتے ہوئے ۶۴۹ھ میں دمیاط میں شہید ہوا۔

مسعود کی حکومت:...... جب کہ دوسری طرف مسعود بن کامل بن ملک عادل کافی عرصہ یمن ہی میں رہا پھر ۶۱۹ھ میں حج کے لئے گیا تو اپنے باپ ملک کامل کے جھنڈوں کو خلیفہ کے جھنڈوں سے آگے رکھا خلیفہ نے کامل سے شکایت کی، کامل نے بذریعہ خط اسے ڈانٹا اور کہا کہ تمہاری توجہ دین اور دنیا دونوں سے ہٹ گئی ہے، مسعود نے معافی مانگ لی لہذا کامل نے اسے معاف کردیا۔

مسعود کی وفات:...... پھر ۶۲۶ھ میں اس نے بنوحسن کے گھرانے سے تعلق رکھنے والے بنوادریس بن مطاعن کے سردار حسن بن قتادہ پر حملہ کیا اور مکہ مکرمہ کی حکومت پر قبضہ کرلیا اور وہاں اپنا حکمران مقرر کر کے یمن واپس آ گیا اور اسی سال اس کا انتقال ہو گیا۔

اس کے بعد اس کا استاد دار علی بن رسول یمن کا حکمران بنا، اس نے بظاہر مسعود کے بیٹے اشرف موسیٰ کو یمن کا حکمران بنایا تھا لیکن اس کے آڑ میں وہ خود حکومت کیا کرتا تھا پھر اس کی وفات کے بعد خود مختار حکمران بن گیا اور پھر یہ سلسلہ چل نکلا اور یکے بعد دیگرے اس کی اولاد کی حکومت قائم ہو گئی جیسے کہ ہم آگے چل کر تحریر کریں گے، انشاءاللہ۔

دمیاط کی جنگ:...... شمالی علاقے میں موجود بحیرۂ روم کے دوسری طرف سلطنت رومہ کا عیسائی حکمران انگریزوں کا سب سے بڑا بادشاہ تھا، تمام عیسائی حکمران اس کے اطاعت گذار تھے اسے جب شامی ساحلوں پر رہنے والے عیسائیوں پر مسلمانوں کے غلبے کی اطلاع ملی تو اس نے عیسائیوں کو ان کی مدد پر ابھارا اور خود بھی فوجیں بھیجنے کا انتظامات کرنے لگا اس کے علاوہ اس نے دوسرے عیسائی بادشاہوں سے بھی کہا کہ یا تو خود لشکر لے کر نکلیں یا اپنی فوجیں بھیجیں، لہذا چاروں طرف سے عیسائی فوجیں عکا کے عیسائیوں کی مدد کے لئے روانہ ہوئیں اور ۶۱۴ھ میں شام کے ساحل پر جا پہنچیں۔

صورتحال کی سنگینی کے پیش نظر ملک عادل مصر سے رملہ کی طرف روانہ ہوا، ادھر عیسائی فوجوں نے بھی اس کو روکنے کے لئے حرکت کی لہذا عادل نابلس کی طرف چلا گیا تا کہ اپنے ماتحت علاقوں میں پہنچ کر ان کے دفاع کا بندوبست کر سکے، لیکن عیسائی فوجیں اس سے پہلے جا پہنچیں لہذا مجبوراً عادل کو اردن میں جیسان نامی جگہ پر پڑاؤ ڈالنا پڑا۔

عیسائیوں کا حملہ:...... چنانچہ اسی سال شعبان کے مہینے میں عیسائی حملہ آور ہوئے، چونکہ عادل کے پاس فوج بہت کم تھی لہذا یہ جنگ سے دامن بچاتے ہوئے دمشق آ پہنچا اور مرج الصفر میں جنگ کی تیاری کی اور اپنی مدد کے لئے ادھر ادھر سے فوجیں بھی جمع کیں۔

عیسائیوں کی ریشہ دوانیاں:...... جبکہ اس کے پیچھے عیسائیوں نے بیسان پر حملہ کیا وہ تین دن بیسان میں رہے اور بیسان اور بانیاس کے درمیان کا سارا علاقہ تباہ و برباد کردیا اور مسلمانوں کو قیدی بنالیا اور پھر عکا واپس چلے گئے پھر صور کی طرف روانہ ہوئے اور صیدا کو لوٹ لیا، بانیاس سے دو فرسخ کے فاصلے پر شقیف تھا یہاں بھی لوٹ مار کی اور عید الفطر کے بعد یہ عیسائی لشکر دوبارہ عکا آ پہنچا۔

الطّور سے واپسی:...... اس کے بعد انہوں نے عکا کے قریب پہاڑی کی چوٹی پر واقع الطّور نامی قلعے کا محاصرہ کرلیا جسے حال ہی میں عادل نے بنوایا تھا لیکن یہاں کچھ عیسائی مارے گئے چنانچہ یہاں سے عیسائی لشکر واپس چلا گیا، عیسائیوں کے واپس جاتے ہی عادل نے اپنے بیٹے معظم عیسیٰ کو الطّور کی طرف بھیجا معظم نے جاتے ہی قلعے کو تباہ و برباد کردیا تا کہ عیسائیوں کے ہاتھ کچھ نہ آ سکے۔

دمیاط روانگی:...... اس کے بعد عیسائی لشکر عکا کی طرف سمندری راستے سے روانہ ہوا اور صفر کے مہینے میں دمیاط کے ساحل پر لنگر ڈال دیئے، دمیاط سے پہلے صرف دریائے نیل تھا جہاں ایک بہت بڑا اور مضبوط برج بنا ہوا تھا اس برج سے دمیاط کی فصیل تک لوہے کی زنجیریں لگی ہوئی تھیں تا کہ نمکین پانی کے جہاز اور کشتیاں دریا کے راستے مصر میں داخل نہ ہوسکیں چنانچہ عیسائیوں نے لنگر انداز ہوتے ہی اپنے چاروں طرف خندق کھودلیں اور فصیلیں بھی بنالیں اور پھر دمیاط کا محاصرہ شروع کردیا اس میں محاصرے کے لئے استعمال ہونے والے ہر طرح کے آلات استعمال کئے۔

اسلامی فوجوں کی روانگی:......ادھر عادل نے اپنے بیٹے کامل کو روانگی کا حکم دیا لہٰذا وہ مصر سے مسلمانوں کی فوجیں لے کر روانہ ہوا اور دمیاط کے پاس عادلیہ نامی جگہ پر پڑاؤ ڈالا، عیسائیوں نے برج پر قبضہ کے لئے جنگ شروع کر دی آخر کار چار مہینے کی طویل جنگ کے بعد عیسائیوں نے اس برج پر قبضہ کرلیا، اس طرح انہیں دمیاط پہنچنے کے لئے دریائے نیل میں داخل ہونے کا راستہ ہاتھ آ گیا۔

سمندری مزاحمت:......اس کے بعد کامل نے عیسائیوں کی روک تھام کے لئے زنجیروں کے بجائے ایک پل بھی تعمیر کروایا لیکن عیسائی زبردست جنگ کے بعد اس رکاوٹ کو دور کرنے میں کامیاب ہوگئے چنانچہ کامل نے کشتیوں میں پتھر بھروا کر نیچے سوراخ کروا دیئے تاکہ عیسائی جہاز دریائے نیل میں داخل نہ ہوسکیں، یہ دیکھ کر عیسائیوں نے خلیج ارزق کا راستہ اختیار کیا جہاں کبھی پرانے دور میں دریائے نیل بہا کرتا تھا انہوں نے پل کو بھی تباہ کر دیا اور ایسا انتظام کیا کہ دریائے نیل کے پرانے راستے میں بھی سمندر تک پانی آ گیا چنانچہ اسی ذریعہ سے وہ اپنے جہاز جہزہ میں ربوہ نامی جگہ تک لے آئے تاکہ مسلمانوں سے جنگ کرسکیں کیونکہ مسلمان فوج یہاں سے بالکل سامنے تھی لیکن پھر بھی یہ دمیاط تک نہ پہنچ سکے، لہٰذا انہوں نے اپنے جہازوں سے ہی جنگ شروع کر دی لیکن اس طرح بھی انہیں کامیابی نہ ہوئی کیونکہ مسلمانوں کو مسلسل کمک مل رہی تھی اور بیچ میں دریائے نیل بھی تھا۔

اختلاف:......انہی دنوں مسلمانوں کو ملک عادل کے انتقال کی اطلاع ملی اس اطلاع سے مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو گیا، فوج کا سپہ سالار عماد الدین احمد بن سیف الدین علی بن المشطوب الہکاری عادل کے چھوٹے بیٹے فائز کو بادشاہ بنانا چاہتا تھا، یہ اطلاع ملتے ہی کامل میدان جنگ کے قریب اشمون طناح نامی مقام پر جا پہنچا اس کی آمد کی اطلاع ملتے ہی مسلمان لشکر میدان جنگ چھوڑ کر کامل کے پاس آ گیا اور وہاں عیسائیوں نے قبضہ کرلیا اور دریائے نیل کو پار کر کے دمیاط کے پاس خشکی میں آ پہنچے اور یہاں سے مصر کی طرف نقل وحرکت کا آغاز کیا، جبکہ دوسری طرف بدوؤں کی راہزنی کی وجہ سے راستے بہت خطرناک تھے سامان رسد اور کمک بھی ختم ہوگئی تھی جبکہ عیسائی بھی سخت جنگ کر رہے تھے۔

دمیاط پر قبضہ:......دمیاط میں حفاظتی فوج بہت کم تھی لہٰذا مسلمان وہاں سے بھاگنے لگے اور جب محاصرے کی طوالت، خوراک اور ساز وسامان کی کمی سے تنگ آ گئے تو شعبان کے آخر میں ۶۱۶ھ میں انہوں نے دمیاط عیسائیوں کے حوالہ کر دیا، عیسائیوں نے آس پاس کے علاقوں میں لشکر بھیج کر تباہی پھیلائی اور پھر دمیاط کی تعمیر اور مضبوطی میں مصروف ہوگئے۔

ملک عادل کی وفات:......مصر کی حفاظت کے لئے ان کے قریب ہی کامل نے اپنا میدان جنگ بنایا اور دمیاط کی طرف سے عیسائیوں کی جاری کردہ پانی ختم ہونے پر وہاں منصورہ نامی شہر بنوایا۔

جیسے کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ ۶۱۴ھ میں عیسائی فوجوں نے شام پہنچ کر عکا اور بسیان میں عادل سے جنگ کی تھی، لہٰذا اس جنگ کے بعد ملک عادل مرج الصفر چلا آیا پھر عیسائی فوجوں کے دمیاط جانے پر یہ خانقین کی طرف منتقل ہو گیا اور ۷ جمادی الثانی ۶۱۵ھ میں اس کا انتقال ہو گیا، اس وقت اس کی عمر پچھتر سال تھی اور اس نے کل تیئیس سال حکومت کی۔

معظم عیسیٰ نابلس سے آ کر اس کو دمشق لے گیا اور وہیں اس کی تدفین ہوئی اس کے بعد اس کے بیٹے معظم عیسیٰ نے حکومت وجائیداد، مال وزر غرض تمام چیزوں پر قبضہ کرلیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے سات لاکھ دینار نقد اپنے ترکہ میں چھوڑے۔

حکومت کی تقسیم:......ملک عادل صابر، قناعت پسند، نرم مزاج مفید اور ٹھوس رائے رکھنے والا اور بہترین سیاست دان تھا اپنی زندگی ہی میں اس نے ساری حکومت اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دی تھی چنانچہ مصر کا حکمران کامل کو بنایا، جبکہ دمشق، بیت المقدس، طبریہ اور کرک معظم عیسیٰ کے حصے میں آیا، رہا نصیبین اور میافارقین میں شہاب الدین غازی تھا جبکہ جعبر کی حکومت خضر ارسلان شاہ کے ہاتھ آئی۔

بغاوت کا خاتمہ:......عادل کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اپنے علاقے کا خود مختار بادشاہ بن گیا تھا لہٰذا اس کی وفات کی اطلاع ملتے ہی دمیاط کے قریب موجود اسلامی لشکر میں اختلاف ہو گیا تھا جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں، المشطوب نے اس کے بیٹے فائز کو بادشاہ بنانے کی کوشش کی لیکن اتنے میں معظم عیسیٰ

اس معاملہ سے آگاہ ہوکر مصر پہنچ گیا اور مشطوب کو وہاں سے جلاوطن کر دیا اور مشطوب اشرف موسیٰ کے پاس چلا گیا اور اسکی حکومت میں شامل ہو گیا۔

ملک کامل کا عہد

ملک کامل کا دور حکومت: ...... مشطوب کے بعد مصر پر کامل مکمل طریقے سے حکومت کرنے لگا اور معظم اسی سال ذوالحجہ کے مہینے میں واپس بیت المقدس چلا گیا اور صلیبیوں کے خوف سے اس کی فصیلیں تباہ کر دیں، ادھر دمیاط میں صلیبیوں نے قبضہ کیا ہوا تھا اور کامل نے ان کے سامنے فوج اکٹھی کر لی تھی۔

تقی الدین کی فتوحات: ...... پہلے گذر چکا ہے کہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنے بھتیجے تقی الدین کو حماۃ اور اس کے آس پاس کا علاقہ دے دیا تھا اور پھر اسے ۵۵۷ھ میں الجزیرہ بھیج دیا جہاں اس نے حران، رہا، سروج اور میافارقین اور ان سے متعلقہ علاقوں پر قبضہ کر لیا، سلطان نے یہ سب علاقے اسی کے ماتحت کر دیئے۔

اس کے بعد اس نے آرمینیہ کی طرف پیش قدمی کی اور خلاط کے حکمران بکتمر سے لڑ کر اس کا گھیراؤ کر لیا اور اس کے بعد ملاذ کرد کا محاصرہ کیا مگر اسی سال وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔

ناصر الدین منصور: ...... اس کے بعد اس کا بیٹا ناصر الدین اس کا جانشین بنا، اس کا لقب منصور تھا سلطان نے اس سے الجزیرہ کے علاقے واپس لے کر اپنے بھائی عادل کو ان کا حکمران بنا دیا البتہ ناصر کے پاس حماۃ اور اس کے علاقے موجود رہے اور وہ ان پر حکومت کرتا رہا اور پھر صلاح الدین اور ملک عادل کے انتقال کے بعد ۶۱۷ھ میں اس کی وفات ہوئی، اس نے اٹھائیس سال حکومت کی، اس کا ولی عہد بیٹا مظفر، مصر میں عادل کے پاس اور دوسرا بیٹا قلیج ارسلان اپنے ماموں معظم عیسیٰ کے پاس نظر بند تھا چنانچہ حماۃ کے ارکان سلطنت سے معظم نے اسے مانگا تو اس نے زرتاوان کا مطالبہ کر دیا۔

قلیج ارسلان بن منصور: ...... چنانچہ اس کے مطالبہ پر تاوان ادا کر کے اسے حماۃ لایا گیا اور وہاں کا حکمران مقرر کر دیا گیا اور اس کا لقب ناصر رکھا گیا اس کے اصل ولی عہد یعنی اس کا بھائی حماۃ پہنچا تو اہل حماۃ نے اس کو حکومت دینے سے انکار کر دیا اور اس سے جنگ بھی کی چنانچہ وہ معظم کے پاس چلا گیا اور وہاں سے حماۃ میں رابطے کر کے اپنے لئے سازگار ماحول بنانے کی کوشش کرتا رہا مگر جب اسے لفٹ نہیں ملی تو وہ واپس مصر چلا گیا۔

طغرل اور چغلخور: ...... پہلے گذر چکا ہے کہ حلب اور منبج کا حکمران ظاہر بن صلاح الدین کا ۶۱۳ھ میں انتقال ہو گیا تھا اور اسکا چھوٹا بیٹا محمد العزیز غیاث الدین حکمران بنا اس کا نگران ظاہر کا آزاد کردہ غلام شہاب الدین طغرل تھا جو کہ ایک نیک اور منصف مزاج شخص تھا وہ رعایا کے مال کا محافظ اور پکے کانوں کا تھا کسی کی چغلخوری نہیں سنتا تھا مگر دو بدمعاش شخص ملک ظاہر سے چغلخوری کرتے تھے جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی تھے اس لئے اس نے اپنے دربار سے چغلخوروں اور برے لوگوں کو نکلوا دیا اس میں یہ دو شخص بھی تھے اور عوام میں ان کی عزت نہیں رہی تھی اس لئے یہ لوگ رومی علاقوں کی طرف چلے گئے۔

چغلخوروں کی شرارت: ...... یہ دونوں چغل خور جب روم پہنچے تو وہاں کے حکمران کیکاؤس کو بھڑکایا کہ وہ حلب اور اس کے متعلقہ علاقوں کو فتح کر لیں مگر کیکاؤس کی رائے یہ تھی کہ حلب اس وقت تک اس کے قبضہ میں نہیں آسکتا جب تک کہ بنوایوب کا کوئی شخص انکے ساتھ نہ ہو، اس وقت سلطان صلاح الدین کا بیٹا افضل سمیساط میں تھا اور یہ اپنے چچا عادل اور بھائی ظاہر سے ناراض ہو کر کیکاؤس کا فرمانبردار بن گیا تھا کیونکہ ان لوگوں نے اس کے کچھ علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا لہذا کیکاؤس نے اسے بلوایا، حلب پر قبضہ کرنے میں مدد کے لئے تیار کیا اور یہ وعدہ کیا کہ حلب میں افضل کی ماتحت حکومت بنے گی مگر خطبہ اور سکہ کیکاؤس کا ہوگا اور اس کے بعد ملک اشرف کے علاقوں الجزیرہ حران اور رہا پر قبضہ کریں گے اور وہاں پر بھی اسی طرز کی حکومت ہوگی۔

افضل اور کیکاؤس کا اتحاد:......چنانچہ شرائط طے ہونے کے بعد یہ سب لوگ فوج اکٹھی کر کے ۶۱۵ھ میں روانہ ہوئے اور قلعہ رعبان فتح کر لیا اور یہ افضل کے کنٹرول میں آ گیا اس کے بعد قلعہ تل باشر کو اس کا حکمران ابن بدرالدین الباروقی سے چھین لیا اس سے پہلے اس کا محاصرہ کیا ہوا تھا مگر یہ قلعہ کیکاؤس نے اسے اپنے کنٹرول میں رکھا اس وجہ سے افضل اور اس کی فوج میں ایک طرح کی بے چینی پیدا ہو گئی۔

طغرل حلب کے قلعہ میں:......ملک افضل کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ کیکاؤس حلب پر اس طرح دھوکہ کریگا، ادھر حلب کا نگران حکمران شہاب الدین طغرل حلب کے قلعہ میں مقیم رہا اور اسے ایک سیکنڈ کے لئے بھی نہیں چھوڑا کیونکہ قلعہ ہاتھ سے جانے کا خطرہ تھا۔

ملک اشرف کی پیش قدمی:......اتنے میں یہ خبر الجزیرہ اور خلاط کے حکمران ملک اشرف کے پاس بھی پہنچ گئی کہ حلب والے کسی دوسرے کی اطاعت کرنے والے ہیں اور خطبہ اور سکہ بھی اسی قابض کا ہوگا اور وہ اپنے من پسند علاقے پر حاکم بھی بنے گا، یہ سن کر ملک اشرف نے جنگی تیاری کی اور روانہ ہو گیا اس کے ساتھ عرب کے دوسرے قبائل بنو طے وغیرہ کی افواج بھی تھیں امیر لشکر اس کا خادم نافع تھا چنانچہ ملک اشرف نے حلب کے باہر پڑاؤ ڈالا۔

ملک اشرف کی فتح مندی:......ادھر کیکاؤس اور افضل کی افواج تل باشر سے منبج کی طرف بڑھیں ملک اشرف بھی ان کے مقابلہ پر روانہ ہوا اس کا ہراول دستہ عرب قبائل کی افواج پر مشتمل تھا جس نے کیکاؤس کے ہراول دستہ کو شکست دے دی چنانچہ جب یہ شکست خوردہ افواج کیکاؤس کی طرف بڑھیں تو وہ الٹے پاؤں اپنے ملک بھاگ گیا اس کے بعد ملک اشرف نے پیش قدمی کر کے قلعہ رعبان اور تل باشر پر بھی قبضہ کر لیا اور وہاں جو کیکاؤس کی افواج تھیں انہیں گرفتار کر لیا مگر بعد میں رہا کر دیا پھر جب یہ قیدی کیکاؤس کے پاس گئے تو اس نے انہیں ایک عمارت میں بند کر کے عمارت سمیت زندہ جلا دیا۔

ملک اشرف نے یہ علاقہ شہاب الدین طغرل کے حوالہ کر دیئے، اس نے کیکاؤس کے تعاقب میں بلاد روم جانے کا پروگرام بنالیا تھا مگر اسے ملک عادل کے انتقال کی اطلاع ملی تو وہ واپس چلا گیا۔

موصل میں خانہ جنگیوں کے احوال:......ہم پہلے زنگی خاندان کے احوال میں تحریر کر چکے ہیں کہ موصل کا حاکم عزالدین مسعود ۶۱۵ھ میں وفات پا گیا تھا اس کا جانشین اس کا بیٹا نورالدین ارسلان بنا، اس کا نگران اس کے والد کا آزاد کردہ غلام نورالدین لولؤ بنا اور سلطنت کا منتظم اعلیٰ بھی یہی تھا۔

عمادالدین کی بغاوت:......عزالدین کے بھائی عمادالدین کے کنٹرول میں قلعہ صغد اور سوس کے علاقے تھے جو کہ اصل میں موصل کے ماتحت تھے مگر عزالدین کی وصیت کے مطابق اسے دے دیئے گئے تھے چنانچہ عزالدین کی وفات کے بعد اس نے حکومت کا دعویٰ کر کے عمادیہ پر قبضہ کر لیا، اربل کے حکمران مظفرالدین کوکبری نے اس کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

ملک اشرف کی کوشش:......یہ صورت حال دیکھ کر نورالدین لولؤ نے ملک اشرف سے رابطہ کر کے اطاعت کا پیغام دے دیا اس وقت وہ کیکاؤس کے افواج سے حلب کے نزدیک نبرد آزما تھا چنانچہ ملک اشرف نے اس کی اطاعت قبول کر کے اس سے دشمنوں کے برخلاف مدد کرنے کا وعدہ کر لیا، اس نے مظفرالدین کو لکھا اور معاہدے کی خلاف ورزی پر خوب لعن طعن کی۔

ملک اشرف نے اسے حکم دیا کہ وہ موصل کے مقبوضہ علاقے واپس کر دے ورنہ وہ خود آگے بڑھ کر کارروائی کرے گا، اس نے یہ بھی لکھا کہ وہ آپس کا جھگڑا چھوڑ کر صلیبیوں کے خلاف جہاد میں حصہ لے مگر مظفرالدین نے اس کی ہدایات پر عمل نہیں کیا، ادھر ماردین، کیفا اور آمد کے حکمرانوں نے بھی اس کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

فریقین کی صلح:......ادھر نورالدین لولؤ نے اپنی افواج عمادالدین کے مقابلہ پر بھیج دیں چنانچہ انہوں نے عمادالدین کو شکست دے دی اور وہ بھاگ کر مظفر کے پاس اربل میں پہنچ گیا اس کے بعد خلیفہ ناصر اور ملک اشرف کے سفیر آئے اور انہوں نے دونوں گروہوں کے درمیان صلح کرا دی چنانچہ

دونوں نے پاسداری کی قسمیں کھائیں۔

مظفر الدین کا الائنس:...... مگر کچھ عرصہ کے بعد عماد الدین نے پیش قدمی کر کے قلعہ کواشی پر قبضہ کر لیا چنانچہ لولو نے ملک اشرف کو حلب میں پیغام دیا اور ان سے فوجی مدد مانگی لہذا وہ دریائے فرات عبور کر کے حران پہنچ گیا، اسی دوران مظفر الدین نے آس پاس کے حکمرانوں کو اس بات پر تیار کر لیا کہ وہ کیکاؤس کی اطاعت قبول کر لیں اور اس کے نام کا خطبہ پڑھوائیں، مظفر الدین ملک اشرف کا بڑا دشمن تھا منبج اس سے چھیننے کے سلسلے میں اس کا مخالف تھا جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

اس نے ملک اشرف کے لشکر میں شامل بعض امراء و حکام کو بھی ورغلایا اور انہیں ساتھ ملانے کی کوشش کی چنانچہ احمد بن علی مشطوب اور عز الدین محمد حمیری ملک اشرف سے علیحدہ ہو گئے اور ماردین کے ماتحت علاقے دنیسر پہنچ گئے اور یہاں اس فوج میں شامل ہو گئے جو ملک اشرف کے موصل جانے میں رکاوٹ تھی۔

ادھر ملک اشرف نے بھی کیفا و آمد کے حکمران کو ساتھ ملا لیا اور اسے جنین کا شہر اور جودی پہاڑ کا علاقہ دے کر یہ وعدہ بھی کیا کہ وہ دارا پر قبضہ کرنے کے بعد دارا بھی اسے دے دیگا لہذا کیفا کا حکمران اپنے ساتھیوں سے الگ ہو کر ملک اشرف کا وفادار بن گیا اور کچھ دوسرے حکام بھی اس کی دیکھا دیکھی اسی کے فرمانبردار ہو گئے اس طرح ان چھوٹی چھوٹی حکومتوں کا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا اور سب حکمران اپنے علاقوں کی جانب لوٹ گئے۔

ابن مشطوب کی شکست:...... چنانچہ مجبوراً ابن مشطوب بھی اپنی فوج لے کر اربل کی طرف روانہ ہو گیا پھر جب وہ نصیبین کے پاس سے گذرا تو وہاں کی افواج نے اس سے جنگ لڑ کر اسے شکست دیدی، شکست کے بعد اس کی فوج بکھر گئی اور یہ خود بھاگ گیا۔ چنانچہ جب یہ سنجار کے پاس سے گذرا جہاں فرخ شاہ عمر بن زنگی حکمران تھا اس نے ایک دستہ بھیج کر اسے گرفتار کر لیا، چونکہ وہ ملک اشرف کے ماتحت تھا اس لئے اس کو قید کر دیا مگر معافی مانگنے پر چھوڑ دیا اس کے بعد ابن مشطوب بدمعاشوں کا ایک گروپ لے کر بقعاء کی طرف گیا یہ موصل کا علاقہ تھا یہاں پر لوٹ مار کر کے سنجار لوٹ آیا۔

ابن مشطوب کی پٹائی اور محاصرہ:...... ابن مشطوب دوبارہ غارت گری کے لئے روانہ ہوا تو لولو نے اس کی گھات میں فوج کو بٹھا دیا چنانچہ وہاں سے گذرنے پر اس کی خوب پٹائی ہوئی اور یہ شکست کھا کر قلعہ تل اعفر پر قابض ہو گیا اور قلعہ بند ہو گیا، لولو نے ایک ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رہا۔

ابن مشطوب کا انتقال:...... اس کے بعد لولو نے ۱۵ ربیع الآخر ۶۱۷ھ میں قلعہ فتح کر لیا اور ابن مشطوب کو موصل میں قید رکھا پھر اسے اشرف کے پاس بھیج دیا جس نے اسکو حران میں قید کر دیا اور یہ اسی مہینہ میں ۶۱۷ھ میں قید ہی کے دوران مر گیا۔

ماردین پر حملہ اور صلح:...... مخالف اتحاد کے خاتمہ کے بعد ملک اشرف ماردین پر قبضہ کے لئے حران سے روانہ ہوا مگر پھر اس نے ماردین کے حکمران سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ رأس العین کا علاقہ اسے واپس کر دے جو اس نے ہی اس کو دیا تھا اور تیس ہزار دینار تاوان جنگ ادا کرے، اس کے علاوہ کیفا کے حکمران کو قلعہ مورد حوالے کر دے۔

سنجار کے حاکم کا رابطہ:...... اس کے بعد ملک اشرف موصل جانے کے لئے دنیسر سے نصیبین کی جانب آ رہا تھا کہ سنجار کے حکمران کا قاصد اس سے آ کر ملا اور کہا کہ وہ سنجار تمہیں دے کر رقہ لینا چاہتا ہے چنانچہ ملک اشرف نے سنجار کے بدلہ میں اسے رقہ کا علاقہ دے دیا چنانچہ یکم جمادی الاولیٰ ۶۱۷ھ کو سنجار پر اشرف قابض ہو گیا اور فرخ شاہ وہاں سے چلا گیا، تبدیلی کی وجہ یہ تھی کہ جب لولو نے اس سے قلعہ تل اعفر چھین لیا تو اس کے ساتھی اسے چھوڑ گئے کیونکہ اپنے سگے بھائی سمیت دوسرے لوگوں سے بدسلوکی کی بناء پر وہ اس سے بدگمان ہو گئے لہذا اب یہ بھی یہاں رہنا نہیں چاہتا تھا۔

اس کے بعد ملک اشرف نے سنجار سے موصل کی طرف پیش قدمی کی اور ۱۹ جمادی الاولیٰ ۶۱۷ھ کو وہاں پہنچ گیا وہاں خلیفہ اور مظفر الدین کے قاصد ین صلح کا پیغام لائے انہوں نے مشورہ دیا کہ عمادیہ کے علاوہ موصل کے وہ تمام قلعے جن پر عماد الدین نے قبضہ کیا تھا عماد لولو کو واپس دے دیں مگر

اس پر بات لمبی ہوگئی اور پھر ملک اشرف نے اربل پر حملہ کرنے کا پروگرام بنالیا مگر کیفا کے حکمران اور دوسرے دوستوں نے سفارش کر کے صلح کرادی لہٰذا قلعے حوالہ کرنے کے لئے مدت مقرر ہوگئی۔

اس کے بعد ۲ رمضان کو عماد الدین، اشرف کے ساتھ قلعوں کی واپسی کے لئے روانہ ہوا، ادھر لولو نے اپنا نائب حکام کو قلعے واپس لینے بھیجا مگر وہاں کی افواج نے قلعے واپس کرنے سے انکار کر دیا اور مدت مقررہ بھی ختم ہوگئی مگر اس دوران عماد الدین نے اشرف کے بھائی شہاب الدین کو سفارش کرنے پر تیار کر لیا اور اسی کی سفارش سے اشرف نے اسے رہا کر دیا اور اس کے قلعہ عقر اور سوس بھی اسے دے دیئے اور لولو نے بھی قلعہ تل خضر واپس کر دیا کیونکہ سنجار کے ماتحت تھا۔

دمیاط پر قبضہ کے بعد:......صلیبیوں نے دمیاط فتح کرنے کے بعد اس کی قلعہ بندی شروع کر دی ادھر ملک کامل مصر لوٹ آیا اور جگہ جگہ فوجی چھاؤنیاں بنادیں اور صلیبیوں کے بالکل سامنے منصورہ کی تعمیر کرائی، کئی سال تک یہی پوزیشن قائم رہی۔

ادھر سمندر پار صلیبیوں کو جب دمیاط پر قبضہ کی اطلاع ملی تو ان کی سرگرمیاں تیز ہوگئیں اور انکو ہر وقت ان کی طرف سے مسلسل امداد آتی رہی مگر کامل اپنی جگہ پر ڈٹا رہا۔

ملک کامل کی امداد طلبی:......پھر وہاں تاتاریوں کے حملوں کی اطلاعات بھی موصل ہونے لگیں اور پتہ چلا کہ وہ لوگ آذربائیجان اور اردان تک پہنچ چکے ہیں چنانچہ مصر وشام کے مسلمانوں کو خوف لاحق ہوگیا لہٰذا کامل نے اپنے حکمران معظم سے فوجی امداد مانگی چنانچہ معظم اشرف کے پاس پہنچا تاکہ اسے فوراً مصر پہنچنے کی تاکید کرے مگر اس نے اسے مذکورہ فتنے میں پھنسا ہوا دیکھا تو وہ واپس چلا گیا تاکہ فتنہ وفساد دور ہونے کے بعد اس سے ملے۔

مصر کے لئے امداد کی آمد:......اس کے بعد صلیبی فوج دمیاط سے مصر کی طرف بڑھی ادھر کامل نے دونوں بھائیوں کو ۶۱۸ھ میں فوجی مدد کے لئے خط لکھا چنانچہ معظم نے اشرف کے پاس جا کر اسے بھی چلنے پر تیار کیا اور اس کے ساتھ دمشق پہنچا اور پھر وہاں سے مصر روانہ ہوا اس کے ساتھ حلب کی افواج بھی تھیں اور حماۃ کا حکمران ناصر، حمص کا حاکم شیرکوہ اور بعلبک کا حکمران امجد بھی ان کے ساتھ تھا پھر جب یہ سب وہاں پہنچے تو کامل فوج لئے بحر اشمون پر موجود تھا۔

صلیبیوں سے جنگ:......اس وقت صلیبی افواج دمیاط سے پیش قدمی کر رہی تھیں اور انکے سامنے دریائے نیل کے دوسری طرف پڑاؤ ڈالے ہوئے تھیں اور منجنیقوں سے حملے کر رہی تھیں ادھر کامل کو مصری علاقوں پر حملے کا خطرہ محسوس ہوا تو وہ وہاں سے روانہ ہوگیا اور ملک اشرف تنہا دشمن کے مقابلہ پر رہا۔

ملک اشرف کے بعد معظم وہاں پہنچا اور اس نے دمیاط کا رخ کیا اور صلیبیوں سے آگے بڑھنے کی کوشش کی اتنے میں مسلمانوں نے صلیبیوں کی پچھتر فیصد جنگی کشتیاں پکڑ لیں اور ان پر موجود تمام اموال پر قبضہ کر لیا۔

صلح کی بات چیت:......اس کے بعد دونوں افواج کے سفیر گشت کرنے لگے اور صلیبیوں کو یہ پیش کش کر دی گئی کہ وہ دمیاط مسلمانوں کو دے دیں ان کے بدلہ صلاح الدین ایوبی مرحوم کے مفتوحہ بیت المقدس، عسقلان، طبریہ، جبلہ، لاذقیہ وغیرہ دیئے جائیں گے البتہ قلعہ کرک مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے گا مگر اتنی بڑی پیش کش کے باوجود صلیبی ذہنوں سے خمار نہ اترا اور وہ پیش قدمی کرتے رہے ان کا ارادہ کرک اور شوبک ہتھیانے کا تھا اس کے علاوہ تین لاکھ دینار بھی مانگتے تاکہ معظم اور کامل کے ہاتھوں تباہ ہونے والی بیت المقدس کی فصیلوں کی مرمت کرائی جاسکے، اس ہٹ دھرمی کی وجہ سے مسلمان جنگ کرنے پر مجبور ہوگئے۔

صلیبیوں کی شامت:......اس دوران صلیبیوں کی خوراک ختم ہوگئی وہ اتنی خوراک لے کر چلے تھے جو ان کے گمان کے مطابق فتح تک کے لئے کافی تھی اور اس طرح انہیں مزید خوراک کا ذخیرہ مل جاتا مگر نتیجہ توقع کے برخلاف برآمد ہوا پھر ان کی مزید شامت آئی کہ مسلمانوں نے دریائے نیل

کے پانی کا رخ صلیبیوں کی طرف موڑ دیا جس سے وہ سیلاب میں پھنس گئے اور پھر گذرنے کا ایک ہی تنگ راستہ تھا اس پر کامل نے قبضہ کرلیا اب صلیبیوں کے لئے دمیاط جانے کا کوئی راستہ نہیں بچا

صلیبیوں کی مجبوری:...... اس دوران ایک صلیبی جہاز خوراک وغیرہ لے کر وہاں پہنچا چنانچہ مسلم جنگی کشتیوں نے اس کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد صلیبیوں کی حالت پتلی ہوتی چلی گئی کیونکہ مسلمان ہر طرف سے محاصرہ کر کے ان پر حملہ کر رہے تھے لہذا صلیبیوں نے جان پر کھیل کر لڑ جانے کا پروگرام بنالیا اور خیمے جلا دیئے مگر پتہ چلا کہ ان کا راستہ بند ہے چنانچہ انہوں نے دمیاط بغیر کسی شرط کے ملک کامل اور ملک اشرف کے حوالہ کرنے کا ارادہ کرلیا۔

دمیاط کی عظیم الشان فتح:...... ابھی وہ اس طرح کا پروگرام سوچ ہی رہے تھے کہ حاکم دمشق دمیاط کی سمت سے وہاں پہنچا اسے دیکھ کر ان کے حوصلے مزید پست ہوگئے اور پھر چپ چاپ ۶۱۸ھ کے درمیانی عرصے میں انہوں نے شہر دمیاط مسلمانوں کے سپرد کر دیا اور اپنے بیس امراء و حکام یرغمال کے طور پر دیئے اور پھر اپنے پادری اور راہب شہر مسلمانوں کے حوالہ کرنے کیلئے بھیجے

یہ دن مسلمانوں کے لئے بڑا تاریخی اور یادگار دن تھا اس کے بعد صلیبی امداد بھی پہنچی مگر اب سب بیکار تھا کیونکہ دمیاط مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا اور صلیبیوں نے اسے بڑا مضبوط اور مستحکم بنالیا تھا اسلئے مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ مستحکم قلعہ یہی ثابت ہوا۔

خانہ جنگیوں کا دور:...... پہلے گذر چکا ہے کہ اوحد نجم الدین بن عادل میافارقین کا حکمران تھا ۶۰۳ھ میں اسے خلاط اور آرمینیہ کی حکومت بھی مل گئی تھی، ۶۰۷ھ میں اس کی وفات کے بعد ملک عادل نے اس کے علاقے اس کے بھائی ملک اشرف کو عطا کر دیئے، اس کے بعد ملک عادل نے اپنے بیٹے غازی ظاہر کو ۶۱۶ھ میں سروج، رہا اور ان کے متعلقہ علاقوں کی حکومت دے دی، چنانچہ عادل کے وفات کے بعد جب ملک اشرف مشرقی علاقوں کا خود مختار حکمران بنا تو اس نے اپنے بھائی غازی ظاہر کو خلاط، اور میافارقین کے علاقے بھی اپنی طرف سے دے دیئے یعنی سروج اور رہا بھی اس کے دائرہ اختیار میں آگئے، ظاہر کو اس نے اپنا ولی عہد بھی بنادیا کیونکہ اس کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

پھر ملک اشرف تو اس معاہدہ پر قائم رہا مگر عادل کے بیٹے آپس میں لڑ پڑے تو ظاہر نے ملک اشرف کے خلاف بغاوت کردی جس کے نتیجے میں ملک اشرف نے اس سے اکثر علاقے چھین لئے جسکی تفصیل انشاء اللہ ہم آگے بیان کریں گے۔

عادل کے بیٹوں کے اختلافات:...... جب ملک عادل کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹے اسی کے دیئے ہوئے علاقوں کے حکمران تھے لیکن اشرف اور معظم اپنے اہم معاملات میں کامل سے رابطہ کرتے تھے اور اسی کے مطیع تھے اس کے بعد معظم عیسیٰ نے حماۃ کے حکمران ناصر بن منصور پر فتح حاصل کر لی ۶۱۹ھ میں حماۃ پر فوج کشی کر کے محاصرہ کرلیا مگر محاصرہ کامیاب نہ ہوا تو اس کے دوسرے علاقوں سلمیہ اور معرہ کی طرف بڑھ کر ان پر قبضہ کرلیا۔

اس بات پر کامل کو غصہ آیا اور اس نے معظم کو ڈانٹا اور شہر خالی کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ معظم نے اس وقت تو تعمیل حکم میں شہر خالی کر دیا مگر دل میں اس پر پیچ و تاب کھاتا رہا۔ چنانچہ کامل نے سلمیہ کا شہر حاکم حماۃ کے بھائی مظفر بن منصور کو دے دیا۔

معظم کی سازش:...... معظم نے اپنا غصہ یوں نکالا کہ دونوں بھائیوں کے خلاف سازش کر کے مشرق کے حکمرانوں سے رابطہ کیا اور ان سے فوجی مدد مانگی، اسی دوران جلال الدین خوارزم شاہ بھی ہندوستان سے واپس آگیا تھا جلال الدین خوارزم شاہ، خراسان اور عراق، عجم پر تاتاری قبضے کے بعد ہندوستان چلا گیا تھا اور وہاں سے ۶۲۱ھ میں واپس آیا تو فارس، غزنی، عراق، عجم اور آذربائیجان پر قبضہ کر کے توریز میں مقیم ہوگیا تھا اس طرح ایوبی سلطنت کا پڑوسی بن گیا، معظم نے اس سے رابطہ کر کے اس سے مدد مانگی تو اس نے درخواست قبول کرلی۔

معظم کی دوسری سازش:...... اس نے ایک اور سازش یہ کی کہ اشرف کے بھائی ظاہر غازی کو بغاوت پر تیار کرلیا چنانچہ اس نے اربل کے حکمران مظفرالدین سے مل کر خلاط اور آرمینیہ میں ملک اشرف کے خلاف بغاوت کردی، چنانچہ اشرف نے ۶۲۱ھ میں اس کے خلاف پیش قدمی کی اور خلاط

میں اسے شکست دے کر شہر پر قبضہ کرلیا اور حسام الدین ابوعلی کو گورنر بنادیا جو کہ موصل کا رہنے والا اور اس کا ملازم تھا اور اس نے خوب ترقی پائی تھی، ملک اشرف نے ظاہر کو معاف کر کے میافارقین پر برقرار رکھا۔

دونوں بھائیوں کی صلح:......اس کے بعد ملک معظم خود فوج لے کر حمص پر حملہ کے لئے چلا، حمص کا حکمران شیرکوہ بن محمد، کامل کا مطیع تھا معظم نے حمص کا محاصرہ کیا مگر قبضہ نہ کرسکا چنانچہ ملک اشرف خود معظم کے پاس صلح کی درخواست لے کر گیا مگر اس نے اسے اپنے پاس روک لیا تا کہ وہ کامل کی اطاعت سے منحرف ہو جائیں پھر وہ اپنے شہر واپس چلا گیا اور یہی صورتحال برقرار رہی، پھر صورتحال نازک ہوتی چلی گئی، ادھر کامل کو معظم کی کاروائیوں کا سخت خطرہ تھا کیونکہ اس کی خوارزمی افواج سے ساز باز تھی لہذا اس نے صلیبیوں سے مدد مانگ لی اور ان کے عکا آنے کے بدلے میں بیت المقدس دینے کا وعدہ کرلیا چنانچہ جب معظم کو اس کی اطلاع ملی تو وہ خوفزدہ ہو گیا اور صلح کے لئے رابطہ کرلیا۔

جلال الدین سے جنگ:......اس دوران جلال الدین نے ۶۲۴ھ میں خلاط پر کئی بار حملے کئے اور کئی بار اس کا محاصرہ کیا چنانچہ اس کے جانے کے بعد خلاط کے نائب حکمران حسام الدین نے اس کے شہروں پر حملہ کر کے کئی قلعے قبضہ کر لئے۔

ناصر بن معظم:......۶۲۴ھ میں دمشق کے حکمران معظم بن عادل کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا داؤد حکمران بنا اور ناصر کا لقب اختیار کیا، سلطنت کا منتظم اعلیٰ اس کے والد کا خادم عزالدین اتابک بنا۔ پہلے تو ناصر اپنے باپ کی طرح کامل کی اطاعت کرکے چلتا رہا مگر جب ۶۲۵ھ میں کامل نے اس سے قلعہ شوبک مانگا تو یہ انکار کر کے باغی ہو گیا لہذا کامل نے فوج کشی کردی اور غزہ پہنچ کر جنگ شروع کردی اور پھر بیت المقدس اور نابلس اس سے چھین کر اپنی طرف سے ایک نائب مقرر کردیا۔

ناصر کا دمشق میں محاصرہ:......اس پر ناصر نے اپنے چچا ملک اشرف سے مدد مانگی تو وہ پہلے دمشق آیا پھر نابلس گیا اور وہاں سے کامل کے پاس گیا تا کہ اس سے ناصر کی صلح کرادے مگر کامل نے اشرف کو ہدایت کی کہ ناصر سے دمشق چھین کر قبضہ کرلیا جائے لیکن اس تجویز کے خلاف ہو کر دمشق چلا آیا اور اس کا ملک اشرف نے محاصرہ کرلیا۔

بیت المقدس پر صلیبی قبضہ:......اس کے بعد کامل نے صلیبیوں سے صلح کرلی تا کہ وہ دمشق کی مہم کی طرف متوجہ ہو جائے اور پھر بیت المقدس کی فصیل کو تباہ کر کے بیت المقدس صلیبیوں کے حوالے کردیا، اس کے بعد کامل نے ۶۲۶ھ میں دمشق کی طرف پیش قدمی کی اور اشرف کے ساتھ مل کر اس کا محاصرہ کرلیا چنانچہ ناصر ان سے ڈر گیا اور ان دونوں کے حق میں دمشق سے دست بردار ہو گیا۔

دمشق پر اشرف کا قبضہ:......اس نے یہ شرط عائد کی کہ کرک، شوبک، بلقاء، غور اور نابلس کا اسے خود مختار حکمران تسلیم کرلیا جائے چنانچہ کامل اور اشرف نے اس شرط کو مان لیا اور ناصر وہاں سے چلا گیا اور پھر دمشق پر اشرف کی حکومت قائم ہو گئی اور کامل اس کے علاقے حران اور رہا سے دست بردار ہو گیا اس دوران کامل کو اپنے بیٹے مسعود کی وفات کی اطلاع ملی یہ یمن کا حاکم تھا اس کا تذکرہ پہلے گذر چکا ہے۔

حماۃ پر قبضہ:......کامل نے دمشق پر قبضے کے بعد مظفر محمود بن منصور کے لئے اس کے بھائی ناصر کے خلاف امداد فراہم کی کیونکہ حماۃ کے کچھ لوگوں نے مظفر کو حماۃ پر قبضہ کرنے کی دعوت دی تھی لہذا کامل نے اس کے لئے فوجیں تیار کیں چنانچہ مظفر محمود ان افواج کو لیکر وہاں گیا اور حماۃ کا محاصرہ کرلیا اس نے شہر کے مخبروں کو خفیہ پیغام بھیجا چنانچہ انہوں نے وعدہ کیا کہ اگر وہ رات کے وقت فصیل کے نزدیک پہنچ جائے تو اس کی مدد کی جائیگی چنانچہ وہ وہاں پہنچا اور ان کی مدد سے فصیل پر چڑھ گیا اور اس طرح پورے شہر پر قابض ہو گیا۔

علاقوں میں رد و بدل:......کامل نے مظفر کو حکم دیا کہ وہ ناصر کو ماردین کا قلعہ دے دیں لہذا اس نے اسے دے دیا اور کامل نے اس سے سلمیہ کا علاقہ لے کر حمص کے حاکم شیرکوہ کے حوالہ کردیا اس کے بعد مظفر حماۃ کا مستقل حکمران بن گیا اس نے اپنی حکومت کا منتظم حسام الدین علی کو بنایا جو کہ کام انجام دیتا رہا اس سے اختلاف ہونے کے بعد نجم الدین ایوب کے پاس چلا گیا، قلعہ ماردین ناصر کے پاس ۶۳۰ھ تک تھا۔

ناصر کی موت:......اس زمانہ میں ناصر نے یہ پروگرام بنایا کہ وہ یہ قلعہ صلیبیوں کو دے دیگا لہذا مظفر نے اطلاع پا کر اس کی خبر کامل کو کر دی تو اس نے اس سے قلعہ چھیننے کا حکم دے دیا پھر کامل نے اسے نظر بند کر دیا حتیٰ کہ وہ ۶۳۵ھ میں انتقال کر گیا۔

بعلبک پر قبضہ:......سلطان صلاح الدین نے عمر تقی الدین کے بھائی امجد بہرام شاہ کو بعلبک کے قلعے کا حاکم بنایا تھا، بصرہ کا علاقہ خضر کے زیر کنٹرول تھا اور عادل کے مرنے کے بعد اشرف کے کنٹرول میں چلا گیا اور اس کا حکمران اسماعیل بن عادل بنا، لہذا ملک اشرف نے ۶۲۶ھ میں اسے فوج دے کر بعلبک روانہ کیا چنانچہ اس نے امجد کا محاصرہ کر لیا اور آخر کار بعلبک پر قبضہ کر لیا، پھر امجد کو دوسرا علاقہ دے دیا گیا اس کے بعد اسماعیل دمشق منتقل ہوا اور وہیں مقیم ہو گیا، یہاں اسے اس کے آزاد کردہ غلاموں نے مار ڈالا۔

جلال الدین خوارزمی:......پہلے لکھا جا چکا ہے کہ جلال الدین خوارزمی آذربائیجان پر قبضہ کر کے ایوبی سلطنت کا پڑوسی بن گیا تھا اور جب ملک اشرف نے اپنے بھائی ظاہر سے ۶۲۲ھ میں خلاط چھینا تھا تو اس کا حاکم حسام الدین کو بنایا تھا اس دوران معظم نے جلال الدین سے صلح کر کے اسی کو راضی کر لیا تھا کہ وہ ملک اشرف کے خلاف اس سے مل کر جنگ کرے۔

چنانچہ جلال الدین نے خلاط کا دو مرتبہ محاصرہ کیا اور پھر واپس چلا گیا اس کے بعد حسام الدین نے اس کے کئی قلعے حملہ کر کے فتح کر لئے تھے۔

فتح کی اصل وجہ:......فتح کی اصل وجہ یہ تھی کہ حسام الدین نے جلال الدین کی بیوی سے ساز باز کر لی تھی یہ عورت پہلے ازبک بن بہلوان کی بیوی تھی، جلال الدین نے بھی اس سے قطع تعلق کیا ہوا تھا کیونکہ اس کا اپنے سابق شوہر سے بھی یہ رویہ رہا تھا کہ سلطنت کے امور میں مداخلت کرتی اور اس پر غالب رہنے کی کوشش کرتی تھی اس وقت وہ خوی میں رہ رہی تھی اس نے نائب حکمران حسام الدین کو اپنی اور خوی والوں کی طرف سے یہ پیغام بھجوایا کہ وہ ان علاقوں پر آکر قبضہ کر لے، چنانچہ حسام الدین نے خوی، اس کے قلعے اور شہر تر مذ فتح کر لئے تھے، نقچوان والوں نے بھی اس سے رابطہ کر کے اپنا شہر اس کے حوالہ کر دیا چنانچہ جب حسام الدین خلاط واپس آیا تو جلال الدین کے زوجہ کو بھی لے گیا جو کہ سلطان طغرل کی بیٹی تھی اس کا جلال الدین کو بہت رنج ہوا۔

حسام الدین کا قتل:......ادھر ملک اشرف کو بھی حسام الدین کی وفاداری میں شک ہو گیا اس لئے اس نے اپنے ایک بڑے امیر عزالدین ایبک کو بھیجا، وہ حسام الدین کا سخت دشمن تھا اسلئے اس نے اسے گرفتار کر لیا اور خفیہ طور پر اچانک اسے مروا دیا، اس کا آزاد کردہ غلام بھاگ کر جلال الدین کے پاس چلا گیا۔

جلال الدین کا خلاط پر قبضہ:......ماہ شوال ۶۲۶ھ میں جلال الدین نے خلاط کا محاصرہ کر لیا اور منجنیقیں نصب کرا دیں، آٹھ ماہ تک ان کی رسد بند رکھی اور پھر ایک زبردست جنگ کے بعد جمادی الاولیٰ ۶۲۷ھ میں خلاط کو فتح کر لیا، عزالدین ایبک اور فوج قلعہ میں محصور ہو گئے اور جان کی بازی لگا کر لڑتے رہے، جلال الدین نے خلاط کو اتنی بری طرح تباہ کیا کہ تباہی کی مثال اس سے پہلے کبھی نہیں ملتی، اس کے بعد قلعہ فتح ہو گیا اور عزالدین ایبک بھی گرفتار ہو گیا جسے حسام الدین کے آزاد کردہ غلام نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔

ملک اشرف اور امدادی فوج:......خلاط پر جلال الدین کے قبضہ کے بعد ملک اشرف نے ملک کامل کے پاس پہنچ کر اس سے مدد مانگی چنانچہ ملک کامل لشکر لیکر اس کے ساتھ چلا اور مصر میں اپنے بیٹے عادل کو نائب مقرر کیا، راستے میں کرک کا حاکم ناصر بن معظم، حماۃ کا حکمران مظفر اور خاندان ایوبی کے باقی ماندہ امراء بھی اس لشکر میں شامل ہو گئے چنانچہ جب یہ لوگ سلمیہ پہنچے تو وہاں سب فرمانبردار تھے پھر یہ لوگ آمد پہنچے تو کامل نے آمد کا علاقہ بنو ارتق کے حکمران مسعود بن محمد سے چھین لیا، یہ علاقہ اسے صلاح الدین ایوبی نے ابن نعشان کو شکست دینے کے بعد دیا تھا کامل نے آمد کی فتح کے بعد مسعود کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا اور پھر وہ کامل کے مرنے کے بعد ہی جیل سے نکل سکا اور نکل کر تاتاریوں کے پاس جا پہنچا۔

کامل کی فتوحات:......اس کے بعد کامل نے ان مشرقی علاقوں پر قبضہ کر لیا یہ وہ علاقے تھے جن سے اشرف نے دمشق کے بدلے دستبرداری کا

اعلان کیا تھا یہ علاقے حران، رہا اور اس سے متعلق علاقے تھے قبضہ ہونے کے بعد اس نے اپنے بیٹے صالح نجم الدین ایوب کو یہاں کا گورنر بنا دیا۔

علاؤالدین کی اشرف سے امداد طلبی:...... جب جلال الدین نے خلاط پر قبضہ کیا تو اسکے ساتھ ارزن روم کا حکمران بھی شامل تھا بلاد روم کے حکمران کیقباد علاؤالدین کو اسکی شمولیت سے بڑا دکھ ہوا، کیونکہ اس کے اور اس حاکم کے مابین رشتہ داری کے باوجود سخت دشمنی تھی چنانچہ اسے ان دونوں کے اتحاد کی وجہ سے خود پر حملہ ہونے کا خطرہ محسوس ہوا لہذا اس نے کامل اور اشرف سے رابطہ کر کے مدد مانگی اور اشرف کو تیار کیا کہ وہ جلد سے جلد وہاں پہنچے چنانچہ وہ جزیرہ اور شام سے فوج اکٹھی کر کے علاؤالدین کے پاس پہنچ گیا ان دونوں کی ملاقات سیو اس کے مقام پر ہوئی پھر وہاں سے خلاط روانہ ہو گیا، ادھر جلال الدین بھی ان دونوں سے لڑنے کے لئے روانہ ہو گیا۔

جلال الدین کی شکست:...... چنانچہ ارزنکان کے علاقے میں دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی سب سے پہلے حلب کا لشکر آگے بڑھا اس کا کمانڈر عمر بن علی ہکاری تھا جو اس زمانہ میں سب سے بہادر کمانڈر تھا لہذا اس کے سامنے جلال الدین کی فوج ٹھہر نہ سکی اور وہ شکست کھا کر خلاط چلا گیا اور وہاں سے اپنی فوج کو نکال کر آذربائیجان چلا گیا ادھر جب ملک اشرف خلاط پہنچا تو تباہ شدہ شہر اس کے سامنے تھا ارزن روم کے حاکم گرفتار کر کے بلاد روم کے حکمران اور اس کے چچازاد کے سامنے پیش کیا گیا چنانچہ وہ اس کے ساتھ ارزن روم گیا اور اس نے شہر اور متعلقہ علاقے اس کے حوالہ کر دیئے۔

اس کے بعد اس امدادی اتحادی فوج اور جلال الدین کے درمیان سفیروں کی سطح پر مذاکرات ہوئے اور اس بات پر صلح ہو گئی کہ جس کے قبضہ میں جو علاقہ ہے وہ برقرار رہے گا، پھر انہوں نے معاہدہ کی پاسداری کی قسمیں کھائیں، اس کے بعد اشرف سنجار چلا گیا اور اس کا بھائی غازی فوج کے ساتھ گیا اور دیار بکر میں ارزن نامی شہر کا محاصرہ کر لیا۔

چونکہ یہ اشرف کے ساتھ جنگ میں شریک تھا اس لئے اسے جلال الدین نے گرفتار کر لیا اور پھر اس شرط پر رہا کیا کہ وہ اسکا مطیع وفرمانبردار رہے گا، چنانچہ شہاب الدین غازی وہاں پہنچا اور صلح کے بعد ارزن پر قبضہ کر لیا اور اس کے حاکم کو اس کے بدلے دیار بکر کا ,,جانی ,, نامی شہر حوالہ کر دیا، اس کا نام حسام الدین تھا نہایت شریف اور اعلیٰ نسب کے خاندان بنوالاحدب سے اس کا تعلق تھا اس خاندان کو یہ علاقہ سلطان ملک شاہ نے دیا تھا۔

شیرز کی فتح:......سلطان نورالدین کا ایک امیر سابق الدین عثمان بن الدایہ نامی تھا اسے زنگی کے بیٹے صالح نے نظر بند کر دیا تھا اس پر صلاح الدین کو ناگواری ہوئی اس نے دمشق پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور سابق الدین کو شیرز کی حکومت عطا کر دی، چنانچہ حکومت اس کی اولاد میں چلتی رہی پھر شہاب الدین یوسف بن مسعود بن سابق الدین کا دور آیا تو کامل کے حکم پر حلب کے حکمران محمد العزیز نے ۶۳۰ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔

محمد بن العزیز کی وفات:......۶۳۰ھ میں محمد بن العزیز کا انتقال ہو گیا اور اسکی جگہ اس کا بیٹا ناصر یوسف حلب کا حکمران بنا، اس کی نگرانی اس کی دادی صفیہ خاتون بنت ملک عادل تھی اس کی حکومت میں شمس الدین لؤلؤ ارمنی، عزالدین محلی اور اقبال خاتون اقتدار میں تھیں مگر سب اس کے دادی کے ماتحت تھے۔

کیقباد کی فتح:......اس زمانے میں علاؤالدین کیقباد بن کیکاؤس (شاہ بلاد روم) کی سلطنت بہت پھیل گئی تھی اس لئے اس نے قریب کے علاقوں پر ہاتھ بڑھانا شروع کر دیا تھا چنانچہ اس نے خلاط پر قبضہ کر لیا حالانکہ اس سے پہلے اس نے اس کے دفاع کے لئے جلال الدین سے جنگ لڑی تھی جیسا کہ گذر چکا ہے۔

لہذا ملک اشرف نے اس سے مقابلے کا پروگرام بنایا اور اپنے بھائی سے مدد مانگی چنانچہ ملک کامل مصر سے ۶۳۱ھ میں روانہ ہوا اس کے ساتھ اس کے خاندان کے تمام حکام شریک تھے چنانچہ وہ روم کی سرحد کے قریب ارزق پہنچا تو اس نے اپنے خاندان کے ایک شخص اور حماۃ کے حکمران مظفر کی قیادت میں ہراول دستہ کو بھیجا جن کا مقابلہ کیقباد کی فوج سے ہوا، کیقباد نے انہیں شکست دے کر خرت برت میں محصور کر دیا۔

پھر حماۃ کے حکمران مظفر نے کیقباد کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور جان کی امان مانگی، کیقباد انہیں پناہ دے کر خرت برت کے قلعے پر قابض ہو

گیا جو پہلے بنوارتق کے قبضے میں تھا پھر جب کامل اپنا لشکر لے کر ۶۳۲ھ میں مصر واپس گیا تو کیقباد نے اس کا پیچھا کیا پھر وہ حران اور رہا کی طرف روانہ ہوا اور یہ علاقے کامل کے نائب حکام سے چھین لئے اور وہاں اپنی طرف سے حکام مقرر کر دیئے، کامل ۶۳۳ھ میں مصر میں داخل ہوا۔

ملک کی ناراضگی اور وفات:......۶۳۴ھ میں ملک اشرف نے اپنے بھائی ملک کامل سے ناراض ہو کر اسکی اطاعت چھوڑ دی اسے نافرمانی پر حلب والوں اور بلاد روم کے حکمران کیخسرو نے تیار کیا تھا ان کے علاوہ ان کے عزیز اور تمام حکام نے ان کی حمایت کی صرف ناصر بن معظم، ملک کامل کا وفادار رہا، یہ کرک کا حکمران تھا یہ مصر بھی گیا تھا جہاں کامل نے انتہائی عزت واحترام سے اس کا خیر مقدم کیا تھا اسی دوران ۶۳۵ھ میں اشرف کا انتقال ہو گیا اس نے اپنا ولی عہد اپنے بھائی صالح اسماعیل کو بنایا لہذا وہ وہاں پہنچ کر حکمران بن گیا۔

کامل کا دمشق پر قبضہ:......صالح کے ساتھ مل کر دوسرے شامی حکام نے کامل کے خلاف محاذ بنائے رکھا لیکن حماۃ کا حکمران ان کو چھوڑ کر دوبارہ کامل کا وفادار بن گیا پھر کامل فوج لے کر دمشق روانہ ہو گیا اور اس نے دمشق کا بہت سخت محاصرہ کر لیا چنانچہ بعد میں مجبور ہو کر صالح اسماعیل نے دمشق کامل کے حوالہ کر دیا پھر کامل نے دمشق کے بدلے میں اسے بعلبک کا حکمران بنا دیا اور اشرف کی باقی سلطنت پر خود کامل نے قبضہ کر لیا اس کے بعد خاندان ایوبی کے سارے حکام اس کے فرمانبردار بن گئے۔

کامل کی وفات:......اشرف کے انتقال کے چھ مہینے بعد ملک کامل بن عادل کا انتقال ہو گیا اس کے سارے حکام اپنے علاقوں میں چلے گئے اور مظفر، حماۃ اور ناصر کرک چلے گئے۔

شام کی آزاد مملکت:......پھر مصر میں اس کے بیٹے عادل ثانی ابوبکر کو حکمران بنا دیا گیا اور دمشق میں اس کے چچازاد بھائی جواد یونس بن مودود کو اسکا نائب مقرر کیا گیا اس دوران ناصر داؤد نے دمشق پر حملہ کیا مگر جواد نے اسے شکست دیدی اس کے بعد وہ خود دمشق کا خود مختار بادشاہ بن گیا اور مصر کے حکمران عادل سے اس ناطہ کو توڑ لیا۔

ملک صالح حاکم دمشق:......اس کے بعد صالح ایوب نے اس سے رابطہ کر کے کہا کہ وہ اسے دمشق کی حکومت دے دیں تو وہ اس کے بدلہ میں اسے اپنے والد کے دیئے ہوئے علاقوں کی حکومت دے دیگا چنانچہ وہ مان گیا اور صالح نے ۶۳۶ھ میں دمشق کی حکومت سنبھالی اور یونس نے جا کر اس کے مشرقی علاقوں پر کنٹرول قائم کر لیا اور موصل کے حاکم لؤلؤ کے یہاں قبضے تک حکمران رہا البتہ ملک صالح مستقل دمشق کا حکمران رہا۔

یونس جواد کی موت:......جب یونس جواد سے لؤلؤ نے علاقے چھینے تو وہ جنگل اور ویرانوں سے گذرتا ہوا غزہ پہنچا مگر ملک صالح نے داخلہ سے روک دیا چنانچہ وہ صلیبی شہر عکا میں داخل ہوا مگر صلیبیوں نے اسے گرفتار کر لیا اور ملک صالح کے ہاتھ قید کر کے قتل کرا دیا۔

جلال الدین کا قتل اور خوارزمی افواج:......اس سے قبل تاتاری آذربائیجان پر قابض ہو کر جلال الدین کو شہید کر چکے تھے اس کی شہادت کے بعد اس کی فوج اور کمانڈر ادھر ادھر بکھر گئے اکثریت بلاد روم چلی گئی اور وہاں کے بادشاہ علاؤ الدین کیقباد نے انہیں اپنے علاقے میں آباد کر دیا۔

کیقباد کی وفات کے بعد اس کا بیٹا کیخسرو ان سے بدگمان ہو گیا چنانچہ ان کے کئی کمانڈر گرفتار کر لئے گئے اور باقی وہاں سے بھاگ کر ادھر ادھر لوٹ مار کرنے لگے، یہ صورتحال دیکھ کر صالح نے اپنے والد کامل سے انہیں اپنے پاس ملازم رکھنے کی اجازت مانگی اور پھر انہیں تنخواہ پر ملازم رکھ لیا۔

۶۳۵ھ میں کامل کی وفات کے بعد انہوں نے صلح وامن کی زندگی چھوڑ کر لوٹ مار کا وطیرہ اختیار کر لیا اس پر لؤلؤ نے سنجار پر حملہ کر کے صالح کا محاصرہ کر لیا، لہذا صالح نے پیار ومحبت سے خوارزمی فوج کو قابو کیا اور حران اور رہا کا علاقہ تفویض کر کے صالح کا مقابلہ کیا اور شکست دے کر اس کے خیموں پر قبضہ کر لیا۔

صالح ایوب کی مصر روانگی:......کامل کے انتقال کے بعد عادل ثانی حکمران بنا مگر ارکان سلطنت مصر نے اسے ناپسند کر دیا لہذا جب انہیں صالح

کے دمشق کا حکمران بننے کی خبر ملی تو انہوں نے اسے مصر بلوایا چنانچہ صالح نے تیاری کی اور اپنے چچا صالح اسماعیل کو بھی بعلبک سے مصر چلنے کے لئے بلوایا مگر اس نے معذرت کی چنانچہ یہ اپنے بیٹے مغیث فتح الدین کو اپنا نائب بنا کر مصر روانہ ہو گیا۔

دمشق پر اسماعیل کا قبضہ:......ادھر یہ مصر کے لئے نکلا اور دوسری طرف سے صالح اسماعیل فوج لے کر آیا اور دمشق پر قابض ہو گیا اور اس کے بیٹے مغیث کو گرفتار کر لیا چنانچہ نابلس پہنچ کر صالح ایوب کو یہ اطلاع ملی تو اس کی فوج اسے چھوڑ کر بھاگ گئی اور یہ نابلس میں داخل ہو گیا مگر ناصر داؤد نے کرک سے آکر اسے گرفتار کر لیا، عادل نے ناصر سے اپنے بھائی کو مانگا مگر اس نے انکار کر دیا۔

بیت المقدس پر ناصر کا قبضہ:......اس کے بعد ناصر داؤد نے بیت المقدس پر حملہ کیا اور اسے صلیبیوں کے قبضہ سے آزاد کرالیا اس کے بعد اس نے قلعہ تباہ کر دیا، ادھر ۶۳۶ھ میں شیر کوہ اعظم کا پوتا، شیر کوہ بن محمد بن شیر کوہ کا انتقال ہو گیا یہ ۶۰۱ھ میں حمص کا حکمران بنا تھا اس کے بعد اس کا بیٹا ابراہیم حکمران بنا اور منصور کے لقب سے مشہور ہوا۔

مصر کی طرف پیش قدمی:......بیت المقدس کی فتح کے بعد ناصر نے صالح ایوب کو رہا کر دیا، رہائی کے بعد اس کے آزاد کردہ غلام اس کے پاس پہنچ گئے اس دوران مصر میں عادل ثانی کے خلاف ارکان سلطنت کا اضطراب اور بڑھ گیا تھا تو انہوں نے پھر صالح سے رابطہ کیا اور اسے بادشاہ بنانے کے لئے بلوایا۔ لہٰذا وہ ناصر داؤد کے ساتھ مصر کی طرف بڑھا، جب یہ غزہ پہنچا تو عادل مصر نے بلبیس کی طرف فوج لے کر آیا اس نے چچا اسماعیل کو دمشق یہ پیغام پہنچایا کہ وہ اس کی صالح کے خلاف مدد کرے۔

مصر پر صالح ایوب کا قبضہ:......چنانچہ دمشق سے صالح اسماعیل فوج لے کر غور پہنچ گیا اور دوسری طرف عادل کے آزاد کردہ غلاموں نے ایبک الاسمر کی قیادت میں عادل کو گرفتار کر لیا اور ملک صالح ایوب کو فوراً آنے کا پیغام دے دیا چنانچہ صالح ایوب، ناصر کے ساتھ ۶۳۷ھ میں قلعہ مصر پہنچ گیا اور مصر کی حکومت کی باگ دوڑ سنبھال لی اس کے بعد ناصر اس سے مشتبہ ہو گیا لہٰذا وہ کرک بھاگ گیا۔

صالح ایوب اور اس کی حکومت:......صالح نے اپنے بھائی عادل کو گرفتار کرنے والے لوگوں سے ناراض ہو کر انہیں بھی گرفتار کر لیا جن میں ایبک الاسمر بھی شامل تھا، یہ واقعہ ۶۳۸ھ کا ہے اس کے بعد اپنے بھائی عادل کو بھی جیل ہی میں پڑا رہنے دیا چنانچہ وہ جیل ہی میں ۶۴۵ھ میں مر گیا۔

صالح نے دریائے نیل کے کنارے مقیاس کے سامنے ایک قلعہ بنا کر اس میں رہائش اختیار کی اور اس نے اپنے آزاد کردہ غلاموں پر مشتمل ایک فوجی دستہ بھی رکھا جو بعد میں بحریہ کے نام سے مشہور ہوا۔

خوارزمی فتنہ:......اس دور میں خوارزمی فوج نے فتنہ برپا کر دیا انہوں نے دریائے فرات عبور کر کے حلب کا رخ کر لیا چنانچہ حلب کی افواج معظم توران شاہ بن صلاح الدین کی کمان میں مقابلہ کرنے آئیں تو خوارزمی افواج نے انہیں شکست دے کر معظم توران شاہ کو گرفتار کر لیا اور سمیساط کے حکمران صالح بن افضل کو قتل کر دیا کیونکہ وہ بھی حلب کے افواج کا حصہ تھا پھر انہوں نے منبج پر قبضہ کیا مگر پھر اسے چھوڑ کر چلے گئے اس کے بعد دوبارہ حران سے رقہ کی طرف روانہ ہوئے دریائے فرات کو عبور کر کے تباہی کا دروازہ کھول دیا۔

خوارزمی اور حلبی افواج:......چنانچہ حلب والوں نے پھر فوج جمع کی اور ادھر دمشق سے صالح اسماعیل نے حمص کے حکمران ابراہیم منصور کی کمان میں فوج بھیجی چنانچہ ان سب نے خوارزمی فوج سے مقابلہ کیا تو وہ حران واپس چلی گئیں مگر پھر دوبارہ آمنے سامنے ہوئے تو خوارزمی فوج کو شکست ہو گئی اور حلب کی افواج نے حران، رہا، سروج، رقہ اور راس عین اور ان کے متعلقہ علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

پھر معظم توران شاہ کی رہائی کے بعد لولؤ نے اسے لشکر حلب سے لڑنے بھیجا حلب کا لشکر آمد کی طرف بڑھا اور توران شاہ کا مقابلہ کیا اور فتح حاصل کر کے آمد پر قبضہ کر لیا، پھر یہ کیفا میں مقیم رہا اور اس کے باپ کی وفات کے بعد اسے بادشاہ بنانے کے لئے بلایا گیا تو یہ اپنے بیٹے موحد عبداللہ کو نائب بنا کر چلا گیا، موحد کیفا پر اس وقت تک حکمران رہا جب تک کہ تاتاری اس پر قابض نہ ہو گئے۔

۶۴۰ھ میں مظفر غازی (حاکم میافارقین) کی کمان میں خوارزم کی افواج، حلب کی حکمران سے لڑنے روانہ ہوئی، اس فوج میں منصور ابراہیم (حمص کا حکمران) بھی تھا مگر اس جنگ میں یہ شکست کھا گئی اور اپنے دیہاتی علاقے بھی لٹا بیٹھی۔

حلب کے حکمرانان: ...... پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ظاہر غازی اپنے والد کی وفات کے بعد حلب کا حکمران بن گیا تھا اور ۶۳۴ھ میں اس کی وفات ہوئی تو اس کے ارکان سلطنت نے اس کے بیٹے ناصر یوسف کو اسکی دادی صفیہ خاتون کی نگرانی میں حکومت کا حکمران بنا دیا، لولو ارمنی، اقبال خاتونی اور عزالدین محلی سلطنت کے منتظمین مقرر ہوئے۔

اس کی دادی خوارزمی افواج سے مقابلہ کی تیاری کرتی رہی اور مختلف شہروں میں قبضہ کرتی رہی اور ۶۴۰ھ میں وفات پا گئی اس کے بعد ناصر یوسف خود مختار حکمران بن گیا لیکن وہ انتظام سلطنت کے لئے اقبال خاتونی سے مشورہ لیا کرتا تھا۔

صلیبیوں سے امداد طلبی: ...... ۶۳۶ھ میں صالح اسماعیل نے صالح ایوب کی مصر روانگی پر دمشق پر قبضہ کر لیا تھا اس کے بعد صالح ایوب کو کرک میں قید کر دیا گیا تھا لیکن وہ رہا ہو کر ۶۳۷ھ میں مصر کا حکمران بن گیا تھا مگر صالح اسماعیل اور صالح ایوب کے درمیان لڑائی برقرار رہی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صالح اسماعیل نے صلیبیوں سے مدد مانگ لی اور مدد کے بدلہ قلعہ شقیف اور قلعہ صغد انہیں دینے پر تیار ہو گیا اور اس تجویز پر عمل بھی کر دیا۔ مگر وہاں کے علماء حق نے اس تجویز کی بھرپور مخالفت کی چنانچہ مشہور شافعی عالم عزالدین بن عبدالسلام دمشق احتجاجاً ہجرت کر کے مصر چلے گئے جہاں صالح ایوب نے انہیں مصر کا قاضی مقرر کر دیا، ان کے بعد مالکی فقہ کے عالم جمال الدین بن ابی الحاجب بھی ہجرت کر کے کرک چلے گئے اور وہاں سے اسکندریہ جا پہنچے اور یہیں ان کی وفات بھی ہوئی۔

صالح ایوب کے خلاف متحدہ محاذ: ...... اس کے بعد شامی حکام نے صالح ایوب کے خلاف متحدہ محاذ بنالیا اس اتحاد میں صالح اسماعیل، ناصر یوسف، اور اس کی دادی صفیہ خاتون، ابراہیم المنصور وغیرہ جیسے حکمران شریک تھے مگر حماۃ کا حکمران مظفر ان کے خلاف تھا کیونکہ وہ نجم الدین ایوب کا حمایتی تھا ان کا یہ اتحاد کچھ عرصہ تو قائم رہا پھر انہوں نے صالح ایوب سے صلح کرنے کی کوشش کی جس کے لئے شرط یہ رکھی گئی کہ صالح نجم الدین ایوب کے بیٹے فتح الدین عمر کو آزاد کر دے جسے دمشق میں قید کر رکھا ہے مگر صالح ایوب نے یہ شرط قبول نہیں کی اس لئے اختلاف دوبارہ شروع ہوا۔

متحدہ افواج کی شکست: ...... لہٰذا ناصر داؤد نے صالح اسماعیل کے ساتھ مل کر حملے کا پروگرام بنایا صلیبیوں سے بھی مدد لی اور اس کے بدلہ میں انہیں بیت المقدس دے دیا، صالح ایوب نے خوارزمی فوج کی مدد حاصل کی چنانچہ یہ سب مل کر غزہ میں اکٹھے ہو گئے ادھر نجم الدین نے اپنے آزاد کردہ غلام بیبرس کو بھیجا چونکہ وہ بھی اس کے ساتھ قید رہا تھا اس لئے اس کا احسان مند تھا مصری افواج ابراہیم منصور کے ساتھ آئیں اور انہوں نے عکا کے صلیبی جنگجوؤں سے جنگ بھی لڑی جس میں فتح مصری اور خوارزمی فوج کو ہوئی اور انہوں نے دمشق تک دشمن کا پیچھا کیا اور وہاں پہنچ کر صالح اسماعیل کا محاصرہ کر لیا۔

جب وہ محاصرے سے تنگ ہو گئے تو اس نے صلح کی درخواست کی اور اس پر راضی ہو گیا کہ وہ بعلبک بصرہ اور انکے مضافات کے بدلے دمشق انہیں دے دیگا چنانچہ صالح ایوب نے یہ تجویز مان لی۔

صالح اسماعیل کا دمشق سے اخراج: ...... اس کے بعد صالح اسماعیل ۶۴۸ھ میں دمشق چھوڑ کر بعلبک چلا گیا صالح ایوب نے صلح میں یہ شرط عائد کی تھی کہ صالح اسماعیل، حسام الدین محلی ھدبانی کو رہا کر دے گا چنانچہ اس نے رہا کر دیا اور صالح ایوب نے اسے دمشق میں اپنا نائب بنا دیا ابراہیم المنصور حمص چلا گیا اور حماۃ کے حکمران نے اس سے سلمیہ چھین لیا۔

خوارزمی فوج کا شام سے انخلاء: ...... خوارزمی امراء حسام الدین ھدبانی سے جاگیروں اور عہدوں کے بارے میں لڑتے رہتے تھے اس لئے ھدبانی سے ناراض ہو گئے، موقع سے فائدہ اٹھا کر صالح اسماعیل نے انہیں اپنے ساتھ ملا لیا اور دمشق پر حملہ کرنے کے لیے ناصر داؤد کو بھی ساتھ لے لیا

مگر علی ھد بانی نے انکا بھرپور مقابلہ کیا۔

ادھر حلب کے حکمران نجم الدین ایوب نے یوسف ناصر کو خوارزمی فوج کے خلاف کارروائی کرنے کا حکم دیا اس کے ساتھ شیر کوہ بھی فوج لے کر شریک ہوگیا چنانچہ انہوں نے ۶۴۴ھ میں خوارزمی فوج کو زبردست شکست دے کران کے سردار حسام الدین برکت خان کو مار ڈالا باقی سپاہی کشلو خان نامی سردار کے ہمراہ بھاگ گئے اور تاتاریوں کے پاس پہنچ کران کے لشکر میں شامل ہوگئے اس طرح شام سے خوارزمی فوج کا پتہ صاف ہوگیا۔

صالح اسماعیل کا انجام:..... خوارزمی فوج کے ساتھ صالح اسماعیل بھی تھا اس نے ناصر یوسف سے پناہ مانگی چنانچہ اس نے اس کو نجم الدین کے ہاتھ لگنے سے بچالیا مگر حسام الدین ھد بانی نے حملہ کر کے صالح کے ساتھ بعلبک پر قبضہ کرلیا اور صالح اسماعیل کے اہل و اعیال اور وزیر ناصر الدین یغمور کو نجم الدین ایوب کے پاس حلب بھیج دیا جس نے ان سب کو مصر میں قید کر دیا۔

اس کے بعد حلب کے حکمران ناصر یوسف کی افواج الجزیرہ روانہ ہوگئیں جہاں انہوں نے موصل کے حکمران لؤلؤ سے جنگ لڑ کر اسے شکست دی، ناصر نے نصیبین، دارا، اور قرقیسیا فتح کرلیا جس کے بعد اس کی افواج حلب سے چلی گئیں۔

عسقلان اور طبریہ کی آزادی:..... پھر صالح ایوب نے دمشق سے حسام الدین ھد بانی کو بلا کر جمال الدین بن مطروح کو دمشق کا حکمران بنادیا اور پھر خود حسام الدین کو مصر میں اپنا نائب بنا کر دمشق روانہ کر دیا اور دمشق پہنچ کر فخر الدین بن شیخ کی کمان میں عسقلان اور طبریہ کو آزاد کرانے کے لئے فوج بھیجی جس نے دونوں شہر صلیبی قبضے سے آزاد کرا لئے۔

وفود سے ملاقاتیں:..... دمشق کے دوران قیام صالح ایوب سے منصور بن مظفر (حماۃ کا حکمران) وفد کے ساتھ ملنے آیا یہ ۶۳۳ھ میں اپنے باپ مظفر کے بعد حکمران بنا تھا حمص کے حکمران اشرف موسیٰ نے بھی اس سے ملاقات کی یہ ۶۴۴ھ میں اپنے باپ کے بعد حکمران بنا، اس کا باپ صالح ایوب سے ملنے جارہا تھا کہ راستے میں انتقال ہوگیا اس وقت حمص میں مظفر الدین موسیٰ حکمران تھا اور اس کا لقب اشرف تھا۔

لؤلؤ کا حمص پر قبضہ:..... ۶۴۶ھ میں لؤلؤ نے حمص پر حملہ کر کے اسے اشرف موسیٰ سے چھین لیا اور اس کے بدلہ میں حلب کا قلعہ تل باشر دے دیا، یہ قلعہ تدمر اور رحبہ کے علاوہ تھا کیونکہ پہلے ہی سے اشرف کے کنٹرول میں تھے، اس خبر سے صالح بہت ناراض ہوا لہٰذا اس نے مصر سے روانہ ہو کر دمشق کی طرف حسام الدین ھد بانی اور ابن شیخ کی کمان میں حمص کے لئے فوج بھیجی جس نے کافی دن تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر خلیفہ مستعصم کی سفارش پر اس نے فوج کو واپس بلا لیا اور پھر دمشق سے جمال الدین بن مطروح کو معزول کر کے جمال الدین یغمور کو مقرر کر دیا۔

صلیبی جنگوں میں فرانس کی شمولیت:..... فرانسیسی انگریزوں کی ایک بڑی قوم ہے ایسا لگتا ہے کہ افرنج کا لفظ دراصل افرنس تھا جسے عربوں نے جب عربی میں ڈھالا تو سین کو جیم سے بدل دیا ان کے ملک کا حکمران اپنے وقت کا سب سے بڑا بادشاہ تھا اسے ای افرنس کہتے تھے انکی زبان میں ,,ای,, کے معنی بادشاہ کے ہیں۔

شاہ فرانس کا حملہ:..... شاہ فرانس نے شام کے ساحلی علاقوں پر حملے کا پروگرام بنایا اور جس طرح اس سے پہلے دوسرے انگریز حکمرانوں نے حملے کئے تھے وہ بھی فوج لیکر روانہ ہوا اور پچاس ہزار مسلح جوان لے کر سمندری جہازوں پر سوار ہو کر ۶۴۷ھ میں دریا عبور کر کے دمیاط پہنچا جہاں بنو کنانہ رہتے تھے، انہیں صالح ایوب نے دمیاط کی حفاظت کے لئے وہاں آباد کیا تھا چنانچہ جب انہوں نے اتنا بڑا لشکر دیکھا تو وہاں سے بھاگ گئے اس طرح دمیاط پر شاہ فرانس کا قبضہ ہوگیا۔

صالح ایوب کو یہ اطلاع اس وقت ملی جب یہ دمشق میں تھا اور اس کی فوج محاصرے پر تھی چنانچہ اس نے مصر واپسی کا حکم دیا اور اپنے کمانڈر کو پہلے بھیجا اور بعد میں خود پہنچا اور منصورہ میں مقیم ہوگیا راستہ میں اسے سخت بخار ہوگیا جس کی وجہ سے یہ بستر پر پڑا رہا۔

کرک کا محاصرہ:..... صالح ایوب اور اس کے چچازاد ناصر بن معظم کے درمیان سخت دشمنی تھی ناصر داؤد نے ایک مرتبہ اسے قلعہ میں قید کر دیا تھا

چنانچہ دمشق کی حکومت صالح ایوب کی ہاتھ آئی تو اس نے فخر الدین یوسف بن شیخ کو فوج دے کر کرک پر حملہ کرنے بھیجا اس سے پہلے اس کو اس کے بھائی عادل نے قید کیا ہوا تھا اور صالح نے رہا کر کے اسے خانہ نشین کر دیا تھا، چنانچہ اس نے کرک کا محاصرہ کیا اور ۶۴۴ھ میں اس پر قبضہ کر کے سارا علاقہ تباہ کر دیا۔

کرک کی فتح:......ناصر داؤد نے اپنی ساری دولت اور سامان خلیفہ مستعصم کے پاس بغداد بھیج دیا تھا اور خود حلب میں ناصر یوسف کے پاس رہ رہا تھا ،حلب جانے سے پہلے اس نے اپنے چھوٹے بیٹے عیسیٰ کو معظم کا لقب دے کر وہاں کا حکمران بنا دیا تھا اس پر اس کے دونوں بڑے بھائی امجد حسن اور ظاہر شاہ ناراض ہو گئے لہذا انہوں نے عیسیٰ کو گرفتار کر لیا اور ۶۴۷ھ میں جب صالح منصورہ میں صلیبی انگریز فوج سے مقابلہ کر رہا تھا تو یہ وہاں گئے اور اسے کرک حوالہ کرنے کی پیش کش کی چنانچہ صالح نے ان سے کرک اور شوبک کے قلعے لے لئے اور دونوں قلعوں کا حکمران بدر الصوری کو بنا دیا اور ان دونوں بھائیوں کو مصر میں جاگیریں دے دیں۔

ایوبی سلطنت کا زوال

صالح ایوب کا انتقال:......صالح نجم الدین ایوب بن کامل منصورہ میں انگریز فوجوں کے مقابلہ میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا اسی دوران وہ انتقال کر گیا ارکان سلطنت نے انگریزوں کے خوف کے باعث خبر چھپائے رکھی، اس موقع پر اس کی ام ولد (باندی جو اس کے بیٹے کی ماں تھی) نے سلطنت کا انتظام سنبھالا اور ارکان سلطنت کو جمع کر کے مشورہ کیا اور مصر کے نائب حاکم کو صورتحال سے مطلع کیا چنانچہ اس نے دوسرے امراء اور حکام کو جمع کر کے ان کا حوصلہ بڑھایا اور ان سے وفاداری کا حلف لیا، اس کے بعد اس نے اتابک فخر الدین ابن شیخ کے ذریعے معظم توران شاہ کو اطلاع دی اور اسے قلعہ کیفا سے مصر بلوالیا

انگریزوں کی شکست:......اس کے بعد ملک صالح کی وفات کی خبر سب جگہ پھیل گئی اور انگریزوں کو بھی اس کی اطلاع مل گئی چنانچہ انگریز مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے پر بڑی مستعدی کے ساتھ تیار ہو گئے اور آہستہ آہستہ مسلمانوں کو شکست دے دی، اس جنگ میں اتابک فخر الدین بھی شہید ہوئے مگر مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے پلٹ کر حملہ کرنے کی ہمت عطا فرمادی چنانچہ انگریزوں کو شکست ہو گئی۔

توران شاہ کی مصر آمد:......اس دوران معظم توران شاہ مصر وارد ہو گیا اس نے کیفا میں تین ماہ حکومت کی تھی چنانچہ مسلمانوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کو حکمران تسلیم کر لیا۔

اس کے بعد انگریزوں سے زبردست جنگ ہوئی اور انکا سمندری بیڑہ دشمن کے جنگی بیڑے پر غالب آ گیا چنانچہ انگریز دمیاط سے جانے پر اس شرط کے ساتھ رضامند ہو گئے کہ انہیں بیت المقدس دے دیا جائے مگر مسلمانوں نے یہ شرط نہیں مانی اور ان پر مختلف سمتوں سے حملے کرنے لگے اور جب وہ بھاگنے لگے تو ان کا پیچھا کیا جس پر گھبرا کر انہوں نے اپنی شکست مان لی۔

شاہ فرانس کی گرفتاری:......شاہ فرانس جو کہ فرنس مشہور تھا مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا اور اس کی فوج کے تیس ہزار سے زائد افراد مارے گئے تھے پھر اسے اس گھر میں قید کیا گیا تھا جو فخر الدین بن لقمان کے گھر کے نام سے مشہور تھا اور اس کی نگرانی صبیح معظمی نامی غلام کے ذمہ تھی اس کے بعد توران شاہ مسلمانوں کو لے کر مصر واپس پہنچ گیا۔

آزاد کردہ غلاموں کی چپقلش:......معظم توران شاہ اپنے ساتھ قلعہ کیفا سے آزاد کردہ غلاموں کا ایک گروپ لایا تھا جو یہاں موجود ملک صالح کے غلاموں پر حاوی ہو گئے اور انہوں نے ان کی حیثیت بالکل ختم کر کے رکھ دی تھی۔

بحریہ موالی:......صالح ایوب کے آزاد کردہ غلاموں کا ایک گروپ بحریہ کہلاتا تھا اس نے انہیں مقیاس کے سامنے دریا کے نزدیک قائم کردہ قلعے میں آباد کیا تھا، یہ گروپ ملک صالح کا بہت مخلص اور وفادار تھا اس کا سردار بیبرس تھا، یہ وہی شخص ہے جسے ملک صالح نے اسماعیل کا ساتھ دینے والی خوارزمی فوج کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا۔

یہ لوگ پہلے تو دشمن کے ساتھ تھے مگر صالح انہیں پیار ومحبت سے اپنے قریب لے آیا اور انہوں نے ہی اس کے افواج کے ساتھ مل کر انگریزوں پر حملہ کر کے شکست دیدی تھی اور دمشق بھی ان ہی کی مدد سے فتح ہوا تھا۔

بیبرس:......ملک صالح بیبرس سے ناراض ہوگیا تھا ۶۴۴ھ میں اسے جان کی امان دیدی تو یہ مصر آ گیا، صالح نے اسے کسی وجہ سے قید کر دیا تھا مگر پھر رہا کر دیا۔

صالح کے خاص افراد میں ایک شخص قلاون صالحی بھی تھا یہ عادل کے غلام علاؤ الدین قراسنقر کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھا، قراسنقر ۶۴۵ھ میں مر گیا تو صالح نے قانون شریعت کے مطابق اسے اس کا وارث بنا دیا تھا۔

توران شاہ کے خلاف سازش:......اقطامی جامدار ایک ترکمانی بھی صالح کے خاص لوگوں میں سے تھے وہ اس بات پر سخت ناراض تھے کہ معظم توران شاہ نے اپنے مخصوص افراد کو ان پر مسلط کر دیا تھا اور وہ ان پر حکم چلاتے تھے لہذا انہوں نے بغاوت کر کے توران شاہ کو قتل کرنے کا پروگرام بنالیا۔

توران شاہ کا قتل:......توران شاہ انگریزوں کے خلاف فتح حاصل کر کے جب واپس آ رہا تھا تو اسی باغی گروپ نے اس پر حملہ کر دیا، بیبرس تلوار لے کر اسی کی طرف بڑھا تو یہ برج کی طرف بھاگنے لگا مگر انہوں نے برج کو آگ لگا دی چنانچہ سمندر کی طرف بھاگا تو ان لوگوں نے پیچھے کی طرف سے تیر مارے چنانچہ یہ سمندر میں کود گیا اور اسی میں جاں بحق ہوگیا، مصر میں صرف دو ماہ اس کی حکومت رہی۔

ملکہ شجرۃ الدر، ام خلیل:......توران شاہ کے قاتل گروپ نے ام خلیل شجرۃ الدر کو مصر کی ملکہ مقرر کر دیا، یہ ملک صالح کی بیوہ اور اس کے مرحوم بیٹے خلیل کی والدہ تھی چنانچہ اس کا نام خطبوں میں پڑھا جانے لگا اور سکہ پر بھی اس کا نام ڈھلوایا گیا، سرکاری خطوط میں اس کے نام کی مہر لگائی جانے لگی اور مونوگرام بھی بنا دیا گیا، فوج کا کمانڈر عزالدین جاشنگیر ایک ترکمانی کو مقرر کیا گیا

فتح دمیاط:......جب سلطنت کے سب کام درست چلنے لگے تو شاہ فرانس نے پیش کش کی کہ دمیاط کا شہر لے کر مجھے چھوڑ دیا جائے لہذا اس پر عمل ہوا، ۶۴۸ھ میں مسلمان دمیاط پر قابض ہو گئے، یہ بہت بڑی فتح تھی جو مسلمانوں کو حاصل ہوئی چنانچہ شعراء کے اس سلسلے میں بڑے مقابلے ہوئے انہوں نے اس فتح کے بارے میں نظمیں لکھیں ان میں سے دمشق کے سابق نائب حاکم جمال الدین بن مطروح کے اشعار اب تک بہت مشہور ہیں۔

ابن مطروح کی نظم:......

قل للفرنسس اذا جئته ☆ مقال صدق عن قؤول فصیح

آجرك الله علی ما جری ☆ من قتل عباد یسوع المسیح

(ترجمہ) جب تم فرنسیس کے پاس جاؤ تو اسے ایک فصیح اور خوش کلام شاعر کی یہ بات کہہ دینا کہ اللہ تمہارا بھلا کرے کہ تمہاری وجہ سے یسوع مسیح کو پوجنے والے اتنے سارے لوگ مارے گئے۔

اتیت مصر تبتغی ملکها ☆ تحسب ان الزمر بالطبل ریح

فساقك الحین الی ادهم ☆ ضاق بهم فی ناظریك الفسیح

وکل اصحابك اودعتهم ☆ بسوء تدبیرك بطن الضریح

خمسون الفالایری منهم ☆ الاقتیل او اسیر جریح

وفقك الله لامثالها ☆ لعلنا من شرکم نستریح

(ترجمہ) تم مصر کا ملک چھیننے آئے تھے اور سمجھے تھے کہ طبلہ میں صرف ہوا بھری ہے تمہاری موت تمہیں ایسے تاریک قید خانہ میں لے آئی جہاں تمہیں وسیع دنیا بھی تنگ لگے گی، تم نے اپنی بے عقلی کی وجہ سے اپنے ساتھیوں کو قبر میں گرا دیا جو کہ تعداد میں پچاس ہزار تھے جو کہ مارے گئے، زخمی ہوئے یا گرفتار ہو گئے، خدا تمہیں ایسی ہی توفیق اور بھی دے تا کہ ہم تمہارے شر سے مامون ہو جائیں۔

ان کان بابا کم جذارا ضیا ☆ فرب غش قدائی من تصیح

لو کان ذار شد علی زعمکم ☆ ماکان یستحسن هذا القبیح

فقل لهم ان اضمرو عودةً ☆ لاخذ ثار ااور لقصد قبیح

دار ابن لقمان علی حالها ☆ والقید باق والطواشی صبیح

(ترجمہ) اگر تمہارا ابا اس سے راضی تھا تو کبھی کبھار دھوکہ خیر خواہ سے بھی سرزد ہو جاتا ہے اگر وہ تمہارے خیال میں ہدایت یافتہ تھے تو اس قبیح فعل کو اچھا نہ سمجھتے تھے، ان انگریزوں سے کہہ دو کہ اگر انکا مصر آنے کا خفیہ ارادہ ہو تو وہ انتقام لینے آنا چاہیں یا کسی بھی برے ارادے سے تو یاد رکھو کہ ابن لقمان کا گھر ابھی تک باقی ہے بیڑیاں بھی موجود ہے اس کی نگرانی پر مقرر خصی غلام صبیح بھی موجود ہے۔

آخری شعر میں لفظ طواشی اہل مشرق کی لغت میں خصی کو کہتے ہیں اور اسے خادم بھی کہا جاتا ہے۔

فتح الدین عمر:......جب توران شاہ کے قتل کے بعد اس کے امراء شجرۃ الدر کو ملکہ بنایا گیا تو شام میں موجود ایوبی خاندان کو یہ بات ناگوار گذری اس وقت کرک اور شوبک کا حکمران بدر الدین صوابی تھا اسے صالح نے مقرر کر کے اپنے بھتیجے فتح الدین عمر بن عادل کو قید رکھا ہوا تھا، بدر نے اسے رہا کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ناصر کی دمشق میں حکومت:......اس دور میں جمال الدین یغمور دمشق کا حکمران تھا اس نے وہاں شاہی محل کے امراء کے اتفاق سے حلب کے حاکم ناصر کو بلا کر دمشق کا بادشاہ بنانے کا فیصلہ کیا چنانچہ اس فیصلے کے مطابق ناصر دمشق پہنچا اور حکومت سنبھال لی اور صالح ایوب کے غلاموں کے ایک گروپ کو گرفتار کر لیا۔

مصر میں موسیٰ اشرف کی حکومت:......پھر جب ناصر کی تاج پوشی کی خبر مصر پہنچی تو انہوں نے ملکہ کو معزول کر کے موسیٰ اشرف بن مسعود بن کامل کو مصر کا بادشاہ بنا دیا، یہ وہ شخص ہے جس کا بھائی یوسف التسر اپنے باپ مسعود کے بعد یمن کا حکمران بنا تھا، مصریوں نے موسیٰ اشرف کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسے مصر کے شاہی تخت پر بٹھا دیا اور ایک ترکمانی کو اس کا نائب بنا دیا۔

ادھر غزہ میں ترکوں نے بغاوت کر دی اور کرک کے حاکم مغیث سے وفاداری کا اعلان کر دیا اس پر مصر کے ترکوں نے خلیفہ مستعصم کی اطاعت کا اعلان کر کے دوبارہ اشرف اور اسی کے اتالیق کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

شامی فوج کا میدان سے فرار:......اس صورتحال میں ناصر یوسف دمشق سے اپنی فوج لے کر مصر کی طرف بڑھا تو مصر سے بحریہ گروپ کے سربراہ اقطامی جامدار کی کمان میں مصر کی فوج آئی لہذا شام کی فوج مصر کا لشکر دیکھ کر فرار ہو گئی۔

ایوبی امراء کی میٹنگ:......ناصر یوسف کو ناصر داؤد کی کوئی شکایت ملی تھی اس پر اس نے ناصر داؤد کو حمص میں قید کر دیا اور پھر ایوبی خاندان کے امراء کی ایک میٹنگ دمشق میں بلائی چنانچہ حمص سے موسیٰ اشرف، بعلبک سے صالح اسماعیل معظم توران شاہ بن صلاح الدین، نصر الدین بن صلاح

الدین، امجد حسام الدین ناصر، ظاہر شاہ بن ناصر، کرک کا حکمران داؤد، تقی الدین، عباس بن عادل، یہ سب میٹنگ میں شریک ہوئے۔

مصری اور شامی فوج کی جنگ:......اس کے بعد ناصر یوسف نے اپنی اگلی فوج کو لؤلؤ ارمنی کی کمان میں مصر کی طرف روانہ کیا، مقابلے پر ایبک ترکمانی آیا اور اس دوران صالح اسماعیل کے بیٹے رہا کر دیئے گئے انہیں حد بانی نے بعلبک سے پکڑا تھا اور انہیں چھوڑا اس لئے گیا تا کہ یہ اپنے باپ کو مجرم قرار دیں اور لوگ اس سے بدگمان ہو جائیں، بہر حال عباسیہ کے مقام پر جنگ ہوئی اور مصری افواج کو شکست ہوئی، شام کی فوج نے پیچھا کیا تو ایبک ثابت قدم رہا اور ایسے میں دمشق کی فوج کے کچھ دستے مصری فوج میں شامل ہو گئے پھر ایبک نے پلٹ کر حملہ کیا جس سے دمشق کی فوج شکست کھا کر ادھر ادھر بھاگ گئی۔

ایوبی امراء قید میں:......پھر شامی کمانڈر نے لؤلؤ کو گرفتار کر کے ایبک کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اسے قتل کر دیا، اسماعیل صالح، اشرف موسیٰ، توران شاہ معظم اور اس کے بھائی بھی گرفتار ہو گئے، مصری فوج جو بھاگی تھی واپس آ گئی ان کے تعاقب میں جانے والی شامی فوج کو ناصر کی شکست کا پتہ چلا تو وہ بھی واپس چلی گئی اس کے بعد ایبک مصر واپس آ گیا اور ایوبی امراء کو ایک قلعہ میں قید کر دیا۔

صالح اسماعیل کا قتل:......اس کے بعد صالح اسماعیل کے وزیر یغمور کا قتل ہو گیا جو کہ اس کے بیٹوں کے ساتھ بعلبک میں قید تھا، صالح اسماعیل کو بھی جیل ہی میں مار دیا گیا اس کے بعد ناصر دوبارہ فوج جمع کر کے غزہ روانہ ہوا جہاں اس کا مقابلہ فارس الدین اقطامی سے ہوا، ناصر نے اسے شکست دے کر غزہ پر قبضہ کر لیا پھر ناصر اور مصر کے امراء کے سفیروں کی سطح پر مذاکرات ہوئے اور ۶۵۰ھ میں صلح ہو گئی اور دریائے اردن کی سرحد پر مقرر کر دیا گیا۔

ناصر داؤد کا حال:......اس کے بعد ایبک نے حسام الدین حد بانی کو رہا کر دیا تو وہ دمشق چلا گیا اور وہاں ناصر کے پاس رہنے لگا پھر خلیفہ مستعصم نے ناصر داؤد کے بارے میں رہائی کی سفارش کی چنانچہ ناصر یوسف نے اسے چھوڑ دیا لہذا ناصر داؤد اپنے بیٹوں کے ساتھ خلیفہ کے پاس بغداد گیا مگر خلیفہ نے بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا اس نے خلیفہ سے اپنی امانت مانگی تو اس نے وہ بھی نہیں دی لہذا وہ بغداد کے باہر ہی رکا رہا پھر خلیفہ کی سفارش پر دمشق چلا گیا اور وہیں مقیم ہو گیا۔

اقطامی کا قتل:......پہلے گذر چکا ہے کہ مصر کے ترکمانی حکمرانوں نے اشرف موسیٰ کے ہاتھ بیعت کر لی تھی اور اسی کا خطبہ پڑھا، سلطنت کا منتظم ایبک تھا ایبک خود مختار بادشاہ بننا چاہتا تھا مگر بحریہ گروپ کا سربراہ اقطامی جامدار اسے اختلاف رکھتا تھا اور اس کا مرتبہ کم کرنے کی کوشش کرتا تھا اس لئے ایبک نے تین غلام اس کے قتل پر مقرر کر دیئے جنہوں نے شاہی محل کی ایک گلی میں اس پر چھپ کر اچانک حملہ کر کے ۶۵۲ھ میں مار ڈالا، چونکہ بحریہ گروپ کا کرتا دھرتا یہی تھا اس لئے وہ وہاں سے بھاگ کر ناصر کے پاس چلے گئے۔

ایبک کی بادشاہت:......پھر ایبک خود مختار اور بے لگام ہو گیا اس نے اشرف کو بادشاہت سے معزول کر کے خود بادشاہت سنبھال لی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا، اشرف ایوبی خاندان کا آخری بادشاہ ثابت ہوا پھر ایبک نے سابقہ ملکہ شجرۃ الدر سے نکاح کر لیا،

ادھر بحریہ گروپ جب ناصر کے پاس پہنچا تو اس کو تیار کیا کہ وہ مصر پر قبضہ کر لے اور اس پر بہت زیادہ اصرار کیا تو وہ تیاری کر کے غزہ روانہ ہو گیا ادھر ایبک بھی اپنی فوج لے کر عباسیہ پہنچ گیا، کچھ سپاہی ان سے بغاوت پر تیار ہو گئے کیونکہ انہیں بغاوت کی جھوٹی خبر ملی تھی چنانچہ ایبک کو بھی ان کے بارے میں شک ہو گیا اور گرفتار کرنے ہی والا تھا کہ وہ لوگ بھاگ کر ناصر کے پاس چلے گئے، اس کے بعد ناصر اور ایبک کے سفیروں کی سطح پر مذاکرات ہوئے اور دونوں کی صلح ہو گئی، عریش کو مشترکہ سرحد قرار دیا گیا۔

ناصر اور خلیفہ:......پھر ناصر نے اپنے وزیر کمال الدین کے ذریعے خلیفہ کو پیغام بھجوایا کہ وہ اس کے پاس خلعت بھیجے چونکہ اس سے پہلے ایبک خلیفہ کو تحائف اور وفاداری کا اقرار نامہ بھیج چکا تھا اس لئے خلیفہ نے ٹال مٹول کی مگر پھر ۶۵۵ھ میں اسے خلعت بھجوا دی۔

ایبک کا قتل:......۶۵۵ھ میں ملکہ شجرۃ الدر نے حمام میں ایبک کو اچانک قتل کر دیا، کیونکہ ایبک موصل کے حکمران لؤلؤ کی بیٹی سے شادی رچانے کا

پروگرام بنائے بیٹھا تھا اس لئے ملکہ نے رشک و حسد اور غیرت سے مغلوب ہوکر اسے کیفر کردار تک پہنچا دیا پھر ارکان سلطنت نے اس کے بیٹے علی کو منصور کا لقب دے کر بادشاہ بنا دیا اور اسی کے ذریعے سے ملکہ پر حملہ بھی کر دیا جیسا کہ اس کے تذکرے میں آئندہ آئیگا۔

بحریہ گروپ کا دمشق سے انخلاء:...... اقطامی جامدار کے قتل کرنے کے بعد مصر کا بحریہ گروپ ناصر کے پاس آ گیا تھا اور دمشق میں رہنے لگا مگر پھر ناصر کو ان کی وفاداری کے بارے میں شک ہوگیا اس لئے اس نے انہیں ۶۵۵ھ کے آخر میں دمشق سے نکال دیا چنانچہ یہ لوگ چلے گئے اور کرک میں فتح الدین عمر سے رابطہ کرلیا لہذا اسے غزہ سے بحریہ کے سردار بیبرس نے حکومت سنبھالنے کی دعوت دے دی۔

بحریہ اور مغیث کی شکست:...... یہ اطلاع دمشق میں ناصر کو بھی مل گئی لہذا اس نے لشکر تیار کر کے غزہ بھیج دیا وہاں جنگ ہوئی تو بحریہ گروپ شکست کھا کر کرک پہنچ گیا جہاں مغیث نے ان کا استقبال کیا اور انہیں خوب مال و دولت سے نوازا اور انہوں نے انہیں مصر کی حکومت حاصل کرنے پر تیار کیا چنانچہ اس نے بحریہ کے ساتھ مل کر مصر کی طرف پیش قدمی کی، ادھر مصری افواج بھی ایبک کے غلام قطز اور دوسرے غلاموں کی قیادت میں روانہ ہوئیں چنانچہ عباسیہ کے مقام پر جنگ ہوئی جس میں مغیث فتح الدین اور بحریہ کو شکست ہوگئی اور وہ کرک بھاگ گئے اور مصری افواج بھی واپس چلی گئیں۔

ناصر داؤد کا تذکرہ:...... اس دوران ناصر یوسف نے ناصر داؤد کو دمشق سے حج کے لئے بھیجا چنانچہ اس نے حج کے زمانہ میں یہ اعلان کر دیا کہ وہ خلیفہ سے اپنی امانت واپس لینے جا رہا ہے چنانچہ حج کے بعد یہ بغداد جا پہنچا مگر خلیفہ نے اسے مجبور کیا کہ وہ اپنی امانت سے دستبردار ہو جائیں اور اس کا اعلان کر دیں لہذا اس سے لکھوا لیا گیا اور گواہی بھی لے لی گئی پھر یہ جنگل کی طرف بھاگ گیا اور ناصر یوسف کو رحم کی درخواست لکھی اس نے اسے دمشق آنے کی اجازت دیدی۔

پھر خلیفہ مستعصم کا قاصد ناصر کے لئے خلعت لے کر آیا تو ناصر داؤد اس قاصد کے ساتھ روانہ ہوگیا اور اس کی اجازت تک قرقیسیا میں رہنے لگا مگر قاصد نے ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا لہذا وہ جنگل میں خانہ بدوشوں کے ساتھ رہنے لگا تو وہ اسے کرک کے قریب لے آئے جہاں مغیث نے اسے گرفتار کرلیا۔

ناصر داؤد کا انتقال:...... جب تاتاریوں نے بغداد پر حملہ کیا تو خلیفہ نے اسے بلوایا تاکہ اسے لشکر کے ساتھ ان کے مقابلہ پر بھیجے مگر اس وقت تک تاتاری بغداد کو تہس نہس کر چکے تھے لہذا یہ واپس آ گیا اور پھر دمشق کے کسی دیہات میں طاعون میں مبتلا ہوکر ۶۵۶ھ میں انتقال کر گیا۔

بحریہ گروپ کی کامیابی:...... جب مغیث اور بحریہ شکست کھا کر لوٹے تو ناصر نے اپنی فوج کو بحریہ کے مقابلہ پر بھیجا چنانچہ غزہ کے مقام پر جنگ ہوئی اور جنگ میں ناصر کی فوج شکست کھا گئی، بحریہ کی اس کامیابی سے ان کی طاقت کرک میں مستحکم ہوگئی اس کے بعد ناصر خود دمشق سے فوج لے کر ۶۵۷ھ میں روانہ ہوا اس کے ساتھ حماۃ کا حکمران منصور بن مظفر محمود بھی آیا تھا جب وہ کرک کے قریب پہنچے تو انہوں نے اس کا محاصرہ کرلیا۔

بحریہ کی گرفتاری:...... محاصرے میں پھنسنے کے بعد مغیث نے ناصر کو صلح کی پیشکش کی تو ناصر نے یہ شرط لگائی کہ وہ بحریہ گروپ کو گرفتار کرلے چنانچہ اس نے یہ شرط منظور کرلی مگر اس سے اس کی اطلاع بیبرس بندقداری کو مل گئی تو وہ بحریہ گروپ کے ساتھ بھاگ گیا اور ناصر کے پاس پہنچ گیا مگر کچھ لوگ جو باقی بچے تھے انہیں مغیث نے گرفتار کر کے بیڑیوں میں جکڑ کر ناصر کے پاس بھیج دیا پھر وہ کرک واپس آ گیا۔

علی بن ایبک کی معزولی:...... اس کے بعد ناصر نے اپنے وزیر کمال الدین کو مصری امراء کے پاس تاتاریوں کے خلاف متحد ہونے کی دعوت دے کر بھیجا جس وقت کمال الدین مصر میں تھا اسی دوران امراء نے علی بن ایبک کو معزول کر دیا، اور نائب حاکم اتابک قطز نے اس کی فوج اور اس کے آزاد کردہ غلاموں کو گرفتار کرلیا اور خود تخت پر بیٹھ گیا اور خطبہ بھی اسی کے نام کا پڑھا جانے لگا اس نے ان امراء کو بھی گرفتار کرلیا جن کی طرف سے مزاحمت کا خطرہ تھا، کمال الدین نے ناصر کو مصری امراء کی رضامندی اور امداد کے وعدے کا یقین دلا کر رخصت کیا۔

تاتاریوں کی فتوحات:...... اسی دور میں تاتاری بادشاہ ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کیا اور اس پر قبضہ کرلیا، تاتاریوں نے خلیفہ مستعصم کو قتل کر کے

وہاں سے مسلمانوں کا نام ونشان مٹادیا، یہ سانحہ عظیم قیامت کے آثار میں سے تھا جس کا حال خلافت عباسیہ میں گذر چکا اور آگے تاتاریوں کے تذکرے میں آئے گا۔

جب دمشق کے حکمران ناصر کو اس کا پتہ چلا تو اس نے ہلاکو خان سے فوراً اچھے تعلقات بنانے کی کوشش شروع کر دی چنانچہ اس نے اپنے بیٹے العزیز محمد کو سلطان ہلاکو خان کے پاس تحفے دے کر بھیجا مگر اس کا کوئی فائدہ نہ ہوسکا پھر ہلاکو خان نے میافارقین پر حملہ کروایا وہاں کا حکمران کامل بن مظفر تھا، تاتاریوں نے دو سال تک اس کا محاصرہ کیے رکھا اس کے بعد انہوں نے ۶۵۸ھ میں شہر فتح کر کے حکمران کو قتل کر دیا پھر اس نے اربل کی جانب بھی لشکر روانہ کیا جس نے چھ ماہ کے محاصرہ کے بعد اسے فتح کر لیا۔

رومی حکام کی اطاعت:......جب ہلاکو خان بغداد فتح کر چکا تو اسکے فوراً بعد کیخسرو کے بیٹے جو کہ بلاد روم کے حکمران تھے ہلاکو خان سے ملنے آئے اور اس سے وفاداری اور اطاعت کا وعدہ واظہار کر کے لوٹ گئے۔

لؤلؤ کی وفات:......جب ہلاکو خان آذربائیجان پہنچا تو موصل کا حاکم لؤلؤ وفد لے کر اس کے پاس آیا اور اس نے ہلاکو خان کا وفادار ہونے کا اعلان کر دیا، واپس آنے کے بعد اس کا انتقال ہو گیا اس کے بعد موصل کا حکمران اس کا بیٹا صالح بنا اور سنجار میں اس کا دوسرا بیٹا حکمران بنا۔

ہلاکو خان اور ناصر:......اس کے بعد ناصر نے اپنے بیٹے کو تحفہ دے کر ہلاکو خان کے پاس دوستی کے لئے پیغام بھیجا اور خود نہ آنے کی معذرت کی کہ اسے شام کی ساحلی علاقوں پر انگریزوں سے خطرہ ہے، ہلاکو خان نے اس کے بیٹے کا استقبال کیا اور اس کا عذر قبول کر لیا اور صلح و دوستی کے انداز سے اسے واپس بھیجا۔

ہلاکو خان کے حملے:......اس کے بعد ہلاکو خان حران کی طرف گیا اور اپنے بیٹے کو حلب روانہ کیا جہاں معظم توران بن صلاح الدین جو ناصر کا نائب حکمران تھا فوج لے کر آگے آیا، ادھر تاتاری فوج کمین گاہ میں چھپ گئی اور جب مسلمان فوج ان سے آگے نکلے تو انہوں نے نکل کر اس پر حملہ کر دیا اور مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچایا، ناصر یوسف کو یہ اطلاع اس وقت ملی جب وہ دمشق کے قریب ۶۵۸ھ کی ایک بغاوت فرو کرنے گیا ہوا تھا، حماۃ کا حکمران مظفر بھی اس کے ساتھ حالات کے رخ کا منتظر تھا۔

غلاموں کی بغاوت:......پھر ناصر کو یہ اطلاع ملی کہ اس کے غلاموں کا ایک گروپ بغاوت پر تلا ہوا ہے چنانچہ یہ واپس آیا تو غلام غزہ بھاگ گئے اس طرح ان کی بری نیت کا علم ہوا اور یہ پتہ چلا کہ وہ اس کے بھائی ظاہر کو بادشاہ بنانا چاہتے ہیں اس پر اسے سخت غصہ آیا اتنے میں ظاہر بھی ان کے پاس غزہ پہنچ گیا اور انہوں نے کھلم کھلا بغاوت کر کے اسے بادشاہ بنا دیا۔

بیبرس مصر میں:......ان کے ہمراہ بیبرس بندقداری بھی تھا مگر اسے ان کی ناکامی کا احساس ہو گیا اس لئے اس نے مصر کے حکمران مظفر قطز سے رابطہ کر کے پناہ حاصل کر لی اور مصر چلا گیا وہاں اس کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا اور قلبوب کا پورا علاقہ اسے جاگیر میں دے دیا گیا۔

حماۃ اور حلب پر ہلاکو خان کا قبضہ:......ہلاکو خان کے دریائے فرات کے اس پار ایک علاقہ فتح کر کے وہاں سے ناصر کے بھائی اسماعیل کو جیل سے رہا کر کے اس کے علاقوں کی جانب حکمران بنا کر بھیج دیا، یہ علاقے بانیاس اور صبینہ تھے اس کے بعد ارزن کا حکمران توران شاہ کے پاس آیا اور اسے ہلاکو کی وفاداری کی ترغیب دی مگر اس نے انکار کر دیا چنانچہ ہلاکو خان نے اس پر حملہ کر کے حلب فتح کر لیا اور وہاں کے لوگوں کو جان کی امان دیدی، اور توران شاہ اور اس کی افواج قلعہ بند ہو گئیں۔ ادھر حماۃ والوں نے ہلاکو خان کو وفاداری کا پیغام بھیجا اور کہا کہ کوئی حکمران نامزد کر کے بھیج دیں لہذا ہلاکو خان نے ایک کمانڈر کو ان کا حاکم بنا کر بھیج دیا اس کا نام خسرو خان تھا اور اس کا سلسلہ نسب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تک پہنچتا تھا۔

ناصر کا احوال:......ناصر کو یہ اطلاع ملی کہ ہلاکو خان نے حلب فتح کر لیا ہے تو وہ دمشق سے بھی بھاگ گیا اور وہاں ایک نائب مقرر کر دیا پھر یہ غزہ پہنچا جہاں اس کے غلام اور بھائی بھی موجود تھے اس دوران تاتاری نابلس پر فوجوں کو مار کر قابض ہو گئے، ناصر غزہ سے عریش پہنچ گیا اور اس نے اپنے

قاصد سلطان قطز کے پاس روانہ کئے اور کہا کہ متحد ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے، چنانچہ ناصر فوج لے کر بڑھا اور پھر مصریوں سے بدگمان ہو گیا تو ظاہر اور صالح اشرف کے ساتھ جنگلوں میں نکل گیا، حماۃ کی فوج مصر پہنچ گئیں جہاں قطز نے ان کا خیر مقدم کیا اور انہیں اپنے ساتھ مصر لے گیا۔

شام پر ھلاکو خان کا قبضہ:......اس کے بعد تاتاری فوج نے دمشق اور شام کے تمام علاقوں پر غزہ تک قبضہ کر لیا اور ہر علاقے میں اپنا نمائندہ حکام مقرر کر دیئے اس کے بعد حلب پر بھی قبضہ کر لیا وہاں بحریہ گروپ کے کچھ لوگ قید تھے ان میں سنقر اشقر بھی تھا چنانچہ ھلاکو خان نے انہیں اپنے ایک بڑے امیر سلطان حق کے حوالہ کر دیا اس کے بعد ھلاکو خان نے حلب کا حکمران عماد الدین قزوینی کو مقرر کر دیا اس وقت وہ حلب میں تھا تو اس کے پاس اشرف موسیٰ بن منصور (حمص کا سابق حکمران) آیا اس سے ناصر نے حمص چھین لیا تھا، ھلاکو خان نے دوبارہ اسے حمص کا حکمران بنا دیا ھلاکو خان شام کے علاقے کے انتظامات کے سلسلے میں اس سے مشورہ لیتا تھا۔

قلعوں اور فصیلوں کی بربادی:......پھر ھلاکو خان نے قلعہ حارم فتح کر کے تباہ کر دیا اور حلب کے فصیلوں اور قلعوں کو بھی اسی طرح تباہ کر کے ڈھا دینے کا حکم دے دیا، یہی حکم حماۃ اور حمص کے بارے میں بھی دیا اس کے بعد تاتاریوں نے طویل محاصرے کے بعد دمشق کا قلعہ فتح کر کے تباہ کر دیا پھر بعلبک کے قلعے کی باری آئی، اس کے بعد صبینہ پر حملہ کیا وہاں کا حکمران سعید بن عبد العزیز بن عادل تھا انہوں نے صلح کے ساتھ اسے فتح کر لیا اور وہ ان کے ساتھ ہی روانہ ہوا اسی زمانہ میں ھلاکو خان کے پاس دمشق کے ایک عالم فخر الدین بن الترکی پہنچے اس نے انہیں قاضی بنا دیا۔

ناصر کی گرفتاری:......اس کے بعد ھلاکو خان نے عراق واپسی کا پروگرام بنایا چنانچہ تاتاری دریا عبور کر گئے اس وقت ھلاکو خان نے شام کے پورے علاقے کا حکمران کتبغاء نامی ایک بڑے تاتاری امیر کو بنایا تھا پھر اس نے عماد الدین قزوینی کو معزول کر کے دوسرے شخص کو حلب کا حکمران بنا دیا۔

ادھر ناصر جب ھلاکو سے بچ کر جنگلوں میں گھسا تو وہاں کی حالت دیکھ کر گھبرا گیا لہذا اس کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ ھلاکو خان کے پاس چلا جائے چنانچہ وہ شام کے نائب حاکم کے پاس اجازت لینے گیا چنانچہ نائب حاکم کتبغاء اسے گرفتار کر کے عجلون لے گیا وہاں اس کے کہنے پر عجلون والوں نے شہر ھلاکو خان کے حوالہ کر دیا۔

ہلاکو خان اور ناصر کی ملاقات:......اس کے بعد ناصر کو ھلاکو خان کے پاس بھیج دیا گیا وہ پہلے دمشق گیا پھر حماۃ پہنچا وہاں حمص کا حکمران اشرف اور نائب خسرو دونوں موجود تھے یہ دونوں اس کے استقبال کو نکلے، اس کے بعد ناصر کی ھلاکو سے حلب میں ملاقات ہوئی جہاں اس نے اس کا خیر مقدم کیا اور اسے اس کے وطن واپس بھیجنے کا وعدہ کیا۔

کنیسۂ مریم:......اس دوران ایک واقعہ ہوا کہ دمشق کے مسلمانوں نے وہاں کے عیسائیوں پر حملہ کر کے ان کے ایک بڑے گرجہ کنیسۂ مریم کو تباہ کر دیا، دمشق کا تاریخی کنیسۂ اس حصے میں واقع تھا جسے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دور فاروقی میں فتح کیا تھا ایک اور بڑا گرجا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پناہ دے کر فتح کئے جانے والے علاقے میں تھا چنانچہ حضرت خالد کے دور حکومت میں انہوں نے یہ گرجا خرید کر اسے جامع مسجد میں شامل کرنا چاہا اور بڑی قیمت کی پیشکش کی مگر عیسائی نہ مانے، لہذا انہوں نے زبردستی اسے گرا کر جامع مسجد میں شامل کر دیا۔

اس کے بعد حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے دور میں عیسائیوں نے اپنے اس گرجے کا معاوضہ مانگا تو انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے فتح کئے ہوئے علاقے والا گرجا انہیں دے دیا، یہی کنیسۂ مریم ہے۔ یہ واقعہ پہلے گزر چکا ہے۔

تاتاریوں کو شکست:......آخر کار تاتاریوں کے بڑھتے مظالم کے جواب میں مسلمان افواج مصر میں جمع ہوئیں اور سلطان قطز کی کمان میں تاتاریوں سے جنگ کے لئے شام کی طرف روانہ ہوئیں، اس فوج میں حماۃ کا حکمران منصور اور اس کا بھائی افضل بھی شریک تھا، اسلامی لشکر کے مقابلہ کے لئے شام کا تاتاری نائب حاکم کتبغاء آیا اس کے ساتھ حمص کا حاکم اشرف اور صبینہ کا حکمران سعید بن عبد العزیز بھی تھے۔

دونوں فوجوں کی غور کے علاقے جالوت میں زبردست جنگ ہوئی آخر کار تاتاری فوج کو شکست ہوگئی اور ان کا کمانڈر کتبغاء مارا گیا ان کا حلیف

سعید بن عبدالعزیز گرفتار ہو گیا جسے سلطان قطز نے قتل کر دیا اور اس کے بعد اس نے شام کے پورے علاقے پر قبضہ کر لیا اور حماۃ کے حکمران منصور کو اس کے عہدے پر برقرار رکھا۔

سلطان قطز کا قتل:......اس کے بعد راستے میں بیبرس بندقداری نے قطز کو قتل کر دیا اور اس کی جگہ خود مصر کے تخت پر بیٹھ گیا اور اپنا لقب الظاہر رکھا جیسا کہ آگے اس کا مستقل تذکرہ آئیگا۔

ناصر کا قتل:......اس کے بعد تاتاری افواج نے شام کی طرف پیش قدمی کی مگر ہلاکو خانہ جنگیوں کی بناء پر اس طرف توجہ نہ دے سکا اسے کتبغاء کی ہلاکت کا بڑا دکھ تھا اس لئے اس نے ناصر کو بلوایا اور قتل کی ذمہ داری اس پر ڈال دی کہ اس نے شام کا معاملہ آسان کہہ کر اس کی اہمیت سے غافل رکھا تھا اور ہمیں دھوکہ دیا تھا، ناصر نے اس بارے میں عذر معذرت پیش کرنے کی کوشش کی مگر ہلاکو خان نے اسے تیر مار کر قتل کر دیا۔

ایوبی سلطنت کا خاتمہ:......اس کے بعد ہلاکو نے اس کے بھائی ظاہر اور صالح بن اشرف موسیٰ کو بھی قتل کر دیا البتہ عزیز بن ناصر کے لئے ہلاکو کی بیوی نے سفارش کر دی، چونکہ ہلاکو خود بھی اسے پسند کرتا تھا اس لئے اسے چھوڑ دیا، اس طرح شام کے علاقے سے بنوایوب کے سلطنت کا خاتمہ ہو گیا اور مصر و شام دونوں میں ترک غلاموں کی حکومت قائم ہوگئی۔

ایوبی کی جزوی حکومت:......شام میں ایوبی خاندان کی صرف ایک جزوی ریاست باقی رہی تھی یعنی منصور بن مظفر حماۃ کا حکمران باقی رہا تھا کیونکہ سلطان قطز نے اس کو اپنی طرف سے حکمران برقرار رکھا اور اس کے بعد سلطان ظاہر بیبرس نے بھی اس کو برقرار رکھا اور پھر منصور کے بعد اس کی اولاد بھی ترک خاندان کی فرمانبرداری میں حکومت کرتی رہی حتیٰ کہ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کا بھی خاتمہ ہو گیا اور اس علاقہ پر دوسرے لوگوں کا قبضہ ہو گیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائیگا۔

الحمد للہ جلد ششم کا حصہ دوم

ختم ھوا